UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226458
UNIVERSAL
LIBRARY

١٧٨٢

المنزل الرابع

سورۂ بنی اسرآءیل مکیۃ وھی مائۃ واحدی عشرۃ ایۃ واثنا عشر رکوعا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان ہے نہایت رحم والا

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا

پاکذات ہے جو لے گیا اپنے بندہ کو راتی رات ادب والی مسجد سے پرے مسجد تک جسمیں ہمنے خوبیاں رکھی ہیں

حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

منزل ۴

کہ دکھاویں اسکو کچھ اپنی قدرت کے نمونے وہی ہے سنتا دیکھتا

صحیحین اور کتب حدیث میں معراج کی جو کیفیت اور حال ہے اُسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں حطیم میں جو بیت اللہ کی مغرب کی طرف ایک چار دیواری ہے لیٹا ہوا تھا کہ اللہ کی طرف سے ایک شخص نے آکر میرا سینہ چاک کیا اور آب زمزم سے میرا دل دھوکر اور حکمت اور ایمان سے بھر کر پھر سینہ میں رکھدیا اور پھر ایک جانور سفید رنگ پر جسکا نام براق ہے میں سوار ہوا جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا اور حضرت جبرئیل میرے ساتھ ہوئے اور ہم بیت المقدس پہونچے وہاں نماز کا وقت آگیا حضرت جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑ کے امام بنایا میں نے نماز پڑھائی اور سب انبیا بھی موجود تھے اُنھوں نے مقتدی بنکر میرے پیچھے نماز پڑھی پھر میں اور حضرت جبرئیل اول آسمان پر پہونچے حضرت جبرئیل نے دربانوں سے آسمان کا دروازہ کھولنے کو کہا دربانوں نے پوچھا کہ تم کون ہو حضرت جبرئیل نے جواب دیا محمد ہیں دربانوں نے کہا کیا یہ بلائے ہوئے آئے ہیں حضرت جبرئیل نے کہا کہ ہاں پہر اول آسمان پر حضرت آدم سے ملاقات ہوئی اسی طرح ہر ایک آسمان کے دروازے حضرت جبرئیل نے کھلوائے اور ہر ایک آسمان پر حضرت عیسے و موسے و ابراہیم وغیرہ سے ملاقات ہوئی پھر عرش معلے کے دائیں طرف ایک بیری کا پیڑ ہے جسکے پتے ہاتھی کے کان کے برابر تھے جس کا نام سدرۃ المنتہے ہے وہاں پہونچے اس بیری پر سنہری پروانے نہایت خوبصورت

طرح طرح کے تھے اور اللہ کے نور کی تجلی کی وہ کیفیت تھی جسکو میں بیان نہیں کر سکتا پھر پہلے پچاس نمازیں دن رات میں فرض ہوئیں اور حضرت موسےٰ کے مشورہ دینے سے کئی دفعہ کی میری تخفیف کی التجا میں آخر کو پانچ رہیں اکثر صحابہ کا یہ مذہب ہے کہ معراج کی رات آنکھوں کی ظاہری بصارت سے تو آنحضرت نے اللہ کے نور کی تجلی فقط دیکھی ہے ہاں دل کی بصیرت سے اپنی عمر میں خود اللہ تعالیٰ کو آپ نے دیکھا ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے یہ جو روایتہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے اسکا سبب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس سے اس باب میں دو طرح کی روایتیں آئی ہیں ایک تو وہ روایتیں ہیں جنمیں فقط یہ مطلق ذکر ہے کہ آنحضرت نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے ان مطلق روایتوں کو نسائی حاکم ابن خزیمہ اور ابن اسحاق نے روایتہ کیا ہے۔ دوسری روایتیں وہ ہیں جن میں دل سے دیکھنے کی قید ہے ان روایتوں کو مسلم وغیرہ نے روایتہ کیا ہے حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان مطلق روایتوں کے یہی معنے ہیں کہ دل کی آنکھوں سے آنحضرت نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے کیونکہ صحیح مسلم اور تفسیر ابن مردویہ میں سند صحیح سے جو حضرت عبداللہ بن عباس کی روایتہ ہے اس میں خود حضرت عبداللہ بن عباس نے اس بات کو اچھی طرح ظاہر اور خوب کھولکر صاف لفظوں میں بیان کر دیا ہے کہ جسم کی آنکھوں سے آنحضرت نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا بلکہ دل کی آنکھوں سے دیکھا ہے غرض جسم کی آنکھوں سے آنحضرت کا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا کسی حدیث یا کسی صحابی کے قول سے صاف طور پر ثابت نہیں ہوتا ہے اسی واسطے حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اس مسئلہ کو سب صحابہ کا اجماعی مسئلہ ٹھہرایا ہے اور صاف کہہ دیا ہے کہ آنحضرت کا جسم کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھنا کسی صحابی کا بھی مقولہ نہیں ہے یہ بھی ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ آنحضرت کا اللہ تعالیٰ کو دل کی آنکھوں سے دیکھنا اس طرح کا نہیں تھا کہ جسطرح دل میں ایک چیز کا تصور آجاتا ہے کیونکہ اس طرح کا اللہ کا تصور تو ہر مسلمان کے دل میں ہے بلکہ جسطرح کی بینائی کی قوت اللہ نے آنکھوں میں پیدا کی ہے وہ قوت اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کے دل میں پیدا کی اور آنحضرت نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور باتیں کیں پہلے جب اللہ نے پوچھا کہ محمدؐ تم کو کچھ معلوم ہے کہ یہ اسوقت آسمان پر فرشتے کس چیز کے ثواب کے لکھنے میں جھگڑ رہے ہیں تو آنحضرت نے جواب دیا کہ اللہ مجھکو خبر نہیں پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ آنحضرت کے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھا تو آنحضرت فرماتے ہیں کہ اس ہاتھ کے رکھتے ہی مجھکو آسمان و زمین کا سب حال کھل گیا اور میں نے اللہ تعالیٰ کو جھٹ جواب دیدیا کہ اس وقت فرشتے جاڑے کے موسم میں وضو اور مسجد میں جانے کے ثواب کے لکھنے پر جھگڑ رہے ہیں اس حدیث کو امام احمد ابن حنبل نے اپنی مسند میں صحیح روایتہ سے خوب تفصیل کے ساتھ روایتہ کیا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ آنکھوں سے کسی چیز کو دیکھنے سے مقصد یہی ہے کہ وہ چیز دل میں تہ نشین ہو جاوے اور دنیا کی بینائی میں اللہ کے دیکھنے کی قوت نہیں چنانچہ صحیح مسلم اور صحیح ابن خزیمہ کی روایتہ میں آپ نے صاف فرمادیا ہے کہ جب تک آدمی مر کر پھر نہ جیوے خدا کو ہرگز نہیں دیکھ سکتا اسواسطے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کے دل میں ایک خاص قوت بینائی کی پیدا کی تاکہ آنحضرت کے دل میں اللہ تعالیٰ کی صورت

منزل ۴

خوب تہ نشین ہو جاوے اور اس تہ نشینی میں ایک فصول واسطہ آنکھون کا بھی باقی نرہے آنکھون کے دیکھنے سے یہ دیکھنا ہزار درجہ بڑھ کر تھا جسکو خدا تعالی نے اپنی حکمت سے پسند فرمایا ہی ورنہ عام جنتی لوگون کی نگاہ میں جو قوت اللہ تعالی اپنے دیدار کی آخرت مین دیوے گا وہ قوت دنیا میں اللہ تعالی کو اپنے نبی کی نگاہ میں پیدا کر دینی کچھ دشوار نہ تھی خاص دنسے آنکھون کا کام لینے میں بہت بڑا بعید ہے یہ معراج کی حدیث صحیح بخاری میں انس رضؓ بن مالک کی روایۃ کی کئی سندون سے ہے انمین شریک بن عبداللہ کی سند سے جو روایۃ ہے اسمین یہ ذکر ہے کہ معراج کی رات اللہ تعالی کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اسکا بھی وہی مطلب ہے کہ دل کی بینائی سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کو دیکھا کیونکہ بغیر اس مطلب کے صحیح حدیثون میں مطابقت نہیں ہوسکتی۔ حافظ ابن قیم نے زاد المعاد میں اس مسئلہ کا یہ فیصلہ جو کیا ہی کہ جبرئیل علیہ السلام کو اصلی صورت میں جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں دیکھا ہے سورہ والنجم میں تو اسی کا ذکر ہے لیکن معراج کی حدیثون میں یہ ذکر ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کو دیکھا اس فیصلہ کا بھی وہی مطلب ہی جو معراج کی صحیح حدیثون کی مطابقت کے لحاظ سے حافظ ابن حجر نے بیان کیا۔ صحیح بخاری و مسلم میں جابرؓ سے جو روایۃ ہی اسکا حاصل یہ ہی کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیۃ کے موافق ایک رات کی تھوڑی سی دیر میں بیت المقدس تک کے آنے جانے کے سفر کا ذکر قریش سے کیا تو منزل ۱
اُن لوگون نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانا چاہا اور یہ کہا کہ تجارت کی ضرورت سے ہم لوگ اکثر ملک شام کا سفر کرتے رہتے ہیں اگر آپ اپنے بیان میں سچے ہیں تو ہم بیت المقدس کی چند نشانیان پوچھتے ہیں وہ نشانیان بیان کی جاوین اسپر اللہ تعالی نے بیت المقدس کو اپنے رسول کی نظر کے سامنے کھڑا کر دیا اور آپ نے قریش کو بیت المقدس کی سب نشانیان بتلادین۔ اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جس سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے کہ معراج کے آسمانون کے سفر کو چھوڑ کر فقط بیت المقدس تک کا سفر اسلئے آیۃ میں بیان فرمایا گیا ہے کہ قریش اس کی تصدیق کر لیوین اور قرآن کا کلام الٰہی ہونا اُن کی سمجھ میں اچھی طرح آجاوے۔ اس آیۃ میں اللہ تعالی نے اسریٰ بعبدہ جو فرمایا اس سے اون علما کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے جو جسمانی معراج کے قائل ہیں کیونکہ اللہ تعالی نے اپنے رسول کے جسم اور روح دونون ملاکر بعبدہ فرمایا ہے۔ بیت المقدس کے گرد و نواح میں پانی کی نہرون کی کھیتی اور باغات کی کثرت ہے اس لئے اسکو بارکنا حولہ فرمایا تھوڑی دیر میں مسجد حرام سے بیت المقدس کو پہونچ جانا اور دیگر انبیاء سے ملاقات کا ہونا اسی کو قدرت کے نمونے فرمایا۔ السمیع البصیر۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ معراج کی کیفیت کو سنکر قریش جو باتین کرتے ہیں اللہ تعالی اون سب کو سنتا اور دیکھتا ہے۔ حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ جس پاک ذات میں یہ قدرت ہی کہ اُسنے اپنے بندہ اور رسول کا اتنا بڑا معراج کا سفر تھوڑی دیر میں طے کرادیا جو لوگ اُس کی قدرت میں غیرون کو شریک کرتے ہیں وہ بڑے نادان ہیں۔

وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ۝

اور دی ہمنے موسیٰ کو کتاب اور وہ سوجھ دی بنی اسرائیل کو کہ نہ ٹھہراؤ کرو میرے سوا کسی پر کام

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝

تم جو اولاد ہو انکی جنکو لادا تھا ہم نے نوح کے ساتھ وہ تھا بندہ حق ماننے والا

اللہ پاک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کا ذکر فرما کر اپنے خاص بندے حضرت موسےٰ کلیم اللہ کا ذکر کیا اور اکثر جگہ اللہ پاک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے کلام قرآن مجید کے ذکر کے ساتھ حضرت موسیٰ اور اپنی کتاب پاک توریت کا ذکر کیا ہے اسلئے یہاں فرمایا پاکذات ہے وہ جسنے موسیٰ علیہ السلام پر جو کتاب توریت نازل کی تھی اُسے بنی اسرائیل کے لئے راہ برٹھہرایا تھا کہ وہ لوگ اُسکے احکام کی پیروی کرکے ہدایت پائیں اور گمراہی سے نکل کر راہ حق کے پورے پورے تابع ہو جائیں اور سوائے خداوند جل شانہ کے کسی اور کو اپنے کسی معاملہ میں وکیل نہ بنائیں مدد بھی چاہیں تو اُسی وحدہ لاشریک سے اور عبادت کریں تو اُسی ذات خاص کی۔ اور اللہ پاک نے اور جتنے رسول بھیجے سب کو یہی تعلیم تھی کہ لوگوں کو وہ اسی راستے پر بلائیں اور یہی پیغام لوگوں کو پہونچائیں کہ خدا کو ایسا معبود تصور کرو اور قول اور فعل میں اُس ذات وحدہ لاشریک کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ۔ پھر اللہ پاک نے اس آیۃ میں یہ ذکر فرمایا کہ تم جانتے ہوئے کہ کس کی اولاد تم ہو تم سب حضرت نوحؑ کی اولاد ہو جب حضرت نوح طوفان کے وقت کشتی میں سوار ہوئے تھے اور چالیس نفر کے ہمراہ جودی پہاڑ کے نیچے اترے تو تھوڑے عرصہ میں سب کے سب فوت ہو گئے صرف آپکے صاحبزادے حام سام یافث دنیا میں صحیح وسلامت رہے جنکی نسل سے یہی دنیا آباد ہوئی فرمایا کہ تمہارے باپ حضرت نوح خدا کے نہایت ہی شکر گزار بندے تھے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے کھاتے پیتے ہر ایک کام اور ہر ایک وقت میں خدا کا شکر بجا لایا کرتے تھے اسواسطے تمہیں بھی لازم ہے کہ تم اُنکی پیروی کرو اور اُنکا طریقہ اختیار کرو جس طرح وہ ہر گھڑی خدا کا شکر کیا کرتے تھے اور کوئی گھڑی خدا کے حمد اور شکر سے غافل نہیں رہتے تھے تم بھی خدا کے شکر سے غافل نہ ہو اور ہر وقت خدا کی نعمت یاد کرتے رہو یہ کتنا بڑا خدا کا انعام تم پر ہوا ہے کہ اُسنے تمہاری ہدایت کے لئے رسول برحق حضرت محمد صلعم کو بھیجا اس نعمت کی شکر گزاری یہی ہے کہ تم ان رسول کی فرمانبرداری کرکے عقبےٰ کی بہبودی حاصل کرو صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہؓ کی روایت ہے جس میں اہل محشر کا سب انبیا کے پاس شفاعت کے لئے قیامت کے دن جانے کا ذکر ہے اس حدیث میں ہے کہ اہل محشر نوح علیہ السلام سے یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام شکر گزار بندہ رکھا ہے اس لئے آپ ہماری شفاعت کیجئے۔ شکر گزار بندہ کے نام سے جو شہرت نوح علیہ السلام کی ہے اُس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے ✦۔

منزل ۴

وَقَضَيْنَآ إِلَىٰ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ فِى ٱلْكِتَٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِى ٱلْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا

اور صاف کہہ سنایا بنی اسرائیل کو کتاب میں کہ تم خرابی کروگے ملک میں دو بار اور چڑھ جاؤ گے بڑی طرح

كَبِيرًا ۝ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ أُولَىٰهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ أُو۟لِى بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا۟

چڑھنا پھر جب آیا پہلا وعدہ اٹھائے ہمنے تمپر ایک بندے اپنے سخت لڑائی والے پھر پھیل پڑے

خِلَٰلَ ٱلدِّيَارِ ۚ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ ٱلْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَٰكُم بِأَمْوَٰلٍ وَبَنِينَ

شہروں کے بیچ اور وہ وعدہ ہونا ہی تھا پھر ہمنے پھیری تمہاری باری اُنپر اور زور دیا تمکو مال سے اور بیٹوں سے

وَجَعَلْنَٰكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا ۝ إِنْ أَحْسَنتُمْ أَحْسَنتُمْ لِأَنفُسِكُمْ ۖ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا ۚ فَإِذَا جَآءَ

اور اُس سے زیادہ کردی تمہاری بٹیر اگر بھلائی کی تم نے تو بھلا کیا اپنا اور اگر برائی کی تو آپکو پھر جب پہنچا

وَعْدُ ٱلْءَاخِرَةِ لِيَسُۥٓـُٔوا۟ وُجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا۟ ٱلْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوا۟

دعدہ پچھلے بار کا کہ وہ لوگ اداس کریں تمہارے مونہوں کو گھسیں مسجد میں جیسے گھسے تھے پہلے بار اور خراب کریں جس جگہ غالب

مَا عَلَوْا۟ تَتْبِيرًا ۝ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يَرْحَمَكُمْ ۚ وَإِنْ عُدتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَٰفِرِينَ حَصِيرًا

ہوں پوری خرابی آیا ہو رب تمہارا اسپر کہ تم کو رحم کرے اور اگر پھر وہی کروگے تو ہم پھر وہی کرینگے اور کیا ہو ہمنے دوزخ منکروں

منزل

اللہ پاک نے بنی اسرائیل کے حال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے توریت میں اس بات کی خبر بنی اسرائیل کو دیدی تھی کہ وہ دو بار دنیا میں فساد برپا کرینگے اور دونو دفعہ ذلیل و خوار ہونگے اور ویسا ہی ہوا ایک دفعہ انھوں نے توریت کی مخالفت کی اور زکریا علیہ السلام کو ان لوگوں نے قتل کیا اللہ پاک نے اپنے قوی اور زور آور بندوں کو ان پر مقرر اور مسلط کردیا حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ جالوت اور اُس کا لشکر تھا اُسنے یہود کے علما کو چُن چُن کر قتل کر ڈالا اور توریت کو آگ میں جلا دیا اور مسجد اور گھروں میں گھس گھس کر لوگوں کو قتل و غارت کرنا شروع کیا اور ستر ہزار آدمی انھوں نے قید کرلئے جاسوا خلال الدیار کے معنے یہ ہیں کہ شہروں میں گھس گھس کر اور ہر گلی کوچہ میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر بنی اسرائیل کو تباہ و برباد کیا اور یہ وعدہ اللہ پاک کا ضرور ہونے والا تھا اس میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں کہ رُک جاتا پھر اللہ پاک نے یہ بات فرمائی کہ جب بنی اسرائیل اپنے کرتوت سے تائب ہوئے اور فساد کرنے سے باز آئے تو ہم نے ان کی باری پھیری اور حضرت داؤد علیہ السلام کو اوٹھایا انھوں نے جالوت کو قتل کیا بنی اسرائیل صاحب مال دولت ہوئے اور اُنکی اولاد دوبارہ بڑھی اُنکے لشکر پھر فراہم ہونے لگے پھر وہی قوت اُنکو حاصل ہوگئی پہلے مرتبہ اُنکے بہت سے لوگ قتل ہوئے تھے اور کثیر التعداد آدمی گرفتار ہوئے تھے جسکی وجہ سے اُنکی جمعیت میں کمی ہوگئی تھی اور بہت سے مال و ضلع و برباد ہوگئے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنر اپنا فضل کیا اور دوبارہ از سر نو وہی ساز و سامان انکے لئے مہیا کردیا لیکن اُنکو یہ بات جتلادی تھی کہ دیکھو یاد رکھو

اب بھی اگر ٹھیک راہ پر رہے اور نیکو کار بنے رہے تو تمہاری ہی جانوں کو اُس سے فائدہ پہونچے گا تم کبھی ذلیل و خوار نہ ہوگے اور نہ کبھی تباہ و برباد ہوگے اور اگر پھر اگلی سی حرکت کی اور وہی فساد برپا کیا تو پھر تمہاری جان کے لالے پڑجائینگے یہ خطاب اگرچہ بنی اسرائیل کو تھا مگر کفار قریش بھی اس میں شامل ہیں کہ اگر تم بھی ویسا ہی فساد کروگے اور کتاب اللہ کی مخالفت پر آمادہ ہوکر نبی برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاؤگے تو اسکا وبال تمہاری گردن پر پڑیگا بہرحال بنی اسرائیل پھر بھی راہ راست پر نہیں آئے اور پھر وہی فساد اُٹھانے لگے اور حضرت یحیٰی بن ذکریا علیہ السلام کو ایک عورت کی فرمائش سے ایک بادشاہ نے جو بنی اسرائیل کی قوم میں سے تھا قتل کرواڈالا حضرت یحی کا نام انجیل میں یوحنا ہے اور یہ قصہ انجیل میں مذکور ہے پھر تو اللہ پاک نے فارس کے لوگوں میں سے ایک شخص بخت نصر کو ان پر مسلط کردیا اسنے وہ قتل و غارت کیا کہ پناہ بخدا اسنے بیت المقدس کو ویران کردیا اور جب تک اُسکا غلبہ رہا یہی برتاؤ بنی اسرائیل کے ساتھ کرتا رہا پھر اللہ پاک نے بنی اسرائیل کو فرمایا کہ تمہارا رب بر سر رحم آگیا ہے اگر راہ راست پر آگئے تو پھر وہی شان و شوکت تمہیں دیدیگا اور پھر وہی دولت تمہیں ملجا و یگی ضحاک نے کہا ہے کہ یہ رحمت جسکا اللہ پاک نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا جناب سرور کائنات فخر موجودات صلعم ہیں اور یہ بھی اللہ پاک نے اونہیں جتلادیا تھا کہ اگر پھر تیسری دفعہ وہی کام کروگے اور وہی فساد اوٹھاؤگے تو یاد رکھو ہم وہی عذاب تم پر نازل کرینگے جسے تمہیں رہائی نہیں مل سکتی اہل تاریخ کہتے ہیں کہ تیسری بار پھر اونھوں نے وہی حرکت کی جو اُنھیں لائق نہیں تھی کہ انکی کتاب میں جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا و صفت تھی اوسے بدل ڈالا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اسواسطے اللہ پاک نے بھی وہی برتاؤ اُنکے ساتھ کیا اور وہی بربادی اُنپر نازل کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ رسول صلعم کے ہاتھوں سے یہ بہت ہی ذلیل و خوار ہوئے خود قتل ہوئے اور اُنکی عورتیں اور بچے لونڈیاں و غلام بنائے گئے اُنکے مال و دولت غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ لگے جزیہ اُنپر لگا اہل اسلام کے تحت ہوکر یہ رہے اسی کی طرف اللہ پاک نے اشارہ کیا ان عدتم عدنا۔ پھر اللہ پاک نے دنیا کی بربادی بیان فرماکر اخرت کی سزا کا ذکر فرمایا کہ ان کفار کا حال دنیا میں جو کچھ ہوا وہ ہوا آخرت میں بہت ہی بُرا گھر اُنکے واسطے تیار ہے وہاں جہنم کے قید خانہ میں یہ قید رہیں گے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسے اشعری کی روایۃ ایک جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نافرمان لوگوں کو مہلت دیتا ہے جب مہلت کے زمانہ میں وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہیں آتے تو پھر اُنکو کسی ایسے عذاب میں پکڑ لیتا ہے جس سے وہ بالکل ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ یہود کی مہلت اور مہلت کے بعد خرابی کا حال بیان کرکے قریش کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ اگر تم لوگ بھی مہلت کے زمانہ میں اپنی نافرمانی سے باز نہ آئے تو وہی انجام تمہارا بھی ہوگا جو یہود کا ہوا۔ اللہ سچا ہے اور اللہ کا وعدہ سچا ہے اس وعدہ کا ظہور فتح بدر اور فتح مکہ کے وقت ہوا جسکا

منازل

قصہ صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایتوں کے حوالہ سے کئی جگہ گزر چکا ہے۔

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ

یہ قرآن بتاتا ہے وہ راہ جو سب سے سیدھی ہے اور خوشی سناتا ہے انکو جو یقین لائے اور کیں نیکیاں کہ انکو ہے

أَجْرًا كَبِيرًا ۝ وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ ع ۱

ثواب بڑا اور یہ کہ جو نہیں مانتے پچھلا دن انکے لئے رکھی ہے دکھ کی مار

بنی اسرائیل کے فساد اور پھر انکی سزا کا ذکر کرکے اللہ پاک نے قرآن کی ثنا و صفت بیان فرمائی کہ یہ قرآن جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے یہ سراپا ہدایت ہے اور ایسی حالت اور طریقہ کی طرف اس سے ہدایت ہوتی ہے جو دین اسلام اور توحید خالص اور رسولوں پر ایمان لانا اور خدا کی کل کتابیں جو نازل ہوئی ہیں اول سے آخر تک سب پر یقین کرنا اس قرآن مجید کی تعلیم ہے پھر اللہ پاک نے اپنے ایماندار لوگوں کو بشارت سنائی کہ اس کتاب سے خدا اور رسول پر ایمان لانے والے لوگ مژدہ پاتے ہیں جو اچھے اچھے کام دنیا میں کرتے ہیں اور خدا اور رسول کے امر کی تعمیل کرکے مناہی کی باتوں سے بچتے رہتے ہیں انہیں دین و دنیا میں بہت ہی بڑا فائدہ اور اجر ملے گا جنت خاص انہیں لوگوں کے واسطے خدا نے بنا رکھی ہے پھر اللہ پاک نے اُن لوگوں کا انجام بیان کیا کہ جو لوگ خدا اور رسول اور قیامت کے دن پر ایمان و یقین نہیں کرتے ہیں اُنکے لئے سخت عذاب ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایۃ کی حدیث قدسی ایک جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا نیک لوگوں کے لئے جنت میں جو نعمتیں پیدا کی گئی ہیں وہ نہ کسی نے آنکھوں سے دیکھیں نہ کانوں سے سنیں نہ کسی کے دل میں اُنکا خیال گزر سکتا ہے اسی طرح صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انسؓ بن مالک کی حدیث بھی گزر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کے عذاب کی جو تفصیل مجھکو معلوم ہے اگر اسکو میں لوگوں کے سامنے بیان کردوں تو لوگ ہنسی بالکل بھول جاویں اور ہر وقت روتے رہیں آیۃ میں جنت کو اجر کبیر اور دوزخ کو عذاب الیم جو فرمایا یہ حدیثیں گویا اسکی تفسیر ہیں۔ منازل ۴

وَيَدْعُ الْإِنسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ ۖ وَكَانَ الْإِنسَانُ عَجُولًا ۝

اور مانگتا ہے آدمی برائی جیسے مانگتا ہے بھلائی اور ہے انسان اتاؤلا

اس آیۃ میں اللہ پاک نے انسان کی جلدی و شتابی کرنے کا بیان فرمایا کہ اکثر لوگ تنگ ہوکر جسطرح اپنے لئے اچھی دعائیں خدا سے مانگا کرتے ہیں اسی طرح اپنی جان و مال اور اولاد کے لئے بددعا بھی کرنے لگتے ہیں اور خداوند جل و علی سے اس بات کے خواستگار ہوتے ہیں کہ وہ اس بددعا کو جلدی سے قبول کرلے مگر اللہ پاک کے فضل کو دیکھئے کہ وہ بددعا انسان کے حق میں قبول نہیں کرتا شاذ و نادر کبھی ایسا بھی ہوجاتا ہے کہ انسان جیسی فال بد اپنے لئے منہ سے نکالتا ہے ویسا ظہور میں آجاتا ہے مگر ہر وقت اور ہر گھڑی اگر انسان کی بددعا قبول کیجائے تو کہیں انکا

پتا بھی نہ لگے اور لطف یہ ہو کہ اس بد دعا کرنے کے بعد پھر یہ بھی کہتے لگتے ہیں کہ خدا نے ہماری بد دعا قبول کرنے میں دیر لگائی اسی کو اللہ پاک نے ارشاد فرمایا کہ انسان بہت ہی جلد باز ہے صحیح مسلم میں جابرؓ بن عبد اللہ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو غصہ کی حالت میں تم اپنی جان اور مال پر بد دعا نکرو شاید ایسا نہ ہو کہ جس وقت تم بد دعا کر رہے ہو وہ وقت قبولیت دعا کا ہو اور وہ تمہاری بد دعا قبول ہو جاوے اس حدیث کو آیہ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مسلمان شخص کو غصہ کی حالت میں ہر طرح کی بد دعا سے بچنا چاہیئے

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا

اور ہمنے بنائی رات اور دن دونونے پھر مٹا دیا رات کا نمونہ اور بنا دیا دن کا نمونہ دیکھنے کو کہ تلاش کرو فضل

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا

اپنے رب کا اور معلوم کرو گنتی برسوں کی اور حساب اور سب چیز سنائی ہمنے کھولکر

اس آیۃ میں اللہ پاک نے اپنی دو نونشانیون رات و دن کا ذکر کیا کہ یہ دونو دو نشانیان جدا جدا ہیں ایک ان میں سے تاریک ہے دوسری روشن ہے اور ہر ایک ایک دوسری کے پیچھے اس طرح لگاتار آتا جاتا رہتا ہے کہ کبھی کسی کا دورہ ختم نہیں ہوتا ان میں وہ عجائبات قدرت رکھے ہیں جنکے جاننے اور سمجھنے کی قدرت انسان کو نہیں ہے اور بے شبہ دونو اللہ کی ہستی کی دلیلیں ہیں پھر یہ ذکر فرمایا کہ ہمنے رات کی نشانی کو اندھیرا کر دیا اور دن کی نشانی کو روشن بنایا پھر اسکے بعد اللہ پاک نے اپنے بندون پر اس بات کا احسان جتلایا کہ یہ دن درات اور چاند و سورج کا پیدا کرنا تمہارے نفع کے واسطے ہے اگر رات نہ ہوتی تو تم آرام کب کرتے دن کے تھکے ماندے گھر دن میں آکر چین سے ٹانگین پھیلا کر کس طرح سوتے اور پھر اگر ہمیشہ رات ہی رہتی تو تم اپنی قوت لایموت کسوقت حاصل کرتے چلتے پھرتے کب دوست احباب سے ملاقات کب ہوتی غرضکہ ان فوائد اور نفع کے لئے دن اور رات کو خداوند جل شانہ نے پیدا کیا جسکی تفصیل انسان کی قدرت سے باہر ہے سینکڑون فائدے اس رات کی تاریکی میں اللہ جل شانہ نے مخفی رکھے ہیں رات کی اوس درختون پر پڑکر اس کی تشو و نما میں ایک عجیب تر پیدا کر دیتی ہے بہت سے درخت ایسے ہیں جنمین دن کی دھوپ نہایت ہی مفید ہے دن اگر نہوتا انسان رات کے اندھیرے میں رہتے رہتے گھبرا جاتا اسی طرح چاند کو بھی دنیا کی مخلوق میں ایک بڑا دخل ہے اور سورج بھی انسانی فائدہ کا ایک بہت بڑا مرکز قرار دیا جاتا ہے انہین دونون کے دورے سے رات و دن کا ظہور ہوتا ہے اور پھر ایام کے حساب کرنے ہفتہ اور ہفتونسے مہینے اور مہینونسے سال کا حساب انسان لگاتا رہتا ہے اگر تاریخ روز اور مہینونکی گنتی یا حساب میں کچھ فرق پڑ جائے تو تمہارے بہت سے کام ابتر ہو جاوین اسلئے اللہ تعالیٰ نے ساری باتین تفصیل کر کے بیان کر دی ہیں سورہ توبہ میں گزر چکا ہے کہ یہ دونون مہینون اور برسونکا حساب لوح محفوظ کے نوشتہ کے موافق ہے مشرکین مکہ نے اس حساب میں فرق جوڈال رکھا تھا اسکو سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے کفر کی رسم فرمایا ہے۔ فتح مکہ کے بعد اللہ کے رسول

منزل ۴

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کفر کی رسم کی جو صلاح کی ہے صحیح بخاری و مسلم کی ابی بکرہؓ کی حدیث کے حوالہ سے اُسکا ذکر بھی سورۂ توبہ میں گزر چکا ہے حاصل یہ ہے کہ سورہ توبہ کی آیتیں اور ابی بکرہؓ کی حدیث اس آیۃ کی گویا تفسیر ہیں جسکا حاصل یہ ہے کہ مہینوں اور برسوں کا جو حساب اللہ تعالیٰ نے ٹھہرا دیا ہے اُس میں فرق ڈالنا کفر کی رسم ہے۔

وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ ۖ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا ۝

اور جو آدمی ہے لگا دی ہے ہمنے بری قسمت اُسکی گردن سے اور نکال دکھا دینگے اُسکو قیامت کے دن لکھا کہ پاویگا اُسکو

اقْرَأْ كِتَابَكَ ۚ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ۝

پڑھ لے لکھا اپنا تو ہی بس ہے آجکے دن اپنا حساب لینے والا

اس آیۃ میں اللہ تعالیٰ نے نامہ اعمال کو اڑنے والے جانوروں سے مشابہت دیکر طائر اسلئے فرمایا کہ قیامت کے دن کئی پیشیان بندون کی اللہ تعالیٰ کے روبرو ہونگی پہلی دو پیشیون میں اللہ تعالیٰ انکو انکے گناہ یاد دلاتا رہے گا اور لوگ طرح طرح کے عذر کرتے رہیں گے تیسری دفعہ نامہ اعمال کے کاغذون کو پر دار جانورون کی طرح اوڑا دینے کا حکم ہوجاویگا وہ نامہ اعمال اوڑ کر دائیں اور بائیں ہاتھون میں جیسے جسکے عمل ہونگے آجاوینگے ترمذی اور مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت ابوہریرہؓ سے یہ نامہ اعمال کے اوڑائے جانے کا ذکر صراحت سے آیا ہے اور مان کے پیٹ میں جب آدمی کا پتلا بنتا ہے روح کے پھونکے جانے سے پہلے اون عملون کو جو پیدا ہونے کے بعد ہر شخص کرتا ہے فرشتے لکھ لیتے ہیں اور آدمی جب تک جیتا رہتا ہے اُسی تقدیر کے لکھے کے موافق عمل کرتا رہتا ہے اور آدمی کے مرجانے کے بعد نیک عمل نیک صورت بنکر اور بد عمل بدصورت بنکر قبر میں اُسکے ساتھ رہتے ہیں اور قیامت میں اون ہی عملون کے موافق جزا و سزا اسکو بھگتنی پڑے گی غرض کوئی وقت ایسا نہیں کہ یہ عمل انسان سے جدا ہون اسلئے یہ فرمایا کہ اعمال نامہ انسان کی گردن میں لگا ہوا ہے یہ عرب کا ایک محاورہ ہے جو چیز کسی کے سر پڑ جاوے اُس کو گردن میں لگی ہوئی چیز کہتے ہیں یہ ایسا ہی محاورہ ہے جسطرح اردو میں کسی شخص کو کہتے ہیں کہ یہ چیز تو اُسکے گلے پڑ گئی نامہ اعمال کے اوڑائے جانے کے باب میں اوپر ابوہریرہؓ کی حدیث جو گزری ہے یہ حدیث حسن بصری کی روایۃ سے ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کی روایۃ کے بعد لکھا ہے کہ حسن بصری رح کو حضرت ابوہریرہؓ سے کسی حدیث کے سننے کا موقع نہیں ملا اسلئے یہ حدیث مرسل ہے لیکن ابوداؤد اور مستدرک حاکم میں یہ حدیث حسن بصریؒ نے حضرت عائشہ سے بھی روایت کی ہے اور صاحب جامع الاصول نے یہ فیصلہ کردیا ہے کہ حسن بصریؒ اور حضرت عائشہؓ کی ملاقات ہوئی ہے اسلئے امام مسلم کی شرط پر یہ حدیث صحیح ہے اور ایک روایۃ کو دوسری روایۃ سے تقویۃ ہو جاتی ہے یہ بات ایک جگہ بیان کردی گئی ہے کہ جہان تابعی کسی حدیث کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایۃ کرے تو اسکو مرسل کہتے ہیں۔ اب آگے فرمایا قیامت کے دن ہر شخص کو اُسکے عمر بھر کے عملون کی کتاب پڑھنے کو دیجاویگی

منزل ۴

اور کہا جاویگا کہ دوسرے کسی گواہ کی ضرورت نہیں اعمال نامہ کو دیکھ کر خود تو ہی اپنے عمر بھر کے عملوں کو جانچنے کے لئے کافی ہے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ جو لوگ نامہ اعمال کو پڑھ کر اپنے گناہوں کا انکار کریں گے اُنکے ہاتھ پیروں سے گواہی دلوائی جاوے گی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث بھی ایک جگہ گزر چکی ہے کہ جو لوگ نامہ اعمال کو پڑھ کر اپنے گناہوں کا اقرار کریں گے اللہ تعالیٰ اُنکے سچ سے خوش ہو کر اُنکے گناہوں کو معاف کر دیویگا۔ قیامت کو ان اعمال نامون کے پڑھنے کے بعد جو کچھ نتیجہ ہوگا اُسکا حال ان حدیثوں سے اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہے۔

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ

جو کوئی راہ پر آیا تو آیا اپنے ہی واسطے اور جو کوئی بہکا رہا تو بہکا اپنے ہی بُرے کو اور کسی پر نہیں

وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝

پڑتا بوجھ دوسرے کا اور ہم بلا نہیں ڈالتے جب تک نہ بھیجیں کوئی رسول

منزل ۴

اِس سے پہلے اللہ پاک نے یہ ذکر فرمایا تھا کہ ہر شخص کا عمل جو اللہ کے فرشتے لکھ رہے ہیں اُسکے سامنے پیش کیا جاویگا اور اُسی کے موافق جزا و سزا ہوگی اپنا اپنا حساب و کتاب ہر شخص وہاں دیکھ لے گا اِسکے بعد یہ بیان فرمایا کہ ہر شخص جو راہ یاب ہوتا ہے اور ہر شخص جو گمراہ ہوتا ہے وہ سب اپنے اپنے لئے فائدہ یا نقصان اوٹھاتے ہیں جو شخص دنیا میں اچھے عمل کرتا ہے اور رسول کی تابعداری میں چست رہا ہے آخرت میں اُسکو اچھا بدلا وہاں ملے گا اور جس نے یہاں بُرے عمل کئے اور رسول کو جھٹلا کر خدا کے ساتھ شریک ٹھہرایا اور گمراہی میں پڑا رہا ہے وہ آخرت میں خسارہ میں رہیگا وہاں اُسکو اُسکے عمل کا بدلہ بڑے عدل و انصاف کے ساتھ ملیگا اُسپر کسی قسم کی زیادتی نہیں کی جاوے گی ہر شخص اپنا اپنا بوجھ اوٹھائیگا کوئی گنہگار دوسرے خطاکار کا بوجھ نہیں اوٹھائے گا پھر اللہ پاک نے اپنے انصاف و عدل کا حال بیان فرمایا کہ یوں تو اللہ کو سب معلوم ہے کہ کون گمراہ ہونے والا اور خطاکار ہے اور کون نیکبخت ہے مگر اللہ تعالیٰ نے سزا و جزا کا فیصلہ اپنے علم غیب پر نہیں رکھا بلکہ دنیا کے نیک و بد کے ظہور پر رکھا ہے اور انجانی کا عذر رفع کر دینے کے لئے آسمانی کتابیں دیکر رسول بھیجے تاکہ سزا و جزا کے کام لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہو جاویں۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے مغیرہؓ بن شعبہ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو لوگوں کے انجانے کے عذر کو رفع کر دینا بہت پسند ہے اسی واسطے اُسنے آسمانی کتابیں دیکر رسولوں کو بھیجا۔ آیۃ کے آخری ٹکڑے کی یہ حدیث گویا تفسیر ہے۔

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ۝

اور جب ہم نے چاہا کہ کھپا دیں کوئی بستی حکم بھیجا اُسکے عیش کرنے والونکو پھر اُنھوں نے بیحکمی کی اِس میں تب ثابت ہوئی اوپر بات تب

اِس آیۃ میں اللہ پاک نے اپنے عذاب بھیجنے کی کیفیت بیان فرمائی کہ جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو یوں یک بیک نہیں

ہلاک کرتے بلکہ اپنے رسول کے ذریعہ سے پہلے اپنا حکم وہان کے لوگونکو بھیجدیتے ہیں اور جو لوگ اُس بستی میں خوش حال آسودہ ہوتے ہیں اُنکو ہر طرح کی اسایش و آرام عطا کرتے ہیں اور اپنی طاعت کا امر کرتے ہیں پھر جب وہ فسق و فجور کرنے لگتے ہیں اور راہ حق پر نہیں آتے رسول کو جھٹلاتے ہیں تو پھر اللہ کا حکم نافذ ہو جاتا ہے اور جس طرح کے عذاب کی بات اُنکے حق میں مقرر کی ہوئی ہوتی ہے وہ پیش آجاتی ہے اور اِسی طرح اُس بستی کو تہ و بالا کرتے ہیں کہ کہین ڈھونڈے بھی اُسکا پتہ نہیں چلتا جڑ سے اوکھاڑ کر پھینکدیتے ہیں - ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت ابوبکر صدیق سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بستی میں نافرمانی اِس طرح پھیل جاویگی کہ کوئی کسی کو بستی والون میں نافرمانی سے نہ روکے گا تو ایسی تمام بستی پر کوئی عذاب آلہی نازل ہو جاویگا - ترمذی نے اِس حدیث کو صحیح کہا ہے - صحیح ابن حبان میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بستی میں عام طور پر نافرمانی پھیل جاویگی تو دنیا میں ساری بستی پر کوئی عذاب آنکر لوگ ہلاک ہو جاوین گے پھر عقبے میں ہر ایک کے عملون کے موافق سزا و جزا کا فیصلہ ہوگا - اِن حدیثون کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ کسی بستی میں نافرمانی پھیل کر جب تک بستی کے کچھ لوگ نافرمان لوگون کو وعظ و نصیحت کرتے رہین لگے تو تمام بستی کا عذاب رُکا رہے گا پھر جب بستی کے لوگون میں سے یہ بات بھی اُٹھ جاویگی تو بستی کے نیک و بد سب لوگ کسی عذاب سے دنیا میں ہلاک ہو کر عقبی میں ہر ایک کے عملونکے موافق سزا و جزا کا فیصلہ ہوگا -

منزل ۴

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝

اور کتنی کھپا دین ہمنے سنگتین نوح سے پیچھے اور بس ہے تیرا رب اپنے بندونکے گناہ جانتا دیکھتا

اوپر کی آیۃ میں جب اللہ پاک نے اپنا عذاب نازل کرنے کی کیفیت بیان کردی تو اب اِس آیۃ میں کفار قریش کو دھمکی دی اور ڈرایا کہ تم یہ نہ سمجھو کہ تم ہمارے رسول برحق کو جھٹلاؤگے اور پھر بچ جاؤگے نوح علیہ السلام کے بعد سے ہمنے ہزارہا بستیان ہلاک کردی ہیں حضرت آدم سے حضرت نوح علیہ السلام تک دس قرن گزرے تھے اُس زمانہ میں سب کے سب مسلمان تھے پھر جب گمراہ ہونے لگے اور طرح طرح کی برائیان اور خدا کی نافرمانی کرنے لگے اور دنیا شرک سے معمور ہو گئی تو ضرورت ہوئی کہ کوئی رسول اِنکے پاس آئے اسپر اللہ پاک نے حضرت نوح علیہ السلام کو رسول مقرر فرمایا جب نوح علیہ السلام رسول ہوئے اور لوگون کو اسلام کا پیغام پہونچایا تو اونھون نے اُنکو جھٹلایا اور کہا کہ ہم میں اور تم میں کیا فرق ہے جسطرح تم انسان ہو ہم بھی انسان ہین سارے کام ہمارے جیسے تمہارے بھی ہیں پھر تم رسول ہوا اور ہم نہ ہون اگر خدا اپنا رسول بھیجتا تو کوئی فرشتہ بھیجتا بہرحال حضرت نوح علیہ السلام پہلے رسول ہین جنکو اُنکی اُمت نے جھٹلایا ہے اِسی واسطے اللہ پاک نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام کے بعد بہت سی بستیان ہمنے خاک سیاہ کردی ہیں قوم عاد قوم ثمود قوم صالح غرضکہ بہت سے گروہ ہلاک ہوئے اور اُنکی ہلاکت کی وجہ یہی تھی کہ جس طرح تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے ہو وہ بھی اپنے رسولون کو جھٹلاتے تھے - تو اے کفار مکہ تم بیخوف نہ ہو جاؤ جسوقت خدا بدلا لینے پر آمادہ ہوگا طرفۃ العین مین

تمہین ہلاک کرڈالیگا اُسے ہلاک کرتے کچھ دیر نہیں لگتی وہ ہر شخص کے انجام سے واقف ہی نیکوکار کو بھی وہ خوب جانتا ہے اور گنہ گار کا بھی اسے علم ہے وہ نہایت ہی دانا بینا ہے اُسکا علم ہر شے کو محیط ہے۔ لیکن عادت آلہی یہ ہے کہ پہلے نافرمان لوگون کو مہلت دی جاتی ہو اور مہلت کے زمانہ میں جب وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہیں آتے تو اُنکو کسی سخت عذاب میں پکڑلیا جاتا ہو۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی اس مضمون کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اس عادت آلہی کا بیان ہے وہی حدیث آیتہ کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ پچھلی سب قومون کو پہلے مہلت دی گئی ہے اور مہلت کے زمانہ میں جب وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہیں آئے تو طرح طرح کے عذابون سے ہلاک کردئے گئے۔ یہی حال قریش کا ہوا کہ بارہ تیرہ برس تک اُنکو مہلت دی گئی جب مہلت کے زمانہ میں وہ باز نہ آئے تو اُن مین کے بڑے بڑے سرکش لوگون کو بدر کی لڑائی میں ہلاک کردیا اور فتح مکہ سے ساری قوم کی سرکشی اور نافرمانی کو مٹایا چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی اور عبداللہ بن مسعود اور ابو ہریرہ کی روایتون کے حوالہ سے فتح بدر اور فتح مکہ کا قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا

جو کوئی چاہتا ہو پہلا گھر شتاب دے چکین ہم اُسکو اُس میں جتنا چاہیں جسکو چاہیں پھر ٹھیرایا اُسکے واسطے دوزخ پیٹھے گا اس میں

منزل

حاصل اس آیتہ اور اسکے آگے کی آیتہ کا یہی ہے کہ جو شخص فقط دنیا مین پھنس کردین سے بالکل غافل ہو جاتا ہے اُسکو دنیا کچھ زیادہ نہیں ملتی بلکہ اُسی قدر ملتی ہے جو اُسکے نصیب میں خدا نے لکھی ہے اور جو لوگ دین کے خواہش مند ہیں اُنکے اعمال کے قبول ہونے کے لئے آیتہ مین تین شرطین ہیں ایک تو آدمی پورا ایماندار ہو جسکا مطلب یہ ہو کہ جو باتین شریعت میں ایمان لانے کی ہیں اُنمین بدعقیدہ نہ ہو دوسرے اُسکا عمل آخرت کے ثواب کی غرض سے ہو اوس عمل میں دنیا کا دکھاوا اور ریاکاری نہ ہو تیسرے دل کی کوشش سے وہ عمل کیا جاوے اوپری دل سے رسم کے طور پر نہ کیا جاوے کہ یہ منافقون کے عمل کی نشانی ہے معتبر سند سے ترمذی میں انس رضؓ سے اور ابن ماجہ و امام احمد بن حنبل دارمی میں نا قابل اعتراض سند سے زید بن ثابت سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہو کہ جو شخص دین سے غافل اور دنیا کا خواہش مند ہے وہ ہمیشہ پریشان حال رہتا اور دنیا مقدر سے بڑھ کر اُسکو نہین ملتی اور جو شخص دین کا طلب گار رہتا ہے اُسکا دل ہمیشہ غنی رہتا ہے اور بقدر ضرورت دنیا بھی بلا طلب اُسکو ملا کرتی ہے صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتون کو دیکھتا ہے نہ تمہارے مال و متاع کو دیکھتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ صرف تمہارے دلون کے اعتقاد اور عملون کے خالص ہونے کو دیکھتا ہے معتبر سند سے مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت عائشہؓ سے روایتہ ہی جسکا حاصل یہ ہے کہ جس شخص کا ٹھکانہ دنیا ہے اور دنیا کے لئے جو لوگ روپیہ جمع کرتے وہ بالکل بے عقل ہیں۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے انس بن مالکؓ کی روایت ایک جگہ گزر چکی ہے کہ جو لوگ دنیا کی خوشحالی کے نشہ میں عقبے کے منکر ہیں قیامت

کے دن جب ایسے لوگونکو دوزخ مین جھونک دیا جاویگا تو اللہ کے فرشتے ایسے لوگونکو قائل اور ذلیل کرنے کے لئے
اِن سے پوچھینگے کہ دنیا کی جس خوشحالی کے نشہ میں تم لوگ اِس دن کے منکر تھے اِس عذاب کے آگے تمکو دنیا کی
وہ چندروزہ خوشحالی کچھ یاد ہے وہ لوگ قسمین کھا کر کہوینگے کہ اِس عذاب کے آگے ہمین دنیا کی خوشحالی بالکل کچھ
یاد نہیں ان حدیثون کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ عقبے کے منکر یا عقبے سے غافل لوگون کو دنیا
کی خوشحالی تو اُسی قدر ملے گی جو اُنکے نصیب میں ہے پھر اِس خوشحالی کے نشہ مین جو لوگ عقبے کے منکر ہیں یا عقبے
اجر کا جنکو پورا یقین نہیں اِسلئے وہ جو نیک کام کرتے ہیں وہ خالص دل سے نہیں کرتے ایسے لوگ دنیا میں جو چھوڑ
جاوینگے وہ تو اُنکا ہے اور خوشحالی سے جو کچھ کھاوینگے پیوینگے عقبے کے عذاب کے آگے وہ حالت اونکو
بالکل یاد بھی نہ ہوگی۔ انس بن مالک کی حدیث میں ایسے لوگون کے دوزخ میں ڈھکیل دئے جانے کا اور دنیا کی چند
روزہ خوشحالی کو یاد دلا کر اُنکے ذلیل کئے جانے کا جو ذکر ہے اِس سے مذموما مدحورا کی تفسیر اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے

وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا ﴿١٩﴾

اور جسنے چاہا پچھلا گھر اور دوڑ کی اُسکے واسطے جو اُسکی دوڑ ہے اور وہ یقین پر ہے سو ایسونکی دوڑ نیگ لگی ہے

منزل ۲

اوپر کی آیۃ میں یہ مذکور تھا کہ دنیا مین یہ کفار جو نیکیان کرتے ہین اور اُس سے طلب خیر کا ارادہ کرتے ہیں ہم اپنی مرضی
کے موافق جتنا چاہتے ہیں دنیا میں اُس کا بدلہ اُنکو دیتے ہیں اور اِس آیۃ مین فرمایا جو شخص اپنے نیک عمل بخیال
آخرت کے کرتا ہے اُسکے لئے کامل کوشش جی توڑ کر کرتا ہے اور پھر وہ شخص بذات خود خدا و رسول پر ایمان بھی
رکھتا ہے تو اُسکی سعی عنداللہ مشکور ہوگی یہ تو اوپر بیان کر دیا گیا ہے کہ سعی کے مشکور ہونے کے لئے تین شرطین ہیں ایک
تو ارادہ دار آخرت کے ثواب کا دوسری کوشش کامل تیسری خود اُس شخص کا مومن ہونا کیونکہ عمل صالح اُسی شخص
کا مقبول ہوتا ہے جو صاحب ایمان و متقی ہو حضرت عائشہ کی حدیث اوپر گزر چکی ہے کہ دنیا اُسکا گھر ہے
جسکا اور کہین ٹھکانا نہیں اور دنیا میں مال وہی شخص جمع کرتا ہے جو بے عقل ہے۔ وہی حدیث اِس آیۃ کی
بھی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اوپر کی آیۃ میں جن لوگونکا ذکر ہوا اُس آیۃ میں جن لوگونکا حال اُس اوپر
کی آیۃ کے لوگون کے وہ حال کے بالکل برخلاف ہے کیونکہ یہ لوگ اُن تینون شرطون کے پابندی سے نیک عمل
کرتے ہیں جن شرطون کا ذکر اِن آیتون میں ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی روایۃ سے حدیث
قدسی ایک جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا نیک لوگون کے لئے جنت میں جو نعمتین پیدا کی گئی ہیں وہ
کسی نے جنت مین جانے سے پہلے نہ آنکھون سے دیکھین نہ کانون سے سنین نہ کسی دل میں اِسکا خیال گزر سکتا ہے
یہ حدیث کان سعیھم مشکورا کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جن نیک لوگونکا ذکر آیۃ میں ہے قیامت کے
دن اُنکی کوشش اور دوڑ دھوپ کا جو بدلہ اُنکو دیا جاویگا اُسکی خوبی نہ کسی نے ابھی آنکھون سے دیکھی نہ کانون

سے سنی نہ کسی کے دل میں اُس کا خیال گزر سکتا ہے۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ

ہر ایک کو ہم پہنچائے جاتے ہیں اُنکو اور اُنکو تیرے رب کی بخشش میں سے اور تیرے رب کی بخشش کسی نہیں گھیری دیکھہ کیسا

فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۚ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ۝

بڑھایا ہمنے ایک کو ایک سے اور پچھلے گھر میں تو اور بڑے درجے ہیں اور بڑی بڑائی

اوپر کی آیتوں میں اس بات کا بیان تھا کہ جو شخص اپنے عمل سے دنیا کا ارادہ کرتا ہے تو اوسے دنیا مل جاتی ہے اور جو شخص آخرت کا ارادہ کرتا ہے تو اُسے آخرت ملتی ہے اب یہ فرمایا کہ اِن دونوں گروہ میں سے کوئی بھی ہو سب پر اللہ پاک اپنی بخشش کئے جاتا ہے جو شخص جس بات کا مستحق ہے وہ اوسے عطا کرتا ہے اُسکے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں ہے کوئی چاہے کہ خداوند جل شانہ کی بخشش کو روک دے تو وہ کسی کے روکے نہیں رک سکتی کافر و مومن سب کا وہ رازق ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا کہ دیکھو اللہ نے کس طرح دنیا میں لوگوں کو پیدا کیا ہے ایک پر ایک کو بزرگی دی ہے کسی کو تونگر کسی کو محتاج بنایا کوئی بادشاہ ہے تو کوئی فقیر کوئی بیمار ہے تو کوئی تندرست۔ کسی کو عقلمند پیدا کیا تو کسی کو نادان کوئی دیوانہ ہے تو کوئی ہوشیار غرضکہ اِس میں بھی خدا کی وہ حکمت پوشیدہ ہے جسکے سمجھنے کی طاقت قوت بشر سے بالکل باہر ہے بڑے بڑے صاحب عقل اِس بھید کے سمجھنے سے قاصر ہیں پھر یہ فرمایا کہ جس طرح دنیا میں تم دیکھتے ہو کہ اللہ پاک نے ایک کو ایک سے افضل بنایا ہے اور ایک پر ایک کو بزرگی دی ہے اِسی طرح سمجھ لو کہ آخرت کے درجے بھی الگ الگ ہیں صحیح بخاری و مسلم میں ابو سعید خدری سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے نیچے کے درجے کے لوگ اوپر کے درجوں کے جنتی اسطرح نظر آوینگے جس طرح زمین پر سے تارے نظر آتے ہیں۔ اِن ہی ابو سعید خدری سے مسند امام احمد اور مسند بزار میں صحیح روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کی آگ کسی کے ٹخنوں تک ہوگی اور کسی کے گھٹنوں تک اور کسی کے سر سے بھی اونچی۔ دنیا کے درجوں کی طرح آخرت کے درجوں کے الگ الگ ہونے کا ذکر جو آیتوں میں ہے اُسکی تفسیر ان حدیثوں سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے۔

منزل ۴

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝

ع ۱۲ پ ۱۵

نہ ٹھیرا اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم پھر بیٹھ رہے گا تو اوا لہنا پاکر بیکس ہو کر

اِس آیت میں اگرچہ اللہ پاک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے فرمایا مگر اللہ کے احکام امت کے لوگوں کو اللہ کے رسول کی معرفت پہونچتے ہیں اِسلئے حقیقت میں ہر ایک انسان اِس خطاب میں داخل ہوا اور ہر انسان کو یہ حکم سنایا گیا کہ خدا کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ ٹھراؤ اگر کسی نے اُس وحدہ لاشریک کے ساتھ کسی کو شریک ٹھرایا تو وہ اِس جرم کے باعث سے ملامت میں پڑیگا اور کوئی اُسکا حامی و مددگار نہ ہوگا اور اللہ پاک کبھی اُسکی مدد نکریگا بلکہ اُسی معبود باطل

کے سپرد اُس شخص کو کر دیگا جو کسی قسم کے نفع وضرر کا مالک نہیں ہے کیونکہ ہر طرح کا فائدہ و نقصان خدا کے ہاتھ میں ہے اور سارے جہان میں اُسی وحدہ لاشریک کا بول بالا ہے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث اوپر گزر چکی ہے کہ اللہ کے فرشتے دنیا کی چند روز خوشحالی کا اولاً ہنا دیکر دوزخیوں کو قائل اور ذلیل کرین گے۔ یہ حدیث فنقعد مذموما مخذولا کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل وہی ہے جو آیۃ من کان یرید العاجلۃ کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ

اور چلا دیا تیرے رب نے کہ نہ پوجو اُسکے سوا اور ماں باپ سے بھلائی کبھی پہنچے تیرے سامنے بڑھاپے کو وہ ایک یا دونوں

اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ

تو نہ کہہ اُنکو ہون اور نہ جھڑک اُن کو اور کہہ اُنکو بات ادب کی اور جھکا اُنکے آگے کندھے

الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ

عاجزی کر کر نیاز سے اور کہہ اے رب اُنکو رحم کر جیسا پالا اُنھون نے مجکو چھوٹا تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے جی

اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ

میں ہے جو تم نیک ہوگے تو وہ رجوع لانے والون کو بخشتا ہے اور دے ناتے والے کو اُسکا حق اور محتاج کو اور

السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ منزل ۴

مسافر کو اور مت اُڑا بکھیر کر بیشک اڈانے والے بھائی ہیں شیطانون کے اور شیطان ہے اپنے رب کا ناشکر

سب سے بڑھ کر تو آدمی پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو پیدا کیا ہے پھر جب آدمی کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوجاتا ہے تو اُسکی ہر طرح کی پرورش اور تربیت دنیا میں ماں باپ کے سبب سے ہوتی ہے اسواسطے اللہ تعالیٰ نے اس آیۃ میں اپنے حق کے ساتھ ماں باپ کے حق کے ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور ماں باپ کا دنیوی حق یہ ذکر فرمایا ہے کہ اُنکے ساتھ اُن کے بڑھاپے میں حسن سلوک سے پیش آوے اور دینی حق یہ فرمایا کہ اُنکے لئے دعا خیر کرتا رہے اگر ماں باپ کفر کی حالت میں مرے ہوں اور اولاد مسلمان ہو تو ایسے ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت بموجب آیۃ ما کان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربے سے منع ہے حدیث شریف میں بھی ماں باپ کی تابعداری کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے صحیحین میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت سے پوچھا کہ دنیا میں کس کا حق مجھپر زیادہ ہے آپ نے فرمایا کہ پہلے تیری ماں پھر تیری ماں پھر تیرا باپ کا صحیح مسلم اور ادب مفرد بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے ایک روز فرمایا بڑا بدنصیب ہے بڑا بدنصیب ہے صحابہ نے پوچھا حضرت کون بڑا بدنصیب ہے آپ نے فرمایا وہ جس نے اپنے ماں باپ کو یا اُن دونون میں سے ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور پھر اُنکی خدمت گزاری کے سبب سے جنت میں نہ گیا صحیحین میں عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت سے لڑائی پر چلنے کی اجازت چاہی آپ نے پوچھا کہ تیرے ماں باپ زندہ ہیں اس نے جواب دیا کہ ہاں

زندہ ہیں آپنے فرمایا تیرا بڑا جہاد انکی خدمت گزاری میں ہی ادب مفرد بخاری اور معتبر سند سے مستدرک حاکم اور بیہقی میں عبداللہ بن عمر کی حدیث میں ہی کہ اللہ کی رضامندی ماں باپ کی رضامندی کے ساتھ ہی اب ماں باپ کے حق کے بعد اللہ تعالیٰ نے آیتہ میں اور رشتہ داروں کا حق اور محتاج اور مسافروں کا حق ذکر فرمایا ہی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں باپ کے بعد بہن کا حق ہی پھر بھائی کا پھر درجہ بدرجہ اور رشتہ داروں کا حق ہے صحیحین میں حضرت انس رض سے روایتہ ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ منظور ہو کہ اسکے رزق میں کشائش ہو اور اسکی عمر بڑھے تو اسکو چاہیے کہ اپنے رشتہ داروں سے حسن سلوک سے پیش آوے صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ سے روایتہ ہی کہ آنحضرت نے فرمایا جب خدا تعالے نے مخلوق کو پیدا کیا تو قرابت داری نے خدا تعالی سے فریاد کی کہ دنیا میں اگر لوگ میرا واسطہ قطع کرین گے تو کیا ہوگا اللہ تعالی فرمایا جو تجھکو قطع کریگا میں اسکو قطع کرونگا اب قرابت داروں محتاج مسافروں کی خبر گیری میں مال خرچ کرنے کی ہدایت فرما کر اللہ تعالی نے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ ہر خرچ میں میانہ روی چاہیے اسراف اور فضول خرچی نہیں چاہیے کہ مال کی ناقدری اور فضول خرچی ناشکری کا موجب ہی اور ناشکری شیطان کا کام ہے کہ اس نے خدا کی اس نعمت کا کہ خدا نے اسکو فرشتہ بنا کر رکھا تھا شکر نہیں کیا اور نافرمانی کرکے اپنے آپکو مردود ٹھرالیا - اگرچہ وقضی ربک کی تفسیر میں چند قول ہیں لیکن حضرت عبداللہ بن عباس کے صحیح قول میں قضی ربک کی تفسیر امر ربک آئی ہے ترجمہ میں یہی قول لیا گیا ہے -

صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ کی روایتہ ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالی انسان کی ظاہری حالت کو نہیں دیکھتا بلکہ اللہ تعالی کی نظر انسان کے دلی ارادہ پر ہے - اس حدیث کو آیتہ یعلم ما فی نفوسکم کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اولاد کے دل میں تو ماں باپ کا ادب ہوگا لیکن بغیر دلی ارادہ کے ماں باپ کی شان کے برخلاف کوئی بات اولاد کی زبان سے نکل جاویگی اور پھر اسکا پچتاوا ہوگا تو اللہ ایسی بھول کو بخشدیوے گا کیونکہ اللہ تعالی کی نظر ہمیشہ انسان کے دلی ارادہ پر ہے آواہین کے معنے اکثر سلف نے توابین کے لکھے ہیں - عرب کے محاورہ میں ایک طرح کی عادت کے دو شخصوں کو بھائی کہتے ہیں اسی کے موافق بیحا مال اڑانے والوں کو ناشکری کی عادت میں شیطان کا بھائی فرمایا ہے

وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُل لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا ﴿٢٨﴾ وَلَا تَجْعَلْ

اور اگر کبھی تغافل کرے تو انکی طرف سے تلاش میں مہربانی کی اپنے رب کی طرف سے جسکو توقع رکھتا ہی تو کہہ انکو بات نرمی کی اور نہ کر

يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ﴿٢٩﴾ إِنَّ رَبَّكَ

اپنا ہاتھ بندھا اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کہولدے اسکو نرا کھولنا پھر تو بیٹھ رہے الزام کھایا ہارا تیرا رب

يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ﴿٣٠﴾

کشادہ کرتا ہے روزی جسکو چاہے اور کستا بھی وہی ہے اپنے بندوں کو جانتا دیکھتا

اوپر جن لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا ذکر تھا اسی کو پورا کرنے کے لئے فرمایا کہ کسی موقع پر تنگدستی کے

سبب سے اگر اون لوگون کو دینے کے قابل کچھ نہ ہو تو اللہ کے فضل کی توقع پر اُنسے آیندہ سلوک کرنے کا وعدہ نرم لفظون میں کیا جاوے
اب آگے بخیلی اور فراخ دستی کی ایک مثال بیان فرمائی کہ اس حسن سلوک میں نہ انسان بخیل بنجاوے جیسے کسی نے اُس کا ہاتھ
گردن میں رسی سے اس طرح باندھ دیا ہو کہ وہ دینے کے نام سے ہاتھ نہیں بڑھا سکتا نہ ایسا سخی بنجاوے کہ دینے کے
بعد پھر پچھتانا پڑے ۔ معتبر سند سے طبرانی میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھاکر فرمایا
جو شخص اپنے غریب رشتہ دارون کو چھوڑکر غیرون کو صدقہ خیرات دیویگا تو ایسے شخص کا دینا بارگاہ الٰہی میں اجر کے قابل نہ ٹھہریگا
آیتون میں بیجا بخیلی اور بیجا سخاوت کا مثال کے طور پر جو ذکر ہے اس حدیث سے اُس کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے
جسکا حاصل یہ ہے کہ باوجود قدرت کے قریبی رشتہ دارون کو کچھ نہ دینا بیجا بخیلی مین داخل ہے اور غریب رشتہ دارون کو
چھوڑکر غیرون کو کچھ دینا بیجا سخاوت میں داخل ہے کیونکہ اس حدیث کے موافق قیامت کے دن جب اس سخاوت کا
اجر رائگان جاویگا تو ایسی بیجا سخاوت پر ضرور انسان کو پچھتانا پڑے گا اوپر ذکر تھا کہ تنگدستی کے وقت غریب رشتہ داروں
سے آیندہ سلوک کرنے کا وعدہ کیا جاوے اب آگے تنگدست لوگون کی تسلی کے لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کسی کو
خوش حال اور کسی کو تنگدست جو بنایا ہے یہ اسلئے نہیں ہے کہ اُسکے خزانے مین کچھ کمی ہو بلکہ اپنے بندون کی مصلحتون
کو وہی خوب جانتا ہے اور دیکھتا ہے اسواسطے اُسنے ہر ایک کو مصلحت کے موافق خوشحال اور تنگدست بنایا ہے سورۃ
زخرف مین آویگا کہ بعضون کو خوش حال اور بعضون کو تنگدست بنانے میں اتنی بڑی مصلحت ہے جسپر دنیا کا انتظام منحصر ہے کیونکہ خوش حال لوگون کو تنگدست لوگونسے کام کاج لینے کی ضرورت ہے اور تنگدست لوگونکو روپیہ پیسے کی جس منزل ۲
دنیا کا انتظام چل رہا ہے حاصل یہ ہے کہ سورہ زخرف کی جس آیت میں دنیا کے اس انتظام کا ذکر ہے وہ آیت اس آخری آیت کی
گویا تفسیر ہے ۔ علاوہ اس مصلحت کے خوش حالی اور تنگدستی کی اور بھی مصلحتین ہیں جس کا ذکر صحیح حدیثون میں آیا ہے مثلاً
صحیح سند سے ترمذی صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم میں کعبؓ بن عیاض سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم نے دنیا کے مال و متاع کو امت محمدیہ کے حق میں بڑی فتنہ و فساد کی چیز فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بعضے نیک
لوگونکو فتنہ و فساد سے بچانے کی مصلحت کے لئے تنگدست رکھا گیا ہے صحیح سند سے ترمذی اور ابن ماجہ میں سہلؓ بن سعد
سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کی راحت اور خوشحالی کی قدر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر ایک
مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو دنیا میں نافرمان لوگونکو پانی کا ایک گھونٹ بھی پینے کو نہ ملتا ۔ اس حدیث کو آخری آیت کے
ساتھ ملانے سے آخری آیت کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ میں کے خوشحال لوگ
غریب مسلمانون کو جو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ جسپر اللہ مہربانی ہوتی ہے دنیا میں وہی شخص
خوشحالی سے رہتا ہے ان لوگونکا یہ خیال بالکل غلط ہے ۔ دنیا کی خوشحالی اور تنگدستی تو اور مصلحتون کے سبب سے جن مصلحتون کا
سمجھنا ان لوگونکی سمجھ سے باہر ہے ۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝

اور نہ مارڈالو اپنی اولاد کو ڈر سے مفلسی کے ہم روزی دیتے ہیں انکو اور تم کو بیشک انکا مارنا بڑی چوک ہے

اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالی نے اولاد کو ماں باپ کا حق ادا کرنے کی تاکید فرمائی تھی اب اس آیت میں ماں باپ کو اولاد کی شفقت کی تاکید ہے سورۃ النحل میں گزر چکا ہے کہ آنحضرت کے نبی ہونے سے پہلے عرب میں یہ رسم تھی کہ لڑکیوں کو زندہ دفن کردیا کرتے تھے اس بدرسم کے بند کرنے کے فائدہ کے لئے اللہ تعالی نے یہ آیۃ نازل فرمائی ہے علما نے اس آیۃ سے یہ بات نکالی ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندوں پر ماں باپ سے زیادہ شفیق ہے کیونکہ اہل عرب کے ان ماں باپ کی سختی کو جو لڑکیوں کو زندہ دفن کردیتے تھے اللہ کی شفقت نے گوارا نہیں رکھا - اصل بات یہ ہے کہ علما نے اس آیۃ سے جو بات نکالی ہے کہ اللہ تعالی کی شفقت ماں باپ کی شفقت سے بڑھی ہوئی ہے یہ تو مثال کے طور پر ایک کہنے کی بات ہے ورنہ اللہ تعالی کی رحمت کو مخلوق کی شفقت کے ساتھ کوئی نسبت نہیں چنانچہ صحیحین میں حضرت ابوہریرہ سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے رحمت اور شفقت کے سو درجے پیدا کئے ہیں ان میں سے ایک درجہ تو حیوان اور انسان تمام مخلوقات میں تقسیم فرمایا ہے اور ایک کم سو درجے خود اللہ تعالی کے برتاؤ میں ہیں اسی واسطے صحیحین میں انہی حضرت ابوہریرہ کی روایۃ سے ہے کہ بڑے سے بڑا کافر بھی اگر اللہ کی رحمت کا حال جان لیوے تو جنت سے کبھی ناامید نہ ہو اور انہی ابوہریرہ کی روایۃ سے صحیحین میں ہے کہ جب اللہ تعالی نے مخلوقات کو پیدا کیا تو یہ ایک نوشتہ لکھ کر عرش معلے پر اپنے پاس رکھ لیا ہے کہ اللہ کے غصہ پر اسکی رحمت غالب ہے ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک عورت تنور جھونکتے جھونکتے آنحضرت کے پاس آئی اسکی گود میں ایک بچہ بھی تھا اور وہ عورت آنکر آنحضرت سے کہنے لگی کہ کیا آپ یہ نہیں کہتے کہ اللہ تعالی ارحم الراحمین ہے اور جس قدر ماں اپنے بچہ سے الفت کرتی ہے اس سے زیادہ اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے آپنے فرمایا کہ ہاں اس عورت نے کہا کہ میں تو اپنے بچہ کو تنور کی آگ کی پٹ سے بھی بچا لیتی ہوں پھر اللہ تعالی اپنے بندوں کو دوزخ کی آگ میں کیونکر ڈالدیوے گا حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ اس عورت کی یہ بات سنکر آنحضرت اس قدر روئے کہ بدحواس ہوگئے اور پھر آپ نے فرمایا کہ سچ تو یہ ہے کہ اللہ انہی سرکشوں کو آگ میں ڈالیگا جو اللہ تعالی کی عبادت میں غیروں کو شریک کرتے ہیں اور اسکو وحدہ لاشریک نہیں جانتے ابن ماجہ کی سند میں ایک راوی اسمعیل بن یحیی اگرچہ ضعیف ہے لیکن صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے معاذ بن جبل کی روایۃ ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اسکی عبادت میں کسی کو شریک نکریں اس حق کے ادا کرنے کے بعد بندوں کا حق اللہ پر یہ ہوگا کہ وہ انکو دوزخ کے عذاب سے بچاوے - اس صحیح حدیث سے ابن ماجہ کی روایۃ کی پوری تقویۃ ہو جاتی ہے کیونکہ مضمون دونوں روایتوں کا ایک ہی ہے - خطا کا ایک لفظ تو سزا و جزا کے وزن پر بھول چوک کے معنوں میں ہے عرب لوگ جیتی لڑکیوں کو بھول چوک سے نہیں دفن کیا کرتے

منزل ۴

تھے بلکہ لڑکیون کے بیاہ شادی کے خرچ سے ڈر کر اون لڑکیونکو جان بوجھ کر جیتا دفن کیا کرتے تھے اس لئے اکثر سلف نے اِس آیۃ میں خطا کے لفظ کو صدق و کذب کے وزن پر پڑھا ہے جسکے معنے گناہ کے ہیں حاصل یہ ہے کہ ترجمہ میں چوک کا لفظ گناہ کے معنون میں ہی بھول چوک کے معنون مین نہیں ہے کیونکہ عرب کی جس رسم کی ممانعت مین یہ آیۃ نازل ہوئی ہے وہ رسم عرب میں بھول چوک کے طور پر جاری نہیں تھی اذا الشمس کورت میں آویگا کہ قیامت کے دن جیتی لڑکیون کو دفن کردینے کے جرم کی دریافت ہوکر قاتلون کو خون ناحق کی سزا دیجاویگی۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ

اور پاس نہ جاؤ بدکاری کے وہ ہے بیحیائی اور بری راہ ہے اور نہ مارو جان جو منع کی اللہ نے مگر حق پر

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝

اور جو مارا گیا ظلم سے تو دیا ہے اُسکے وارث کو زور سو اب ہاتھ نہ چھوڑدے خون پر اُسکو مدد ہوتی ہے

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ

اور پاس نہ جاؤ یتیم کے مال کے مگر جسطرح بہتر ہو جب تک وہ پہونچے اپنی جوانی کو اور پورا کرو قرار بیشک

كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۝ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ

قرار کی پوچھ ہے اور پورا بھردو ماپ جب ماپ دینے لگو اور تولو سیدھی ترازو سے بہتر ہے اور

منزل ۳

اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ

اچھا اس کا انجام اور نہ پیچھے پڑ جس بات کی خبر نہیں تجکو بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب کی

اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ

اس سے پوچھ ہے اور نہ چل زمین پر اترا تا یہ تو پھاڑ نہ ڈالے گا زمین کو

وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى

اور نہ پہنچے گا پہاڑوں تک لمبا ہوکر یہ جتنی باتین ہیں انمین سے بری چیز ہے تیرے رب کی بیزاری یہ ہے کچھ ایک جو وحی

اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝

کیا تیرے رب نے تیری طرف عقل کے کامون سے اور نہ ٹھیرا اللہ کے سوا اور کی بندگی پھر پڑے تو دوزخ میں اولا ہنکھایا ڈھکیلا

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝

کیا تم کو چنکر دئے تمہارے رب نے بیٹے اور آپ لئے فرشتے بیٹیان تم کہتے ہو بڑی بات

ع ۴

اوپر کی آیتو نسے حق العباد کا ذکر چلا آتا ہے مثلاً ماں باپ کا حق اولاد کو سمجھنا اور اولاد کا حق ماں باپ کو سمجھنا رشتہ دار انکا حق رشتہ دارون کو جاننا ایک کی ماں بہن بی بی سے دوسرا بدکاری کرے یا ایک کو دوسرا جان سے مار ڈالے یا ایک

شخص اپنی اولاد اور مال چھوڑ کر مر جاوے اور جس رشتہ دار کی پرورش میں وہ یتیم اولاد آوے وہ اس یتیم کا مال کھا اوڑا دیوے یہ سب باتین خدا کا گناہ ہونے کے سوا حق العباد میں رخنہ ڈالنے والی چیزین ہیں اس واسطے اللہ تعالیٰ نے حق العباد کے ذکر کے سلسلہ میں زنا قتل بے جا تصرف مال یتیم خلاف عہد کم تولنے اور کم ماپنے اور جھوٹی شہادت اور اترانے کا ذکر ان آیتون میں فرمادیا ہے تاکہ حق العباد میں جو باتین کرنے کی ہیں وہ اور جو نہیں کرنے کی ہیں وہ ایک جگہ جمع ہو جاویں اسی واسطے ان آیتون کے آخر میں فرمایا ہے کہ اس طرح کی وحی میں ایک حکمت الٰہی ہے اور شروع اس نصیحت کا اللہ تعالیٰ نے اپنے حق سے فرما کر بیچ میں حق العباد اور جو باتین حق العباد کو مضر تھین اسکا ذکر فرمایا اور پھر بحث کو اپنے حق پر ختم فرمایا تاکہ آدمی کی سمجھ میں آجاوے کہ سب سے بڑھ کر آدمی پر اللہ کا حق ہے جسنے اللہ کی عبادت میں شرک کے طور پر یا ریا کاری کے طور پر غیر کو شریک کیا وہ بڑا حق فراموش ہے اسنے اللہ کا حق کچھ بھی نہیں ادا کیا۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے معاذ بن جبل کی حدیث اوپر گزر چکی ہے جس میں اللہ کا حق بندو پر یہ ہے کہ وہ اسکی عبادت میں کسی کو شریک نکریں اور پھر اس حق کے ادا ہو جانیکے بعد بندو کا حق یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ انکو دوزخ کے عذاب سے بچا دیگا حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس حق کی تاکید کے طور پر اس نصیحت میں دو دفعہ اسوا فرمایا ہے کہ اس نصیحت میں جن نیک کاموں کا ذکر ہے ان میں کوئی نیک کام بغیر اللہ کے اس حق کو ادا کرنے کے بارگاہ الٰہی میں نہ مقبول ہو سکتا ہے نہ ایسا حق فراموش آدمی دوزخ کے عذاب سے بچ سکتا ہے

منزل ۳

کس لئے کہ اللہ کی عبادت کرنے کے لئے اللہ کو پہچاننا ضرور ہے جو شخص اللہ کی عبادت میں غیرون کو شریک کرتا ہے وہ نہ اللہ کی شان کو نہیں پہچانتا پھر ایسے شخص کا نیک عمل بارگاہ الٰہی میں کیونکر مقبول ہو سکتا ہے معتبر روایتون میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شرم و حیا کے مقابلہ میں فاحشہ کے لفظ کا استعمال فرمایا ہے اس استعمال کے موافق بدکاری کو بیحیائی کا کام فرمایا۔ بدکاری سے آدمی کی نسل بگڑتی ہے اسلئے بدکاری کو بری راہ فرمایا آگے کی آیۃ میں قتل ناحق کے ساتھ الا بالحق کی جو قید لگائی گئی ہے صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تفسیر یون فرمائی ہے کہ یا بیاہے ہوئے بدکار مرد یا عورت یا اسلام کے بعد مرتد ہو جانے والے ان لوگون کا قتل شریعت میں جائز ہے۔ عرب میں دستور تھا کہ شریف آدمی کے قصاص میں بہت سے لوگون کو قتل کیا کرتے تھے اسی کو خون پر ہاتھ چھوڑنا فرمایا کہ مقتول کے وارث کو حاکم لوگ قصاص میں مدد دیون اور قصاص کی حد سے بڑھ کر مقتول کے وارث کچھ زیادتی نکرین۔ یتیم کی حفاظت کی عہد کے پورا کرنے کی پورا تولنے کی بہتان کی اور اترانے کی ممانعت کی بہت سی صحیح حدیثین ہیں جو گویا ان آیتون کی تفسیر ہیں۔ آخر کو مشرکین مکہ کی نادانی کا ذکر فرمایا کہ یہ لوگ خود تو لڑکیون سے یہان تک گھبراتے ہیں کہ انکو جیتا گاڑ دیتے ہیں اور نادانی سے فرشتون کو اللہ کی بیٹیان کہتے ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ یہ بہت بری بات ہے جسکا بہت بڑا خمیازہ ان کو ایک دن بھگتنا پڑیگا۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ۭ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۝

اور پھیر پھیر سمجھایا ہے اس قرآن میں تاوہ سوچیں اور نہیں وہ ہوتا ہے وہی بدکنا

اللہ پاک نے اس آیۃ میں یہ بیان کیا کہ ہے اس قرآن پاک میں جابجا مثالین اور حکم اور نصیحت اور قصے یہ سب کچھ بیان کیا ہے تاکہ یہ اوسے پڑھ کر اور سنکر عبرت پکڑیں اور نصیحت اختیار کریں اور اپنے قول اور فعل سے باز آئیں لیکن جن کی طینت میں کفر و نفاق ہے وہ ان باتون کو سنکر اور بھی دین حق سے نفرت کرتے ہیں اور بھاگتے ہیں اور قرآن پاک کی نسبت یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ انسان کا کلام ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علی رض کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کون شخص دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل کام کریگا اور کون شخص جنت میں جانے کے قابل۔ اسی طرح صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسے اشعری کی حدیث بھی گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگون کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے ان حدیثون کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جو لوگ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل قرار پا چکے ہیں وہی لوگ قرآن کے سننے سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ انکے حق میں قرآن کی نصیحت ایسی ہی رائگان ہے جیسے بری زمین میں مینہہ کا پانی رائگان جاتا ہے۔

منزل ۴

قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ۝ سُبْحٰنَهٗ

کہہ اگر ہوتے اسکے ساتھ اور حاکم جیسا یہ بتاتے ہیں تو نکالتے تخت کے صاحب کی طرف راہ وہ پاک

وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝

ہے اور اوپر ہے انکی باتون سے بہت دور

اس آیۃ میں مشرکون کے جھٹلانے کے لئے فرمایا کہ اے رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان مشرکون سے کہہ دیں جیسا تم خیال کرتے ہو کہ خدا کے سوا کوئی اور معبود بھی ہیں جنکی اطاعت سے خدا کا تقرب حاصل ہوتا ہے اور جنکے پوجنے سے وہ معبود خدا کے روبرو اپنے پوجنے والون کی شفاعت کریں گے تمہارا یہ خیال بالکل غلط ہے کیونکہ خدا کے سوا اور کوئی معبود ہوتا تو وہ ضرور کوئی رستہ ذوالعرش کی طرف نکالتا یعنی وہ معبود اللہ کے ساتھ مقابلہ کے لئے آمادہ ہوتا جس طرح دنیا میں ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر چڑھائی کرتا ہے اور اسکے ملک اور مال پر قبضہ کرنے کو مستعد ہوتا ہے یہ معنے اس آیۃ کے آیت لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا کے موافق ہیں جس کا مطلب یہ ہے اگر آسمان و زمین میں خداوند برتر کے سوا اور کوئی معبود بھی ہوتا تو یہ دونو آسمان و زمین خراب ہو جاتے اسکے نظم و نسق میں ایک دم کی دیر پھیل جاتی۔ مسند امام احمد صحیح بخاری و بیہقی وغیرہ کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے

کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے جب مکہ میں سخت قحط پڑا تو مشرکین مکہ نے اپنے تئیں سے مینہ برسنے کی بہت کچھ التجا کی لیکن کچھ نہ ہوا آخر لاچار ہو کر جب ان لوگوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مینہ برسنے کی دعا کا اصرار کیا تو آپ کے دعا سے مینہ برسا۔ اس حدیث کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ آسمان و زمین کا سب انتظام اکیلے اللہ کے اختیار میں ہے ان مشرکوں کے تئیں کو اللہ تعالے کے کسی کارخانہ میں کچھ دخل نہیں ہے اسلئے آخر آیۃ میں فرمایا کہ اللہ تعالی ان مشرکوں کی شرک کی باتوں سے پاک اور بہت دور ہے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ

اسکی شہرائی بولتے ہیں آسمان ساتوں اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے اور کوئی چیز نہیں جو نہیں پڑھتی خوبیاں

وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا

اسکی لیکن تم نہیں سمجھتے انکا پڑھنا بیشک وہ ہے تحمل والا بخشتا

جس طرح نبی آدم میں اللہ تعالی نے مختلف زبانیں بنائی ہیں کوئی عربی بولتا ہے کوئی ترکی کوئی فارسی جب تک ایک فرقہ خاص طور پر دوسرے فرقے کی زبان نہ سیکھے اپنے زبان کے سوا دوسری زبان کا ایک لفظ نہیں جانتا اسی طرح اللہ نے زمین آسمان جہاڑ پہاڑ سب کو ایک ایک زبان دی ہے وہ اپنی زبان میں اللہ تعالی کی رات دن تسبیح کرتے ہیں ہر فرقہ انسانی کا دوسرے فرقے انسانی سے میل جول دنیا کی آبادی کی غرض سے اللہ کو منظور ہے اسلئے ایک ملک کا آدمی ضرورت سے دوسرے ملک کی زبان کو سیکھنا چاہے تو یہ بات اللہ تعالی نے حد تعلیم انسانی پر انسان کے اندر رکھی ہے جہاڑ پہاڑ کی زبان سے اس طرح کی کوئی غرض انسانی کا تعلق نہیں ہے اسلئے جہاڑ پہاڑ کی زبان کی سمجھ عام لوگوں کے فہم سے ایک غیر چیز ہے مگر جس طرح خاص خاص ایک فرقہ کے لوگ دوسرے فرقے انسانی کی زبان سیکھ لیتے ہیں اسی طرح اللہ تعالی جسکو اپنے علم خاص سے بہرہ مند فرماتا ہے وہ جہاڑ پہاڑ کی زبانیں سمجھتے ہیں چنانچہ اس باب میں قرآن شریف کی آیتیں اور بہت حدیثیں اور آثار ہیں کسی قدر ان میں سے بیان کئے جاتے ہیں قرآن شریف میں تسبیح کی سورتیں بعض تو سبح کے لفظ سے شروع ہوئی ہیں اور بعض یسبح کے لفظ سے جس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ آسمان و زمین کی کل چیزیں اپنی زبان میں ہر وقت اللہ کو یاد کرتی ہیں اور اسکے نام کی تسبیح پڑھتی ہیں ان تسبیح کی آیتوں کی تفسیر صحیح حدیثوں سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جسکا ٹکڑا یہ ہے کہ کھانا کھاتے وقت کھانے کی تسبیح کی آواز ہم صحابہ لوگ سنا کرتے تھے صحیح مسلم میں جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جو تجھ نبوت سے پہلے مجھ سے سلام علیک کیا کرتا تھا میں اسکو خوب پہچانتا ہوں بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ پہلے آنحضرت ایک کھجور کی لکڑی پر چڑھ کر خطبہ پڑھا کرتے تھے جب آپکے خطبہ پڑھنے کے لئے منبر بن گیا تو آپ نے اس لکڑی پر خطبہ پڑھنا چھوڑ دیا اس غم سے وہ لکڑی کا ٹکڑا ایسا رویا کہ آپ نے اور اصحاب نے اسکے رونے

منزل ۴

کی آواز سنی اور آپ بے تاب ہو کر ممبر سے اوترے اور اس لکڑی کے ٹکڑے کو اپنا منہ لگا کر کچھ بات چپکے سے اس سے کہی جب وہ لکڑی کا ٹکڑا چپکا ہوا مسند امام احمد وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایۃ ہی کہ جب آنحضرت اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اپنے ہاتھوں میں کنکر اوٹھاتے تھے تو شہد کی مکھی کی بھن بھناہٹ کی طرح اون کنکریون کی تسبیح کی آواز ہم لوگ سنا کرتے تھے نسائی میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایۃ ہی کہ آنحضرت نے فرمایا ینڈک کو مت مارو اسکا بولنا اللہ کی تسبیح ہے اوپر صحیح بخاری اور مسلم کی روایتیں جو گزریں اُنسے مسند امام احمد اور نسائی کی روایتون کو پوری تقویت ہو جاتی ہے حاصل کلام یہ ہے کہ بعضے علمانے یہ جو لکھا ہے کہ جن و انسان کے سوا اور چیزین زبان حال سے اللہ کی تسبیح کرتی ہیں یہ قول صحیح نہیں بلکہ اکثر حدیثون اور آثار سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک چیز کو اللہ نے ایک خاص گویائی دی ہے اوس گویائی سے وہ چیز اللہ کی تسبیح مین مشغول ہے اور اکثر سلف کا یہ مذہب ہے کہ ہر چیز کی ایک زندگی کی سی حالت ہی مثلاً پیڑ کا ہرا رہنا کپڑے کا میلا اور پرانا نہ ہونا ایسی حالت تک ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور اس مذہب کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہی جسکی روایۃ صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عباس سے ہے اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت کا گزر ایک روز دو قبرون پر ہوا اور آپ نے فرمایا ان دونون قبرون میں جو مُردے دفن ہیں اُنپر عذاب قبر ہو رہا ہے ایک شخص ان دونو مرفونون میں سے پیشاب کی چھینٹون سے پرہیز نہیں کیا کرتا تھا اُسکے عذاب میں پکڑا گیا اور دوسرا شخص چغلخوری کے عذاب میں گرفتار ہی یہ فرماکر آپ نے ایک ہری ٹہنی درخت کی لیکر اسکی دو شاخین کین اور دونو شاخین اون دونون قبرون پر گاڑین منازل ۷ اور یہ فرمایا کہ جب تک یہ شاخین خشک نہ ہون گی شاید ان دونون کے عذاب مین تخفیف رہے گی اس حدیث سے علمانے یہ مطلب نکالا ہے کہ ہری شاخ اللہ کی تسبیح کرتی تھی اُسی تسبیح کے اثر سے عذاب میں تخفیف ہوئی تھی جب شاخین سوکھ گئین اور تسبیح الٰہی بند ہو گئی تو وہ اثر بھی جاتا رہا جس اثر سے عذاب کی تخفیف ہوئی تھی پھر عذاب بدستور قائم ہو گیا۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی بردباری ہے کہ مشرک لوگ اسکی تعظیم میں غیرون کو شریک کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُنکے رزق اور صحت کے انتظام میں کچھ خلل انداز ڈالتا۔ یہ حدیث انہ کان حلیما غفورا کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ سوا ان مشرکون کے اور سب چیزین خالص اللہ کی عبادت کرتی ہیں اور یہ مشرک لوگ اگرچہ اللہ کی عبادت میں غیرون کو شریک کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنی بردباری سے اُنپر کسی عذاب کے نازل کرنے میں جلدی نہیں کرتا اور اُنکے رزق اور صحت کے انتظام کو بحال رکھتا ہے۔

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۝

اور جب تو پڑھتا ہے قرآن کر دیتے ہیں ہم بیچ میں تیرے اور اُن لوگون کے جو نہیں مانتے پچھلا جینا ایک پردہ ڈھنکا

وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي

اور رکھے ہیں اُنکے دلو پر اوٹ کہ اُسکو نہ سمجھین اور اُنکے کانون میں بوجھ اور جب مذکور کرتا ہے تو

القرآن وحدہ ولوا علی ادبارھم نفورا ۴۶

قرآن میں اپنے رب کا اکیلا کر کر بھلگتے ہیں اپنے پیٹھ پر پھر کر

تفسیر ابراہیم بن منذر میں ابن شہاب زہری کی روایت سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ جسوقت اللہ کے رسول قرآن شریف کی آیتین مشرکین مکہ کی روبرو پڑھتے تھے اور آنکو ہدایت کرتے تھے تو وہ لوگ ٹھٹھے سے یہ کہتے تھے کہ فی اذانا وقر ومن بیننا وبینک حجاب یعنی جن باتون کے ماننے کے لئے اے محمد تم ہم سے کہتے ہو اُن باتون کے سننے سے ہمارے کان بہرے ہیں اور اون باتون کے ماننے کے حساب سے ہم میں اور تم میں ایک آڑ ہے اللہ تعالے نے ان مشرکون کی بات کی تصدیق میں یہ آیۃ نازل فرمائی۔ سورہ حم السجدہ میں آویگا کہ جن باتون کا ذکر ان آیتون میں ہے وہ باتین مشرک لوگ مسخرپن سے کیا کرتے تھے۔ اس سے شان نزول کی روایت کی پوری تائید ہوتی ہے حاصل معنے آیۃ کے اس صورت میں یہ ہیں کہ یہ مشرک لوگ جو کچھ ٹھٹھے سے کہتے ہیں وہ یہی بات ہے بدبختی ازلی جو اُنکے سر پر سوار ہے وہ انکو قرآن شریف کی ہدایت کی باتین سننے نہیں دیتے تو گویا یہ لوگ حقیقت میں بہرے ہیں اور آنکھون کے سامنے کے آثار قدرت الٰہی انکو نظر نہیں آتے اسلئے حق باتون میں اور ان میں ایک طرح کی آڑ ہے وہ آڑ بھی وہی بدبختی ازلی ہے جو انکو دیکھنے کی حق باتین دیکھنے نہیں دیتی حاصل کلام یہ ہے کہ جس آڑ کا آیۃ میں ذکر ہے وہ آڑ اس صورت میں لیکن باطنی اور معنوی چیز ہے سوا اسکے آنحضرت اور کفار کے مابین میں اللہ کے حکم سے ایک فرشتہ بھی حایل رہا کرتا تھا تاکہ قرآن شریف میں جو آیتین کفار کی طبیعت کے مخالف ہیں انکو سنکر کفار لوگ آنحضرت سے کچھ بے ادبی سے پیش نہ آوین اس آڑ پر بھی آیۃ کا مطلب صادق آتا ہے ہی واسطے بعضے علمانے اِس مطلب کو شان نزول قرار دیا ہے لیکن وہ آیۃ کے مضمون کا مصداق ہے شان نزول نہیں ہے چنانچہ مستدرک حاکم مسند ابو یعلے مسند بزار تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں جو حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ جب سورہ تبت نازل ہوئی اور ابولہب کی بیوی نے سنا کہ اسکی ہجو قرآن شریف میں اُتری ہے تو وہ عورت ایک پتھر لیکر آنحضرت کو مارنے آئی اور حضرت ابوبکر صدیق کے دل میں یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ وہ عورت جھنجلا کر کبھی یہ پتھر آپکو نہ مارے تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کی تسکین کی اور یہ آیۃ پڑہی اور فرمایا ایک فرشتہ مجھمیں اور ایسے لوگون میں آڑ ہے غرض روایت میں اس وقت وحی کے نازل ہونے کا کوئی ذکر نہیں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فرشتہ پہلے سے تعینات تھا اس وقت آپ نے یہ آیۃ بطور تصدیق کے پڑہی تھی اس صورت میں ایک آڑ ظاہری بھی آیۃ کے مطلب میں سوا اُس آڑ باطنی اور معنوی کے داخل ہے۔ بزار نے حضرت عبداللہ بن عباس کی اس روایت کو معتبر قرار دیا ہے۔ آخر آیۃ میں فرمایا کہ جب قرآن کی آیتون میں اللہ کی وحدانیت کا ذکر آتا ہے تو یہ مشرک لوگ پیٹھ موڑ کر بھاگ جاتے ہیں صحیح سند سے مسند امام احمد ترمذی اور مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جس کا

نزول

حاصل یہ ہے کہ ابوطالب کی بیماری کیوقت چند مشرکین مکہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں جمع تھے اور اس مجلس میں جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ذکر کیا تو یہ مشرک لوگ غصہ ہوکر اس مجلس سے چلے گئے۔ اخر آیتیں جو ذکر ہے کہ جب اللہ کی توحید کا ذکر آتا ہے تو یہ مشرک لوگ پیٹھ موڑ کر بھاگ جاتے ہیں یہ حدیث گویا اسکی تفسیر ہے سورہ ص کی تفسیر میں ابوطالب کی بیماری کا قصہ تفصیل سے آویگا

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُونَ بِهِ إِذْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ نَجْوَىٰ إِذْ يَقُولُ الظَّالِمُونَ إِن

ہم خوب جانتے ہیں جیسا وہ سنتے ہیں جس وقت کان رکھتے ہیں تیری طرف اور جب وہ مشورت کرتے ہیں کہتے ہیں بے انصاف

تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ۝ انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ

جسکے کہے پر چلتے ہو نہیں وہ مگر ایک مرد جادو کا مارا دیکھ کیسے بٹھاتے ہیں تجھ پر کہاوتیں اور بہکتے ہیں سو راہ نہیں

سَبِيلًا ۝ وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ۝ قُلْ كُونُوا حِجَارَةً

پا سکتے اور کہتے ہیں کیا جب ہوگئے ہڈیاں اور چورا کیا ہم پھر اٹھیں گے نئے بنکر تو کہہ تم ہو جاؤ پتھر

أَوْ حَدِيدًا ۝ أَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ ۚ فَسَيَقُولُونَ مَن يُعِيدُنَا ۖ قُلِ الَّذِي

یا لوہا یا کوئی خلقت جو مشکل لگے تمہارے جی میں پھر اب کہیں گے کون اٹھائے گا ہمکو کہہ جس نے بنایا

فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هُوَ ۖ قُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ

تم کو پہلی بار پھر اب ہلا دینگے تیری طرف اپنے سر اور کہیں گے کب ہے وہ تو کہہ شاید نزدیک ہی

منزل ۴ ع ۵ ۱۵

قَرِيبًا ۝ يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا ۝

ہوگا جس دن تم کو پکاریگا پھر چلے آؤگے سراہتے اسکو اور اٹکلو گے کہ دیر نہیں لگے تھے مگر تھوڑی

سیرۃ محمد بن اسحاق اور دلائل النبوت بیہقی میں ناقابل اعتراض سند کی ابن شہاب زہری سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک روز ابوسفیان اور ابوجہل اور چند قریش جمع ہوئے اور جسوقت آنحضرت نماز میں قرآن شریف اپنے گھر میں پڑھ رہے تھے اسوقت چھپ کر قرآن شریف سنا اور پھر آپسمیں صلاح کرکے آنحضرت کو جادو کیا ہوا ایک شخص اور حشر کی آیتوں کو خلاف عقل ہونے کا ذکر کرنے لگے آپسمیں اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں حاصل معنے یہ ہیں کہ قرآن شریف سنکر یہ لوگ جو آپسمیں باتیں کرتے ہیں وہ اور اللہ کے رسول کی شان میں یہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہیں وقت مقررہ آنے پر مناسب مواخذہ ان سے کیا جاویگا چنانچہ اس وعدہ کے موافق اس گروہ میں کے چند شخص جنگ بدر میں ہلاک ہوگئے اور ابوسفیان وغیرہ فتح مکہ پر مسلمان ہوگئے اور حشر کا انکار ان لوگوں نے جو کیا تھا اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ انسان پیدا ہونے سے پہلے آخر مٹی ہی تھا جس اللہ نے مٹی کا پتلا پہلی دفعہ بنایا اور اس پتلے میں روح پھونکی پھر اس اللہ کو دوسری دفعہ وہ کام کرنا جو ایک دفعہ وہ کرچکا ہے کیا مشکل ہے بلکہ جو کوئی ایک دفعہ ایک کام کرچکے پھر اسکو وہ کام سہل ہو جاتا ہے اسواسطے حشر کے خلاف عقل ہونے میں اوپر تفصیل سے بیان ہوچکا ہے کہ پہلی پیدائش سے

حشر آسان ہی پھر اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کی تنبیہ کے لئے فرمایا کہ مٹی کا پتلا تو کیا ہے اگر یہ مرکر لوہا یا پتھر یا اور کوئی سخت چیز بھی ہوجاوین تو اللہ کی قدرت تو وہ ہی کہ اللہ ضرور انکو دوبارہ پیدا کریگا - آگے فرمایا دوبارہ زندہ ہونے کی تاکید سنکر یہ لوگ تعجب سے پوچھیں گے کہ آخر ہمکو دوبارہ کون زندہ کریگا تو اے رسول اللہ کے ان سے کہہ دیا جاوے کہ جسنے پہلے تم کو نیست سے ہست کیا وہی تم کو دوبارہ پیدا کریگا پھر فرمایا اس جواب کو سنکر یہ لوگ مسخراپن سے گردنین مٹکا کر یہ کہوین گے کہ آخر اس وعدہ کا ظہور کب ہوگا انسے کہہ دیا جاوے کہ گھبراؤ نہین شاید اس کا ظہور بھی جلدی ہونے والا ہے پھر فرمایا انمیں یہ لوگ ایسے مسخراپن کی باتین کرتے ہیں لیکن دوسرے صور سے پہلے جب ایک مینہہ برس کر انکے جسم تیار ہوجاوین گے اور اُن جسمون میں روحین پھونکدی جاوین گی اور انکو میدان محشر میں حاضر ہونے کا حکم ہوگا تو اللہ کی قدرت کو دیکھکر بے ساختہ اللہ کی تعریف انکی زبان پر آجاویگی اور حساب کتاب کے بعد جب بے شمار مدت کے لئے انکو دوزخ میں جھونکدیا جاویگا تو اوس بے شمار مدت کے مقابلہ میں دنیا میں رہنے کی مدت انکو بالکل کم نظر آویگی - دوسرے صور سے پہلے مینہہ جو برسے گا صحیح بخاری ومسلم کی ابوہریرہؓ کی روایۃ کے حوالہ سے اس کا ذکر کئی جگہ اس تفسیر میں کردیا گیا ہے - سورہ القمر میں آویگا کہ دوسرے صور کی آواز سے سب لوگ قبرون سے نکل کر میدان محشر کی طرف ٹڈیون کی طرح دوڑین گے - مسند امام احمد کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کی صحیح حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ نیک آدمی کے مردے کو قبر میں رکھتے ہی جنت کا ٹھکانا اور بدشخص کے مردہ کو دوزخ کا ٹھکانا فرشتے دکھلاکر یہ کہدیتے ہیں کہ اس ٹھکانے میں رہنے کے لئے قیامت کے دن تمکو دوبارہ زندہ کیا جاویگا - اسی طرح ابوداؤد اور مسند امام احمد کے حوالہ سے براءؓ بن عازب کی صحیح حدیث بھی گزر چکی ہے کہ بدلوگ دوزخ کے ٹھکانے سے ڈر کر عذاب قبر کو غنیمت جانین گے اور قیامت کے نہ قائم ہونے کی ہر وقت دعا کرتے رہین گے - ان حدیثون کو آیتون کے ساتھہ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ دوسرے صور کی آواز سے ان منکرین قیامت کا ٹڈیون کی طرح حساب وکتاب کے لئے میدان محشر کی طرف دوڑنا اور حساب وکتاب کے بعد بے شمار مدت کا دوزخ میں جھونکے جانے کا حکم سنکر اسکے مقابلہ میں دنیا میں رہنے کی مدت کو بالکل چند روزہ مدت خیال کرنا یہ تو اپنے وقت پر ہوگا لیکن ان مین سے ہر ایک شخص کو اس کا ٹھکانہ زیست کے تھوڑے سے دن گزر جانے کے بعد مرتے کے ساتھہ ہی دکھلا دیا جاویگا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اب تو یہ لوگ مسخراپن سے قیامت کے آنے کی جلدی کرتے ہیں مگر دوزخ کے اپنے ٹھکانے کو دیکھ کر ہر وقت قیامت کے نہ قائم ہونیکی دعائین مانگین گے -

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا

اور کہدے میرے بندون کو کہ بات وہی کہیں جو بہتر ہو شیطان جھڑپ ڈالتا ہے آپسمین شیطان ہے انسان کا شیک دشمن صریح

اس آیۃ میں اللہ پاک نے اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت اپنے بندون کو حکم فرمایا کہ تم اپنا برتاؤ اچھا رکھو ایسا نہ ہو کہ سخت کلامی سے شیطان تمہارے بیچ میں کود پڑے اور جھگڑا ڈال دے کیونکہ شیطان حضرت آدم اور بنی آدم کا صریح دشمن ہے احسن کی تفسیر میں مفسرون کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ لوگ نرمی اور آہستگی سے کلام کرین کوئی شخص کافر

منزل ۴

سے بھی سخت کلامی نکرے کیونکہ اس سے فساد پیدا ہو[illegible] تک مشرکین اور اہل اسلام کے فیما بین
کسی فساد کا پیدا ہونا اللہ تعالی کو منظور نہیں ہے۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے جناب کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ ہجرت سے
پہلے مشرکین مکہ مسلمانون کو طرح طرح کی تکلیفین دیتے تھے مفسرین نے لکھا ہے کہ اسپر اللہ تعالی نے یہ آیۃ نازل فرمائی
اور فرمایا کہ شیطان بے وقت مشرکین اور اہل اسلام میں جھگڑا ڈلوانا چاہتا ہے اور ضعف اسلام کے زمانہ تک اللہ تعالے کو
درگزر منظور ہے اسواسطے مشرک لوگ نادانی سے اگر مسلمان لوگون کے ساتھ سخت کلامی کرین تو مسلمانون کو چاہیئے
کہ نیک برتاؤ سے اُس کو ٹالدین۔

رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ ۚ إِنْ يَشَأْ يَرْحَمْكُمْ أَوْ إِنْ يَشَأْ يُعَذِّبْكُمْ ۚ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ۝ وَرَبُّكَ

تمہارا رب بہتر جانتا ہے تم کو اگر چاہے تم پر رحم کرے اور اگر چاہے تم کو مار دے اور تجکو نہیں بھیجا ہمنے انپر ذمہ لینے والا اور تیرا رب

أَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ ۖ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ۝

بہتر جانتا ہے جو کوئی ہے آسمانون میں اور زمین میں اور ہمنے زیادہ کیا ہے بعضے نبیونکو بعضون سے اور دی ہمنے داؤد کو زبور

اوپر کی آیتہ میں مسلمانون کو سخت کلامی سے منع فرماکر اُسکے بعد اب مشرکون کا حال بیان فرمایا کہ اے رسول اللہ کے مشرکین مکہ مین سے
کچھ لوگ راہ راست پر نہ آوین تو اُسکا کچھ بوجھ بار تمہارے ذمہ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالی کے علم غیب میں جس طرح بعضے نبیون
کی بزرگی اور فضیلت بعضون پر ٹھہر چکی ہے اسی طرح یہ بات بھی ٹھہر چکی ہے کہ ان مشرکون میں سے کچھ لوگ راہ راست پر آنکر
اللہ کی رحمت کے قابل ٹھہرین گے اور کچھ حالت کفر پر مرکر عذاب کے مستحق ہونگے۔ بدر کی لڑائی میں ابوجہل کا کفر کی حالت منزل ۴
پر مرنا اور فتح مکہ پر ابوسفیان کا اسلام کی فضیلت کو حاصل کرنا مشرکین مکہ کی اُسی حالت کی تفسیر ہے جسکا ذکر ان آیتونمیں ہے
زبور میں امت محمدیہ کا جو حال ہے اُسکا ذکر سورۃ الانبیا میں آویگا اسواسطے امت محمدیہ کے لوگونکے ذکر مین خاص طور پر
زبور کا ذکر فرمایا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم مین معراج کی حدیثون میں ہے کہ معراج کی رات آدم علیہ السلام اول آسمان پر تھے
اور ابراہیم علیہ السلام ساتوین آسمان پر۔ صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ
باتون کا ذکر فرماکر یہ فرمایا ہے کہ ان چھ باتون کے سبب سے اللہ تعالی نے مجھکو سب انبیا پر فضیلت دی ہے یہ چھ باتون کی
پوری حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے۔ آیتون میں بعضے انبیا کو بعضون پر فضیلت دینے کا جو ذکر ہے یہ حدیثین گویا اُسکی تفسیر
ہیں جسکا حاصل یہ ہے کہ بعضے انبیا کو بعضونپر اور نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو سب انبیا پر اللہ تعالی نے فضیلت دی ہے
سورہ بقر میں گزر چکا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لوگون کو انبیا کی فضیلت میں بحث کرنے سے
منع کیا ہے تاکہ اس بحث سے کسی نبی کی کسر شان نہ لازم آوے۔ صحیح بخاری و مسلم میں اس بحث کی ممانعت کی
تفصیلی روایتین ہیں +۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝

کہہ پکارو جنکو سمجھتے ہو سوا اسکے سو انہیں اختیار رکھتے کہ تکلیف کھولدیں تم سے اور نہ بدل دیں

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ

وہ لوگ جنکو یہ پکارتے ہیں ڈھونڈتے ہیں اپنے رب تک وسیلہ کون بندہ بہت نزدیک ہے اور امید رکھتے ہیں اسکی مہر کی

وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝

اور ڈرتے ہیں اسکی مار سے بیشک تیرے رب کی مار ڈرنے کی چیز ہے

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ مشرکون میں سے کچھ لوگون نے جنات کے ایک گروہ کو اپنا معبود بنا رکھا تھا اتفاق سے جنات کا وہ گروہ مسلمان ہوگیا اور انسانون کے اس فرقے کو جو ان جنات کی پرستش کیا کرتے تھے ان جنات کے مسلمان ہوجانے کی خبر نہیں ہوئی اللہ تعالی نے ان مشرکون کے گروہ کے شرمندہ کرنے کو یہ آیۃ نازل فرمائی حاصل معنے آیۃ کے یہ ہیں کہ اے نبی اللہ کے ان بے خبر شرک کرنے والون سے یہ کہدہ کہ اللہ کے سوا جنکو تم اپنا معبود ٹھہراتے ہو اگرچہ پہلے بھی ان تمہارے معبودون کو کسی نیک و بد کا اللہ کے کارخانہ میں اختیار نہ تھا چنانچہ مکہ کے قحط کے زمانہ میں تمہیں اس کا تجربہ ہوچکا ہے اور اب تو تمہارے ان معبودون کا یہ حال ہے کہ تم انکو خدا لگتے ہو وہ خدا کو خدا جانتے ہیں اور عمل نیک کو خدا کی رضامندی کا ذریعہ ٹھہراتے ہیں اور اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں تمکو انکا حال معلوم نہیں تو ذرا تم لوگ انکا حال دریافت تو کرو کہ وہ کس حال میں ہیں تفسیر ابن جریر میں دوسرے طریقہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود سے بجائے جنات کے ملائکہ کی ایک گروہ کو مشرکین کا اپنا معبود ٹھہرانا اور حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت میں حضرت عیسے اور عزیر کو معبود ٹھہرانا جو ہے انکو حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں ثابت اور ضعیف ٹھہرایا ہے کیونکہ بخاری کی روایۃ سے صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ گروہ ایسا تھا کہ پہلے مشرکین کے معبود بننے پر راضی تھا اور پھر اسلام لاکر اس اپنے فعل سے وہ گروہ بیزار ہوگیا یہ بات ملائکہ اور حضرت عیسے اور عزیر کے حق میں ہرگز صادق نہیں آتی کیونکہ ملائکہ اور حضرت عیسے اور عزیر کبھی مشرکین کے معبود بننے پر راضی نہیں ہوئے آخر آیۃ میں فرمایا کہ اللہ کا عذاب بلاشک ڈرنے کی چیز ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی روایۃ ایک جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو دوزخ کے عذاب کا جو کچھ حال معلوم ہے اگر لوگون کو وہ حال معلوم ہوجائے تو وہ ہنسنا چھوڑ دین اور سوا رونے کے انکو اور کچھ کام نہ رہے یہ حدیث ان عذاب ربک کان محذورا کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کا عذاب ایسی ڈرنے کی چیز ہے کہ اس دین کا گرفتار ہونا تو درکنار اسکا پورا حال سننا بھی انسان کی برداشت سے باہر ہے۔

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ

اور کوئی بستی نہیں جسکو ہم نہ کھپا دینگے قیامت سے پہلے یا آفت ڈالیں گے اسپر سخت آفت

منزل ۴

كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝

یہ ہے کتاب میں لکھا گیا

اوپر ذکر تھا کہ مشرکین مکہ کو دنیا کی زندگی پر ایسا بھروسہ تھا کہ وہ مسخراپن سے قیامت کے آنے کی جلدی کرتے تھے اسلئے فرمایا کہ دنیا کی زندگی کسی طرح بھروسہ کے قابل چیز نہیں ہے قیامت سے پہلے بعضے شہروں کے لوگ اپنی موت سے اور بعضوں کے طرح طرح کی آفتوں سے مرکھپ جاوین گے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے جو کچھ دنیا میں ہونے والا ہے اپنے علم غیب کے موافق وہ سب اللہ تعالے نے لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے۔ معتبر سند سے مسند امام احمد صحیح ابن حبان اور طبرانی میں ابوہریرہؓ اور عقبہؓ بن عامر سے جو روایتیں ہیں انکا حاصل یہ ہے کہ پہلے صور کے قریب جو شخص بیچنے کے لئے کپڑے کا تھان کھولے گا یا دودھ والے جانوروں کا دودھ دوہیگا یہ سب کچھ یوں ہی پڑا رہیگا اور پہلے صور کی آواز سے تمام دنیا ہلاک ہوجاویگی۔ ان حدیثوں کو آیت کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے لوح محفوظ میں یہ لکھا جاچکا ہے کہ بعض بستیوں کے لوگ اپنی موت سے اور بعضی کے طرح طرح کے عذابوں سے اور آخر کو پہلے صور کی آواز سے غرض اسی طرح تمام دنیا ہلاک ہوجاویگی پھر ایسی ہلاک ہونے والی چیز پر بھروسہ کرکے جو لوگ عقبے کے منکر یا اس سے غافل ہیں وہ بڑے نادان ہیں کیونکہ جہاں لوح محفوظ میں دنیا کا ہلاک ہونا لکھا ہے وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ دنیا کے ہلاک ہوجانے کے بعد سزا وجزا کا دوسرا جہان ضرور قائم ہوگا تاکہ دنیا کا پیدا کرنا بالنتیجہ نرہے کسی کے انکار سے لوح محفوظ کا یہ لکھا کسی طرح ٹل نہیں سکتا۔ منزل ۴

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ

اور ہمنے اس سے موقوف کیں نشانیاں بھیجنیں کہ اگلوں نے انکو جھٹلایا اور ہمنے دی ثمود کو اونٹنی

مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ۭ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝

سوجانے کو پھر اسکا حق نہ مانا اور نشانیاں جو ہم بھیجتے ہیں سو ڈرانے کو

معتبر سند سے نسائی مسند امام احمد بن حنبل مستدرک حاکم طبرانی وغیرہ میں جو شان نزول اس آیت کی حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے بیان کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ قریش نے ایک روز اکٹھے ہوکر آنحضرت سے کہا کہ آپ اپنے آپکو اللہ کا نبی کہتے ہو اور پہلے انبیا کو تو اللہ تعالی نے بڑے بڑے معجزے دئے تھے حضرت موسیٰ کے تابع دریا کردیا حضرت سلیمان کے تابع ہوا کردی حضرت عیسے مردوں کو زندہ کرتے تھے اگر آپ بھی سچے نبی ہیں تو سرزمین مکہ کے پہاڑ دور ہٹاکر ہماری کھیتی کے لئے زمین نکالدو اور اس زمین میں کچھ نہریں کھیتی کو پانی پہونچانے کے لئے جاری کرادو تو پھر ہم یقین کریں گے کہ ہم میں سے کچھ لوگ مسلمان ہوجاوین گے اسپر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی اور حضرت صالح کی اونٹنی کا ذکر یاد دلاکر فرمایا کہ جو نشانیاں یہ لوگ چاہتے ہیں وہ پتھر میں سے اونٹنی کے پیدا ہونے سے کچھ بڑھ کر نہیں ہیں لیکن ہمیشہ کے لئے

شام کے سفر میں اِن لوگون نے قوم ثمود کی بستیون کا حال دیکھا ہوگا کہ مونہہ مانگا معجزہ ظاہر ہونے کے بعد وہ لوگ ایمان نہ لائے تو انکا انجام کیا ہوا اسی طرح مونہہ مانگے معجزہ کے بعد یہ لوگ بھی اگر ایمان نہ لائے تو قوم ثمود کی طرح غارت کردے جاوین گے اِس پر آنحضرت نے اللہ تعالی سے یہی خواہش ظاہر کی کہ یا اللہ قریش کو فوری کوئی معجزہ نہ دیا جاوے بلکہ انکو اپنے حال پر چھوڑ دیا جاوے تاکہ میں رفتہ رفتہ انکو ہدایت کی باتین سناؤن اور تیری طرف سے انکو توفیق ہو تھوڑی مدت میں مکہ فتح ہوا اور وہی آنحضرت کی دعا کا اثر نمودار ہوگیا صحیح حدیثون اور صحابہ کے آثار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی بستی میں جب لوگون کی گنہ گاری بڑھ جاتی ہے تو خلاف عادت اللہ کی طرف سے کچھ خوف دلانے کی نشانیان مثل قحط کا پڑنا یا بجلی کا گرنا یا وبا یا اور کسی اور عام بیماری کا پھیلنا یا زلزلہ کا آنا یا سورج چاند کو گھن لگنا اسی طرح اور نشانیان ظاہر ہوتی ہیں صحابہ کے زمانہ میں دستور تھا کہ اِس طرح کی کوئی نشانی ظاہر ہوتو لوگ ڈر جاتے تھے اور عام لوگ توبہ و استغفار کیا کرتے تھے چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانہ مین کئی دفعہ مدینہ منورہ میں اور حضرت عبداللہؓ بن مسعود کے زمانہ مین کوفہ مین زلزلہ آیا تو ان دونون صحابیون نے مدینہ کوفہ کی عام خلقت کو توبہ اور استغفار کرنے کی سخت تاکید کی صحیح بخاری و مسلم کی روایتون میں آنحضرت نے فرمایا ہے کہ سورج اور چاند کا گھن ہو تو لوگون کو توبہ اور استغفار کرنی چاہیئے غرض آنحضرت کے ارشاد اور صحابہ کے دستور کے موافق اب بھی کوئی اِس طرح کی خوف الٰہی کی نشانی ظاہر ہو تو بستی کے علما کو چاہیئے کہ عام لوگونکو توبہ اور استغفار کی نصیحت کرین اور عام لوگون کو چاہیئے کہ خالص دلسے توبہ اور استغفار کرین جان لیوین کہ انکے گناہون کی شامت سے وہ خوف کی نشانیان ظاہر ہوئی ہیں اگر اِس نشانی پر گنہ گاری سے باز نہ آوین گے تو اِس سے بڑھ کر کوئی بلا آوے گی چنانچہ اِس آخری زمانہ میں لوگ ایک سال کے قحط اور وبا پر اپنی گنہ گاری سے باز نہیں آتے ہی واسطے قحط اور وبا ایک ہمیشہ کی فصلی بیماری ہوگئی ہے۔ مسند امام احمد صحیح مسلم مستدرک حاکم اور شعب الایمان بیہقی میں ابی بن کعب سے جو روایتین ہیں انکا حاصل یہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ کسی بستی مین گنہ گاری بڑھ جاتی ہے تو اللہ کی طرف سے کچھ خوف دلانے کی نشانی ظاہر ہوتی ہے اگر ان نشانیون پر لوگ گنہ گاری سے باز نہین آتے تو ان نشانیون سے بڑھ کر کوئی آفت آتی ہے۔

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ۭ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً

اور جب کہدیا ہمنے تجھے کہ تیرے رب نے گھیر لیا ہے لوگونکو اور وہ دکھاوا جو تجھکو دکھایا ہمنے سو جانچنے کو

لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ۭ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝

لوگون کے اور وہ درخت جسپر پھٹکارا ہے قرآن میں اور ہم انکو ڈراتے ہیں تو انکو زیادہ ہوتی ہے بڑی شرارت پر

مسند ابو یعلی موصلی تفسیر ابراہیم بن منذر ابن جریر ابن ابی حاتم ابن مردویہ میں جو شان نزول اِس آیۃ کی کئی

منزل ۴

صحابہ سے بیان کی گئی ہے اسکا حاصل یہ ہو کہ جس رات آنحضرت کو معراج ہوئی اسکی صبح کو آپ نے لوگون سے معراج کا حال بیان کیا تاکہ لوگ اُنکو سچا نبی جانکر ایمان لاوین مشرکون نے بیت المقدس کے پتے آپ سے پوچھے اور کئی قافلے عرب کے ملک شام کو گئے ہوئے تھے اِن قافلون کا حال بھی آپ سے پوچھا اللہ تعالی نے اُسی وقت بیت المقدس اور اون قافلون کو آپ کے آگے کردیا آپ نے بیت المقدس کی سب نشانیان اور اُن قافلون کا سب حال بیان کردیا مگر مشرک لوگ آپکے جھٹلانے سے باز نہ آئے اسپر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمادیا کہ یہ معراج اور دوزخ میں زقوم کا درخت لوگون کے آزمانے کی نشانیان ہیں بہت لوگ غیب کی باتو نپر ایمان لاکر نجات پاوین گے اور بہت لوگ شیطان کی طرح اللہ کی حکمت میں اپنا وہم و قیاس دوڑاکر مردود ہوجاوین گے پھر فرمایا دنیا کے سب اچھے بُرے لوگ اللہ کے قبضہ و قدرت میں ہیں اِس لئے کوئی مخالف تم کو اے نبی اللہ کے کچھ ضرر نہیں پہونچا سکتا زبان سے جھٹلاتے ہیں تو اُنکو جھٹلانے دو تم اپنا کام بے خوف و خطر کرو اللہ کی حکمت میں وہم و قیاس لڑانا شیطانی عادت ہے اسی مشابہت کی غرض سے اِس آیۃ کے بعد اللہ تعالی نے شیطان کی نافرمانی کے قصہ کا ذکر فرمایا ہے مشرکون نے بیت المقدس کی چند باتین جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھین اور اون باتون کے صحیح جواب دینے کے لئے اللہ کے حکم سے بیت المقدس اللہ کے رسول سامنے لایا گیا۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے جابر بن عبد اللہ کی حدیث اِس باب میں اوپر گزر چکی ہے جس سے اِس شان نزول کی روایۃ کو تقویت ہوجاتی ہے۔ اِس زقوم کے درخت کو سینڈہ کہتے ہیں سورہ والصافات میں اِس کا ذکر تفصیل سے آویگا مشرکین مکہ اِس درخت کو یون جھٹلاتے تھے کہ دوزخ کی آگ میں یہ درخت کیونکر پیدا ہوگا یہ وہی درخت ہے جو دوزخ میں ہوگا اور اُسکا پھل دوزخیون کو کھلایا جاویگا۔ اِس درخت کے باب میں ترمذی نسائی وغیرہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے صحیح روایۃ ہے کہ اِس درخت کے عرق کا ایک قطرہ اگر زمین پر آن پڑے تو اُسکی بدبو سے تمام دنیا کے لوگون کی زندگی میں خلل پڑجاوے۔ منزل ۴

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۝

اور جب ہم نے کہا فرشتون کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدے میں گر پڑے مگر ابلیس بولا کیا میں سجدہ کرون اُس شخص کو جو تو نے بنایا مٹی کا

قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَىِٕنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

کہنے لگا بھلا دیکھ تو یہ جسکو تو نے مجھسے بڑھایا اگر تو مجکو ڈھیل دے قیامت کے دن تلک تو اُسکی اولاد کو ڈھائی دے لون مگر تھوڑی سی

یہ قصہ قرآن میں سات جگہ آیا ہے اول سورہ بقر میں پھر سورہ اعراف میں اور پھر سورہ حجر میں اور اِس سورۃ بنی اسرائیل میں اور سورۃ کہف اور سورۃ طٰہٰ اور سورہ ص میں۔ حاصل اِس قصہ کا یہ ہے کہ اللہ پاک نے جسوقت حضرت آدم کو پیدا کیا تو فرشتون کو حکم دیا کہ تم سب کے سب حضرت آدم کو سجدہ کرو اور ابلیس بھی قوم جنات میں سے ایک مقرب فرشتہ ہوگیا تھا اُسنے اپنے کو بڑا جانا اور حضرت آدم کو حقیر سمجھکر سجدہ کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ یا اللہ تو نے حضرت

آدم کو خاک سے پیدا کیا ہو اور میری پیدائش آگ سے ہے اور آگ خاک سے لطیف ہو اسلئے جوہر کثیف کو جوہر لطیف پر کسی طرح فضیلت نہیں ہو سکتی مگر اللہ پاک نے ابلیس کے اس بیہودہ قیاس کا کچھ جواب نہ دیا کیونکہ اسنے اپنے پیدا کرنے والے پر اعتراض کیا تھا اسکو حقیر جانکر چھوڑ دیا اور اپنی نافرمانی اور عدول حکمی کی وجہ سے فرشتوں کی صف سے اسکو نکالدیا اور مردود درگاہ بنادیا پھر اسنے قسم کھائی کہ میں اولاد آدم کو قیامت تک گمراہ اور نافرمان کرونگا اور اللہ پاک سے مہلت چاہی اور فقط اپنے گمان ہی گمان پر بنی آدم کے ورغلانے کا بیڑا اسنے اٹھالیا اللہ پاک نے بھی اسکو مہلت دی اور فرمادیا کہ جو میرے خاص بندے ہیں انپر تیرا کچھ زور نہیں چلے گا یہی معنی ہیں الا قلیلا کے جس گروہ پر شیطان کا کچھ تسلط نہیں ہوتا وہ گروہ انبیا کا ہو اور امت کے اولیا اور صالحین بھی اسکے دھوکے سے علیحدہ رہتے ہیں انکے علاوہ ہر شخص کے دل میں گھسکر شیطان طرح طرح کا وسوسہ ڈال ڈال کر صراط مستقیم سے انکو بہکاتا ہے اور طرح طرح کے مکر و فریب سے انسان کو اپنے قبضہ میں لاتا ہے اور جو دعوے اوس نے آدم کی پیدائش کے وقت میں کیا تھا اسکے پورا کرنے میں کچھ کمی نہیں کرتا اللہ اسکے شر سے بچائے حسن بصری ابن سیرین اور اکثر سلف کا قول ہو کہ آدم علیہ السلام کو قبلہ ٹھہرا کر اللہ تعالی کو سجدہ کرنے کا یہ حکم تھا۔ معتبر سند سے مسند امام احمد ترمذی اور ابو داؤد میں ابو موسیٰ اشعری کی حدیث ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم علیہ السلام کے پتلے کے لئے اللہ تعالی نے تمام زمین کی مٹی لی ہے اسی واسطے انکی اولاد میں کوئی گورا ہے کوئی کالا ہے مسند امام احمد اور مستدرک حاکم کے حوالہ سے ابو سعید خدری کی صحیح حدیث کئی جگہ گزر چکی ہو جس کا حاصل یہ ہو کہ مہلت کے منظور ہو جانے کے بعد شیطان نے جب اللہ تعالی کے روبرو اولاد آدم کے بہکانے کی قسم کھائی تو اللہ تعالی نے بھی اپنی جاہ و جلال کی قسم کھاکر توبہ و استغفار کرنے والے گنہ گاروں کے گناہ معاف فرمادینے کا وعدہ فرمایا اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر میں یہ دخل ہے کہ اس سے مہلت کے بعد کا حال اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کی حدیث سورۃ الاعراف میں گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں اور شیطان آگ کے شعلے سے ان حدیثوں سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے کہ آدم علیہ السلام کا پتلا مٹی سے بنایا گیا ہے اور شیطان آگ کے شعلے اور فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں اسلئے شیطان فرشتوں میں سے نہیں ہے کیونکہ نور میں اور آگ کے شعلہ میں بڑا فرق ہے اسی واسطے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتوں اور شیطان کی پیدائش کا جدا جدا ذکر فرمایا ہے حضرت عبداللہ بن عباس کے صحیح قول کے موافق لاحتنکن کے معنے غلبہ حاصل کرنے کے ہیں اسی قول کا ترجمہ ڈھٹائی دینے کا کیا گیا ہے کا مطلب غلبہ حاصل کرنے کا ہے۔

منزل ۴

قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُورًا ۝ وَاسْتَفْزِزْ

فرمایا جا پھر جو کوئی تیرے ساتھ ہو ان میں سے سو اسکو دوزخ ہے تم سب کی سزا پورا بدلا اور گھبرالے

مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ
ان میں جسکو تم تو گہبراسکے اپنی آواز سے اور پکار لا اپنے اپنے سوار اور پیادے اور ساجھا کر انکے مال اور اولاد میں
وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا
اور وعدے دے انکو اور کچھ نہیں وعدہ دیتا انکو شیطان مگر دغابازی وہ جو میرے بندے ہیں تیرا نہیں ہے تیری حکومت اور تیرا بس کام

جب شیطان نے اللہ پاک سے بنی آدم کے بہکانے کی درخواست کی تو اللہ پاک نے اسکی درخواست کو قبول کیا اور جسوقت اسرافیل پہلی دفعہ صور پھونکے گے اُسوقت تک شیطان کو مہلت دی گئی اسکی غرض یہ تھی کہ نفخہ ثانیہ تک مہلت مل جاتی کیونکہ نفخہ ثانیہ کے بعد پھر کسی کو موت نہیں ہے مگر اللہ پاک نے اِس مدت کی مہلت نہیں دی اور شیطان اور شیطان کی پیروی کرنے والوں کے لئے جہنم کی سزا مقرر کرکے فرمادیا کہ جہان تک تیرا زور چلے اور جتنا تجھ سے ممکن ہو بنی آدم کو بہکا اور کچھ بنا اور خدا کی نافرمانی کی طرف انکو بلا پھر فرمایا کہ بنی آدم کے بہکانے کے واسطے چاہے تو اپنے سوار اور پیادوں کو چڑھا لا مطلب یہ ہے کہ جتنی تجھکو قدرت ہو اتنی مکر و فریب کرکے انکو بہکا یہ امر در اصل دہمکانے کے واسطے ہے جسطرح یون کہا کرتے ہیں کہ اچھا جاجو کچھ تجھ سے بن سکے کر اور فرمایا کہ جا انکے مال و اولاد میں شرکت کر شراکت مال کی تو یہ ہے کہ مال اس طرح پر حاصل کیا ہو جس میں شرع کی مخالفت پائی جاتی ہو اور خرچ بھی ایسی ہی موقع و محل پر کیا جاوے جس میں اجازت شرعی نہیں ہے۔ اور اولاد میں شیطان کی شراکت یہ ہے کہ مثلاً انکے نام ایسے رکھنا جو شرع میں ناجائز ہیں جیسے عبد الحارث وغیرہ یا انکو خلاف شرع باتون سے نروگنا۔ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان آدمی کے دل میں یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ سب چیزیں تو اللہ نے پیدا کیں لیکن یہ نہیں معلوم ہوا کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا۔ قل اعوذ برب الناس میں آویگا کہ وسوسہ کے معنے اُس دبی ہوئی ہلکی آواز کے ہیں جس آواز سے شیطان آدمی کے دل کے پاس گنگنا کر آدمی کو بہکاتا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے جابر بن عبد اللہ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ شیطان اپنا تخت سمندر کے پانی پر بچھا کر خود تو اُس تخت پر بیٹھ جاتا ہے اور اپنے شیاطینوں کو اولاد آدم کے بہکانے کے لئے بھیجدیتا ہے۔ آیتوں میں شیطان کی آواز اور اوسکے سوار اور پیادون کا جو ذکر ہے اُسکا مطلب اِن حدیثوں سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ شیطان دبی آواز سے آدمی کے دل میں وسوسہ ڈالنے کے لئے اپنے شیاطینون کو سوار پیدل جسطرح مناسب سمجھتا ہے بھیجتا رہتا ہے۔ سورہ ابراہیم میں گزر چکا ہے کہ قیامت کے دن شیطان اِس بات کا اقرار کریگا کہ جن وعدون سے وہ دنیا میں لوگون کو بہکاتا تھا اُسکے وہ سب وعدے جھوٹے تھے۔ سورہ ابراہیم کی وہ آیتیں وما یعدہم الشیطان الا غرورا کی گویا تفسیر ہیں جسکا حاصل یہ ہے کہ شیطان کے اقرار کے موافق اُسکے سب وعدے جھوٹے ہیں ترمذی نسائی صحیح ابن خزیمہ اور مستدرک حاکم کی روایۃ سے حارث اشعری کی صحیح حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس طرح کسی مضبوط قلعہ میں چلے جانے سے کوئی لشکر دشمن کے حملہ سے محفوظ ہو جاتا ہے اسی طرح یاد الٰہی

منزل ۴

میں مصروف رہنے والے نیک لوگ شیطان کے پھندے سے بچے رہتے ہیں کیونکہ ذکر الٰہی سے شیطان دور بھاگتا ہے۔ یہ حدیث آخری آیۃ کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یاد الٰہی میں مصروف رہنے والے بندے اللہ سے نزدیک اور شیطان کی حکومت سے دور رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انکا ہر ایک نیک ارادہ پورا کرکے عقبیٰ کے اجر کا انکا ہر ایک کام بنا دیتا ہے۔

رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝

تمہارا رب وہ ہے جو ہانکتا ہے تمہارے واسطے کشتی دریا میں کہ تلاش کرو اسکا فضل وہی ہے بہتر مہربان

اللہ پاک نے اوپر کی آیۃ میں بندوں کے کام بنانے کا ذکر فرما کر اب یہ بیان کیا کہ تمہارا رب وہ ہے کہ تم مشرک ہو اور وہ تمہاری کشتیوں کو بڑے بڑے دریاؤں میں چلاتا ہے ہوا کو موافق بنا دیتا ہے اور تم ان کشتیوں اور جہازوں میں بیٹھ کر اپنی روزی کی جستجو میں تجارت کے خیال سے ایک ملک سے دوسرے ملک میں جاتے ہو وہ کیسا تم پر مہربان ہے کہ تمہاری آسائش کے لئے یہ سامان بنا رکھا ہے اگر کشتیاں نہ پیدا کرتا جہاز رانی کا علم تمہیں نہ سکھاتا اور ہوا کو تمہارے مقصود کے موافق نہ کرتا تو تمہارا ایک شہر سے دوسرے شہر میں کشتی پر جانا سخت مشکل تھا پھر تمہاری تجارت اور کاروبار میں سخت ابتری پھیلتی غرضکہ اللہ پاک نے اس آیۃ میں اپنے بندوں کو ترغیب دی ہے کہ وہ ہر ایک کام میں خدا ہی پر بھروسہ کریں اور اوسی کو کل امور میں کام بنانے والا سمجھیں اور خاص اوسی کی بندگی کریں اور کسی کو اوسکا شریک نہ ٹھہرائیں کیونکہ انسان کے فائدے اور نقصان میں سوا خدا کے اور کسی کو ذرہ برابر دخل نہیں ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرک لوگوں کے رزق کے انتظام میں کچھ خلل نہیں ڈالتا یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی بردباری ہے۔ اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ اگرچہ کشتی کے ڈوبنے کے خوف سے خالص اللہ کو اپنا معبود قرار دیکر خشکی میں آجانے کے بعد پھر شرک میں گرفتار ہو جاتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی بردباری سے اون لوگوں کے اس تجارت کے سفر میں کچھ خلل نہیں ڈالا۔ منزل ۴

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ

اور جب تم پر تکلیف پڑی دریا میں بھولتے ہو جنکو پکارتے تھے اسکے سوا پھر جب بچا لایا تمکو خشکی کی طرف ٹل گئے

وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ۝

اور ہے انسان بڑا ناشکر

اللہ پاک نے اس آیۃ میں انسان کی ناشکری کا حال بیان فرمایا کہ جب انسان کو کسی مصیبت سے پالا پڑتا ہے تو فقط خدا ہی یاد آتا ہے اور جب وہ مصیبت ٹل جاتی ہے وہی پہلی نافرمانیاں پھر کرنے لگتا ہے اور اوسے یہ بھی تو یاد نہیں رہتا کہ اسپر کوئی وقت آیا تھا اور اوس نے خدا کو پکار کر اوس سے مدد چاہی تھی غرضکہ یہ لوگ پرلے درجے کے ناشکرے ہیں یہ بھی فرمایا کہ جب تمہاری کشتیاں دریا میں چلتی ہوئی ہوتی ہیں اور پھر یک بیک باد مخالف سے تہ و بالا ہونے لگتی ہیں اور تم جان لیتے ہو

کہ اب ہم سب کے سب ڈوبے اور اس مرنے کے خیال کے آتے ہی اپنے سارے جھوٹے معبودوں کو بالکل بھول جاتے ہو اور نرے اللہ وحدہ لاشریک سے مدد چاہتے ہو اللہ پاک تمہاری منت و عاجزی پر رحم کھا کر گرداب بلا سے کشتیاں پار لگا دیتا ہے پھر تم خدا کو ایسا بھول جاتے ہو گویا کبھی یاد ہی نہیں کیا تھا عکرمہ بن ابی جہل کا واقعہ ہے کہ جب یہ فتح مکہ کے دن حضرت صلعم سے ڈر کر بھاگے تو کشتیوں پر سوار ہو کر دریا کی راہ سے ملک حبشہ جانے لگے پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک تیز ہوا آئی جس سے کشتی تہ و بالا ہونے لگی کشتی پر جو لوگ سوار تھے وہ کہنے لگے کہ اب سوائے اسکے اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ نرے اللہ کو پکار کر مدد چاہو عکرمہ نے اس بات کو سنکر دل میں خیال کیا کہ اگر سوا اللہ کے اور کوئی دریا میں کچھ نفع نہیں دیتا تو خشکی میں بھی اور کوئی کچھ فائدہ نہیں پہونچا سکتا اور پھر یہ بات کہی کہ اے اللہ میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر تو مجھکو دریا سے صحیح و سالم نکال لایا تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اپنا ہاتھ اُنکے ہاتھ میں دونگا غرضکہ کشتی پار ہو گئی اور سب لوگ بچ گئے عکرمہ اپنے عہد کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر مسلمان ہو گئے اور بہت اچھے پکے مسلمان ہوئے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے صہیبؓ رومی کی ایک حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ ایماندار لوگ تکلیف و راحت کسی حال میں اللہ تعالیٰ کو نہیں بھولتے تکلیف کے وقت اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق صبر کرتے ہیں اور راحت کے وقت شکر اسلئے ایماندار لوگوں کے لئے ہر حال میں بہتری ہے اس حدیث کو آیت کی تفسیر میں بڑا دخل ہے کیونکہ آیت اور حدیث کو ملا کر یہ مطلب ہوا کہ مصیبت اور تکلیف کے وقت تو مشرک لوگ بھی اللہ کو یاد کرتے ہیں مگر تکلیف و راحت ہر حال میں اللہ کو یاد رکھنا یہ ایماندروں کا کام ہے ہر ایماندار آدمی کو راحت کے وقت شریعت کے اس قاعدہ کی پابندی ضرور ہے کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا بڑا خوف تھا کہ آپ کی امت کے لوگوں سے راحت کے وقت اس قاعدہ کی پابندی نہ ہو سکے گی چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں عمروؓ بن عوف انصاری سے اور فقط صحیح مسلم میں ابو ہریرہؓ سے جو روایتیں ہیں ان میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس خوف کا تفصیل سے ذکر فرمایا ہے +۔

منزل ۴

أَفَأَمِنتُمْ أَن يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ۝

سو کیا نڈر ہوئے ہو کہ دھسا دے تمکو جنگل کے کنارے یا بھیجدے تمپر آندھی پھر نہ پاؤ اپنا کوئی کام بنانے والا

اوپر کی آیت میں اللہ پاک نے بیان فرمایا تھا کہ انسان جب دریا میں کشتی پر سوار ہوتا ہے اور تیز ہوا میں کشتی تہ و بالا ہونے لگتی ہے تو صرف خدا ہی کو لوگ یاد کرنے لگتے ہیں اُسوقت کسی اور اپنے جھوٹے معبود کو نہیں پکارتے پھر جب اللہ پاک اُنکی فریاد سنکر اُنپر رحم کرتا ہے اور صحیح و سلامت خشکی پر اُنکو پہونچاتا ہے تو پھر یہ لوگ خدا کو بھول جاتے ہیں ذرا بھی خیال نہیں رہتا کہ خدا کو کبھی یاد کیا تھا بالکل بے خوف ہو جاتے ہیں خدا کے عذاب کا ذرا بھی ڈر انکے دل میں نہیں ہوتا یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ جو دریا میں غرق کرنے پر قادر ہے وہ کیا خشکی میں ہلاک کرنے پر قدرت نہیں رکھتا غرضکہ اللہ پاک نے اسی بات کو بیان فرمایا کہ لوگ کیا بے خوف ہو گئے ہیں اونہیں اس بات کا ڈر نہیں ہے کہ خدا چاہے تو زمین میں

انسان کو دہنسا دے اور اگر چاہے آسمان سے سنگ ساری اور برف باری کرے کہ لوگ اپنی اپنی جگہ مرکر رہجاویں اور اس مصیبت اور عذاب سے بچانے والا انہیں کوئی میسر نہ آوے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے انس رضؓ بن مالک کی وہ روایۃ سورۃ الانفال میں گزر چکی ہے جس میں ابوجہل نے یہ کہا تھا کہ اگر یہ دین اسلام سچا ہوا تو ہم لوگ اسکو نہ مانتے ہوں تو یا اللہ ہم پر پتھروں کا مینہہ برسایا اور کوئی سخت عذاب نازل کر۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوموسےٰ اشعری کی وہ حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نافرمان لوگوں کو اللہ تعالیٰ ایک عرصہ تک مہلت دیتا ہے اور مہلت کے زمانہ میں جب وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہیں آتے تو انکو سخت عذاب میں پکڑ لیتا ہے۔ ان حدیثوں کو آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کو وہ دھمکی دی جسکا ذکر آیۃ میں ہے اور مشرکوں نے عذاب کے نازل ہونے کی خواہش بھی کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی عادت کے موافق ان لوگوں کو چودہ پندرہ برس کی مہلت دی اور مہلت کے زمانہ میں قرآن کی بہت سی آیتیں نازل فرما کر ان لوگوں کو طرح طرح سے سمجھایا جب یہ لوگ اپنی سرکشی اور نافرمانی سے باز نہیں آئے تو بدر کی لڑائی میں انکے بڑے بڑے سرکشوں کی ساری سرکشی خاک میں مل گئی جسکا قصہ صحیح بخاری ومسلم کی انس رضؓ بن مالک کی روایۃ کے حوالہ سے کئی جگہ گزر چکا ہے۔

اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ

منزل ۴ یا نڈر ہوئے ہو کہ پھیر لیجاوے تمکو اس میں دوسری بار پھر بھیجے تم پر ایک جھونکا باؤ کا پھر ڈبا دے تمکو

بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ۝

بدلا اس ناشکری کا پھر نہ پاؤ اپنی طرف سے پھر اسکا دعوے

اوپر یہ فرمایا تھا کہ تم دریا سے خشکی میں آکر خدا کی نعمت کو بھول جاتے ہو اور اسکی ناشکری کرتے ہو اور اس بات کا ذرا خوف نہیں کرتے کہ وہ جس طرح دریا میں تمہاری کشتیوں کو ڈبا کر تمہیں غرق کر سکتا تھا اسی طرح وہ خشکی میں بھی تمہیں دھنسا سکتا ہے اور تم پر آسمان سے پتھروں کی بارش کر سکتا ہے اب اس آیۃ میں یہ بیان فرمایا کہ اگر ان باتوں سے یہی تم نڈر ہو تو کیا اسکا بھی تمہیں خوف نہیں رہا کہ پھر کبھی جب تم دریا میں کشتیوں پر سوار ہو کر جاؤ تو تیز ہوا ایسی چلے کہ تمہاری کشتیوں کا تختہ تختہ الگ ہو جاوے اور تمہاری ناشکری اور کفران نعمت کے پاداش میں تمہیں غرق دریا کر دے اور جب تم دریا میں بے دست وپا ہو کر ڈوب جاؤ تو کوئی حمایت کرنے والا تمہاری طرف سے نہ کھڑا ہو کیونکہ خداوند پاک اکیلا دونوں جہان میں جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے اوس سے کوئی شخص کسی بات کا سوال نہیں کر سکتا۔ یہ دوسری دھمکی قریش کو دی گئی ہے۔ جو حدیثیں اوپر کی آیۃ کی تفسیر میں گزریں وہی حدیثیں اس آیۃ کی تفسیر ہیں اور اس تفسیر کا حاصل بھی وہی ہے جو اوپر کی آیۃ کی تفسیر میں بیان کیا گیا۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى
اور ہمنے عزت دی آدم کی اولاد کو اور سواری دی اُنکو جنگل اور دریا میں اور روزی دی ہمنے اُنکو ستھری چیز دنسے اور زیادہ
كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝
اُنکو اپنے بنائی ہوئی بہت شخصوں پر پوری بڑائی دیکر

اللہ پاک نے اِس آیۃ میں اُس احسان کا ذکر فرمایا جو انسان کو اپنی اور دوسری مخلوق پر فضیلت دی ہے کہ خشکی میں طرح طرح کی سواریاں اسی انسان کے واسطے بنائی ہیں دوسری مخلوق اس سے بالکل بے بہرہ ہے اور جس طرح انسان خشکی میں سواریوں پر سوار ہوکر سیر کرتا ہے اِدھر اُدھر جاتا ہے اِسی طرح دریا میں بھی اُسکے واسطے سواری کا انتظام کیا گیا ہے کہ کشتی پر بیٹھکر انسان دریا کا سفر کرتا ہے دوسری کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جو دریا کا سفر اِس طرح کرتا ہو یہ تو انسان کی سواری کا حال تھا اب اُسکی روزی کو دیکھئے دوسری مخلوق جانور وغیرہ کو اِسکی ذرا بھی تمیز نہیں کہ اپنی روزی صاف ستھری بناکر کھادیں انسان کو وہ عقل اور وہ صفائی اور نفاست دی کہ غذا کو بھوسی وغیرہ سے پاک صاف کرکے پیس کوٹ کر پکاکر کھاتا ہے میوہ کھاتا ہے تو گٹھلی کو پھینک دیتا ہے غرضکہ انسان کے حصہ میں بہت ہی پاک روزی آئی ہے طرح طرح کا لذیذ کھانا انواع انواع کے مربے چٹنیاں شربت جو شمار سے باہر ہیں انسان کے واسطے مقرر ہیں ان سب امور پر نظر کرکے دیکھئے تو خدا نے انسان کو اپنی بہت سی مخلوق پر ایک بہت بڑی فضیلت بخشی ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایۃ کی حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا جنت میں جو نعمتیں فرمانبردار لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہیں دنیا میں وہ نعمتیں نہ کسی نے آنکھوں سے دیکھیں نہ کانوں سے سنیں نہ کسی کے دل میں اُنکا خیال گزر سکتا ہے۔ سورہ والصافات میں آویگا کہ دوزخیوں کو سینڈہ کا پھل کھلایا جاویگا ترمذی وغیرہ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی صحیح حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اُس سینڈ کے عرق کا ایک قطرہ زمین میں آن پڑے تو تمام دنیا کے لوگوں کی زندگی میں خلل پڑجاوے۔ سورہ والصافات کی آیتوں اور ان حدیثوں کو اِس آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ انسان کی جس فضیلت کا ذکر آیۃ میں ہے اِس فضیلت کے شکریہ میں جن لوگوں نے اپنی عمر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں گزاری عقبیٰ میں اُنکو وہ فضیلت دی جاویگی کہ اُس کا حال دنیا میں نہ کسی نے آنکھوں سے دیکھا نہ کانوں سے سنا نہ کسی کے دل میں اُسکا خیال گزر سکتا ہے اور جن لوگوں نے اِس دنیا کی فضیلت کی ناشکری کی اور اپنی تمام عمر نافرمانی میں گزاری وہ دنیا میں چند روزہ اِس فضیلت کو برت لیویں مگر عقبیٰ میں طرح طرح کے اور عذابوں کے علاوہ کھانے کے لئے اُنکو وہ چیز ملے گی جسکے عرق کا ایک قطرہ تمام دنیا کے لوگوں کی زندگی میں خلل ڈال سکتا ہے ۔

منزل ۴

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ

جس دن ہم بلائیں گے ہر فرقے کو اُنکے سردار اُنکے ساتھ سو جسکو ملا اُسکا لکھا اُسکے داہنے ہین سو پڑہتے ہیں اپنا لکھا

كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝

اور ظلم نہ ہوگا اپنپر ایک تاگے کا

اِس آیۃ کی تفسیر مین علمار مفسرین نے لفظ امام کے مختلف معنے لئے ہیں لیکن نامہ اعمال کے لفظ کے ساتھ لفظ امام کی تفسیر کا کرنا زیادہ صحیح ہے کس واسطے کہ یہ تفسیر ترمذی اور مسند بزار وغیرہ مین خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آئی ہے چنانچہ ابو ہریرہؓ سے ترمذی مسند بزار اور صحیح ابن حبان مین معتبر روایۃ ہی جسکا حاصل یہ ہی کہ اِس آیۃ کی تفسیر مین آنحضرت نے فرمایا قیامت کے دن بعضے لوگون کو بلاکر اُنکے دائیں ہاتھ مین نامہ اعمال دیا جاویگا جس سے ایسے شخص کے مونہہ پر ایک طرح کا نور آجاویگا اُس شخص کے سر پر ایک تاج رکہہ دیا جاویگا جس جماعت مین سے یہ شخص بلایا گیا تھا اُس جماعت مین واپس آنکر باقی کے لوگون کو خوش خبری دیویگا کہ ہماری ساری جماعت کے لوگون کے ساتھ یہی معاملہ پیش آویگا اور جماعت کے لوگ اِسکو نجات کی مبارک بادی دیوین گے اور بعضے لوگونکو ایک جماعت مین سے ہر ایک شخص کو بلاکر بائیں ہاتھ مین نامہ اعمال دیا جاویگا جس سے اوس شخص کا مونہہ کالا ہوجاویگا اور وہ شخص جس جماعت مین سے گیا تھا اُس جماعت مین آنا چاہے گا تو باقی کے لوگ اِسکو جڑکین گے کہ ہماری جماعت مین مت آؤ وہ جماعت والو نکو جڑکے گا اور کہویگا جو میرا حال ہوا ہے وہی ساری جماعت کا حال ہونے والا ہے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذر کی حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ ظلم اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک پر حرام ٹہرایا ہے یہ حدیث ولا یظلمون فتیلا کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہی کہ ظلم اللہ پاک نے اپنی ذات پر حرام ٹہرایا ہے اسواسطے قیامت کے دن اعمال نامون کے موافق جزا و سزا ہوگی کسی پر کچھہ ظلم نہ ہوگا۔ منزل ۴

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝

اور جو کوئی رہا اِس جہان مین اندہا سو پچھلے جہان مین اندہا ہے اور زیادہ دور پڑا راہ سے

اوپر کی آیۃ مین اللہ پاک نے یہ بات بیان فرمائی تھی کہ آخرت مین جن لوگون کے داہنے ہاتھ مین عمل کا کاغذ ہوگا وہ تو خوش ہوہوکر پڑہین گے اور دوسرون کو دکہلائین گے یہ لوگ وہ ہین جنکے اعمال نیک ہین اب بائیں ہاتھ مین جنکے نامہ اعمال دئے جاوین گے اُنکے حق مین یہ آیۃ ہے کہ یہ وہ لوگ ہین جو دنیا مین راہ حق سے دور رہے اور اچھے بُرے مین اُنھون نے تمیز نہیں کی گویا اندھے تھے کہ خدا کی ظاہر قدرت کو بھی دیکھہ کر ایمان نہیں لائے آسمان و زمین دریا پہاڑ اور بہتیری مخلوق خدا نے بنائی ہے وہ کل خدا کی توحید ثابت کر رہی ہے اِن مین کسی ایک کے دیکھنے سے بھی راہ یاب نہ ہوئے ایسا شخص آخرت مین اندھا ہوگا بلکہ اور بھی گمراہ ہوگا کیونکہ اگر وہان غور و فکر کرنے پر ایمان کا ارادہ کریگا تو کچھہ حاصل نہ ہوگا

سورۃ الحاقہ میں آویگا کہ جن لوگون کے نامہ اعمال بائین ہاتھ میں دئے جاوینگے وہ کہوین گے ہمارا نامہ اعمال اگر ہمکو ندیا جاتا تو اچھا ہوتا۔ سورۃ الحاقہ کی آیتون سے اس آیۃ کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ یہ لوگ اندھون کی طرح نامہ اعمال کے پڑھنے سے گھبرائین گے اسواسطے انکو اندھا فرمایا۔ سورۃ الحاقہ کی آیتوں میں یہ بھی ہے کہ نامہ اعمال کے بائین ہاتھ میں دیتے ہی اللہ تعالی کا حکم ہوجاویگا کہ یہ لوگ دوزخی ہیں اس لیئے ان لوگون کو بہشت کی راہ سے دور فرمایا۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ جو بائین ہاتھ کے اعمال نامہ والے اپنے گناہون کا انکار کرین گے انکے مونہہ پر خاموشی کی مہر لگائی جاکر انکے ہاتھ پیرون سے سارے گناہون کی گواہی ادا کرائی جاویگی۔ اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جس سے گناہون کے منکر بائین ہاتھ کے اعمال نامہ والے لوگون کا حال اچھی طرح معلوم ہوجاتا ہے

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ۝

اور وہ تو لگے تھے کہ تجکو پھلا دین اُس چیز سے جو وحی بھیجی ہمنے تیری طرف تا بندہ لاوے تو اُسکے سوائے اور تب پکڑ لیوین تجکو دوست

تفسیر ابن ابی حاتم میں جو روایۃ ہے اُس میں حضرت عبداللہ بن عباس اس آیۃ کی شان نزول میں یون فرماتے ہیں کہ امیہ بن خلف اور ابوجہل بن ہشام اور چند اشخاص قریش آنحضرت کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ہمارے بتون کو چھوڑین تو ہم آپکے دین مین داخل ہوجاوین گے۔ مشرکین مکہ کی یہ خواہش ایسی تھی جس طرح کی اُنکی ایک خواہش کا ذکر سورہ یونس میں گزرا کہ وہ قرآن کی جن آیتون کو بدل دینا چاہتے تھے شاہ صاحب نے اپنے فائدہ میں مشرکون کی اس خواہش کا ذکر کیا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے دنیا میں جو کچھ ہونیوالا ہے وہ سب اللہ تعالی نے لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ فتح مکہ کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے سب بتونکو لکڑیان مار مار کر زمین میں گرادیا اور کوئی مشرک اپنے بتون کی حمایت نکرسکا۔ ان حدیثون کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اے رسول اللہ کے اگرچہ یہ مشرک لوگ قرآن کی آیتون کے برخلاف تم سے اپنے بتون کی بیجا عزت اور توقیر کرانا چاہتے ہین اور اُنکے دل میں یہ بھی ہے کہ اگر تم اُنکا کہا مان لو تو بجائے دشمن کے یہ لوگ تمہارے دوست بنجائین لیکن اللہ تعالی کے کارخانہ مین ہر کام کا وقت لوح محفوظ میں لکھا جاچکا ہے وقت مقررہ کے آنے تک یہ مشرک اپنی بیجا خواہشین زبان پر لاتے ہین وقت مقررہ کے آجانے پر تمہارے ہی ہاتھ سے اللہ تعالی ان بتون کی سب عزت و توقیر خاک میں ملادیگا اور ان مشرکون سے ان بتون کی کچھ حمایت نہ ہوگی۔

وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـــًٔا قَلِيْلًا ۝ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ۝

اور اگر یہ نہ ہوتا کہ ہمنے تجکو ٹہیرا رکھا تو تو لگ ہی جاتا جھکنے انکی طرف تھوڑا سا تب مقرر چکھاتے تجکو دونا مزہ زندگی میں اور دونا مرنے میں پھر نہ پاتا تو اپنے واسطے ہمسے

منزل ۴

تفسیر ابن ابی حاتم تفسیر ابن مردویہ اور تفسیر ابو الشیخ مین سعید بن جبیر سے جو شان نزول اس آیۃ کی اور اوپر کی آیۃ کے بیان کی گئی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ نے آنحضرت کو حجر اسود کو ہاتھ لگاتے اور چھوتے ہوئے دیکھکر یہ کہا کہ جسطرح ایک پتھر حجر اسود ہے ویسا ہی ہمارے بت بھی ہیں اگر ایک دفعہ آپ ہمارے بتون کو حجر اسود کے چھونے کی طرح ہاتھ لگا لیوین تو ہم آپکو حجر اسود کو آیندہ چھونے دیوین گے ورنہ ہم حجر اسود کو بھی آپکو ہاتھ نہ لگانے دیوین گے مشرکین کی یہ بات سنکر آپکے دل میں ایک وسوسہ پس وپیش تھا اللہ تعالے نے اپنے نبی کا پس وپیش رفع کرنے اور مشرکون کے بہکاوے سے محفوظ رکھنے کے لئے یہ آیتین نازل فرمائین اس شان نزول کی سند میں کسی طرح کا کلام نہیں ہے اور ابن ابی حاتم کا اس شان نزول کو اپنی تفسیر میں ذکر کرنا بھی ایک رفع وسوسہ کی بات ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی دو روایتون کے بعضے طریق جنمین کچھ تردد تھا انکو ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر کی صحت کے خیال سے خود چھوڑ دیا ہے یہ وہ طریق ہیں جنکو حاکم نے اپنی مستدرک کی کتاب تفسیر میں لیا ہے اور ابن ابی حاتم نے چھوڑ دیا ہے اسی واسطے ابن ابی حاتم کی تفسیر کا درجہ مستدرک حاکم سے زیادہ شمار کیا جاتا ہے جلال الدین سیوطی نے اتقان میں اس بحث کو تفصیل سے لکھا ہے اور اسباب نزول میں اس شان نزول کے راویون کی ثقاہت بھی بیان کی ہے معالم التنزیل میں بغوی نے بھی اس شان نزول کو ذکر کیا ہے اور جامع البیان خازن وغیرہ میں بھی یہ شان نزول ہے صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعود سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص کے ساتھ ایک فرشتہ اور ایک شیاطین تعینات ہے فرشتہ نیک کامون کی ترغیب دلاتا رہتا ہے اور شیطان بُرے کامون کی اسپر صحابہ نے پوچھا کہ کیا حضرت آپکے ساتھ بھی شیاطین تعینات ہے آپ نے فرمایا ہان ہے تو سہی مگر اللہ کی مدد سے مجھکو وہ نیک کام کا مشورہ دیتا رہتا ہے کسی بُرے کام کی ترغیب نہیں دلا سکتا یہ حدیث دلولا ان ثبتناک کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اے رسول اللہ کے تمہارے ساتھ شیاطین جو تعینات ہے اگر اللہ تمکو بُرے کام کی ترغیب سے روک کے اوس سے فرشتہ کا کام نہ لیتا تو تم مشرکون کا کہنا ماننے کی طرف کسی قدر مائل ہو جاتے لیکن اللہ کے انتظام نے تم کو اس چوک سے اس طرح بچایا کہ انبیا کے مرتبہ کے موافق جس طرح انکے نیک کامون کا اجر اللہ کی بارگاہ میں زیادہ ہے اسی طرح انکی چوک کی پکڑ بھی زیادہ ہے اور اسکی پکڑ سے کوئی کسی کو چھوڑا نہین سکتا۔

منازل ۳

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

اور وہ تو لگے تھے گھبرانے تجکو اس زمین سے کہ نکالدین تجکو یہان سے اور تب نہ ٹھہرین گے تیرے پیچھے مگر تھوڑا

سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ۝

دستور پڑا ہوا ہے اُن رسولون کا جو تجسے پہلے بھیجے ہمنے اور نہ پاویگا تو ہمارے دستور مین تغاوت

بیہقی کی دلائل النبوت میں اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر مین جو شان نزول اس آیۃ کی سعید بن جبیر کی روایۃ سے

بیان کی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت کی ہجرت اور مدینہ منورہ میں آجانے کے بعد یہود نے آپکو ملک شام میں رہنے کی ترغیب دی اور آپ نے اُس ترغیب پر تبوک کے سفر کا ارادہ کیا اُسپر مقام تبوک میں یہ آیۃ نازل ہوئی ہے لیکن ابو عیسے ترمذی نے آیۃ وقل رب ادخلنی کی جو شان نزول بیان کی ہے اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیۃ مکی ہے اور مشرکین مکہ نے ہجرت سے پہلے جو آپکو تکلیفیں دی تھیں اُسپر یہ آیۃ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے حافظ ابو جعفر ابن جریر اور حافظ ابن کثیر نے اِسی بات کو قوی ٹھہرایا ہے کہ یہ آیۃ مکی ہے اور مشرکین مکہ نے ہجرت سے پہلے آنحضرت کو طرح طرح کی تکلیفیں جو دی تھیں اُنکے ہی ذکر میں یہ آیۃ نازل ہوئی ہے اسواسطے یہی شان نزول صحیح ہے کیونکہ ترمذی کی روایت ابن ابی حاتم اور بیہقی کی روایت پر بلاشک مقدم ہے علاوہ اسکے تفسیر عبدالرزاق میں یہ دوسری شان نزول کی روایت قتادہ کی روایت سے ہے اور اس تفسیر میں یہ بات ایک جگہ گزر چکی ہے کہ عبدالرزاق کی یہ تفسیر اُنکے نابینا ہونے سے پہلے کی ہے اور اُنکے نابینا ہونے سے پہلے کی اُنکی تصنیفات کو امام بخاری نے معتبر ٹھہرایا ہے۔ حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ اے رسول اللہ کے یہ مشرکین مکہ تم کو طرح طرح کی تکلیفیں دیکر مکہ کی سکونت سے گھبراہٹ میں جو ڈال رہے ہیں یہ اُنکے ہی حق میں برا ہے کیونکہ اگر یہ لوگ تم کو مکہ سے نکال دیوین گے تو پھر یہ لوگ بھی بہت دنوں تک مکہ میں نہ رہ سکین گے کس لئے کہ اللہ کے انتظام میں یہ دستور پڑا ہوا ہے کہ قوم کے لوگوں میں سے جب اللہ کے رسول علیحدہ ہوجاتے ہیں تو پھر قوم کے لوگوں پر کچھ نہ کچھ آفت آجاتی ہے اور اللہ کے انتظام میں جو دستور پڑا ہوا ہے اُسکو کوئی بدل نہیں سکتا صحیح سند سے ترمذی اور مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جب مشرکین مکہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ستانا شروع کیا تو آگے کی آیۃ وقل رب ادخلنی مدخل صدق سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے مدینہ کی ہجرت کا حکم ہوا ہجرت کے ڈیڑھ برس کے بعد بدر کی لڑائی پیش آئی اور اُس لڑائی میں اللہ کے رسول کے بڑے بڑے ستانے والوں پر جو آفت آئی صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایت کے حوالہ سے یہ قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دنیا میں بڑی ذلت سے یہ لوگ مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت میں گرفتار ہوئے جس عذاب کے جتلانے کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی لاشوں پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے اللہ کے وعدہ کو سچا پایا۔ ان حدیثوں کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے کیونکہ آیتوں اور حدیثوں کو ملاکر قرآن شریف کا یہ معجزہ ثابت ہوتا ہے کہ انتظام الٰہی کے موافق جس دستور کا ذکر آیتوں میں تھا ہجرت کے ڈیڑھ برس کے بعد بالکل اُسکے موافق ظہور ہوا کہ اللہ کے رسول کے بڑے بڑے ستانے والوں کو مکہ سے نکل کر مکہ میں پھر کر جانا نصیب نہ ہوا

منزل ۴

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۖ إِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ

کھڑی رکھ نماز سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک اور قرآن پڑھنا فجر کا بیشک قرآن پڑھنا فجر کا ہوتا ہے

مَشْهُودًا ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ

روبرو اور کچھ رات جاگتا رہ اُس میں یہ بڑھتی ہے تجکو

اس آیۃ میں پانچوں نمازوں کا ذکر ہے سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک میں چار نمازیں ہیں اور صبح کی نماز کا الگ ذکر ہے کسواسطے کہ اگرچہ فرشتے جو لوگوں کے نامۂ عمال لکھنے اور آدمی کی حفاظت کرنے کے لئے مقرر ہیں انکی چوکی عصر کے وقت اور صبح کے وقت بدلتی رہتی ہے اور عصر اور صبح دونوں نمازوں کے وقت دونوں چوکیوں کے فرشتے ایک جگہ جمع ہوجاتے ہیں لیکن صبح کی نماز کے وقت پکار کے قرآن شریف پڑھا جاتا ہے اور اسکو بڑے شوق سے دونوں چوکیوں کے فرشتے سنتے ہیں اسلئے یہ فرمایا کہ صبح کی نماز کی قرأت سننے کو فرشتے حاضر ہوتے ہیں - صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایۃ میں اس آیۃ کی تفسیر کے ذیل میں صرف صبح کی نماز کے وقت اور دوسری روایۃ میں عصر اور صبح دونوں نمازوں کے وقت فرشتوں کے جمع ہونے کا جو ذکر ہے اسکا سبب یہی ہے کہ جہاں قرأت سننے کا ذکر ہے وہاں حضرت ابو ہریرہؓ نے صرف صبح کی نماز کا ذکر کیا ہے اور جہاں محض فرشتوں کے جمع ہونے کا ذکر ہے وہاں انھوں نے دونوں نمازوں کا نام لیا ہے جن علما کی سمجھ میں یہ سبب اچھی طرح نہیں آیا تھا انھوں نے ان دونو روایتوں کے اختلاف پر طرح طرح کے اعتراض کئے ہیں اور ان اعتراضوں کے جواب حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں تفصیل سے دئے ہیں ابو جعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر میں ایک بڑی عمدہ قابل قدر بات لکھی ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہؓ کی روایۃ سے ہر رات کو پچھلی رات سے صبح تک اللہ تعالیٰ کا آسمان اول پر نزول فرمانا اور قبول دعا اور مغفرت کا وعدہ فرمانا جو ثابت ہوا ہے اس سے حافظ ابن جریر نے یہ بات نکالی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بندہ کو قرأت قرآن صبح کے وقت جو ایک قرب خاص ہے وہ قرب اور وقت میسر نہیں ہوسکتا اسلئے صبح کی نماز کی قرات قرآن کو ایک خاص شرف ہے اور بعد فرض نماز کے سب نفلوں میں افضل تہجد کی نماز ہے اسواسطے فرض نماز کے بعد اللہ تعالیٰ نے تہجد کی نماز کا ذکر فرمایا ہے صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایۃ ہے کہ آنحضرت سے پوچھا گیا بعد نماز فرض کے کونسی نماز افضل ہے آپ نے فرمایا کہ تہجد افضل ہے فتہجد بہ اور قم اللیل کے خطاب سے جمہور سلف کا مذہب یہی ہے کہ تہجد کی نماز فقط اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی امت کے لوگوں پر نہ پہلے فرض تھی نہ اب ہے صحیح بخاری و مسلم میں زیدؓ بن ثابت سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک رمضان میں تین راتوں تک صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھنے آئے پھر چوتھی رات کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ سے مسجد میں تشریف نہیں لائے اور صبح کو صحابہ سے فرمایا مجھکو تم لوگوں کا آج کی رات کا آنا بھی معلوم تھا مگر میں اس خوف سے باہر نہیں آیا کہ کہیں تم پر تہجد کی نماز فرض نہ ہوجاوے - صحیح بخاری و مسلم میں طلحہؓ بن عبید کی دوسری حدیث ہے جس میں فرض نمازوں کا ذکر کرتے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد کا ذکر نہیں کیا ان حدیثوں سے جمہور کے مذہب کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ امت پر تہجد کی نماز فرض ہوتی تو اللہ کے رسول یہ نہ فرماتے کہ مجھکو اسکے فرض ہوجانے کا خوف تھا اور فرض نمازوں کے تذکرہ میں آپ ضرور اس نماز کا ذکر بھی فرماتے - زیادہ تفصیل اس مسئلہ کی سورۃ المزمل میں آویگی - ان حدیثوں کے موافق نافلۃ لک کی تفسیر حضرت عبداللہؓ بن عباس نے یہی کی ہے کہ

منزل ۴

تہجد کی نماز فقط اے اللہ کے رسول تم پر فرض ہے امت کے لوگوں پر نہیں۔

عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝

شاید کہ کھڑا کرے تجکو تیرا رب تعریف کے مقام میں

معتبر سند سے مسند امام احمد اور ترمذی میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ صحابہ نے آنحضرت سے پوچھا کہ حضرت مقام محمود سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا کہ یہ وہ مقام ہے جو خدا کی طرف سے تمہارے نبی کو شفاعت کی دعا کرنے کے لئے ملا ہے مسند امام احمد میں کعبؓ بن مالک کی ایک روایت بھی اسی مضمون کی ہے اسکی سند بھی معتبر ہے اور صحیح حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقام عرش معلے کے نیچے ہے مسلم وغیرہ کی صحیح حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پہلے میدان محشر میں عام خلق اللہ کے لئے اسوقت ہوگی جب ایک میل کے فاصلہ کی بلندی پر آفتاب کے آجانے اور دوزخ کے میدان محشر میں لانے سے تمام اہل محشر گرمی اور پسینہ سے بہت تکلیف میں ہونگے اور حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسے تک سب نبیوں کے پاس وہ لوگ شفاعت کی غرض سے جاوین گے اور سب نبیا خدا کے غصہ سے ڈر کر شفاعت سے انکار کرین گے اور کہوین گے آج وہ دن ہے کہ کسی دوسرے کی شفاعت تو درکنار ہمین اپنی ہی جان کا اندیشہ ہے پھر جب وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آوین گے تو آپ شفاعت کا ذمہ لیوین گے اور مقام محمود میں جاکر سجدہ کرین گے اور شفاعت کی التجا کرین گے اللہ تعالی آپ کی التجا کو قبول کریگا یہ شفاعت اس بات کی ہوگی کہ لوگون کا حساب وکتاب ہوکر اعمال کے موافق سزا و جزا ہو جاوے اور میدان محشر سے لوگو نکا چھٹکارہ ہو اسی شفاعت کو شفاعت عامہ اسلئے کہتے ہیں کہ یہ شفاعت امت محمدی کے لئے خاص نہیں ہے بلکہ تمام اہل محشر کی شفاعت ہے اب اسکے بعد پلصراط پر گزرتے وقت امت محمدی میں کے بعضے گنہ گار دوزخ میں گر پڑیں گے اور آپ اللہ سے شفاعت کرکے جسکے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا اسکو جنت مین داخل کرادین گے یہ دوسری شفاعت ہے جو امت محمدیہ کے خاص طور پر آپ فرماوین گے یہ دوسری قسم کی شفاعت ملائکہ اور انبیا اور ہر امت کے نیک لوگ بھی کرین گے مگر پہلی شفاعت آنحضرت کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے اسی دوسری قسم کی شفاعت کا انکار عمرو بن عبید اور اُس کے پیرو معتزلے فرقہ نے کیا ہے اور اہل سنت نے انکا جواب طرح طرح سے دیا ہے فرقہ معتزلے کے سرگروہ عمرو بن عبید نے جب شفاعت کا انکار کیا تو ثابت بنانی اور اور بزرگوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص قرآن کی ایک آیۃ کو چھری سے چھیل رہا ہے جب عمرو بن عبید سے اس خواب کا ذکر آیا تو اُس نے جواب دیا کہ جس آیۃ کو میں چھیلتا ہون اس سے اچھی آیۃ اسکی جگہ جماتا ہون غرض حسن بصری سے منحرف ہونے سے پہلے یہ عمرو بن عبید بڑے زاہد اور عالم مشہور تھے پھر عقیدہ بگڑ گیا اور واصل بن عطا اور یہ عمرو بن عبید اپنے اُستاد حسن بصری سے منحرف ہوگئے خدا کو بگاڑتے دیر لگتی ہے نہ بناتے۔ یہ ثابت بن اسلم بنانی ثقہ تابعیون میں ہیں اور حدیث کی سب کتابون میں ان سے روایۃ ہے صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہؓ

منزل ۴

اور ابو سعید خدری سے جو روایتیں ہیں اُن میں عام شفاعت اور خاص شفاعت کا ذکر تفصیل سے ہے۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ

اور کہہ اے رب پیٹھا مجکو سچا پیٹھانا اور نکال مجکو سچا نکالنا اور بنا دے مجکو اپنے پاس سے

سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۝ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝

ایک حکومت کی مدد اور کہہ آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بیشک جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا

صحیح سند سے ترمذی اور مستدرک حاکم کی حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت اوپر گزر چکی ہے جسمیں انھوں نے اس آیۃ کو مکہ سے مدینہ کی ہجرت کا حکم قرار دیا ہے۔ حسن بصری کا قول بھی اس آیۃ کی شان نزول میں یہ ہے کہ جب کفار مکہ نے آنحضرت صلعم کے تنگ کرنے کا مشورہ کیا اور چاہا کہ انکو مکہ سے نکالدیں یا قید کریں تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم فرمایا کہ آپ یوں دعا کریں جس طرح کی دعا کا اس آیۃ میں ذکر ہے اور مکہ سے مدینہ کو چلے جاویں قتادہ کہتے ہیں کہ مدخل صدق سے مراد مدینہ ہے اور مخرج صدق مکہ ہے سلطان نصیراً کی تفسیر میں حسن بصری یہ کہتے ہیں اللہ پاک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا کہ ہم ملک عرب اور فارس اور روم کا فرون سے چھین کر تمہیں دیدیں گے۔ یہ جو ارشاد کیا ہے کہ حق آیا اور باطل گیا اس میں کفار مکہ کے لئے یا دھمکی ہے کہ انکے پاس ایسا حق آیا ہے جس میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں ہے۔ بخاری نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے وقت مکہ میں داخل ہوئے تو بیت اللہ کے ارد گرد تین سو ساٹھ بت تھے آپکے دست مبارک میں ایک لکڑی تھی آپ اُس لکڑی سے اون بتوں کو مارتے جاتے تھے اور زبان سے یوں فرماتے جاتے تھے جاء الحق و زھق الباطل۔ مسلم اور بخاری میں حضرت ابو بکر صدیق سے روایت ہے کہ ہجرت کے ارادہ سے جب میں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے نکل کر غار ثور میں گئے تو مشرکین مکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں ثور پہاڑ پر چڑھے اور میں نے غار میں سے مشرکین کے قدم دیکھے تو مجھکو بڑا اندیشہ ہوا اور جب میں نے اپنا یہ اندیشہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپ نے میری تسکین کی اور فرمایا کچھ اندیشہ کی بات نہیں اللہ ہماری مدد کو موجود ہے ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے جو دعا اپنے رسول کو بتلائی تھی اُس دعا کا اثر اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ مکہ سے نکلتے وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی ہمراہ کا یہ انتظام کیا کہ غار ثور تک پہونچ جانے پر بھی مشرکین کی آنکھوں پر اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈالدیا جس سے اللہ کے رسول اُن دشمنوں کو نظر نہ آئے اور مدینہ پہونچ جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی وہ آبرو بڑھائی کہ دس ہزار آدمیوں کے لشکر سے اللہ کے رسول نے مکہ پر چڑھائی کی اور مکہ فتح ہو گیا حکومت اپنے رسول کو اللہ تعالیٰ نے وہ عطا کی کہ اللہ کے رسول نے اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر مشرکوں کے جھوٹے معبودوں کو زمین پر گرا دیا اور اللہ کی رسول کی حکومت کے آگے کوئی مشرک دم نہیں مار سکا۔ ان آیتوں میں حق کے

منزل ۴

معنے اسلام کے ہیں اور باطل کے معنے شرک کے کیونکہ جس تاریخ اللہ تعالیٰ کی رسول کی زبان پر یہ لفظ تھے اوسی تاریخ سے مکہ میں اسلام پھیلا اور شرک مٹا۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝

اور ہم اتارتے ہیں قرآن میں سے جس سے روگ چنگے ہون اور مہر ایمان والونکو اور گناہگارون کو یہی بڑہتا ہے نقصان

کفر نفاق حسد بغض وغیرہ امراض باطنی کے لئے قرآن شریف کا شفا بخش ہونا تو ظاہر ہے کیونکہ ان امراض باطنی میں سے کوئی مرض ایسا نہ تھا جو قرآن شریف کے نازل ہونے سے پہلے اہل عرب میں نہ تھا قرآن شریف کے طفیل سے ان امراض کے حق میں پھر وہ شفا اہل عرب نے پائی کہ اس شفا کے اثر سے اور ملک کے لوگون کو بھی ان امراض سے شفا نصیب ہوگئی غرض سو اس شفا باطنی کے امراض ظاہری کی شفا کا اثر بھی قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے رکھا ہی چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ کی جو حدیث ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کو جب کبھی کوئی مرض ہوتا تھا تو آپ قل ہو اللہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا کرتے تھے اور الحمد پڑھ کر جہان کاٹے وہان منہ کا لعاب لگانے سے بچھو کا زہر اوتر جاتا ہے یہ حدیث بھی بخاری میں ہے اور اس قسم کی بہت سی روایتیں کتب صحاح میں ہیں اور بہت لوگون کو تجربہ ہے کہ تعویذ کے طور پر لکھ کر باندہنے یا پڑھکر دم کرنے سے بہت سی آیتون سے طرح طرح کے امراض کو فائدہ ہوتا ہے تعویذ منتر اون عملیات کا منع ہے جسمین کچھ خلاف شریعت الفاظ ہون یا ایسے الفاظ ہون جن کے معنے معلوم نہ ہونے سے انکے خلاف شریعت ہونے کا دھوکا ہو ربا آیات قرآنی سے تعویذ منتر کا عمل کرنا جائز بلکہ مستحب ہے لیکن تعویذ منتر مین اتنا عقیدہ ضرور رکھنا چاہیے کہ تعویذ منتر مین خدا اثر دیویگا تو اثر ہوگا نہیں تو کچھ بھی نہیں ابو داؤد ابن ماجہ اور مستدرک حاکم میں حضرت عبد اللہ بن مسعود کی جو حدیث ہے جسمین آپ نے تعویذ گنڈے سے منع فرمایا ہے اور تعویذ وغیرہ کو شرک فرمایا ہے وہ منع اسی تعویذ گنڈے کے حق میں ہے جو خلاف شریعت کسی شرکی الفاظ سے ہو چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت جابر کی حدیث اس ممانعت کے بعد کی جو ہے اس میں اس ممانعت کے سبب کی صراحت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے حضرت جابر کہتے ہیں کہ آنحضرت کے تعویذ گنڈے منتر سے منع فرمانے کے بعد عمرو بن حزم کے کہنے کے کچھ لوگ آنحضرت کے پاس آئے اور انھون نے آنحضرت سے عرض کیا کہ حضرت ہم لوگون کو زمانہ جاہلیت کا ایک منتر بچھو کا یاد ہے مگر آپ نے اب ایسی باتون سے منع فرمایا ہے اس لئے آپ کی اجازت بغیر ہم اس منتر کا استعمال نہیں کر سکتے آپ نے فرمایا وہ منتر مجھکو پڑھ کر تو سناؤ جب انھون نے وہ منتر آپ کو سنایا تو آپ نے فرمایا کہ اس مین تو کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا۔ اگر ایسی چیز سے کوئی مسلمان اپنے بھائی مسلمان کو نفع پہونچانا چاہے تو کچھ ممانعت نہیں ہے۔ اور صحیح مسلم مین دوسری حدیث حضرت عوف بن مالک کی ہے اس میں آپ نے صاف فرما دیا ہے کہ جس منتر

میں کچھ شرک کا خوف نہیں ہے اسکے استعمال میں کچھ حرج نہیں ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰؓ سے اشعری کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہ کے پانی کی اور اچھے بُرے لوگوں کی مثال اچھی بُری زمین کی بیان فرمائی ہے۔ آیتہ میں یہ جو ذکر ہے کہ ایماندار لوگوں کے لئے یہ قرآن اللہ کی رحمت کا سبب ہے اور منکر قرآن لوگوں کے لئے نقصان کا سبب ہے یہ حدیث گویا اسکی تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایماندار لوگ قرآن کی نصیحت کے موافق عمل کرکے قیامت کے دن اللہ کی رحمت سے اسی طرح فائدہ اوٹھاویں گے جس طرح مینہ کے پانی سے اچھی زمین کو فائدہ پہونچتا ہے اور قرآن کے منکر لوگوں کے حق میں قرآن کی نصیحت اس طرح رائگان ہے جس طرح بری زمین میں مینہ کا پانی رائگان جاتا ہے اسلئے نئی نئی آیتوں کے انکار کے سبب سے قیامت کے دن کا عذاب انکے حق میں روز بروز بڑھتا جاتا ہے جو وقت مقررہ پر انکو بہت نقصان پہونچائے گا۔

وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ۝ قُلْ

اور جب ہم آرام بیچین انسان پر ٹلا جاوے اور ہٹا وے اپنا بازو اور جب لگے اسکو برائی رہجاوے آس ٹوٹا تو کہہ

كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ۭ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۝

ہر کوئی کام کرتا ہے اپنے ڈول پر سو تیرا رب خوب جانتا ہے کون خوب سوجھا ہے راہ

مثل ۴

اس آیتہ میں اللہ پاک نے انسان کی ناشکری کا بیان فرمایا کہ جب ہم انسان پر اپنی نعمت نازل کرتے ہیں اسکو صحت وتندرستی بخشتے ہیں اسکی روزی میں ترقی کرتے ہیں فارغ البالی دیتے ہیں اور وہ وہ انعام اسپر کرتے ہیں جس کا شکر ہر گھڑی اور ہر آن واجب ہوتا ہے تو وہ ہم سے روگردان ہوجاتا ہے اور جب کوئی بلا اسپر نازل ہوتی ہے یا کوئی رنج اوسے پہونچتا ہے تو پھر اوسے اس بات کی امید نہیں رہتی کہ کبھی یہ سختی کا وقت ٹل جاویگا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ آپ لوگوں سے کہدیں کہ تم ہر ایک آدمی اپنے اپنے طریقہ اور نیت کے موافق عمل کرتے ہو مطلب یہ ہے کہ جس کا نفس پاک وصاف ہے وہ اچھے عمل کرتا ہے اور جس کا نفس ناپاک وخبیث ہے وہ بُرے عمل کرتا ہے اس میں کفار کی مذمت ہے اور مومنین کی تعریف ہے پھر یہ فرمایا کہ اللہ پاک سب کو جانتا ہے کہ کون گمراہی میں ہے اور کون راہ یاب ہے کیونکہ وہ خالق ہر مخلوق کا ہے ہر ایک شخص کے بھید کو جانتا ہے۔ اگرچہ یہ بھی مشرکین مکہ کا حال ہے کہ مثلاً کشتی کے ڈوبنے کے خوف کے وقت جب اللہ تعالیٰ سے اوس خوف کے ٹل جانے کی التجا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ انکی وہ آفت ٹال دیتا تھا تو اس تکلیف کے رفع ہوجانے کے بعد راحت کے وقت یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو بالکل بھول جاتے تھے اور اللہ کی مدد پر ان لوگوں کا پورا بھروسہ نہیں تھا اسلئے تکلیف کے وقت بے صبری کے سبب سے ان لوگوں کے دل میں یہ امید باقی نہیں رہتی تھی کہ یہ سختی کا وقت ٹل جاوے گا لیکن اس آیتہ میں یہ تنبیہ ہے کہ ہر ایماندار آدمی کو اس عادت سے بچنا چاہیے کیونکہ ایماندار آدمی کی شان یہی ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے صہیبؓ رومی کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایماندار آدمی کی نشانی یہ ہے کہ وہ تکلیف کے وقت کے ٹل جانے کا بھروسہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر کرکے ایسے وقت پر صبر کرتا ہے اور راحت کے وقت ہر طرح کی شکر گزاری سے اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتا ہے۔ مشرکین مکہ کا حال بیان فرماکر ایماندار شخص کو جو تنبیہ آیہ میں کی گئی ہے اسکی یہ حدیث گویا تفسیر ہے۔ مسند امام احمد نسائی اور دارمی میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط کھینچ کر فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے اور پھر اس خط کے دائیں بائیں اور خط کھینچ کر فرمایا ان سب راستوں میں شیطان کا دخل ہے ترمذی میں عبداللہ بن عمر سے اور مسند امام احمد ابوداؤد اور مستدرک حاکم میں معاویہؓ سے جو صحیح روایتیں ہیں انمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ ہیں وہی راستہ نجات کا ہے۔ یہ حدیثیں بن ہوا ہوئے سبیلا کی گویا تفسیر ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں جو ہدایت کا راستہ تھا وہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ راستہ امت کے لوگوں کو بتلایا آپ اس راستہ کے برخلاف جبریہ قدریہ لوگوں کے جتنے راستے ہیں ان سب میں شیطان کا دخل ہے۔ ترمذی کی عبداللہ بن عمر کی حدیث کی سند میں ایک راوی عبدالرحمن بن زیاد افریقی کو دارقطنی وغیرہ نے ضعیف کہا ہے لیکن امام بخاری نے اسکو کتاب ضعفا میں نہیں لکھا اور یحیی بن سعید القطان نے اوسے ثقہ قرار دیا ہے اسواسطے ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے علاوہ اس کے معاویہؓ کی صحیح حدیث سے بھی اس حدیث کو تقویت ہو جاتی ہے۔

منزل ۴

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

اور تجھسے پوچھتے ہیں روح کو تو کہہ روح ہے میرے رب کے حکم سے اور تم کو خبر دی ہے تھوڑی سی

صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت سے جو شان نزول اس آیہ کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کا حال پوچھا تھا اور بخاری کی روایت میں یہ صراحت بھی آچکی ہے کہ یہود کا یہ سوال مدینہ میں تھا اس صورت میں اس آیہ کا نازل ہونا مدینہ میں ہے اور یہ آیہ مدنی ہے لیکن ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عباس سے جو روایت کی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ یہود کے سکھلانے سے قریش نے مکہ میں آنحضرت سے روح کا سوال کیا تھا اسپر یہ آیہ نازل ہوئی ہے اس صورت میں یہ آیہ مکی ٹھہرتی ہے اس حدیث کی سند بھی معتبر ہے اسواسطے حافظ ابن کثیر اور معتبر علما نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ آیہ قریش کے سوال پر پہلے مکہ اور یہود کے سوال پر پھر مدینہ میں دو دفعہ نازل ہوئی ہے متقدمین مفسرین صوفیہ کرام سب کا یہ قول ہے کہ روح کا حال سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ روح کیا چیز ہے لیکن متاخرین میں سے کچھ مفسرین اور صوفیوں نے اپنی سمجھ کے موافق روح کا حال بیان کیا ہے یہ متاخرین کے سب قول متقدمین کے قریب ہیں مگر ایک قول دوسرے کے اس طرح ضد میں ہے کہ ایک قول بھی بھروسہ کے قابل باقی نہیں رہتا سچ بات یہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے اس آیہ میں روح کا حال نہیں بتلایا آنحضرت سے کوئی روایت ایسی

نہیں جس میں روح کا کچھ حال ہو پھر یہ غیب کی بات نہ اٹکل سے حل ہو سکتی ہے نہ کسی صوفی کے کشف سے حل ہو سکتی ہے
اٹکل تو شریعت میں گنتی کے قابل چیز نہیں کشف والہام شریعت میں مسلم ہے لیکن کشف والہام میں اسقدر قوت
کہاں ہے کہ وحی کی طرح اس سے کوئی مسئلہ شرعی ثابت ہو سکے شیطانی مداخلت سے وحی کی حفاظت خدا کی طرف سے
ہمیشہ فرشتے کیا کرتے ہیں جس کا ذکر سورہ جن میں آویگا اسلئے وحی سے ہی خدا کی شریعت ثابت ہوتی ہے اولیاء اللہ کے
کشف والہام میں وہ بات نہیں ہے اس واسطے کشف اور الہام سے کوئی شرعی مسئلہ ثابت نہیں ہو سکتا ان علمانے
جنکو شریعت اور علم طریقت دونوں علموں میں مہارت ہے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ مجتہد کے اجتہاد میں جس طرح خطا
اور صحت کا گمان ہے اسی طرح علم طریقت میں صاحب کشف کے کشف کا حال ہے اور باوجود گمان خطا کے مجتہد کا اجتہاد
دلیل شرعی اس وجہ سے ٹھہرا ہے کہ شارع نے معاذ بن جبل کی حدیث میں اجتہاد کی دلیل شرعی قرار پانے کی اجازت دیدی
ہے کشف کے لئے اس طرح کی کوئی شرعی اجازت نہیں ہے اسلئے کشف تابع شریعت ہے اور تابع شریعت کے یہ معنے
ہیں کہ جس کشف کی شہادت شریعت دیوے وہ مقبول ہے نہیں تو نہیں غرض کشف کا دلیل شرعی تو ہونا درکنار بلکہ
دلیل شرعی سے کشف کی صحت ہوتی ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جس طرح کسی کو یہ نہیں معلوم کہ قیامت کب آویگی یا منیہ کب
برسے گا یا ماں کے پیٹ میں کیا ہے لڑکا ہے یا لڑکی یا کل کیا ہوگا یا کون کس سرزمین پر مریگا اسی طرح روح کا علم بھی اللہ ہی
کو ہے کہ روح کیا چیز ہے جس کسی نے عقل سے یا کشف سے روح کے حال میں کچھ بحث کی ہے وہ بحث ایسی ہے جس طرح منزل ۴
ان پانچ باتوں میں کوئی بحث کرے کیونکہ نبی وقت نے جس طرح ان پانچ چیزوں کی صراحت سے سکوت اختیار کیا ہے ایسے ہی
روح کی صراحت سے سکوت اختیار کیا ہے پھر ان پانچ چیزوں کے بحث کو بطریق عقل اور کشف کے منع جاننا اور روح
کی بحث کو منع نہ جاننا ایک بے دلیل بات ہے اسی واسطے سہروردی رح نے عوارف میں لکھا ہے کہ الا قلیلا فرما کر بہت سی
باتوں کا علم اللہ تعالیٰ نے بندوں کو نہیں دیا یہ روح کی حقیقت کا علم بھی اونہی بہت سی باتوں میں سے ہے۔ معاذ بن
جبل کی جس حدیث کا ذکر اوپر گزرا یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد میں ہے اگرچہ بعضے علمانے اس حدیث کی سند کو ضعیف قرار
دیا ہے لیکن ابو بکر خطیب نے اس سند کو قوی ٹھہرایا ہے جس میں عبد الرحمن بن غنم نے اس حدیث کو معاذ بن جبل سے روایت
کیا ہے۔ یہ احمد بن علی ابو بکر خطیب بغدادی مشہور علما میں ہیں سنہ ۴۰۰ کے علما میں دارقطنی کے ہم پلہ علما میں ان کا شمار ہے
اور راویوں کے باب میں انکے قول کا بڑا اعتبار ہے۔ اس تفسیر میں انکا حال ایک جگہ اور بھی بیان کر دیا گیا ہے مسند امام
امام احمد اور ابو داؤد میں براء بن عازب کی ایک صحیح حدیث ہے جس میں یہ ہے کہ اچھے لوگوں کی روح کو جنت کے کپڑے میں اور
برے لوگوں کی روح کو ٹاٹ کے ٹکڑے میں لپیٹ کر فرشتے آسمان پر لیجاتے ہیں۔ اس حدیث سے اتنی بات کہہ سکتے ہیں کہ جن
علمانے روح کو جسم لطیف کہا ہے انکا قول اس حدیث کے قریب قریب ہے کیونکہ بغیر جسم کے کسی چیز کو کپڑے یا ٹاٹ
میں لپیٹنا ممکن نہیں ہے باقی جسقدر قول روح کے باب میں ہیں وہ اس حدیث کے برخلاف معلوم ہوتے ہیں۔

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَیْنَا وَكِیْلًا ۝ اِلَّا رَحْمَةً

اور اگر ہم چاہیں لیجاویں جو چیز تجکو وحی بھیجی پھر پاوے آسکے لادینے کو ہمپر کوئی ذمہ لینے والا مگر مہربانی

مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَیْكَ كَبِیْرًا ۝

سے تیرے رب کی اسکی بخشش تجمپر بڑی ہے

اوپر ذکر تھا کہ یہ قرآن ایسے بڑے فائدہ کی چیز ہے کہ اس سے دل اور جسمانی بیماریوں کو شفا ہوتی ہے اس آیۃ میں اس فائدہ کی قدر بڑہانے کے لئے فرمایا اگر ہم اس قرآن کو لوگوں کے دل اور ورقوں سے ایسا مٹا اور بھلا دیویں کہ اسکا اثر تک باقی نہ رہے تو ہمارے اس کام پر کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اعتراض کرے اور اسکو پھیر لاوے مستدرک حاکم اور تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں صحیح سند کی عبداللہ بن مسعود کی روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے قریب قرآن اوٹھا لیا جاویگا لوگوں نے پوچھا یہ کس طرح ہوگا قرآن تو حافظوں کے سینہ میں محفوظ ہے اور ورقوں میں لکھا ہوا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود نے جواب دیا کہ قیامت کے قریب ایک رات ایسی آویگی کہ جس میں تمہارے دل اور تمہارے ورقوں میں قرآن نہ ہوگا اور صبح کے وقت تم اوٹھوگے تو کوئی اثر اسکا نہ پاؤگے پھر یہ آیۃ پڑہی اس سے معلوم ہوا کہ قیامت سے پہلے ایک ایسی ہوا چلے گی کہ قرآن مجید کا ایک ایک حرف لوگوں کے دلوں سے فراموش ہوجاویگا اور ورقوں میں سے حرف مٹا دئے جاوینگے اس مضمون کی ایک صحیح روایۃ تفسیر ابن ابی حاتم اور مستدرک حاکم میں ابوہریرہؓ سے بھی ہے پھر اللہ پاک نے اپنا فضل منازل
وانعام آنحضرت پر بیان فرمایا کہ اگر ہم چاہیں تو ایسا کرسکتے ہیں کہ قرآن کو اوٹھالیں مگر یہ ہمارا فضل وکرم ہے کہ ہم نے ایسا نہیں کیا اور علاوہ اسکے اور بہت سے اللہ کی مہربانیاں آپ پر ہیں آپکو اولاد آدم کا سردار اور خاتم الانبیا قرار دیا مقام محمود عطا کیا اسکے سوا اور بہت سے اور بڑے بڑے فضل خدا کے آپ پر ہیں۔ صحیح مسلم میں ابوموسیٰ اشعری سے روایۃ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم سب صحابہ سورہ براءۃ کی برابر ایک سورۃ قرآن شریف کی سورتوں میں سے پڑھا کرتے تھے مگر اب اسکی ایک آیۃ بھی یاد نہیں رہی اس حدیث سے آیۃ کا اور عبداللہ بن مسعود کی روایۃ کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آیۃ کے مضمون کے موافق جب اللہ چاہے اس بھولی ہوئی سورۃ کی طرح سارے قرآن کو لوگوں کے دل اور ورقوں سے بھولا اور مٹا دیوے چنانچہ قیامت کے قریب جب وہ چاہے گا تو ایسا ہی کرے گا۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ

کہہ اگر جمع ہووین آدمی اور جن اسپر کہ لاوین ایسا قرآن نہ لاوین گے ایسا قرآن اور پڑے

بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝

مدد کریں ایک کی ایک اور پھر پھیر سمجھائی لوگوں کو اس قرآن میں ہر ایک کہاوت سو نہیں رہتے بہت لوگ بن

تفسیر ابن جریر اور ابن اسحاق میں حضرت عبداللہ بن عباس کی ایک صحیح روایۃ سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان

کی گئی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ یہود کے چند علما نے یہ کہا تھا کہ قرآن شریف کی عبارۃ توراۃ جیسے فصیح نہیں ہے اس لئے ہم چاہیں تو قرآن جیسی عبارت بنا سکتے ہیں اور یہود سے یہ بات سنکر قریش بھی کہا کرتے تھے ونسٹار لقلنا مثل ہذا جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم چاہیں تو ایسا قرآن بنا سکتے ہیں اسپر اللہ تعالی نے یہ آیۃ نازل فرمائی اور قسم کہا کر فرمایا کہ ساری دنیا بھر کے انسان اور جنات ایک ہو جائیں جب بھی ان سے اس قرآن کے مانند کلام نہیں بن سکتا اس آیۃ سے قرآن شریف کا معجزہ ہونا اور ایسا معجزہ ہونا ثابت ہوتا ہے جسکے مقابلہ سے جن و انسان عاجز ہیں قرآن شریف کے معجزہ ہونے کی بحث ایک ایسی بڑی بحث ہے جس کی دو چار دس پانچ مثالیں نہیں ہیں بلکہ سینکڑوں ہزاروں ہیں علما نے اس خاص بحث میں بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں قاضی ابو بکر باقلانی کی کتاب اس باب میں بے مثل مشہور ہے حاصل کلام یہ ہے کہ گذشتہ پچھے تاریخی حالات اینده کے غیب کے واقعات یہ معنوی معجزات تو قرآن شریف میں جدا ہیں یہ ایک خاص معجزہ قرآن شریف کا جدا ہے کہ الفاظ قرآن شریف کے وہی ہیں جو اہل عرب کی زبان ہے لیکن ایسی حسن ترتیب کے ساتھ اللہ تعالی نے اون لفظوں کو برتا ہے کہ وہ حسن ترتیب طاقت انسانی سے باہر ایک چیز ہے نظم شر کی جتنی خوبیاں اہل عرب میں مشہور ہیں وہ سب قرآن میں ہیں اور اس خوبی کے ساتھ ہیں کہ تیرہ برس تک مکہ کے فصیح لوگوں سے یہی مقابلہ رہا کہ اگر یہ کلام الہی معجزہ نہیں ہے تو تم بھی اس طرح کا کلام بنا کر لاؤ مگر سب عاجز ہو گئے اور کچھ نہ ہو سکا مستدرک حاکم میں معتبر سند سے حضرت عبداللہ بن عباس سے اس وقت کا ایک تاریخی حال یوں منقول ہے کہ ایک دفعہ ابو جہل نے ولید بن مغیرہ سے کہا کہ ہم سب لوگ چندہ کر کے تم کو بہت سا روپیہ دیتے ہیں تم وہ روپیہ دل جمعی سے بیٹھ کر کھاؤ اور محمد جو کلام پڑھتے ہیں اسکے مقابل کا کچھ کلام بناؤ ولید بن مغیرہ نے جواب دیا کہ فصیح انسانوں کے شعر کلام قصیدے تمکو معلوم ہیں کہ کسی کو قریش میں میرے برابر یاد نہیں ہیں لیکن یہ کلام جو محمد پڑھتے ہیں ان سب سے نرالا ہے میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس کلام میں ایسا جادو کا اثر ہے کہ اسکے سننے کے بعد دل قابو میں نہیں رہتا ابوہریرہ کی روایت سے جو حدیث صحیح بخاری میں ہے اس میں آنحضرت نے فرمایا ہے کہ لوگوں کے ایمان اور یقین کے لئے اللہ تعالی نے پچھلے انبیا کو طرح طرح کے معجزے دئے مگر قرآن ہی ایک میرا ایسا معجزہ ہے جس کے سبب سے قیامت تک لاکھا آدمی مسلمان ہونگے اسی سبب سے مجھکو توقع ہے کہ قیامت کے دن میری امت کی تعداد سب انبیا سے بڑھ کر ہوگی۔ قرآن شریف کا یہ معجزہ اب بھی سب کی آنکھوں کے سامنے ہے کہ اس ضعف اسلام کے زمانہ میں ہر سال غیر قوموں کے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوتے رہتے ہیں۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علی کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالی نے ہر علم غیب کے نتیجہ کے طور پر لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کتنے آدمی جنت میں جانیکے قابل کام کرینگے اور کتنے دوزخ میں جھونکے جانیکے قابل۔ اسیطرح صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسی اشعری کی حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگوں کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے یہ حدیثیں آخری آیت کی گویا تفسیر ہیں جس کا حال یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے علم غیب کے موافق دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل ٹھہر چکے ہیں

منزل ۴

اُنکے حق میں قرآن کی نصیحت اِسی طرح رائگان ہے جس طرح بُری زمین میں مینہ کا پانی رائگان جاتا ہے اِسی واسطے طرح طرح
کی مثالیں دیکر جس قدر قرآن کی آیتوں سے ان لوگوں کو سمجھایا جاتا ہے اُسیقدر قرآن کو جھٹلانے پر یہ لوگ آمادہ ہوجاتے ہیں

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۙ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ

اور بولے ہم نہ مانینگے تیرا کہا جب تک تو نہ بہانکالے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ یا ہوجاوے تیرے واسطے

وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۙ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَ

اور انگور کا پھر بہانے تو اُسکے بیچ نہرین چلاکر یا گراوے آسمان ہمپر جیسا کہا کرتا ہی ٹکڑے ٹکڑے یا لے آ اللہ کو اور

الْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۙ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى

فرشتوں کو ضامن یا ہوجاوے تجھکو ایک گھر سنہرا یا چڑھ جاوے تو آسمان مین اور ہم یقین نکرینگے تیرا چڑھنا

تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۭ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝

نہ آتارلاوے ہمپر ایک لکھا جو ہم پڑھ لیں تو کہہ سبحان اللہ مین کون ہون مگر ایک آدمی ہون بھیجا ہوا

تفسیر ابن جریر میں کئی سندسے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے اور سنن سعید بن منصور میں سعید بن جبیر سے
جو شان نزول اِس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اُس کا حاصل یہ ہی کہ ایک روز ابوجہل اور چند قریش نے جمع ہوکر آنحضرت سے کہا کہ
یہ نیا دین تم نے اگر روپے کے لالچ سے یا قوم کے سردار رہنے کی طرح سے نکالا ہے تو ہم روپیہ کا چندہ کرنے کو اور قوم کا منزل ۴
سردار تم کو بنانے کو موجود ہیں اور اگر خلل دماغ کے سبب سے ایسی باتیں کرتے ہو تو اِس کا علاج بھی ہوسکتا ہے آنحضرت
نے جواب دیا کہ اِن باتون میں سے ایک بات بھی نہیں ہے بات فقط اتنی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہون تم لوگون کو اللہ کا
حکم سناتا ہون اگر تم مانوگے تو تمھارے لئے اچھا ہے ورنہ تم جانو یہ سنکر اونھون نے ضد سے کہا اچھا اگر تم سچے رسول ہو
تو اِس مکہ کی سرزمین پر باغ لگادو نہریں جاری کرادو یا اپنا گھر سونے کا بنالو ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ جاؤ یا اللہ اور فرشتے
ہمارے روبرو آکر تمہارے رسول ہونے کی گواہی دیوین یا اللہ کی طرف سے کوئی نوشتہ اِس صداقت میں ہمارے پاس آجاوے
اگر اِن باتون میں سے کوئی بات تم نہیں کرسکتے تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا عذاب کے طور پر گرادو ان باتون پر اللہ تعالیٰ نے
یہ آیتین نازل فرمائیں یہ سعید بن منصور سنہ اور شرح سنہ کے علما میں مشہور ثقہ عالم ہیں یہ امام مالک رح کے شاگرد
اور امام احمد بن حنبل رح کے اُستاد ہیں جب اُنکا ذکر آتا تھا تو امام احمد اُنکی بہت تعریف کیا کرتے تھے امام مسلم اور ابوداؤد نے
بھی اُنسے حدیث کی روایتیں لی ہیں غرض اُنکے زمانہ کے علما نے اُنکو ثقہ اور اُنکی تصنیف کی کتابون کو معتبر ٹھہرایا ہے۔
حاصل مطلب اِن آیتون کا یہ ہے کہ معجزہ کا ظاہر کرنا اللہ کے اختیار میں ہے رسول کا اِس میں کچھ اختیار نہیں ہے اور اللہ کی
درگاہ میں ہر کام کا وقت مقرر ہے چنانچہ ویسا ہی ہوا اللہ کی طرف کا جب وقت مقررہ آگیا تو سب ضد جاتی رہی
اور جن لوگون کی ضد کی باتونکا آیۃ میں ذکر ہے اُن میں کے اکثر لوگ خود بخود مسلمان ہوگئے اونکے ضد کے موافق نہ فرشتون

کے رسول بنکر آنیکی ضرورت پڑی نہ کسی اور معجزہ کی ضرورۃ پڑی غرض یہ اللہ کے بھید اللہ ہی جانتا ہی جسوقت قریش نے آنحضرت سے یہ ضد کی باتین کین اُسوقت اللہ کے علم غیب میں یہ بھید تھا کہ اِس جماعت میں کے تھوڑے آدمی تو کچھ دنون کے بعد بدر کی لڑائی ہو کر حالت کفر میں ہلاک ہونے والے ہیں اُنکا کفر تو کسی معجزہ سے ٹوٹنے والا نہیں اور اکثر لوگ اِس جماعت میں کے کچھ عرصہ کے بعد بغیر کسی معجزہ کے خود بخود مسلمان ہونے والے ہیں اُنکو معجزہ کی ضرورۃ نہیں اِسی بھید سے اللہ تعالی نے اُسوقت کی اون لوگونکی ضد پر کوئی معجزہ ظاہر نہیں فرمایا بلکہ اتنے جواب پر ان لوگون کی ضد کو ٹال دیا کہ معجزہ رسول کے اختیار مین نہیں ہے کیونکہ اگر اُسوقت ان لوگون کی ضد پر کوئی معجزہ ظاہر ہو جاتا تو وقت مقررہ سے پہلے اِن میں سے کسی کا اسلام لانا تو ممکن نہیں تھا اسی طرح ان میں سے جن لوگون کا حالت کفر پر مرنا اللہ کے علم غیب میں ٹھہر چکا تھا وہ ہزارون معجزے دیکھ کر بھی اُسی کفر پر مرتے پھر جب ان میں سے کوئی شخص بھی معجزہ کو دیکھ کر ایمان نہ لاتا تو اُسی روز عذاب آنکر سارے کہ غارت ہو جاتا کیونکہ عادت الٰہی ہے کہ ثمود کی اونٹنی کی طرح اِس طرح کی ضد کے بعد کوئی معجزہ ظاہر ہو اور پھر وہ قوم ایمان نہ لائے تو فوراً وہ سب قوم غارت ہو جاتی ہے اوتاتی باللہ والملائکۃ قبیلا کی تفسیر ابن جریج نے یہ بیان کی ہے کہ اللہ اور فرشتے تمہارے رسول ہونے کی ضمانت دیوین ۔ ترجمہ میں شاہ صاحب نے یہی قول لیا ہے لیکن اِس آیۃ کی تفسیر میں مجاہد کا قول وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ اللہ اور فرشتے ہمارے روبرو آنکر تمہارے رسول ہونے کی گواہی دیوین ۔ اِس تفسیر میں کئی جگہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس کے شاگردون میں مجاہد کے قول کا بڑا اعتبار ہے اسلئے حافظ ابو جعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر میں مجاہد کے قول کو ابن جریج کے قول پر ترجیح دی ہے اور باقی کے دونون ترجمون میں اسلئے یہی قول لیا گیا ہے اسواسطے اِس تفسیر میں وہی قول لیا گیا کیونکہ یہ عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج اگرچہ مجاہد کے شاگردون میں ہیں لیکن انکو مجاہد سے تفسیر کی روایتون کے لینے کا زیادہ موقع نہیں ملا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالی نافرمان لوگون کو راہ راست پر آنے کے لئے مہلت دیتا ہے اور مہلت کے زمانہ میں جب وہ لوگ راہ راست پر نہیں آتے تو کسی سخت عذاب میں پکڑ کر انکو ہلاک کر دیتا ہے ۔ اِس حدیث کو ان آیتون کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اہل مکہ نے ایسی سرکشی اور نافرمانی کی بہت سی باتین کین جیسی باتون کا ذکر ان آیتون میں ہے لیکن اللہ تعالی نے اپنی عادت کے موافق تیرہ چودہ برس اُن لوگون کو مہلت دی اور اِس مہلت کے زمانہ میں تیرہ برس تک اُنکو طرح طرح سے سمجھایا گیا جب یہ لوگ اپنی سرکشی اور نافرمانی سے باز نہ آئے تو بدر کی لڑائی کے وقت انپر یہ آفت آئی کہ اُنکے بڑے بڑے سرکش دنیا میں بڑی ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت میں گرفتار ہو گئے جس عذاب کے جتلانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی لاشون پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگون نے اللہ کے وعدے کو سچا پایا چنانچہ صحیح بخاری و صحیح کی انس بن مالک کی روایۃ کے حوالہ سے یہ قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے بعد اسکے مکہ فتح ہو کر مکہ کی گلی گلی میں اسلام پھیل گیا اور ان سرکشی کی باتون کا کہیں نشان تک کہیں باقی نہ رہا ۔

منزل ۴

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ قُلْ

اور لوگون کو اٹکا نہین ہوا اس سے کہ یقین لاوین جب پہنچے انکو راہ کی سو جمہ مگر یہی کہ کہنے لگے کیا اللہ نے بھیجا آدمی پیغام لیکر

لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ۝

اگر ہوتے زمین مین فرشتے پھرتے بستے تو ہم اتارتے اوپر آسمان سے کوئی فرشتہ پیغام لے کر

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۢ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ

کہہ اللہ بس ہے حق ثابت کرنے والا میرے اور تمہارے بیچ وہ ہے اپنے بندون سے خبردار دیکھنے والا اور جسکو سجھاوے اللہ

فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

وہی ہے سوجھا اور جسکو بہکادے پھر تو پاوے اسکے واسطے کوئی رفیق اسکے سوا اور اٹھاوینگے ہم انکو دن قیامت کے

عَلٰي وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۝

اوندھے منہہ پر اندھے اور گونگے اور بہرے ٹھکانا انکا دوزخ ہے جب لگے گی بجھنے اور دین گے بڑھکا

اوپر کی آیتون مین مشرکین مکہ کی سرکشی کی باتون کا ذکر فرماکر ان آیتون مین فرمایا بڑا سبب قرآن کی نصیحت کے نہ ماننے کا ان لوگون کے نزدیک یہ ہے کہ یہ لوگ اس بات کو خلاف عقل جانتے ہین کہ اللہ کا رسول کوئی انسان ہو سکتا ہے ان لوگون کا خیال ہے کہ اللہ کا رسول فرشتہ ہونا چاہیے حالانکہ یہود کی باتون کو یہ لوگ بہت مانتے ہین اور یہود سے اکثر یہ لوگ سن چکے ہین بنی اسرائیل کے رسول موسے علیہ السلام تھے پھر بھی شیطان کے بہکانے سے یہ لوگ ایک ظاہر بات کو خلاف عقل جانتے ہین رسول اللہ کے تم ان لوگون سے کہدو جس طرح بنی آدم زمین پر رہتے ہین اسی طرح فرشتے بھی اگر زمین پر بستے ہوتے اور فرشتون کا اصلی صورت مین دیکھنا انسان کی طاقت سے باہر نہ ہوتا تو انکے پاس کوئی فرشتہ رسول بناکر بھیجدیا جاتا اب اگر کوئی فرشتہ رسول بناکر بھیجا بھی جاوے تو وہ ضرور انسان کی صورت مین ہوگا اور پھر ان لوگون کا وہی شبہ باقی رہے گا جو اسوقت ہے سورۃ الانعام کی آیتون مین یہ مضمون تفصیل سے گزر چکا ہے وہ آیتین گویا ان آیتون کی تفسیر ہین جس کا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا آگے فرمایا اے رسول اللہ کے ان لوگون سے یہ بھی کہہ دو کہ فرشتہ کی گواہی کچھ اللہ کی گواہی سے بڑھکر نہین مین اپنے رسول ہونے پر اللہ کی گواہی پیش کرتا ہون اور اللہ کی گواہی کا ثبوت یہ ہے کہ اسلام کی جن باتون کی مین نصیحت کرتا ہون اللہ کی مدد سے ان باتون کی روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے اور اسلام کے برخلاف باتین روز بروز دنیا سے اٹھ رہی ہین اور یہ بھی کہدو کہ اللہ اپنے بندونکی ذرا ذرا حال سے خبردار ہے اور انکے سب کامون کو دیکھتا ہے مین جو تم کو نصیحت کرتا ہون وہ بھی اسکو معلوم ہے اور تم بغیر کسی سند کے زبردستی جو مجھکو جھٹلاتے ہو وہ بھی اوس سے پوشیدہ نہین ہے وقت مقررہ پر ان سب باتون کا فیصلہ اللہ تعالی فرماویگا آگے فرمایا اللہ کے علم غیب مین جو لوگ راہ راست پر آنے والے ٹھہر چکے ہین وہی نیک کامون کا ارادہ کرتے ہین اور اللہ تعالی اون ہی کو نیک کامون کی توفیق دیتا ہے اور جو لوگ اللہ کے

منزل ۴

علم غیب میں گمراہ ٹھہر چکے ہیں اُنکو کوئی نصیحت کرنے والا راہ راست پر نہیں لا سکتا اسلئے وہ لوگ اسی گمراہی کی حالت میں مرجاوینگے اور قیامت کے دن وہ میدان محشر تک تو بجائے پیروں کے مونہہ کے بل چلیں گے اور پھر اوندھے مونہہ گھسیٹے جاکر دوزخ میں ڈالدئے جاوینگے جہاں سوا ہر وقت کے عذاب کے آنکھوں سے کسی نجات کی صورت کے دیکھنے سے وہ اندھے اور کانوں سے سننے سے بھرے اور زبان پر لانے سے گونگے ہونگے قبروں سے میدان محشر تک ایسے لوگوں کے مُنہ کے بل چلنے کا حال تو اِن آیتوں میں ہوا اوندھے مونہہ گھسیٹے جاکر دوزخ میں ڈالے جانے کا حال سورہ فرقان میں آویگا صحیح بخاری و مسلم میں انسؓ بن مالک سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بعضے صحابہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کے دن دوزخی لوگ مونہہ کے بل کس طرح چلیں گے آپ نے فرمایا جو پیروں کے بل چلانے پر قادر ہے اُس دن وہی مونہہ کے بل چلانے پر قدرت رکھتا ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ حاضر پر غائب کا قیاس کرکے غیب کی باتوں میں عقل نہیں دوڑانی چاہئے عذاب قبر حشر پل صراط عذاب دوزخ یہ سب غیب کی باتیں ہیں شریعت میں جس طرح یہ باتیں آئی ہیں بغیر عقلی دخل کے انکا یقین کرنا ایماندار آدمی کا کام ہے۔ سورہ الزخرف میں آویگا کہ دوزخ کی آگ کی تیزی کبھی کم نہ ہوگی۔ ترمذی ابن ماجہ موطا وغیرہ میں ابو ہریرہؓ کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ کی آگ کی تیزی قائم رہنے کے لئے اُسکو تین ہزار برس تک دہکایا گیا ہے حاصل یہ ہے کہ اِس قسم کی آیتوں اور حدیثوں کے لحاظ سے قتادہ نے کلما جئت خودنا ہم سعیرا کی جو تفسیر کی ہے اُسکا حاصل یہ ہے کہ دوزخ کی آگ کی ذاتی تیزی تو کبھی نہ کم ہوگی نہ وہ آگ کبھی بجھے گی لیکن دوزخیوں کے ایک کھال کے جل جانے کے سبب سے جب جلی ہوئی کھال پر آگ کی تیزی کم معلوم ہوگی تو فوراً دوسری کھال بدلی جاکر آگ کو تیز کردیا جاویگا۔ اِس تفسیر سے اِن آیتوں اور سورۃ الزخرف کے مضمون کی آیتوں میں مطابقت اچھی طرح ہوجاتی ہے۔ یہ کھال کے بدلے جانے کا ذکر سورۃ النساء میں تفصیل سے گزر چکا ہے اور صحیح بخاری و مسلم کی ابو سعید خدری کی روایت کے حوالے سے یہ بھی گزر چکا ہے کہ کھالیں اون لوگوں کی بدلی جاوینگی جو حشر کے منکر ہونے کے سبب سے ہمیشہ دوزخ میں رہنے والے ہیں اور جو لوگ دوزخ سے نکل کر جنت میں داخل ہونے والے ہیں اُنکی کھال نہیں بدلی جاویگی بلکہ وہ ایک دفعہ کے جلنے میں مرکر کوئلے ہوجاوینگے پھر اون کوئلوں کو دوبارہ زندہ کیا جاکر جنت میں داخل کیا جاویگا

منزل ۴

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ

یہ انکی سزا ہے اسواسطے کہ منکر ہوئے ہماری آیتوں سے اور بولے کیا جب ہم ہوگئے ہڈیاں اور چورا کیا ہکو اُٹھانا ہے

خَلْقًا جَدِيْدًا ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى

نئی بناکر کیا نہیں دیکھ چکے کہ جس اللہ نے بنائے آسمان اور زمین سکتا ہے ایسونکو بنانا

اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ۝

اور ٹھہرایا ہے اُنکا ایک وعدہ بے شبہ سو نہیں رہتے بے انصاف بن ناشکری کئے

اوپر نا فرمان لوگونکے عذاب کا ذکر فرماکر ان آیتونمین فرمایا کہ یہ عذاب اُن لوگون پر کچھ ظلم کے طور پر نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ظلم اپنی ذات پر حرام ٹھہرایا ہی صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذر کی روایت کی حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین یہ ذکر ہے کہ ظلم اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے اسلئے فرمایا کہ یہ عذاب اِن لوگون کی بداعمالی کی سزا کے طور پر ہوگا کیونکہ یہ اللہ کے کلام کو حشر کو جھٹلاتے تھے - پھر فرمایا کیا ان لوگون نے یہ نہیں دیکھا کہ انکی عقل سے باہر اُس پاک ذات نے بغیر ستون کے آسمان کس طرح بنائے اور پانی پر زمین کیونکر بچھائی پھر آدم علیہ السلام کے پتلے کی طرح مٹی سے انکے دوبارہ پتلے بنانا اور انمین روح کا پھونکنا اُسکی قدرت کے آگے کیا مشکل ہے رہی یہ بات کہ آخر یہ کب ہوگا اسکے واسطے اللہ کے کارخانہ میں ایک وقت مقرر ہے اُس وقت کو بغیر کسی سند کے جو یہ لوگ جھٹلاتے ہیں اسکا خمیازہ انکو بھگتنا پڑے گا - مسند امام احمد کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کی صحیح حدیث کئی جگہ گزر چکی ہی کہ منکر نکیر کے سوال اور مردہ کے جواب کے بعد نیک شخص کو جنت کا اور بدشخص کو دوزخ کا ٹھکانہ دکھا کر فرشتے یہ جتلا دیتے ہیں کہ اس ٹھکانے میں رہنے کے لئے تمکو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیا جاویگا - ابوداؤد اور مسند امام احمد کے حوالہ سے براء بن عازبؓ کی صحیح حدیث بھی گزر چکی ہے کہ نیک لوگ اپنا جنت کا ٹھکانہ دیکھ کر قیامت کی جلدی سے قائم ہونے کی اور بدلوگ اپنے دوزخ کے ٹھکانہ سے ڈر کر قیامت کے قائم نہ ہونے کی آرزو کرین گے ان حدیثون کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اب تو یہ لوگ مسخراپن سے قیامت کے آنے کی جلدی کرتے ہیں مگر مرنے کے ساتھ ہی جب انکا قیامت کا انجام انکو دکھا دیا جاویگا تو پھر اُس سے ڈر کر بجائے قیامت کی جلدی کے انہیں قیامت کے قائم نہ ہونے کی آرزو کرنی پڑے گی - منزل ۴

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْۤ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا

کہہ اگر تمھارے ہاتھ میں ہوتے میرے رب کی مہر کے خزانے تو مقرر موندر رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جاوین اور ہی انسان ہے نانگ

اوپر کی آیتون میں اللہ تعالیٰ نے قریش کی اون باتون کا ذکر فرمایا تھا جن باتون کا ضد سے معجزہ کے طور پر وہ ظاہر ہونا چاہتے تھے اون باتون میں قریش نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر صفا پہاڑ سونے کا ہو جاویگا تو ہم مسلمان ہو کر اُس سونے کو ہر طرح سے اللہ کی راہ میں خرچ کرین گے یہ اسکا جواب اللہ نے دیا ہے کہ ایک صفا پہاڑ تو کیا دنیا مین جتنی سونے چاندی کی کانین اللہ تعالیٰ کے خزانہ کی موجود ہین اون سب کے یہ مالک بنجاوین جب بھی خرچ کرنے میں دل تنگی کرین گے کیونکہ ہر انسان کی جبلی عادت میں یہ بات داخل ہی کہ وہ مال کے خرچ کرنے میں تنگ دلی کرتا ہے یہان بعضے مفسرون نے یہ اعتراض کیا ہے کہ بعضے آدمی ذاتی سخی ہوتے ہیں پھر سب آدمیون کو جو آیت میں دل تنگ فرمایا گیا ہے اس کا کیا مطلب ہے جواب اس اعتراض کا یہ ہی کہ ادنیا دار دنیا کی نمود کے لئے اور دین دار دین کے اجر کے لئے سخاوت کرتے ہیں یہ اوپری سبب ہیں جنکے تصور سے آدمی میں سخاوت آجاتی ہے ورنہ ہر دل مین مال کی محبت ہے جسنے دل کو پیدا کیا ہی اُس سے بڑھ کر دل کا حال کون جان سکتا ہے اسی واسطے صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہؓ بن عباس کی جو روایت ہے اس میں آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کا پیٹ مال سے اسوقت تک نہیں بھرتا جبتک قبر کی مٹی اسکے پیٹ میں نہ بھر جاوے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِذْ جَاۗءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ

اور بیشک دیں موسیٰ کو نو نشانیان صاف پھر پوچھ بنی اسرائیل سے جب آیا وہ انکے پاس تو کہا اسکو فرعون نے

اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ۝

میری اٹکل ہیں موسیٰ تجھپر جادو ہوا

مسند امام احمد حنبل ترمذی نسائی ابن ماجہ اور تفسیر ابن جریر میں اس آیۃ کی شان نزول صفوان بن عسال کی روایت سے یوں بیان کی گئی ہے کہ دو یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان نو معجزوں کی تفصیل پوچھی جنکا ذکر اس آیۃ میں ہے تو آپ نے فرمایا شرک نہ کرنا چوری نہ کرنا بدکاری نہ کرنا قتل بیجا نہ کرنا جادو نہ کرنا سود نہ کھانا بادشاہ وقت سے چغلی نہ کھانا پارسا عورتوں پر بدکاری کا بہتان نہ لگانا دین کی لڑائی سے نہ بھاگنا یہ جواب سنکر ان یہودیوں نے آنحضرت کے ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دیا اور کہا بلاشک آپ نبی ہیں آپ نے فرمایا جب تم مجھکو سچا نبی جانتے ہو تو پھر مجھ پر ایمان کیوں نہیں لاتے انھوں نے کہا ہم اپنی قوم کے لوگوں سے ڈرتے ہیں کہ وہ ہمکو مار ڈالیں گے اگرچہ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے لیکن عماد الدین حافظ ابن کثیر نے اس تفسیر پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہہ شان نزول عبارت قرآن کے مخالف ہے کیونکہ قرآن کی آیۃ سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ نو معجزے جنکا ذکر آیۃ میں ہے فرعون کے غرق ہونے سے پہلے فرعون کے جیتے جی حضرت موسے کو ملے اور وہ معجزے حضرت موسے نے فرعون پر ظاہر کئے اور فرعون نے وہ معجزے دیکھ کر حضرت موسے کو جادو میں آلودہ بتلایا اور حضرت موسے نے فرعون سے کہا کہ نہیں جادو میں آلودہ ہوں اور نہ یہ نو باتیں جادو ہیں بلکہ تیرا دل ہی جانتا ہے کہ جادو ایسا نہیں ہوتا خدا کی طرف سے یہ معجزے ہیں پھر اوپر کی حدیث میں جن باتوں کا ذکر ہے وہ باتیں آیۃ کی تفسیر نہیں ٹھہرائی جاسکتی ہے کس واسطے کہ جن باتوں کا ذکر حدیث میں ہے نو باتیں وہ اور ایک ہفتہ کے دن کی تعظیم کا حکم یہ دس حکم تو وہ ہیں جو توراۃ کے شروع میں لکھے جانے اور یہ ظاہر بات ہے کہ توریت تو فرعون کی ہلاکت کے ایک عرصہ کے بعد نازل ہوئی ہے غرض اصل بات یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں ایک شخص عبداللہ بن سلمہ کے حافظہ میں فتور ہے اس سبب سے بجائے دس احکام کے نو معجزوں کا ذکر حدیث میں عبداللہ بن سلمہ کی غلطی سے ہو گیا ہے آیۃ میں جن نو معجزوں کا ذکر ہے وہ وہی نو باتیں ہیں جنکا ذکر خود اللہ تعالے نے سورۃ الاعراف اور سورہ طہٰ میں کیا ہے کہ وہ نو باتیں عصا ید بیضا خون اور ٹڈیوں اور مینڈکوں اور پانی کا خون ہو جانے کا عذاب اور طوفان اور قحط اور باغات کے پھل کے خراب ہو جانے کا خزانوں کے پتھر ہو جانے کا عذاب یہ سب باتیں ہیں چنانچہ تفسیر عبدالرزاق تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس سے چند روایتیں آیۃ کی تفسیر کی جو ہیں ان میں نو نشانیاں انہی باتوں کو ٹھہرایا گیا ہے جن کا ذکر سورہ اعراف اور سورہ

منزل ۴

سورہ طہٰ میں ہے اذ جاءہم اس کا مطابق ہے کہ جب موسے علیہ السلام فرعون اور اسکی قوم کی ہدایت کے لئے رسول بنکر آئے اوسوقت موسے علیہ السلام کو یہ نو نشانیان معجزے کے طور پر دی گئی تھین۔

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ

بولا تو جان چکا ہے کہ یہ چیزین کسی نے نہین اتارین مگر آسمان اور زمین کے صاحب نے سوجھنے کو اور میری اکل مین

يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ۝ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا

فرعون تو کپا جاتا ہے پھر چاہا کہ انکو جین نہ دے اس زمین مین پھر ڈبا دیا ہمنے اسکو اور اسکے ساتھ والونکو سب

وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا

اور ہمنے کہا اسکے پیچھے بنی اسرائیل کو بستو تم زمین مین پھر جب آویگا وعدہ آخرت کا لے آوینگے ہم تمکو سمیت کر

اللہ تعالی نے اوپر کی آیتہ مین یہ ذکر فرمایا تھا کہ ہمنے موسے علیہ السلام کو نو نشانیان دیکر فرعون کے پاس رسول بناکر بھیجا تھا مگر فرعون نے حضرت موسے کو جادوگر تصور کیا حضرت موسے نے فرمایا کہ اے فرعون کیا تو نہیں جانتا کہ یہ نشانیان اسنے اوتاری ہین جو آسمان اور زمین سارے جہان کا پیدا کرنے والا ہے اور یہ نشانیان اس بات کو ثابت کرتی ہین کہ مین اللہ تعالی کا سچا رسول ہون اور ان نشانیون سے اللہ کی ہستی اور اسکی قدرت کا پورا پورا پتا چلتا ہے تو جو اسکا انکار کرتا ہے اور اسے نہیں مانتا مجھے جادوگر خیال کرتا ہے ان باتون سے ضرور ہلاک ہو جاوے گا منزل ۴
فرعون نے اس بات کو سنکر یہ ارادہ کیا کہ موسے علیہ السلام کو اور انکے ساتھ بنی اسرائیل کو جلاوطن کرکے ملک مصر سے کہین دور نکال دیوے مگر اللہ عالم الغیب ہے اوس نے فرعون کو مع اسکے لشکر کے قلزم میں غرق کرکے ہلاک کردیا پھر یہ فرمایا کہ اللہ تعالی نے بنی اسرئیل کو یہ حکم دیدیا کہ فرعون تمہین ملک مصر سے نکالنا چاہتا تھا تو اب تو وہ ہلاک ہوگیا تم اسکی جگہ سلطنت کرو اور مشرق سے مغرب تک جہان چاہو بسو رہو کوئی تمہارا روک ٹوک کرنے والا نہیں ہے ہان جسوقت قرب قیامت ہوگا اور وعدہ کا دن آجائے گا اسوقت تمہین اور تمہارے دشمنون سب کو جزا اور سزا کے لئے دوبارہ زندہ کیا جاکر ایک جگہ اکٹھا کیا جاویگا یہ قصہ بیان فرماکر آیتہ مین اللہ پاک نے آنحضرت کو اس بات کی بشارت دی ہے کہ جس طرح فرعون چاہتا تھا کہ موسے علیہ السلام اور تمام بنی اسرائیل کو ملک مصر سے نکال دیوے مگر اسکا کچھ بس نہ چلا خدا کے سامنے مجبور ہوگیا اور اسکے ہلاک ہونے کے بعد بنی اسرائیل اسکے ملک اور مال پر قابض ہوگئے اسی طرح مشرکین چاہتے ہین کہ آپکو اور آپکے اصحاب کو سرزمین مکہ سے علیحدہ کردین مگر آخر کار مکہ پر تمہارا اور تمہارے اصحاب کا قبضہ ہوگا اور یہ مکہ کے مشرک لوگ مغلوب ہوجاوین گے فرعون اور اسکے لشکر کے غرق ہونے کا قصہ قرآن مین کئی جگہ ہے۔ یہ تو سورہ بقر مین گزر چکا ہے کہ اسرائیل یعقوب علیہ السلام کو اور بنی اسرائیل انکی اولاد کو کہتے ہین حضرت یوسف علیہ السلام کی مصر کی سکونت کے سبب سے بنی اسرائیل ملک شام سے مصر مین گئے اور یوسف علیہ السلام کی

وفات کے بعد بنی اسرائیل مصر مین ذلیل حالت سے رہتے تھے اسلئے موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ مصر سے بنی اسرائیل کو ساتھ لیجا کر انکے قدیمی وطن ملک شام مین انہین آباد کردے وہی واسطے موسیٰ علیہ السلام فرعون سے کہتے تھے کہ بنی اسرائیل کو میرے ساتھ کردے اگرچہ فرعون نے بنی اسرائیل کو مصر سے نکالدینا چاہتا تھا لیکن ضد کے مارے جب فرعون نے بنی اسرائیل کو موسے علیہ السلام کے ساتھ کردینے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے موسے علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ ایک رات بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر مصر سے چلے جاوین موسے علیہ السلام نے اس حکم کی تعمیل کی فرعون نے بنی اسرائیل کے مصر سے چلے جانے کی خبر سنکر انکا پیچھا کیا اور دریائے قلزم پر انکو جا پکڑا اللہ تعالیٰ کے حکم سے موسے علیہ السلام نے دریا کے پانی پر اپنا عصا مارا جس سے دریا مین راستہ ہوگیا موسیٰ علیہ السلام تو بنی اسرائیل کو لیکر اس راستے سے دریا پار ہوگئے مگر فرعون نے جب اس راستے سے دریا پار ہونے کا قصد کیا تو وہ مع اپنے لشکر کے ڈوب کر ہلاک ہوگیا - اس قصہ کو مختصر طور پر فاغرقناہ ومن معہ جمیعا کے لفظون سے بیان فرمایا ہے - صحیح بخاری مین عبداللہ بن مسعود سے اور صحیح مسلم مین ابو ہریرہ سے جو روایتین ہین انکا حاصل یہ ہے کہ کعبہ کے گرد جو بت رکھے تھے فتح مکہ کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اپنے ہاتھ کی لکڑی سے مار مار کر زمین پر گرادیا حضرت موسے علیہ السلام اور فرعون کے قصہ مین اللہ تعالیٰ نے جو بشارت اپنے رسول کو دی تھی اسکا ظہور ان حدیثون سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق مشرکین مکہ کو ایسا مغلوب کردیا کہ وہ اپنے جھوٹے معبودون کو ذلت سے نہ بچا سکے

منزل ۴

وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۗ وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا ۝ وَقُرْءٰنًا فَرَقْنٰهُ

اور سچ کے ساتھ اتارا ہے یہ قرآن اور سچ کے ساتھ اترا اور تجکو بھیجا ہے سو خوشی اور ڈر سناتا اور پڑھنے کا وظیفہ کیا ہے

لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيلًا ۝

اسکو بانٹ کر کہ پڑھے تو اسکو لوگون پر ٹھہر ٹھہر کر اور اسکو ہے اتارتے اتارا

یہان حق کا مطلب یہ ہے کہ یہ قرآن بالکل محفوظ ہے خدا کے پاس سے آنے مین کوئی کمی بیشی اس مین نہین ہوئی جبرئیل امین خداوند جل جلالہ کے پاس سے جون کا تون لائے پھر فرمایا کہ جو لوگ ایمان دار ہین اور تمھارے تابع اور مطیع ہین تم انکو خوشخبری سنانے والے ہو کہ انہین انکے نیک اعمال کا بدلہ آخرت مین اچھا ملے گا اور جنت انکے ہی واسطے تیار ہوئی ہے اور جو لوگ تمھاری نافرمانی کرتے ہین اور تمہین جھٹلاتے ہین آپ انکے واسطے خوف سنانے والے ہین کہ جہنم انکا ٹھکانہ ہے اور انجام اچھا نہین ہوگا دوزخ انکے واسطے مقرر ہے - پھر اللہ پاک نے یہ بات بیان فرمائی کہ ہم نے قرآن کو ایک بار کی نہین اتارا بلکہ تھوڑا تھوڑا کرکے جب جس بات کی ضرورت ہوئی ویسی ہی آیتین نازل کین تاکہ تمہین لوگون کو سنانا آسان ہو اور پہلے اس قرآن کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اتارا پھر حسب ضرورت ۲۳ سال مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا نسائی مستدرک حاکم وغیرہ کی صحیح روایتہ مین حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ قرآن

شب قدر کو رمضان کے مہینے میں پہلے پورا ایک ہی دفعہ میں آسمان دنیا پر اتارا گیا پھر جب مشرک کوئی نئی بات کرتے تھے تو اللہ پاک انکا جواب دیتا رہا غرض کہ ۲۳ برس کی مدت میں تھوڑا تھوڑا ہو کر سارا نازل ہوا مگر کا یہی مطلب ہے کہ مدت دراز میں قرآن نازل ہوا چالیس برس کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ہوئی مقام مکہ کے تیرہ برس میں سے پہلے تین برس میں بہت کم آیتیں قرآن کی نازل ہوئیں اور کچھ دنوں وحی بند بھی رہی پھر دس برس تک مواتر وحی نازل ہوتی رہی حاصل کلام یہ ہے کہ جن روایتوں میں یہ ذکر ہے کہ دس برس تک قرآن مکہ میں نازل ہوا اور دس برس تک مدینہ میں اُن روایتوں میں متواتر وحی کا زمانہ لیا گیا ہے اور جن روایتوں میں ۲۳ برس تک قرآن کے نازل ہونیکا ذکر ہے اُن میں قیام مکہ کے وہ تین برس بھی لئے گئے ہیں جنکا ذکر اوپر گزرا۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے جو روایت ہے اُس میں یہ بات نوصاف ہے کہ ۶۳ برس کی عمر میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اسلئے یہی بات صحیح ہے کہ چالیس برس کی عمر میں آپ نبی ہوئے اور ۲۳ برس تک آپ پر قرآن نازل ہوا کیونکہ بیس برس تک قرآن کے نازل ہونے کی مدت لیجاوے تو آپکی عمر ساٹھ برس کی قرار پاتی ہے جو حضرت عائشہؓ کی صحیح روایت کے برخلاف ہے۔

سورۃ اسجن میں آویگا کہ قرآن شریف کے نازل ہونے کے زمانے میں آسمان و زمین پر وحی کی حفاظت کا بڑا انتظام تھا آسمان پر جگہ جگہ فرشتے تعینات تھے جو چوری سے وحی کی خبر سننے والے جنات پر چاروں طرف سے انگارے برساتے تھے اور آسمان سے زمین پر جب وحی آتی تھی تو اُسکے اردگرد فرشتے اِس بات کی چوکسی کرتے تھے کہ اُس میں کوئی شیطانی دخل نہ ہونے پاوے سورۃ اسجن کی آیتوں سے وتر لناہ تنزیلا کا یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قرآن خود نہیں بنایا بلکہ ایک خاص انتظام کے ساتھ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے جو ہر طرح کی کمی بیشی سے بالکل دور ہے۔

منزل ۴

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝

کہ تم اسکو مانو یا نہ مانو جنکو علم ملا ہے اُسکے آگے جب اُنکے پاس اِسکو پڑھے گرتے ہیں تھوڑی پر سجدے میں

وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝

اور کہتے ہیں پاک ہے ہمارا رب بیشک ہمارے رب کا وعدہ البتہ ہونا ہے اور گرتے ہیں تھوڑیوں پر روتے ہوئے اور زیادہ ہوتی ہے اُنکو عاجزی

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا کہ تم ان کافروں سے جو تم سے طرح طرح کی فرمائش اور معجزے مانگتے ہیں کہہ دو کہ تم قرآن شریف پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ پہلی کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے اس لئے اس کو وہ لوگ مانتے ہیں جو توریت والانجیل سے واقف ہیں جیسے ورقہ بن نوفل اور عبید اللہ بن سلام وغیرہ پاک اللہ کے رسول کو سچا جانتے ہیں اور جب ان لوگوں کے روبرو قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں پاک ہے پروردگار ہمارا بیشک اُسکا وعدہ سچا ہے وہ سجدہ میں روتے ہیں اور عاجزی اُنکی زیادہ ہوتی ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ

پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تسلی دیتا ہے کہ اگر یہ مشرکین مکہ قرآن پر ایمان نہیں لاتے تو پڑے نہ لاؤ تم پروا نکرو یہ ہیں کس گنتی
مین اہل علم تو ہمکو مانتے ہیں اور جب وہ اِس قرآن کو سنتے ہیں تو روتے ہیں اور عاجزی کرتے ہین - یہ بھی اِس آیت سے معلوم
ہوا کہ قرآن کی تلاوت کے وقت رونا مستحب ہے صحیح بخاری و مسلم مین ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہ جو شخص تنہائی مین اللہ تعالیٰ
کے خوف سے رووے گا حشر کے میدان میں اللہ تعالیٰ اُسکو سورج کی گرمی سے بچانے کے لئے سایہ میں جگہ دیوے گا -
صحیح سند سے ترمذی نسائی مستدرک حاکم مین حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہ جو اللہ کے ڈر سے رویا وہ دوزخ میں
نہ جاویگا یہان تک کہ دودھ تھنوں میں پھر کر نہ جاوے معتبر سند سے ترمذی مین حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے
روایت ہی - کہ دو آنکھون کو دوزخ کی آگ نہ چھوویگی ایک وہ آنکھ جس نے خدا کے راستے مین تمام رات پہرہ دیا سورہ المائدہ
مین توراۃ کے حصے استثنا کے باب ۳۳ اور انجیل یوحنا کے باب ۱۴ کے حوالہ سے نبی آخرالزمان کے پیدا ہونے اور نبی ہونے
کی اُن بشارتون کا ذکر گزر چکا ہے - جو توراۃ انجیل مین ہین اِن آیتون مین اُن ہی اہل کتاب کا ذکر ہے جو اِن بشارتون کے
پورے پابند تھے اور قرآن شریف کے نازل ہونے سے پہلے اپنی کتابون مین نبی آخرالزمان اور قرآن کا حال پڑھ کر اُن کا
دل نرم ہوتا اور آنکھون رونا آتا تھا مثلاً جیسے نجاشی اور اُسکے ساتھیون کے رونے کا ذکر سورہ المائدہ میں گزرا یا مثلاً
جیسے ورقہ بن نوفل جس کا قصہ صحیح بخاری و مسلم مین حضرت عائشہؓ کی روایت سے ہی جسکا حاصل یہ ہے کہ یہ شخص بت
پرستی چھوڑ کر نصرانی ہوگیا تھا جب ابتدا وحی کے زمانہ مین حضرت خدیجہ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملاقات منزل ۴
اِس شخص سے کرائی تو اِس نے آنحضرت کا حال سنتے ہی آپ کی نبوت اور وحی کو مان لیا اور متواتر قرآن کے نازل
ہونے اور قریش کی مخالفت اور ہجرت کا زمانہ آنے تک اپنی زندگی کی تمنا کی لیکن اِس قصے کے تھوڑے دنون بعد
اِس شخص کا انتقال ہوگیا - یا وہ جنہون نے اپنی کتابون مین تو قرآن کا حال پڑھا تھا مگر پھر قرآن کے نازل ہونے
کا پورا زمانہ بھی پایا مثلاً جیسے عبداللہ بن سلام کہ انھون نے قرآن کو خود بھی کلام الٰہی جانکر اسلام قبول کیا اور اپنے
قبیلہ کے یہودی قیقاع کو بھی قرآن کے کلام الٰہی ہونے کے اقرار کی نصیحت کی چنانچہ صحیح بخاری کی انسؓ بن مالک
کی روایت مین اِس کا ذکر تفصیل سے ہے - ایسے لوگون کو دو شریعتون پر عمل کرنے کے سبب سے قیامت کے دن
دوہرا اجر ملیگا چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کی ابو موسیٰ اشعری کی حدیث میں اِس کا ذکر تفصیل سے آیا ہے ان کان وعد
ربنا لمفعولا اِس کا مطلب یہ ہے کہ اِن اہل کتاب میں سے جن نیک لوگون نے قرآن کے نازل ہونے کا زمانہ پایا
وہ یہ کہتے ہیں کہ مشرکین مکہ قرآن کی شان مین جو باتین مونہہ سے نکالتے ہیں اللہ اور اُس کا کلام اُنسے دور ہے بلکہ اللہ
نے یہ قرآن اُس وعدہ کے موافق نازل فرمایا جس وعدہ کا ذکر توراۃ و انجیل میں ہے - پہلا سجدہ اِس وعدہ کے پورا ہونے
کے شکر یہ کا ہے اور دوسرا سجدہ جنت اور دوزخ کے حال کی آیتین سنکر جنت کے امید مند اور دوزخ کے خوف سے ہی
اِسی واسطے دوسرے سجدے مین عاجزی زیادہ اور دوزخ کے خوف سے رونا بھی ہے وہ لوگ اِس طرح غش آنے

والے شخص کی طرح بے تاب ہوکر سجدہ مین گرتے تھے کہ اُنکی ٹھوڑیان بھی زمین پر ٹک جاتی تھین سیواسطے سجدہ مین ٹھوڑی کا ذکر فرمایا یہ قرآن شریف میں تلاوت کا چوتھا سجدہ ہے اور اس سجدہ کی بابت سلف مین کچھ اس طرح کا اختلاف نہیں ہے جس طرح کا اختلاف سورہ الحج کے دو سجدون میں آویگا۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ

کہہ اللہ کو پکارو یا رحمن کو جو کہکر پکارو گے سو اُسی کے ہین سب نام خاصے

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہین کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا اللہ یا رحمٰن کہکر دعا مانگا کرتے تھے یہ سنکر مشرکین مکہ کہنے لگے کہ ہمکو تو محمد اکیلے اللہ کی عبادت کرنے اور اُسی سے دعا مانگنے کو کہتے ہین اور خود دو معبودون کا نام لیکر دعا مانگتے ہیں اوس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی اور فرمایا کہ شریعت الٰہی مین اللہ تعالیٰ کے جو نام آچکے ہین دعا کے وقت لے جا سکتے ہین ہان ان مشرکون نے لفظ اللہ سے لات اور لفظ منان سے منات تراش کر بتون کے نام جو رکھے ہیں جن بتون کو یہ اللہ کا شریک جانتے ہیں اوس سے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ان مشرکون کو منع کرتے ہیں صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ایک کم سو نام ہیں جو شخص اُنکو یاد کرے گا وہ جنت مین جاویگا یہ وہی مشہور نام ہیں جو اکثر لوگون کو یاد ہیں اللہ کے نامون کی زیادہ تفسیر سورۃ الاعراف مین گزر چکی ہے۔

منزل ۴

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

اور تو نہ پکار اپنی نماز میں اور نہ چپکے پڑھ اور ڈھونڈھ لے اُسکے بیچ مین راہ اور کہہ سراہیئے اللہ کو

الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۝

جسنے نہین رکھی اولاد اور نہ کوئی اُسکا ساجھی سلطنت میں اور نہ کوئی اُسکا مددگار ذلت کے وقت پر اور بڑائی کر بڑا جانکر

صحیحین مین اس آیۃ کی شان نزول کے باب میں دو قول ہیں ایک قول امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس کا ہی جس کا حاصل یہ ہے کہ غلبہ اسلام سے پہلے جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مین بلند آواز سے نماز مین قرآن شریف پڑھا کرتے تھے تو مشرکین قرآن کو برا بھلا کہا کرتے تھے یہ بات اللہ تعالیٰ کو ناگوار ہوئی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ بات نازل فرمائی اور فرمادیا کہ اوسط درجے کی آواز سے قرآن شریف پڑھا کرو نہ ایسی بلند آواز سے ہو کہ مشرکین سنکر برا بھلا کہوین نہ ایسا آہستہ ہو کہ قرآن کے سننے کے مشتاق صحابہ بھی قرآن کے سننے سے محروم رہ جاوین دوسرا قول حضرت عائشہ کا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دعا اوسط درجہ کی آواز سے مانگنے کے حکم مین یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین ان دونون قولون کا اختلاف یون رفع کردیا ہے۔ کہ دعا سے مراد عبادت ہے۔ جو قرآن کو بھی شامل ہے اور دعا کو بھی شامل ہے۔ بعضے مفسرون نے آیۃ ادعوا ربکم سے اس آیۃ ولا تجہر بصلاتک کو منسوخ

جو ٹھہرایا ہے وہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ صحیح بخاری و مسلم میں ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت چیخ کر دعا مانگنے سے منع فرمایا ہے اس صورت میں آیۃ ولا تجہر قرات اور دعا دونوں کے حکم کو شامل ہو گئی تو اس صحیح حدیث کے موافق بہت چیخ کر دعا مانگنے کی ممانعت آیۃ سے نکلے گی یہی مطلب ادعوا ربکم کا ہے۔ پھر جب دونوں آیتوں میں مخالفت ہی نہیں تو ایک آیت سے دوسری آیۃ کیونکر منسوخ ہو سکتی ہے اسی واسطے سب مفسرین نے بالاتفاق جو پانچ آیتیں منسوخ ٹھہرائی ہیں انمیں یہ آیت نہیں ہے ان پانچ آیتوں کا ذکر تفصیل سے ایک جگہ اس تفسیر میں کر دیا گیا ہے۔ یہود عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے اور مشرکین مکہ اپنے بتوں کی ہر وقت بڑائی کرتے رہتے تھے اسی واسطے آگے فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان لوگوں سے کہدو کہ جس اللہ نے عزیر عیسیٰ اور ان مشرکوں کے بتوں کو سب کو پیدا کیا ہے بڑائی اسی ذات کو سزاوار ہے۔ کہ جس کے نہ کوئی اولاد ہے نہ اسکی بادشاہت میں کوئی اسکا شریک ہے اور وہ ایسا زبردست ہے کہ وہ کسی کی مدد کا محتاج نہیں صحیح مسلم میں سمرہ بن جندب سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الحمد للہ اور اللہ اکبر یہ کلمے اللہ کو بہت پیارے ہیں یہ حدیث آخری آیۃ کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اس آیۃ میں جو لفظ ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو بہت پیارے ہیں۔ کیونکہ الحمد للہ کا لفظ تو خود آیت میں موجود ہے اور اللہ اکبر کے کہنے سے کبرہ تکبیر اکی تعمیل بھی ہو جاتی ہے اور صحیح حدیث کے موافق وہ کلمہ بھی آدمی کے منہ سے نکلتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا ہے۔ سورہ بنی اسرائیل ختم ہوئی

منزل ۴

سورۃ الکہف مکیۃ وھی مائۃ وعشر ایاتہا واثنا عشر رکوعا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول کے موافق یہ سورہ مکی ہے۔ صحیح مسلم ترمذی ابو داؤد نسائی وغیرہ میں ابو درداء سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس سورہ کی اول کی دس آیتیں یاد کرے گا وہ دجال کے فتنہ سے امن میں رہے گا۔ صحیح مسلم میں ابو درداء کی دوسری حدیث ہے جس میں آخر کی دس آیتوں کا بھی ذکر ہے مستدرک حاکم میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ اس سورہ کو جو شخص جمعہ کے دن پڑھے گا دو جمعوں تک اسکے ایمان کی روشنی بڑھ جاویگی حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۜ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا

سراہیے اللہ کو جسنے اوتاری اپنے بندے پر کتاب اور نہ رکھی اس میں کچھ کجی ٹھیک اوتاری تاڈر سنا ایک سخت آفت کا

مِّنْ لَّدُنْهُ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ مَّاكِثِیْنَ فِیْهِ

اسکی طرف سے اور خوشخبری دے یقین لانے والوں کو جو کرتے ہیں نیکیاں کہ انکو اچھا نیگ ہے جس میں رہا کرین

أَبَدًا ۝ وَيُنذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۝ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِآبَائِهِمْ كَبُرَتْ

ہمیشہ اور ڈر سناوے اُنکو جو کہتے ہین اللہ رکھتا ہے اولاد کچھ خبر نہین اُنکو اِس بات کی نہ اُنکے باپ دادونکو کیا بڑی

كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا ۝

بات ہے اُنکے منہ سے سب جھوٹھ ہے جو کہتے ہین

صحیح مسلم کے حوالہ سے سمرہ بن جندب کی حدیث سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر مین گزر چکی ہے جس مین یہ ہے کہ احمد اللہ کا کلمہ اللہ تعالی کو بہت پیارا ہے اِس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن شریف کی بعض سورتون کے اول مین اور بعض کے آخر مین یہ کلمہ اِس لئے فرمایا ہے کہ یہ اللہ کا پیارا کلمہ اُسکے نیک بندونکے مونہہ سے نکلے اور اُنکا عقبے کا بھلا ہوجاوے مشرکین مکہ یہ کہتے تھے کہ یہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنا لیا ہے انزل علی عبدہ الکتاب سے اللہ تعالے نے اُنکو جھٹلایا اور فرمایا کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے جسکو اُسنے اپنے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے جس مین کسی طرح کی کچھ کجی نہین عبارت اُسکی ایسی ہے جسکو منکر لوگ بھی جادو کے اثر کی ایک چیز بتلاتے ہین غیب کی خبرین اُس مین کی ایسی سچی ہین جو پہلی آسمانی کتابون مین ہین پہلی کتابون کی صداقت اُس مین ایسی ہے جو اُسکے کلام الٰہی ہونے کی پوری گواہی دیتی ہے معتبر سند سے مستدرک حاکم مین حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن شریف کی آیتین سنکر جب ولید بن مغیرہ کے دل پر اثر ہوا تو اُس نے کہا اِس کلام مین جادو کا سا اثر معلوم ہوتا ہے یہ ولید بن مغیرہ مشرکین مکہ مین بڑا لسان مشہور تھا زیادہ حال اُسکا سورۃ المدثر مین آویگا - اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا قصہ جس طرح توراۃ مین تھا اُسی طرح قرآن کی آگے کی آیتون مین ہے منکر قرآن لوگ قرآن کی عبارت مین جادو کا اثر جو بتلاتے تھے اُسکا مطلب حضرت عبداللہ بن عباس کی اوپر کی روایت سے اور قرآن مین پہلی آسمانی کتابون کی صداقت جو ہے اِن قصون سے اُسکا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے - صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سب انبیا کی نبوت کی مثال ایک عالیشان خوبصورت مکان کی بیان کرکے یہ فرمایا ہے کہ اِس مکان مین ایک آخری اینٹ کی کسر تھی جو کسر میرے نبی ہونے کے سبب پوری ہوگئی قرآن کو تیجا جو فرمایا اُس کا مطلب اِس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالے نے قرآن شریف ایسا ٹھیک اوتارا جس سے نبوت کا عالیشان محل ٹھیک ہوگیا اب آگے قرآن شریف کے نازل فرمانے کا مقصد بیان فرمایا کہ یہ قرآن نافرمان لوگون کو دوزخ کے سخت عذاب کا ڈر اور فرمانبردار لوگون کو جنت کی خوشخبری سنادینے کے لئے نازل کیا گیا ہے - صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے کئی جگہ روایتین گزر چکی ہیں کہ نیک عمل کا اجر دس گنے سے لیکر سات سو تک اور بعض نیکیون کا اجر اس سے بھی زیادہ ہے وہی حدیثین اجر احسنا کی گویا تفسیر ہین - صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ اور ابوسعید خدری کی روایتین کئی جگہ گزر چکی ہین کہ جنت مین داخل ہونے کے بعد اللہ کے فرشتے جنتیون کو ہمیشہ صحت تندرستی

منزل ۴

سے جنت مین رہنے کی خوشخبری سناوین گے - یہ روایتین ماکثین فیہا ابدًا کی گویا تفسیر ہین - پھر فرمایا جو لوگ اتنی بڑی جھوٹی بات مونہہ سے نکالتے ہین کہ اللہ کو صاحب ولاد ٹھہراتے ہین اُنکے اور اُنکے بڑون کے پاس ان بے ٹھکانے باتون کی کچھ سند نہین ہے اسلئے اُنکو دوزخ کے سخت عذاب کا ڈر سنا دیا جاوے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث کئی جگہ ذکر کی گئی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو دوزخ کے عذاب کا جو حال معلوم ہے اگر وہ میں پورا لوگون کے روبرو بیان کردون تو سوائے رونے کے لوگون سے دنیا کا اور کام نہ ہوسکے - اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے کہ قرآن شریف مین جہان کہین دوزخ کے سخت عذاب کا ذکر آیا ہے اُسکی پوری تفسیر علمائے امت کی طاقت سے باہر ہے کیونکہ دنیا کا انتظام قائم رہنے کے لئے اُس کا پورا حال اللہ کے رسول نے اللہ کے حکم سے امت کے لوگون سے بیان نہین کیا -

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝ اِنَّا جَعَلْنَا

سو کہیں تو گھونٹ ڈالے گا اپنی جان اُنکے پیچھے اگر وہ نہ مانین گے اس بات کو پچتا پچتا کر

مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝

جو کچھ زمین پر ہے اُسکی رونق تا جانچین لوگونکو کون انمین اچھا کرتا ہے کام

منزل ۴

تفسیر ابن جریر اور سیرۃ محمد ابن اسحاق میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے جو شان نزول اس سورۃ کی بیان کی گئی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ قریش نے چند آدمیون کو یہود کے پاس اس غرض سے بھیجا تھا کہ یہود کچھ مشکل باتین قریش کو ایسی تبلادین جنکو قریش آنحضرت سے امتحان کے طور پر پوچھین یہود نے تین باتین تبلا کر یہ کہا کہ اگر ان باتون کا جواب محمد دیدیوین تو جان لینا کہ وہ بلاشک سچے نبی ہین ایک تو روح کا سوال تھا کہ روح کیا چیز ہے اور دوسرا یہ سوال تھا کہ وہ کونسے چند شخص ہین جو دنیا میں جیتے جی غائب ہوگئے ہین تیسرا یہ سوال تھا کہ وہ کون شخص ہے جس نے دنیا بھر کا سفر کیا ہے جب یہود کے سکھلانے سے قریش نے آنحضرت سے یہ باتین پوچھین تو آپ نے وحی کے بھروسہ پر یہ وعدہ کیا کہ کل تک ان باتون کا جواب دیدون گا انشاء اللہ کہنا آپکو اس وعدہ کے وقت یاد نرہا اللہ تعالی کو آپکا بغیر انشاء اللہ کہنے کا وعدہ پسند نہیں آیا اس لئے پندرہ روز تک وحی نازل نہیں ہوئی وحی کے نازل نہ ہونے سے آپکو بڑا رنج ہوا آخر سولھوین دن سورہ بنی اسرائیل مین کی وہ آیۃ جس مین روح کا حال ہے اور یہ سورۃ جس میں اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا حال ہے یہ دونو باتین نازل ہوئین ان باتون کو سنکر بھی جب قریش اپنی سرکشی سے باز نہ آئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا رنج ہوا جس کا ذکر اس آیۃ مین ہے اوس رنج کے دور کرنے کے لئے آخری آیۃ مین فرمایا کہ دنیا کے عیش وآرام کو اللہ تعالی نے اسی امتحان کے لئے پیدا کیا ہے کہ بہت لوگ دنیا کی راحت کو اپنے پیدا ہونے کا مدار قرار دیکر آخرت سے مرتے دم تک بے خبر رہین گے اور کچھ لوگ دنیا کے عیش وآرام کو ناپائدار سمجھ کر عقبی کی بہبودی کے کامون

ہیں لگے رہوین گے پھر اے رسول اللہ کے تمہارے رنج کے کرنے سے اللہ کے انتظام کے برخلاف تمام اہل مکہ کو کیونکر ہدایت ہو سکتی ہے صحیح بخاری و مسلم مین عمرو بن عوف سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین اپنی امت کی تنگدستی سے نہین ڈرتا بلکہ اس سے ڈرتا ہون کہ میری امت کو دنیا کی راحت ملے اور وہ دنیا کی راحت مین پھنس کر پچھلی امتون کی طرح ہلاک نہ ہو۔ آخری آیت مین دنیا کی راحت کو جانچ کی چیز جو فرمایا اس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم مین ابو ہریرہؓ کی جو حدیث ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی ایک دفعہ انشاء اللہ نہ کہنے سے رنج پہونچا تھا چنانچہ ایک روز کسی ذکر مین حضرت سلیمان نے فرمایا کہ آج کی رات مین اپنی نوّے عورتون سے مباشرت کرون گا تو نوّے لڑکے خدا کی راہ مین لڑنے والے پیدا ہونگے حضرت سلیمان انشاء اللہ کہنا بھول گئے اس لئے ایک ہی عورت کو حمل رہا وہ بھی کچا ہی ساقط ہو گیا آنحضرت نے فرمایا اگر سلیمان انشاء اللہ کہتے تو ضرور نوّے لڑکے پیدا ہوتے غرض آیندہ کی بات پر آدمی کو انشاء اللہ تعالےٰ کہنا ضرور ہے تاکہ اللہ کی مدد سے وہ بات پوری ہو جاوے۔

وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝

اور ہمکو کرنا ہے جو کچھ اسپر ہے میدان چھاٹ کر

منزل ۴

اوپر دنیا کی زیب و زینت کا ذکر فرما کر اس آیت مین فرمایا کہ ہم اسکو زینت و رونق کے بعد ایسا تباہ اور برباد کر دین گے کہ ساری زمین ایک چٹیل میدان رہجاوے گی۔ قتادہ کا قول ہے کہ صعید اس زمین کو کہتے ہیں جس مین کسی طرح کی روئیدگی نہ ہو صحیح مسلم مین جابر بن عبداللہ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کے لوگون کے حق مین فرمایا سو برس کے اندر مین سے شاذ و نادر کوئی زندہ رہے گا صحیح بخاری مین ابو ہریرہؓ کی اور صحیح مسلم مین عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایت سے جو حدیثین ہین انکا حاصل یہ ہے کہ بازارون مین کپڑون کے تھان جنگل مین کھیتیان باغ حوض نہرین سب کچھ یون ہی پڑا رہے گا کہ یکایک پہلے صور کی آواز سے سب مخلوقات بالکل فنا ہو جاوینگی صحیح بخاری مین سہل بن سعد اور صحیح سند سے شعب الایمان بیہقی مین عبداللہ بن مسعود کی جو روایتین ہین انکا حاصل یہ ہے کہ جس زمین پر لوگونکا حشر قائم ہوگا اسپر کھیتی باغ پہاڑ مکان دنیا کی زمین کی چیزون مین سے کوئی چیز نہ ہوگی نہ اس زمین پر کسی گنہگار شخص نے کوئی گنہ کیا ہوگا مطلب یہ ہے کہ یہ زمین فنا ہو کر حشر کے لئے دوسری نئی زمین پیدا ہو گی ان حدیثون کو آیت کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ سو برس کے اندر مکہ کے ان لوگون مین سے کوئی شخص باقی نہ رہے گا جو مکہ کے پہاڑون کے دور ہٹ جانے اور انکی جگہ کھیتی کے لئے زمین کے نکل آنے کی اور مکہ مین نہرون کے جاری ہو جانے کی تمنا رکھتے ہیں اور پھر انکی نسل مین سے جو لوگ پہلے صور کے زمانہ مین ہونگے کھیتیان باغ نہرین سب کچھ چھوڑ کر مر جاوین گے اور پھر آخر کو یہ زمین ہی نہ رہیگی جسپر کھیتی کیجاتی تھی باغ لگائے جاتے ہین نہرین جاری کی جاتی ہیں یہ ان لوگون کی بڑی نادانی ہے انکو ہمیشہ سرسبز رہنے والے باغون ہمیشہ جاری رہنے والی نہرون کے قبضہ مین اللہ کی تدبیر بتلائی جاتی ہے اور یہ لوگ اس سے غافل اور چھوڑ جانے کی چیزون کی تمنا مین لگے

ہوئے ہیں۔ ترمذی اور ابن ماجہ کے حوالہ سے شداد بن اوس کی معتبر روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقلمند وہ شخص ہے جو مرنے سے پہلے مرنے کے بعد کے لئے کچھ سامان کر لیوے اور نادان وہ شخص ہے جو اس سامان سے عمر بھر غافل رہے اور مرنے کے بعد بہبودی کی توقع رکھے۔ اہل مکہ میں کے جن لوگوں کی نادانی کا ذکر اوپر گزرا انکی حالت اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے۔

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا ۝ إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا

کیا خیال رکھتا ہے کہ غار اور کہوہ والے ہماری قدرتوں میں اچنبا تھے جب جا بیٹھے وہ جوان اس کہوہ میں پھر بولے

رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا عَلَى آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ

اے رب دے ہمکو اپنے پاس سے مہر اور بنا ہمارے کام کا بناؤ پھر تھپک دیئے ہمنے انکے کان اس کہوہ میں

سِنِينَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَى لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا ۝

کئی برس گنتی کے پھر ہمنے انکو اٹھایا کہ معلوم کریں دو فرقوں میں کسنے یاد رکھی ہے جتنی مدت وہ رہے

ان آیتوں میں اصحاب کہف کے قصہ کی بابت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا کہ کہوہ والونکا قصہ ہماری قدرت کے روبرو عجیب بات نہیں ہے کس لئے کہ آسمان وزمین کی پیدائش رات دن کا بدلنا چاند سورج اور اسکے سوا بڑی بڑی نشانیاں ہماری قدرت کی ہیں جو اصحاب کہف کے قصہ سے بھی عجیب ہے ہیں سیرۃ محمد بن اسحاق تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں ان آیتوں کی تفسیر کے متعلق جس قدر قصہ مجاہد سے ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ کہف کے معنے غار کے ہیں اور جو لوگ غار میں پیسے عیسائی تھے روم کے بت پرست دقیانوس بادشاہ نے ان لوگوں کو عیسائی مذہب چھوڑکر بت پرستی اختیار کرنے کے لئے ایک مہلت دی تھی اس مہلت میں یہ غار میں جا چھپے اور اپنے مذہب کی حفاظت کے لئے انھوں نے اللہ تعالے سے وہ دعا مانگی جسکا ذکر ان آیتوں میں ہے انکی یہ دعا قبول ہوئی اور وہ باوجود تلاشی کے دقیانوس کے سپاہیوں کو نظر نہ آئے اور اللہ کے حکم سے ان اصحاب کہف کو اس غار میں ایسی نیند آئی کہ تین سو برس تک انکی آنکھ نہ کھلی جب یہ اصحاب کہف اسوقت کے لوگوں کو نظر نہ آئے تو ان لوگوں نے اصحاب کہف کے نام اور انکے غائب ہوجانے کی تاریخ یہ سب حال ایک تختی پر کندہ کرا کے اوس غار میں وہ پتھر رکھدیا حضرت عبداللہ بن عباس کے صحیح قول کے موافق اسی پتھر کے کندہ کو رقیم فرمایا کیونکہ جس طرح قتیل مقتول کی جگہ بولا جاتا ہے اسی طرح رقیم مرقوم کی جگہ بولا جاتا ہے انکے غائب ہوجانے کے زمانہ کا تو کوئی شخص اس تین سو برس کے عرصہ میں زندہ نہیں رہا کہ انکے غائب ہوجانے کی صحیح تاریخ اسکو یاد ہوتی اسلئے اصحاب کہف کی قوم کے نئے لوگوں میں دو گروہ ہوگئے ایک گروہ انکے غائب ہوجانے کی مدت کچھ بتلاتا تھا اور دوسرا کچھ بتلاتا تھا اس اختلاف کے رفع ہوجانے کے لئے اللہ کے حکم سے اتنے عرصہ میں انکی آنکھ کھلی باقی کا قصہ آگے کی آیتوں میں آتا ہے لنعلم ای الحزبین الخ اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی کے علم غیب کے موافق دنیا میں اس گروہ کا حال ظاہر ہوجاوے جسنے اس پتھر کے

کندے کے موافق اس قصہ کی صحیح تاریخ یاد رکھی ورنہ اللہ تعالےٰ کے علم غیب سے کوئی چیز باہر نہیں ہے چنانچہ صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے جو کچھ دنیا مین ہو رہا ہے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر وہ سب اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے -

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُمْ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى ۝ وَرَبَطْنَا

ہم سناوین تجکو انکا احوال تحقیق وہ کئی جوان ہین کہ یقین لائے اپنے رب پر اور زیادہ دی ہمنے انکو سوجھ اور گرہ دی انکے

عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُوَ مِنْ دُونِهِ إِلَٰهًا لَقَدْ قُلْنَا

دلپر جب کھڑے ہوئے پھر بولے ہمارا رب ہے رب آسمان وزمین کا نہ پکارینگے ہم اُسکے سوا کسی کو ٹھاکر تو کہی بات

إِذًا شَطَطًا ۝ هَٰؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً ۖ لَوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ ۖ

بات عقل سے دور یہ ہماری قوم ہے پکڑے ہین انھون نے اُسکے سوا اور معبود کیون نہین لاتے انکے واسطے کوئی سند کھلی

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۝ وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأْوُوا إِلَى

پھر اُس سے گنہگار کون جسنے باندہا اللہ پر جھوٹ اور تنے کنارہ پکڑا اُسنے اللہ جنکو وہ پوجتے ہین اللہ کے سوا اب جا بیٹھو

الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ مِرْفَقًا ۝

اُس کھوہ مین پھیلا دے تمپر رب تمہارا کچھ اپنی مہر سے اور بنا دے تمکو تمہارے کام کا آرام

منزل ۴

اوپر مختصر طور پر قصہ کا ذکر فرماکر ان آیتون مین اُسکی تفصیل بیان فرمائی - حاصل مطلب ان آیتونکا یہ ہے کہ اے رسول اللہ کے یہود کے سکھانے سے قریش نے تم سے ان چند جوان شخصون کا قصہ پوچھا ہے جو جیتے جی غائب ہوگئے وہ صحیح قصہ یون ہے کہ ان چند جوانون کی ساری قوم تو بت پرست تھی مگر یہ چند جوان اللہ کی وحدانیت اور عیسائی دین پر قائم تھے پھر فرمایا جبکہ بت پرست بادشاہ دقیانوس نے بت پرستی اختیار کرنے کے لئے ان جوانون کو بلاکر اپنے سامنے کھڑا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُنکی ثابت قدمی بڑہا دی اور اُنکے دلون کو خوب مضبوط کر دیا جس سے اُنھون نے دقیانوس کو یہی جواب دیا کہ ہم سوا اللہ تعالیٰ کے تمہون کے معبود ہونے کا خلاف عقل اقرار ہرگز زبان پر نہین لا سکتے کیونکہ یہ بات تو ہر ایک کی سمجھ مین آتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کیلئے اور انسان کی سب ضرورت کی چیزون کو پیدا کیا تو اُسکے شکریہ مین انسان پر اکیلے اللہ کی تعظیم واجب ہے ہماری قوم کے لوگ اللہ کی تعظیم مین اوروں کو جو شریک کرتے ہین اُنکے پاس اُسکی کوئی ایسی سند نہیں جو ہر ایک کی سمجھ مین آوے پھر بے سند بات کو دین ٹھہرانا اللہ پر یہ جھوٹ باندھنا ہے کہ یہ بے سند دین اللہ تعالےٰ کا ٹھہرایا ہوا ہے دنیا کے حاکمون پر کوئی جھوٹ باندھے تو وہ اُسکو مجرم قرار دیتے ہین اسلئے ایسے شخص سے بڑھکر کوئی مجرم دنیا مین نہیں ہو سکتا جو سب سے بڑے حاکم پر جھوٹ باندھے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اب اپنے پیدا کرنے والے

کی تعظیم مین جو شخص دوسرون کو شریک کرکے اللہ تعالیٰ کی تعظیم مین فرق ڈالے اُس سے بڑھکر دنیا مین کوئی گنہ گار نہین اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ بے سند شرک میں پھنسنا اس سے بڑھکر دنیا میں کوئی گناہ نہین - مجاہد کے قول کے موافق اس قصہ میں یہ بھی ہے کہ ان جوانون کی یہانتک کی باتین سنکر دقیانوس نے ان جوانون سے یہ کہا کہ تمہاری جوانی پر مجھکو ترس آتا ہے اسواسطے میں تمہارے قتل کرنے میں جلدی نہین کرتا لیکن تم کو مہلت دیتا ہون اگر اس مہلت کے بعد تم نے قوم کا مذہب اختیار نہیں کیا تو تم کو ضرور قتل کردیا جاویگا یہ کہکر دقیانوس نے ان جوانون کو اپنے دربار سے نکلوا دیا اس مہلت کے زمانہ میں ان جوانون نے اپنے دین پر قائم رہنے اور غار مین چھپ جانے کا مشورہ کیا اور اس ارادہ کے پورا ہوجانے مین اللہ کی رحمت پر بھروسہ کیا اسی کا ذکر آخری آیت میں ہے - غار مین چھپ جانے کے بعد جو انھون نے اللہ تعالیٰ سے وہ دعا کی جس کا ذکر اوپر کی آیتون مین ہے وہ یہی لفظ تھے جنکا ذکر انھون نے اپنے اس مشورہ مین کیا تھا - صحیح بخاری و مسلم مین ابو سعید خدری سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگون کی تعریف کی ہے جو بستی کے رہنے مین دین کا خلل دیکھکر پہاڑ پر یا جنگل مین جا رہیں - اس حدیث کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ دین کے خلل کے وقت ایماندار آدمی کو یہی کرنا چاہیئے - اس قصہ کی روایتہ مین یہ بھی ہے کہ مہلت کے بعد جب یہ جوان دقیانوس کے دربار مین حاضر نہیں ہوئے تو دقیانوس انکے رشتہ دار لوگون پر بہت خفا ہوا اور ان جوانون کے حاضر کرنے کا حکم دیا جوانون کے رشتہ دارون نے جواب دیا کہ گھرون سے تو وہ جوان چلے گئے مگر سنتے ہیں کہ بستی کے پاس جو پہاڑ ہے اُسکے غار مین چھپ گئے ہیں یہ سن کر دقیانوس نے غار کے مونہہ پر ایک دیوار چنوا دی تاکہ وہ جوان بھوکے پیاسے اوس غار کے اندر مر جاوین مگر تقدیر الٰہی کے آگے کسی کی کوئی تدبیر نہین چلتی اللہ تعالےٰ نے اوس دیوار کو اون جوانون کی حفاظت کا ایک ذریعہ ٹھہرا دیا تاکہ باہر سے کوئی اس غار مین جاکر اون جوانون کی نیند مین خلل نڈالے معتبر سند سے ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ مین ابو سعید خدری سے اور صحیح سند سے طارق بن شہاب سے جو روایتین ہیں انمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ظالم بادشاہ کے روبرو حق بات مونہہ سے نکالنے مین کچھ خوف نکرے گا اُسکو قیامت کے دن بڑا اجر ملے گا - ان حدیثون کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ ان جوانون نے دقیانوس کے روبرو حق بات جو مونہہ سے نکالی وہ بڑے اجر کا کام ہے -

منزل ۴

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَت تَّزَاوَرُ عَن كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَت تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ
اور تو دیکھے دھوپ جب نکلتی ہے بچ کے جاتی ہے اُنکے کھومے داہنے کو اور جب ڈوبتی ہے کترا جاتی ہے انسے بائین کو
فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝
میدان مین ہیں اُسکے یہ ہے قدرتون سے اللہ کے جسکو راہ دے اللہ وہی آوے راہ پر اور جسکو بچلا دے پھر تو نہ پاوے اُسکا کوئی رفیق

اس قصہ مین اللہ کی قدرت کی جس طرح اور نشانیان ہیں یہ بھی ایک نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان جوانون کے جسمون کو

دھوپ مینہ اور برف کے صدمہ سے بچا دیتا ہے مینہ اور برف ہر روز کے صدمہ کی چیزین نہین ہین موسمی چیزین ہین اسواسطے فقط دھوپ کا ذکر فرمایا کہ یہ بارہ مہینے کے صدمہ کی چیز ہے بعضے علمانے غار کے دیوارون کی بلندی کو دھوپ کے غار مین نہ آنے کا سبب قرار دیا ہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ دیوارون کی بلندی مینہ اور برف کو نہین روک سکتی اسواسطے یہی قول صحیح ہے کہ جبر صاحب قدرت نے اوس غار سے مینہ اور برف کو روکا اوس نے دھوپ کو غار کے دائین بائین کرکے غار کو دھوپ سے بچایا علاوہ اسکے اون جوانون کا سونا غار کے میدان مین بیان کرکے دھوپ کے دائین بائین کرنا بھی اللہ تعالی کی قدرت کے یاد دلانے کا ذکر جو آیتہ مین ہے اس سے بھی اس قول کا صحیح ہونا معلوم ہوتا ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالے نے لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے کہ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد کون شخص جنت مین جانے کے قابل کام کریگا اور کون شخص دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل اور جو لوگ جس انجام کے قابل پیدا ہوئے ہین اونکو ویسے ہی کام اچھے اور آسان معلوم ہوتے ہین اس حدیث کو آیتہ کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اس آیتہ اور اور آیتون مین قدرت کی نشانیون کا جو ذکر ہے اون قدرت کی نشانیون سے وہی لوگ راہ راست پر آتے ہین جو اللہ تعالی کے علم غیب مین جنت کے قابل ٹھہر چکے ہین اور جو لوگ دوزخ کے قابل ٹھہر چکے ہین انکو گمراہی کے کام اچھے اور آسان معلوم ہوتے ہین اسلئے کوئی قدرت کی نشانی انکو راہ پر نہین لاسکتی اور اللہ تعالی کی طرف سے بھی ایسے لوگون کو راہ راست پر آنے کی توفیق نہین دیجاتی کیونکہ دنیا نیک وبد کے امتحان کے لئے پیدا کی گئی ہے کسی کو مجبور کرکے راہ راست لانے کے لئے نہین پیدا کی گئی کس لئے کہ مجبوری کی حالت مین وہ امتحان اور آزمایش کا موقع باقی نہین رہتا۔ منزل

وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ

اور تو جانے وہ جاگتے ہین اور وہ سوتے ہین اور کروٹ دلاتے ہین ہم انکو داہنے اور بانوے اور کتا انکا پسارے ہاتھ اپنے

بِالْوَصِيدِ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝

چوکھٹ پر اگر تو جھانک دیکھے انکو پیٹھ دیکر بھاگے انسے اور بھر جاوے تجھ مین انکی دہشت

یہ اور ایک قدرت کی نشانی بیان فرمائی کہ اے رسول اللہ کے اگر تم غار مین جاکر اون جوانون کو دیکھو تو یہ جانو کہ وہ جاگتے ہین کیونکہ اللہ کی قدرت سے وہ اس طرح آنکھین کھولے ہوئے سوتے ہین کہ دیکھنے والا شخص انکو جاگتے ہوئے آدمی خیال کریگا لیکن حقیقت مین وہ سوتے ہین اور اللہ تعالی انکی دائین بائین طرف کی کروٹین بدلواتا رہتا ہے پھر فرمایا اسکے ساتھ ایک کتا جو پلا گیا تھا وہ بھی غار کے منہ پر اپنے پنجے پھیلائے ہوئے سو رہا ہے پھر فرمایا ان جوانون کے آرام مین خلل نہ پڑنے کے لئے اللہ تعالی نے اوس غار مین ایسی ہیبت پیدا کردی ہے کہ اے رسول اللہ کے اگر تم غار کے اندر جھانک کر اون جوانون کو دیکھنا چاہو تو دہشت کے مارے وہان نہ ٹھہر سکو یہ رعب ایسا ہی ہے جس طرح کا رعب اللہ

تعالیٰ نے غار تورمین اپنے رسول کی ہجرت کے وقت پیدا کر دیا تھا جس کا ذکر سورۃ التوبہ مین گزرا حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہین کہ اُن جوانون کی کروٹین اسلئے بدلوائی جاتی ہین کہ ایک حالت پر رہنے سے انکا جسم نہ بگڑے مسند امام احمد ابوداؤد ابن ماجہ صحیح ابن حبان مستدرک حاکم مین ابو درداؓ اور اوس بن اوس سے صحیح روایتین ہین جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء کے جسمون کو بگاڑنا اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام ٹھہرا دیا ہے آیۃ اور ان حدیثون اور حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کو ملا کر یہ مطلب ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو عزت انبیاء کے جسمون کی ہے کروٹین بدلوا کر اُسکے قریب قریب اولیاء اللہ کے جسمون کی عزت بھی اللہ تعالیٰ کو منظور ہے۔

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ

اور اسی طرح اُنکو جگا دیا ہے کہ آپس مین لگے پوچھنے ایک بولا اُنمین کتنی دیر ٹھیرے تم بولے ہم ٹھیرے ایکدن یا دنسے کم

يَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى

بولے تمہارا رب بہتر جانے جتنی دیر رہے ہو اب بھیجو اپنے مین سے ایک کو یہ روپیہ لے کر اپنا اس شہر کو پھر دیکھے

طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۝ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ

کھانا سو لاوے تمکو اُس مین سے کھانا اور نرمی سے جاوے اور جتا نہ دے تمہاری خبر کسی کو وہ لوگ اگر خبر پاوین تمہاری

يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝

منزل ۲

ماریں تم کو یا الٹا پھیر لین تمکو اپنے دھرم اور تب بھلا نہ ہو تمہارا کبھی

ان آیتون مین تین سو نو برس کے بعد اون جوانون کے جاگنے کا ذکر ہے اِنکے جاگنے سے پہلے انتظام الٰہی کے موافق ایک بکریان چرانے والے شخص نے اپنی بکریون کو اُس غار مین رکھنے کا ارادہ کیا کے غار کے مونہہ پر کی دیوار کو ڈھاڈالا مگر اس غار مین اللہ تعالیٰ نے دہشت جو پیدا کر دی تھی اُسکے سبب سے وہ بکریان چرانے والا شخص غار کے اندر نہین گیا اور اپنی بکریان بھی اُسنے وہان نہین رکھین۔ حاصل مطلب اُن آیتون کا یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے تین سو نو برس تک اون جوانون کو سلایا اب اُنکو اسی طرح اوس صاحب قدرت نے اوٹھا بٹھایا تاکہ اُنکو اللہ کی قدرت معلوم ہو جاوے کہ بے آب و دانہ کتنی مدت تک وہ کیونکر سوئے اور اوٹھنے کے ساتھ ہی بھوک اُنکو کیونکر لگ آئی اتنی مدت تک اُنکے جسم اور کپڑون کو زمین نے کیونکر نہین کھایا سوتے اُٹھتے ہی ان مین سے ایک نے اپنے ساتھیون سے پوچھا کہ ہم کتنی دیر سوئے ہونگے اُسکے ساتھیون نے جواب دیا کہ دن بھر یا پہر دو پہر سوئے ہونگے مگر جب اُنھون نے اپنے بال اور ناخن بڑھے ہوئے دیکھے تو کہنے لگے اللہ ہی کو خوب معلوم ہے کہ کتنی دیر سوئے اب تو بھوک لگ رہی ہے ہم مین سے ایک شخص کو ایک روپیہ لیکر بستی کو جانا اور کچھ اچھا سا کھانا لانا چاہیے مگر جو کوئی جاوے ذرا ہوشیاری سے جاوے تاکہ دقیانوس کے سپاہی یا شہر کے لوگون کو ہماری کچھ خبر معلوم نہ ہو کیونکہ اگر اون لوگون کو ہماری خبر معلوم ہو جاوے گی تو وہ ہمکو پکڑ لیوینگے

اور بغیر جان سے مار ڈالنے کے یا بت پرست بنانے کے نہ چھوڑیں گے اور اگر ہم نے جان کے خوف سے بت پرستی اختیار کر لی اور اسی حالت مین مر گئے تو پھر عقبیٰ کی بہبودی بالکل ہاتھ سے جاتی رہیگی - یہ تین سو برس کا عرصہ اس طرح ان جوانون کو اللہ کی قدرت سے تھوڑا معلوم ہوا جس طرح عزیر علیہ السلام کو سو برس کا عرصہ تھوڑا معلوم ہوا تھا جس کا قصہ سورہ بقر مین گزر چکا ہے - مسند امام احمد صحیح ابن حبان اور مسند ابی یعلی میں ابو ہریرہؓ اور ابو سعیدؓ خدری سے جو صحیح روایتین ہیں اُن کا حاصل یہ ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ قیامت کا ایک دن پچاس ہزار برس کا ہوگا تو صحابہ کو اُس دن کا بڑا ہونا شاق گزرا یہ حال دیکھکر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایماندار لوگون کو وہ اتنا بڑا دن ایسا معلوم ہوگا جیسے قریب غروب سے مغرب تک مین یا ایک وقت کی فرض نماز کے پڑہنے مین دیر لگتی ہے - تین سو نو برس کا عرصہ ان جوانون کو یا سو برس کا عرصہ عزیر علیہ السلام کو جو تھوڑا معلوم ہوا اس کا مطلب ان حدیثون سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جو ایماندار لوگ اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کا پورا یقین کرتے ہیں کہ وہ صاحب قدرت جب چاہتا ہے لوگون کی نگاہ مین بڑی مدت کو چھوٹا کر کے دکھا دیتا ہے قیامت کے دن اللہ کی اس قدرت کو وہ ایماندار خود دیکھہ لیوینگے کہ پچاس ہزار برس کی مدت اُنکو گھڑی دو گھڑی کی مدت نظر آویگی -

وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ
اور اسی طرح خبر کھولدی ہے اُنکی تا لوگ جانین کہ وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے اور وہ گھڑی آنی اسمین دھوکا نہین جب جھگڑتے ہین منزل ۴

بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا
اُنمین اپنی بات پر بہر کہنے لگے بناؤ اُنپر ایک عمارت اُنکا رب بہتر جانے اُنکو بولے جن کا کام زبر تھا

عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ۝
ہم بنا دینگے اُنکے مکان پر عبادت خانہ

شروع سورہ سے اصحاب کہف کا قصہ جہان تک گزرا کہ یہ لوگ تین سو برس تک پہاڑ کی کھوہ مین بے آب و دانہ سوتے پڑے رہے اور جب اللہ نے چاہا اُنکو اُٹھا کر کہڑا کر دیا یہ آیۃ اُس قصہ کا نتیجہ ہے حاصل اس نتیجہ کا یہ ہے کہ جب اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تین سو برس تک جسم کو اُس نے زمین مین رکھہ کر پھر اوٹھا بٹھایا تو قیامت کے آنے اور مر کر پھر جینے مین کون شک کر سکتا ہے مر کر جینا تو ایسا ہی ہے جس طرح ماؤن کے پیٹون مین بچون کے پتلے تیار ہوتے ہیں اور اُن مین روح پھونکی جاتی ہے اسی طرح حشر کے دن پتلے تیار کئے جاوینگے اور ان مین روح پھونکدی جاوے گی تین سو برس بے آب و دانہ روح کا جسم مین اور جسم کا مٹی مین رہنا اور جسم کو مٹی کا نہ کھانا اس سے زیادہ مشکل ہے جو کچھہ حشر کے دن ہوگا جس کی قدرت کے آگے ایسے مشکل کام آسان ہین اُس کو آسان کامون کے کرنے مین کیا مشکل پیش آسکتی ہے شمسی سو برس کے ایک سو تین سال قمری ہوتے ہیں اصحاب کہف کی قوم مین شمسی سال کا حساب

تھا اس قوم کے حساب سے تین سو برس اصحاب کہف کو غائب ہو کر ہو گئے تھے اور عرب میں قمری سال کا حساب ہے جس کے حساب سے شمسی تین سو برس کے قمری تین سو نو برس ہوتے تھے کیونکہ شمسی سو برس کے قمری ایک سو تین برس ہو جاتے ہیں اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے تین سو برس علیحدہ اور نو برس علیحدہ آیہ میں ذکر فرمائے تاکہ دونو حساب صحیح بیٹھ جاویں - عکرمہ کے قول کے موافق اس آیۃ کی تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ اس تین سو نو برس کی مدت میں دقیانوس اور اسکے بعد کئی بادشاہ ہو کر مر گئے تھے اور ان جوانوں کے جاگنے کے زمانہ میں ایک عیسائی دین کا پابند اس شہر کا بادشاہ تھا لیکن اس کی رعیت میں کچھ لوگ حشر کے پورے قایل نہیں تھے انکے قائل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تین سو نو برس کے بعد ان جوانوں کو جگایا اور اوپر کی آیتوں کے موافق جب ان جوانوں میں کا ایک جوان دقیانوس کے سکہ کا روپیہ لیکر شہر میں گیا تو شہر کے دوکاندار لوگ وہ اتنی مدت کا سکہ دیکھ کر یہ خیال کرنے لگے کہ اس جوان کو کہیں گڑا ہوا خزانہ ملا ہے یہ پرانے سکہ کا روپیہ اس خزانہ میں کا ہے آخر یہ قصہ اس وقت کے بادشاہ تک گیا بادشاہ نے جوان سے اس روپیہ کا حال پوچھا تو اس نے سارا اپنا اور اپنے ساتھیوں کا قصہ بادشاہ کے روبرو بیان کیا - بادشاہ اس بات کی تلاش میں تھا کہ اپنی رعیت میں کے منکر حشر لوگوں کو کسی طرح قائل کر کے راہ راست پر لاوے اس لئے بادشاہ اپنی رعیت کو ساتھ لے کر اوس غار پر گیا - مجاہد کے قول کے موافق بادشاہ اور اس کی رعیت نے اون جوانوں کو دیکھا اور بادشاہ نے سارا قصہ اون جوانوں سے پوچھا اور انھوں نے بادشاہ کے روبرو اپنا سارا قصہ بیان کیا اس کے بعد وہ جوان تو پہلے کی طرح سو گئے اور بادشاہ اپنی رعیت سمیت شہر کو واپس چلا آیا غرض اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے لوگوں پر اس واسطے ان جوانوں کی حالت ظاہر کر دی کہ منکرین حشر اس حشر کے نمونہ سے یہ جان لیویں کہ حشر اور قیامت کا وعدہ برحق ہے اس وعدہ کے ظہور میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں کیونکہ انسان پہلے ہست و نابود تھا اللہ تعالیٰ نے جس طرح اس کو پہلے دفعہ پیدا کیا اسی طرح دوبارہ پیدا کرے گا جو لوگ پہلے دفعہ کی پیدائش کو آنکھوں سے دیکھ کر دوسری دفعہ کی پیدائش کے منکر ہیں ان کو اتنی سمجھ نہیں کہ دنیا کے فنا ہو جانے کے بعد دوسرا جہان قائم ہو کر نیک و بد کی جزا و سزا کا فیصلہ نہ ہو تو دنیا کا پیدا کرنا بے فائدہ ٹھہرتا ہے جو اللہ کی شان سے بہت بعید ہے اس مطلب کو کئی جگہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تفصیل سے بیان فرمایا ہے وہی آیتیں اس آیۃ کی گویا تفسیر ہیں آگے فرمایا جو لوگ اس قصہ کے پہلے حشر کے منکر تھے ان جوانوں کا حال دیکھ کر اتنے تو قائل ہوئے کہ اس غار پر عمارت بنانے کو تیار ہو گئے اور جب حشر کے ملنے والے لوگوں نے وہاں عبادت خانہ بنانے کا قصد کیا تو ان سے جھگڑنے لگے آخر بادشاہ کے حکم سے وہاں عبادت خانہ بنایا گیا - ربھما اعلم بھم - اس کا مطلب یہ ہے کہ اس عبادت خانے کے بنانے سے اصحاب کہف خوش ہونے یا ناخوش - اس کا حال اللہ کو معلوم ہے صحیح بخاری میں حضرت عائشہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو فرمانے کے عداوت ان لوگوں

منزل ۴

کا ذکر آیا اپنے مذمت کے طور پر فرمایا ان لوگون مین دستور ہے کہ جب کوئی نیک آدمی ان مین کا مر جاتا ہے تو اُس کی قبر کے پاس عبادت خانہ بنا کر اُس مین اُس نیک آدمی کی تصویر بھی بنا دیتے ہیں - اِس حدیث کو آیہ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جس دستور کے موافق اُس غار کے پاس عبادت خانہ بنایا گیا ہے اللہ کو خوب معلوم ہے کہ اوس سے اصحاب کہف ناخوش ہیں کیونکہ اِس طرح کے عبادت خانہ کی بنیاد بت پرستی کی بنیاد ہے اور اصحاب کہف بت پرستی سے ہی بیزار ہو کر اِس غار مین آکر چھپے ہیں -

سَيَقُولُونَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ

اب یہی کہیں گے کہ وہ تین ہیں چوتھا اُنکا کتا اور یہ بھی کہین گے وہ پانچ ہین چھٹا اُنکا کتا بن دیکھے نشانہ پتھر چلانا اور

سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۬ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ

وہ سات ہیں اور آٹھوان اُنکا کتا تو کہہ میرا رب بہتر جانے اُنکی گنتی اُنکی خبر نہین رکھتے مگر تھوڑے لوگ سو تو مت

اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۪ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ۝

سرسری جھگڑا اور تحقیق کر اُنکا احوال اُنّون مین کسی سے

ع

اِس تفسیر مین یہ بات ایک جگہ بیان کر دی گئی ہے کہ نصارا مین کئی فرقے ہیں اور ایک فرقہ دوسرے فرقے کی بات کو نہین مانتا ہی واسطے فرمایا یہ قصہ سنکر آپس کے اختلاف کے سبب سے بعضے ان مین سے یہ کہین گے کہ وہ غار مین چھپنے والے تین ہین اور چوتھا اُنکا کتا ہے اور بعضے یہ کہین گے کہ وہ پانچ ہین چھٹا اونکا کتا ہے پھر فرمایا ان لوگون کی یہ باتین بےسمجھے ٹھکانے ہین جسطرح کوئی شخص ایک نشانہ پر پتھر مارنا چاہے مگر پتھر اسلیے ٹھکانے پہنچے کہ کوئی پتھر نشانہ کے اوپر ہو جاوی اور کوئی اوپر ہو غرض نشانہ پر ایک بھی نہ لگے پھر فرمایا کچھ لوگ یہ بھی کہین گے کہ وہ سات ہین اور آٹھوان کتا ہے لیکن اے رسول اللہ کے تم ان لوگون سے کہدو کہ اُنکی صحیح گنتی اللہ کو ہی معلوم ہے دنیا مین ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں جنکو اون کی صحیح گنتی کی خبر ہے پھر فرمایا اُنکی گنتی کے جان لینے پر کوئی دین کا معاملہ منحصر نہین ہے اسلیے اے رسول اللہ کے نہ تم اِس بات مین ان لوگون سے جھگڑا کرو نہ کسی سے اُنکی گنتی کا حال پوچھو - تفسیر عبدالرزاق اوسط طبرانی وغیرہ مین صحیح سند سے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ وہ سات ہیں اور آٹھوان اُنکا کتا ہے آیہ مین اس قول کو نشانہ سے بہکا ہوا پتھر نہین فرمایا اِس سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت کی پوری تائید ہوتی ہے - مسند امام احمد ترمذی ابن ماجہ مستدرک حاکم وغیرہ مین ابوامامہ سے صحیح روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیفائدہ باتون مین جھگڑا کرنے سے امت کے لوگون کو اسی طرح روکا ہے جسطرح آیہ مین اصحاب کہف کی گنتی کے جھگڑے سے روکا گیا ہے اِس لئے یہ حدیث آیہ کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آیہ اگرچہ اہل کتاب کے جھگڑے کی شان میں ہے لیکن صحیح حدیث کے موافق آیہ کے حکم مین یہ امت بھی داخل ہے فلا تمار فیہم الا مراء ظاہرا - حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق آیہ کے اِس ٹکڑے کی تفسیر یہ ہے کہ اے

منزل ۴

رسول اللہ کے قریش جنہوں نے یہ قصہ نازل ہوا ہے وہ اہل کتاب کو سنا دیا جاوے اس سے زیادہ جھگڑنے کی ضرورت نہیں۔

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَاْیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۝ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ۚ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ

اور نہ کہیو کسی کام کو کہ میں یہ کروں گا کل مگر یہ کہ اللہ چاہے اور یاد کرے اپنے رب کو جب بھولے

عَسٰۤی اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ۝ وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ

امید ہے کہ میرا رب مجکو سوجھاوے اس سے نزدیک راہ نیکی کی اور مدت گزری اپنے اپنے کھوہ مین تین سو برس

وَازْدَادُوْا تِسْعًا ۝ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ

اور اوپر سے نو تو کہہ اللہ خوب جانتا ہے جتنی مدت وہ رہے اسی پاس ہیں چھپے بھید آسمان اور زمین کے عجب دیکھتا

مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا ۝

کوئی نہیں بندوں پر اسکے سوا حاکم اور نہیں شریک کرتا اپنے حکم مین کسی کو

شروع سورہ میں گزر چکا ہے کہ یہود کے سکھانے سے قریش نے تین باتیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں تو آپ نے وحی کے بھروسہ پر یہ وعدہ کیا کہ کل تک میں ان باتوں کا جواب دیدونگا مگر اس وعدہ کے وقت انشاء اللہ کا کہنا آپ کو یاد نہ رہا اسلئے پندرہ روز تک وحی نہیں آئی۔ مجاہد کے قول کے موافق آپ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان آیتوں مین حکم فرمایا کہ آیندہ ہر ایک وعدہ کے ساتھ لفظ ان شاء اللہ کہنا چاہیئے واذکر ربک اذا نسیت سے حضرت عبداللہ بن عباس نے یہ بات نکالی ہے کہ اگر قسم کھا کر کوئی شخص ایک بات کہے اور انشاء اللہ بھول جاوے اور پھر جب وہ بات یاد آوے اور انشاء اللہ کہہ لیوے تو ایسی قسم کا کفارہ نہیں ہے لیکن جمہور کا مذہب یہ ہے کہ قسم کے ساتھ ہی انشاء اللہ کہہ لیوے تو قسم کے ٹوٹ جانے پر کفارہ نہیں ہے ورنہ کفارہ ہے مسند امام احمد ترمذی ابوداؤد نسائی اور ابن ماجہ مین عبداللہ بن عمرؓ سے صحیح روایت ہے جس سے جمہور کے مذہب کی تائید ہوتی ہے کیونکہ جمہور کے قول کا مطلب ہے وہی اس صحیح روایت کا مطلب ہے علاوہ اسکے صحیح بخاری و مسلم مین عبدالرحمٰن بن سمرہ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بات پر قسم کھائی جاوے اگر اوس سے کوئی اچھی بات نظر آوے تو آدمی کو چاہیئے کہ قسم کا کفارہ دیکر اس اچھی بات کو کر لیوے۔ اس حدیث سے بھی جمہور کے مذہب کی تائید ہوتی ہے کیونکہ قسم کے بعد بھی اگر انشاء اللہ کہنا جائز ہوتا تو آپ کفارہ کا ذکر نہ فرماتے بلکہ یہ فرماتے کہ جس بات پر قسم کھائی جاوے اگر اوس سے اچھی کوئی بات نظر آوے تو آدمی انشاء اللہ کہکر قسم کے کفارہ سے بچ جاوے اور اچھی بات کو کر لیوے۔ اسکے بعد فرمایا اے رسول اللہ کے ان مشرکون سے یہ بھی کہہ دو کہ میری نبوت کا ثبوت کچھ اسپر منحصر نہیں ہے کہ مثلاً تم لوگون نے یہود کے سکھانے سے اصحاب کہف کا قصہ پوچھا اور مین نے باوجود ان پڑھ ہونے کے صحیح صحیح وہ قصہ بیان کر دیا بلکہ مجھکو تو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ وہ اس سے بڑھکر مجھکو نبوت کا ثبوت عنایت کریگا۔ صحیح بخاری مین خباب بن الارت سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک روز خباب نے اللہ کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ اب تو مشرکین مکہ بہت تکلیفین دیتے ہین آپ نے فرمایا ذرا صبر کرو اللہ تعالی اسلام کے غلبہ کا وعدہ ایسا پورا کریگا کہ کسی دشمن کا خوف باقی نرہے گا۔ اصحاب کہف کے قصہ سے بڑھ کر نبوت کا ثبوت عنایت کرنے کی امید جو اللہ تعالی نے اپنے رسول کو ان آیتون مین دلائی تھی اس قسم کی امید کی آیتون پر بھروسہ کرکے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت سے پہلے اسطرح کی تسلی صحابہ کی فرمایا کرتے تھے جس کا ذکر خباب بن الارت کی روایت مین گزرا آخر اللہ کا وعدہ اور اللہ کے رسول کا اس وعدہ پر بھروسہ کرنا یہ باتین کہین خالی جانے والی تھین اللہ اکبر اسلام کے اس غلبہ کا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی امید کے پورے ہونے کا کچھ ٹھکانہ ہے کہ جن تبون کی حمایت مین مشرکین مکہ مسلمانون کو طرح طرح کی تکلیفین دیتے تھے فتح مکہ کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اون تبون کو اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر زمین پر گرادیا اور کسی مشرک کو اتنی جرأت نہین ہوئی کہ اون تبون کی کچھ حمایت کرتا۔ یہ تبون کے زمین پر گرادینے کا قصہ صحیح بخاری کی عبداللہ بن مسعود کی اور صحیح مسلم کی ابوہریرہ کی روایتون کے حوالہ سے کئی جگہ گزر چکا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ اصحاب کہف کے قصہ سے بڑھ کر نبوت کا ثبوت عنایت کرنے کی امید جو اللہ تعالی نے ان آیتون مین اپنے رسول کو دلائی تھی غلبہ اسلام کے اس طرح کے قصے اوس امید کے پورا ہونے کی تفسیر ہین۔ آگے فرمایا اصحاب کہف غار مین سو کر پھر جو جاگے یہ مدت تو شمسی سال کے حساب سے تین سو اور قمری کے حساب سے تین سو نو برس کی ہے اور انکے دوبارہ سو جانے اور اس قصہ کے قرآن مین نازل ہونے تک کی مدت اللہ خوب جانتا ہے کیونکہ آسمان وزمین کے دیکھنے اور سننے کی سب غیب کی باتین اوسی کو اچھی طرح معلوم ہین سوا اسکے اور کسی کا اس مین کچھ دخل نہین۔ ولا یشرک فی حکمہ احدا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً جسطرح دقیانوس نے اصحاب کہف کو بت پرست بنانا چاہا اور اللہ کا حکم انکے حق مین یہ تھا جسکا ذکر اس قصہ مین ہے کہ وہ ایک مدت تک سوے اور پھر جاگے اور منکرین حشر کو انکا حال دیکھ کر عبرت ہوئی غرض جو اللہ کا حکم تھا وہ ہو کر رہا یا مثلاً موسے علیہ السلام کے مار ڈالنے کے قصے سے فرعون نے بنی اسرائیل کے ہزارہا لڑکے قتل کرائے مگر جو اللہ تعالی کا حکم تھا وہ آخر ہو کر رہا غرض بادشاہ ہو یا وزیر اللہ کے حکم مین کوئی شریک نہین اسلئے اسکے حکم کو اس طرح کوئی ٹال نہین سکتا جس طرح ایک شریک سے شریک کے حکم کو کبھی ٹال دیتا ہے مسند امام احمد اور ترمذی کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی معتبر روایت ایک جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام دنیا کے لوگ اکٹھے ہو کر کسی شخص کو نفع یا نقصان پہونچانا چاہین تو بغیر اللہ کے حکم کے کچھ نہین ہو سکتا۔ اس حدیث سے ولا یشرک فی حکمہ احدا کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے جسکا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ اللہ کے حکم مین کوئی شریک نہین اسلئے اسکا حکم کوئی ٹال نہین سکتا۔

وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ کِتَابِ رَبِّکَ ۖ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝

اور پڑھ جو وحی ہوئی تجکو تیرے رب کی کتاب سے کوئی بدلنے والا نہین اسکی باتین اور کہین پاویگا تو اسکے سوا چھپنے کو جگہ

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ

اور تمام رکھ آپ کو اُنکے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام طالب ہیں اُسکے منہ کے اور نہ دوڑیں تیری

عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ

چھوڑ کر تلاش میں رونق دنیا کی زندگی کی اور نہ کہا مان اُسکا جسکا دل غافل کیا ہے اپنی یاد سے اور پیچھے لگا ہے اپنی چاہ کے

اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۫ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ

اور اُس کا کام ہے حد پر نہ رہنا اور کہہ سچی بات ہے تمہارے رب کی طرف سے پھر جو کوئی چاہے مانیں اور جو کوئی چاہے نہ مانے

صحیح مسلم میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بعضے اکابر مکہ کے مشرکون نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خواہش کی تھی کہ ہمارے آپکے پاس آنے کے وقت غریب مسلمان آپکی مجلس میں نہ بیٹھیں گے تو ہم آپکی مجلس میں آکر قرآن کی آیتیں سنا کرینگے اُسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور فرمایا اللہ کا حکم نہیں بدل سکتا اُسکا حکم یہی ہے کہ غریب امیر سب کو یکسان ایک ہی مجلس میں قرآن کی آیتیں نصیحت کے طور پر سنائی جاویں اور اے رسول اللہ کے تم کو اللہ کی پناہ کے سوا کسی کی پناہ نہیں ہے اسواسطے اللہ کی مرضی کے موافق تم اپنا کام کئے جاؤ پھر فرمایا غریبوں کی مجلس میں اگر یہ مالدار مشرک نہ آویں تو اُسکی کچھ پروا نکرو کیونکہ اُنکے آنے سے فقط دنیا کی زیب و زینت ہے جو اللہ کو پسند نہیں بلکہ اللہ کو تو یہ پسند ہے کہ خالص اللہ کے واسطے جو غریب مسلمان قرآن کی آیتوں کی نصیحت سننے کو تمہارے پاس آتے ہیں اور پھر اوس نصیحت کے موافق خالص عقبےٰ کی بہبودی کی نیت سے صبح شام اللہ کی عبادت میں لگے رہتے ہیں ایسے لوگوں سے تم کام رکھو اور جن لوگوں کے دل اللہ کی یاد سے غافل اور شرک میں گرفتار ہیں اُنکی کوئی بات نہ مانو کس لئے کہ ایسے لوگ اپنی مالداری کے غرور میں انسانیت کی حد سے بڑھ گئے ہیں کہ غریب مسلمانوں کو انسان نہیں گنتے اسلئے اُنکے ساتھ ایک مجلس میں بیٹھنے سے گھبراتے ہیں ایسے لوگوں سے کہہ دیا جاوے کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے جسکا جی چاہے اُسکو مانے جسکا جی نہ چاہے وہ نہ مانے اب لگے کی آیتوں میں قرآن کی نصیحت کے نہ سننے والوں اور نہ ماننے والوں کا نتیجہ بیان فرمایا صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالےٰ کی نظر انسان کے ظاہری حالت پر نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی نظر انسان کے دل پر ہے کہ کس نیت سے انسان نے یہ کام کیا ہے اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو لوگ عقبیٰ کی بہبودی کی نیت سے قرآن کی نصیحت سننے کو اللہ کے رسول کی مجلس میں آتے تھے اونکی خاطر داری کی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو تاکید فرمائی ہے اور جو لوگ اوپری دل سے آتے تھے اونکو دھمکانے کے طور پر فرمایا کہ انکا جی چاہے تو قرآن کی نصیحت کو مانیں نہیں تو اُنکے لئے دوزخ تیار ہے۔

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ

ہمنے رکھی ہے گنہگاروں کے واسطے آگ گھیر رہی ہیں اُنکو اُسکی قناتیں اور اگر فریاد کرینگے تو ملے گا پانی جیسے پیپ

يَشْوِي الْوُجُوهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ ۖ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ۝

بھون ڈالے منہ کو کیا بُرا پینا ہے اور کیا بُرا آرام

جامع ترمذی میں حضرت ابو سعید خدری سے جو روایت ہے اس میں دوزخ کے اُن پردوں کی تفسیر ہے جن کا ذکر اس آیۃ میں ہے یوں آئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکان کے پردہ کی دیوار دن کی طرح دوزخ کے چاروں طرف چار دیواری ہے جس کا آثار چالیس برس کے راستہ کا ہے ترمذی کی سند میں ایک راوی رشدین بن سعد ہے جسکو بعضے علما نے ضعیف کہا ہے لیکن امام احمد نے اس رشدین بن سعد کو نا قابل اعتراض قرار دیا ہے حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ کیونکہ حاکم کی سند میں بجائے رشدین ابن سعد کے ایک عبداللہ ابن وہب راوی ہے جسکا شمار ضعیف راویوں میں نہیں ہے اور دوزخ کے اس گرم پانی کی تفسیر جس کا ذکر اس آیۃ میں ہے ترمذی اور بیہقی میں ابوذر راوی کی معتبر روایت سے یوں آئی ہے کہ دوزخ میں جب بھوک لگیگی تو ایک کانٹوں دار گھاس انکو کھلائی جاویگی جو انکے حلق میں پھنس جاویگی جب وہ اسکو حلق سے اوتارنے کے لئے پانی مانگیں گے تو ایسا گرم پانی گلے ہوئے تانبے کی طرح کھولتا ہوا دیا جاویگا جسکو مونہہ سے لگاتے ہی چہرے کی تمام کھال اوتر کر اس پانی میں گر پڑے گی اور جب بدستی وہ پانی انکو پلایا جاویگا تو بدن کی انتڑیاں کٹ کر باہر گر پڑیں گی ان تکلیفوں سے تنگ آکر اہل دوزخ اپنے مرنے کی دعا مانگیں گے ہزار برس تک تو انکی دعا کا کچھ جواب نہ ملے گا ہزار برس کے بعد دوزخ کے فرشتے انسے یہ کہو نگے کیا دنیا میں تمہارے پاس اللہ کے رسول نہیں آئے اور اس عذاب سے تم کو نہیں ڈرایا وہ جواب دینگے کہ ہاں آئے تو تھے وہ فرشتے کہوینگے جب تم نے اللہ کے رسولوں کا کہنا نہ مانا اور دنیا میں اس عذاب کا حال سنکر بھی اللہ کی نافرمانی کو نہ چھوڑا تو پھر آج تمکو موت کہاں ہے اب تو تمکو ہمیشہ یہی عذاب بھگتنا پڑیگا۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کے عذاب کا جو حال ہمکو معلوم ہے اگر وہ پورا حال لوگوں کے سننے میں بیان کردوں تو لوگ سوائے رونے کے دنیا کے سب کام چھوڑ دیں اس حدیث سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے کہ دنیا کا انتظام قائم رہنے کیلئے اللہ کے حکم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کے عذاب کا پورا حال امت کے لوگوں کے روبرو بیان نہیں فرمایا اسلئے دوزخ کے عذاب کا جو کچھ ذکر اوپر گزرا وہ گویا مختصر ہے۔

منازل ۴

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ۝ أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ

بیشک جو لوگ یقین لائے اور کیں نیکیاں ہم نہیں کھوتے نیک اُسکا جس نے بھلا کیا کام انہوں کو باغ ہیں

عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ

بہتے کے بہتی ہیں انکے نیچے نہریں بناتے ہیں انکو وہاں کچھ کنگن سونے کے اور پہنتے ہیں کپڑے سبز پتلے

ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۚ نِعْمَ الثَّوَابُ ۖ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝

اور گاڑھے ریشم کے لگے بیٹھے ہیں اُن میں تختوں پر کیا خوب بدلا ہے اور کیا خوب آرام

اوپر کی آیۃ مین اہل دوزخ کا ذکر تھا اس کے ساتھ ہی اللہ تعالی نے اس دوسری آیۃ مین اہل جنت کا ذکر فرمایا ہے تمام قرآن شریف مین خدا تعالی نے یہی طریقہ برتا ہے کہ جہان دوزخ اور اہل دوزخ کا ذکر فرمایا ہے اس کے مقابلہ مین جنت اور اہل جنت عیش وآرام کا ذکر ضرور فرمایا ہے تاکہ کچھ لوگ دوزخ کے خوف سے اور کچھ لوگ جنت کے شوق سے ہدایت پاوین غرض ہدایت کا کوئی خفیہ یا شوقیہ طریقہ اوس معبود مطلق نے اوٹھا نہیں رکھا ہے اسپر بھی جو کوئی دنیا سے گمراہ اوٹھے سو اوس کی کم نصیبی کے اسکا سبب اور کیا کہا جا سکتا ہے غریب آدمیون کو بعضے بیش قیمت کھانے کپڑے میسر تو نہین مگر اور لوگو کھاتے پہنتے اونھون نے آنکھون سے دیکھا ہے اسواسطے ان کھانے کپڑون کا حال اون غریب آدمیون سے کوئی پوچھے تو جو کچھ اونھون نے آنکھون سے دیکھا ہے اسکو وہ بیان کر سکتے ہین بعضے غریب آدمی ایسے ہین کہ انکو اچھا کھانا اچھا کپڑا آنکھون سے دیکھنا تو نصیب نہین ہوا لیکن اونھون نے کانون سے سن لیا ہے کہ مثلاً پلاؤ ایسا ہوتا ہے اور کنجواب کا تھان ایسا ہوتا ہے وہ بھی پلاؤ اور کنجواب کی سنی سنائی حالت بیان کر سکتے ہین بعضے غریب لوگ ایسے ہین کہ اونھون نے جو چیزین کبھی عمر بھر نہ آنکھ سے دیکھین نہ کانون سے سنین لیکن وہ گھرین بیٹھے بیٹھے دلی منصوبے کر لیتے ہین کہ خدا دے تو ایسے کھانے پکاوین ایسے کپڑے بناوین ایسے باغ لگاوین رہے بادشاہ وزیر امیر یہ تو اپنے اپنے مقدور کے موافق ہر روز دنیا کی سب عیش وآرام کی چیزین آنکھون سے دیکھتے برتتے ہین لیکن جنت کے عیش وآرام کے سامان ایسے ہونگے کہ دنیا مین آجتک بادشاہ سے فقیر تک نہ وہ سامان کسی کو آنکھ سے دیکھنے نصیب ہوئے نہ کسی نے انکو کانو سے سنا نہ کسی کے جی مین انکا منصوبہ جم سکتا ہے کہ وہ کیا کیا اور کس کس طرح کے سامان ہونگے چنانچہ صحیحین مین حضرت ابو ہریرہؓ کی روایۃ سے جو حدیث قدسی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالی فرماتا ہے کہ جنتی لوگون کے لئے جنت مین وہ وہ عیش کے سامان مہیا کئے گئے ہین کہ وہ نہ کسی کی آنکھ نے دیکھے نہ کان نے سنے نہ کسی جی مین اونکا تصور گزر سکتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ خدا تعالی اپنے فضل اور اپنے حبیب کے طفیل سے جن نیک بندون کو بہشت نصیب کریگا وہ بہشت مین داخل ہونے کے بعد جانینگے کہ اللہ تعالی نے کیا کیا سامان انکے لئے مہیا کیا ہے قرآن شریف اور حدیث مین نمونہ کے طور پر بہشت کی نعمتون کا کسی قدر جو ذکر آیا ہے اور اس ذکر کو نیک لوگون نے کانون سے سنا ہے جنت کی نعمتین اس صحیح حدیث کی شہادت سے ہزارون لاکھون کروڑون ابھی ایسی باقی ہیں کہ جنکا نہ ذکر آیا نہ کسی نے انکو کانون سے سنا خیر خدا اپنے فضل سے ایک دن انکو آنکھون سے ہی دکھلا دیوے اور ہر مسلمان کو ایسے عملون کی توفیق دیوے جن سے اونکو وہ نعمتین برتنی نصیب ہون یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جنت کی وہ چیزین دنیا کی چیزون کے ہمنام سمجھانے کے لئے قرآن شریف یا حدیث مین بتلائی گئی ہیں انکو دنیا کی چیزون سے کچھ مناسبت نہین ہے مثلاً اس آیۃ مین ذکر ہے کہ جنتیون کو سونے کے کڑے پہنائے جاوینگے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے ترمذی مین روایۃ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ کڑا اگر دنیا مین ہوتو اسکی روشنی کی جھلک سے سورج کی روشنی مدہم ہو جائے

منزل ۴

اب خیال کر لینا چاہیئے کہ کیا کسی ہفت اقلیم کے بادشاہ کے پاس ایسا کوئی زیور ہے جسکی جھلک آفتاب کو ماند کر دیوے
اسی طرح جنت کی ان اور چیزوں کو سمجھنا چاہیئے جنکا ذکر قرآن شریف یا حدیث مین دنیا کی چیزون کے نام سے آیا ہے اگرچہ
سعد بن ابی وقاص کی حدیث کی سند مین عبداللہ بن لہیعہ ہے اور ان ابن لہیعہ کی کتابین جل جانے کے بعد انکو علمانے
ضعیف قرار دیا ہے لیکن ترمذی مین یہی حدیث مرسل طور پر عمر بن سعد کی روایت سے ہے جسکی سند مین ابن لہیعہ نہین ہے
اس لئے ایک سند کو دوسری سند سے تقویت ہو جاتی ہے - عمر بن سعد تابعی نے اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے جو روایۃ کیا ہے اس طرح کی روایۃ کو مرسل کہتے ہین کسی دوسری روایۃ سے مرسل روایۃ کو جو تقویت ہو جاوے تو پھر
مرسل روایۃ معتبر ٹھہر جاتی ہے -

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا
اور بتا انکو کہاوت دو مردون کی کہ بنا دئے ہمنے ایک کو ان مین دو باغ انگور کے اور گرد انکے کھجورین اور کھیتی دونون
بَيْنَهُمَا زَرْعًا كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا وَّ
کے بیچ مین کھیتی دونون باغ لاتے ہین اپنا میوہ اور نہ گھٹاتے اس مین سے کچھ اور بھالی ہمنے ان دونون کے بیچ مین نہر اور
كَانَ لَهٗ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّأَعَزُّ نَفَرًا وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ
اسکو پھل ملا پھر بولا اپنے دوسرے سے جب باتین کرنے لگا اس سے مجھ پاس زیادہ ہے تجھسے مال اور آبرو کے لوگ
وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ قَالَ مَآ أَظُنُّ أَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ أَبَدًا وَّمَآ أَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ
اور وہ برا کر رہا تھا اپنی جان پر بولا نہین اتا مجکو خیال کہ خراب ہووے باغ کبھی اور نہین خیال کرتا ہون مین کہ قیامت ہونیوالی
رُّدِدْتُّ إِلٰى رَبِّيْ لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ أَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ
اور اگر کبھی پہنچا یا مجکو میرے رب کے پاس پاؤنگا بہتر اس سے اسطرف پہنچکر کہا اسکو دوسرے نے جب بات کرنے لگا کیا تو منکر ہو گیا اس سے
خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ أُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ أَحَدًا
جسنے بنایا تجکو مٹی سے پھر بوند سے پھر پورا کر دیا تجکو مرد پر عجب تو کہون وہی اللہ ہے میرا رب اور نہ مانوں ساجھی اپنے
وَلَوْلَآ إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ
اور کیون نہ جب تو آیا تھا اپنے باغ مین کہا ہوتا جو چاہا اللہ کا کچھ زور نہین مگر دیا اللہ کا اگر تو دیکھتا ہے مجکو کہ مین کم ہون تجھسے مال
وَلَدًا فَعَسٰى رَبِّيْٓ أَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ
اور اولاد مین تو امید ہے کہ میرا رب دیوے مجکو تیرے باغ سے بہتر اور بھیجدے اسپر ایک بھیجو کا آسمان سے
فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا أَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا وَأُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ
پھر صبح کو رہجاوے میدان پھسلتا یا صبح کو ہو رہے اسکا پانی خشک پھر نہ سکے تو کہ اسکو ڈھونڈ لاوے اور سمیٹ لیا اسکا

فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ

پھر صبح کو رہ گیا ہاتھ ملتا اس مال پر جو اُس میں لگایا تھا اور وہ پڑا تھا اپنی چھتریوں پر اور کہنے لگا کیا خوب تھا اگر میں ساجھی

بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ۝ هُنَالِكَ

نہ بناتا اپنے رب کا کسی کو اور نہ ہوئی اُسکی جماعت کہ مدد کرین اُسکو اللہ کے سوائے اور نہ ہوا وہ کہ بدلے سکے وہان سب

الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۝ ۵ ع ۱۲ ۱۷

اختیار ہے اللہ سچے کا اُسی کا انعام بہتر ہے اور اُسی کا دیا بدلا

اوپر اُن مالدار مشرکین مکہ کا ذکر تھا جو غریب مسکین مسلمانون کے ساتھ بیٹھنے سے گھبراتے تھے اُسپر اللہ تعالی نے ایک کہاوت بیان کی کہ دو مرد تھے ایک کے دو باغ تھے انگور و کھجور کے جنکے درمیان مین کھیتی بھی ہوتی تھی ہر طرح کے درخت اور پھل پھول اور میوے پیدا ہوتے تھے دلم نظلم منہ شیئا سے اسی مطلب کو ادا فرمایا ہے۔ پھر فرمایا اُن باغون مین نہرین جاری تھین پھر فرمایا اُس باغ والے نے اپنے دوسرے بھائی سے بطور فخر کے کہا کہ مین تجھسے مال و اولاد اور خدمتگارون مین زیادہ عزت والا ہون اور وہ اپنے باغ مین اپنے بھائی کا بھی ہاتھ پکڑ کر لے گیا اور باغ کی سیر کرانی اترانے کے طور پر کہنے لگا کہ مجھے گمان نہین کہ یہ میرا باغ کبھی اُجڑے اور یہ جائداد برباد ہو اور مین قیامت کے قائم ہونے کا خیال نہین رکھتا اور اگر بالفرض قیامت ہوئے تو بھی مین وہان بہتر باغ پاؤن گا کیونکہ قبول تیرے اے بھائی یہ دنیا مقام فانی ہے اور آخرت باقی ہے تو جسطرح مین یہان مالدار ہون اُسی طرح آخرت مین بھی غنی ہونگا یہ نہ سمجھا کہ دنیا کی آسودگی خدا کی طرف سے ایک ڈھیل ہے اب آگے اللہ تعالی اُس دوسرے شخص ایمان والے کے حال سے خبر دیتا ہے کہ اُسنے بات چیت کے وقت اوس سے کہا کیا تو کافر ہو گیا اُس خدا سے کہ جس نے تجھکو اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا پھر اُنکی نسل کو نطفہ سے پیدا کیا نترمذی ابوداؤد صحیح ابن حبان مین ابو موسی اشعری سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم علیہ السلام کے پتلے کے لیے اللہ تعالی نے ساری زمین کی مٹی لی ہے اسی طرح طرح کی مٹی کی خاصیت کے سبب سے اولاد آدم مین کوئی گورا ہے کوئی کالا۔ خلقتک من تراب کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کے بعد اگرچہ اولاد آدم کی پیدائش نطفہ سے ہے لیکن سب اولاد آدم کی پیدائش مین آدم علیہ السلام کے پتلے کی مٹی کا اثر ضرور ہے اس ایماندار شخص نے یہ بھی کہا کہ مین تو اللہ ہی کو اپنا معبود جانتا ہون اور اُسکی عبادت مین کسی کو شریک نہین کرتا اور یہ بھی کہا کہ بجائے اس فخر اور ناشکری کے نفطون کے تو یہ کہتا کہ انسان کی کیا طاقت تھی کہ وہ ایسا باغ لگاتا اور اتنا مال کماتا تو خوب ہوتا کیونکہ انسان کو جو کچھ فارغ البالی ہوتی ہے وہ اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتی ہے اگرچہ مال و اولاد نہ ہونے کے سبب سے تو مجھکو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے مگر مجھکو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ وہ آخرت مین تیرے اس باغ سے بہتر مجھے باغ دیوے گا اور تیری اس ناشکری اور نافرمانی کے سبب سے اللہ تعالی کی قدرت سے کچھ دور نہیں کہ وہ تیرے اس

منزل ۴

باغ پر کوئی آسمانی آفت بجلی وغیرہ آئے۔ آخر کو اس ایماندار شخص کی زبان سے جو نکلا تھا وہی ہوا کہ جس باغ پر وہ قیامت کا منکر اترایا تھا آسمانی آفت سے وہ باغ یکبیگی سب کچھ برباد ہو گیا اور وہ اترانے والا شخص اپنے اترانے پر پچھتاتا اور نقصان پر افسوس سے ہاتھ ملتا ہوا رہ گیا اور اللہ کے عذاب کے آگے اس اترانے والے کی کوئی کچھ مدد نہ کر سکا۔ آخر قصہ پر اللہ تعالیٰ نے اس ایمان دار شخص کے قول کی تائید فرمائی کہ قیامت کے دن ایماندار دن کو اچھا بدلا ملنے والا ہے۔ مسند امام احمد بن حنبل اور عبد اللہ بن امام احمد کی صحیح روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدری صحابہ میں سے کوئی شخص دوزخ میں نہیں جاوے گا۔ سورۃ الانفال میں گزر چکا ہے کہ بدر کی لڑائی کے لوٹ کا مال جب تقسیم ہوا تو ہر ایک بدری صحابی کے حصہ میں پانچ ہزار روپیہ کا مال آیا۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے خباب بن الارت کی حدیث اوپر گزر چکی ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ مالدار مشرکین مکہ غریب مسلمانوں کو طرح طرح کے ستاتے تھے جن علماء نے بدری صحابہ کے نام تفصیل سے اپنی کتابوں میں لکھے ہیں اونسے معلوم ہوتا ہے کہ خباب بن الارت بدری صحابہ میں ہیں اور انکو غریب جانکر ہجرت سے پہلے مالدار مشرکین مکہ بہت ستاتے تھے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ مشرکین مکہ میں کے بڑے بڑے سردار بدر کی لڑائی میں مارے گئے اور مرتے ہی آخرت کے عذاب میں گرفتار ہو گئے جس عذاب کے جتلانے کے لئے اللہ کے رسول نے انکی لاشوں پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے عذاب کے وعدہ کو سچا پایا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ کی روایت سے وہ حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا نیک بندوں کے لئے جنت میں جو نعمتیں پیدا کی گئی ہیں وہ نہ کسی نے آنکھوں سے دیکھیں نہ کانوں سے سنیں نہ کسی کے دل میں انکا خیال گزر سکتا ہے ان روایتوں کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جن مالدار مشرکوں نے مکہ میں غریب مسلمانوں کی تسلی کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ کہاوت بیان فرمائی ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ مغرور مالدار مشرکوں نے دنیا میں جان اور مال کا نقصان جدا اٹھایا اور مرتے ہی آخرت کے عذاب میں گرفتار ہوئے اور جن غریب مسلمانوں کو یہ لوگ حقیر جانتے تھے دنیا میں انکا انجام یہ ہوا کہ ان حقیر جاننے والوں کا مال ان غریبوں کے ہاتھ آیا اور عقبےٰ میں وہ قطعی جنتی ٹھہرے جس جنت کی نعمتوں کی پوری تفصیل اللہ تعالیٰ ہی کو خوب معلوم ہے اس واسطے اللہ تعالیٰ نے جنت کو نیک عملوں کا اچھا بدلہ فرمایا

منزل ۴

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ

اور بتا انکو کہاوت دنیا کی زندگی کی جیسے پانی اتارا ہے آسمان سے پھر بڑھ کر نکلا اس سے زمین کا سبزہ پھر

هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ

ہو رہا چورا باؤ میں اڑتا اور اللہ کو ہے ہر چیز پر قدرت مال اور بیٹے رونق ہیں دنیا

الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝

کے۔ اور رہنے والے نیکیو پر بہتر ہے تیرے رب کے یہاں بدلا اور بہتر ہے توقع

ان آیتون مین پروردگار نے اپنے رسول مقبول سے فرمایا کہ تم لوگون کے روبرو دنیا فانی کی زندگی کی کہاوت بیان کرو کہ جیسے آسمان سے پانی نازل ہوتا ہے اور اسکے سبب سے کھیتیان سرسبز ہوجاتی ہین اور ایک بہار ہوتی ہے پھر بعد مین یہ سب بہار خشک ہوکر جاتی رہتی ہے ہوا اسکو اوڑالیجاتی ہے بہار کا موسم خزان سے بدل جاتا ہے اور وہ کھیتی کے درخت کٹ کر میدان نکل آتا ہے غرض جس طرح کھیتی کے درخت کا حال ہے کہ وہ بیج سے پیدا ہوتا ہے اور سرسبز ہوکر پھر زرد ہوجاتا ہے اور کٹ جاتا ہے اسی طرح نطفہ سے آدمی کا بچہ پیدا ہوتا ہے اور جوانی کے زمانہ مین سرسبز ہوکر پھر بوڑھا ہوجاتا اور مرجاتا ہے سو اسطے انسان کی زندگی کی مثال کھیتی کی فرمائی اور آخر آیہ مین فرمایا اللہ کو ہر چیز پر قدرت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مینہہ برساکر سوکھے ہوئے مردہ بیج سے وہ صاحب قدرت ہر سال کھیتی کے درخت پیدا کرتا ہے اسی طرح حشر کے دن انسان کی ریڑھ کی ہڈی کے ایک ٹکڑے سے بیج کا کام لیا جاویگا اور دوسرے صور سے پہلے ایک مینہہ برسے گا جسکی تاثیر یہ ہوگی کہ اس ہڈی کے ٹکڑے سے ہر ایک مردہ جسم تیار ہوجاویگا اور پھر جسطرح ماں کے پیٹ مین بچہ کا پتلہ تیار ہوجانے کے بعد اس پتلہ مین روح پھونکدی جاتی ہے اسی طرح اس جسم مین روح پھونکدی جاویگی۔ صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہ سے جو روایتین ہین انمین ریڑھ کی ہڈی کے ٹکڑیکا اور دوسرے صور سے پہلے کے مینہہ کا اور اس سے ہر ایک مردہ کے جسم کے تیار ہوجانے کا ذکر تفصیل سے ہے۔ معتبر سند سے طبرانی کبیر مین نعمان بن بشیر سے اور مسند بزار مین ابوہریرہ سے جو روایتین ہین انکا حاصل یہ ہے کہ مال اور اولاد فقط جیتے جی کے ساتھی ہین آدمی کے ساتھ انمین سے قبر مین کوئی نہ جاویگا ہان عمل ایسی چیز ہے کہ قبر مین آدمی کے ساتھ جاویگا اور قیامت تک باقی رہے گا آخر اسی کے موافق جزا و سزا کا فیصلہ ہوگا۔ صحیح مسلم اور معتبر سند سے ابن ماجہ بیہقی اور صحیح ابن خزیمہ مین ابوہریرہ رضہ سے جو روایتین ہین انکا حاصل یہ ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اسکا نیک عمل بند ہوجاتا ہے ہان جو شخص علم دین کا چرچہ یا مسجد سرائے یا اسی طرح کی اور کوئی ثواب کے جاری رہنے کی چیز چھوڑ کر مرے گا تو اسکا نیک عمل مرنے کے بعد بھی جاری رہے گا ان حدیثون کو آخر کی آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ مال اور اولاد فقط جیتے جی کی رونق کی چیز ہین ہان نیک عمل مرنے کے بعد ایسی باقی رہنے والی چیز ہے کہ اس سے عقبی کی بہبودی کی توقع ہوسکتی ہے خواہ وہ نیک عمل جیتے جی آدمی نے خود کیا ہو یا کسی نیک عمل کا سلسلا اپنے مرنے کے بعد دنیا مین چھوڑا ہو۔

منزل ۴

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا ۝ وَعُرِضُوا عَلَىٰ

اور جس دن ہم چلادین پہاڑ اور تو دیکھے زمین کھل گئی اور گھیر لادین انکو پھر نہ چھوڑین ان مین ایک کو اور سامنے آوین

رَبِّكَ صَفًّا لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّنْ نَجْعَلَ لَكُمْ مَوْعِدًا ۝

تیرے رب کے قطار کرکر آپہنچے تم ہمارے پاس جیسا ہمنے بنایا تھا تمکو پہلے بار نہیں تم بتاتے تھے کہ نہ ٹھیرینگے ہم تمہارا کوئی وعدہ

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً
اور رکھا جاویگا کاغذ پر تو دیکھے گنہگار ڈرتے ہیں اُسکے لکھے سے اور کہتے ہیں اے خرابی کیسا ہے یہ لکھا نہ چھوڑے
وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝
نہ بڑی بات جو اس میں نہیں گھیری اور پاوینگے جو کیا ہے سامنے اور تیرا رب ظلم نکرے گا کسی پر

ان آیتوں میں قیامت کا ذکر ہے کہ اُس دن پہاڑ جلاتے رہینگے زمین صاف نکل آویگی اور اکٹھا کرینگے ہم اُنکو اس طرح نہ چھوڑیں اُن میں سے ایک کو بھی جس زمین کے ساتھ حشر کا ذکر ہے یہ وہ نئی زمین ہے جسپر حشر قائم ہوگا۔ یہ زمین دنیا کی زمین سے بالکل الگ اور نئی ہوگی کیونکہ شعب الایمان بیہقی تفسیر عبدالرزاق وغیرہ میں صحیح سند سے عبداللہ بن مسعود کی روایت ہے کہ اس زمین پر کسی گنہگار نے کوئی گناہ نہیں کیا اب یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا کی زمین پر روز گناہ کئے جاتے ہیں اسلئے یہ زمین بالکل نئی ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ پہلے صور کے وقت دنیا کی زمین پر کے پہاڑ جو اوڑا دئے جاوینگے وہ پہاڑ یا کوئی ٹیلہ یا عمارت یا کوئی اور چھپ جانے کی جگہ اس نئی زمین پر نہ ہوگی پھر فرمایا اس نئی زمین پر سب حساب کیلئے صف باندھ کر کھڑے ہونگے اُسوقت منکرین حشر کو یوں قائل کیا جاویگا کہ تم لوگ تو اس دن کے منکر تھے اب دیکھو تو یہ دن تمہارے سامنے آیا یا نہیں۔ پھر فرمایا اچھے لوگوں کے دائیں ہاتھ میں اور بُرے لوگوں کے بائیں ہاتھ میں جنہیں اعمال دئے جاوینگے تو بُرے لوگ اپنے اعمال نامے میں ہر ہر کے بداعمال دیکھکر بہت گھبرائیں گے اور سزا کے خوف سے بہت ڈرینگے مگر بے وقت کا گھبرانا اور ڈرنا اُنکے کچھ کام نہ آویگا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کسی پر کچھ ظلم نہ کریگا بلکہ ہر شخص کے عملوں کے موافق جزا و سزا کا فیصلہ کیا جاویگا یہاں مختصر طور پر فقط بُرے لوگوں کے اعمال نامہ کا ذکر ہے۔ سورہ الحاقہ میں آویگا کہ اچھے لوگ اپنے اعمال نامہ کو خوش ہو کر پڑھیں گے اور اپنے رشتہ داروں اور جان پہچان کے لوگوں سے کہوینگے لو تم بھی ہمارا اعمال نامہ پڑھ کر دیکھو صحیح مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص کو پہلے اُسکے صغیرہ گناہوں کا نامہ اعمال دکھایا جاویگا اور کبیرہ گناہ اُسکے اعمال نامہ میں سے الگ کر دئے جاوینگے جب وہ شخص ان چھوٹے گناہوں کا اقرار کر لیویگا تو اللہ تعالیٰ فرماویگا میں نے اپنی رحمت سے تیرے ان چھوٹے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا یہ سنکر وہ شخص کہویگا یا اللہ میں نے تو دنیا میں اور بڑے بڑے گناہ بھی کئے تھے اُنکے بدلہ کی نیکیاں کہاں ہیں۔ اس قصہ کو بیان کرتے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہنسی آیا کرتی تھی۔ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حشر کے دن سب لوگ قبروں سے ننگے بدن ننگے پاؤں بغیر ختنہ کئے ہوئے اُٹھینگے۔ اس حدیث سے تعدجئتمونا کما خلقناکم اول مرۃ کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ماں کے پیٹ سے جس حالت میں بچہ پیدا ہوتا ہے اسی طرح ننگے بدن ننگے پاؤں بغیر ختنہ کئے ہوئے سب لوگ قبروں سے اُٹھینگے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذرؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے۔ حدیث ولا یظلم ربک احدا کی

منزل ۴

گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ظلم اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرایا ہے اسلئے قیامت کے دن جزا و سزا کا فیصلہ نہایت انصاف سے ہوگا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اوپر کی آیتوں میں کھیتی کی مثال سے دنیا کی ناپائیداری کا حال بیان فرما کر ان آیتوں میں حشر اور قیامت کا ذکر فرمایا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جاوے کہ دنیا کے فنا ہو جانے کے بعد حشر اور قیامت کا قائم ہونا ضروری ہے کیونکہ بغیر اسکے جزا و سزا کے دنیا کا پیدا کرنا بیفائدہ ٹھہرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان سے بہت بعید ہے۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ

اور جب کہا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدے میں گر پڑے مگر ابلیس تھا جن کی قسم سے سو نکل بھاگا اپنے رب کے

اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ

سو اب تم ٹھہراتے ہو اسکو اور اسکی اولاد کو رفیق میرے سوا اور وہ تمہارے دشمن ہیں برا بدلہ ملے بے انصافوں کے بدلے

خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۠ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۝ وَيَوْمَ يَقُوْلُ

دکھا نہیں لیا میں نے انکو بنانا آسمان اور زمین کا اور نہ بنانا انکا اور میں وہ نہیں کہ پکڑ دن سکا بہکانیوالوں کو بازو اور جس دن فرمائیگا

نَادُوْا شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ۝ وَرَاَ

پکارو میرے شریکوں کو جنکو تم بناتے تھے پھر پکاریں گے پھر وہ جواب نہ دیں گے اور کر دینگے ہم انکے بیچ میں ایک ہلاک کی جگہ اور

الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝

دیکھیں گے گنہگار آگ کو پھر اٹکلیں گے کہ آنکو پڑنا ہے اس میں اور نہ پاویں گے اس سے راہ بدلنی

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے تمام اولاد آدم علیہ السلام کو ابلیس کی دشمنی پر آگاہ فرمایا کہ یہ تمہارا اور تمہارے باپ کا دشمن ہے جو لوگ ابلیس کے تابع اور خدا کے مخالف ہیں انکو ڈرایا ہے کہ ہمنے انسان کو پیدا کیا اور پالا اور پھر وہ شیطان کا دوست اور ہمارا دشمن بن گیا ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا کیونکہ اصل اسکی اچھی نہ تھی آگ کے شعلے سے اسکی پیدائش ہے اور فرشتوں کی اصل نور ہے جس طرح صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیا ہے کہ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں اور شیطان آگ کے شعلے سے سلف میں سے جس جماعت نے یہ کہا ہے کہ فرشتوں کی طرح شیطان نوری جسم نہیں ہے اسلئے وہ فرشتہ نہیں ہے بلکہ وہ جنات کی طرح آتشی جسم کا ہے اس حدیث سے انکے قول کی بڑی تائید ہوتی ہے معتبر سند سے ترمذی نسائی صحیح ابن حبان صحیح ابن خزیمہ اور مستدرک حاکم میں حارث اشعری سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوائے ذکر الٰہی کے شیطان کی دشمنی سے انسان نہیں بچ سکتا۔ جس طرح کا سجدہ فرشتوں نے اللہ کے حکم سے آدم علیہ السلام کو کیا پہلی شریعتوں میں یہ سجدہ جائز تھا جیسا کہ سورہ یوسف میں ذکر ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے انکو سجدہ کیا مگر اب شریعت محمدی میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہے چنانچہ مسند امام احمد ابن ماجہ وغیرہ میں معتبر روایتیں ہیں کہ اگر اللہ کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی دوسرے کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں بیبیوں کو اجازت دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ فقط زنہ وذریتہ سے اون علمائے سلف کے قول کی بڑی تائید ہوتی ہے جو شیطان اور شیاطین کی نسل اور اولاد کے قائل ہیں صحیح مسلم کے حوالہ عبداللہ بن مسعود کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ ہر شخص کے ساتھ ایک فرشتہ اور ایک شیطان رہتا ہے فرشتہ نیک کاموں کی رغبت دلاتا رہتا ہے اور شیاطین برے کاموں کی اس حدیث سے شیاطین کی نسل کی کثرت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس حدیث کے موافق جہان بنی آدم میں کا کوئی شخص موجود ہے وہاں نسل شیطان میں سے ایک شیطان موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو انسان کی ضرورت کی چیزوں کو پیدا کیا اسی واسطے فرمایا ان لوگوں نے اللہ کی فرمانبرداری کو چھوڑ کر اسکے معاند شیطان کی فرمانبرداری اپنے ذمہ لی اونھوں نے بہت بڑا گناہ کیا صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے کہ پہلے پہل قوم نوح میں بت پرستی شیطان کے بہکانے سے شروع ہوئی پھر وہی رسم دنیا میں پھیل گئی۔ بت پرستی کو شیطان اور شیاطین کی رفاقت جو فرمایا اس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے۔ آگے فرمایا شیطان کے بہکانے سے جن بتوں کی یہ لوگ پوجا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کے پیدا کرنے میں اون بتوں سے کچھ مدد لی نہ قیامت کے دن اپنے پوجا کرنے والوں کو وہ کچھ مدد دیویں گے بلکہ پوجا کرنے والوں کے مرنے کے بعد جب اون بتوں کو پکاریں گے تو وہ جواب تک بھی نہ دیویں گے پھر ان لوگوں کی نادانی ہے جو ایسے عاجزوں کی پوجا کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس کے صحیح قول کے موافق وجعلنا بینہم موبقا کی تفسیر یہ ہے کہ شیاطین اور انکے رفیق بت پرست اپنے اپنے عذاب کی ہلاکت میں ایسے پھنس جاویں گے کہ ایک کو دوسرے کے حال کی خبر نہ رہے گی۔ شاہ صاحب نے ہلاکت کے اسباب کے لفظوں سے ترجمہ میں یہی مطلب ادا کیا ہے اور فائدہ بین موبقا کا مطلب الگ کی بھری مختصر ہوتا ایسے یہ قول مجاہد کا ہے مطلب دونوں قولوں کا ایک ہی ہے کہ ان دونوں میں سے ایک کو دوسرے کے حال سے ایسی بے خبری ہوگی جیسے ان میں کوئی چیز حایل ہے۔ پھر فرمایا قیامت کے دن جب یہ نافرمان دوزخ کو دیکھیں گے اور یہ جان لیویں گے کہ اس میں انکو رہنا پڑیگا تو بہت گھبرائیں گے لیکن اس بے وقت کے گھبرانے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ اس آگ سے بچکر یہ کہیں جا نہ سکیں گے۔ دوزخ کو دیکھ کر یہ نافرمان لوگ دنیا میں دوبارہ آنے اور احکام الٰہی کے جھٹلانے سے بچنے کی گھبرائی ہوئی باتیں بوکریں گے اسکا ذکر سورہ الانعام میں گزر چکا ہے سورہ الانعام کی وہ آیتیں گویا آخری آیتہ کی تفسیر ہیں۔ مسند امام احمد کے حوالہ سے حضرت عائشہ رض کی صحیح حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ قبر میں رکھنے کے ساتھ ہی اچھے لوگوں کو جنت کا اور برے لوگوں کو دوزخ کا ٹھکانہ دکھا کر فرشتے یہ کہہ دیتے ہیں کہ اس ٹھکانہ میں رہنے کے لئے تمکو حشر کے دن دوبارہ زندہ کیا جاویگا۔ یہ حدیث فظنوا انہم مواقعوہا کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ پہلے سے فرشتوں نے ان کا دوزخ کا ٹھکانہ جو انہیں دکھا دیا تھا اس لئے دوزخ کو دیکھتے ہی یہ لوگ جان لیویں گے کہ اب اس میں ان کو رہنا پڑے گا۔

منزل ۴

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۝

اور پھیر پھیر سمجھائے ہمنے اس قرآن مین لوگونکو ہر ایک کہاوت اور ہی انسان سب چیزسے زیادہ جھگڑنے کو

اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے باغ والے شخص کی مثال بیان فرمائی جو خدا کو بھول کر اپنے مال متاع پر مغرور ہو گیا تھا آخر ایک دم مین اس کا باغ جل گیا پھر دنیا کی زیست کی مثال بیان فرمائی کہ جسطرح پیڑون کا حال ہے کہ زمین مین بیج پڑتا ہے اور اور اُس مین قدرت الٰہی کے طرح طرح کے تصرفات ہو کر وہ پھوٹتا ہے اور پورا ہو جاتا ہے اور روز بروز پودے کو شادابی ہوتی جاتی ہے لیکن اُس شادابی کو ہمیشگی نہیں کھیتی کا پیڑ ہے تو تھوڑے دنون میں وہ کھیتی پک کر کٹ جاتی ہے اور باغ کا پیڑ ہے تو آخر وہ بھی ایک دن سوکھ کر لکڑی ہو جاتا ہے جلنے کے کام مین مکانات بنانے کے کام مین تخت چوکی بنانے کے کام مین اور لکڑی کی چیزون کے کام مین ہر روز جو لکڑیان صرف ہوتی ہین ایک دن یہ سب شاداب پودے تھے ہرے پیڑ تھے آدمی کی پیدائش کا اور زیست کا بھی یہی حال ہے ایک دن ماں کے پیٹ میں نطفہ کا بیج پڑتا ہے قدرت الٰہی کے تہمیز طرح طرح کے تصرفات ہو کر بچہ پیدا ہوتا ہے اور پیڑ کے پودہ کی طرح دن بدن وہ بچہ بڑھتا جاتا ہے پھر کھیتی کے پیڑ کی طرح کوئی بچہ تھوڑے دنون مین مرکر نیست و نابود ہو جاتا ہے کوئی باغ کے پیڑ کی طرح کچھ دنون رہتا ہے پھر فرمایا کہ اس تھوڑے دنون کی زیست مین جس کسی نے کچھ نیک کام کر لئے تو اچھا ہے نہین تو سوکھی لکڑی کی طرح ایک دن دوزخ کی آگ ہے اور وہ ہے پھر شیطان کا حال فرمایا کہ وہ تو نافرمانی کر کے مردود بن چکا ہے جو اُسکا کہنا مانے گا وہ اُسی جیسا ہو جائے گا یہ سب مثالین فرما کر اس آیۃ مین فرمایا کہ ہم تو طرح طرح کی مثالین دیکر انسان کو سمجھا چکے مگر انسان اپنے جھگڑالو پنے سے باز نہیں آتا کبھی اللہ کے کلام کو پچھلے لوگون کی کہانیان بتلاتا ہے کبھی اللہ کے رسول کو جادوگر کہتا ہے ایسی باتون سے ہر شخص اپنے حق مین کانٹے بوتا ہے آخر کو خراب ہوگا پچھلی امتون کی طرح کوئی عذاب آنکر سب ہلاک ہو جاوینگے اور آخرت کا مواخذہ جدا باقی رہیگا پھر آگے فرمایا کہ ہم رسولون کو نجات کی خوشخبری اور عذاب کا ڈر سنانے کو زمین پر بھیجتے ہین اگر لوگ وہ ڈر کی باتین سنکر نہ ڈرے اور کافرون نے اپنے کفر سے اور گنہگارون نے اپنے گناہونسے توبہ نہ کی اور نافرمانی کی حد کو پہونچکر کوئی عذاب اللہ کا آگیا تو پہونچنے سے کچھ نہ ہوگا حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اپنا کلام پاک نازل فرماکر اسی کلام پاک کے ذریعہ سے اور اپنے رسولون کے دل مین الہام ڈالکر رسول کی حدیثکے ذریعہ سے جو سمجھانے کا حق تھا وہ سب کچھ سمجھا دیا ہے ہمکو اپنی حالت پر غور کر کے دیکھنا چاہیئے کہ اس نہانش کا ہمارے دل پر کس قدر اور کہان تک اثر پیدا ہوا ہے اس اثر کی ایک نشانی اللہ کے پیغمبر نے بتلائی ہے آدمی کو چاہیئے کہ اس نشانی کے پتے سے اپنے دل کا حال کبھی کبھی ٹٹولا کرے وہ نشانی یہ ہے کہ معتبر سند سے صحیح ابن حبان اور مسند امام احمد بن حنبل مین حضرت ابی امامہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک روز آنحضرت سے پوچھا کہ حضرت آدمی اپنے آپکو کب خیال کرے کہ میں ایماندار ہون آپ نے فرمایا کہ جب نیک کام کر لینے سے تیرے دل میں ایک طرح کی خوشی اور بدکام کرنے سے ایک طرح کی

منزل ۴

قیامت پیدا ہو تو جان لیجیو کہ تیرے دل میں ایمان کا اثر ہے اور اس نشانی کے قریب وہ نشانی ہے جو صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت سے آئی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس شخص میں نور ایمانی ہوتا ہے اوس سے اگر کوئی گناہ ہو جاوے تو وہ اپنے اوپر ایک گر پڑنے والے پہاڑ کے نیچے کھڑا ہوا سمجھتا ہے اور ہر وقت ڈرتا رہتا ہے کہ خدا جانے کس وقت یہ پہاڑ میرے اوپر ٹوٹ پڑے اور جو شخص گناہوں کی بالکل خو پکڑ لیتا ہے اوسکو گناہ کرنا ایسا ہے جیسطرح ناک پر ایک مکھی بیٹھ گئی۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ

اور لوگوں کو انکا وجود رہا اس سے کہ یقین لاویں جب پہنچی انکو راہ کی سوجھ اور گناہ بخشواویں اپنے رب سے سو یہی کہ پہنچے اوپر

الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ

پہلوں کی یا اکٹھا ہوا اوپر عذاب سامنے اور ہم جو رسول بھیجتے ہیں سو خوشی اور ڈر سنانے کو اور جھگڑے لاتے ہیں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ ۖ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ

منکر جھوٹے جھگڑے کہ ڈگا دیں اس سے سچی بات اور ٹھیرایا ہے میرے کلام کو اور جو ڈر سنائے ٹھٹھا اور کون ظالم

مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً

اس سے جسکو سمجھایا اسکے رب کے کلام سے پھر منہ پھیرا اسکی طرف سے اور بھول گیا جو آگے بھیج چکے ہیں اسکے ہاتھ ہے کہی ہے

اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ

منزل ۴

نہ سمجھیں اور انکے کانوں میں ہیں بوجھ اور جو تو انکو بلاوے راہ پر تو ہرگز نہ آویں راہ پر اسوقت کبھی اور تیرا رب بڑا بخشنے

ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ

والا ہے مہر کرتا اگر انکو پکڑے انکے کئے پر تو جلد ڈالے اوپر عذاب پر انکا ایک وعدہ ہے کہیں پناہ دینگے اس سے سوائے

مَوْئِلًا ۝ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۝

ع ۸ ۲۰

سرکنے کو جگہ اور یہ سب بستیاں ہیں جنکو ہم نے کھپا دیا جب ظالم ہو گئے اور رکھا تھا انکے کھپنے کو ایک وعدہ

اوپر کی آیتہ میں ذکر تھا کہ قرآن کی آیتوں میں طرح طرح کی مثالیں دیکر ان مشرکین مکہ کو سمجھایا جاتا ہے مگر یہ لوگ اپنے جھوٹے جھگڑوں سے باز نہیں آتے کبھی کہتے ہیں اللہ کا رسول انسان نہیں ہو سکتا کوئی فرشتہ ہونا چاہیے کبھی کہتے ہیں اگر تم اللہ کے رسول ہو تو مکہ کے گرد و نواح کے پہاڑ ہٹا کر انکی جگہ کھیتی کی زمین نکالدو ان آیتوں میں فرمایا کہ ان لوگوں کے قرآن کی نصیحت نہ ماننے اور شرک سے باز آنے کا یہی سبب ہے کہ اللہ کے علم غیب کے موافق ان میں سے کچھ لوگوں پر پچھلی امتوں کی طرح دنیا کا کچھ عذاب وقت مقررہ پر آویگا اور عذاب کے وقت مقررہ سے پہلے ان میں کے جو لوگ شرک کی حالت پر مر جاوینگے انکے سر پر آخرت کا عذاب ناگہان آن کھڑا ہوگا۔ پھر فرمایا اللہ نے رسول اسلئے بھیجے ہیں کہ وہ نافرمان لوگوں کو آخرت کے عذاب سے ڈراویں اور فرمانبردار لوگوں کو عقبیٰ کی بہبودی کی خوشی سنا دیویں۔ اللہ کے رسول اسواسطے نہیں بھیجے گئے کہ انسے اصحاب

کھف یا ذوالقرنین کے قصے پوچھے جاوین یا مکہ کے گردو نواح کے پہاڑون کو ہٹا دینے یا صفا مروہ کے سونا ہو جانے کی خواہش پیش کیجاوے یا قرآن کے احکام کو ہنسی مین اوڑا دیا جاوے ایسی باتون سے مطلب ان لوگون کا یہ ہے کہ یہ لوگ ایسے جھوٹے جھگڑون سے قرآن کی نصیحت کا اثر اورون کے دلون پر بھی جمنا نہین چاہتے لیکن انکے چاہنے سے کچھ نہین ہو سکتا جو اللہ چاہے گا وہ ہوگا اور اللہ کے ارادہ کے موافق جو کچھ ہوگا وہ ان لوگون کی آنکھون کے سامنے آجاویگا سورہ حشر مین آویگا کہ منکرین مکہ تو اپنے ان جھوٹے جھگڑون سے یہ چاہتے ہی رہے کہ قرآن کی نصیحت کا اثر لوگون کے دلون پر جمنے نہ پاوے مگر اللہ تعالی کے ارادہ کے موافق قبیلہ خزرج کے کچھ لوگ اسلام سے پہلے کی رسم کے موافق مدینہ سے مکہ مین حج کو آئے اور قرآن کی آیتین سنکر قرآن کی نصیحت کا اثر انکے دل پر اچھی طرح جم گیا اور منے کی پہاڑ کی گھاٹی مین انھون نے اسلام کی بیعت کی جس بیعت مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ شخص نقیب اسلام پھیلانے والے اس قبیلہ مین سے مقرر کئے اور اس بیعت کے بعد اہل مدینہ کا نام انصار قرار پایا جسکا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اسلام کے مددگار ہین - صحیح بخاری وغیرہ مین عبادہ بن صامت سے جو روایتین ہین اون مین یہ بیعت کا قصہ تفصیل سے ہے حاصل کلام یہ ہے کہ ان آیتون مین قریش کے جھوٹے جھگڑون کا اور اون جھگڑون سے قرآن کی نصیحت کا اثر لوگون کے دل پر نہ جمنے دینے کا ذکر مختصر طور پر ہے اس بیعت کے قصے سے اسکی تفسیر اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے جسکا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ یہ اہل مکہ اپنے جھوٹے جھگڑون سے جو کچھ چاہتے ہیں وہ ہرگز نہ ہوگا بلکہ اللہ جو چاہے گا وہی ہوگا اور اللہ تعالی کے ارادہ کے موافق جو کچھ ہوگا وہ ان اہل مکہ کی آنکھون کے سامنے آجاویگا منزل ۴
کہ قرآن کی نصیحت انصار کے دل پر ایسی جم جاویگی کہ ان انصار کی مدد سے آخر کو مکہ فتح ہو جاویگا اور مشرکین مکہ کی بہانتک ذلت ہوگی کہ اللہ کے رسول ان مشرکون کے جھوٹے معبودون کو اپنے ہاتھ کی لکڑی سے مار مار کر زمین پر گرا دینے کے اور کسی مشرک کو اتنی جرارت نہ ہوگی کہ وہ اپنے جھوٹے معبودون کی کچھ حمایت کر سکے - صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی اور صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی وہ حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین بتون کو زمین پر گرا دینے کا قصہ ہے اسی طرح صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی وہ حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین بدر کی لڑائی کے وقت ان مشرکین مین سے بڑے بڑے سرکش سردارون کے نہایت ذلت سے مارے جانے اور مرتے ہی عذاب آخرت مین گرفتار ہو جانے کا قصہ ہے ان آیتون مین دنیا اور آخرت کے عذاب کا جو وعدہ ہے اس کا ظہور اوپر کی روایتون سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے - پھر فرمایا قرآن کی نصیحت کا تو وہ اثر ہے کہ قبیلہ خزرج کے لوگ چند روز کے لئے مکہ مین آئے اور قرآن کی نصیحت کا اثر انکے دل پر ہو گیا اس صورت مین ان مکہ کے مشرکون سے بڑھ کر اپنی جان پر ظلم کرنے والا دنیا مین کون ہو سکتا ہے تیرہ برس تک انکو قرآن کی آیتون سے طرح طرح کی نصیحت کی گئی مگر اون لوگون نے اس نصیحت کی طرف کچھ رخ نہیں کیا اور اپنی سرکشی پر اڑے رہے پھر فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے علم غیب مین گمراہ ٹھہر چکے ہین اسلئے قرآن کی نصیحت کے سمجھنے سے انکے دلون پر پردہ پڑا ہوا ہے اور اسکے سننے سے انکے کان بہرے ہیں جسکے سبب سے اے رسول اللہ کے

قرآن کی تیرہ برس کی نصیحت نے اُنکو کچھ فائدہ نہین پہونچایا اور نہ آگے ایسے لوگون کو قرآن کی نصیحت سے کچھ فائدہ پہونچ سکتا ہے اور اللہ تعالی اپنی رحمت سے پہلے ایسے لوگون کو مہلت دیتا ہے عذاب کے بھیجنے مین جلدی نہین کرتا پھر جب مہلت کے زمانہ مین وہ لوگ اپنی سرکشی سے باز نہین آتے تو اُنکو کسی عذاب مین پکڑ لیتا ہے چنانچہ جس طرح پچھلی امتین طرح طرح کے عذابون سے ہلاک ہوئی ہین اون سب کے عذاب مین یہی عادت الٰہی جاری رہی ہے - صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ نافرمان لوگونکو اللہ تعالی پہلے مہلت دیتا ہے اُس مہلت کے زمانہ مین اگر وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہین آتے تو پھر کسی طرح کے عذاب سے اُنکو بالکل ہلاک کر دیتا ہے - عادت الٰہی جو اوپر بیان کی گئی ہے یہ حدیث گویا اُسکی تفسیر ہے - صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث بھی گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالی نے لوح محفوظ مین یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد کون شخص جنت مین جانے کے قابل کام کریگا اور کون شخص دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل اب جس قابل جو شخص پیدا ہوا ہے ویسے کام اُسکو اچھے اور آسان معلوم ہوتے ہیں - آیتون مین جن لوگون کا یہ حال بیان کیا گیا کہ قرآن کی نصیحت کے سمجھنے سے اُنکے دل پر پردہ پڑا ہوا ہے اور اُسکے سننے سے اُنکے کان بہرے ہین یہ حدیث اُنکے حال کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ کے علم مین دوزخی ٹھہر چکے ہیں اسلئے اُنکے کام بھی ویسے ہی ہیں -

منزل ۴

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ۝ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا

اور جب کہا موسی نے اپنے جوان کو مین نہ ہٹونگا جب تک نہ پہنچون دو دریا کے ملاپ تک یا چلا جاؤن قرنون پھر جب پہنچے دونون دریا کے

نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ۝ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا

بھول گئے اپنی مچھلی پھر اُسنے اپنی راہ کر لی دریا مین سرنگ بنا کر پھر جب آگے چلے کہا موسی نے اپنے جوان کو لا ہمارے پاس ہمارا کھانا

مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۝ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ

اِس سفر مین تکلیف بولا وہ دیکھا تو نے جب ہمنے جگہ پکڑی اِس پتھر پاس سو مین بھول گیا مچھلی اور یہ مجکو بھلا دیا

اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ۝ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۚ فَارْتَدَّا

شیطان ہی نے کہ اُسکا مذکور کرون اور وہ کر گئی اپنی راہ دریا مین عجب طرح کہا یہی ہے جو ہم چاہتے تھے پھر اُلٹے پیر

عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۝ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ

اپنے پیر پہچانتے پھر پایا ایک بندہ ہمارے بندون مین کا جسکو دی تھی ہمنے مہر اپنے پاس سے اور سکھایا تھا

مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝

اپنے پاس سے ایک علم کہا اُسکو موسے نے کے تو تیرے ساتھ رہون اِسپر کہ مجکو سکھا دے کچھ جو تجکو سکھائی گئی ہے بھلی راہ

ان آیتون مین مختصر طور پر قصہ شروع فرمایا ہے صحیح بخاری و مسلم مین ابی بن کعب کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس

کی جو روایتہ ہے آیتین اس قصہ کا شروع بیان کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل مین سے ایک شخص نے موسے علیہ السلام سے پوچھا کہ اس زمانہ مین اے موسی بڑا صاحب علم کون ہے موسے علیہ السلام نے جواب دیا کہ مین ہون۔ اللہ تعالی کو موسے علیہ السلام کا یہ جواب پسند نہین آیا کیونکہ موسے علیہ السلام نے اپنے جواب کو اللہ تعالی کے علم پر نہین سونپا اسواسطے اللہ تعالی نے موسے علیہ السلام کو خضر علیہ السلام سے ملنے کا حکم دیا اس حکم کے موافق موسے علیہ السلام نے اپنے خاص رفیق یوشع بن نون کو ساتھ لے کر خضر علیہ السلام کے ملنے کی غرض سے سفر کا ارادہ کیا۔ اب آگے وہی قصہ ہے جو ان آیتون مین ہے کہ موسے علیہ السلام نے یوشع بن نون سے کہا کہ اس سفر مین خواہ کتنی ہی مدت لگ جاوے لیکن جب تک مین دو دریاؤن کے ملنے کی جگہ تک نہ پہونچ جاؤن گا تو اسوقت تک مین اپنے اس سفر کا سلسلہ منقطع نہ کرونگا۔ اوپر کی حدیث مین یہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالی نے موسے علیہ السلام کو خضر علیہ السلام سے ملنے کا حکم دیا تو موسے علیہ السلام نے اللہ تعالی سے عرض کیا یا اللہ مجکو خضر علیہ السلام کہان ملینگے اللہ تعالی نے فرمایا وہ دو دریاؤن کے ملنے کی جگہ ملینگے۔ آیتون مین یہ جو ذکر ہے کہ موسے علیہ السلام نے دو دریاؤن کے ملنے کی جگہ تک کے سفر کا ارادہ یوشع بن نون سے ظاہر کیا حدیث کا یہ ٹکڑا آیتون کے اس ٹکڑے کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دو دریاؤن کے ملنے کی جگہ تک کا سفر موسے علیہ السلام نے اللہ تعالی کے حکم سے قرار دیا تھا۔ تفسیر عبد الرزاق مین قتادہ کا قول ہے کہ وہ دریائے فارس اور دریائے روم کے ملنے کی جگہ تھی۔ حضرت عبید اللہ بن عباس کی اوپر کی روایتہ مین یہ بھی ہے کہ موسے علیہ السلام نے اللہ تعالی سے یہ عرض کیا کہ یا اللہ دونون دریاؤن کی ملنے کی جگہ کی کوئی نشانی مجھکو معلوم ہوجاوے اسپر اللہ تعالی نے فرمادیا تھا کہ مری ہوئی ایک مچھلی تم اپنے ساتھ رکھو جہان وہ مچھلی جاتی رہے دونون دریاؤن کے ملنے کی جگہ وہین ہے آیتون مین یہ جو ذکر ہے کہ وہ مچھلی دریا مین سرنگ بنا کر چلی گئی اور موسے علیہ السلام نے جب یوشع بن نون سے مچھلی کا یہ حال سنا تو کہا ہم تو اس جگہ کی تلاش مین تھے حدیث کا یہ ٹکڑا گویا اسکی تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مچھلی کا جاتا رہنا مجمع البحرین کی نشانی تھی جو اللہ تعالی نے موسے علیہ السلام کو بتلائی تھی حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایتہ مین یہ بھی ہے کہ مجمع البحرین تک پہونچنے مین موسے علیہ السلام کو کچھ تکان نہین ہوئی تھی اللہ تعالی نے اس سفر کی جو حد ٹھہرائی اس سے بڑھنے کے بعد تکان کا غلبہ شروع ہوگیا تاکہ کھانے پینے کا ناشتہ یاد آوے اور ناشتے کے ذکر مین مچھلی کے کھوئے جانیکا حال سنکر موسے علیہ السلام اُلٹے پھرے۔ اب آگے جو فرمایا اسکا حاصل یہ ہے کہ یوشع بن نون سے مچھلی کا حال سنکر موسے علیہ السلام اُلٹے پھرے اور خضر علیہ السلام سے ملاقات کے وقت انھون نے یہ خواہش کی کہ مین تمہارے ساتھ چند روز اس ارادہ سے رہنا چاہتا ہون کہ جو علم اللہ تعالی نے تم کو دیا ہے اسمین سے تم کچھ مجھکو بھی سکھادو۔

قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ۝

بولا تو نہ سکے گا میرے ساتھ ٹھیرنا اور کیونکر ٹھیرے دیکھ کر ایک چیز جو تیرے قابو مین نہین

منزل ۴

اوپر کی آیتوں کی تفسیر میں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی حدیث جو گزری اور اس حدیث میں اس آیت کی تفسیر یوں ہے کہ جب حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کی ملاقات ہوئی اور حضرت موسےٰ نے حضرت خضر سے کہا کہ میں تمہارے پاس اسلئے آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو علم تم کو دیا ہے اس میں سے اُس میں سے کچھ سیکھوں اس وقت حضرت خضر نے یہ بات حضرت موسےٰ سے کہی کہ تمکو جو اللہ نے علم دیا ہے وہ میں نہیں جانتا اور مجھکو جو علم دیا گیا ہے اسکی معلومات تمکو معلوم نہیں اسواسطے تم میرے ساتھ رہکر جو باتیں میں کرونگا اُنپر صبر نکر سکوگے کیونکہ ان باتوں کی پوری مصلحت ابھی تم کو معلوم نہیں ہے اس سے بعضے علمائے صوفی نے مزاج نے یہ بات نکالی ہے کہ جس وقت حضرت خضر علیہ السلام کو کشتی کے توڑ ڈالنے اور لڑکے کے مار ڈالنے کا الہام ہوا اور باوجود اسکے کہ وہ الہام ظاہر شریعت موسوی کے برخلاف تھا مگر حضرت خضر نے اپنے الہام کے موافق عمل کیا اسی طرح اس امت میں اگر بعضے اولیا اللہ کو ایسا الہام ہوں جنکو کچھ الہام ایسا ہو جو ظاہر شریعت محمدی کے موافق نہ ہو تو بلحاظ شریعت اون اولیا اللہ کے الہام پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا علمائے شریعت نے اسبات کا جواب یہ دیا ہے کہ انبیائی شریعت پر قیاس کرکے شریعت محمدی کے زمانہ میں کسی ولی کا ایسا الہام جو ظاہرا شریعت محمدی کے خلاف ہو ہرگز مقبول نہیں ہو سکتا کیونکہ اور انبیا خاص ایک قوم کی ہدایت کے واسطے آیا کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ایسی عام ہے کہ اولیا تو درکنار آپکے زمانہ میں حضرت نوح سے لیکر حضرت عیسےٰ تک جتنے نبی صاحب شریعت میں اگر وہ زندہ اور موجود ہوتے تو سوا آپکی پیروی کے دوسرا کوئی طریقہ اختیار نہیں کر سکتے تھے چنانچہ سورہ آل عمران میں جانا (منزل ۱)
خدا تعالیٰ کا انبیاسے عہد لینے کا ذکر ہے وہاں حضرت علیؑ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی صحیح بخاری وغیرہ کی روایت سے یہہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ہر نبی سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا عہد لیا ہے اسی واسطے صحیح حدیث میں آپ نے فرمایا ہے اگر میرے زمانہ میں حضرت موسےٰ زندہ ہوتے تو ضرور میری پیروی کرتے یہ حدیث صحیح سند سے مسند امام احمد اور صحیح ابن حبان میں جابر بن عبداللہ کی روایت سے اور مسند امام احمد اور ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے آئی ہے غرض اولیا اللہ کے الہام میں صحیح مذہب یہی ہے جو مشائخ صوفیہ کرام مثلاً فضیل بن عیاض ابراہیم بن ادہم ابو سلیمان دارانی معروف کرخی جنید بغدادی کے حوالہ سے سورہ یونس میں گزر چکا ہے کہ ولی کا جو الہام شریعت کے موافق ہے وہ مقبول ہے نہیں تو نہیں اور صحیح روایتوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنات کی ہدایت کے لئے بھی مامور ہونا نصیبین کے جنات کا آپ پر اسلام لانا اور آپکا سورۃ الرحمٰن آخر تک پڑھکر سنانا اور یہ جن اور انسان کی ہدایت کے لئے آدمیوں کو استنجا کرنے سے آپکا منع کرنا اور یہ فرمانا کہ یہ دونوں چیزیں تمہارے مسلمان بھائی جنات کی خوراک ہے یہ سب کچھ اس تفسیر میں بیان کر دیا گیا ہے اسواسطے انسان تو کیا جنات میں بھی کوئی ولی ایسا نہیں قرار دیا جا سکتا جسکو خلاف شریعت محمدی الہام ہوا اور وہ الہام مقبول ہو سکے اس بات میں کہ آنحضرت خضر علیہ السلام کس زمانے میں پیدا ہوئے اور اب زندہ ہیں یا نہیں اور دونوں قسم کے ولی علما کا اختلاف ہے صحیح قول یہ ہے کہ انکی پیدائش کا زمانہ حضرت ابراہیم سے پہلے ہے اور وہ

حضرت ابراہیم کے دادا کے چچا کے بیٹے ہیں صحیح مسلم کی جابرؓ بن عبداللہ کی اُس حدیث کے موافق جو آنحضرت نے اپنی آخری عمر مین فرمائی ہے کہ سو برس کے بعد جتنے جاندار روئے زمین پر رُوح موجود ہین اون مین سے کوئی باقی نہ رہے گا امام بخاری ابن عربی اور کچھ اور علما اس بات کے قائل ہین کہ خضر علیہ السلام اب زندہ نہین ہیں لیکن علما کی بڑی جماعت اسی طرف ہے کہ حضرت خضر زندہ ہین اور آنحضرت کی حدیث کے فرمانے کے وقت وہ دریا مین تھے اس لئے جسطرح ابلیس پر اُس حدیث کا مطلب صادق نہیں آتا اسی طرح اُنپر بھی صادق نہیں آتا اور اکثر علما کے نزدیک وہ بھی نبی ہین لیکن رسول صاحب شریعت نہین ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی صحابی سے اِنکا ملاقات کرنا سند صحیح سے ثابت نہیں ہوتا ہان خلیفہ عمر بن عبدالعزیز سے اُنکا خلافت سے پہلے آکر ملنا اور خلافت کی خوشخبری کا دینا تاریخ ابی عروبہ وغیرہ مین سند صحیح سے ثابت ہے ابن عساکر نے صحیح سند سے روایۃ کی ہے جسمین ابوزرعہ کہتے ہیں کہ جب مین جوان تھا تو مین نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُنھون نے مجھکو اسی لوگون کی صحبت سے اور امیرون کے دروازہ پر جانے سے منع کیا جب مین بڈھا ہوگیا تو اُس شخص کو اُسی صورت میں پھر مین نے دیکھا اور اُسی شخص نے پھر مجھکو وہی نصیحت کی جو پہلی کی تھی جب مین نے اُس شخص سے بات کرنی چاہی تو وہ شخص غائب ہوگیا میرا جی گواہی دیتا ہے کہ وہ خضر تھے مگر یہ ابوزرعہ کے دل کی فقط ایک گواہی ہے کوئی روایۃ نہیں ہے تاریخ طبری وغیرہ مین ہے کہ حضرت خضر نے ذوالقرنین کے ساتھ سفر کیا ہے اُنکو چشمہ حیات کا پانی خدا نے دکھلا دیا اور اونھون نے وہ پانی پی لیا ذوالقرنین اُسی پانی سے محروم رہ گیا اسلئے حضرت خضر اُسوقت تک زندہ رہوین گے جب تک قرآن شریف دنیا سے اوٹھ گا مستدرک حاکم اور تفسیر ابن ابی حاتم کے حوالہ سے عبداللہؓ بن مسعود کی صحیح روایۃ سورہ بنی اسرائیل مین گزر چکی ہے کہ قیامت کے قریب قرآن شریف دنیا پر سے اوٹھ جاویگا حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ مین خضر علیہ السلام کی قیامت کے قریب تک زندہ رہنے کی روایتین جو جمع کی ہیں اُنمین اکثر روایتین ضعیف ہین

منزل ۴

قَالَ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِیْ لَكَ اَمْرًا ۝ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْـَٔلْنِیْ عَنْ

اسکی سمجھ کہا تو پاویگا اگر اللہ نے چاہا مجکو ٹھہرنے والا اور نہ ٹالونگا تیرا کوئی حکم بولا پھر اگر میرے ساتھ رہتا ہے تو مت پوچھ

شَیْءٍ حَتّٰٓی اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓی اِذَا رَكِبَا فِی السَّفِیْنَةِ خَرَقَهَا ؕ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ

ع ۹ ۲۱

مجھ سے کوئی چیز جبتک مین شروع نکردون تیرے آگے اسکا ذکر پھر دونون چلے یہان تک کہ جب چڑھے ناؤ مین اُسکو پھاڑ ڈالا موسیٰ بولا

اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَیْـًٔا اِمْرًا ۝ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ۝ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ

کہ ڈبادے اسکے لوگونکو تونے کی ایک چیز انوکھی بولا مین نے نکہا تھا تو نہ سکیگا میرے ساتھ ٹھیرنا کہا مجھکو نہ پکڑ میرے

بِمَا نَسِیْتُ وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا ۝ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓی اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ

بھول پر اور نہ ڈال مجھپر میرا کام مشکل پھر دونو چلے یہان تک کہ ملے ایک لڑکے سے اُسکو مار ڈالا موسیٰ بولا کیا تو نے مار ڈالا

نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ۝ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ

ایک جان ستھری بغیر بدلے کسی جان کے تونے کی ایک بیڑا معقول بولا میں نے تجکو نکہا تھا تو نہ سکے گا میرے ساتھ ٹھیرنا کہا

اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍۢ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ۝ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَيَا

اگر تجھے پوچھون کوئی چیز اس سے پیچھے پھر مجکو ساتھ نہ کہیو تو آ رچکا میری طرف سے الزام پھر دونو چلے یہان تک کہ پہنچے

اَهْلَ قَرْيَةٍ ۨ اسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ لَوْ شِئْتَ

گانو نکے لوگون تک کھانا چاہا وہان کے لوگون سے وہ نہ بنے کہ انکو مہمان رکھین پھر پائی اسمین ایک دیوار گرا چاہتی تھی اسکو سیدھا کیا

لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ۝ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝

تو ضرور دستوری کہا اب جدائی ہے میرے اور تمہارے بیچ اب جتاتا ہون تجکو پھیران باتونکا جس پر تو نہ ٹھہر سکا

جب خضر علیہ السلام نے موسی علیہ السلام سے یہ کہا کہ تم میرے ساتھ رہوگے تو تم سے میری باتون پر صبر نہ ہوسکے گا۔ اسی کا یہ جواب موسی علیہ السلام نے دیا کہ اگر اللہ نے چاہا تو مین تمہاری باتو پر صبر کرونگا اور تمہاری کوئی بات نہ ٹالون گا حضرت عبداللہ بن عباس کی حدیث صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے جو قصہ کے شروع مین گزری اس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وعدہ کے موافق موسی علیہ السلام اگر خضر علیہ السلام کی باتو پر صبر کرکے کچھ اور خضر علیہ السلام کے ساتھ رہتے تو خوب ہوتا کیونکہ اس صورت میں اور نئی باتین اللہ تعالی اس قصہ مین ذکر فرماتا اسی سورہ مین مسند امام احمد ترمذی نسائی اور ابن ماجہ کے حوالہ سے عبداللہ بن عمر کی صحیح روایت گزر چکی ہے جسمین یہ ہے کہ قسم کے ساتھ ہی اگر کوئی شخص انشاء اللہ کہہ لیوے تو قسم کے ٹوٹ جانے پر کفارہ نہین آتا وعدے کے ساتھ ہی موسی علیہ السلام نے ان شاء اللہ جو کہا اسکا فائدہ اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے حضرت موسی علیہ السلام کے اس وعدے کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے یہ شرط کی کہ اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو کسی بات کو جب تک مین نہ بتاؤن اسوقت تک اسکی تفصیل تم خود مجھ سے نہ پوچھنا حضرت عبداللہ بن عباس کی اوپر کی روایت مین ہے کہ کشتی والون نے مفت حضرت موسی علیہ السلام اور خضر خضر علیہ السلام کو کشتی مین بٹھالیا تھا اس لئے موسی علیہ السلام کو کشتی کا تختہ توڑ ڈالنے پر بڑا تعجب ہوا کہ بھلائی کرنے والون کے ساتھ خضر علیہ السلام نے یہ برائی کیون کی اوسی روایت مین یہ بھی ہے کہ کشتی کی مونڈیر پر ایک چڑیا آن کر بیٹھی اور ایک بون پانی دریا مین سے پیکر اڑ گئی اسپر حضرت خضر علیہ السلام نے موسی علیہ السلام سے کہا میرا اور تمہارا علم اللہ تعالی کے علم کے مقابلہ مین ایسا ہے جیسے دریا کے مقابلہ مین چڑیا کا پیا ہوا وہ ایک قطرہ پانی کا حدیث کا یہ ٹکڑا موسی علیہ السلام کے سفر کا نتیجہ ہے کیونکہ یہ اوپر گزر چکا ہے کہ بنی اسرائیل مین کے ایک شخص نے موسی علیہ السلام سے یہ پوچھا تھا کہ بڑا صاحب علم کون ہے اور موسی علیہ السلام نے اس سوال کے جواب کو اللہ تعالی کے علم پر نہین سونپا تھا اسی خرابی کے جتلانے کے لئے اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کو سفر کرنے اور خضر علیہ السلام سے ملنے کا حکم دیا تھا حدیث کے اس ٹکڑے مین خضر علیہ السلام کی جس نصیحت

کا ذکر ہے اوس سے مری خرابی جلانی گئی ہے حضرت عبداللہ بن عباس کی اوپر کی روایت مین یہ بھی ہے کہ خضر علیہ نے جس لڑکے کو قتل کیا اللہ کے علم غیب مین وہ لڑکا کافر ہو چکا تھا اگر وہ جیتا رہتا تو ماں باپ کو بھی اپنے جیسا کر لیتا۔ حدیث کے اس ٹکڑے سے اوس لڑکے کے قتل کرنے کی مصلحت سمجھ مین آسکتی ہے اوسی روایت مین یہ بھی ہے کہ اوس گاؤن کے لوگ جنکا ایسے بے رحم تھے کہ مسافرونکو کھانا نہین دیتے تھے تو ایسے لوگونکی دیوار کو بے مزدوری کے درست کر دینا حضرت موسے علیہ السلام کو ایک عجب کی بات معلوم ہوئی کشتی کی حالت پر جب موسی علیہ السلام نے اعتراض کیا تو خضر علیہ السلام نے الم اقل کہکر ٹال گئے جس کا مطلب یہ تھا کیا مین نے یہ پہلے ہی نہیں کہہ دیا تھا کہ تم سے میری باتو پر صبر نہیں ہو سکے گا لڑکے کی قتل کی حالت پر جب موسی علیہ السلام نے پہر اعتراض کیا تو خضر علیہ السلام نے الم اقل کے آگے لام کاف بڑہا کر تاکید کے طور پر کہا کہ تم سے مین تو پہلے ہی مین یہ کہہ چکا کہ تم میری باتو پر صبر کر سکوگے اس تاکید سے مطلب یہ ہے کہ جب تم میری باتون پر صبر نہین کر سکتے تو پہر میرے ساتھ کیون رہتے ہو حضرت عبداللہ بن عباس کی اوپر کی روایت مین یہ بھی ہے کہ موسی علیہ السلام کا پہلا اعتراض بھولے سے تھا اور دوسرا جدائی کی شرط کے طور پر اور تیسرا جان بوجھ کر جدائی کے قصد سے حدیث کا ٹکڑا موسی علیہ السلام کے تینون اعتراضون کی گویا تفسیر ہے حاصل کلام یہ ہے کہ چڑیا کے پانی پینے کے قصہ سے اس خضر کا نتیجہ تو موسی علیہ السلام سمجھ چکے تھے اسواسطے اونھون نے خضر علیہ السلام کے ساتھ اب زیادہ رہنا ضروری نہین خیال کیا اور دوسرے اعتراض کے وقت جدائی کی شرط کو ظاہر کر دیا۔

منزل ۴

أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَاءَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ

وہ جو کشتی تھی سو تھی کتنی محنتی جو نگی محنت کرتے تھے دریا مین سو مین نے چاہا کہ اس مین نقصان ڈالون اور انکے پیچھے تھا

كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ۝ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۝ فَأَرَدْنَا

ہر کشتی چین کر اور وہ جو لڑکا تھا سو اسکے ماں باپ تھے ایمان پر پہر ہم ڈرے کہ انکو عاجز کرے زبردستی اور کفر کر کر

أَنْ يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا ۝ وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ

بدلا دے انکو انکا رب اس سے بہتر ستھرائی مین اور لگاؤ رکھنا محبت مین اور وہ جو دیوار تھی سو دو یتیم لڑکونکی تھی اس شہر مین

وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً

اور اسکے نیچے مال گڑا تھا انکا اور انکا باپ تھا نیک پہر چاہا تیرے رب نے کہ پہنچین اپنے زور کو اور نکالین اپنا مال گڑا مہربانی

ع ۱۰ مِنْ رَبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝

سے تیرے رب کی اور مین نے یہ نہیں کیا اپنے حکم سے یہ پیر ہے ان چیزون کا جسپر تو نہ ٹھہر سکا

کشتی کا تختہ توڑنے کا سبب خضر علیہ السلام نے یہ بیان کیا کہ وہ کشتی ایسے محتاجون کی تھی جن کی گزر اسی کشتی کے کرایہ کی آمدنی پر تھی اور دریا کے پرے کنارہ پر ایک ظالم بادشاہ تھا جسکے حکم سے بادشاہی لوگ اچھی ثابت کشتیان مفت بیگار مین پکڑ

لیتے تھے اسواسطے میں نے اُس کشتی کا ایک تختہ توڑکر اُس کو عیب دار کردیا تھا کہ بادشاہی لوگ اُس کشتی کو نہ پکڑین اور اُن
تختہ جون کی آمدنی مین خلل نہ پڑے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ کی روایت ایک جگہ گزر چکی ہے جسکے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے
کہ جو کوئی اس بادشاہ کی طرح کسی کا کچھ مال زبردستی چھین لیگا قیامت کے دن اُسکی اُسی قدر نیکیان چھین کر مالک مال کو دیدی
جاوین گی حدیث کے اسی ٹکڑے کو پہلی آیت کے ساتھ ملانے سے ایسے ظالم لوگون کی آخرت کی سزا کا حال اچھی طرح معلوم
ہوجاتا ہے جس طرح کے ظالم بادشاہ کا ذکر آیتہ مین ہے لڑکے کے مار ڈالنے کا سبب یہ بیان کیا کہ اُسکے ماں باپ ایماندار تھے
اور وہ لڑکا اللہ تعالی کے علم غیب مین منکر ایمان ٹھہر چکا تھا اِس لئے اُس کے زندہ رہنے سے اُسکے ماں باپ بھی اُس کی محبت
مین اپنی حالت پر نہ رہتے دین کی حفاظت کی نظر سے یہ قتل ایسا ہی ہے جیسے مثلاً کعب بن اشرف کے قتل کا قصہ صحیح بخاری
مین جابر بن عبداللہ کی روایت سے ہے دونون قتلون مین فرق اتنا ہے کہ کعب بن اشرف کا دین مین خلل ڈالنا ظاہر ہوچکا
تھا اور اِس لڑکے کا یہ خلل باللہ تعالی کے علم غیب کے موافق آئندہ ظاہر ہوتا مگر اللہ تعالی نے وہ غیب کا حال خضر علیہ السلام
کو جتلا دیا اور اُنھون نے اللہ کے حکم سے اوسکو مار ڈالا حاصل کلام یہ ہے کہ شریعت اللہ کے حکم کا نام ہے خضر علیہ السلام کے
حق مین اللہ کا وہی حکم شریعت کا حکم تھا جسکے موافق اونھون نے عمل کیا شریعت موسوی کے موافق موسی علیہ السلام نے
خضر علیہ السلام پر جو اعتراض کئے تھے جب خضر علیہ السلام نے وما فعلتہ عن امری سے اُنکا جواب دیدیا تو خضر علیہ السلام کے
وہ کام شرعی ہوگئے ناقابل اعتراض سند سے نسائی مین حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ اس لڑکے کے مرجانے
پر اُسکی ماں کے پیٹ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جسکو اللہ تعالی نے ایک نبی کی ماں کردیا یہ حدیث فاردنا ان یبدلہما ربہما خیرا منہ
کی گویا تفسیر ہے دیوار کے سیدہا کردینے کا سبب یہ بیان کیا کہ اوس دیوار کے نیچے کا گڑا ہوا مال اون دونون یتیمون کو پہونچ
جانا اللہ کو منظور تھا صحیح بخاری میں سہل بن سعد سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیون کو
ذرا فرق سے کھڑا کرکے فرمایا میں اور یتیم کے ساتھ شفقت سے پیش آنے والا شخص جنت مین ایسے قریب ہونگے جسطرح
یہ دونون انگلیان ہین اس حدیث کو آخری آیتہ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ یتیمون کے حال پر اللہ تعالی کی ایک
خاص نظر رحمت ہے جسکے سبب سے اُسنے یتیمون کے ساتھ شفقت سے پیش آنے والے شخص کے لئے جو مرتبہ رکھا
ہے اُس کو اپنے رسول کی معرفت ظاہر فرمایا اور اُسی رحمت کے سبب سے اب تک شخصون کی یتیم اولاد کے مال کی
حفاظت فرمائی جس کا ذکر آیتہ مین ہے۔

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَاَتْلُوا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِى الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ
اور تجھسے پوچھتے ہین ذوالقرنین کو کہ اب پڑہتا ہون تمہارے آگے اسکا کچھ مذکور سنئے اُس کو جتا رکھا تھا ملک مین اور دیا تھا
مِنْ كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ﴿٨٤﴾ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِىْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ
ہر چیز کا اسباب پھر پیچھے پڑا ایک اسباب کے یہان تک کہ جب پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ پایا کہ وہ ڈوبتا ہے ایک دلدل

وَوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۭ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۝ قَالَ اَمَّا مَنْ
اور پائے اُسکے پاس ایک لوگ ہمنے کہا اے ذالقرنین یا لوگونکو تکلیف دے اور یا رکھے انمین خوبی بولا جو کوئی ہوگا
ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ۝ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا
بے انصاف سو ہم اُسکو ماردین گے پھر اُلٹا جاویگا اپنے رب کے پاس وہ ماردیگا اُسکو بری مار اور جو کوئی یقین لایا اور کیا اچھے
فَلَهٗ جَزَاۗءَ ۨ الْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ۝
بھلا کام سو اُسکو بدلے مین بھلائی ہے اور ہم کہین گے اُسکو اپنے کام مین آسانی

شروع سورۃ کی تفسیر مین گزر چکا ہے کہ یہود کے سکھانے سے مشرکین مکہ نے روح اصحاب کہف اور سکندر ذوالقرنین کا حال اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا۔ روح اور اصحاب کہف کا حال تو بیان ہوچکا یہ سکندر ذوالقرنین کا حال سبب نزول ہوا۔ اگرچہ ابوذرعہ کی کتاب دلائل النبوۃ تفسیر ابن جریر وغیرہ مین عقبہؓ بن عامر کی ایک روایۃ ہے جس سے سکندر ذوالقرنین کا مصری اور سکندر رومی کا ایک ہونا پایا جاتا ہے اور اسی روایۃ کی بنا پر تفسیر ابن جریر کے علاوہ بعضی اور تفسیرون میں بھی یہی لکھا ہے کہ قرآن شریف مین جس شخص کا قصہ ہے وہ سکندر رومی ہے لیکن حافظ ابن کثیر نے عقبہؓ بن عامر کی اسی روایۃ کو ضعیف ٹہراکر معتبر اہل تاریخ مثلاً سہیلی اندقی کے قول کے موافق اسی بات کو ترجیح دی ہے کہ سکندر ذوالقرنین جو پہلا سکندر ہے جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے اس سکندر اور حضرت ابراہیمؑ کا زمانہ ایک ہی ہے یہ سکندر ملتہ ابراہیمی کا پابند شخص تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اس شخص نے حج ادا کیا ہے۔ اس سکندر کے وزیر خضر علیہ السلام تھے دوسرا سکندر رومی ہے جسکا وزیر ارسطو تھا یہ عیسے علیہ السلام سے تین سو برس پہلے ہوا ہے یہ سکندر ثانی اور اسکا وزیر ارسطو بت پرست لوگ تھے تاریخ البدایہ والنہایہ حافظ ابن کثیر کی ایک بڑی معتبر کتاب دس جلد کی ہے جسمین قرآن اور حدیث کی تائید سے تاریخی قصے لکھے گئے ہین نبی اسرائیلی روایتین نہیں لی گئی ہین اسی طرح سہیلی قدیمی تاریخون کے حافظ علما اندلس مین مشہور ہین اسواسطے قرآن شریف کی تفسیر مین ایسے ہی لوگونکا قول معتبر قرار پاسکتا ہے کیونکہ قرآن شریف مین جس شخص کا قصہ ہے اُس مین یہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے ایک مشرک قوم کو اسکے قابو مین کردیا تو اسنے اُس قوم کو یہ حکم سنایا کہ اس قوم مین کے جو لوگ شرک پر قائم رہین گے اُنکو دنیا مین طرح طرح کے عذاب سے قتل کیا جاویگا اور عقبی مین ایسے لوگون پر اللہ تعالی جداسخت عذاب کریگا اور اس قوم مین کے جو لوگ خالص اللہ تعالی کی عبادت کے قائل ہوکر عقبی کی بہبودی کے لئے نیک عمل کرین گے دنیا مین ہم لوگ بھی اُنسے اچھی طرح پیش آوین گے اور عقبی مین ایسے لوگونکو بڑا اجر ملے گا قرآن شریف کی ان آیتون سے یقینی طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کا قصہ قرآن شریف مین ہے وہ خالص اللہ تعالی کی عبادت قیامت ملتہ ابراہیمی کے نیک عمل ان سب باتونکا قائل تھا اس لئے اس سکندر اول اور بت پرست سکندر ثانی کو ایک ٹہرانا قرآن شریف کی آیتون اور معتبر علمائے اسلام کے قول کے برخلاف ہے

مقالہ

تفسیر عبدالرزاق تفسیر ابن منذر اور مستدرک حاکم میں ابوہریرہؓ سے صحیح روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو معلوم نہیں کہ تبع اور ذوالقرنین نبی تھے یا نہیں اس حدیث سے بھی سہیلی ارزقی اور حافظ ابن کثیر کے اس قول کی پوری تائید ہوتی ہے کہ قرآن شریف میں سکندر رومی کا قصہ نہیں ہے کس لئے قرآن شریف میں ذوالقرنین کے نام سے قصہ آیا ہے اگر ذوالقرنین اور بت پرست سکندر رومی ایک ہوتے تو بت پرست سکندر ثانی کی نبوت کا شبہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہرگز نہ ہوتا فتح الباری میں کئی سند سے حضرت عبداللہ بن عباس کا قول ہے جسمیں ذوالقرنین کا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کرنے اور اسی زمانہ میں حج کرنے کا ذکر ہے سیرۃ ابن اسحاق میں ہے کہ ذوالقرنین کا نام سکندر ہے ان روایتوں سے بھی سہیلی ارزقی اور حافظ ابن کثیر کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے کہ سکندر رومی دو شخص گزرے ہیں کیونکہ سکندر رومی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں دو ہزار برس سے زیادہ کی مدت کا فرق ہے پھر یہ سکندر ثانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں کہاں سے آسکتا ہے محمد بن مسلم ابن شہاب زہری کا قول ہے کہ اس سکندر اول نے سورج کی غربی اور شرقی دونوں شعاعوں کے نیچے بہت دور تک کا سفر کیا اس لئے اس کا نام ذوالقرنین ہوگیا ابن شہاب زہری بڑے ثقہ اور مشہور تابعی ہیں اور حدیث کی سب کتابوں میں ان سے روایت ہے قرن کے معنے سینگ کے ہیں یہاں سورج کی غربی اور شرقی دونوں شعاعوں کو سورج کے سینگ قرار دیا گیا ہے - ان آیتوں میں فرمایا اے رسول اللہ کے یہ مشرکین مکہ تم سے ذوالقرنین کا حال جو پوچھتے ہیں تو تم ان لوگوں سے کہہ دو کہ میں تم لوگوں کو اسکا قصہ سناتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو دولت زمین کی بادشاہت دی تھی اور ہر طرح کا بادشاہت کا سامان اسکو عنایت کیا تھا جس سامان کو کام میں لاکر اس نے زمین کی غربی جانب کا سفر کیا اور اسکو یہ معلوم ہوا کہ ایک دل دل کے چشمہ میں سورج غروب ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ جسطرح کشتی کے بیٹھنے والے شخص کو غروب کے وقت یہ دکھائی دیتا ہے کہ دریا کے کنارہ پر سورج غروب ہو جاتا ہے یا ایک قلعہ کے رہنے والے شخص کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ کی دیوار کے پیچھے سورج غروب ہو جاتا ہے اسی طرح سکندر کو یہ دکھائی دیا کہ اس دلدل کے چشمہ میں سورج غروب ہوتا ہے ورنہ سورج تو ساری زمین سے کئی حصہ بڑا ہے زمین کے اتنے ٹکڑے میں جس میں وہ دلدل کا چشمہ ہے اس قدر گنجائش کہاں ہے کہ اس میں سورج چھپ جاوے علاوہ اسکے سورج آسمان پر ہے اور یہ دلدل کا چشمہ زمین پر پھر سورج کا آسمان پر سے اوتر کر زمین کے اس دلدل کے چشمہ میں غروب ہونا کیونکر ہو سکتا ہے سورہ یٰسین میں آوے گا کہ سورج کے طلوع غروب کا راستہ اور طریقہ اللہ تعالیٰ نے ٹھہرا دیا ہے سورج کی چال اس کے موافق ہے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سورج کی چال کی تفسیر یوں فرمائی ہے کہ سورج لوگوں کی نگاہ سے اوجھل ہو جانے کے بعد عرش معلے کے نیچے جاکر سجدہ کرتا ہے اور دوسرے دن مشرق سے نکلنے کی اسکو اجازت ہو جاتی ہے یہاں تک قیامت کے قریب اسکو مغرب سے نکلنے کا حکم ہوگا یہ حدیث صحیح بخاری مسلم نسائی وغیرہ میں ابوذرؓ کی روایت سے آئی ہے اس حدیث کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے وہی مطلب

مانزل

ہوا جو اوپر بیان کیا گیا کہ دلدل کے چشمے کے پاس جاکر سورج سکندر کی نگاہ سے اوجھل مین ہوگیا اور پھر اللہ تعالے کی ٹھہرائی ہوئی چال کے موافق وہان سے چلکر عرش معلی کے نیچے سورج نے سجدہ کیا اور دوسرے دن کے طلوع کی اجازت حاصل کی باقی مطلب آیتون کا وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ اوس دلدل کے چشمہ کے پاس اللہ تعالے نے ایک مشرک قوم کو سکندر کے قابو مین کردیا تو سکندر نے اوس قوم کو یہ حکم سنایا کہ اُس قوم مین کے جو لوگ شرک پر جمے رہیں گے اونکو دنیا مین طرح طرح کے عذاب سے قتل کیا جاویگا اور عقبی مین ایسے لوگو پر اللہ تعالی جداسخت عذاب کریگا اور اِس قوم مین کے جو لوگ خالص اللہ تعالی کی عبادت کے قائل ہوکر عقبی کی بہبودی کی نیت سے نیک عمل کرینگے دنیا مین ہم لوگ بھی اون سے اچھی طرح پیش آوینگے اور عقبی مین بھی اونکو بڑا اجر ملے گا مجاہد اور سفیان ثوری کا قول ہے کہ تمام روئے زمین کی بادشاہت چار شخصون کو ملی ہے جس مین سلیمان علیہ السلام اور ذوالقرنین ایماندار تھے اور نمرود اور بخت نصر کافر۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ

پھر لگا اپنے اسباب کے پیچھے یہانتک کہ جب پہنچا سورج نکلنے کی جگہ پایا کہ وہ نکلتا ہے ایک لوگو پر کہ نہیں بنادی

مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۝ كَذٰلِكَ ۛ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۝

ہمنے اوس سے دے کچھ اوٹ یون ہی ہے اور ہمارے قابو مین اچکی ہے اُسکے پاس کی خبر

منزل ۴

مغرب کی طرف کے سفر سے فارغ ہوکر ذوالقرنین نے مشرق کی طرف کا جو سفر کیا اُن آیتون مین اُسکا ذکر ہے کہ اللہ تعالی نے روئے زمین کی بادشاہت کا سامان جو ذوالقرنین کو دیا تھا اُس سامان کو کام میں لاکر مغرب کی طرف کے سفر کے بعد اُس نے مشرق کی طرف کا سفر کیا اور ایسی سرزمین پر پونہچا جہان پہلے پہل سورج نکلتا ہے اور وہان اُسنے ایک ایسی قوم کو دیکھا کہ جنکے لئے سورج کی دھوپ سے بچنے کے واسطے اللہ تعالی نے کوئی آڑ نہیں بنائی مطلب یہ ہے کہ اُس سرزمین پر نہ قدرتی کچھ پہاڑ و درخت ایسے ہیں کہ اُنکی آڑ مین وہ لوگ دھوپ سے بچ سکین نہ وحشی پن کے سبب سے اتنی عقل اُن لوگون مین ہے کہ وہ مکان بناوین زمین مین سرنگین کھود رکھی ہیں دھوپ کے وقت اون مین گھس جاتے ہیں۔ اور ٹھنڈے وقت اون سرنگون مین سے نکل کر دنیا کا کچھ کام دہندہ کرلیتے ہیں قتادہ کا قول ہے کہ یہ سرزمین حبشیون کی آخری سرحد پر ہے کذالک اِس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اور ملکون میں اللہ تعالی نے پہاڑ اور پیڑ دھوپ سے بچنے کی آڑ کے لئے پیدا کئے ہیں اُس زمین پر نہیں ہین اور نہ اللہ تعالی نے اون لوگون کو اتنی عقل دی ہے کہ وہ مکان بناکر دھوپ سے بچ جاوین بعضے مفسرون نے کذالک کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ ذوالقرنین نے جو حکم مغرب کی طرف کے سفر مین مشرک قوم کو سنایا تھا وہی حکم اِس مشرقی قوم کو سنایا کہ اِس قوم مین کے جو لوگ شرک پر اڑے رہیں گے اُنکو دنیا مین طرح طرح کے عذاب سے قتل کیا جاویگا اور عقبی مین بھی ایسے لوگون پر اللہ تعالی سخت عذاب کریگا اور اِس قوم

ہین کے جو لوگ خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کے قائل ہو کر عقبیٰ کی بہبودی کی نیت سے نیک عمل کرین گے دنیا مین ہم لوگ بھی اُن سے اچھی طرح پیش آوین گے اور عقبیٰ مین بھی اون کو بڑا اجر ملے گا صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا مین جو کچھ ہو رہا ہے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے وہ سب اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے یہ حدیث وقدا حطنا بما لدیہ خبرا کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ذوالقرنین کے پاس جو کچھ اتنے بڑے سفر کا سامان تھا اور جو کچھ اس سفر مین اُسنے عجائبات دیکھے تھے اُن مین سے کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر نہین ہے کیونکہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر یہ سب باتین اور تمام دنیا کی باتین اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ مین لکھ لی ہیں۔

ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِن دُونِهِمَا قَوْمًا لَّا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ

پھر لگا ایک اسباب کے پیچھے یہان تک کہ جب پہنچا دو آڑ کے بیچ پائے اُسنے درے ایک لوگ لگتے نہین کہ وہ سمجھین

قَوْلًا ۝ قَالُوا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ

ایک بات بولے اے ذوالقرنین یہ یاجوج اور ماجوج دھوم اٹھاتے ہیں ملک مین تو کہہ تو ٹھیرا دین

لَكَ خَرْجًا عَلَىٰ أَن تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۝ قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي

تیرے واسطے کچھ محصول اسپر کہ بنا دے تو ہم مین انمین ایک آڑ بولا جو مقدور دیا مجکو میرے رب نے وہ بہتر ہے سو مدد کرو مجھ

منزل ۴ بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۝ آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ

محنت مین بنا دون تمہارے انکے بیچ ایک دبا با لاؤ مجکو تختے لوہے کے یہان تک کہ جب برابر کر دیا دو پہاڑون کے

الصَّدَفَيْنِ قَالَ انفُخُوا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ۝

تک پہاڑ کے کہا دھونکو یہانتک کہ جب کر دیا اُسکو آگ کہا لاؤ میرے پاس کہ ڈالون اسپر پگھلا تانبا

مغرب کی طرف اور مشرق کی طرف کے سفر سے فارغ ہو کر ذوالقرنین نے شمال کی طرف کا جو سفر کیا ان آیتون مین اُسکا ذکر ہے کہ اِس سفر مین وہ دو پہاڑون کی گھاٹی مین پونہچا ان پہاڑون کی ورلی طرف ایک جنگلی قوم رہتی تھی جس کے لوگ نہ دوسری کسی قوم کی بات سمجھ سکتے تھے نہ اون کی بات کوئی دوسری قوم سمجھ سکتی تھی ذوالقرنین کو اللہ تعالیٰ نے اون کی بات کی سمجھ دی اون لوگون نے ذوالقرنین سے یہ کہا کہ ان پہاڑون کی پرلی طرف یاجوج ماجوج کی قوم رہتی ہے اُس قوم کے لوگ پہاڑون کی گھاٹی مین سے ورلی طرف آنکر ہماری کھیتی اور جانورون کو بہت نقصان پہونچاتے ہین ہم لوگ چندہ کر کے روپیہ دیتے ہیں اوس روپے کے خرچ سے ہمارے اور یاجوج ماجوج کے بیچ مین ایک دیوار بنائی جاکر اِس گھاٹی کو بند کر دیا جاوے تو پھر یاجوج ماجوج ہمکو کچھ تکلیف نہ دے سکین گے تفسیر عبدالرزاق مین قتادہ کا قول ہے کہ یاجوج ماجوج نوح علیہ السلام کے بیٹے یافث کی اولاد مین ہیں۔ قتادہ کے اِس قول سے وہ مشہور قصہ بے اصل قرار پاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک دفعہ

سونے مین نہانے کی حاجت ہو کر آدم علیہ السلام کا نطفہ زمین پر گر پڑا تھا زمین کی اوس مٹی سے یاجوج ماجوج کی پیدائش ہوئی
ہے نسائی مین عمرو بن اوس کی اپنے باپ کے حوالہ سے صحیح ابن حبان مین عبد اللہ بن مسعود سے اور تفسیر عبد بن حمید بن
عبد اللہ بن سلام سے معتبر روایتین ہین جنکا حاصل یہ ہے کہ یاجوج ماجوج مین کا ہر شخص جب مرتا ہے کہ اُسکی اولاد کی گنتی
ایک ہزار تک پونہچ جاتی ہے صحیح بخاری و مسلم مین ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ دوزخیون کی ہزار آدمیون کی جماعت
مین سے نو سو ننانوین یاجوج ماجوج ہون گے ان روایتون سے یاجوج ماجوج کی کثرت کا حال اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے
حاصل کلام یہ ہے کہ جب اس جنگلی قوم کے لوگون نے دیوار بنانے کے خرچ کے لئے چندہ کا ذکر کیا تو ذوالقرنین نے اُن کو
جواب دیا کہ اللہ تعالی نے جو مجھکو مقدور دیا ہے وہ بغیر چندہ کے دیوار کے بنانے کے لئے کافی ہے تم لوگ فقط ہاتھ پاؤن
سے محنت کرو اور اتنے لوہے کے تختے لادو کہ مین اون سے اس گھاٹی کو دونو پہاڑون کی اونچائی تک روک دون اور
پہر اس لوہے کو خوب تپا کر اون تختون کی درزون مین پگھلا ہوا تانبا ڈالدون ناقابل اعتراض سند سے طبرانی مین ابی
بکرہ سے روایت ہے جسمین یہ ہے کہ ایک شخص نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بیان کیا کہ مین نے سد سکندری
کو دیکھا ہے آپ نے اُس شخص سے اُس دیوار کی صورت پوچھی تو اُسنے چار خانے کی لنگی کی صورت بتائی اپنے فرمایا شخص
سچ کہتا ہے کہ اُس نے سد سکندری کو دیکھا ہے یہ حدیث مسند بزار مین بھی ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا
کہ اُس دیوار مین لوہے کے تختون کی درزون کو پگھلے ہوئے تانبے سے بھرا گیا ہے اس لیے اُسکی صورت سیاہ سرخ دھاریدار منزل ۴
کے چار خانہ کی ہوگئی ہے قتادہ کا قول بھی ابی بکرہ کی اس روایت کے موافق ہے خلفائے عباسیہ مین سے خلیفہ واثق
باللہ نے کچھ لوگ اس دیوار کے دیکھنے کے لئے بھیجے تھے دو برس کے سفر کے بعد اون لوگون نے واپس آکر یہی بیان
کیا کہ یہ دیوار لوہے اور تانبے سے بنائی گئی ہے شاہ صاحب نے اپنے فائدہ مین یہ جو لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
کے وقت مین روپیہ برابر سوراخ دیوار مین پڑ گیا تھا یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم مین ابو ہریرہ کی روایت سے ہے حضرت
عیسے علیہ السلام جب دجال کو قتل کر چکینگے اُسوقت یہ دیوار گر پڑیگی جس کے سبب سے یاجوج ماجوج گھاٹی کی دونو طرف آنکی
زمین مین طرح طرح کی خرابی ڈالینگے دریاندیون اور کندن کا سب پانی پی جاوینگے جو کچھ ملے گا وہ کھا جاوینگے آسمانکی
طرف تیر چلا دینگے جو اُنکو زیادہ گمراہ کرنے کے لئے خون مین بھرے ہوئے پلٹین گے اسوقت عیسی علیہ السلام اللہ کے حکم سے
اپنے ساتھ کے مسلمانون کو لیکر کوہ طور پر چڑھ جاوینگے اور جب وہان مسلمانون کو کھانے پینے کی بہت تکلیف ہوگی تو
عیسی علیہ السلام یاجوج ماجوج کے حق مین بددعا کرینگے جس کے اثر سے ان کی ناکون مین ایک طرح کا کیڑا پیدا ہو جاوے گا
اور اسی مرض سے سب ہلاک ہو جاوینگے مسند ابی یعلی مستدرک حاکم وغیرہ مین ابو ہریرہ اور حذیفہ سے جو روایتین ہین اُن
مین یہ ذکر تفصیل سے ہے حاکم نے ان روایتونکو صحیح قرار دیا ہے شاہ صاحب نے اپنے فائدہ مین ان ہی روایتون کا خلاصہ
بیان کیا ہے یہ روایۃ نواس بن سمعان سے صحیح مسلم مین بھی مختصر طور پر آئی ہے یاجوج ماجوج کے نکلنے کی زیادہ تفصیل سورہ انبیاء مین

فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ۝ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ

پھر نہ سکیں کہ اُسپر چڑھ آویں اور نہ سکیں اُسکو سوراخ کرنا بولا یہ ایک مہر ہے میرے رب کی

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ۝

پھر جب آوے وعدہ میرے رب کا گراوے اُسکو ڈھاکر اور ہے وعدہ میرے رب کا سچا

یہ قصہ کے بیچ میں اللہ تعالیٰ نے ایک غیب کی بات فرمائی کہ قیامت کے قریب تک نہ یاجوج ماجوج اُس دیوار پر چڑھ کر گھاٹی کی ورلی طرف اسکیں گے نہ دیوار میں سوراخ کرکے اُسکیں گے صحیح بخاری و مسلم کی ابوہریرہ کی روایت کے حوالہ سے اوپر یہ جو گزرا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت میں روپیہ برابر سوراخ اس دیوار میں ہوگیا تھا آیتہ کے اس ٹکڑے اور اوس حدیث میں کچھ اختلاف نہیں ہے کیونکہ حدیث میں جس سوراخ کا ذکر ہے وہ یاجوج ماجوج کے نقب لگانے سے نہیں پڑا اور وہ سوراخ ایسا ہے جس میں سے آیت کے مضمون کے برخلاف وقت مقررہ سے پہلے یاجوج ماجوج گھاٹی کی ورلی طرف آسکتے ہیں بلکہ یہ سوراخ تو اللہ کے حکم سے اس لئے پڑا ہے کہ وقت مقررہ تک رفتہ رفتہ یہ سوراخ بڑھکر دیوار کو کمزور کردیوے جس سے وقت مقررہ پر دیوار گر پڑے اور یاجوج ماجوج تمام زمین پر پھیل جاویں اوپر کی آیتوں کی تفسیر میں گزر چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دجال کو قتل کرچکیں گے تو یہ وقت مقررہ آجاویگا سورہ انبیاء میں بھی اس وقت مقررہ کا ذکر آویگا اب آگے ذوالقرنین کا قول پھر شروع ہوا کہ ذوالقرنین نے اس دیوار کے بنجانے کو اللہ کی رحمت کہا کیونکہ اس دیوار کے بنجانے سے ذوالقرنین کا ایک نیک کام دنیا میں باقی رہا اور اُس جنگلی قوم کا نقصان بچ گیا اور ساتھ ہی اس کے اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کی زبان سے یہ سچی بات بھی کہوادی کہ جب اللہ تعالیٰ کا ٹھہرایا ہوا وقت مقررہ آجاویگا تو اس دیوار کی مضبوطی کچھ کام نہ آویگی بلکہ وقت مقررہ پر یہ دیوار گر کر بالکل ڈھیر ہوجاوے گی ملتہ ابراہیمی کے موافق ذوالقرنین کو یہ بات معلوم تھی کہ دنیا کی کسی چیز کو ہمیشگی نہیں اسواسطے ذوالقرنین نے اس دیوار کے گرجانیکا ذکر کرکے

منزل ۴

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۝ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ۝ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۝

اور چھوڑ دینگے ہم خلق کو اُسدن ایک دوسرے میں دھنستے اور پھونکا جاویں صور میں پھر جمع کرلاویں انکو ہم سارے اور دکھاویں ہم دوزخ کافروں کو سامنے جنکی آنکھوں پر پردہ پڑا تھا میری یاد سے اور نہ سکتے تھے سننا

یہ ہر ایک ایماندار آدمی کا اعتقاد ہے کہ دنیا کی کوئی چیز ہمیشہ رہنے والی نہیں اسی اعتقاد کے موافق ذوالقرنین نے وقت مقررہ پر اُس دیوار کے گرجانے کا ذکر کیا اب اُس دیوار کے گرجانے کے بعد جو کچھ ہوگا وہ ایک غیب کی بات تھی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیتہ میں فرمایا کہ اُس دیوار کے گرتے ہی یاجوج ماجوج اپنی کثرت کے سبب سے دریا کی موج کی طرح تمام زمین پر پھیل جاوینگے صحیح مسلم کی نواس بن سمعان کی جس روایتہ کا تذکرہ اوپر گزرا اُسمیں یاجوج ماجوج کے زمین پر پھیل جانے

سے لیکر پہلے صور تک کا حال یون ہے کہ یاجوج ماجوج کے زمین پر پھیل جانے سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا کہ تم اپنے ساتھ کے ایماندار لوگون کو لیکر کوہ طور پر چڑھ جاؤ کیونکہ زمین پر اب اللہ کی ایک ایسی مخلوق پھیلنے والی ہے جس کے مقابلہ کی تمہیں طاقت نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے موافق عیسی علیہ السلام اپنے ساتھیون کو لیکر کوہ طور پر چڑھ جاوینگے اور یاجوج ماجوج زمین مین پھیل کر طرح طرح کی دھوم مچاوین گے جس کا ذکر اوپر کی آیتون کی تفسیر مین گزر چکا ہے کوہ طور پر عیسی علیہ السلام اور اُن کے ساتھیون کو کھانے کی چیزون کی اس قدر تکلیف ہوگی کہ ایک گائے کی سری کی قدر سو اشرفیون سے بھی زیادہ ہوجاویگی اس تکلیف سے تنگ آکر عیسی علیہ السلام یاجوج ماجوج کے حق مین بددعا کرین گے اور اللہ کے رسول کی بددعا سے طرح یاجوج ماجوج ہلاک ہوجاوین گے اُس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے یاجوج ماجوج کی ہلاکت کے بعد اللہ تعالیٰ ایک طرح کے جانور پیدا کریگا جو جانور یاجوج ماجوج کی لاشون کو اوٹھاکر جہان اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا وہان پھینک دین گے اور اللہ کے حکم سے پھر خوب مینہہ برسے گا جس سے زمین پر لاشون کے سبب سے بدبو پھیل گئی تھی وہ سب جاتی رہوے گی اس کے بعد عیسی علیہ السلام اور اُنکے ساتھیون کو کوہ طور سے زمین پر اوترنے کا حکم ہوگا اور سات برس تک عیسی علیہ السلام اور اُنکے ساتھی زمین پر رہوین گے اگرچہ نواس بن سمعان کی روایت مین ان سات برس کا ذکر نہیں ہے لیکن صحیح مسلم کی اور روایتون مین یہ ذکر صاف آیا ہے اُس نواس بن سمعان کی روایۃ کے موافق اسکے بعد ایک ٹھنڈی ہوا ایسی چلے گی جس کے اثر سے سب لوگ مرجاوین گے جن کے دل مین کچھ بھی ایمان ہے صحیح مسلم کی انس بن مالک کی روایت کے موافق اب ایسے لوگ دنیا مین رہ جاوین گے جو کبھی اللہ کا نام بھی نہ لیوین گے ایسے ہی لوگون کے زمانہ مین پہلا صور پھونکا جاویگا تمام دنیا فنا ہوجاویگی اس کے چالیس برس کے بعد دوسرا صور پھونکا جاویگا اور سب لوگ قبرون سے اوٹھ کر حساب کتاب کے لئے میدان محشر مین جمع ہوجاوین گے اسی دوسرے صور کا اور سب لوگون کے میدان محشر میں جمع ہوجانے کا ذکر اس آیت مین ہے دوسرے صور کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے اسی کے مشرکین مکہ منکر تھے اسی واسطے خاص طور پر اسی کا ذکر فرمایا یاجوج ماجوج کے نکلنے کے بعد سے دوسرے صور تک جن باتون کا ذکر اوپر گزرا اُن باتون کا کچھ ذکر آیت میں نہین فرمایا اس تفسیر مین کئی جگہ اس بات کا ذکر آیا ہے کہ ہجرت سے پہلے مسلمانون کی کمزوری کے زمانہ مین درگزر کا جو حکم تھا ہجرت کے بعد مسلمانون مین قوت آجانے اور جہاد کا حکم نازل ہوجانے سے وہ درگزر کا حکم منسوخ نہین ہے کیونکہ شریعت مین جو احکام کسی سبب کے موجود ہی پر منحصر ہین اُنکا مطلب یہ ہے کہ جب سبب پایا جاویگا تو حکم بھی پایا جاویگا نہین تو نہین۔ مثلاً مالداری زکوۃ کے واجب ہونے کا سبب ہے اور تندرستی زکوۃ کے واجب ہونیکا سبب ہے اب فرض کیا جاوے کہ ایک شخص کچھ عرصہ تک تندرست تھا پھر مالدار ہوگیا اور کچھ مدت کے بعد پھر پہلے کیطرح اسکو تندرستی آن گئی تو جس طرح پہلے تندرستی کے زمانہ مین شریعت کا یہی حکم ہے کہ ایسے تندرست شخص پر زکوۃ واجب نہین ہے کیونکہ زکوۃ کے واجب ہونیکا سبب جو شخص مین اب نہیں پایا جاتا یہی حالت جہاد کے حکم کی ہے کہ ہجرت سے پہلے مسلمانون کی کمزوری کے سبب سے درگزر کا حکم تھا جہاد کا حکم نہین تھا ہجرت کے بعد مسلمانون مین قوت آگئی اس لئے جہاد کا حکم ہوا اب ضعف اسلام کے وقت مسلمانونکی

منزل ۴

وہی حالت ہوجاویگی جو مالدار شخص کی پچھلی تنگدستی کی حالت تھی اسواسطے جس طرح ایسے تنگدست شخص کے حق مین شریعت کا یہ حکم ہے کہ ایسے شخص پر زکوۃ واجب نہین ہے اسی طرح مسلمانون کی کمزوری کے زمانہ مین جہاد کا بھی وہی حکم ہے کہ ایسے وقت مین بجائے جہاد کے حکم پر عمل کرنے کے درگزر کے حکم پر عمل کیا جاوے اس لئے اس تفسیر مین یہی قول صحیح قرار دیا گیا ہے کہ جہاد کے حکم سے درگزر کا حکم منسوخ نہین ہے بلکہ درگزر کے زمانہ مین مسلمانون کی جو حالت تھی ویسی حالت مین اب بھی درگزر کا حکم ہے اس تفسیر مین جہان کہین یہ ذکر کیا گیا ہے کہ درگزر کا حکم منسوخ نہین ہے وہان صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو سعید خدری کی وہ حدیث بھی ذکر کی گئی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا ایماندار شخص جب کوئی خلاف شریعت بات دیکھے تو قوت کے وقت ہاتھ سے اسکی اصلاح کرے اگر ہاتھ سے اصلاح کرنے کی قوت نہ ہو تو زبان سے نصیحت کرکے اسکی اصلاح کرے اور اگر ضعف اسلام کے سبب سے زبانی نصیحت کی بھی قوت نہ ہو تو دل سے اس خلاف شریعت بات کو برا جانے یہ صحیح حدیث ہر جگہ اس تفسیر مین اس مطلب کے ثابت کرنے کے لئے بیان کی گئی ہے کہ اگر درگزر کا حکم منسوخ ہوتا تو ضعف اسلام کے زمانہ مین خلاف شریعت بات کو دیکھکر ہاتھ پاؤن کی کوشش سے درگزر کرنے اور زبانی نصیحت یا دلی نفرت کے کافی ہوجانے کا حکم اللہ کے رسول ہرگز نہ دیتے جو مطلب ابو سعید خدری کی حدیث ذکر کی گئی جگہ سے ثابت کیا گیا ہے وہی مطلب نواس بن سمعان کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ شرعی روایتون سے جسطرح یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ آخری زمانہ مین حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے زمین پر آوینگے اور چالیس برس کے قریب زمین پر رہینگے اسی طرح شرعی روایتون سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ اس زمانہ مین عیسی علیہ السلام ہر کام شریعت محمدی کے موافق کرینگے اب اگر شرع محمدی مین درگزر کا حکم منسوخ ٹھہرایا جاوے تو عیسی علیہ السلام کو یہ حکم کیونکر ہوسکتا ہے کہ تم مین یاجوج ماجوج کے مقابلہ کی طاقت نہین ہے اس لئے تم ان کے مقابلہ سے درگزر کرو اور اپنے ساتھیون کو لیکر کوہ طور پر چڑھ جاؤ صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ ستر ہزار نکلیں لگا کر دوزخ کو محشر کے میدان مین لایا جاویگا آیہ مین یہ جو ذکر ہے کہ دوزخ مین جھونکے جانے سے پہلے نافرمان لوگونکو دوزخ کے عذاب کا حال دکھایا جاویگا یہ حدیث گویا اسکی تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جس دوزخ کے یہ لوگ دنیا مین منکر تھے انکو قائل کرنے کے لئے پہلے میدان محشر مین اوس دوزخ کو انہین دکھایا جاویگا پھر حساب وکتاب کے بعد اوس مین انکو جھونکا جاویگا صحیح بخاری وسلم کے حوالہ سے حضرت علی کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالی نے لوح محفوظ مین یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد کون شخص جنت مین داخل ہونیکے قابل کام کریگا اور کون دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل اب دنیا مین پیدا ہونے کے بعد ہر شخص اسی انجام کے قابل کام کرتا ہے اور ویسے ہی کام اسکو اچھے اور آسان معلوم ہوتے ہین اس حدیث کو آیت کے ساتھ ملانے سے آیت کے آخری ٹکڑے کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے علم غیب مین دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل قرار پاچکے ہین وہ برے کامون مین ایسے مصروف ہین

منزل ۴

کہ اللہ تعالی کی وحدانیت کی نشانیون کے دیکھنے سے انکی آنکھو پر گویا پردہ پڑا ہوا ہے اور قرآن کی نصیحت کے سننے سے انکے کان گویا بہرے ہین اس سبب سے ایسے لوگ مرتے دم تک اسی حالت پر رہ کر آخر کو مر جاوینگے اور قیامت کے دن دوزخ کا ایندہن بنین گے۔

أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِن دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾

اب کیا سمجھے ہیں منکر کہ ٹھیرادین میرے بندونکو میرے سوا حمایتی بننے رکھی ہے دوزخ منکرون کی مہمانی

اوپر اون مشرکون کا ذکر تھا جنکی آنکھو پر اللہ تعالی کی وحدانیت کی نشانیونکے دیکھنے سے پردہ پڑا ہوا تھا اور انکے کان قرآن کی نصیحت کے سننے سے بہرے تھے اس آیت مین فرمایا کیا ایسے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شیطان کے بہکانے سے جن نیک لوگونکی مورتون کی پوجا یہ بت پرست دنیا مین کرتے ہیں عقبی مین وہ نیک لوگ ان بت پرستون کے کچھ کام آوینگے پھر فرمایا یہ سمجھنا ان لوگونکی بڑی نادانی کی سمجھ ہے عقبی مین وہ نیک لوگ ان بت پرستون کی بت پرستی پر اللہ تعالی کی گواہی سے بیزاری ظاہر کرینگے اور اللہ تعالی کا یہ وعدہ ہے کہ اسکی درگاہ مین مشرک کی کسی طرح بخشش نہین اسواسطے ایسے لوگونکی مہمانی کے لئے دوزخ کی آگ تیار کر رکھی ہے نیک لوگ اپنی مورتون کے پوجا کرنے والون سے قیامت کے دن بیزاری ظاہر کرکے اوس بیزاری پر اللہ تعالی کو جو گواہ قرار دیوین گے اسکا ذکر سورہ یونس مین گزر چکا ہے اور مشرک کی بخشش نہ ہونے کا جو اللہ تعالے کا وعدہ ہے اسکا ذکر سورہ النساء مین گزر چکا ہے صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جس قوم مین پہلے پہل بت پرستی پھیلی اُس قوم مین کے کچھ نیک لوگ مرگئے تھے جنکے مرجانے کا رنج قوم کے لوگون کو بہت تھا شیطان نے قوم کے لوگون کے دل مین یہ وسوسہ ڈالا کہ اون نیک لوگون کی صورتین بناکر رکھ لی جاوین تو اون نیک لوگون کے آنکھون کے سامنے سے اوٹھ جانے کا کچھ رنج کم ہوجاویگا قوم کے لوگون نے اس وسوسہ شیطانی کے موافق عمل کیا اور ایک عرصہ تک تو وہ بت یون ہی رہے پھر رفتہ رفتہ انکی پوجا ہونے لگی اسی قوم کی ہدایت کے لئے نوح علیہ السلام نبی ہوکر آئے مگر بت پرستی دنیا سے نہ اوٹھی اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ بغیر مرضی اور بلا اجازت نیک لوگون کے نیک لوگونکی مورتین بنائی گین اور اون ہی مورتون کی پوجا سے دنیا مین بت پرستی شروع ہوئی جسکی اون نیک لوگونکو خبر تک نہین اسی واسطے قیامت کے دن وہ نیک لوگ اس سے اپنی بے خبری اور بیزاری ظاہر کرکے اللہ تعالی کو اُنپر گواہ ٹھیراوین گے

منزل ۴

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ

تو کہہ بتاوین تمکو کن کے کئے بہت اکارت جھکی دوڑ بہک رہی ہے دنیا کی زندگی مین اور وہ سمجھتے ہین کہ خوب

يُحْسِنُونَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ

بناتے ہین کام وہی ہین جو منکر ہوئے اپنے رب کی نشانیونسے اور اسکے ملنے سے سو مٹ گئے انکے کئے پھر نہ کھڑی کرینگے ہم انکے واسطے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ۝

قیامت کے دن تول یہ بد لاہے اونکا دوزخ اسپر کہ منکر ہوئے اور ٹھہرایں میری باتین اور میرے رسولون کو ٹھٹھا

حضرت علیؓ سے مستدرک حاکم اور تفسیر ابن مردویہ وغیرہ مین یہ جو روایت ہے کہ یہ آیت خارجی لوگون کی شان مین ہے یا حضرت سعد بن ابی وقاص سے صحیح بخاری اور نسائی مین یہ جو روایتہ ہے کہ یہ آیت یہود و نصاری کی شان مین ہے ان روایتون کے یہ معنے نہین ہین کہ خارجیون یا یہود و نصاریٰ کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے کیونکہ یہ آیتہ مکی ہے اور جب تک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مین تھے تو نہ یہود و نصاری سے کچھ آپکو واسطہ تھا نہ قرآن شریف یہود نصاری کی شان مین نازل ہوتا تھا یہود و نصاری سے جو کچھ واسطہ آپ کو پیدا ہوا ہے وہ آپ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد پیدا ہوا ہے اور خارجی لوگ تو آنحضرت کے بعد حضرت علی کی خلافت کے زمانہ مین ظاہر ہوئے ہین اس لئے حضرت علی اور حضرت سعد بن ابی وقاص کی روایت کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ یہ آیتہ مکی ہے اور کفار مکہ کی شان مین نازل ہوئی ہے لیکن مضمون آیتہ کا ایسا عام ہے کہ توراۃ اور انجیل کی مخالفت کے سبب سے یہود و نصاریٰ پر اور قرآن شریف کی مخالفت کرکے صاحب کبیرہ گناہ کو کافر بتلانے سے خارجیون پر سب پر آیتہ کا مضمون صادق آتا ہے حضرت علی اور حضرت سعد بن وقاص کے اس قول کی تائید مین حضرت ثوبان کی وہ صحیح حدیث ہے جسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے جسمین اس حدیث کا یہ ہے کہ آنحضرت کے فرمایا بعضے لوگ میری امت کے قیامت کے دن پہاڑ کے برابر نیک عمل رکھتے ہون گے مگر انکے سب عمل اللہ تعالے ایسے اکارت کردیوینگا جیسے ہوا مین ریت اڑجاتی ہے حضرت ثوبان نے عرض کیا کہ ایسے لوگون کی کچھ نشانی تو فرمایئے ایسا نہ ہو کہ انجانی مین ہم لوگون مین بھی انکی سی عادتین پیدا ہوجاوین آپنے فرمایا کہ وہ لوگ بھی تمہارے بھائی مسلمان ہونگے مگر گناہون سے بچنے کی انکو پروانہ ہوگی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آیت مین نیک عمل اکارت ہونے کا جو ذکر ہے وہ نہ مشرکین کے ساتھ مخصوص ہے نہ یہود و نصاری و خارجیون کے ساتھ بلکہ جو عمل اللہ کی مرضی کے مخالف ہون گے خواہ کسی فرقہ کے ہون انکو اللہ تعالی اکارت کردیوینگا اور عمل کے مرضی الٰہی کے موافق نہ ہونے کی یہی صورتین ہین کہ خرابی عقیدہ کے سبب سے یا تو عمل اصول شرعیہ کے موافق نہ ہون جس طرح اہل کفر اہل نفاق اہل بدعت کے عمل یا وہ عمل اصول شرعیہ کے موافق تو ہون لیکن خالص اللہ کے واسطے نہ ہون جسطرح ریاکارون کے عمل یہ سب عمل آیت کے حکم مین داخل ہین چنانچہ احادیثون مین بھی اہل بدعت اور ریاکارون کے عمل نیک کے اکارت ہونے کی صراحت صاف لفظون مین کئی ہے چنانچہ معتبر سند سے مسند امام احمد بن حنبل مین محمود بن عبید سے اور صحیح ابن حبان مین ابوسعید بن فضالہ سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز سب لوگ جمع ہون گے تو حساب کتاب سے پہلے ہی ایک فرشتہ پکاردیوینگا کہ جس کسی نے دنیا کے دکھاوے کے لئے کوئی نیک کام کیا ہے اسکی ثواب کی امید خدا کی درگاہ سے بے سود ہے ایسے نیک کام کا اجر اوس سے مانگنا چاہیئے جسکے دکھانے کو وہ نیک کام کیا گیا ہے۔

منزل ۴

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا اُسکا حاصل یہ ہے کہ جو نیک عمل شرعی حکم کے موافق نہ ہوگا وہ اکارت ہے ان روایتوں سے تو بان کی روایت کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ تو بان کی روایت میں اون لوگوں کے نیک عملوں کے رائگان ہوجانے کا ذکر ہے جو لوگ گناہوں سے بچنے کی پروا نہیں کرتے اب یہ تو ظاہر بات ہے کہ جو لوگ عام گناہوں سے بچنے کی پروا نکریں گے وہ ریاکاری اور بدعت سے بچنے کی کیا پرواکر سکتے ہیں حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ یہ مشرکین مکہ اُنکی طور پر اپنے طریقہ کو اچھا جانکر اے رسول اللہ کے تم سے طرح طرح کی جھگڑے کی باتیں جو نکالتے ہیں اور ہر وقت سے پوچھ پوچھ کر تم سے طرح طرح کی باتوں کے سوالات کرتے ہیں اور عقبی کی جزا و سزا کے انکار کے سبب سے اون نیک عملوں کو رائگان گنتے ہیں جو عمل عقبی کے اجر کی نیت سے کئے جاتے ہیں تو اے رسول اللہ کے تم ان لوگوں سے کہدو کہ جن لوگوں کے نیک عمل اکارت ہیں وہ ایسے لوگ ہیں جن کے سارے کاموں کا دار مدار دنیا کی زندگی پر ہے اور اسی کو وہ سمجھ رہے ہیں حالانکہ عقبی کی سزا و جزا کی قرآن کی آیتوں کو مسخراپن میں اوڑاتے ہیں اور قرآن کی آیتوں اور اللہ کے رسول کی حدیثوں کے ہنسی مسخراپن سے ہر وقت مکر بانہ رہتے ہیں ایسے عقبی کی جزا کے منکر لوگ اگر کوئی نیک کام کرتے بھی ہیں ریاکاری وغیرہ کے طور پر کرتے ہیں اسواسطے ایسے لوگوں کے نیک عملوں کا جو بدلہ ہے وہ اُنکو دنیا ہی میں ملجاتا ہے کہ اُنکی دنیا اچھی کٹتی ہے اور آخرت کے اجر کے حساب سے اُن کے عمل بالکل رائگان ہیں اس لئے قیامت کے دن ان کے عملوں کے تولنے کے لئے ترازو بھی نہ کھڑی کی جاویگی کیونکہ ترازو تو ایسے لوگوں کے عملوں کے تولنے کے لئے کھڑی کی جاویگی جن کی نیکی کے پڑلہ میں چڑھانے کے لئے کچھ نیک عمل بھی ہونگے جنکے نیک عملوں کا بدلہ دنیا کی زندگی میں ملگیا اور قیامت کے دن کے لئے اُنکا کوئی نیک عمل باقی نہیں رہا اُنکے عملوں کے لئے ترازو کیا کھڑی کی جاسکتی ہے اگر ہوگا تو بعضے سلف کے قول کے موافق اتنا ہی ہوگا کہ ایسے لوگوں کے قائل کرنے کے لئے بدی کے پلڑے میں اُنکے بداعمال رکھے جاکر نیکی کا خالی پلڑا اُنکو دکھا دیا جاویگا غرضکہ ایسے لوگوں کے نیک عمل عقبی کے اجر کے حساب سے اکارت ہوکر فقط بدعمل باقی رہ جاوین گے جنکی سزا بھگتنے کے لئے ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے صحیح مسلم میں انس بن مالک سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حشر کے منکر لوگ جو دنیا میں کچھ نیک عمل کرتے ہیں تو اُسکا بدلہ اُنکو یہیں دنیا میں ملجاتا ہے عقبی کے اجر کے لئے اُنکا نیک عمل نہیں رکھا جاتا سورۃ الاعراف میں گزر چکا ہے کہ عملوں کے تولے جانے کے بعد جن کے نیک عملوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ جنتی قرار پاوین گے اور جن کا بدعملوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ دوزخ میں جاوینگے اور جنکے نیک عمل اور بدعمل برابر ہونگے اُنکو جنتیوں اور دوزخیوں کے فیصلہ آخر تک جنت اور دوزخ کے درمیان کی دیوار پر کھڑا کر دیا جاویگا پھر آخر کو یہ لوگ بھی جنت میں چلے جاوین گے حاصل کلام یہ ہے کہ جن لوگوں کا یہاں ذکر ہے انس بن مالک کی حدیث کے موافق اون کا کوئی نیک عمل عقبی کے اجر کے لئے باقی نہ رہے گا اس لئے سورہ اعراف کی آیتوں کے موافق یہ لوگ دوزخی قرار پاوین گے۔

مدنی ۲

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ۝

جو لوگ یقین لائے اور کئے ہیں بھلے کام انکو ہے ٹھنڈی چھاؤن کے باغ مہمانی ہمیشہ رہا کرین انمین نہ چاہیں اور نہ جگہ بدلنی

اوپر ذکر تھا کہ عقبی کے اجر کے حساب سے منکرین حشر کے سامنے نیک عمل اسواسطے اکارت ہیں کہ یہ لوگ حشر اور اس دن کی سزا وجزا کے قائل نہیں ریاکارون اور بدعتیون کے اوس قدر نیک عمل اکارت ہیں جن مین ریاکاری اور بدعت کا دخل ہے کیونکہ ریاکاری کے نیک عمل دنیا کے دکھاوے کے لئے کئے ہیں اور بدعت کے دخل کے عمل شریعت کے حکم کے موافق نہین ہیں ان آیتون مین فرمایا جن لوگون کے نیک عملون کے بدلہ مین جنت الفردوس دی جاویگی وہ ایسے لوگ ہین جو اللہ کی وحدانیت کا اور اللہ کے رسولی کے سچے ہونے کا یقین دل مین رکھتے ہیں اور زبان سے اس کا اقرار اور اوس یقین اور اقرار کے موافق ہاتھ پیرون سے نیک عمل بھی کرتے ہیں۔ صحیح بخاری ومسلم میں ابوہریرہؓ سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فردوس اعلیٰ درجہ کی جنت ہے اس مین سے جنت کی نہرین نکلی ہیں اور اسی کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے جب تم جنت کے ملنے کی دعا اللہ تعالیٰ سے کیا کرو تو اسی جنت کی دعا مانگا کرو جنت کی نہرین دودہ شہد شراب اور پانی کی ہیں جن کا ذکر سورہ محمد مین آوے گا ترمذی میں معاذ بن جبل کی صحیح روایت ہے کہ جنت کے سو درجہ ہیں جن مین فردوس اعلےٰ درجہ کی جنت ہے ان روایتون سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے کہ فردوس اعلےٰ درجہ کی جنت ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایت سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ تعالیٰ نے فرمایا نیک لوگون کے لئے جنت مین وہ نعمتین پیدا کی ہین جو کسی نے نہ آنکھون سے دیکھین نہ کانون سے سنین نہ کسی کے دل مین انکا خیال گزر سکتا ہے ان آیتون مین یہ جو فرمایا کہ جنتی لوگ جنت مین ہمیشہ اس طرح رہوین گے کہ وہان کے رہنے سے اوکتا کر کسی دوسری جگہ چلے جانے کو انکا دل نچاہے گا اسکا مطلب اس حدیث قدسی سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جنت کی نعمتون کے سبب سے کسی کا دل اسکو چھوڑنے کو نہ چاہے گا۔

منازل ۴

قُل لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَن تَنفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ۝

تو کہہ اگر دریا سیاہی ہو کہ لکھے میرے رب کی باتین بیشک دریا نبڑ چلے ابھی نہ نبڑین میرے رب کی باتین اور اگر دھر لاوین ہم

ناقابل اعتراض سند سے مستدرک حاکم وغیرہ مین حضرت عبداللہ بن عباس سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ جب روح کی آیۃ نازل ہوئی کہ روح اللہ کا ایک حکم ہے اس آیۃ مین اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ لوگون کو بہت تھوڑا سا علم دیا گیا ہے روح کیا چیز ہے بہت سے بھید اللہ کے لوگون کو معلوم نہین اس آیۃ کو سنکر یہود کے علما نے یہ کہا کہ ہمارا علم تھوڑا نہین ہے ہمارے پاس توریت ہے جسمین دین ودنیا کا علم موجود ہے اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی حاصل معنے آیۃ کے وہی ہیں جو الہام الٰہی سے حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسےٰ کے روبرو اسوقت بیان

کے جبکہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کشتی مین بیٹھے ہوئے تھے اور چڑیا نے ایک قطرہ پانی کا دریا مین سے پیا اور حضرت خضر نے حضرت موسیٰ کو جتلادیا کہ میرا اور تمہارا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ مین اتنا ہے جتنا دریا کے مقابلہ میں یہ چڑیا کا پیا ہوا ایک قطرہ ہے پھر جب حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کے علم کو ملا کر اللہ کے علم کے مقابلہ مین قطرہ اور دریا کی نسبت ہے تو فقط توریت کے علم کو اللہ کے علم سے جو نسبت ہے وہ ظاہر ہے غرض نظر عبرت سے اس قصہ کو یہود دیکھتے تو بہ نسبت اللہ کے علم کے توریت کے علم کو تھوڑا کہنے کو ضرور کلام الٰہی جانتے یہ چڑیا کے پانی پینے کا قصہ صحیح بخاری و مسلم کی عبداللہ بن عباس کی روایت کے حوالہ سے اسی سورۃ میں اوپر گزر چکا ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ع ۲

تو کہہ مین بھی ایک آدمی ہون جیسے تم حکم آتا ہے مجکو کہ تمہارا صاحب ایک صاحب ہے

اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا قصہ بیان کرنے کے بعد مشرکین مکہ کے قائل کرنے کے لئے فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان لوگون سے کہدو کہ بشر ہونے مین تم اور مین برابر ہیں پھر تم لوگون کو کیا اتنی سمجھ نہیں کہ بغیر پڑھے لکھے یہ غیب کے قصے مین اسطرح سے کیونکر بیان کرسکتا ہون جو پہلی آسمانی کتابون کے موافق ہیں اور جو بات مین تم لوگون کو آسمانی وحی کے موافق سمجھاتا ہون وہ بھی ہر شخص کی سمجھ مین اجانے کی بات ہے کہ جب اللہ نے تم کو تمہاری سب ضرورت کی چیزون کو اسطرح سے پیدا کیا کہ اُس مین کوئی اُسکا شریک تم ثابت نہیں کرسکتے تو پھر اُس وحدہ لاشریک کی تعظیم مین شریک ٹھہرانا بڑے وبال کی بات ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شرک سے بڑھکر دنیا مین کوئی گناہ نہیں اس حدیث کو آیۃ کے اس ٹکڑے کے ساتھ ملانے سے وہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو انسان کی سب ضرورت کی چیزون کو اس طرح سے پیدا کیا کہ اُس مین کوئی اُسکا شریک نہیں تو پھر یہ بات ہر شخص کی سمجھ مین آجانے کے قابل ہے کہ اُس وحدہ لاشریک کی تعظیم مین دوسرون کو شریک ٹھہرانا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اوس سے بڑھکر دنیا مین کوئی دوسرا گناہ نہیں۔

منزل ۴

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ

پھر جسکو امید ہو ملنے کی اپنے رب سے سو کرے کچھ کام نیک اور ساجھا نہ رکھے اپنے

بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝۱۱۰

رب کی بندگی میں کسی کا

۱۲ ع ۹ ۳

صحیح سند سے مستدرک حاکم اور تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ مین حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص ثواب آخرت کے خیال سے تو نماز روزہ اور نیک کام کرے لیکن کسی قدر اوس کے دل مین یہ بھی خواہش ہو کہ لوگ اُسکے نیک کام کی تعریف کرین اور اُسکو بڑا نیک گمان کرین ایسے شخص کی

شان مین یہ آیۃ نازل ہوئی ہے حاصل معنی آیۃ کے یہ ہین کہ جس شخص کو مرنے کے بعد پھر جینے اور اللہ تعالی کے روبرو حساب و کتاب اور سزا اور جزا کے لئے کھڑے ہونے کا پورا یقین ہے اور اُس یقین کے سبب سے اِس امید پر وہ نیک کام کرتا ہو کہ ایک دن اللہ کی درگاہ سے وہ اُس نیک کام کی جزا پاویگا تو ایسے شخص کو چاہیئے کہ اِس طرح خالص نیت سے نیک عمل کرے کہ اُس عمل مین سوا خدا کے کسی دوسرے کے دکھاوے کی کسی طرح کی شراکت نہ ہو کیونکہ اللہ تعالی ہر طرح کے شرک سے بیزار ہے غرض بہت سی آیات قرآنی اور احادیث سے نیک عمل کے مقبول ہونے کی دو شرطین ہیں ایک تو یہ کہ وہ عمل قواعد شرعیہ کی بناپر صحیح ہو عقیدہ کی خرابی سے بلا اجازت شرع کے بدعت کے طور پر ایجاد کیا ہوا نہ ہو کیونکہ اِس طرح کا ایجادی عمل شرعی عمل جب نہیں ہے تو شارع سے اُسکے اجر کی توقع بے سود ہے دوسرے دنیا کے دکھلاوے یا نیک کہلانے کی شہرت کا اُس مین کچھ دخل نہ ہو یہان یہ بات اور ہے کہ عمل کرنے والے کی نیت خالص ثواب آخرت کی ہے کسی طرح کی دنیا کے دکھلاوے یا نیک کہلانے کی شہرت کا اُسکی نیت مین لگاؤ یا دخل نہین ہے لیکن اپنے طور پر لوگ اُسکی نیکی کی تعریف کرتے ہیں یا اُسکی نیکی کے سبب سے اُسکو عزیز رکھتے ہیں تو یہ اللہ کی ایک نعمت ہے جو اللہ تعالی نے اُس شخص کو دنیا مین دی ہے صحیح مسلم مین ابوذرؓ سے روایۃ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا حضرت ایک شخص بغیر خیال شہرت دنیا کے نیک نیتی سے نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اپنے طور پر اُسکی تعریف کرتے ہیں یا اُسکو عزیز رکھتے ہیں تو ایسے شخص کے باب مین آپ کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا اِس طرح کے مومن کے حق مین یہ اللہ کی دنیا مین پیشگی خوشخبری ہے کہ اللہ تعالی آخرت مین اُس شخص سے راضی رہے گا یہ فیصلہ آدمی اپنے دل سے پوچھکر کرسکتا ہے کہ اِسکی شہرت مین اُسکی خواہش کو کچھ دخل تھا یا نہین اگر دخل تھا تو جس عمل پر شہرت ہوئی ہے وہ بالکل اکارت ہے اور اگر نہیں تھا تو صحیح حدیث کی رو سے وہ شہرت بلاشک اللہ کی ایک نعمت ہی علاوہ اِس نعمت کے دنیا مین اور بھی نعمتین اللہ تعالی نے اِس طرح کے خالص نیت کے عمل کرنے والون کے لئے رکھی ہیں جنکا ذکر صحیحین کی صحیح حدیثون مین آیا ہے مثلاً نیک عمل کا ثواب اور اجر دس سے سات سو تک اور کبھی سات سو سے بھی بڑھکر لکھا جاتا ہے اور اللہ کے فرشتون کا جان کنی کے وقت اللہ تعالی کی رضامندی اور جنت کے عیش و آرام کی اِس طرح کی خوشخبری سنانا کہ اُس کی اِس طرح پوری تصویر کا آنکھون کے سامنے آجانا جس سے جان کنی کی تکلیف دنیا کے چھوٹنے بال بچون سے جدا ہونے کا رنج سب رفع ہوجاوے حاصل کلام یہ ہے کہ اگر آدمی کا نیک عمل قواعد شرع کی رو سے صحیح ہے اور خالص اللہ کے واسطے ہی تو سب کچھ ہے نہین تو کچھ بھی نہیں ترمذی اور ابن ماجہ مین حضرت شدادؓ بن اوس سے صحیح روایۃ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ سب سے زیادہ درماندہ اور عاجز اور مصیبت زدہ قیامت کے دن وہ شخص ہے جو بغیر اجازت شرع کے اپنی مرضی کے موافق دنیا مین عمل کرے اور خواہ مخواہ اللہ تعالی سے اجر اور ثواب کی توقع رکھے۔

سورہ کہف ختم ہوئی

منزل ۴

سورۃ مریم مکیۃ وھی ثمان [۸] وتسعون [۹۸] ایۃ وست [۶] رکوعات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ كٓهٰيٰعٓصٓ ○ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ○ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ○ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سورہ مریم کی ہے حضرت عائشہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی یہی روایت ہے کہ سورہ مریم مکے میں نازل ہوئی ہے بعض مفسرین نے آیۃ سجدہ (آیۃ) فخلف من بعدہم خلف کو مدنی کہا ہے اور امام احمد بیہقی اور ابن ابی حاتم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ نجاشی حبشہ کے بادشاہ نے جعفر بن ابی طالب سے کہا کیا تم کو اس وحی میں سے جو محمد لائے ہیں کچھ یاد ہے انہوں نے سورہ مریم کو پڑھا تو بادشاہ روتا رہا یہاں تک کہ ڈاڑھی تر ہو گئی اس کے پاس والے بھی روتے رہے۔ اسکے بعد بادشاہ نے کہا کہ یہ اور وہ چیز جس کو عیسےٰ لائے ہیں ایک طاق سے نکلی ہیں محمد بن اسحاق نے اس قصہ کو طول سے بیان کیا ہے۔ قرآن مجید میں سوائے حضرت مریم کے نام کے اور کسی عورت کا نام نہیں ہے حضرت مریم کا نام قرآن میں تیس جگہ ہے۔

كٓهٰيٰعٓصٓ ○ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ○ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ○ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ

یہ مذکور ہے تیرے رب کی مہر کا اپنے بندہ زکریا پر جب پکارا اپنے رب کو چھپی پکار بولا اے میرے رب بوڑھی

منزل ۴ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ○

ہو گئیں میری ہڈیاں اور ڈیک نکلی سر سے بڑھاپے کی اور تجھے مانگ کر اے رب میں محروم نہیں رہا

اس سورت میں مریم علیہا السلام کا قصہ ہے اسواسطے اس سورت کا نام سورہ مریم ہے حروف مقطعات کی تفسیر کا ذکر سورہ بقر میں گزر چکا ہے۔ سورہ آل عمران کی آیتوں کے مضمون کے موافق حضرت مریم کی ماں نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر اسکے ہاں لڑکا پیدا ہوگا تو اسکو دنیا کے کاموں سے باز رکھکر بیت المقدس کا خادم بنا دیگا اتفاق سے لڑکی پیدا ہوئی لڑکی کو بیت المقدس کی خادمہ بنانے کا دستور نہ تھا اسواسطے حضرت مریم کی ماں کو نذر کے پورا نہ ہونے کا بڑا رنج ہوا اللہ تعالیٰ نے انکا رنج رفع کرنے کے لئے اپنی رحمت سے حضرت مریم کی خادمی جائز فرمائی اور حضرت مریم کی پرورش انکے خالو زکریا علیہ السلام کے ذمہ ٹھیری جب حضرت مریم سیانی ہو گئیں تو زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کے لئے ایک عبادت خانہ بنوا دیا اس عبادت خانہ میں زکریا علیہ السلام جب حضرت مریم سے ملنے آتے تو حضرت مریم کے پاس ادنکو بیفصل کا میوہ رکھا ہوا نظر آیا کرتا حضرت زکریا نے ایکدن پوچھا مریم یہ میوہ کہاں سے آیا تو حضرت مریم نے جواب دیا کہ یہ میوہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے جاہل کا کلام ہے کہ جب زکریا علیہ السلام نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے بیفصل کا میوہ حضرت مریم کو عنایت کیا تو زکریا علیہ السلام کے دل میں یہ خیال گزرا کہ وہ صاحب قدرت میرے بڑھاپے اور میری بی بی کے بانجھ پنے میں بھی اولاد عطا فرماوے تو اسکی قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے اسی خیال سے زکریا علیہ السلام نے یہ دعا کی جس کا ذکر

ان آیتون مین ہے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ اے رسول اللہ کے اُسوقت کی اللہ کی رحمت کا حال سنو جب کہ زکریا علیہ السلام نے اس خیال سے کہ بڑھاپے مین بیٹے کا مانگنا ایک ایسی خلاف عادت بات ہے کہ جسکو سنکر لوگ تعجب کرین گے اس لئے تنہائی مین زکریا علیہ السلام نے اپنی دعا کو یون شروع کیا کہ یا اللہ بڑھاپے کے سبب سے اگرچہ میرے بدن کے سب جوڑ کمزور ہوگئے اور سارا سر سفید ہوگیا لیکن اس سے پہلے میری کوئی دعا رائگان نہیں گئی اس لئے تیری رحمت کے بھروسہ پر ایک دعا کرکے اسکی قبولیت کا امیدوار ہون۔ صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہ کی روایت سے حدیث ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہر شخص جیسا گمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مین بھی اوس شخص کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرتا ہون اس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ زکریا علیہ السلام نے قبولیت کے گمان سے بڑھاپے مین اولاد کی دعا کی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اون کے گمان کو پورا کیا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ زکریا علیہ السلام کو جو نیک گمان تھا اسکو اونھون نے اسطرح ظاہر کیا کہ یا اللہ اس دعا سے پہلے میری کوئی دعا رائگان نہین گئی ہے اس لئے میرا حسن ظن یہی ہے کہ میری دعا بھی بلا اثر نہ جاویگی ڈیکسے سنے آگ کے شعلہ کے ہین مطلب ہے کہ جس طرح لکڑیون مین آگ کا شعلہ پھیل جاتا ہے اسی طرح سارے سر کے بالون مین سپیدی پھیل گئی۔

وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝ منزل ۴

اور مین ڈرتا ہون بھائی بندون سے اپنے پیچھے اور عورت میری بانجھ ہے سو بخش مجھکو اپنے پاس سے ایک کام اٹھانیوالا

يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝

جو میری جگہ پیچھے اور یعقوب کے اولاد کی اور کر اسکو اے رب من مانتا

حضرت زکریا حضرت مریم کے خالو تھے چنانچہ معراج کی صحیح بخاری کی مالک بن صعصعہ کی حدیث مین یہ تفصیل آچکی ہے کہ حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ خالہ زاد بھائی ہیں اگرچہ حضرت زکریا بیت المقدس کے متولیون مین تھے لیکن صحیح مسلم کی ابوہریرہ کی روایت مین ہے کہ بڑھئی کا کام کرکے اپنے ہاتھ کی کمائی سے اپنی گزر کیا کرتے تھے اس لئے اُنکے پاس کچھ ایسا مال متاع تو نہین تھا صرف نبوت کے اپنے خاندان مین چلنے کے لئے لڑکے کی دعا مانگی اور اللہ تعالیٰ نے اُنکی دعا قبول کی اور حضرت یحییٰ پیدا ہوئے یہ نام صرف حضرت یحییٰ کا اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے اور فرمادیا ہے کہ ان سے پہلے اس نام کا کوئی آدمی دنیا مین نہیں ہوا اس نام کے موافق اگرچہ حضرت یحییٰ دنیا مین زیادہ نہین جیے لیکن بنی اسرائیل کے ہاتھ سے شہید ہوئے اسواسطے گویا ہمیشہ اپنے نام کے موافق زندہ ہین بنی اسرائیل کا اُسوقت کا بادشاہ ایک عورت سے شادی کرنا چاہتا تھا اور توریت کے حکم سے وہ نکاح جائز تھا اس لئے حضرت یحییٰ نے اوس بادشاہ کو اُس نکاح سے منع کیا اُس بادشاہ نے ضد کرکے حضرت یحییٰ کو شہید کرڈالا مستدرک حاکم مین عبداللہ بن زبیر کی روایت سے حضرت یحییٰ کے شہید ہونے کا پورا قصہ ہے اس قصہ مین حضرت عبداللہ بن زبیر کی روایت سے یہ بھی ہے

کہ حضرت یحییٰ جس جگہ شہید ہوئے تھے اُس جگہ زمین مین سے خود بخود خون اوبلتا تھا اُسی عرصہ مین بخت نصر بنی اسرائیل پر چڑھائی کرکے آیا اور ستر ہزار آدمی بنی اسرائیل مین کے قتل کئے جا چکے جب وہ خون کا اوبلنا بند ہوا حاصل یہ کہ حضرت یحییٰ کی عوض مین اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار آدمی کا قصاص لیا حضرت زکریا سے بھی بنی اسرائیل منحرف ہوگئے حضرت زکریا بنی اسرائیل سے ڈر کر جنگل کو بھاگ گئے۔ اور جنگل کے ایک درخت سے پناہ چاہی وہ پیڑ شق ہوگیا اور یہ اُسکے اندر چھپ گئے۔ بنی اسرائیل بھی اُنکی تلاش مین اس پیڑ کے پاس تک پہنچ گئے شیطان ملعون بھی وہان آن موجود ہوا اور آرے کی صورت بنی اسرائیل کو سجھائی بنی اسرائیل نے لوہے کا آرا بنایا اور مع پیڑ کے حضرت زکریا کو بیچ مین سے چیر کر دو ٹکڑے کر ڈالا سیرت ابن اسحٰق وغیرہ مین یہ قصہ تفصیل سے لکھا ہے حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ کی پیدائش ایک ہی سال کی ہے حضرت یحییٰ پر خاتمہ توریت کی شریعت کا زمانہ ختم ہوگیا اب اس سے آگے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور توریت اور انجیل کی ملی ہوئی نبوت کا زمانہ ہے حاصل کلام یہ ہے کہ زکریا علیہ السلام کو جاندیشہ تھا کہ اُنکے پیچھے انکے بھائی بندوین کو بگاڑ دین گے اُسکا ظہور زکریا علیہ السلام کی زندگی مین ہی ہوگیا کہ بے دینی کے سبب سے اپنے اور غیر سب نے ملکر دو نبیونکو شہید کر ڈالا سورہ والذاریات مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بی بی حضرت سارہ کے بانجھ ہونے اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خوشخبری کا ذکر آویگا اس سے حضرت عبداللہ بن عباس کی اوس روایت مین کسی راوی کا سہو پایا جاتا ہے جس روایت مین یہ ہے کہ سوائے زکریا علیہ السلام کی بانجھ بی بی کے اور کسی بانجھ عورت کے پیٹ سے اولاد نہیں ہوئی واجعلہ رب رضیا اسکا مطلب یہ ہے کہ یا اللہ وہ لڑکا ایسا ہو جو عمر بھر تیری مرضی کے موافق کام کرے صحیح بخاری مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جس شخص سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خبر پکار کر فرشتون کو سنا دیتے ہیں جس سے آسمان و زمین مین اس نیک شخص کی محبت ہر کسی کو ہو جاتی ہے اس حدیث سے واجعلہ رب رضیا کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یا اللہ وہ لڑکا ایسا ہو کہ تیری مرضی کے موافق کام کرے جس سے تو اوس سے خوش ہو اور تیری خوشنودی کے سبب سے آسمان و زمین مین اسکی محبت پھیل جاوے۔

منزل ۴

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨاسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ

اے زکریا ہم تجکو خوشی سناوین ایک لڑکے کی جسکا نام یحییٰ آہنین کیا ہے پہلے اس نام کا کوئی بولا اے رب کہان سے ہوگا مجکو

غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ

لڑکا اور میری عورت بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہوگیا یہان تک کہ اکڑ گیا کہا یون ہی فرمایا تیرے رب نے وہ

عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۚ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ

مجھپر آسان ہے اور تجکو بنایا مین نے پہلے سے اور تو نہ تھا کچھ چیز بولا اے رب ٹھیرا دے مجکو کچھ نشانی فرمایا تیری نشانی یہ کہ

ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝

تین رات تک چنگا بھلا پھر نکلا اپنے لوگون کے پاس حجرے سے تو اشارت سے کہا انکو کہ یاد کرو صبح اور شام

اتنی عبارت یہان گویا اور ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور حکم ہوا کہ ہم تم کو لڑکے ہونے کی خوشی مناتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے اب آگے حضرت زکریا علیہ السلام کے تعجب کا بیان ہے کہ جب انکی دعا قبول ہوئی اور لڑکے ہونے کی ان کو خبر سنائی گئی تو اس سے وہ بہت خوش ہوئے اور لڑکے کے ہونے کی کیفیت کا سوال کیا یہ تعجب زکریا علیہ السلام کو اس سبب سے ہوا کہ بیوی بانجھ اور بوڑھی تھی اور آپ بھی اس قدر بوڑھے ہو گئے کہ ہاتھ پیر اکڑ گئے تھے فرشتے نے انکے تعجب کے جواب مین کہا اسی طرح فرمایا ہے تیرے پروردگار نے کہ بوڑھے باپ اور بانجھ مان سے لڑکا پیدا کر دینا اللہ تعالیٰ کو کچھ مشکل نہین ہے کیونکہ اب تو بوڑھے باپ اور بانجھ مان موجود ہیں اس صاحب قدرت نے تو انسان کو ایسی حالت مین پیدا کیا ہے کہ جب انسان کچھ بھی نہین تھا ترمذی ابوداؤد اور صحیح ابن حبان کے حوالے سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ آدم علیہ السلام کے پتلے کی مٹی مین اللہ نے تمام اولاد آدم کے پتلون کی مٹی جگہ جگہ سے لی ہے جس سے سلسلہ بسلسلہ اولاد آدم کی پیدائش اسطرح چلی آتی ہے کہ کوئی گورا ہے اور کوئی کالا اس حدیث سے وقد خلقتک من قبل ولم تک شیئا کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس صاحب قدرت نے انسان کی پیدائش کی ابتدا ایسی حالت سے کی ہے کہ جب انسان کچھ بھی نہین تھا اس صاحب قدرت کے آگے بوڑھے باپ اور بانجھ مان سے لڑکے کا پیدا کر دینا کچھ مشکل نہین ہے اور عرب لوگ العود الحاتی سوکھی لکڑی کو کہتے ہیں اس لئے وقد بلغت من الکبر عتیا کا مطلب ہے کہ بوڑھاپے کے سبب سارا بدن سوکھ کر بالکل ڈھانچ ہو گیا ہڈی سے چمڑا لگ گیا شاہ صاحب نے اکڑنے کے لفظ سے اسی مطلب کو ادا کیا ہے ان آیتون مین یحییٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خوشخبری کا جو ذکر ہے اس سے زکریا علیہ السلام کو یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ انکی دعا قبول ہو گئی مگر یہ نہین معلوم ہوا تھا کہ اس قبولیت کا ظہور کب تک ہو گا اس لئے زکریا علیہ السلام نے قبولیت کے ظہور کی نشانی اللہ تعالیٰ سے پوچھی اور اللہ تعالیٰ نے جو نشانی اسکی بتلائی اسی کا ذکر اگلے کی دونون آیتون مین ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اپنی بی بی کے حاملہ ہونے کے وقت اے زکریا باوجود تندرست ہونے کے تین راتون تک تم سوائے تسبیح و تہلیل کے کسی سے اور کچھ بات نہ کر سکو گے وقت مقررہ پر زکریا علیہ السلام اپنے حجرہ سے جو نکلے تو قوم کے لوگون سے بات نہ کر سکے اسلئے انھون نے صبح و شام یاد الٰہی کا حکم قوم کے لوگون کو اشارہ سمجھایا اب مدت حمل کے بعد یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے جنکا ذکر آگے آتا ہے۔

منزل ۴

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ

اے یحییٰ اٹھا لے کتاب زور سے اور دیا ہے اسکو حکم کرنا لڑکپن مین اور شوق اپنی طرف سے اور ستھرائی اور تھا

تَقِيًّا ۝ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝

پرہیزگار اور نیکی کرتا اپنے ماں باپ سے اور نہ تھا زبردست حکم اور سلام ہے اسپر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے اور جس دن اٹھ کھڑا

مطلب کو مختصر کرنے کے لئے یہان اتنی عبارت کو حذف کر دیا گیا ہے کہ زکریا علیہ السلام کو یحییٰ علیہ السلام کے پیدا ہونیکی خوشخبری جو دی گئی تھی اُسکے موافق یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق جب سات برس کی عمر کو پونہچے گئے تو انکو یہ حکم ہوا کہ اے یحییٰ توریت کے احکام کے موافق تم خود بھی مستعدی سے عمل کرو اور بنی اسرائیل کو بھی اون احکام کا پابند رکھو اگرچہ اس مین اختلاف ہے کہ کتنی عمر مین یحییٰ علیہ السلام کو احکام توریت کے موافق عمل کرنے کا حکم ہوا لیکن ترمذی مین سبرہ بن معبد جہنی کی صحیح حدیث ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب لڑکا سات برس کی عمر کو پونہچ جاوے تو اُسکو نماز کی تاکید کرو اس صحیح حدیث سے حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سات برس کی عمر مین لڑکا اس قابل ہو جاتا ہے کہ اُسکو احکام شرع کا پابند کیا جا سکتا ہے حنانا کے معنے اکثر سلف نے رحمۃ کے لئے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے زکریا علیہ السلام کو صاحب اولاد کیا اور پھر یحییٰ علیہ السلام کو چھوٹی عمر مین نبوت دی بعضے سلف نے حنانا کے معنے شوق کے لئے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یحییٰ علیہ السلام کو نیک کام کا شوق دیا تھا ترجمہ مین بھی یہی قول لیا گیا ہے زکوٰۃ کے معنے یہان پاکیزگی کے ہیں قتادہ کے قول کے موافق جس کا مطلب یہ ہے کہ یحییٰ علیہ السلام عمر بھر ہر طرح کے گناہون سے پاک رہے آگے اللہ تعالیٰ نے یحییٰ علیہ السلام کی یہ تعریف فرمائی کہ وہ پرہیزگار اور ماں باپ کے فرمانبردار تھے کسی طرح کی جبر و زیادتی یا ہٹ دھرمی انکی عادت مین نہ تھی سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ پیدا ہونے والے دن عالم ارواح سے دنیا مین آنے کی اور مرنے والے دن قبر کی تنہائی کی اور حشر کے دن اُس دن کی سختیون کی انسان کو پریشانی ہوتی ہے اس لئے فرمایا کہ یحییٰ علیہ السلام ان تینون دن کی پریشانی سے امن مین ہین نبی بنکر پیدا ہوئے شہید ہو کر مرے اور اسی حال مین حشر کے دن اُٹھین گے قرآن شریف مین اللہ تعالیٰ نے اپنی فرمانبرداری کے ساتھ کئی جگہ ماں باپ سے اچھی طرح پیش آنیکا ذکر فرمایا ہے جس سے ماں باپ کا رتبہ اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے اسی واسطے صحیح مسلم کی ابوہریرہؓ کی روایت مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بوڑھے ماں باپ یا ان دونون مین سے ایک کو زندہ پاوے اور پھر انکی خدمت کر کے اُسکے اجر مین جنت نہ حاصل کرے تو ایسا شخص بڑا بدنصیب ہے صحیح مسلم مین ابوہریرہؓ سے دوسری روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا مین جو شخص لوگون کے ساتھ ظلم و زیادتی کا برتاؤ کریگا اُسکی نیکیان چھینی جا کر قیامت کے دن مظلومون کو ملجا دین گی ان آیتون مین تعریف کے طور پر اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا کہ یحییٰ علیہ السلام کی کسی پر ظلم زیادتی کرنے کی عادت نہ تھی اُس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دنیا مین جو لوگ اس عادت کے پابند نہین وہ قیامت کے دن اپنی نیکیان ہاتھ سے کھو بیٹھین گے۔

منزل ۴

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۙ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۖ فَاَرْسَلْنَا

اور مذکور کر کتاب مین مریم کا جب کنارے ہوئی اپنے لوگون سے ایک شرقی مکان مین پھر پکڑ لیا انسے ورے ایک پردہ پھر بھیجا ہمنے

إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ إِنَّمَا أَنَا
اُس پاس اپنا فرشتہ بھیجدیا پھر بن آیا اُسکے آگے آدمی پورا بولی مجکو رحمن کی پناہ تجھسے اگر تو ڈر رکھتا ہے بولا میں تو
رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ۝
بھیجا ہوں تیرے رب کا کہ دیجاؤں تجکو ایک لڑکا ستھرا بولی کہان سے ہوگا میرے لڑکا اور چھوا نہیں مجکو آدمی اور کسبی تھی
قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا ۝
بولا یونہیں فرمایا تیرے رب نے وہ مجھپر آسان ہے اور اُسکو ہم کیا چاہتے ہیں لوگون کے لئے نشانی اور اپنی طرف سے رحمت کا تھم

اوپر بنی اسرائیل کے اس دستور کا ذکر گزر چکا ہے کہ وہ اپنے لڑکون کو بیت المقدس کا خادم بنا دیا کرتے تھے حضرت مریم کی
ماں حنانے اس دستور کے موافق نذر مانی کہ اون کے پیٹ مین جو بچہ ہے اُسکے پیدا ہونے کے بعد اُسکو وہ بیت المقدس کا
خادم بنا دیوین گی جب حضرت مریم پیدا ہوئین تو لڑکی کے پیدا ہونے سے اُنکو بڑا رنج ہوا کسی نے کہ لڑکیون کو بیت المقدس
کا خادم بنانے کا حکم نہین تھا مگر یہ قصہ سورہ آل عمران مین گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر باوجود لڑکی ہونے کے
ان کا خادم ہونا قبول فرمالیا حضرت مریم کے باپ عمران حضرت مریم کے پیدا ہونے سے پہلے وفات پاگئے تھے اس لئے اپنے
خالو حضرت زکریا کے پاس حضرت مریم پرورش پاکر بیت المقدس کی خدمت کیا کرتی تھین اسواسطے ان کا نام مریم ہے
سریانی زبان مین مریم کے معنے خادم کے ہین چھوٹی سی عمر مین حضرت مریم کی اس کرامت کا ذکر سورہ آل
عمران مین ہے کہ اکثر بے فصل کے میوے حضرت زکریا اُنکے پاس دیکھکر پوچھا کرتے تھے کہ مریم یہ میوے کہان سے
آئے تو جواب دیا کرتی تھین کہ یہ میوے اللہ نے دئے ہین حضرت مریم کے نبی ہونے مین علما کا اختلاف ہے اکثر علما کا
قول یہی ہے کہ حضرت مریم صدیقہ ہین نبی نہیں ہین غرض جب اللہ کو منظور ہوا کہ اپنی قدرت کا ایک نمونہ دنیا مین پیدا کرے
تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اُنکے جسم مین حضرت عیسیٰ کی روح پھونکدی اور اُنکو حمل رہ گیا حضرت مریم کے چچا کا
بیٹا یوسف نجار بھی بیت المقدس کا خادم تھا جب اُسکو حضرت مریم کے حمل کا حال معلوم ہوا تو اُسکو بہت حیرت
ہوئی کہ بغیر خاوند کے اُنکو حمل کس طرح رہگیا ایک دن یوسف نے حضرت مریم سے پوچھا کہ کیا دنیا مین بغیر بیج کے بھی
پیڑ اوبتا ہے حضرت مریم اُسکا سوال سمجھ گئین اور یوسف کو یہی جواب دیا کہ اللہ ہر بات پر قادر ہے علما نے لکھا ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی پیدائش دنیا مین ظاہر کردی تاکہ انسان کو اُسکی ہر طرح کی قدرت پر پورا ایمان ہو حضرت آدم
کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا حضرت حوا کو بغیر عورت کے صرف مرد حضرت آدم کے جسم سے اور حضرت عیسیٰ کو صرف عورت
حضرت مریم کے جسم سے پیدا کیا اور مرد و عورت سے تو اولاد کا پیدا ہونا ایک عادتی بات ہے حاصل یہ ہے کہ دنیا مین جو اسباب
اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہین اُن اسباب پر کچھ اُسکی قدرت منحصر نہیں ہے جس طرح جو چاہے وہ کرسکتا ہے عادتی سبب
یہ ہے کہ بانجھ عورت کے اولاد نہیں ہوتی اُس نے باوجود بانجھ ہونے کے حضرت زکریا کی بی بی الیشاع کو اولاد دی بعضے وقت

ع ۱۰ پ ۱۶

منازل ۴

ظاہری سبب دنیا کے سب موجود ہوتے ہیں لیکن اُس کا حکم نہیں ہوتا تو کوئی سبب کام نہیں آتا میاں بی بی اکثر جگہ جوان ہوتے ہیں اور اولاد کی تمنا بھی حد سے بڑھکر ہوتی ہے مگر بچہ نہیں ہوتا موسم برسات کا ہوتا ہے اور بادل بھی گھر کر آتا ہے مگر ایک بوند نہیں پڑتی اس طرح اور اسباب کا حال ہے غرض جس طرح بغیر سبب کے ہر کام پر وہ قادر ہے اسی طرح اسباب میں تاثیر کا دینا بھی اُسکا کام ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت مریم کے خالو زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کو پالا تھا اس مناسبت سے اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران میں اور یہاں زکریا علیہ السلام کے قصہ کے بعد حضرت مریم کا ذکر فرمایا حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ حضرت مریم نہانے کا ارادہ کرکے اپنے عبادت خانہ سے مشرق کی طرف کے ایک مکان میں گئیں اور لوگوں سے آڑ کر لینے کے لئے وہاں انھوں نے ایک پردہ ڈالا تو اللہ کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام وہاں ایک آدمی کی صورت بنکر آگئے حضرت مریم نے خالی مکان اور پردہ کی آڑ میں جب غیر مرد کو دیکھا تو یہ کہا کہ اے شخص اگر تو پرہیزگار ہے تو میں تیرے بد ارادہ سے اللہ کی پناہ میں آنا چاہتی ہوں حضرت مریم کی اس بات سے اُنکی کمال درجہ کی پارسائی ثابت ہوتی ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے سورہ التحریم میں اُنکی پارسائی کی تعریف فرمائی ہے صحیح بخاری اور ابن ماجہ میں حضرت عائشہ رضی کی روایت سے ایک قصہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک عورت جونیہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور جب آپ اُس عورت کے پاس جانے کا قصد کیا تو اُس عورت نے یہ کہا کہ میں تم سے اللہ کی پناہ میں آنا چاہتی ہوں آپ نے فرمایا تو بہت بڑی پناہ چاہی یہ فرماکر آپ نے اُس عورت کو طلاق دیدی اس سے معلوم ہوا کہ لڑائی جھگڑے کے وقت کسی عورت کو اپنے خاوند سے یہ نہیں کہنا چاہئے کہ میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں کیونکہ یہ ایسا کلمہ ہے کہ جونیہ کے سونہ سے جب کلمہ نکلا تو پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو اپنے نکاح میں رکھنا پسند نہیں کیا اور اللہ کی پناہ کی عظمت اس میں خیال کی کہ اُس عورت کو طلاق دیدی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جب دیکھا کہ اکیلے مکان میں غیر مرد کو دیکھ کر مریم علیہ السلام گھبرائیں تو انھوں نے مریم علیہ السلام کی تسکین کی اور یہ کہا میں تو اللہ کا قاصد ہوں تم کو لڑکے کے پیدا ہونے کا پیغام پونچانے آیا ہوں جبرئیل علیہ السلام کا یہ پیغام سنکر مریم علیہ السلام کو بڑا تعجب ہوا اور انھوں نے تعجب سے کہا کہ نہ کسی مرد سے میرا نکاح ہوا اور نہ میں بدکار تھی پھر بغیر مرد سے واقف ہونے کے میرے ہاں لڑکا کیونکر پیدا ہوگا۔ مریم علیہ السلام کی یہ بات سنکر جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ کسی مرد سے واقف نہ ہونے کی تمہاری بات تو سچ ہے مگر اللہ کا حکم یہی ہے جس کا میں نے پیغام پونچایا اور جس صاحب قدرت نے بنی آدم کے باپ آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کردیا اُسکی قدرت کے آگے بغیر باپ کے لڑکے کا پیدا کردینا کچھ دشوار نہیں ہے یہ بغیر باپ کا لڑکا اس لئے پیدا ہوگا کہ لوگوں کی نظروں میں اللہ کی قدرت کی ایک نشانی ہو اور یہود نے توریت کے احکام میں طرح طرح کے اختلاف جو ڈال رکھے ہیں اُن اختلافوں کے رفع ہو جانے کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا بہت سے لوگوں کے حق میں گویا اللہ کی ایک رحمت ہے اور یہ باتیں جو اوپر بیان کی گئیں یہ ایسی باتیں ہیں کہ اللہ کے علم غیب کے موافق یہ باتیں ٹھہر چکی اور لوح

منزل ۴

محفوظ مین لکھی جا چکی ہیں اسواسطے ان مین سے کوئی بات اب ٹل نہیں سکتی صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا مین جو کچھ ہونے والا تھا اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے وہ سب اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے یہ حدیث ان آیتون کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کا آدمی کی صورت مین مریم علیہا السلام کے پاس آنا اور اُنکو عیسی علیہ السلام کے بغیر باپ کے پیدا ہونے کا پیغام الٰہی پونہچانا اور پھر اُس پیغام کے موافق عیسے علیہ السلام کا پیدا ہونا اور بہت سے لوگون کے حق مین اس پیدائش کا قدرت الٰہی کا نشانی کا ٹھہرنا ایسی باتین نہین جو دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے لوح محفوظ مین لکھی جا چکی تھین اسواسطے ان باتون مین سے کوئی بات ٹل نہیں سکتی اس تفسیر سے وکان امرا مقضیا کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے۔

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ

پھر پیٹ مین لیا اُسکو پھر کنارے ہوئی اُسکو لیکر ایک پرے مکان مین پھر آیا اُسکو جننے کا درد ایک کھجور کی جڑ مین بولی کسی طرح

مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝

مین مرگئی اس سے پہلے اور ہو جاتی بھولی بسری پھر آواز دی اُسکو اُسکے نیچے سے کہ غم نہ کھا کر دیا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ

وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۝

اور ہلا اپنی طرف کھجور کی جڑ اس سے گرینگی تجھپر پکی کھجوریں اب کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ

منزل

فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۝

سو کبھی تو دیکھے کوئی آدمی تو کہیو مینے مانا ہے رحمن کا روزہ سو بات نکرون گی آج کسی آدمی سے

صحیح بخاری مین عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جس مین انہون نے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا مرد اور عورت کا نطفہ چالیس روز تک عورت کے رحم مین رہکر جما ہوا خون ہو جاتا ہے پھر اُس خون کا گوشت بن جاتا ہے اور اُس گوشت سے ہڈیان بنکر اون ہڈیون پر گوشت کا غلاف چڑھ جاتا ہے اس طرح ساڑھے چار مہینے مین یہ سب کچھ ہو کر بچہ کا پتلا تیار ہو جاتا ہے اور پھر اُس پتلے مین روح پھونکدی جاتی ہے یہ تو سب عورتون کے حمل کی حالت ہوئی حضرت مریم کے حمل مین یہ بات نئی ہوئی کہ بجائے مرد اور عورت کے نطفہ کے فقط عورت کے نطفہ سے کلمہ کن کے موافق پتلہ تیار ہوا اور پتلہ سے اوس روح کا تعلق ہو گیا جو روح جبرئیل علیہ السلام نے حضرت مریم کے جسم مین پھونکدی تھی چنانچہ سورہ نساء کی آیت انما المسیح عیسے بن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاہا الی مریم سے اس نئی بات کو جتلایا گیا ہے غرضکہ جس صاحب قدرت نے مرد اور عورت کے نطفہ کے خلاف عقل پتلہ کی تیاری کا کام لیا یا بغیر مرد اور عورت کے نطفہ کے آدم علیہ السلام اور حوا کو پیدا کیا فقط عورت کے رحم کی رطوبت سے ایک بچہ کا پتلا بنا دینا اُسکی قدرت سے کیا بعید ہے ان آیتون مین حضرت مریم کے حمل کا ذکر تھا یہ ذکر نہین تھا کہ وہ حمل بغیر مرد کے نطفہ کے کیونکر ہو گیا سورہ نساء کی اوپر کی آیۃ کو ان آیتون کے

ساتھ طایا جاوے تو یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ خلاف عادت اس حمل کا ظہور کیونکر ہوا بغیر مرد کے نطفہ کے حمل کا رہنا خلاف عادت تھا جس سے مریم علیہ السلام کو یہ اندیشہ ہوا کہ اس خلاف عادت حمل کو دیکھکر قوم کے لوگ طرح طرح کی باتین بناوین گے اس اندیشہ سے مریم علیہ السلام اپنے عبادت خانہ سے دور ایک مکان مین چلی گئین اور بچہ کی پیدائش کے وقت تک وہین رہین اور بچہ کی پیدائش کا درد جب شروع ہوا تو وہان سے بھی الگ ایک کھجور کے درخت کے نیچے جا بیٹھین پہر درد زہ کی تکلیف اور خلاف عادت بچہ کی پیدائش کی شرم سے اپنے آپ کو یون کوسنے لگین کہ کسی طرح اس حالت سے پہلے مین مرجاتی اور اب تک لوگون کے دل سے بھولی بسری ہوجاتی تو خوب ہوتا سورۃ الاعراف مین گزر چکا ہے کہ بنی اسرائیل مین کے شرآدمی جب بجلی گر کر مرگئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی موت کی تمنا ظاہر کی تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت موسوی مین اس طرح کی تمنا جائز تھی اسی واسطے مریم علیہ السلام نے اس طرح کی تمنا کو جائز رکھا لیکن شریعت محمدی مین تکلیف کے وقت موت کی تمنا جائز نہین ہے چنانچہ صحیح مسلم کی انس بن مالک کی روایۃ مین اس طرح کی تمنا کی مناہی آئی ہے آگے یہ جو ذکر ہے کہ اس گھبراہٹ کے وقت مریم علیہ السلام کو یہ آواز آئی کہ گھبراؤ نہین تمہارے پیرون کے نیچے اللہ تعالیٰ نے پانی کی نہر جاری کردی ہے اور اس کھجور کے درخت کو ہلاؤ گی تو اس مین سے پکی کھجورین جھڑین گی وہ کھاؤ پیو اپنے لڑکے کو دیکھکر آنکھین ٹھنڈی کرو اور قوم مین کا کوئی شخص نظر آوے اور تم سے بات چیت کرنی چاہی تو اس سے کہدو کہ آج میرا خاموشی کا روزہ ہے اسلئے مین بات چیت نہین کرسکتی حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہین کہ مریم علیہ السلام کے پیرون کے نیچے سے پیدا ہوئی یہ آواز جبرئیل علیہ السلام کی تھی اور مجاہد کا قول ہے کہ یہ آواز عیسے علیہ السلام نے دی تھی حافظ ابوجعفر ابن جریر نے مجاہد کے قول کو ترجیح دی ہے اور اس ترجیح کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس آواز کے دینے سے مریم علیہ السلام کو عیسے علیہ السلام کے خلاف عادت بولنے کا تجربہ ہوچکا تھا اسی واسطے اونھون نے آگے کی آیۃ مین قوم کے لوگون کو اشارہ سے جتلایا کہ تم اس لڑکے سے بات چیت کرو لیکن اکثر سلف کا قول وہی ہے جسکی روایۃ حضرت عبداللہ بن عباس سے ہے اس واسطے شاہ صاحب نے اپنے فائدہ مین یہی قول لیا ہے شریعت موسوی مین خاموشی کا روزہ ہوا کرتا تھا شریعت محمدی مین اس طرح کا روزہ جائز نہین ہے چنانچہ عبداللہ بن مسعود نے ایک شخص کو اسطرح کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھکر منع کیا اسطرح کی ممانعت عبداللہ بن مسعود نے ضرور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنکر کی ہوگی کیونکہ اپنی طرف سے صحابہ کوئی ایسا حکم نہین دیتے تھے۔

منزل ۴

فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۖ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ

پہر لائی اسکو اپنے لوگون پاس گود مین بولے اے مریم تو نے کی یہ چیز طوفان اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا

أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي

باپ برا آدمی اور نہ تھی تیری ماں بدکار پہر ہاتھ سے بتایا اس لڑکے کو بولے ہم کیونکر بات کرین اس شخص سے

المهد صبيا ۝ قال إني عبد الله آتاني الكتاب وجعلني نبيا ۝ وجعلني مباركا أين ما كنت وأوصاني

کہ وہ گود مین لڑکا ہے وہ بولا مین بندہ ہون اللہ کا مجکو اسنے کتاب دی ہے اور مجکو اسنے نبی کیا اور بنایا مجکو برکت والا جسمکہ

بالصلوة والزكوة ما دمت حيا ۝ وبرا بوالدتي ولم يجعلني جبارا شقيا ۝

نماز کی اور زکوۃ کی جبتک مین رہون جیتا اور سلوک والا اپنی ماں سے اور نہیں بنایا مجکو زبردست بدبخت

والسلم علي يوم ولدت ويوم أموت ويوم أبعث حيا ۝

اور سلام ہے مجپر جسدن پیدا ہوا اور جسدن مرون اور جسدن اٹھ کھڑا ہون جی کر

تفسیر سدی مین ہے کہ حضرت عیسے کے پیدا ہونے کے بعد شیطان نے مریم علیہ السلام کی قوم مین یہ خبر پھیلا دی کہ مریم کے ہان بن باپ کا بچہ پیدا ہوا اس خبر کو سنکر قوم کے لوگ بڑے جوش مین آئے اور مریم علیہ السلام کو اس الگ مکان مین سے بستی مین بلایا اسپر مریم علیہ السلام چلہ نہانے کے بعد عیسے علیہ السلام کو لیکر قوم کے لوگون کے پاس گئین یہ تفسیر حضرت عبد اللہ بن عباس کے اس قول کے موافق ہے کہ گہوارہ سے وقت مریم علیہ السلام کو جو آواز آئی تھی وہ جبرئیل علیہ السلام کی آواز تھی عیسے علیہ السلام کی آواز نہیں تھی - اوپر گزر چکا ہے کہ مجاہد کے قول کے موافق وہ آواز عیسے علیہ السلام کی تھی اور یہ بھی گزر چکا ہے کہ مجاہد ابو جعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین اس قول کو ترجیح دی ہے اسواسطے تفسیر ابن جریر مین ہے کہ عیسے علیہ السلام کے بولنے سے جب مریم علیہ السلام کو یہ اطمینان ہو گیا کہ قوم کے لوگون سے عیسے علیہ السلام خود جواب دہی کر لیوینگے تو اسی اطمینان کے بھروسہ پر وہ عیسے علیہ السلام کو گود مین لیکر قوم کے لوگون کے پاس آئین غرض جب مریم علیہ السلام کی گود مین عیسے علیہ السلام کو قوم کے لوگون نے دیکھا تو کہنے لگے مریم تم نے یہ انوکھا کام کیا اور یہ بھی کہنے لگے کہ تیرے نامی کی شہرت مین ہارون کی بہن مریم تمہارے ماں باپ تو ایسے بدرویہ نہ تھے پھر تم کس برتہ مین جو تم نے ایسا انوکھا کام کیا قوم کے لوگون کی یہ باتین سنکر مریم علیہ السلام نے عیسیٰ علیہ السلام کیطرف اشارہ کیا جس سے انکا مطلب یہ تھا کہ میرا تو خاموشی کا روزہ ہے مگر جس لڑکے کی پیدائش کو انوکھا کام کیا جاتا ہے اسکی جواب دہی خود وہ لڑکا ہی کریگا حضرت مریم کے اس اشارہ کے مطلب کو سمجھکر قوم کے لوگون کو بہت غصہ آیا اور غصہ سے یہ کہنے لگے کہ چالیس دن کے بچہ نے دنیا مین کہین باتین کی ہین جو ہم اس لڑکے سے بات چیت کرین قوم کے لوگون کی سب باتین سنکر عیسے علیہ السلام نے وہ جواب دیا جس کا ذکر آگے آتا ہے اگرچہ تفسیر سدی مین ہے کہ مریم علیہ السلام سے علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام کے خاندان مین سے تھے اسواسطے قوم کے لوگون نے مریم علیہ السلام کو ہارون کی بہن کہا کیونکہ عرب کا یہ محاورہ ہے مثلاً تمیمی قبیلہ کے مردون کو تمیم کا بھائی اور عورتون کو تمیم کی بہن کہتے ہیں یہی قول شاہ صاحب نے اپنے فائدہ مین لیا ہے لیکن قتادہ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل مین ایک نیک شخص مریم علیہا السلام کے زمانہ کا تھا اسی تشبیہ سے قوم کے لوگون نے مریم علیہا السلام کو ہارون کی بہن کہا ہے حکا مطلب یہ ہے کہ مریم تم تو نبی اسرائیل

منزل ۴

ہیں کے زمانہ حال کے ہارون کی طرح نیک مشہور تھیں پھر تم نے انوکھا کام کیوں کیا۔ صحیح مسلم میں مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا ہے کہ قرآن میں مریم علیہ السلام کو جس ہارون کی بہن کہا گیا ہے وہ حضرت موسیٰ کے بھائی کے علاوہ دوسرا شخص تھا اس حدیث سے قتادہ کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے اسواسطے حافظ ابو جعفر ابن جریر نے قتادہ کے قول کی پوری تائید کی ہے عیسیٰ علیہ السلام نے قوم کے لوگوں کو جو یہ بات دیلیہ آسکتا ہے کہ اے لوگوں اللہ کا بندہ اور نبی ہوں اس طرح خلاف عادت میرا پیدا ہونا ایسا ہی میرا ایک معجزہ ہے جس طرح خلاف عادت میرا بولنا معجزہ ہے۔ قرآن شریف کی ان آیتوں میں جس طرح یہ ذکر ہے کہ عیسے علیہ السلام نے اپنے آپ کو اللہ کا بندہ کہا اسطرح کا ذکر یوحنا کی انجیل کے باب میں بھی ہے قرآن کا جھٹلانا تو عیسائیوں کے نزدیک سہل ہے مگر معلوم نہیں انجیل کے باب کو یہ لوگ کس طرح جھٹلاتے ہیں عیسے علیہ السلام نے چالیس دن کی عمر میں اپنے آپ کو نبی صاحب کتاب جو جتلایا اور کہا مطلب یہ ہے کہ وقت مقررہ پر اللہ تعالیٰ انکو صاحب کتاب نبی کریگا دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے عالم ارواح میں جو عہد لیا گیا ہے اسکا ذکر سورہ ال عمران میں گزر چکا ہے جس سے یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ ہر نبی کو اپنے پیدا ہونے سے پہلے اپنی نسبت کا حال معلوم ہے اسی واسطے ترمذی میں ابو ہریرہ کی صحیح روایت ہے جسمیں خاتم الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے میں نبی تھا اپنی نبوت کے ذکر کے بعد عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی ہو کر ہر وقت میں اللہ کی رضامندی کے کاموں کی نصیحت لوگوں کو کرتا رہونگا اسلئے میں جہاں رہونگا وہاں خیر و برکت رہے گی پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھکو تا بہ زندگی نماز و زکوٰۃ کا حکم فرمایا عیسے علیہ السلام کے حال میں علما نے لکھا ہے کہ زکوٰۃ کے قابل نقد روپیہ کا جمع کرنا تو درکنار عیسے علیہ السلام دوسرے دن کے لئے کوئی کھانے کی چیز نہیں رکھتے تھے اسی واسطے زکوٰۃ کے معنے گناہوں سے پاک رہنے کے ہیں پھر فرمایا مجھکو یہ بھی حکم ہے کہ میں ماں کے ساتھ سلوک سے رہوں لوگوں پر ظلم و زیادتی کر کے عقبیٰ کے اجر سے بے نصیب نہ ٹھیروں پھر فرمایا پیدا ہونے کے دن مرنے کے دن اور حشر کے دن کی پریشانی سے اللہ تعالیٰ نے مجھکو امن و امان میں رکھا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ کی روایتیں ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کے انجام اور لوگوں کے ساتھ ظلم و زیادتی کرنے کے انجام میں اوپر گزر چکی ہیں وہی روایتیں و برا بوالدتی و لم یجعلنی جبارا شقیا کی گویا تفسیر ہیں جسکا حاصل یہ ہے کہ ماں باپ سے بدسلوکی کرنے والا جنت کے اور ظلم و زیادتی کرنے والا نیکیوں کے ہاتھ سے کھو دینے کے سبب سے بڑا بد نصیب ہے صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس بچے کی پسلی میں اپنی انگلی چبھو کر اس بچہ پر اپنا تسلط چاہتا ہے لیکن عیسے علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے شیطان کے اس تسلط سے امن و امان میں رکھا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے نواس بن سمعان کی روایت سورۃ الکہف میں گزر چکی ہے کہ قیامت کے قریب عیسے علیہ السلام آسمان سے اتر کر دین کے اور دجال کو قتل کرینگے سورۃ الانبیا میں آویگا کہ مشرکین مکہ نے جب اپنے بتوں کا دوزخ کا ایندھن بنائے جانے کا حال سنا تو وہ مشرک یوں کہنے لگے کہ نصرانی لوگ عیسے علیہ السلام

منزل ۴

اکو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں تو عیسے بھی کیا ہمارے جتھون کے ساتھ ہونگے آسپر اللہ تعالی نے فرمایا اللہ کے ایسے خاص بندے قیامت کے دن کی ہر ایک آفت سے بے فکر اور ہر طرح امن وامان مین رہین گے عیسے علیہ السلام نے یہ جو فرمایا کہ پیدا ہونے کے دن مرنے کے اور حشر کے دن کی پریشانی سے اللہ تعالی نے مجکو امن وامان مین رکھا ہے اوسکا مطلب سورہ الانبیا کی آیتون اور اوپر کی حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے پیدا ہونے کے دن اُنکو شیطان کے تسلط سے امن مین رکھا اور غازی نبی ہونے کا مرتبہ دیکر دنیا سے اوٹھایا اور حشر کے دن کی ہر ایک آفت سے امن مین رکھنے کا وعدہ اپنے کلام پاک مین فرمایا

ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ○

یہ ہے عیسی مریم کا بیٹا سچی بات جس میں لوگ جھگڑتے ہیں

یہود اور نصارے دونو حضرت مریم اور حضرت عیسے کے باب مین طرح طرح کے شک مین پڑے ہوئے ہیں یہود کا شک حضرت مریم کے باب مین یہ ہے کہ حضرت مریم کو وہ یوسف نجار کے ساتھ زنا کی تہمت لگاتے ہیں اور حضرت عیسے کے باب مین اُنکا شک یہ ہے کہ نہ وہ حضرت عیسے کو اللہ کے رسول کی اولاد جانتے ہیں نہ نبی جانتے ہیں جب حضرت عیسے نبی ہوئے اور طرح طرح کے معجزے اُنسے ظاہر ہوئے اسی شک سے کہ وہ نبی نہیں ہیں یہود اُنکے دشمن ہوگئے اور اوسوقت کے یونان کے ستارہ پرست بادشاہ سے اُنھون نے حضرت عیسے کی چغلیان کھاکر سولی کا حکم جاری کیا آخر اللہ تعالی نے ایک شخص پر حضرت عیسے کی شباہت ڈالدی اور اس شخص کو مخالفون نے سولی پر چڑہادیا یہ قصہ سورہ نسا مین ہے اور نسائی تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ مین اس قصہ کی تفصیل سے روایتہ ہے نصاریٰ کا شک حضرت عیسے کے باب مین یہ ہے کہ ایک فرقہ تو نعوذ باللہ من ذلک حضرت عیسے کو خدا کہتے ہیں اور ایک فرقہ حضرت عیسے کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور ایک فرقہ حضرت مریم اور حضرت عیسے اور اللہ تعالی کو ملاکر تین خدا ہونے کے قائل ہیں اگرچہ خدا تعالی نے ان آیتون مین حضرت مریم کی برات کا اور حضرت عیسے کا اللہ کا بندہ اور رسول ہونے کا ذکر فرماکر یہود و نصاریٰ دونون کے شک کو رفع فرمادیا ہے لیکن ہر کام کا وقت اللہ کی جناب مین مقرر ہے قیامت کے قریب جب حضرت عیسے دجال کو قتل کرنے کے لئے آسمان سے اوتر کر زمین پر آوین گے اوسوقت اِن دونون کا شک جاوے گا اور دونون حضرت عیسے کو رسول جانکر ایمان لاوین گے سورہ نسا مین اس کا ذکر گزرا ہے اور صحیح حدیثون مین اُسکی تفصیل آئی ہے نصارئس کا جو فرقہ حضرت عیسے مریم علیہا السلام اور اللہ تعالی کو ملاکر خدا کہتا ہے اُسکو تثلیث کا فرقہ کہتے ہین اِس فرقہ کو تو ان مین کے فرقہ پروٹسٹنٹ نے یون جھٹلادیا ہے کہ یہ تثلیث کا مسئلہ انجیل مین نہیں ہے یہ پروٹسٹنٹ فرقہ انجیل کہلاتا ہے یہ لوگ تثلیث کے مسئلہ کو انجیل کے مابعد کا مسئلہ خیال کرکے اپنی کتابون مین اُسکا ذکر نہین کرتے علاوہ اِسکے تین خدا کو ماننا کھلم کھلا شرک ہے اور انجیل یوحنا کے ستر ہوین باب مین لکھا ہے کہ مشرک کا ٹھکانا دوزخ ہے اِس سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے کہ اس طرح سے شرک کا پھیلانے والا مسئلہ کسطرح انجیل کے حکم کے موافق نہین ہوسکتا انجیل متی کا تیسرا اور چوتھا باب دیکھنے کے قابل ہے جسمین عیسے علیہ السلام نے اللہ تعالی کو وحدہ لاشریک اور اپنے آپکو اللہ کا بندہ ٹھہرایا ہے اِس سے معلوم ہوا کہ نصاریٰ

منزل ۴

ہیں کے جو فرقے عیسےٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں اُنکا اعتقاد عیسےٰ علیہ السلام کے قول کے برخلاف ہے سورہ المائدہ میں گزر چکا ہے کہ نصاریٰ مین یہ اعتقاد عیسےٰ علیہ السلام کے بعد بعضے لوگون کی الہامون کی بنا پر پیدا ہوئے ہین اور یہ بھی گزر چکا ہے کہ یوحنا حواری نے اپنے رسالہ کے چوتھے باب مین عیسےٰ علیہ السلام کے بعد کے الہامون کو بے اعتبار ٹھہرا دیا ہے سورہ المائدہ اور سورہ التوبہ مین بھی عیسائیون کا حال گزر چکا ہے صحیح بخاری و مسلم مین عبادہ بن الصامت سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عیسےٰ علیہ السلام کے اللہ کے بندے اور رسول ہونے کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہود اور نصاریٰ نے عیسےٰ علیہ السلام کے اصلی حال مین طرح طرح کی غلط باتین تراش لی تھین اسواسطے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس آیۃ مین عیسےٰ علیہ السلام کے بندے اور رسول ہونے کو قول الحق فرمایا اسی طرح اللہ کے رسول نے بھی خاص طور پر اس حق بات کو جتلا دیا۔

مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

اللہ ایسا نہیں کہ رکھے اولاد وہ پاک ذات ہے جب ٹھہراتا ہے کچھ کام یہی کہتا ہے اُسکو کہ ہو وہ ہوتا ہے

اوپر گزرا کہ نصاریٰ مین حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے باب مین طرح طرح کا جھگڑا ہے اسی واسطے اس آیۃ مین فرمایا یہ جھگڑا ڈالنے والے لوگ اللہ کی قدرت کو بھول گئے ہیں اسواسطے ایسی باتین کرتے ہیں اُسکی قدرت تو وہ ہے کہ جس کام کے کرنے کا اُس کا ارادہ ٹھہرتا ہے کلہ کن کے فرمادینے سے وہ کام فوراً ہو جاتا ہے اسی کلمہ کن کے فرمادینے سے اُس نے بغیر ماں باپ کے آدم علیہ السلام اور بغیر باپ کے عیسےٰ علیہ السلام کو پیدا کیا غرض عیسےٰ علیہ السلام آدم علیہ السلام کی طرح اللہ کی مخلوق مین سے ہین نہ خدا ہین نہ خدا کے بیٹے نہ خدا کے شریک اللہ کی شان ان لوگون کی تراشی ہوئی باتون سے بہت دور ہے اسواسطے کسی آسمانی کتاب سے یہ لوگ اپنی ان تراشی ہوئی باتون کی سند نہین پیش کر سکتے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبادہ بن الصامت کی حدیث جو اوپر کی آیۃ کی تفسیر مین گزری وہ اور متی کی انجیل کا تیسرا اور چوتھا باب گویا اس آیۃ کی تفسیر ہین جسکا حاصل وہی ہے جو اوپر کی آیۃ کی تفسیر مین بیان کیا گیا کہ عیسےٰ علیہ السلام انجیل اور قرآن کی تعلیم کے موافق اللہ کے بندے رسول ہیں اور عیسےٰ علیہ السلام کے بعد بعضے الہامون کی بنا پر جو باتین تراشی گئی ہیں وہ الہام بالکل غلط ہیں کیونکہ کوئی صحیح الہام کتاب آسمانی کے برخلاف نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ کی شان سے یہ بات بعید ہے کہ وہ وحی کے ذریعہ سے نبی کو ایک حکم دیا اُسی نبی کی امت مین کے بعضے لوگو الہام کے ذریعہ سے دوسرا حکم دے اور الہام کے ذریعہ سے وحی آسمانی کو جھٹلا دے چالیس دن کی عمر مین معجزے کے طور پر عیسیٰ علیہ السلام نے قوم کے لوگون سے جو باتین کین ان باتون کے سلسلہ مین اس آیۃ اور اس سے اوپر کی آیۃ کا مضمون اللہ تعالیٰ نے نصحت کے طور پر بڑھا دیا تھا اب آگے کی آیۃ مین عیسےٰ علیہ السلام کی باتون کے سلسلہ کا خاتمہ ہے۔

منزل ۴

وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝

اور کہا بیشک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا سو اسی کی بندگی کرو یہ ہے راہ سیدھی

شروع تقریر میں عیسیٰ علیہ السلام نے یہ کہا تھا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں رسول ہوں اُسی سلسلہ میں اب یہ فرمایا کہ اسی لوگو جب میں اور تم سب اللہ کے بندے ہیں اور وہ ہم سب کا معبود اور رب ہے تو خالص اُسی کی عبادت کا کرنا اور اُسکی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا ایک ہی سیدھا راستہ ہے مطلب یہ ہے کہ سوائے اس ایک راستہ کے اور سب راستے ٹیڑھے ہیں اس لئے کہ خالص اللہ کی عبادت کو چھوڑ کر جو کوئی دوسرا راستہ چلا وہ دوزخ میں جانے کا شریک راستہ ہے مسند امام احمد نسائی مستدرک حاکم میں عبداللہ بن مسعود سے اور ترمذی وغیرہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص سے معتبر روایتیں ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک روز بہت سی لکیریں زمین پر کھینچ کر یہ فرمایا کہ ان میں سوائے ایک راستہ کے اور سب راستے دوزخ کے ہیں اور وہ ایک راستہ دوزخ سے بچا ہوا وہی ہے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں ان معتبر روایتوں سے اور انجیل یوحنا کے باب ۱۴ سے عیسے علیہ السلام کی اس نصیحت کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے جس کا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ جو کوئی خالص اللہ کی عبادت کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ چلا وہ دوزخ میں جانے کا شریک کار راستہ ہے۔

فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِن مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝

پھر کئی راہ ہو گئے فرقے ان میں سے سو خرابی ہے منکروں کو جو وقت دیکھیں گے ایک دن بڑا

أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا لَٰكِنِ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ

کیا سنتے دیکھتے ہوں گے جس دن آویں گے ہمارے پاس پر بے انصاف آج کے دن صریح بھٹکے ہیں

منزل ۴

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے عیسے علیہ السلام کی نصیحت کا نتیجہ ذکر فرمایا کہ جو لوگ اپنے آپ کو عیسے علیہ السلام کا پیرو کہتے ہیں عیسی علیہ السلام کے بعد ان لوگوں نے عیسی علیہ السلام کی نصیحت کو بالکل رائگاں کر دیا اور بجائے خالص اللہ کی عبادت کے ان میں کے کچھ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہنے لگے کچھ خدا کا بیٹا اور کچھ خدا کا شریک اور ان میں کے جو لوگ عیسی علیہ السلام کی نصیحت پر قائم تھے ان سے لڑے اور انکو مارا اس لڑائی کا ذکر اُسوقت کی تاریخ کی کتابوں میں تفصیل سے ہے پھر فرمایا ایسے منکر شریعت لوگوں کو قیامت کے دن بڑی خرابی پیش آنے والی ہے اب دنیا میں تو یہ لوگ اللہ کے رسول کی نصیحت کو رائگاں کر رہے ہیں لیکن قیامت کے دن اس نصیحت کے سننے کو انکے کان اور نصیحت کے رائگاں کرنے کے عذاب کے دیکھنے کے لئے انکی آنکھیں کھل جاویں گی مگر وہ بے وقت کا سننا دیکھنا انکے کچھ کام نہ آویگا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس رض میں مالک کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے کہ کم سے کم عذاب والا دوزخی شخص تمام دنیا کے مال و متاع کو جرمانہ میں دیکر دوزخ کے عذاب سے نجات چاہے گا تو نجات نہ ہو سکے گی اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ اللہ کے رسولوں کی نصیحت کو رائگاں کرنا اتنا بڑا جرم ہے جو تمام دنیا کے مال متاع کے جرمانہ سے بھی معاف نہیں ہو سکتا۔

وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ ۘ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ إِنَّا نَحْنُ

اور ڈر سنا دے انکو اُس پچھتاوے کے دن کا جب فیصل ہو چکے گا کام اور وہ بھول رہے ہیں اور وہ یقین نہیں لاتے ہم وارث

نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ۝ ۲ ع ۵

ہونگے زمین کے اور جو کوئی ہے زمین پر اور ہماری طرف پھر آوینگے

اوپر عیسائیون کا ذکر فرماکر ان آیتون میں مشرکین مکہ کا ذکر فرمایا جس سے یہ بات جتلائی گئی ہے کہ جس طرح عیسائی لوگ اپنے آپ کو عیسے علیہ السلام کا پیرو کہتے ہیں اور حقیقت مین عیسے علیہ السلام کے طریقہ کے بالکل برخلاف ہیں یہی حال ان مشرکین مکہ کا ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو ملتہ ابراہیمی کا پابند کہتے ہیں اور حقیقت مین ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ کے بالکل برخلاف ہیں کیونکہ ابراہیم علیہ السلام تو بت پرستی سے ایسے بیزار تھے کہ اسی پر انکا اور آنے باپ کا جھگڑا ہوا جسکا ذکر آگے آتا ہے اور ان لوگون کا یہ حال ہے کہ رات دن بت پرستی مین لگے ہوئے ہیں قیامت کے دن اس بت پرستی کی جو سزا انکو بھگتنی پڑیگی اس سے بالکل غافل ہیں اور باوجود ہر وقت کی نصیحت کے اس شرک سے باز نہین آتے اس لئے اے رسول اللہ کے تم اپنا کام کئے جاؤ کہ ان لوگون کو اس دن کے پچھتاوے سے ڈراتے رہو ایسا نہ ہو کہ جو لوگ شرک سے باز نہ آوین تو انکا کچھ رنج نہ کرو ایک دن دنیا فنا ہونے والی ہے اور دنیا کے فنا ہوجانے کے بعد پھر دوبارہ زندہ ہوکر جب تمام دنیا کے لوگ سزا و جزا کے لئے حاے رو برو حاضر ہونگے تو اسوقت یہ لوگ اپنے اس شرک کی سزا بھگت کر بہت پچھتاوین گے اس پچھتاوے کا ذکر سورہ الانعام مین گزر چکا ہے کہ اس دن کے لوگ اپنی دنیا کی غفلت کی زندگی پر پچھتاکر پھر دوبارہ دنیا مین آنے اور نیک عمل کرنے کی خواہش کرینگے مگر اس بے وقت کے پچھتانے اور بے موقع خواہش سے انکو کچھ فائدہ نہوگا منزل ۴

صحیح بخاری مسلم اور ترمذی مین ابوسعید خدری سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب جنت مین ہمیشہ رہنے والے جنتیون اور دوزخ مین ہمیشہ رہنے والے دوزخیون کو یہ حکم سنادیا جائیگا کہ اب جو جہان سے وہین ہمیشہ رہینگے کبھی وہان سے نہ نکلے گا اوسوقت دوزخی لوگ اپنی دنیا کی غفلت کی زندگی پر بہت پچھتاوینگے [illegible] اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونون آیتون مین کی پہلی آیت پڑھی اس حدیث سے لوگون کو پچھتاوے کی [illegible] مین سکتی ہے

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ۝ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ

اور مذکور کر کتاب مین ابراہیم کا بیشک تھا وہ سچا نبی جب کہا اپنے باپ کو اے باپ میرے کیون پوجتا ہے تو

وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا ۝ يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ

اور نہ دیکھے اور نہ کام آوے تیرے کچھ بھی اے باپ میرے بیشک آیا ہے میرے پاس علم سے جو نہین آیا تیرے پاس سو چلا

صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا ۝ يَا أَبَتِ إِنِّي

تجھ کو راہ سیدھی اے باپ میرے مت پوج شیطان کو بیشک شیطان ہے رحمن کا نافرمان اے باپ میرے

أَخَافُ أَنْ يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِنَ الرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ۝

ڈرتا ہون کہیں لگے تجھ کو ایک آفت رحمن سے پھر تو ہو جاوے شیطان کا ساتھی

اَلِهَتِیْ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ۝ قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ

ٹھاکروں سے اے ابراہیم اگر تو نہ چھوڑیگا تو تجکو پتھراؤسے مارونگا اور مجھسے دور جا ایک مت کہا تیری سلامتی رہی مین گناہ

لَكَ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِیْ حَفِیًّا ۝ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّیْ ۖ عَسٰۤی اَلَّاۤ

تیرا اپنے رب سے بیشک وہ ہی مجھپر مہربان اور کنارہ پکڑتا ہون تم سے اور جنکو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا اور مین پکارونگا اپنے رب

اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا ۝ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ

ہونگا اپنے رب کو پکار کر محروم پھر جب کنارہ کیا ہوا انسے اور جنکو وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا بخشا ہمنے اسکو اسحق

وَیَعْقُوْبَ ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِیًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا ۝

اور یعقوب اور دونون کو نبی کیا اور دیا ہمنے انکو اپنی مہر سے اور رکھا انکے واسطے سچا بول اونچا

تفسیر سدی اور سیرۃ ابن اسحاق مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش کا قصہ جو لکھا ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ حضرت ابراہیم کی پیدائش سے پہلے نمرود نے خواب مین دیکھا تھا کہ ایک بڑا روشن ستارہ آسمان پر نکلا ہے اُسوقت کے نجومیون سے اوسنے یہ خواب بیان کیا اونھون نے جواب دیا کہ اس سال ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا کہ اوسکے سبب سے تیری سلطنت غارت ہوجاویگی یہان خواب کی تعبیر کے خوف سے بستی کے سب مردون کو اپنے ساتھ لیکر نمرود بستی کے باہر چلا گیا اور سب عورتون کو بستی کے اندر چھوڑ دیا تاکہ اس سال مرد عورت مین مباشرت اور کوئی اولاد پیدا نہ ہو لیکن خدا کے کارخانون کو کون روک سکتا ہے بستی مین آنے کا ایک ضروری کام درپیش آیا اور نمرود نے حضرت ابراہیم کے باپ آزر کو اُس کام کے لئے بستی مین بھیجا اور سخت تاکید کی کہ تم اپنی بی بی سے مباشرت نہ کرنا مگر جب آزر بستی مین آئے تو انسے نہ رہا گیا اونھون نے اپنی بی بی سے مباشرت کی اور حضرت ابراہیم کا حمل رہا نجومیون نے پھر نمرود کو خبر دی کہ اُس لڑکے کا حمل قرار پا چکا ہے لیکن حضرت ابراہیم کی ماں کو دیکھنے مین حمل نہیں معلوم ہوتا تھا آخر حضرت ابراہیم پیدا ہوئے اور نمرود کے خوف سے سات برس کی تاریکی مین انکی ماں نے انکو ایک تہ خانہ مین پالا پہلے تو حضرت ابراہیم کی ماں نے اپنے خاوند آزر سے بھی حضرت ابراہیم کا حال چھپایا امریون کہدیا کہ ایک مرا ہوا بچہ پیدا ہوا تھا کیونکہ جب نجومیون نے نمرود کو اُس بچہ کے حمل قرار پاجانے کی خبر دی تھی تو نمرود نے حکم دیدیا تھا کہ اس سال جو بچہ پیدا ہو وہ مار ڈالا جاوے اس خوف سے حضرت ابراہیم کی ماں نے اپنے خاوند سے بھی حضرت ابراہیم کے حال کو چھپایا کہ نمرود کی خوشامد سے کہیں آزر اس بچہ کا حال ظاہر کرکے اس بچہ کو قتل نہ کرادیوین اس تہ خانہ کے رہنے کے زمانہ مین انکی ماں نے ایک دن اس تہ خانہ سے باہر نکالا تھا اور جب ہی اونھون نے چند ستارون کو غروب اور طلوع کے وقت دیکھکر اپنے دل مین یہ جس کا ذکر سورہ انعام مین ہے غرض جب مرد کے خواب کے سات برس گزر گئے اور بچون کے مار ڈالنے کا حکم بھی نمرود نے موقوف کردیا اور حضرت ابراہیم خوب باتین کرنے لگے تو ایک روز حضرت ابراہیم کی ماں نے آزر سے محبت دلانے کے لئے

منزل ۴

حضرت ابراہیم کی باتون کا اور حضرت ابراہیم کی پیدائش کا حال کہا آزر نے حضرت ابراہیم کو تہ خانہ مین جاکر دیکھا اور جتلایا
کہ مین تمہارا باپ ہون حضرت ابراہیم نے کہا اے میرے باپ تمہارا پیدا کرنے والا کون ہے آزر نے کہا نمرود حضرت ابراہیم نے
کہا نمرود کو کس نے پیدا کیا آزر نے ایک طمانچہ حضرت ابراہیم کے مونہہ پر مارا اور غصہ ہوکر تہ خانہ سے باہر چلے آئے یہ گویا بت
پرستی کی پہلی بحث تھی جو حضرت ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کی پھر اسی طرح سولہ برس کی عمر تک حضرت ابراہیم اپنے باپ
اور اپنی قوم کے لوگون سے بحث کرتے رہے اور طرح طرح سے بت پرستی کی برائی انکو سمجھاتے رہے اون ہی بحثون مین کی ایک
بحث کا ان آیتون مین ذکر ہے جب ان بحثون سے وہ لوگ نہ مانے تو سولہ برس کی عمر مین حضرت ابراہیم نے اون کے بت توڑ ڈالے
اور اسی الزام مین نمرود نے پہلے تو حضرت ابراہیم کو چند روز قید مین رکھا پھر قید سے ایک روز انکو اپنے روبرو بلایا اور بحث
ہوئی جسکا ذکر سورہ بقر مین گزرا جسمین حضرت ابراہیم نے نمرود سے کہا کہ میرا خدا تو ہر روز مشرق سے سورج نکالتا ہے تجھ مین
کچھ قدرت ہے تو سورج کو مغرب سے نکال اس بحث مین لاجواب ہوکر پھر نمرود نے حضرت ابراہیم کو آگ مین ڈالا یہ قصہ
سورہ انبیا مین آویگا اولوالعزم رسولون مین پہلے رسول حضرت نوح ہین دوسرے حضرت ابراہیم غیر اولوالعزم دو رسول
حضرت ہود اور حضرت صالح حضرت نوح اور حضرت ابراہیم کے بیچ کے زمانہ مین گزرے ہین جامع الاصول مین ہے کہ حضرت
نوح اور حضرت ابراہیم کے بیچ کے زمانہ کی مدت بارہ سو چالیس برس کی ہے اللہ کے حکم کی فرمانبرداری حضرت ابراہیم مین
اسقدر تھی حکم آتے ہی اسّی برس کی عمر مین اپنے ہاتھ سے اپنا ختنہ کیا جس کا ذکر صحیح بخاری مین ابوہریرہ کی روایت سے ہے منزل ۴
اپنے بیٹے حضرت اسمعیل کے ذبح کرنے کو جھٹ مستعد ہوگئے جس کا ذکر والصافات مین آویگا مہمان نوازی حضرت ابراہیم کی
مشہور ہے مکہ کے مشرک لوگ اپنے آپ کو ملت ابراہیمی پر کہتے تھے اسواسطے اللہ تعالیٰ نے اوپر کی آیتون مین انکو بت پرستی
کے وبال سے ڈرا کر ان آیتون مین ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان فرمایا تاکہ ان لوگون کو معلوم ہو جاوے کہ ابراہیم علیہ السلام
بت پرستی سے کس قدر بیزار تھے پھر یہ لوگ بت پرستی مین گرفتار رہ کر اپنے آپ کو ملت ابراہیمی پر کیونکر بتلا سکتے ہین غرض باپ
کی بت پرستی سے بیزار ہوکر ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا کہ جن بتون کو تم پوجتے ہو نہ اونکے کان ہین جو تمہارا کوئی
مقصد وہ سنین نہ اونکی آنکھین ہین جو تمہاری پوجا کی حالت کو وہ دیکھین پھر سمجھ مین نہین آتا کہ یہ بت تمہارا کونسا
مقصد پورا کرسکتے ہین اگر تم میرا کہنا مانو تو مین تم کو عبادت کا سیدھا راستہ بتا سکتا ہون جن نیک لوگون کی مورتون کو تم
پوجتے ہو اون نیک لوگون کو تو تمہاری اس پوجا کی خبر تک بھی نہین یہ تو شیطان کا کام ہے کہ جیسا وہ خود گمراہ ہوا اور
کو بھی ویسا کرنا اور اپنا گروہ بڑھانا چاہتا ہے ایسے میرے باپ مین ڈرتا ہون کہ شیطان کے کہنے پر چلنے اور شیطان کا
ساتھی قرار پاجانے سے تم پر اللہ کی طرف سے کوئی آفت نہ آجاوے ابراہیم علیہ السلام کے باپ آزر نے ابراہیم علیہ السلام
کی یہ باتین سنکر کہا معلوم ہوتا ہے ابراہیم تم ہمارے ٹھاکرون سے پھرے ہوئے ہو اگر تم اپنی اس حالت کو نہ چھوڑوگے تو
مین تمکو پتھرون سے کچل ڈالونگا جاؤ کچھ دنون تک تم مجھکو اپنی صورت نہ دکھاؤ باپ کی یہ باتین سنکر ابراہیم علیہ السلام

باپ کو رخصتی سلام کیا اور یہ کہا کہ اے باپ مین تم سے اور تمہارے تبون سے کنارے ہو جاتا ہون مگر مین جہان رہونگا تمہارے حق مین دعا خیر کرتا رہونگا اور مجھکو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ میری دعا رائگان نہ جاویگی آگے اللہ تعالے نے فرمایا کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے واسطے اپنے مان باپ اور قوم کو چھوڑا تو اونکو اولاد اور اولاد کی اولاد والا کیا اور ان سب کو نبی کرکے ان کا ذکر خیر دنیا مین باقی رکھا۔ صحیح بخاری وغیرہ مین معراج کی جو روایتین ہین اونسے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور خاتم الانبیا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ملاقات ساتوین آسمان پر ہوئی ہے ان روایتون سے ابراہیم علیہ السلام کا رتبہ اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى ۚ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ

اور مذکور کر کتاب مین موسی کا وہ تھا چنا ہوا اور تھا رسول نبی اور پکارا ہمنے اُسکی داہنی طرف

الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ۝

سے طور پہاڑ کے اور نزدیک بلایا اُسکو بھید کہنے کو اور بخشدیے اُسکو اپنی مہر سے بھائی اُسکا ہارون نبی

تفسیر سدی اور تفسیر ابن جریر وغیرہ مین حضرت موسی کی پیدائش کا قصہ جو ذکر کیا گیا ہے اُسکا حاصل یہ ہے کہ حضرت موسی کی پیدائش سے پہلے فرعون نے خواب مین دیکھا کہ بیت المقدس کی طرف سے ایک آگ نکلی اور سوا بنی اسرائیل کے محلہ کے تمام مصر کو اُس آگ نے جلا دیا فرعون نے اپنا یہ خواب اسوقت کے نجومیون سے بیان کیا اونھون نے کہا ایک لڑکا بنی اسرائیل مین سے جن کا اصل وطن ملک شام بیت المقدس کی سرزمین ہے پیدا ہونے والا ہے اُس کے ہاتھ سے مصر خراب اور برباد ہوگا فرعون نے بنی اسرائیل مین جو لڑکے پیدا ہوتے تھے اون کے مار ڈالنے کا حکم دیا ہزار بالڑکے بنی اسرائیل کے قتل کئے گئے جب حضرت موسی پیدا ہوئے تو اللہ تعالی نے اونکی مان کے دل مین یہ بات ڈالدی کہ ان کی مان نے حضرت موسی کو ایک صندوق مین بند کرکے اور ایک رسی سے اوس صندوق کو باندھکر وہ صندوق دریا مین ڈالدیا جب دودھ پلانا ہوتا وہ صندوق کی رسی کھینچکر صندوق مین سے حضرت موسی کو نکالکر دودھ پلا دیا کرتین اور پھر وہ صندوق دریا مین ڈالدیا کرتین ایک روز خدا کی قدرت کہ وہ رسی کھل گئی اور صندوق دریا مین بہگیا حضرت موسی کی مان نے گھبراکر حضرت موسی کی بہن مریم کو اوس صندوق کی خبر کو بھیجا مریم نے آنکر خبر دی کہ دریائے نیل سے ایک نہر فرعون نے جو اپنے رہنے کے مکان تک کاٹ لی تھی اُسکے راستہ سے بہکر وہ صندوق فرعون کے دروازے پر پہنچ گیا اور اتفاق سے وہ صندوق حضرت آسیہ فرعون کی بی بی کو نظر پڑا اور اونھون نے نکلوایا اور کھولا اور فرعون سے حضرت موسے کے پالنے کی اجازت بھی حاصل کر لی اور حضرت موسی کسی انا کا دودھ نہیں پیتے اسواسطے ایسی انا کی تلاش ہو رہی ہے جس کا دودھ حضرت موسی پئین سورہ طہ و سورہ شعرا اور قصص مین یہ قصہ پورا آویگا کہ خدا کی قدرت سے حضرت موسی اپنی مان کے ہی دودھ سے اپنے دشمن فرعون کے گھر مین پرورش پائی اور پھر رہین گئے اور وہان

منزل ۴

حضرت شعیب کی بیٹی سے نکاح ہوا اور دس برس مدین مین رہے جب حضرت موسی گھنٹیون چلنے لگے تو ایک دن آسیہ نے انکو فرعون کی گود مین دیا حضرت موسیٰ نے فرعون کی ڈاڑھی نوچ لی فرعون کو غصہ آگیا اس نے جلاد کو حضرت موسے کے مارڈالنے کے لئے بلوایا آسیہ نے کہا کہ نا سمجھ بچہ ہے اسکی بات پر تم کیا غصہ کرتے ہو ناحق لوگ ہنسین گے میں ایک طرف آگ کا انگارہ رکھتی ہون اور ایک طرف یاقوت رکھتی ہون اگر اس بچہ نے آگ کا انگارہ اوٹھالیا تو جان لینا نا سمجھ ہے اور اگر یاقوت اوٹھایا تو جانا سمجھدار ہے پھر تمکو مرواڈالنے کا اختیار ہے یہ دونون چیزین آسیہ نے رکھین حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت موسے کا ہاتھ پکڑ کر آگ مین ڈالدیا اور وہ آگ کا انگارہ حضرت موسی کے ہاتھ مین دیکر پھر حضرت موسی کا ہاتھہ حضرت موسی کے مونھہ مین دیدیا جس سے حضرت موسی کی زبان جلکر توتلی ہوگئی پھر نبی بننے کے بعد جب حضرت موسے نے اللہ تعالی سے دعا کی تو وہ توتلاپن گیا جس کا ذکر سورہ طہٰ مین آویگا ایک سو بیس برس کی عمر مین حضرت موسی نے وفات پائی صحیح مسلم مین ابو ہریرہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ملک الموت جب حضرت موسی کی جان قبض کرنیکے لئے آئے حضرت موسے نے ملک الموت کی آنکھہ مین ایک گھونسا مارکر ملک الموت کی آنکھہ پھوڑ ڈالی ملک الموت نے جاکر خدا سے فریاد کی اللہ تعالی نے ملک الموت کی آنکھہ اچھی کردی اور فرمایا کہ پھر جاکر موسی سے کہو کہ اگر انکو دنیا کی زیست درکار ہے تو ایک بیل کی پیٹھہ پر وہ ہاتھہ رکھدین بیل کے جتنے بال اُنکے ہاتھ کے نیچے دبین گے ہر ایک بال کو ایک سال قرار دیا جاکر انکی عمر بڑھا دی جاویگی جب ملک الموت نے اللہ تعالی کا یہ پیغام حضرت موسیٰ کو پہنچایا تو حضرت موسیٰ نے کہا کہ آگے عمر پانے کے بعد پھر آخر انجام کیا ہوگا اللہ تعالی کی طرف سے جواب ملا آخر موت ہے حضرت موسی نے کہا تو ابھی سہی بعضے لوگون نے اس حدیث کے مطلب پر یہ اعتراض کیا ہے کہ حضرت موسیٰ نے ملک الموت کو پہچان لیا تھا اور پھر آنکھہ پھوڑی تو اللہ کے فرشتہ کی توہین کی اور اگر نہیں پہچانا اور ایک اجنبی شخص جانکر گھونسا مارا تو حضرت موسے سے قصاص لینا چاہیئے تھا جواب اس اعتراض کا وہی ہے جو حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین دیا ہے کہ شریعت موسوی اور شریعت محمدی انسانون پر نافذ اور جاری ہے یہ قصہ ایک اللہ کے رسول اور ایک فرشتہ کے فی مابین کا ہے اس قصہ کا فیصلہ کسی شریعت انسانی سے نہین ہوسکتا خاص اللہ تعالی کے اقتدار مین یہ فیصلہ تھا جو اللہ تعالی کو مناسب معلوم ہوا وہ فیصلہ اللہ تعالی نے کردیا اب اللہ تعالی کے فیصلہ کے بعد کسی انسان کی کیا بساط ہے جو اس فیصلہ پر اعتراض کرسکے حاصل یہ ہے کہ یہ اعتراض حد شریعت سے بڑھا ہوا ہے اسلئے علما کی توجہ کے قابل نہیں ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ دس برس مدین مین رہنے کے بعد شعیب علیہ السلام سے اجازت لیکر جب موسی علیہ السلام نے اپنی مان اور بھائی ہارون سے ملنے کا قصد کیا اور مدین سے مصر کی طرف روانہ ہوئے تو اسوقت موسی علیہ السلام کے ساتھہ انکی بی بی بھی تھین جاڑے کا موسم اور رات کا سفر تھا اور موسی علیہ السلام رات کے اندھیرے کے سبب سے راستہ بھی بھول گئے تھے ہی حالت مین اون کو دور سے آگ کی روشنی نظر آئی یہ آگ کی روشنی دیکھ کر موسے علیہ السلام نے اپنی بی بی سے کہا تم یہین ٹھیرو مین

اس آگ میں سے ایک انگارہ لے آوں اور آگ کے پاس کوئی آدمی مل گیا تو اس سے راستہ بھی پوچھ لوں گا علما کا قول ہے کہ اللہ تعالی کے بروئے مبارک کے آگے جو پردے ہیں انمیں ایک پردہ آگ کا بھی ہے وہی آگ موسی علیہ السلام کو نظر آئی تھی صحیح مسلم میں ابو موسی اشعری سے جو روایت ہے اس میں بھی اس آگ کے پردہ کا ذکر ہے اس حدیث سے ان علما کے قول کی تائید ہوتی ہے غرض اوس روشنی میں سے موسی علیہ السلام کو اللہ تعالی کی آواز آئی اور اللہ نے موسی علیہ السلام کو فرعون اور اسکی قوم کی ہدایت کے لئے نبی ٹھہرا کر موسی علیہ السلام سے بہت سی باتیں کیں جن کا ذکر سورہ طہ میں آویگا اسی وقت عصا اور ید بیضا کا معجزہ موسی علیہ السلام کو عطا ہوا اور موسی علیہ السلام کی خواہش پر ہارون علیہ السلام کو بھی نبی قرار دیا یہ سب کچھ بھی سورہ طہ میں تفصیل سے آویگا ان آیتوں میں بھی وہی ذکر مختصر طور پر فرمایا گیا ہے صحیح بخاری وغیرہ میں معراج کے بیان میں جو روایتیں ہیں انکے موافق خاتم الانبیا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور ہارون علیہ السلام کی ملاقات پانچویں آسمان پر ہوئی اور موسی علیہ السلام کی چھٹے آسمان پر ان روایتوں سے یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ موسی علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے مرتبہ میں فرق ہے مشرکین مکہ موسی علیہ السلام کو صاحب توراۃ نبی اور یہود کو اہل کتاب جانتے تھے اسی واسطے اونہوں نے یہود کے مشورہ کے موافق روح اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا حال اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے پوچھا تھا لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نبوت پر انکا اعتراض تھا کہ اللہ کا رسول انسان نہیں ہوسکتا فرشتہ ہونا چاہئے اس اعتراض کو موسی علیہ السلام کے ذکر سے یوں رفع فرمایا کہ آخر موسی علیہ السلام بھی انسان تھے پھر وہ کیونکر اللہ کے رسول قرار پائے۔

منزل ۴

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ

اور مذکور کر کتاب میں اسمعیل کا وہ تھا وعدے کا سچا اور تھا رسول نبی اور حکم

يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۚ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝

کرتا تھا اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوۃ کا اور تھا اپنے رب کے پاس پسند

تفسیر ابن ابی حاتم میں معتبر سند سے ابن شہاب زہری کا قول ہے۔ کہ اسمعیل علیہ السلام نے ایک شخص سے کچھ وعدہ کیا تھا پھر وہ شخص وعدہ پر نہیں آیا تو اسمعیل علیہ السلام ایک برس تک اس شخص کا انتظار کرتے رہے ان آیتوں میں اسمعیل علیہ السلام کو وعدہ کا سچا جو فرمایا اسکی تفسیر اس قصہ سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے یہ محمد بن مسلم ابن شہاب زہری قتادہ کے مرتبے کے بڑے ثقہ مشہور تابعی ہیں اور صحاح ستہ کی سب کتابوں میں انکی روایتیں ہیں سورہ سبا میں آویگا کہ پانی کا بند ٹوٹ جانے کی آفت سے جب قوم سبا کے یمنی عرب تباہ ہوگئے تو ان میں کے کچھ قبیلے یمن سے اٹھ کر مدینہ منورہ میں آن بسے یہ وہی لوگ ہیں جنکا لقب خاتم الانبیا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے زمانہ میں انصار قرار پایا صحیح بخاری میں سلمۃ بن الاکوع سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ان لوگوں کو بنی اسمعیل فرمایا ہے سو اسکے

سلف کا قول ہے کہ کہ بن اور آنکے اطراف کے سب عرب اولاد اسمعیل مین داخل ہیں - اسمعیل علیہ السلام کے ذکر سے اللہ تعالی نے مشرکین مکہ کو یون قائل کیا ہے کہ تمام عرب کے باپ اسمعیل علیہ السلام کا تو یہ حال تھا کہ وہ اپنے گھر والون کو نماز اور زکوۃ کی تاکید کیا کرتے تھے اور ان لوگون کا یہ حال ہے کہ نماز کے وقت یہ لوگ سیٹیان اور تالیان بجاتے اور زکوۃ کو جرمانہ جانتے ہیں اور پھر اپنے آپ کو اولاد اسمعیل کہتے ہیں - اسمعیل علیہ السلام نے اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے حکم کے موافق اپنی بی بی کو طلاق دیدی جس کا ذکر حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے صحیح بخاری میں ہے کعبہ کے بنانے کے وقت پتھر ڈھوڈھو کر لائے اور ابراہیم علیہ السلام کو بڑی مدد دی یہ ذکر بھی صحیح بخاری کی اسی روایت مین ہے ابراہیم علیہ السلام کے خواب کی بنا پر اللہ کے واسطے ذبح ہونے اور اپنی جان دینے کو تیار ہوگئے جس کا ذکر سورہ الصافات میں آویگا اسی واسطے ان آیتون مین فرمایا کہ اسمعیل علیہ السلام کی عادتین اللہ کو پسند تھین -

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۙ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝

اور مذکور کر کتاب مین ادریس کا وہ تھا سچا نبی اور اٹھا لیا ہمنے اسکو ایک اونچے مکان پر

حضرت ادریس کے نسب مین علما کا بڑا اختلاف ہے صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود کا قول جو بغیر سند کے معلق طور پر بیان کیا گیا ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ ادریس اور الیاس ایک ہی پیغمبر کا نام ہے - اس صورت مین حضرت ادریس گویا بنی اسرائیل میں کے ایک پیغمبر ہین کیونکہ حضرت الیاس تو حضرت ہارون کے پڑپوتے ہیں بعضے مفسر کہتے ہیں کہ حضرت ادریس حضرت آدم کے پوتے ہیں اس آخری قول کو اکثر مفسرین نے اختیار کیا ہے - کیونکہ اس معلق قول کی سند قوی نہین ہے اسی طرح حضرت ادریس کے زندہ آسمان پر جانے میں اور اب انکے زندہ ہونے مین اور اس میں کہ سورج پر جو فرشتہ متعین ہے اوس سے اونکی دوستی ہو کر اسکے ذریعہ سے آسمان پر گئے علما کے مختلف قول ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ مرفوع حدیث تو اس باب مین کوئی نہیں ہے مگر اس اختلاف کے رفع کرنے میں مجاہد بن جبر کا یہ قول قوی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ادریس زندہ آسمان پر اوٹھا لئے گئے کیونکہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ مجاہد نے تیس دفعہ سارا قرآن حضرت عبداللہ بن عباس سے تفسیر سیکھنے کی غرض سے پڑھا ہے اور یہ بھی اوپر گزر چکا ہے کہ متقدمین مفسرین مین سے سفیان ثوری نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ تفسیر کے باب مین مجاہد کا قول سب پر فوقیت رکھتا ہے رہا مجاہد کے قول میں یہ احتمال کہ مجاہد کی تفسیر باب مین جو کچھ روایت ہے وہ حضرت عبداللہ بن عباس ہے اور تفسیر ابن ابی حاتم مین خود حضرت عبداللہ بن عباس سے جو اس باب مین روایت ہے وہ کعب احبار کا قول ہے اور اہل کتاب سے روایت کا لینا بخاری وغیرہ مین جو روایت ہے اوس سے منع ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حرام حلال کے باب میں اہل کتاب سے روایت کا لینا منع ہے جہان یہ منع کی روایت کی حدیث بخاری مین ہے وہین ابن بطال وغیرہ شارحین بخاری نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اس طرح کے تاریخی واقعات اس منع مین داخل نہین ہے خود اللہ تعالی نے فاسئلوا اہل الذکر فرما کر اس طرح کی تاریخی روایت کا اہل کتاب سے لینا جائز فرما دیا ہے کس لئے کہ اصلی شان نزول آیۃ فاسئلو

اہل الذکر کی یہی ہے کہ جسکو شبہ ہو وہ اہل کتاب سے پوچھ لیوے کہ رسول ہمیشہ سے آدمی ہی آتے رہے ہیں فرشتے کبھی نہیں آئے ادریس علیہ السلام کے ذکر سے اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کو یون قائل کیا ہے کہ یہود کو یہ لوگ اہل کتاب مانتے ہین اور یہود کی کتاب توراۃ میں ادریس علیہ السلام کے انسان اور نبی ہونے کا ذکر موجود ہے پھر یہ لوگ کس سند سے یہ اعتراض پیش کرتے ہیں کہ اللہ کا رسول انسان نہیں ہو سکتا فرشتہ ہونا چاہیئے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ

وہ لوگ ہیں جنپر نعمت دی اللہ نے نبیون مین اور آدم کی اولاد مین اور انمین

حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا

جنکو لادلیا نوح کے ساتھہ اور ابراہیم کی اولاد مین اور اسرائیل کی اور انمین جنکو ہدی

وَاجْتَبَيْنَا إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا

سو جہد دی اور پسند کیا جب انکو سنائیے آیتین رحمن کی گرتے ہین سجدے مین اور روتے

یون تو سب اولاد آدم علیہ السلام ہیں مگر شروع سورۃ سے یہان تک اللہ تعالیٰ نے دس پیغمبرون کا ذکر جو فرمایا ہے بعضے ان مین سے حضرت آدم علیہ السلام کے قریبی سلسلہ کی اولاد ہیں جیسے حضرت ادریس اور حضرت نوح اور بعضے پھر حضرت نوح کے سلسلہ مین ہیں جیسے حضرت ابراہیم بعضے پھر حضرت ابراہیم کے سلسلہ میں ہے جیسے حضرت اسحٰق اور حضرت اسمٰعیل اور حضرت یعقوب اور بعضے پھر حضرت اسرائیل یعنے حضرت یعقوب کے سلسلہ میں ہیں جیسے حضرت موسیٰ اور ہارون اور زکریا ویحییٰ وعیسیٰ اس سلسلہ کا ذکر اس آیۃ مین ہے اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ کہ صحیح بخاری مین معلق طور پر حضرت عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس کا یہ قول جو ہے کہ ادریس اور الیاس ایک ہی پیغمبر کا نام ہے اسکی سند قوی نہیں ہے اوس سند کا حال یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کی پوری سند تفسیر جریر میں ضحاک کے سلسلہ سے ہے جو بالکل ضعیف ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے قول کی پوری سند تفسیر ابن ابی حاتم اور مسند عبد بن حمید مین ہے یہ سند بھی قوی نہیں ہے اسواسطے جس طرح اکثر مفسرین نے حضرت ادریس کو حضرت آدم کے سلسلہ مین رکھکر انکو حضرت نوح علیہ السلام کا دادا بتلایا ہے یہی قول قوی معلوم ہوتا ہے اسی واسطے امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس کے قول کو معلق طور پر بیان کیا ہے یقینی طور پر بیان نہیں کیا حاصل مطلب اس آیۃ کا یہ ہے کہ جن انبیا کا ذکر اس سورہ میں کیا گیا ہے یہ وہ لوگ ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنا نائب بنانے کے لئے پسند کیا ہے اور انکو نبوت کی نعمت دی ہے۔ مکہ کے مشرک یہ جو کہتے ہیں کہ اللہ کا رسول انسان نہیں ہو سکتا یہ اونکی نادانی ہے کیونکہ فرشتون کو اصلی صورت میں دیکھنا انسان کی طاقت سے باہر ہے پھر نبی آدم کی ہدایت کے لئے فرشتہ رسول کیونکر ہو سکتا ہے آخر کو فرمایا اللہ کی وہ عظمت ہے کہ باوجود نبی ہونے کے اپنے صحیفون اور کتابون مین جب یہ لوگ عذاب کی آیتین سنتے ہیں تو عذاب سے ڈرکر سجدہ مین گر پڑتے ہیں اور رونے لگتے ہیں یہ بھی مشرکین مکہ کو تنبیہ فرمائی گئی

منزل ۴

ہے کہ نبی لوگ تو اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں مگر یہ مکہ کے مشرک عذاب کی آیتوں کو اس کان سے سنکر اُس کان سے اوڑا دیتے ہیں جس کا خمیازہ ایک دن اُنکو بھگتنا پڑیگا مسند امام احمد وغیرہ کے حوالہ سے ابوذرؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کل نبی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں جن میں تین سو تیرہ اور بعضی روایتوں کے موافق تین سو پندرہ رسول ہیں ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے سورۃ الانعام میں یہ بھی گزر چکا ہے کہ قرآن شریف میں پچیس نبیوں کا ذکر آیا ہے اس حدیث اور سورہ انعام کی تفسیر سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے کہ کل نبی کتنے اور ان میں رسول کتنے ہیں اور قرآن شریف میں کتنے نبیوں کا ذکر آیا ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت نوح علیہ السلام تک مکے نبی فقط نبی تھے نبی رسول نہیں تھے کیونکہ اُس زمانہ تک شریعت کے تفصیلی احکام نازل نہیں ہوئے تھے حضرت نوح علیہ السلام سے صاحب شریعت انبیا کا سلسلہ شروع ہوا اسی واسطے نوح علیہ السلام کو پہلا رسول کہتے ہیں چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوسعید خدری کی روایت اکثر باب میں کئی جگہ گزر چکی ہے و ممن ہو نبیا و اجتبینا میں انبیا کی امتوں کے وہ لوگ بھی داخل ہیں جنہوں نے انبیا کی صحبت کو پاکر ہدایت پائی اور اللہ تعالیٰ کی پسند کے موافق کام کئے چنانچہ سورہ النساء کی آیۃ و من یطع اللہ والرسول سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝

پھر انکی جگہ آئے ناخلف گنوائی نماز اور پیچھے پڑے مزوں کے سو آگے ملے گی گمراہی

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۝

مگر جنہوں نے توبہ کی اور یقین لایا اور کی نیکی سو وہ لوگ جاوینگے بہشت میں اور انکا حق نہ رہے گا کچھ

مول ۲

اوپر انبیا اور نیک لوگوں کا ذکر تھا اس آیت میں فرمایا کہ ان نیک لوگوں کی جگہ ایسے ناخلف آئے کہ نماز جیسی چیز کو جسکی ہر ایک شریعت میں تاکید ہے انہوں نے یا تو بالکل چھوڑ دیا یا بعضوں نے اسکو ادا بھی کیا تو شریعت کے حکم کے موافق ادا نہیں کیا اور دنیا کے عیش و آرام کے پیچھے ایسے سرگردان ہوئے کہ نیک کاموں کے کرنے اور بُرے کاموں سے بچنے کی کچھ پروا نہ کی پھر فرمایا ایسے لوگ عقبیٰ میں بڑا نقصان اوٹھاوینگے کیونکہ حکم الٰہی میں ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ قرار پا چکا ہے ہاں انمیں سے جو لوگ عقبیٰ کی باتوں کا پورا یقین کرکے اپنے پچھلے گناہوں سے توبہ اور آگے کو نیک عمل کریں تو وہ لوگ بہشت میں جاوینگے اور انکے نیک عملوں کی جزا میں کچھ کمی نہ کی جاویگی مسند امام احمد صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم میں ابوسعید خدری سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جن ناخلف لوگوں کا ذکر آیہ میں ہے وہ اس امت میں ساتویں ساتویں کے بعد ہوں گے حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اس حدیث میں بڑی پیشین گوئی ہے کیونکہ ساتویں ہجری کے بعد کا زمانہ یزید بن معاویہ کی خلافت کا زمانہ ہے جسمیں امام حسین کی شہادت کا معاملہ اہل مدینہ پر چڑھائی کے وقت اہل مدینہ اور مدینہ کی بےحرمتی کا معاملہ ابن زبیر پر چڑھائی کے وقت کعبہ کی بےحرمتی کا معاملہ یزید کے شراب پینے اور نماز کے چھوڑ دینے

کا معاملہ یہ سب معاملے ایسے ہی ہیں جسکا ذکر آیا اور حدیث میں ہے صحیح بخاری ومسلم میں خلاد بن رافع کا قصہ ابو ہریرہ کی روایت سے ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ خلاد بن رافع نے نماز میں رکوع سجدہ اچھی طرح نہیں کیا تھا اللہ کے رسول صلی تعالی علیہ وسلم نے خلاد سے کہا تو پھر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی صحیح مسلم میں ابوذر سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوقت کی نماز کو مردہ نماز فرمایا ہے ان حدیثوں کو آیہ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ رکوع سجدہ اچھی طرح نہ کرنے کی نماز اور بیوقت کی نماز اضاعوا الصلوۃ کے حکم میں داخل ہے جسکا مطلب یہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ ناخلف لوگون میں سے بعضے لوگون نے نماز کو بالکل چھوڑ دیا اور بعضون نے اسکو شریعت کے حکم کے موافق ادا نہیں کیا۔

جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِیْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَیْبِ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِیًّا ۝ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا اِلَّا

باغون میں بسنے کی جنکا وعدہ دیا ہے رحمن نے اپنے بندونکو بن دیکھے بیشک ہے اسکے وعدے پہنچنا سنینگے وہان بیکار

سَلٰمًا وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِیْهَا بُكْرَةً وَّعَشِیًّا ۝ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِیًّا ۝

سوائے سلام اور انکو ہے انکی روزی وہان صبح اور شام وہ بہشت ہے جو میراث دینگے ہم اپنے بندونمین جو کوئی ہوگا پرہیزگار

صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ کی روایت سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ تعالی نے فرمایا جنت مین نیک لوگون کے لئے جو نعمتین پیدا کی گئی ہیں وہ نہ کسی نے انکھون سے دیکھین نہ کانون سے سنین نہ کسی کے دل مین ان کا خیال گزر سکتا ہے ان آیتون مین جنت کو نہ دیکھی چیز جو فرمایا اسکا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دنیا میں بعضی بن دیکھی چیزین ایسی ہوتی ہیں کہ اگرچہ آدمی انکو آنکھونسے نہیں دیکھتا لیکن اونکا حال کانونسے سنا ہوا ہوتا ہے یا کبھی دل میں آپڑا خیال آجاتا ہے جنت ایسی انوکھی چیز ہے جو دیکھی نہ سنی نہ کبھی اسکا خیال کسی کے دل مین گزرا ابن ماجہ کے حوالہ سے ابو ہریرہ کی صحیح روایت کی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے ہر ایک شخص کا ایک ٹھکانا جنت مین اور ایک دوزخ میں پیدا کیا ہے جو لوگ ہمیشہ کے لئے دوزخی قرار پاوین گے انکے جنت مین کے لاوارث خالی مکانون کا وارث جنتیون کو بنا دیا جاویگا جنت کو میراث کی چیز جو فرمایا اسکا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ نیک لوگونسے ان دیکھی جنت کے دینے کا وعدہ جو اللہ تعالی نے کیا ہے ایک دن اس وعدہ کا ظہور بلاشک ہونے والا ہے پھر فرمایا یہ جنت وہ ہے جہان سوائے سلام علیک کی آواز کے اور کوئی ایسی آواز جنتیون کے کان مین نہ آویگی جو انکے کانون کو بری لگے پھر فرمایا وہان صبح شام انکو طرح طرح کی نعمتین کھانے کو ملینگی جنت میں اگرچہ صبح شام نہیں ہے صبح صادق سے لیکر سورج کے نکلنے تک کا جیسا ٹھنڈا وقت ہوتا ہے وہان ہمیشہ ایسا وقت رہے گا لیکن دنیا مین لوگونکا صبح وشام کھانا کھانے کا معمول ہے اسواسطے صبح وشام کا ذکر کیا تاکہ معلوم ہوجاوے کہ وہان بھی اندازہ سے یہی معمول قائم رہے گا پھر فرمایا یہ جنت اون لوگون کی میراث ہے جو دنیا مین نیک کامون کے کرنے اور برے کامون سے بچنے کی

منزل ۴

عادت رکھتے ہیں جنیتون کی سلام علیک کا ذکر سورہ یٰسین مین اور سورہ الواقعہ مین آویگا مجاہد اور اکثر سلف کا قول یہی ہے کہ جنت مین رات دن نہ ہوگا ہمیشہ صبح کا سا نورانی وقت رہے گا۔

وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ۖ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾

اور ہم نہین اترتے مگر حکم سے تیرے رب کے اُسی کا ہے جو ہمارے آگے اور جو ہمارے پیچھے اور جو اُسکے بیچ اور تیرا رب نہیں

رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ ۚ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾ ع ۴

رب آسمانون کا اور زمین کا اور جو اُنکے بیچ ہے سو اُسی کی بندگی کر اور ٹھہرا رہ اُسکی بندگی پر کوئی پہچانتا ہے تو اُسکے نام کا

صحیح بخاری مین حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے جو شان نزول ان آیتون کی بیان کی گئی ہے اُسکا حاصل یہ ہے کہ ایکدفعہ وحی لیکر آنے مین جبرائیل علیہ السلام کو کچھ دیر لگی اِس کے بعد جب وحی لیکر جبرائیل علیہ السلام آئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن سے دیر کی شکایت کی اِس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتین نازل فرما کر اُس شکایت کا یہ جواب جبرائیل علیہ السلام کو بتایا کہ اللہ کے فرشتے آسمان پرسے زمین پر اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نہین اوتر سکتے جبرائیل کی طرف کا یہ کلام قرآن شریف مین اِس طرح داخل ہے جس طرح ایاک نعبد وایاک نستعین نبی آدم کی طرف کا کلام قرآن شریف میں داخل ہے۔ پھر فرمایا آسمان وزمین مین جب کوئی چیز اللہ کے علم سے باہر نہین ہے تو وحی مین جو کبھی دیر ہو جاتی ہے وہ کسی بھول چوک کے سبب سے نہیں ہوتی بلکہ کسی مصلحت سے ہوتی ہے جیسے مثلاً روح اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے قصہ کی وحی مین عدم کے وقت ان شاء اللہ کا لفظ یاد رکھنے کی مصلحت سے دیر ہوئی پھر فرمایا جب اللہ تعالیٰ ایسا بے نظیر بادشاہ ہے کہ نہ آسمان وزمین مین کوئی اُس کا ہم نام ہے نہ اُسکی سی صفتین اور کسی مین پائی جاتی ہیں اور آسمان وزمین مین کوئی چیز اُسکے حکم سے باہر نہین تو خالص اُسکی عبادت زیبا ہے اُسکی عبادت مین کسی دوسرے کو شریک ٹھہرانا بڑے وبال کی بات ہے پھر فرمایا جاڑے کے وضو روزہ کی پیاس کی تکلیف یا اسی طرح کی اور کوئی تکلیف عبادت الٰہی میں پیش آوے تو اُسپر صبر کرنا چاہیے کیونکہ صبر کا اجر بہت بڑا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ دینی عبادت میں آدمی کو طرح طرح کی تکلیفین پیش آتی رہتی ہین اسی واسطے عبادت کے ساتھ اُن تکلیفون پر صبر کرنے کا ذکر فرمایا صحیح مسلم کے حوالہ سے صہیب رومی کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صبر کو ایمان کی نشانی فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ دین کے کامون مین جو تکلیفین پیش آتی ہیں اُنپر صبر کرنا ایمان دار آدمی کا کام ہے۔

وَيَقُولُ الْإِنسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ

اور کہتا ہے آدمی کیا جب مین مرگیا پھر نکلونگا جی کر کیا یاد نہین رکھتا آدمی کہ مجھے

أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ﴿٦٧﴾

اُسکو بنایا پہلے سے اور وہ کچھ چیز نہ تھا

منکرین حشر میں سے جس کسی کو صاحب عقل ہونے کا دعویٰ ہو اُس سے مثال کے طور پر پوچھا جاوے کہ جب دنیا میں شلّا ریل نہین تھی تو پہلے پہل جس نے ریل نکالی اُسکو یہ سوچنا پڑا ہوگا کہ انجن کس طرح بنایا جاوے پانی کا اندازہ اتنا ہو اور آگ کا اندازہ اتنا جب انجن مین اس قدر قوت پیدا ہوگی کہ اتنے بوجھ کو وہ اس قدر بھاپ کے زور سے کھینچ سکے گا جب یہ سب اندازہ صحیح تجربہ مین آگیا اور ایک مدت سے ریل چلتی ہے اب اگر فرض کیا جاوے کہ دنیا بھر کی ریل ناپید ہو جاوے تو جن لوگون کے اندازہ مین ریل کی باتین ہیں اُنکو پھر ریل کے بنا دینے میں کیا ایسی مشکل پیش آویگی جیسے نئے سرے سے ریل کے بنانے مین پیش آئی تھی کوئی صاحب عقل یہ نہیں کہہ سکتا کہ صحیح اندازہ سے ایک کام ہو کر مدت تک اُس کام کی شدامدرہ چکی ہو اور کام کرنے والون کو پورا اور صحیح تجربہ حاصل ہو چکا ہو اب دوبارہ وہ کام وہی کام کرنے والے کرین گے تو اون کو پہلے تجربہ کی مدد سے اُس کام کے کرنے مین کچھ آسانی نہ ہوگی اگر آسانی ہوگی تو اللہ تعالیٰ نے اُس حالت مین دنیا کو پیدا کر دیا کہ سوائے اُسکی ذات کے کچھ بھی نہ تھا اور مدت تک اُسنے اپنی قدرت سے دنیا کی ریل گاڑی کو چلایا اب بعد اِس حالت کو نابود کر دینے کے اُسکو پھر اس حالت کا پیدا کر دینا مشکل ہے۔ نہین نہین۔ کچھ مشکل نہیں بلکہ جسکو کچھ تجربہ ہے۔ اُس کے نزدیک نہایت سہل ہے دنیا کی پہلی حالت سبکی آنکھون کے سامنے ہے اور ایک کام ایک دفعہ کیا جا کر تجربہ مین آجاوے تو دوبارہ اُس کام کا کرنا سہل ہو جاتا ہے اسواسطے ثبوت حشر مین اللہ تعالیٰ نے اِس قدر فرمایا ہے کہ جس نے پہلے دنیا کو پیدا کیا ہے وہی پھر پیدا کریگا اور اُسکو دوسری دفعہ کا پیدا کرنا آسان ہے وھوالذی یبدؤالخلق ثم یعیدہ وھو اھون علیہ منزل ۴ جو سورہ الروم مین فرمایا وہ گویا ان آیتون کی تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس صاحب قدرت نے پانی جیسی پتلی چیز سے مان کے پیٹ مین انسان کا پتلہ بنا کر اُس پتلہ مین روح پھونکدی اُسکو آدم علیہ السلام کے پتلہ کی طرح انسان کے دوبارہ پیدا کرنے کے وقت مٹی کا پتلہ بنانا اور اُس پتلہ مین روح کا پھونکدینا کیا مشکل ہے صحیح بخاری کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایت سے حدیث قدسی ایک جگہ گزر چکی ہے کہ جسمین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مین نے انسان کو پہلی دفعہ پیدا کیا اور دوسری دفعہ پیدا کرونگا خبر ہے کلام پاک مین انسان کو سنا دی لیکن انسان نہیں سنتا میرے کلام پاک کو جھٹلایا حالانکہ پہلی دفعہ کی پیدائش کو آنکھون سے دیکھ کر دوسری دفعہ کی پیدائش کو جھٹلانا انسان کو زیبا نہیں تھا اس حدیث سے منکرین حشر کی جرأت کا حال اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے اور یہ بھی سمجھ مین آسکتا ہے کہ عقبیٰ مین کلام الٰہی کے جھٹلانے کی سزا ایسے لوگون کو بھگتنی پڑے گی جسمانی حشر کے منکرین کا یہ جو شبہہ ہے کہ مرنے کے بعد انسان کی خاک روان دوان ہو جاوے گی پھر وہ خاک دوبارہ کیونکر جمع ہو جاوے گی اِس کا جواب سورہ ق مین آویگا کہ ان منکرین حشر کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے موافق اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ مین یہ بات لکھ لیا ہے کہ ان لوگون کی خاک ہوا سے اوڑ کر یا پانی مین بہکر کہان کہان جاویگی اُسی پتہ سے ہر ایک کی خاک جمع کر لی جاویگی زیادہ تفصیل اِسکی سورہ ق مین آویگی۔

فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ

سو قسم ہے تیرے رب کی ہم گھیر بلا دینگے انکو اور شیطانون کو پھر سامنے لا دینگے گرد دوزخ کے گھٹنو پر گرے پھر جدا

ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ۚ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ۝

ین سے جو نسا ان مین سے سخت رکہتا تھا رحمن سے اکڑ پر ہمکو خوب معلوم ہیں جو بہت قابل ہیں اُس مین پہینکے کے

اوپر منکرین حشر کو عقلی طور پر یون قائل کیا گیا تھا کہ اِن کے انکار سے اللہ تعالیٰ کا انتظام مبل نہیں سکتا جسنے اپنے انتظام کے موافق پہلی دفعہ اُنکو پیدا کیا ہے وہی دوبارہ اونہیں پیدا کریگا ان آیتون مین اُسی مضمون کو تاکید کے طور پر اپنی ذات پاک کی قسم کھا کر فرمایا کہ ضرور سزا وجزا کے لئے ایک دن سب کو دوبارہ زندہ کیا جاویگا تاکہ دنیا کا پیدا کرنا ٹھکانے لگے اور جن شیاطینون کے بہکانے سے یہ منکر حشر دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرتے ہیں اِنکے ساتھ اُنکو بھی زندہ کیا جاویگا اور دوزخ کے کنارہ پر ان سب کو کھڑا کیا جاویگا جہان دوزخ کی دہشت سے گھٹنون مین سڑ ڈالکر بیٹھ جاوین گے پہر ان مین سے بڑے بڑے سرکشون کو چھانٹا جاکر دوزخ مین پہلے جھونکا جاویگا اور جو سرکش لوگ دوزخ کے پہلے جھونکے کے قابل ہین اُنکا حال اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ جو شخص دوزخ کی داروغگی کے کام کریگا اور دوسرونکو بھی بہکاویگا اُسکو دوہرا عذاب بھگتنا پڑیگا جو لوگ زیادہ عذاب کے مستحق ٹہرکر بھیجے جانے اور دوزخ کے پہلے جھونکے کے قابل آیتون مین ذکر کئے گئے ہین تفسیر کے طور پر اونکی مثال اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے۔

وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ۝ مثل

اور کوئی نہین تم مین جو نہ پہنچے گا اُسپر ہو چکا تیرے رب پر ضرور مقرر پہر بچا دینگے ہم اُنکو جو ڈرتے رہے اور چھوڑ دینگے ظالمونکو اُسمین

فرقہ معتزلہ نے اِس آیت سے یہ بات نکالی ہے کہ کبیرہ گناہون کے گنہگار ہمیشہ دوزخ مین رہوین گے اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس آیت مین سب آدمیون کا پلصراط پر سے گزرنے کا ذکر فرماکر فقط متقیون کی نجات فرمانے کا ذکر فرمایا ہے اور کبیرہ گناہ کے گناہ گار کو متقی کوئی نہین کہہ سکتا اِسلئے پلصراط پر سے جب وہ کٹ کٹ کر دوزخ مین گرین گے تو اُنکی نجات کا ذکر قرآن شریف مین نہین ہے اہل سنت نے جواب دیا ہے کہ صحیح حدیثون سے گناہگار کلمہ گو نکا ملائکہ انبیا صالحین کی شفاعت کے سبب سے دوزخ سے نکلکر جنت میں جانا ثابت ہو چکا ہے اِس لئے آیت مین لفظ متقی کی تفسیر شرک سے بچنے کی ہے گناہ سے بچنے کی تفسیر جو فرقہ معتزلہ نے کی ہے وہ صحیح حدیثون کے مخالف ہے اور خود صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف کسی کی تفسیر صحیح نہیں قرار پا سکتی اِس لئے فرقہ معتزلہ کی تفسیر غلط ہے اور صحیح تفسیر وہی ہے جس کا ذکر صحیح حدیثون میں آیا ہے کہ جسکے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان ہے وہ ضرور دوزخ سے نکلکر جنت مین جاویگا کبیرہ گناہ کے سبب سے کوئی کلمہ گو ہمیشہ دوزخ میں ہرگز نہ رہے گا۔ چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں انس بن مالک سے اور صحیح بخاری میں ابوہریرہ سے جو روایتیں ہیں اُنمین صاف یہ ذکر آیا ہے کہ کوئی کلمہ گو ہمیشہ دوزخ مین نہ رہے گا اگرچہ وان منکم الا واردہا کی تفسیر مین سلف سے کئی قول ہیں لیکن معتبر سند سے ترمذی مسند امام احمد اور مستدرک حاکم مین عبداللہ بن مسعود سے روایت

ہے جسمین اللہ کے رسول صلی تعالی علیہ وسلم نے وارد ہا کی تفسیر پلصراط پر گزرنے کی فرمائی ہے صاحب وحی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی اس تفسیر کے بعد سلف کا اختلاف خود بخود رفع ہو جاتا ہے اسواسطے حافظ ابوجعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین اس تفسیر کو بہتر ٹھہرایا ہے جامل - مطلب ان آیتون کا یہ ہی کہ پلصراط پر سب لوگو نکا گزرنا اللہ تعالی کے انتظام مین قطعی طور پر ٹھہر چکا ہے اب اس مین پرہیزگار لوگ تو صحیح سالم پلصراط پر سے گزر کر جنت مین چلے جاوین گے اور گنہگار لوگ اوندھے مونہہ دوزخ مین جا پڑین گے اسکے بعد اوپر جو روایتین گزریں اُنکے موافق ہر ایک کلمہ گو شخص تو آخر کو دوزخ سے نکل کر جنت مین جاویگا اور مشرک لوگ ہمیشہ دوزخ مین رہینگے کیونکہ سورہ النسا مین گزر چکا ہے کہ مشرک کی بخشش نہ ہوگی صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ مین اگر کوئی پتھر پھینکا جاوے تو ستر برس مین اُسکی تہ تک پہنچے گا اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ گہرائی کے سبب سے دوزخ کی شکل تنور کی سی ہے صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہؓ سے دوسری روایت ہے کہ دوزخ کے مونہہ پر جو پل ہوگا اُسی پر سے گزر کر سب جنت مین جاوینگے سب سے پہلے خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو اس پل پر سے گزرنے کا حکم ہوگا اس پل کو پلصراط کہتے ہیں ابوسعید خدری روایت کے طور پر یہ کہا کرتے تھے کہ پلصراط بال سے باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے شاہ صاحب نے اپنے فائدہ مین ان ہی روایتون کا خلاصہ بیان کیا ہے پلصراط کے تلوار سے تیز ہونے کی روایت طبرانی مین عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی ہے اور اُسکی سند بھی معتبر ہے اسی مضمون کی ایک روایت سلمانؓ فارسی سے مستدرک حاکم مین بھی ہے جسکی سند معتبر اور اللہ کے رسول صلعم تک پوری ہے -

منزل ۴

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ۝

اور جب سنائے اُنکو ہماری آیتیں کھلی کہتے ہیں جو لوگ منکر ہیں ایمان والونکو دونون فریقون مین کسکا مکان بہتر ہے اور اچھی لگتی ہے مجلس

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ۝

اور کتنے کھپا چکے ہم پہلے اُنسے سنگتین وہ اُنسے بہتر تھے اسباب مین اور نمود مین

اوپر منکرین حشر کا ذکر تھا ان آیتون مین فرمایا کہ یہ لوگ دنیا کا پیدا کیا جانا بلا نتیجہ کہتے ہیں اور اللہ تعالی کے انتظام مین دنیا کے فنا ہونے کے بعد نیک و بد کی جزا و سزا کا فیصلہ جو ضروری ٹھہرا ہے اُسکو یہ لوگ جھٹلاتے ہیں اسی واسطے جزا و سزا کی قرآن کی آیتین جب ان کو سنائی جاتی ہیں تو تنگدست ایماندار لوگون سے کہتے ہین کہ اگر تم حق پر ہوتے اور ہم ناحق پر ہوتے تو تم دنیا مین ایسے تنگدست اور ہم اسطرح کے خوشحال نہ ہوتے کیونکہ دنیا کی خوشحالی اللہ تعالی کی مہربانی کی نشانی ہے اللہ نے اس کا جواب دیا کہ انسے پہلے بڑے بڑے خوشحال منکر حشر لوگ طرح طرح کے عذابون سے ہلاک کئے جا چکے ہین جس سے ہر ایک کی سمجھ مین یہ بات آسکتی ہے کہ اگر حشر کا انکار قابل سزا جرم نہ ہوتا اور دنیا کی خوشحالی اللہ کی مہربانی کی نشانی ہوتی تو بلا جرم ایسے قابل مہربانی لوگون کو اللہ تعالی طرح طرح کے عذابون سے کبھی ہلاک نہ کرتا کس لئے کہ اس طرح کا ہلاک کرنا ظلم مین داخل ہے اور ظلم اللہ تعالی نے اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرا لیا ہے - صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذرؓ کی حدیث قدسی ایک جگہ گزر چکی ہے جسمین

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے انسؓ بن مالک کی حدیث بھی ایک جگہ گزر چکی ہے۔ جسکا حاصل یہ ہے کہ منکر شریعت لوگ عقبیٰ کے اجر کو نہیں مانتے اس لئے ایسے لوگوں کی نیکی کے بدلہ میں دنیا کی کچھ خوشحالی دنیا میں ہی انکو مل جاتی ہے منکر شریعت لوگوں کی دنیا کی خوشحالی کا سبب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے

قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ

تو کہہ جو کوئی رہا بہکتا سو چاہیئے اسکو کھینچ لیجاوے رحمن لمبا یہانتک کہ دیکھیں گے جو وعدہ پاتے ہیں یا آفت

وَاِمَّا السَّاعَةَ ؕ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ۝

اور یا قیامت سو تب معلوم کرینگے کس کا برا درجہ ہے اور کس کی فوج کمزور ہے

منکرین حشر اپنی دنیا کی خوشحالی کو اپنے حق میں بہتر جو سمجھتے تھے اوپر اسکا ذکر تھا ان آیتوں میں فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان لوگوں سے کہدو کہ یہ دنیا کی خوشحالی ان لوگوں کے حق میں کچھ بھلائی کی چیز نہیں ہے بلکہ یہ انکے حق میں ایک وبال کی چیز ہے کیونکہ اس خوشحالی کی حالت میں جس قدر انکی عمر بڑھے گی اپنی خوشحالی کے نشہ میں اسی قدر یہ لوگ گمراہی کے کام زیادہ کرینگے جس کے وبال میں یا تو دنیا کا کوئی عذاب پہنچ آجاویگا یا اگر ایسے حال میں یہ لوگ مرگئے تو قیامت کے دن انکو معلوم ہوجاوے گا کہ جن تنگدست ایماندار لوگوں سے اپنے آپ کو یہ لوگ اچھا جانتے تھے انکا کیا انجام ہوا صحیح مسلم کے حوالہ سے انسؓ بن مالک کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ قیامت کے دن بڑے بڑے مالدار منکر شریعت لوگوں کو جب دوزخ میں ڈالا جاویگا تو دوزخ کے پہلے ہی جھونکے کے بعد فرشتے انسے پوچھیں گے کہ دنیا کی جس خوشحالی کے نشہ میں تم اس عذاب کو جھٹلاتے تھے اس عذاب کے آگے وہ خوشحالی کچھ تم کو یاد ہے تو وہ لوگ قسمیں کھا کر جواب دیویں گے کہ اس عذاب کے آگے ہم کو وہ دنیا کی خوشحالی کچھ بھی یاد نہیں اسی طرح بڑے بڑے تنگدست جنتیوں سے پوچھیں گے کہ جنت کی ان نعمتوں کے آگے تم کو دنیا کی وہ تنگدستی کچھ یاد ہے جس پر تم نے صبر کیا اور اس صبر کے اجر میں تم کو جنت کی یہ نعمتیں ملیں تو یہ بھی قسمیں کھا کر جواب دیویں گے کہ نہیں۔ اس حدیث سے مالدار نافرمانوں اور تنگدست ایماندار لوگوں کی عقبیٰ کے انجام کا حال اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے مشرکین مکہ کے بڑے بڑے مالدار نافرمانوں پر دنیا اور آخرت میں جو عذاب بدر کی لڑائی کے وقت آیا انسؓ بن مالک کی صحیح بخاری و مسلم کی روایت سے اسکا حال کئی جگہ گزر چکا ہے

وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ؕ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ۝

اور بڑھاتا جاوے اللہ سوجھے ہوؤں کو سوجھ اور رہنے والی نیکیاں بہتر رکھتی ہیں تیرے رب کے یہاں بدلا اور بہتر جانیکی جگہ

اوپر ان لوگوں کا ذکر تھا جنکی گمراہی قرآن شریف کی آیتیں سنکر دن بدن اور بڑھتی جاتی تھی اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے قرآن کی نصیحت سے دن بدن زیادہ نیک ہدایت پائی جیسے مثلاً ہجرت سے پہلے مکہ میں فقط نماز فرض تھی تو اللہ تعالیٰ نے نہی کر اچھی طرح ادا کرنے کی ان میں توفیق دی تھی ہجرت کے بعد جب زکوٰۃ روزوں اور حج کی آیتیں نازل ہوئیں تو ان لوگوں کے نیک عمل توفیق الٰہی سے اور بڑھ گئے پھر فرمایا یہی نیک عمل ایسی چیز ہیں جنکو بدلہ بارگاہ الٰہی سے ملتا ہے

منزل ۴

اچھا ملنے والا ہے جو لوگ اپنی دنیا کی خوشحالی کے نشہ مین عقبی سے غافل ہیں وہ خوشحالی کی سب چیزین چھوڑ کر دنیا سے اُٹھ جاوین گے اور عقبیٰ مین ایسے لوگو نکو بہت ندامت ہوگی اور بے وقت کی ندامت اُنکے کچھ کام نہ آویگی - معتبر سند سے مسند بزار مین ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال اور اولاد دنیا مین چھوڑ جانے کی چیزین ہین ہان جو عمل آدمی نے عمر بھر کئے ہین وہ مرنے کے بعد اُسکے ساتھ جانے کی چیز ہے - مسند امام احمد و ابو داؤد مین بریدہ اسلمی سے صحیح روایت ہے جس مین یہ ذکر ہے کہ نیک عمل اچھی صورت اور بد عمل بری صورت بنکر قبر مین ہر ایک مردہ کے پاس آتے ہین مسند امام احمد مین محمد بن ابی عمرہ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لوگ دنیا مین عمر بھر نیک عمل کرتے رہین گے وہ بھی قیامت کے دن یون پچتاوین گے کہ اُنھون نے نیک عمل اور زیادہ کیون نہین کئے جو آج کے روز زیادہ اجر ملتا اس حدیث سے اون لوگون کے پچتانے کا حال جو عمر بھر بُرے کامون مین لگے رہے اور اوپر کی حدیثون سے مال و اولاد کا دنیا مین چھوڑ جانے اور نیک عمل کا مرنیکے بعد کام آنے کا حال اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے -

أَفَرَءَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِـَٔايَٰتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ۝ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝

بھلا تونے دیکھا وہ جو منکر ہوا ہماری آیتون سے اور کہا مجکو ملنا ہے مال اور اولاد کیا جانا کہ آیا ہی غیب کو یا لے رکھا ہے رحمن کے یہان قرار

كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ۝ وَاتَّخَذُوا

یون نہیں ہم لکھ رکھیں گے جو کہتا ہے اور بڑہاتے جاوینگے اُسکو عذاب مین لبنا اور ہم لے لین گے اُسکے مرے پر جو بتاتا ہے اور آویگا ہم پاس اکیلا

مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝

اور پکڑا ہے لوگون نے اللہ کے سوائے اور دنگا ہو جاکہ وہ ہون اُنکی مدد یون نہیں وہ منکر ہونگے اُنکی بندگی سے اور ہو جاوینگے اُنکے مخالف

منزل ۴ ع ۴

صحیح بخاری و مسلم مین خباب بن ارت کی روایت سے جو شان نزول ان آیتون کی بیان کی گئی ہے اُس مین خباب کہتے ہیں کہ مشرکین مکہ مین کے ایک شخص عاص بن وائل پر میرا کچھ قرضہ آتا تھا مین جب اپنا قرضہ مانگنے کو اُس کے پاس گیا تو اُسنے کہا تم اسلام سے پھر جاؤ تو مین تمہارا قرضہ ابھی چکائے دیتا ہون مین نے جواب دیا کہ اگر تو مر کر بھی جی اٹھے تو بھی مین اسلام سے نہ پھرون گا عاص بن وائل نے یہ سنکر کہا کہ اگر مر کر پھر جینا سچ ہے تو تم مسلمانون کے عقیدہ کے موافق دہان جنت مین میرے پاس مال و اولاد سب کچھ ہوگا پھر وہیں مین تمہارا قرضہ ادا کرون گا اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتین نازل فرمائین اور فرمایا اے رسول اللہ کے تم نے ان منکرین قرآن کا حال دیکھا اور اُنکی باتین سنین کہ یہ لوگ اللہ کے ساتھ دوسرونکو شریک ٹھہراتے ہین اور پھر اس امید مین ہین کہ عقبیٰ مین اُنکو مال و اولاد سب کچھ مل جائے گا - ایسی باتین مسخرا پن کے طور پر یہ لوگ اسی واسطے کرتے ہین کہ عقبیٰ کی باتین اُنکی آنکھون کے سامنے نہین آئین جب مرنے کے ساتھ ہی دوزخ مین کا اپنا ٹھکانا دیکھ لیوین گے تو نہین ان باتون کی قدر معلوم ہو جاویگی - پھر فرمایا عقبیٰ کی باتین تو انسان کی نگاہ سے غائب ہین پھر کیا عاص بن وائل غیب کا حال دیکھ آیا ہے یا اللہ تعالیٰ نے اس سے کوئی وعدہ کر لیا ہے - جو یہ عقبیٰ مین مال و اولاد سب کچھ مل جانے کی امید رکھتا ہے پھر

فرمایا تہ یہ غیب کی باتین دیکھ آیا ہے نہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کی اس کے پاس کوئی سند ہے مسخراپن کے طور پر یہ جھوٹی باتین کرتا ہو جس سے علاوہ کفر کے اس جھوٹ کی سزا اسنے اپنے ذمہ اور بڑہالی کیونکہ اسکی یہ سب جھوٹی باتین اللہ کے حکم سے فرشتے لکھ رہے ہین پہر فرمایا مرنے کے بعد یہ ہمارے پاس اکیلا آویگا جو کچھ اسکے پاس ہے وہ یہین دنیا مین رہ جاویگا اور پہر دنیا کے فنا ہوجانے کے بعد تمام دنیا کا مال اللہ تعالیٰ کے قبضہ مین آجاویگا اس کے پاس وہان عقبیٰ مین کیا ہوگا جو یہ قرضہ ادا کریگا پہر فرمایا ان لوگون نے تبون کو اپنا سفارشی جو ٹہرایا ہے یہ بھی اون لوگونکا ایک جھوٹا خیال ہے کیونکہ جن نیک لوگونکی مورتون کو یہ مشرک پوجتے ہین قیامت کے دن وہ نیک لوگ اپنے پوجا کرنے والون کے دشمن بن جاوین گے اس دشمنی کا ذکر سورہ یونس مین گزر چکا ہے۔ ترمذی اور ابن ماجہ کے حوالہ سے شداد بن اوس کی معتبر روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عقلمند وہ شخص ہے جو مرنے سے پہلے مرنے کے بعد کا کچھ سامان کرلیوے اور عقل سے بے بہرہ وہ ہے جو عمر بھر برے کامون مین لگا رہے اور مرنے کے بعد بہبودی کی امید رکھے۔ اس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ عاص بن وائل کی طرح جو شخص برے کامون میں لگا رہے اور عقبیٰ کی بہبودی کی امید رکھے وہ عقل سے بالکل بے بہرہ ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ۝ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ

تونے نہین دیکھا کہ ہم نے چھوڑ رکھے ہین شیطان منکرون پر اوچھالتے ہیں انکو ابھار کر سو تو جلدی نکر انپر ہم پوری کرتے ہیں انکی

عَدًّا ۝ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۝ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝

گنتی جسدن ہم اکٹھا کرلاوینگے پرہیزگارونکو رحمن کے پاس مہمان بلائے اور ہانک لیجاوینگے گنہگارونکو دوزخ کی طرف پیاسے

اوپر کی آیتون مین اللہ تعالیٰ نے منکرین حشر کا ذکر فرمایا تھا اس آیۃ مین ان کے انکار کا سبب فرمایا ہے کہ ان کے کفر کے سبب سے شیطان انپر ایسا مسلط ہوگیا ہے کہ انکی عقل بالکل جاتی رہی ہے کیسی ہی موٹی اور ظاہر بات کیون نہ ہو شیطان ان کو کسی بات کے سمجھنے کا موقع نہین دیتا دنیا مین چھوٹی سے چھوٹی عقل کا آدمی کوئی چھوٹے سے چھوٹا کام کرتا ہے تو کوئی فائدہ اس کام کا ضرور سوچ لیتا ہے مکان کوئی بناتا ہے تو رہنے کے خیال سے کوان کوئی کھدواتا ہے تو پانی پینے کے خیال سے اتنا بڑا جہان اللہ تعالیٰ جیسے صاحب حکمت نے کیا بیفائدہ پیدا کیا ہے ہرگز ایسا نہین ہے کہ عمر بھر جو اللہ کی فرمانبرداری کرے اور دنیا بھی اسکی کچھ خوشحالی سے نہ گزرتی ہو اسکی مٹی بھی یونہی اکارت جاوے نہ حشر ہو نہ قیامت نہ کبھی اسکی نیکی کی جزا کا موقع اسکو ملے اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہو اور دنیا مین بھی مال اولاد سے وہ خوش باش ہو اسکی مٹی بھی یونہی اکارت کبھی کوئی پرسش کا موقع ہی نہیں خدا کی خدائی تو دنیا کے شروع سے اب تک قائم ہے دنیا کی چاردن کی سلطنت مین بھی کوئی ایسا اندھا دھن کرکے بدکو ایک ہی لکڑی ہانکے تو چاردن بھی سلطنت نہ چل سکے غرض ایسی ایسی موٹی باتین شیطان منکرین حشر کو سمجھنے نہیں دیتا لیکن اے رسول اللہ کے ایسے لوگون پر عذاب کی جلدی نکرو اللہ تعالیٰ ایسے لوگون کے حال سے غافل نہین ہے دن دن گھڑی گھڑی انکی عمر کی اسکے رجسٹر مین لکھی جارہی ہے جس دوزخ کا انکو اب انکار ہے آنکھ بند ہوتے ہی جب اس دوزخ مین جھونک دئے جاوین گے اور فرشتے انکو قائل کرین گے اور کہوین گے ہذہ النار التی کنتم بہا تکذبون جسکا

مطلب یہ ہے کہ یہ وہی دوزخ ہے جسکو تم لوگ دنیا مین جھٹلاتے تھے تو پھر قائل ہو جانے کے بعد انکا یہ سب انکار نکل جاویگا اور یہی پکارین گے کہ کاش ہم پھر دوبارہ دنیا مین بھیجے جاوین تاکہ نیک عمل کرین یہ بھی ذرا یاد رہے کہ دنیا مین ایسے مسلمان بھی ہین کہ رات دن شیطان اُنپر ایسا مسلط ہے کہ اگرچہ وہ کافرون کی طرح حشر و قیامت کا زبان سے صاف انکار تو نہین کرتے مگر رات دن کے عمل اُنکے ایسے ہین کہ گویا آخرت کی سزا و جزا اُنکے نزدیک کوئی چیز نہین ہے اُنکو بھی ذرا اس آیۃ کے مضمون سے عبرت پکڑنی چاہیے اور شیطان کو اپنا دشمن جانی گنا چاہیے دوست جانی گنکر رات دن اُسکے کہنے مین نہ رہنا چاہیے کوئی گھڑی تو اپنے پیدا کرنے والے کا کہنا بھی مان لینا چاہیے یہ تو معلوم ہے کہ شیطان نے اُنکو پیدا نہیں کیا پیدا کرنے والا تو اور ہی ہے اوس سے بھی ذرا معاملا اچھا رکھنا چاہیے جس حشر کے یہ لوگ منکر تھے آگے کی آیۃ مین اُس کا ذکر فرمایا کہ اُس دن شریعت کے پابند پرہیزگار لوگ قبرون سے اوٹھکر مہمانون کی طرح سوارون پر میدان محشر تک جاوینگے اور منکر شریعت لوگ مجرمون کی طرح دوزخ کی آگ گھیر کر میدان محشر تک لیجاوینگی صحیح بخاری و مسلم مین ابو ہریرہؓ سے جو روایۃ ہے اُس مین اِن دونون گروہ کا ذکر تفصیل سے ہے سورج کے پاس اجانے اور دوزخ کے میدان محشر مین لائے جانے سے میدان محشر مین بہت گرمی ہوگی جس کے سبب سے پیاس تو سب کو لگے گی مگر اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر نیکا لوگون کو نکو حوض کوثر کا پانی پلا دیوین گے اِس واسطے جنت مین جانے سے پہلے ان لوگون کی پیاس تو بجھ جاویگی اور منکر شریعت لوگ نکو اُسی پیاس کی حالت مین دوزخ کا جھونکا نصیب ہوگا اُسی کا ذکر آیۃ کے آخر مین ہے میدان محشر کی گرمی کا اور سورج کے پاس آجانے کا ذکر مسند امام احمد صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم کی عقبہؓ بن عامر کی معتبر روایۃ مین ہے اسی طرح دوزخ کے میدان محشر مین لائے جانے کا ذکر صحیح مسلم کی عبداللہؓ بن مسعود کی روایۃ مین ہے اور نیک لوگون کو حوض کوثر کا پانی پلانے کا ذکر عبداللہؓ بن عمر کی صحیح روایۃ سے مسند امام احمد مین ہے سورہ الکوثر مین آویگا کہ یہ حوض کوثر میدان محشر مین ہوگا پلصراط پر گزرنے سے پہلے اللہ کے رسول اپنی امت کے نیک لوگون کو پانی پلا دینگے جنت مین جو نہر کوثر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہے جس کو معراج کی رات مین اپنے دیکھا ہے حشر کے دن اُس نہر مین سے اِس حوض مین پانی آویگا اِسلئے اِسکو حوض کوثر کہتے ہین

منازل ۴

لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ

نہین اختیار رکھتے لوگ سفارش کا مگر جسنے لیا ہے رحمن سے قرار اور لوگ کہتے ہین رحمن رکھتا ہے اولاد تم لائے ہو بہانا

شَيْئًا إِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ أَن دَعَوْا

چیز مین ابھی آسمان پھٹ پڑین اِس بات سے اور ٹکڑے ہوزمین اور گر پڑین پہاڑ ڈھے کر اسپر کہ پکارتے

لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنبَغِي لِلرَّحْمَٰنِ أَن يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝ إِن كُلُّ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي

ہین رحمن کے نام پر اولاد اور نہیں بن آتا رحمن کو کہ رکھے اولاد کوئی نہین آسمان اور زمین مین جو نہ آوے

الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝

رحمن کا بندہ ہوکر اس پاس انکا شمار ہے اور گن رکھی ہے انکی گنتی اور ہر کوئی اُن مین آویگا اُس پاس قیامت کے دن اکیلا

مشرکین مکہ کہتے تھے کہ اول تو قیامت قائم ہی نہ ہوگی اور اگر ہوئی اور ہم کسی عذاب مین پڑے گئے تو جن نیک لوگون کی معبودی کی ہم پوجا کرتے ہین - وہ اللہ تعالی سے سفارش کرکے ہمکو اُس عذاب سے چھوڑا لین گے مشرکین مکہ کی اس بات کا جواب اللہ تعالی نے ان آیتون مین یہ دیا کہ اللہ تعالی نے قیامت کے دن کی سفارش کا ہر کسی کو مالک اور مختار نہین بنایا ہے جو یہ مشرک جس سے چاہین گے اپنی سفارش کرالیوین گے یہ شفاعت تو اللہ کے فرشتے اُسکے رسول اور نیک لوگ ایسے لوگون کے حق مین کرین گے جو اللہ کی وحدانیت اُسکے رسولون کو سچا جاننے کے عہد پر قائم ہون گے - لیکن سوائے شرک کے اور گناہون مین گرفتار ہوکر بغیر توبہ کے مرجاوین گے - صحیح بخاری و مسلم مین ابو سعید خدری کی روایت سے شفاعت کی ایک بہت بڑی حد ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ شفاعت کرنے والے اللہ کے فرشتے اُس کے رسول اور نیک لوگ ہون گے اور یہ شفاعت ایسے لوگون کے حق مین ہوگی جن کے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا اس حدیث سے شفاعت کرنے والون کا اور جن کے حق مین شفاعت کی جاوے گی اُنکا حال اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے صحیح بخاری اور مستدرک حاکم مین ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر کی سفارش کرنی چاہین گے - مگر منظور نہ ہوگی اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے کہ مشرک کے حق مین کسی کی شفاعت منظور نہ ہوگی جس عہد کا ذکر ان آیتون مین ہے یہ شرک سے بچنے کا وہی عہد ہے جو تمام اولاد آدم سے عالم ارواح مین لیا گیا ہے جس کا ذکر تفصیل سے سورہ الاعراف مین گزر چکا ہے - آگے فرمایا جب انتظام الٰہی مین یہ بات ٹھہر چکی ہے کہ شفاعت اون ہی لوگون کے حق مین منظور ہوگی جو شرک سے بچنے کے اُس عہد پر قائم ہین جو اُنسے عالم ارواح مین لیا گیا ہے پھر جو لوگ اُس عہد کے یاد دلانے والے قرآن اور رسول کو جھٹلاتے ہین رات دن بت پرستی کے شرک مین گرفتار ہین فرشتون کو اللہ کی بیٹیان کہکر اُسکو صاحب اولاد ٹھہراتے ہین اور انتظام الٰہی کے برخلاف قیامت کے دن شفاعت کی امید رکھتے ہین یہ ان لوگون کی بڑی نادانی ہے کیونکہ یہ دھوکا جتلا دیا گیا ہے کہ جن نیک لوگون کی مورتون کو یہ مشرک پوجتے ہین وہ نیک لوگ قیامت کے دن ان پوجا کرنے والون کی صورت سے بیزار ہوجاوین گے اور یہ پتھر کی مورتین دوزخ کا ایندھن بنا دی جاوینگی پھر وہ کونسا شفاعت کرنے والا ہے جس کی شفاعت کے بھروسہ پر یہ لوگ شرک سے باز نہین آتے پھر فرمایا اللہ تعالی کو صاحب اولاد ٹھہرانے کا کلمہ جو یہ لوگ زبان پر لاتے ہین یہ ایسے غضب کا کلمہ ہے کہ اگر اللہ تعالی کو اپنی بردباری سے وقت مقررہ تک دنیا کا چلانا منظور نہ ہوتا تو اللہ کے حکم سے ابھی اس غضب کے کلمہ کے وبال مین ان لوگون پر آسمان پھٹ پڑتے یا زمین پاش پاش ہوجاتے یا پہاڑ گر پڑتے پھر فرمایا اللہ تعالی کی بڑائی اور عظمت کے آگے سب اُسکے حقیر بندے ہین یہ لوگ اپنے غلامون سے تو رشتہ ناتا جوڑنا نہین چاہتے پھر اللہ کی شان مین ایسا گستاخی کا کلمہ کیون زبان سے نکالتے ہین کہ اُسکے حقیر بندون کے ساتھ اُسکا رشتہ ناتا ہے پھر فرمایا

منزل ۴

اچھے بُرے سب کی گنتی اللہ تعالیٰ کو معلوم اور لوح محفوظ مین لکھی ہوئی ہے اُس گنتی کے موافق جب ہر ایک شخص قیامت کے دن بے یار و بے مددگار اپنے عملون کی جوابدہی کے لئے اللہ تعالیٰ کے روبرو اکیلا کھڑا ہوگا تو اُس وقت اِس غضب کے کلمہ کی سزا اِن لوگون کو سنا دی جاویگی صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے بڑھکر بردبار کون ہو سکتا ہے کیونکہ لوگ اُسکو صاحب اولاد ٹھہراتے ہیں اور وہ اُنکے ہر طرح کے آرام اور راحت کے انتظام مین خلل نہین ڈالتا اِس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے کہ وقت مقررہ تک دنیا کا انتظام اللہ تعالیٰ کی بردباری کے سبب سے چل رہا ہے ورنہ شرک ایسے غضب کی چیز ہے جس سے آسمان زمین اور پہاڑ سب کانپتے ہیں اور آسمان پھٹ جانے کو اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہونے کو اور پہاڑ گر پڑنے کو تیار اور حکم کے منتظر ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ۝

البتہ جو یقین لائے ہیں اور کیے ہیں اونھون نے نیکیان اُنکو دیگا رحمن محبت

اوپر کی آیۃ مین متقی لوگون کے ساتھ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جو محبت کریگا اوسکا ذکر گزر چکا ہے کہ قبرون سے اُنکو اللہ تعالیٰ مہمانون کی سی خاطرداری سے اوٹھاویگا اُسکے علاوہ نیک لوگون سے جب اللہ محبت کرنے لگتا ہے تو ایسے نیک لوگون کی طرف تمام مخلوق الٰہی کے دل مائل ہو جاتے ہیں اور دنیا بھر ایسے لوگون کو عزیز رکھنے لگتی ہے صحیحین مین حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام کو جتلا دیتے ہے کہ مجھکو فلان بندہ سے محبت ہے جبرائیل اِس بات کی تمام آسمانون مین شہرت کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلان بندہ سے محبت رکھتا ہے اِس سے تمام آسمان کے فرشتے اُس شخص سے محبت کرنے لگتے ہیں اور زمین پر بھی لوگون کے دلون مین ایک تو قبول اور محبت اوس شخص کی طرف سے پیدا ہو جاتی ہے یہ تو ایما ندار نیک عمل لوگون کی دنیا کی عزت اور قبرون سے اوٹھنے کے وقت کی عزت کا حال ہوا اِسکے بعد قیامت کے دن اُنکی یہ عزت بھی ہوگی کہ اللہ کے فرشتون اور رسولونکی طرح یہ متقی لوگ بھی گناہگار کلمہ گو لوگون کی شفاعت کرینگے اور اُن کی شفاعت منظور ہو کر بہت سے کلمہ گو گنہگار جنت مین داخل ہونگے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوسعید خدری کی جس شفاعت کی حدیث کا ذکر اوپر گزرا اُس مین نیک لوگون کی شفاعت کا ذکر تفصیل سے ہے۔

فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لُّدًّا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا

سو ہمنے آسان کیا یہ قرآن تیری زبان مین اِسی واسطے کہ خوشی سنا دے تو پرہیزگارون کو اور ڈراوے جھگڑالو لوگونکو اور کتی کھپا چکے ہم

قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ ۖ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُم مِّنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝

اُنسے پہلے سنگتین اُمت پاتا ہے اُنمین تو کسی کی یا سنتا ہے اُن کی بھنک

پارہ ۱۶ النصف

ویر ذکر تھا کہ قریش مین کے بعضے لوگ قرآن کی آیتین سنکر طرح طرح کے جھگڑے نکالتے ہیں اور بعضون کو بہانت دیتے

اکی نئی نئی آیتون سے دن بدن بڑھتی جاتی ہے ان آیتون میں فرمایا اے رسول اللہ کے یہ قرآن عربی زبان مین اس آسانی کے لئے نازل کیا گیا ہے کہ تم عقبیٰ کی خرابی سے ڈراکر نیک کام کرنے والون کو عذاب آخرت سے نجات اور جنت مین داخل ہونے کی خوشی اور جھگڑالو لوگون کو عذاب آخرت کا ڈر سنا دو اسپر بھی ان میں کے جو لوگ سرکشی اور بیجا جھگڑون سے باز نہ آوین تو انکو یہ جتلا دیا جاوے کہ انسے پہلے بہت سے جھگڑالو لوگ طرح طرح کے عذابون سے اس طرح دنیا مین ہلاک ہوکر آخرت کے عذاب مین گرفتار ہوچکے ہیں کہ دنیا مین کہیں اونکا نشان تک باقی نہین رہا اگر یہ لوگ بھی اون پچھلی قومون کے قدم بقدم چلینگے تو یہی انجام انکا ہوگا اللہ کا اللہ کا وعدہ سچا ہے قریش کے بڑے بڑے سرکش جھگڑالو لوگ انکا انجام بدر کی لڑائی کے وقت ہوا صحیح بخاری و مسلم کی انسؓ بن مالک کی روایت کے حوالے اوسکا ذکر کئی جگہ گزر چکا ہے کہ دنیا مین بڑی ذلت سے یہ لوگ مارے گئے اور مرتے کے ساتھ ہی آخرت کے عذاب مین گرفتار ہوگئے جس عذاب کے جتانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی لاشون پر کھڑے ہوکر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگون نے اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو سچا پالیا۔ سورہ مریم ختم ہوئی۔

سورۃ طٰہٰ مکیۃ وھی مائۃ وخمس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

طٰہٰ ۝ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۝

اسواسطے نہین اتارا ہے تجھپر قرآن کہ تو محنت میں پڑے مگر نصیحت کے واسطے جنکو ڈر ہے اوتارا ہے اس شخص کا جسنے بنائی زمین اور

حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق یہ سورہ مکی ہے مجاہد کے قول کے موافق طہٰ حروف مقطعات ہیں سے حروف مقطعات کی تفسیر کا ذکر سورہ بقر کے شروع مین گزر چکا ہے حضرت عبداللہؓ بن عباس فرماتے ہین کہ جب تہجد کی نماز فرض ہوئی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز میں یہان تک کھڑے رہتے تھے کہ آپ کے پیرون پر ورم آجاتا تھا آپ کا یہ حال دیکھکر مکہ کے مشرک لوگ کہتے تھے یہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو محنت اور مشقت مین ڈالنے کیلئے اوتارا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے مشرکون کی اس بات کے جواب مین فرمایا اے رسول اللہ کے یہ قرآن اللہ تعالیٰ نے تم پر تکلیف اوٹھانے کے لئے نہیں اتارا بلکہ یہ قرآن تو اون لوگونکی نصیحت کے لئے اوتارا ہے جنکے دلمین آخرت کے عذاب کا ڈر ہے جن لوگونکے دلمین آخرت کے عذاب کا ڈر نہیں ہے وہ مشرکین ایسی باتین کرتے ہیں کہ قرآن تم کو اور مسلمانون کو محنت اور مشقت مین ڈالنے کے لئے اترا ہے یہ منکر قرآن لوگ قیامت کے دن نیک کام والون کے محنت اور مشقت کے اجر کو دیکھینگے تو پچھتاوینگے کہ اونھون نے یہ محنت و مشقت کیون نہیں اوٹھائی مشرکین مکہ یہ جو کہتے تھے کہ یہ قرآن اللہ کا کلام نہین ہے بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنالیا ہے مشرکین کی اس بات کو جھٹلانے کیلئے فرمایا یہ قرآن اوس صاحب قدرت کا اوتارا ہوا ہے جس نے زمین اور آسمان

کو پیدا کیا ہے۔ اس لئے اس قرآن سے اسکی یہ قدرت ظاہر ہوتی ہے کہ اُسنے ان پڑھ رسول پر یہ اپنا ایسا کلام اوتارا ہے کہ ان پڑھ آدمی تو کیا اہل کتاب بھی قرآن مین کی غیب کی باتین بغیر تائید غیبی کے ہرگز نہیں بتا سکتے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا اور معجزون کے علاوہ قرآن کا ایک ایسا معجزہ مجھکو دیا گیا ہے جس سے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن قرآن کے پیرو لوگون کی تعداد اور آسمانی کتابون کے پیرون سے زیادہ ہوگی اس ضعف اسلام کے زمانہ مین فقط قرآن کی ہدایت سے غیر قومون کے لوگ جو قرآن کے پیرو بن رہے ہین اس سے اس حدیث کا مطلب اور قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے معتبر سند سے ترمذی مین عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایۃ ہے کہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی پانسو برس کی راہ کی اونچائی ہے یہ حدیث والسموات العلی کی تفسیر ہے جس سے آسمانون کی اونچائی کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے۔

الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝

وہ بڑے مہر والا تخت کے اوپر قائم ہوا

منزل

سورہ آل عمران مین بیان ہوچکا ہے کہ اس طرح کی متشابہات آیتون مین سلف کا مذہب یہی ہے کہ ایسی آیتون کے ظاہر معنے پر ایمان لانا چاہیے اور اُنکی تفصیلی کیفیت اللہ کے علم پر سونپنی چاہیئے بعضے مفسرین نے آیۃ کے یہ معنے جو کئے ہین کہ پہلے زمین اور آسمان کو پیدا کرکے پھر اللہ تعالی نے عرش کو پیدا کیا وہ بالکل سلف کے خلاف اور اسی طرح سوا اس معنے کے اور جس قدر تاویلی معنی مفسرین متاخرین نے کئے ہین وہ سب سلف کے مخالف ہین اور تفسیر قرآن مین جس قدر سلف کی مخالفت مضر اور اُنکی پیروی ضرور ہے وہ ہر ایک مسلمان کو خوب معلوم ہے کیونکہ تفسیر قرآن اور روایت حدیث کے باب میں یہ صحیح حدیثون سے ثابت ہوچکا ہے کہ جو کوئی بغیر نقل شرعی کے اس باب میں اپنی رائے اور عقل کو دخل دیگا اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے تو بغیر اسکے چارہ نہیں ہے کہ متشابہ آیتون کی تفسیر مین صحابہ تابعین نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہی طریقہ اختیار کیا جاوے تاکہ مخالفت سلف مین عقل اور رائے کا دخل تفسیر قرآن مین ہوکر حدیث کی وعید مین آدمی گرفتار نہ ہوجاوے ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ اور مسند امام احمد بن حنبل مین یہی وعید کی حدیث چند صحابہ کی روایۃ سے آئی ہے جس کا حاصل یہی ہے کہ تفسیر قرآن یا روایۃ حدیث مین جو کوئی عقل کو کام مین لاویگا اُسکا ٹھکانا جہنم ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جب حضرت عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس اور چند صحابہ سے متشابہ آیتون کے باب مین یہی صراحت آچکی ہے کہ سوائے اللہ کے اور اُنکے سوا کوئی نہین جانتا جو اُنکے معنے جاننے کا دعوی کرے وہ نازیبا ہے کیونکہ صحیحین کی حضرت عائشہ کی حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متشابہ آیتون کی تاویل سے منع فرمایا ہے کہ جسکو تاویل کرتے دیکھو اُسکو ڈراؤ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تاویل کا طریقہ بڑے خوف کی چیز ہے حاصل مطلب اس آیۃ کا یہ ہے کہ جس طرح سے عرش پر ہونا اللہ تعالی کی شان کے مناسب ہے اسی طرح بلا مشابہت دنیا کے بادشاہون کے اللہ تعالی جل شانہ عرش پر ہے جسکی تفصیلی کیفیت اللہ ہی کو معلوم ہے

حاصل کلام یہ ہے کہ حاضر پر غائب کو قیاس کیا جاکر دین میں کوئی بات کہی جاوے تو اُس مین غلطی کا گمان باقی رہ جاتا ہے اسواسطے تمام سلف نے متشابہ آیتون کے معنے میں اُس طریقہ کو پسند نہیں کیا بلکہ اسی طریقہ کو پسند کیا ہے جو اوپر بیان کیا گیا۔

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ

اُسی کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین مین اور ان دونون کے بیچ اور نیچے گیلی زمین کے اور اگر تو بات کے پکار کر تو اُسکو خبر ہے

السِّرَّ وَاَخْفَى ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۝

چھپے کی اور اُس سے چھپے کی اللہ ہے جسکے سوا بندگی نہیں کسی کی اسی کے سب نام خاصے

مطلب یہ ہے کہ آسمان سے لیکر ساتوین زمین کے نیچے تک سب کچھ اللہ کے قبضہ اور اختیار میں ہے اور یہ سب کچھ اوس نے اِس طرح پیدا کیا ہے کہ اُس میں کوئی اُسکا شریک نہیں ہے علم اُس کا ایسا وسیع ہے کہ آدمی کے دل میں جو بات اچھی یا آیندہ آنی ہے یہ سب اُسکو معلوم ہے ایسے معبود کی تعظیم مین جو دوسرون کو شریک کرتے ہیں وہ بڑے نادان ہیں کیونکہ سوائے اللہ کے انسان کو انسان کی ضرورت کی چیزون کو کسی دوسرے نے پیدا نہین کیا جو انسان پر اُسکی تعظیم واجب ہو نہ سوائے اللہ کے کسی دوسرے کو انسان کے دل کے مقصد کی خبر ہے نہ کسی مقصد کے پورا کرنے کا کسی دوسرے کو اختیار ہے۔ مشرکین مکہ کو جب اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی بابتین سمجھائی جاتی تھین تو وہ مشرک مسلمانون سے کہتے تھے کہ تم بھی تو کبھی اللہ کبھی رحمٰن کبھی رحیم کہہ کر دعائین مانگتے ہو پھر اللہ کو وحدہ لاشریک بھی کہتے ہو اُس کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ اُس ایک ذات کی بہت سی صفتین ہیں اون صفتون کے موافق اُسکے بہت سے نام ہیں حاصل یہ ہے کہ ایک ذات کے کئی نام ہون تو اُن نامون کا لینا اور بات ہے اور ایک ذات کے ساتھ دوسرے کو شریک ٹھہرانا اور بات ہے صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ایک کم سو نام ہیں جو شخص اُنکو یاد کریگا وہ جنت مین داخل ہوگا زیادہ تفصیل اسکی سورۃ الاعراف مین گزر چکی ہے۔

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ اِذْ رَاَ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا

اور پہنچی ہے تم کو بات موسیٰ کی جب اُسنے دیکھی ایک آگ تو کہا اپنے گھر والون کو ٹھیرو میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لاؤن تم

بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰٓى ۝ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ

یا پاؤن اُس آگ پر راہ کا پتا پھر جب پہونچا آگ پاس آواز آئی اے موسیٰ میں ہون تیرا رب سو اتار اپنی پاپوشین

بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰٓى ۝ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ

تو ہے پاک میدان طوی مین اور مین نے تجکو پسند کیا سو تو سنتا رہ جو حکم ہو مین جو ہون اللہ ہون کسی کی بندگی نہین سوائے میرے سو

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى ۝ فَلَا

اور نماز کھڑی رکھ میری یاد کو قیامت مقرر آنی ہے مین چھپا رکھتا ہون اسے کہ بدلا ملے ہر جی کو جو وہ کماتا ہے سو کہین

يَصُدُّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ۝

تجکو نہ روکے اس سے وہ جو یقین نہین رکھتا اُسکا اور پیچھے پڑا ہو اپنی خواہش کے پھر تو ہلاک ہو جاوے

موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کے ذکر سے یہان یہ مطلب ہو کہ جسطرح قریش مین کے سرکش لوگ اے رسول اللہ کے تم سے وہ گستاخی کی باتین کرتے ہیں جن کا ذکر اوپر گزرا اسی طرح فرعون نے بھی موسیٰ علیہ السلام سے بہت سرکشی کی باتین کین تھین لیکن آخر کو اللہ کے رسول موسیٰ علیہ السلام کا غلبہ ہوا اور فرعون ڈوب کر ہلاک ہوگیا وقت مقررہ پر یہی انجام اب ہونے والا ہے کہ اسلام کا غلبہ ہو کر مکہ کی ہر گلی کوچہ مین کلمہ گو نظر آوین گے اور جن تبون کی حمایت مین یہ مشرک لوگ سرکشی کی باتین کرتے ہیں اُن تبون کی اور اُن کے پوجنے والون کی نہایت ذلت ہوگی اللہ سچا ہے اللہ کا کلام سچا ہے چنانچہ قرآن شریف کی اس غیب کی خبر کا ظہور فتح مکہ کے وقت جو کچھ ہوا صحیح بخاری کی عبداللہ بن مسعود اور صحیح مسلم کی ابوہریرہ کی روایتون کے حوالہ سے اوس کا ذکر کئی جگہ گزر چکا ہے کہ اُن تبون کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر زمین پر گرا دیا اور کسی مشرک کو اتنا حوصلہ نہ ہوا کہ وہ اپنے جھوٹے معبودون کی حمایت کرتا۔ مسند امام احمد کے حوالہ سے عبداللہ بن عباس کی یہ معتبر روایت بھی گزر چکی ہے کہ شیطان اس غلبہ اسلام کو دیکھ کر بہت رو دیا حاصل مطلب اُن آیتون کا یہ ہے کہ شعیب علیہ السلام سے اجازت لیکر جب موسیٰ علیہ السلام مدین سے مصر کو اپنی مان اور اپنے بھائی ہارون سے ملنے کے لئے آرہے تھے تو اس سفر مین انکی بی بی بھی اُنکے ساتھ تھین زنانے ساتھ کے سبب سے موسیٰ علیہ السلام راتون کو راستہ چلتے تھے وہ سخت جاڑے کا موسم تھا منزل ۴
برف کے پڑنے سے ایک رات بڑی سردی ہوئی اور اتفاق سے اوس رات کو موسیٰ علیہ السلام راستہ بھی بھول گئے اسی حالت مین طور پہاڑ کی داہنی طرف اُنکو کچھ آگ کی سی روشنی دکھائی دی اس روشنی کو دیکھ کر اونھون نے اپنی بی بی سے کہا تم یہین ٹھہری رہو مین جہان یہ آگ کی روشنی ہے وہان جاکر تاپنے کے لئے کچھ آگ بھی لے آتا ہون اور آگ کے پاس کوئی آدمی ملا تو اُس سے راستہ بھی پوچھ لونگا جب موسیٰ علیہ السلام آگ کے پاس پونچھے تو اُنکو آواز آئی کہ اے موسیٰ مین تمہارا رب ہون تم طوے نام کے پاک میدان مین ہو اسلئے تم اپنی جوتیان اوتار ڈالو اور اللہ تعالیٰ نے تمکو نبوت کے لئے پسند کیا ہے اسواسطے تم کو جو حکم دیا جاتا ہے اُسکو سنو وہ حکم یہ ہے کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہین ہے اوسی کی عبادت کیا کرو اور اُس کی یاد قائم رہنے کے لئے نماز پڑھا کرو اور یاد رکھو کہ دنیا نیک و بد کے امتحان کے لئے پیدا کی گئی ہے اسواسطے نیکی و بدی کی جزا و سزا کے واسطے قیامت ایک روز ضرور آنے والی ہے جسکے آنے کا وقت سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی دوسرے کو معلوم نہین ہے جو لوگ قیامت کے آنے کے قائل نہیں ہیں وہ عقبیٰ کی بہبودی کے کامون سے غافل ہیں اور جو اُنکا جی چاہتا ہے سو کرتے ہیں ایسے لوگون کا کہنا نہ مانو کیونکہ وہ راستہ ہلاکت کا ہے پاک جوتیون سے نماز پڑھنے اور یہود سے مخالفت کرنیکی جن حدیثون کا حوالہ شاہ صاحب نے اپنے فائدہ مین بیان کیا ہے اِن مین سے یہود سے مخالفت کرنے کی حدیث شداد بن اوس کی روایت سے ابوداؤد اور صحیح ابن حبان مین ہے اور اُسکی سند بھی معتبر ہے اسی طرح جوتیون کے پاک ہونے

کی حدیث ابو داؤد مین ابو سعید خدری کی روایت سے ہے اِس کی سند بھی صحیح ہے ان حدیثون کی بنا پر اکثر علما کا قول ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی جوتیان ناپاک تھین کچھ نجاست اون مین لگی ہوئی تھی اسواسطے اُنکے اُتار دینے کا حکم ہوا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس کا قول ہے کہ وہ روشنی جو موسیٰ علیہ السلام کو نظر آئی وہ اللہ تعالیٰ کا نور تھا موسیٰ علیہ السلام اُس نور کی روشنی کو آگ کی روشنی سمجھے تھے اِس لئے اُنکے کلام مین نور کو نار فرمایا بعضے علما کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے منہہ کے آگے جو پردے ہین اُنمین ایک پردہ آگ کا بھی ہے یہ اوسی کی روشنی تھی جو موسے علیہ السلام کو نظر آئی صحیح مسلم مین ابو موسیٰ اشعری سے جو روایتین اللہ تعالیٰ کے منہہ کے آگے کے پردون کے ذکر مین ہین اون مین نور اور نار دونون لفظ آئے ہین اسواسطے دونون قول صحیح معلوم ہوتے ہین ابو موسیٰ اشعری کی روایت مین یہ بھی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے مونھ کے آگے سے پردے اوٹھا دین تو اُسکے جلال سے تمام عالم جل جاوے حضرت عبد اللہ بن عباس نے یہ جو فرمایا کہ وہ روشنی جو موسیٰ علیہ السلام کو نظر آئی وہ اللہ تعالیٰ کا نور تھا اُسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مونھہ پر نور کا جو پردہ ہے وہ اُس نور کے پردہ کا نور تھا کیونکہ اِس حدیث کے موافق اللہ تعالیٰ کی تجلی کے دیکھنے کی تمام عالم مین کسی کو تاب نہین سورۃ الاعراف مین جو قصہ گزرا کہ اللہ تعالیٰ کی تجلی سے پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑا اور موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہوگئے اُس سے اِس حدیث کا مطلب اور حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے صحیح مسلم وغیرہ مین جو روایتین ہین کہ دنیا کی آنکھون سے اللہ تعالیٰ کو کوئی نہین دیکھ سکتا اون سے بھی حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول کا وہی مطلب قرار پاتا ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ وہ روشنی جو موسیٰ علیہ السلام کو نظر آئی وہ اللہ تعالیٰ کے نور کے پردہ کی روشنی تھی اِسی واسطے اِس نور کے دیکھنے کے بعد سورۃ الاعراف کے قصہ کی طرح موسیٰ علیہ السلام بیہوش نہین ہوئے مونھہ اور اُسکے آگے کے پردے دنیا مین جسم کے ساتھ خصوصیت رکھنے کی چیزین ہین اور اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے اِسلئے جس طرح متشابہ آیتون کی تفصیلی کیفیت کا اللہ تعالیٰ کے علم پر سونپنے کا طریقہ سلف نے اختیار کیا ہے وہی طریقہ سلف نے اِس قسم کی حدیثون کے معنی مین بھی اختیار کیا ہے صحیح بخاری و مسلم مین عدی بن حاتم سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حساب و کتاب کے وقت قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بلا واسطہ ہر شخص سے کلام کریگا معتزلی فرقہ کے لوگون نے اللہ تعالیٰ کے موسیٰ علیہ السلام کو آواز دینے اور اُنسے کلام کرنے کا یہ مطلب جو بیان کیا ہے کہ طور پہاڑ کی داہنی طرف جو پیڑ تھا اللہ تعالیٰ نے اُس مین گویائی کی قوت پیدا کردی تھی اُسی آواز کو موسیٰ علیہ السلام نے سنا کیونکہ بلا واسطہ بات چیت کرنے کے لئے مونھہ ہونٹ اور زبان کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ ان اعضا اور جسم سے پاک ہے اِس صحیح حدیث مین اللہ تعالیٰ کے بلا واسطہ کلام کرنے کا جو صاف ذکر ہے اُس سے معتزلہ فرقہ کے اعتقاد کی غلطی اچھی طرح ثابت ہوتی ہے اِس کی زیادہ تفصیل سورہ الاعراف مین گزر چکی ہے۔ صحیح بخاری و مسلم مین انس بن مالک سے جو روایتین ہین اُن مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے واقم الصلوٰۃ لذکری کی تفسیر یون فرمائی ہے کہ جو شخص کسی وقت کی نماز پڑھنی بھول جاوے تو جب یاد آوے اُسی وقت وہ بھولی ہوئی نماز پڑھ لیوے کہ اِس بھول کا یہی کفارہ ہے۔

منزل ۴

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يٰمُوسٰى ۝ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا

اور یہ کیا ہے تیرے داہنے ہاتھ مین اے موسیٰ بولا یہ میری لاٹھی ہے اسپر ٹیکتا ہون اور پتے جھاڑتا ہون اس سے اپنی بکریون اور میرے اس سے

مَآرِبُ أُخْرٰى ۝ قَالَ أَلْقِهَا يٰمُوسٰى ۝ فَأَلْقٰهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ۝ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۖ سَنُعِيدُهَا

کتنے کام ہیں اور فرمایا ڈالدے اسکو اے موسیٰ تو اسکو ڈالدیا پھر تبھی وہ سانپ سے دوڑتا فرمایا پکڑلے اسکو اور نہ ڈر ہم پھیر دینگے

سِيرَتَهَا الْأُولٰى ۝ وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ ۖ آيَةً أُخْرٰى ۝ لِنُرِيَكَ

اسکو پہلے حال پر اور لگا اپنا ہاتھ اپنے بازو سے کہ نکلے چٹا ہوکر نہ کچھ بری طرح ایک نشانی اور کہ دکھاتے

مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَى ۝ اذْهَبْ إِلٰى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغٰى ۝ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي ع ۱۲

چاہین ہم تجکو اپنی نشانی بڑی جا طرف فرعون کے کہ اسنے سر اوٹھالیا بولا اے رب کشادہ کر میرا سینہ اور آسان کر

أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝ وَاجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِنْ أَهْلِي ۝ هٰرُونَ

میرا کام اور کھول گرہ میری زبان سے کہ بوجھین میری بات اور دے مجکو ایک کام بٹانے والا میرے گھر کا ہارون میرا

أَخِي ۝ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ۝ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ۝ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ۝ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ۝

بھائی اس سے بندھا میری کمر اور شریک کر اسکو میرے کام کا کہ تیری پاک ذات کا بیان کرین بہت سارا اور یاد کرین ہم تجکو

إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيرًا ۝ قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يٰمُوسٰى ۝ منزل ۴

اور یاد کرین ہم تجکو بہت سا فرمایا ملا تجکو تیرا سوال اے موسے

موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبری جو ملی اوپر اس کا ذکر تھا ان آیتون مین معجزون کے ملنے کا ذکر ہے اگرچہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر نہین ہے لیکن موسیٰ علیہ السلام کو یہ بات جتلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اُنسے اس لکڑی کا حال پوچھا کہ موسےٰ علیہ السلام ابھی جس لکڑی کا حال بیان کر رہے تھے اللہ تعالیٰ نے دم بھر مین اسکو اپنی قدرت سے سانپ بنادیا اس بات کے اچھی طرح جتلانے مین یہ حکمت تھی کہ فرعون کو معجزہ دکھانے اور جادوگرون کے مقابلہ کے وقت اس لکڑی کا سانپ بن جانا موسےٰ علیہ السلام کے دھیان مین رہے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام سے جب اللہ تعالیٰ نے پوچھا اے موسےٰ تمہارے داہنے ہاتھ مین یہ کیا چیز ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا یہ میرے ہاتھ کی لکڑی ہے بکریان چرانے کے وقت اسپر اپنی ٹھوڑی ٹیک کر مین کھڑا ہوجاتا ہون اور اسی سے بکریون کے لئے درختون کے پتے جھاڑتا ہون اور کبھی یہ لکڑی میرے اور کام بھی آجاتی ہے - یہ آخری بات اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب کے موافق موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے نکلوائی کیونکہ اسی لکڑی کے کام مین لانے سے پانی کے وہ بارہ چشمے پیدا ہوئے جسکا ذکر سورہ البقرہ مین گزرا اور اسی لکڑی کے کام مین لانے سے دریائے قلزم نے راستہ دیدیا جسکا ذکر سورہ الشعرا مین آویگا غرض اسی طرح کی غیب کی خبرون سے قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے مین کوئی شبہ باقی نہین رہتا جب موسیٰ علیہ السلام اپنے ہاتھ کی لکڑی کا حال بیان کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا موسیٰ تم

اس لکڑی کو زمین میں ڈالدو موسیٰ علیہ السلام نے اسکو زمین میں ڈالدیا اور ڈالتے ہی اُس لکڑی کا سانپ بنکر دوڑنے لگا یہ حالت دیکھکر موسیٰ علیہ السلام ڈر گئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ ڈرو نہیں اس سانپ کو ہاتھ میں پکڑلو پھر وہ سانپ کی لکڑی ہوجاویگی اب آگے اللہ تعالیٰ نے دوسرے معجزے کی تدبیر تبلائی کہ موسیٰ تم اپنے ہاتھ کی ہتیلی کو بغل میں دباکر نکالو اور پھر دیکھو کہ تمہارے ہاتھ کی ہتیلی سفید اور اُس میں سورج کی سی روشنی ہوجاویگی یہ سفیدی برص کی بیماری کی طرح نہ ہوگی بلکہ جب تم چاہوگے تو وہ ہتیلی کی سفیدی جاتی رہے گی یہ تمہارا دوسرا معجزہ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت دکھانے کے لئے یہ دو بڑے معجزے تم کو دیئے ہیں اب تم مصر میں فرعون کے پاس جاکر اوسے یہ معجزے دکھاؤ کہ اُسنے بہت سر اوٹھایا ہے اپنے آپ کو خدا کہتا ہے جب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے گھر میں پرورش پائی تھی تو وہ فرعون کے رعب کا حال خوب دیکھ چکے تھے اسواسطے فرعون کے پاس جانے کا حکم سنکر موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعا کی کہ یا اللہ تو اپنی رحمت سے میرا دل ایسا کھول دے کہ میں بیدھڑک تیرا پیغام فرعون کو پہونچادوں اور میرے نزدیک یہ کام بہت مشکل ہے تو ہی اپنی قدرت سے اسکو آسان کردے زبان کے جل جانے کے سبب سے اُس میں ایک طرح کا توتلا پن جو ہوگیا ہے وہ بھی جاتا رہے تاکہ فرعون اور اُسکی قوم کے لوگ میری بات کو اچھی طرح سمجھیں جس طرح اپنی رحمت سے تونے مجھکو پیغمبر بنایا ہے اسی طرح میرے بھائی ہارون کو نبوت دیکر میرا مددگار بنادے تاکہ اِسکے شکریہ میں ہم دونوں بھائی ہر وقت تیری یاد میں لگے رہیں ہماری حالت کچھ تجھ سے چھپی نہیں ہے کہ ہم تیری یاد میں کوتاہی نہیں کرتے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی اِس دعا کے جواب میں فرمایا کہ تمہاری دعا قبول ہوگئی تمہاری دعا کے موافق سب باتیں تم کو مل جاوینگی جب موسیٰ علیہ السلام فرعون کے گھر میں پرورش پارہے تھے تو فرعون کی بی بی آسیہ نے موسیٰ علیہ السلام کو ایک دن فرعون کی گود میں دیدیا موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی ڈاڑھی نوچ ڈالی اِس سے فرعون کو اپنے خواب کی وہ تعبیر یاد آئی جو نجومیوں نے تبلائی تھی کہ بنی اسرائیل میں کا ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو فرعون کا دشمن ہوگا اور اُسکے ہاتھ سے فرعون کی سلطنت کو زوال آویگا یہ تعبیر یاد کرکے فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے مار ڈالنے کا قصد کیا آسیہ نے فرعون کو اِس قصد سے روکا اور کہا کہ اتنے چھوٹے بچے بالکل ناسمجھ ہوتے ہیں تم کو میری بات کا یقین نہ ہو تو ایک رکابی میں آگ کے انگارے اور دوسری میں کچھ جواہرات منگواکر اِس بچہ کے سامنے رکھو اور دیکھو تو یہ کونسی رکابی میں ہاتھ ڈالدیتا ہے جب یہ رکابیاں آئیں تو موسیٰ علیہ السلام جواہرات کی رکابی میں ہاتھ ڈالنا چاہتے تھے لیکن جبرئیل علیہ السلام نے اُدھر سے موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ کھینچ کر انگارون کی رکابی میں ڈالدیا اور ایک انگارہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں دیکر وہی ہاتھ اُنکے موںھ میں دیدیا جس سے اُنکی زبان جل گئی اور اُس میں توتلا پن آگیا اُسی کا ذکر اِن آیتوں میں ہے سورہ مریم کی آیۃ وواہبنا لہ من رحمتنا اخاہ ہارون بنبیا سے جس طرح ہارون علیہ السلام کا نبی ہونا ثابت ہے اِسی طرح صحیح بخاری میں سعد بن ابی وقاص سے روایۃ ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا میری نبوت کے زمانہ میں تمہارا وہی مرتبہ ہے جو موسیٰ

منزل ۴

علیہ السلام کی نبوت میں ہارون علیہ السلام کا تھا فقط اتنا ہی فرق ہے کہ ہارون نبی تھے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے سورہ مریم کی وہ آیتہ اور یہ حدیث واشرکہ فی امری کی گویا تفسیر ہے جس سے ہارون علیہ السلام کا نبی ہونا اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں مالک بن صعصعہ سے اور صحیح مسلم میں انس بن مالک سے جو معراج کی روایتیں ہیں اُن میں یہ ہے کہ معراج کی رات میں پہلے پچاس نمازیں فرض ہوئیں تھیں پھر موسیٰ کے مشورہ کے موافق خاتم الانبیا صلعم نے اللہ تعالیٰ سے تخفیف کی التجا کی تو پچاس نمازوں کی پانچ رہ گئیں موسیٰ کی نبوت سے امت محمدیہ کو جو فائدہ پہنچا یہ روایتیں گویا اُس کی تفسیر ہیں۔

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ۝ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ۝ أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ

اور احسان کیا ہے ہمنے تجھپر ایک بار اور جب بھیجا ہمنے تیری ماں کو جو آگے سناتے ہیں کہ ڈال اُسکو صندوق میں پھر ڈالدے اُسکو

فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ۝

پانی میں پھر پانی اُسکو ڈالے کنارے پر اُٹھالے اُسکو ایک دشمن میرا اور اُسکا اور ڈالدی میں نے تجھپر محبت اپنی طرف سے اور تاکہ تیا

إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ

جب چلنے لگی تیری بہن اور کہنے لگی بتاؤں تم کو ایک شخص کہ اُسکو پالے پھر پہنچایا ہمنے تجھکو تیری ماں پاس کہ ٹھنڈی ہو جی اُسکی اور نہ غم

ان آیتوں کا مطلب سمجھنے کے قابل اِس قصہ کا حاصل یہ ہے کہ فرعون نے خواب میں ایک آگ دیکھی جو شام کے ملک سے پیدا ہو کر مصر میں بنی اسرائیل کا محلہ جو کہلاتا تھا سوائے اُس محلہ کے مصر کے اور سب گھر جل گئے فرعون نے اُس وقت کے نجومیوں سے اپنے اِس خواب کی تعبیر پوچھی اُنھوں نے یہ تعبیر بتلائی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے جسکے سبب سے فرعونی سلطنت برباد ہو جاوے گی فرعون نے اس تعبیر سے بچنے کے لئے یہ تدبیر نکالی ہے کہ بنی اسرائیل میں جس قدر لڑکے پیدا ہوں اُنکو مار ڈالا جاوے اور لڑکیوں کو چھوڑ دیا جاوے سورۃ الاعراف میں گزر چکا ہے کہ بنی اسرائیل یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو کہتے ہیں جن کا اصلی وطن ملک شام ہے یوسف علیہ السلام کی مصر کی سکونت کے سبب سے یہ لوگ مصر میں آکر آباد ہوئے حاصل یہ ہے کہ بنی اسرائیل کی اصلی سکونت ملک شام کی تھی اور موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں سے ہیں اسواسطے وہ آگ فرعون کے خواب میں ملک شام سے پیدا ہوئی لڑکوں کے قتل کے حکم سے جب بنی اسرائیل کے ہزارہا لڑکے قتل ہو گئے اور اُن میں کے بڈھے اپنی موت سے مرے تو فرعون کے مصاحبوں نے فرعون سے کہا کہ اس طرح سے تمام بنی اسرائیل ختم ہو جاویں گے اور سلطنت کے محنت مزدوری کے کام جو اُنکے ذمہ ہیں اُن میں ہرج پڑ جاوے گا اِس کے بعد سے فرعون نے یہ حکم دیا کہ ایک سال بنی اسرائیل کے لڑکے قتل کئے جایا کریں اور دوسرے سال چھوڑ دیئے جایا کریں اتفاق سے موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اوس سال میں ہوئی جس میں بنی اسرائیل کے لڑکوں کے قتل کئے جانے کی باری تھی اسواسطے موسیٰ علیہ السلام کی جان کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو تدبیر موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو بتلائی

اُسکا ذکر اِن آیتون مین ہے حاصل مطلب اِن آیتون کا یہ ہے کہ اوپر نبوت اور معجزون کے احسانات کا ذکر فرماکر اِن آیتون مین فرمایا کہ اے موسیٰ اللہ کے احسانات کچھ اسی پر منحصر نہیں ہیں کہ اُسنے تم کو نبی کیا معجزے دئے بلکہ تم پر اُسکے یہ احسانات بھی ہیں کہ بنی اسرائیل کے لڑکون کے قتل کئے جانے کے سال مین جب تمہاری پیدائش ہوئی تو تمہاری جان کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمہاری مان کے دل مین یہ بات ڈالدی کہ دودہ پلانے کے بعد وہ تم کو ایک صندوق مین لٹاکر نیل دریا مین وہ صندوق ڈالدیا کرین پھر اللہ کی قدرت سے ایک دن وہ صندوق بہکر فرعون کے محل کے نیچے پونہچ گیا جو فرعون اور اُسکی بی بی آسیہ نے نکلوایا اور اللہ تعالیٰ نے اُنکے دل مین تمہاری ایسی محبت ڈالدی کہ وہ دودہ پلواکر تمہارے پالنے کو تیار ہوگئے اور اللہ کے حکم سے جب تم نے کسی غیر انا کا دودہ نہ پیا تو تمہاری بہن نے تمہاری مان کا درپردہ پتہ دیا غرض اِس تدبیر سے اللہ تعالیٰ نے تم کو تمھاری مان کے پاس پونہچادیا تاکہ تمہارے دیکھنے سے تمہاری مان کی آنکھین ٹھنڈی ہون اور تمہاری جدائی کا غم تمہاری مان کے دلسے جاتا رہے صحیح بخاری مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تقدیر الٰہی کے موافق جو بات پیش آنے والی ہے وہ ٹل نہیں سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر جو کچھ لوح محفوظ مین لکھا جانا تھا وہ لکھا جاکر قلم بھی خشک ہوگیا مطلب یہ ہے کہ تحریر کے ختم ہوجانے پر قلم خشک کیا جاتا ہے اِس لئے لوح محفوظ کی تحریر اب ختم ہوگئی کوئی نئی بات اب اُس تحریر مین نہیں لکھی جاسکتی اِس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ انسانی تدبیر سے تقدیر نہین ٹل سکتی اپنی تدبیر کے موافق فرعون نے بنی اسرائیل کے ہزارون لڑکے قتل کرواڈالے مگر تقدیر الٰہی کے موافق اُس نے جو خواب دیکھا تھا آخر اُس کا ظہور ہوکر رہا۔ ولتصنع علی عینی اِسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری محبت فرعون اور اُسکی بیوی آسیہ کے دلمین اسواسطے ڈالدی کہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت مین تمہاری پرورش اچھی طرح ہوجائے اللہ تعالیٰ نے فرعون کو اپنا دشمن تو اِس لئے فرمایا کہ وہ ملعون خدا کی ہستی کا منکر اور اپنے آپ کو خدا کہلواتا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کا دشمن وہ یون تھا کہ بنی اسرائیل کے ہزارہا لڑکے اُس نے موسیٰ علیہ السلام کی دشمنی مین قتل کرائے۔

منزل ۴

وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى
اور تونے مار ڈالی ایک جان پھر نکالا ہمنے تجکو اس غم سے اور جانچا ہمنے تجکو ایک ڈراجانچنا پھر ٹھیرا تو کئی برس مدین والون مین پھر آیا تو تقدیر سے اے موسیٰ

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ
اور بنالیا اپنے تجکو خاص اپنے واسطے جاتو اور تیرا بھائی لیکر میری نشانیان اور سستی نہ کرو میری یاد مین جاؤ فرعون کے

اِنَّهٗ طَغٰى فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى
اسنے سر اٹھایا سو کہو اُس سے بات نرم شاید وہ سوچ کرے یا ڈرے

بچپنے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کئی طرح کی آزمائش مین پڑے اول تو اوس سال مین پیدا ہوئے جب بنی اسرائیل

کے لڑکے فرعون قتل کر رہا تھا پھر صندوق میں بند ہوکر دریا میں ڈالے گئے پھر وہ کسی آنا کانہ پیا پھر فرعون کی ڈاڑھی نوچ لینے سے قتل کے قابل قرار پائے پھر آخر زبان جلگئی پھر قبطی کے اُنکے ہاتھ سے مارے جانے کے سبب سے فرعونی لوگ اُنکے قتل پر آمادہ ہوگئے پھر بھوکے پیاسے مدین کا سفر کرنا پڑا اس قصہ مین گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی ہے کہ گھبرانے کی بات نہیں ہے انبیا کو قدیم سے دنیا مین تکلیفین پونہچتی رہی ہیں پھر ولیکن آخرت مین اون تکلیفون کے بدلہ راحتین ہیں اور دنیا مین بھی وقت مقررہ پر قدیم سے انبیا کا غلبہ آخر کو ہوتا رہا ہے اور اُنکے مخالف طرح طرح کے عذابون سے ہلاک ہوتے رہے ہیں ان آیتون مین موسی کے ہاتھ سے فرعون کی قوم کا ایک شخص جو مارا گیا اُس کا ذکر تو فرمایا اور باقی کی آزمائش کی باتون وفتنک فتونا فرماکر مختصر طور پر ذکر کیا جس سے مقصود وہی آزمائش کی باتین ہین جو اوپر بیان کی گئین فرعون کی قوم کو قبطی قوم کہنے مین قوم مین کا ایک آدمی موسی علیہ السلام کے ہاتھ سے جو مارا گیا اُسکے قصہ کا حاصل یہ ہے کہ ایک اسرائیلی اور دوسرا قبطی شخص مصر کے بازار مین جھگڑ رہے تھے اور جسوقت اتنے مین موسی علیہ السلام لگئے اُنکو دیکھکر اسرائیلی شخص نے اُنسے فریاد کی موسی علیہ السلام کو قبطی شخص کی زیادتی معلوم ہوئی اوس پر اُنکو غصہ آگیا اونھون نے غصہ مین ایک گھونسا اُس قبطی شخص کے مارا جس سے وہ فوراً مرگیا لیکن قبطی قوم کے کسی شخص نے یہ ماجرا نہین دیکھا اسواسطے اُس قوم کے لوگ کسی پرنالش نہ کرسکے اُسکے ایک دن بعد وہی اسرائیلی شخص دوسرے قبطی شخص سے جھگڑ رہا تھا کہ اتفاق سے اب بھی موسی علیہ السلام وہان آگئے اور پھر اسرائیلی شخص نے قبطی کی زیادتی کی فریاد موسی علیہ السلام سے کی موسی علیہ السلام نے اُس اسرائیلی شخص کو دھمکایا کہ تو روز جھگڑے کرتا رہتا ہے اور اُس دھمکی کے بعد اُس قبطی شخص کے مارنے کو ہاتھ اوٹھایا اسرائیلی شخص یہ سمجھا کہ موسیٰ نے مجھکو دھمکایا ہے اس لئے میرے ہی مارنے کو ہاتھ بھی اوٹھایا ہے اس لئے اُس نے غل مچادیا کہ موسی تم نے کل ایک قبطی کو جس طرح مار ڈالا کیا آج مجھکو مارنا چاہتے ہو اُس غل سے تمام مصر مین یہ بات پھیل گئی کہ اُس قبطی کو موسیٰ نے مارا ہے فرعون نے موسی علیہ السلام کے پکڑنے کو پیادے بھیجے یہ پیادے ابھی موسیٰ تک نہیں پہونچے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکے دل مین مصر سے نکل جانے کا ارادہ پیدا کرکے اونکو مدین کے راستہ سے لگادیا مدین مصر سے آٹھ منزل ہے موسی علیہ السلام جب مدین پہونچ گئے تو وہان شعیب علیہ السلام کی بیٹی سے اُنکا نکاح ہوگیا صحیح بخاری مین حضرت عبداللہ بن عباس کا قول ہے کہ موسیٰ علیہ السلام مدین مین دس برس رہے اب موسی علیہ السلام کی عمر چالیس برس کی ہوگئی اور نبوت کے ملنے کا زمانہ قریب آگیا اسواسطے اللہ تعالیٰ نے اُنکے دل مین مصر کا ارادہ پیدا کیا اور راستہ مین جس طرح نبوت ملی اُسکا ذکر اسی سورۃ کے شروع مین گزرا اوپر اکیلے موسی علیہ السلام کو فرعون کی ہدایت کے لئے جانے کا حکم تھا اُس حکم کے بعد جب موسی علیہ السلام نے یہ دعا مانگی یا اللہ میرے بھائی ہارون کو بھی نبی کردیا جاوے تو موسی علیہ السلام کی یہ دعا قبول ہوکر ہارون علیہ السلام نبی ہوگئے اِس لئے ان آیتون مین موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام دونون کو فرعون کی ہدایت کے لئے جانے کا حکم ہوا سخت بات سے آدمی کو غصہ آجاتا ہے جسکے سبب سے سمجھ مین آتی ہوئی بات کو بھی آدمی نہین سمجھتا اسواسطے ان آیتون مین موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام

منزل ۵

کو یہ حکم ہوا کہ وہ فرعون سے نرم لفظون مین بات چیت کرین اور تذکرا و یخشی اُسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے علم غیب سے کوئی چیز باہر نہیں ہے فرعون اور اُسکی قوم کا جو انجام ہونے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے لیکن دنیا کے کامون کا دارومدار اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب پر نہیں رکھا اور نہ غیب کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو معلوم ہے اسواسطے تم اس امید پر پوری کوشش کرو کہ شاید فرعون راہ راست پر آجاوے تم کو اس کوشش کا اجر ضرور ملیگا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ نافرمان لوگون کو پہلے مہلت دیتا ہے جب مہلت کے زمانہ مین وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہین آتے تو کسی سخت عذاب مین اُنکو پکڑ لیتا ہے اس حدیث کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عادت کے موافق فرعون اور اُسکی قوم کو بہت بڑی مہلت دی اور اُس مہلت کے زمانہ میں دو نبی موسیٰ اور ہارون اون لوگونکی فہمائش کے لئے بھیجے اور ان نبیون کو نرم لفظون مین فہمائش کرنے کی ہدایت بھی کی اور اون نبیون نے ہدایت کے موافق عمل بھی کیا لیکن مہلت کے زمانہ مین جب فرعون کی سرکشی دن بدن بڑھتی گئی تو آخر کو فرعون اور اُس کی قوم کو دریائے قلزم مین ڈبو کر ہلاک کر دیا +۔

قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ۝ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ۝

بولے اے رب ہمارے ہم ڈرتے ہین کہ بھڑکے ہمپر یا جوش مین آوے فرمایا نہ ڈرو مین ساتھ ہون تمہارے سنتا ہون اور دیکھتا

منزل ۴

فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۡ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ

سو جاؤ اُس پاس اور کہو ہم دونون بھیجے ہین تیرے رب کے سو بھیج ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو اور نہ ستا اُنکو ہم آئے ہین تیرے پاس

بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰي مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ۝

نشانی لیکر تیرے رب کی اور سلامتی ہو اُسکی جو مانے راہ کی بات

فرعون بڑا ظالم بادشاہ مشہور تھا اور حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے ایک فرعونی مارا گیا تھا اُس کا بھی خوف تھا کہ فرعون جب دیکھے گا تو ضرور بدلہ لے گا اس سبب سے حضرت موسیٰ اور ہارون نے ملکر خدا سے التجا کی کہ یا اللہ فرعون ہمپر کوئی زیادتی نہ کرنے پاوے اللہ تعالیٰ نے اون کی تسکین فرمائی کہ اللہ تمہارے ساتھ ہے اس مین گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین ہے کہ انبیاء کے ساتھ اللہ ہے باوجود اختیارات بادشاہی کے فرعون حضرت موسیٰ پر کچھ زیادتی نہ کر سکا تو اے نبی اللہ کے اہل مکہ تم پر کیا زیادتی کر سکتے ہیں اللہ کا وعدہ سچا ہے مکہ میں باوجودیکہ سب قوم آنحضرت کے مخالف تھی مگر کسی سے کچھ نہ ہو سکا آخر کو حق ہی کا بول بالا رہا۔ مسند امام احمد نسائی ابوداؤد اور مستدرک حاکم مین اوس بن الصامت کی بی بی خولہ اور حضرت عائشہ سے جو معتبر روایتین ہین اُنکا حاصل یہ ہے کہ خولہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور جیسے چپکے یہ شکایت کی کہ اوس بن الصامت نے زبردستی اُنکو طلاق دیدی ہے اللہ تعالیٰ نے فوراً سورہ مجادلہ کی چند آیتین

نازل فرمائیں یہ حدیث اسمع واری کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ خود کے اپنے رسول کے پاس آنے کو اللہ تعالیٰ نے فوراً دیکھ لیا اور آنکی پہچکے چپکے سے باتون کو اسی وقت سن لیا خود کے طلاق کے مسئلہ کی زیادہ تفصیل سورۃ المجادلۃ میں آویگی اوپر گزر چکا ہے کہ بنی اسرائیل کا اصلی وطن ملک شام ہے یوسف علیہ السلام کے زمانہ سے یہ لوگ مصر مین آنکر آباد ہوئے اور یوسف علیہ السلام کی وفات کے بعد فرعون آنکو بہت ستاتا تھا طرح طرح کی ذلت اور محنت کے کام اونسے لیتا تھا اسواسطے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل کو مصر سے لیجا کر انکے اصلی وطن ملک شام مین بسا دیا جاوے۔ اس حکم کی تعمیل میں موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام نے فرعون سے یہ کہا کہ بنی اسرائیل کو کیون ستاتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق آنکو جانے ساتھ کر دیا جاوے۔ ان آیتون میں مختصر طور پر موسیٰ علیہ السلام کے عصا اور ید بیضا کے معجزے کا ذکر قد جئناک بایۃ من ربک کے لفظون سے ہے لیکن سورہ شعرا مین آویگا کہ اس پہلی ملاقات مین موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو عصا اور ید بیضا کا معجزہ بھی دکھایا جس سے پہلے تو فرعون ڈر گیا اور پھر موسے علیہ السلام کو جادوگر اور انکے معجزے کو جادو بتلایا والسلام علی من اتبع الھدیٰ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق آسکے رسول جو نیک راستہ بتلاتے ہیں جو کوئی اس راستہ پر چلے گا آخرت مین وہی امن وامان سے رہے گا اور جو کوئی اللہ کے رسولون کو جھٹلاویگا وہ آخرت میں سزا بھگتے گا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام سے یہ وعدہ جو کیا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہون اس کا ظہور وقت پر ہوتا رہا چنانچہ آگے آتا ہے کہ جب جادوگرون کے مقابلہ کے وقت ان جادوگرون نے اپنی رسیون اور لکڑیون کے سانپ بنا کر میدان مین چھوڑے تو موسے علیہ السلام ان سانپون کو دیکھ کر کچھ ڈرنے لگے تھے اسپر اللہ تعالیٰ نے فوراً انکی تسکین کی اور فرمایا ڈرو نہین تم ہی غالب رہوگے تم اپنے ہاتھ کی لکڑی جھٹ پٹ زمین مین ڈال دو تمہاری لکڑی کا سانپ جادوگرون کے ان سب سانپون کو ابھی نگل جاویگا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ کرشمہ دیکھ کر جادوگر ایمان لے آوینگے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت علی کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کون شخص دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل کام کریگا اور کون جنت میں داخل ہونے کے قابل اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ ایک ہی معجزے کا اثر فرعون کے دل پر تو یہ ہوا کہ وہ عمر بھر معجزہ کو جادو بتلا کر دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل قرار پایا اور اوسی معجزے کا اثر جادوگرون کے دل پر یہ ہوا کہ وہ ایمان دار بنکر جنتی ٹھہرے۔

منزل ۲

اِنَّا قَدْ اُوْحِیَ اِلَیْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰی مَنْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی ۝ قَالَ فَمَنْ رَّبُّکُمَا یٰمُوْسٰی ۝ قَالَ	
ہم کو حکم ہوا ہے کہ عذاب اسپر ہے جو جھٹلاوے اور منہ پھیرے	بولا پھر کون ہے صاحب تم دونونکا اے موسیٰ کہا
رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ۝ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی ۝ قَالَ	
صاحب ہمارا وہ ہے جسنے دی ہر چیز کو اسکی صورت پھر راہ سوجھائی	بولا پھر کیا حقیقت ہے ان پہلے جنگتون کی کہا

عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لَا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنْسَى ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا

انکی خبر میرے رب کے پاس لکھی ہے نہ بہکتا ہے میرا رب نہ بھولتا ہے وہ ہے جسنے بنادی تم کو زمین بچھونا

وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

اور چلا دیں تمکو اس میں راہیں اور اتارا آسمان سے پانی

اوپر موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام نے فرعون کو یہ جتلایا تھا کہ جو کوئی اللہ کے رسولوں کو جھٹلا دیگا وہ آخرت میں سزا بھگتے گا ان آیتوں میں یہ جتلایا کہ ہم نے وہ بات اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے ہم کو یہی حکم بھیجا ہے کہ جو کوئی اللہ کے رسولوں کو جھٹلا دیگا اور اللہ کے حکم سے اُسکے رسول جن باتوں کی نصیحت کرتے ہیں اونکے مان لینے کی طرف رُخ نہ کریگا تو وہ آخرت میں سزا بھگتے گا سورۃ الشعرا میں آویگا کہ فرعون خدا کی ہستی کا اس قدر سخت منکر تھا کہ خدا کی ہستی کے اقرار کو قابل قید جرم گنتا تھا اسی واسطے اگرچہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام نے اوپر کی آیتوں میں فرعون سے یہ کہا تھا کہ ہم دونوں تیرے رب کے بھیجے ہوئے رسول ہیں لیکن فرعون نے غرور کے مارے ان لفظوں کو نہیں دوہرایا بلکہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام سے یہ کہا کہ تم دونوں کا رب کون ہے موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی اس بات کا یہ جواب دیا کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے آدمی کو آدمی کی صورت میں اور جانور کو جانور کی صورت میں پیدا کیا اور پھر ہر ایک کو زندگی کے بسر کرنے کا طریقہ سکھایا مثلاً آدمی اور جانور کے بچہ کو پیدا ہوتے ہی دودھ پینے کا طریقہ سکھایا فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے یہ کہا کہ جب اللہ نے سب کو پیدا کیا ہے اور اُسی کی تعظیم سب پر واجب ہے تو پچھلی بہت سی قومیں ایسی گزری ہیں جنہوں نے اس واجب کو ادا نہیں کیا پھر اُنکا اور ان کا کیا انجام ہوگا موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا اللہ کے کارخانہ میں بھول چوک نہیں ہے ان سب پچھلی قوموں کا حال اللہ تعالیٰ کے پاس ایک کتاب میں لکھا ہوا ہے اُسکے موافق ایک دن نیکی بدی کا فیصلہ ہو جاویگا اللہ تعالیٰ کا اتنا بڑا انتظام کہ اُس نے اتنی بڑی زمین بچھونے کی طرح پانی پر بچھائی جس میں کہیں کہتی ہے کہیں باغات ہیں کہیں ایک شہر سے دوسرے شہروں کے جانے کے راستے ہیں آسمان سے تو ایسا ہی ہے کہ ہر سال وقت مقررہ پر اُس میں سے پانی برستا ہے یہ سب انتظام اس بات کا گواہ ہے کہ ایک دن نیک و بد کا ضرور فیصلہ ہوگا تاکہ یہ سب انتظام ٹھکانے لگے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد پھر کچھ نہ ہوگا وہ بڑے نادان ہیں کیونکہ یہ نادان لوگ دنیا کا کوئی چھوٹا سا انتظام بھی کرتے ہیں تو اُس کا نتیجہ پہلے سے سوچ لیتے ہیں مثلاً فرعون نے دریائے نیل سے اپنے باغوں تک نہر جو بنائی تو یہ نتیجہ سوچ کر بنائی کہ نہر سے باغوں کے پیڑوں کو پانی اچھی طرح پہونچے گا پھر فرعون یا اُسکے ساتھی جو دنیا کے اتنے بڑے انتظام کو بے نتیجہ بتلاتے ہیں انسے بڑھکر دنیا میں نادان کون ہو سکتا ہے اصل بات یہ ہے کہ راحت کے وقت انسان اللہ کو بھول جاتا ہے ہاں تکلیف کے وقت انسان کو اللہ یاد آتا ہے جس طرح راحت کے زمانہ تک فرعون خدا کی ہستی کا منکر رہا جب قلزم میں ڈوبنے کی تکلیف سر پر آن پڑی تو اپنی خدائی کو غلط ٹھہرا کر اللہ

منزل ۴

تعالیٰ کی فرمانبرداری کا قائل ہوگیا جس کا ذکر سورہ یونس مین گزر چکا ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے عبادہ بن الصامت کی اور صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی یہ روایتین بھی اسی سورہ مین گزر چکی ہیں کہ ایسے آخری وقت کی فرمانبرداری اللہ تعالیٰ کی درگاہ مین مقبول نہیں ہے کیونکہ ایسے آخری وقت پر شرع کا کوئی حکم آدمی کے ذمہ باقی نہین رہتا پھر ایسے وقت احکام شرع کی پابندی کا اقرار کیا کام آسکتا ہے۔

فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۝ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي

پھر نکالے ہمنے اس سے اناج بہانت بہانت کے سبزی کہاؤ اور چراؤ اپنے چوپایون کو البتہ اس مین ہیں نشانیان عقل رکھنے

النُّهٰى ۝ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝ وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى

والون کو اسی زمین سے ہمنے تمکو بنایا اور اس مین تمکو پھر ڈالینگے اور اسی سے تمکو دوسری بار اٹھاینگے اور ہمنے اسکو دکھادین اپنی سب نشانیان

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی نصیحت مین فقط منہ کا ذکر کیا تھا اس ذکر کو پورا کرنے کے لئے یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس منہ سے طرح طرح کا اناج انسان کے کھانے کے لئے اور طرح طرح کا چارہ انسان کے چوپایون کے لئے ہر سال پیدا ہوتا ہے پھر فرمایا اے بنی آدم اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا اناج خود کھاؤ اور چارا اپنے چوپایون کو چراؤ اور یہ یاد رکھو کہ اس ہر سال کے انتظام مین سمجھ دار لوگون کے لئے اللہ کی قدرت کی یہ نشانیان ہیں کہ جس طرح اب ایک منہ کے اثر سے ہر سال مردہ زمین مین سے طرح طرح کا اناج پیدا ہوتا ہے اسی طرح حشر کے دن ایک منہ کے اثر سے ہر مردہ شخص کی مٹی سے اسکا جسم تیار ہوجاویگا اور جس طرح اب خلاف عقل پانی جیسی پتلی چیز سے ماں کے پیٹ مین بچہ کا پتلا تیار ہوکر اس مین روح پھونکدی جاتی ہے اسی طرح اس دن ہر مردہ شخص کی مٹی سے جو پتلا تیار ہوگا اس مین روح پھونکدی جاویگی۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین دوسرے صور سے پہلے منہ کے برسنے اور اس منہ کی تاثیر سے جسمون کے تیار ہوجانے کا ذکر تفصیل سے ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ جگہ جگہ قرآن شریف مین کھیتی کے ذکر کے ساتھ حشر کا ذکر کس سبب سے آیا ہے سورہ قٓ مین آویگا کہ مرنے کے بعد جنگل دریا مین جہان جہان ہر مردہ شخص کی مٹی جاویگی اسکا سب پتہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق لوح محفوظ مین لکھا ہوا ہے اس سے ہر مردہ شخص کی مٹی کا جمع ہوجانا اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے ترمذی ابوداؤد اور صحیح ابن حبان کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے کہ آدم علیہ السلام کے پتلے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام زمین کی تھوڑی تھوڑی سی مٹی لی ہے اسی واسطے بنی آدم مین کوئی گورا ہے کوئی کالا اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ اگرچہ اب بنی آدم کی پیدائش نطفہ سے ہے لیکن اس نطفہ مین آدم علیہ السلام کے پتلے کی مٹی کا اثر بھی پشت در پشت چلا آتا ہے اس لئے جس طرح یہان منہا خلقناکم فرمایا اسی طرح قرآن شریف مین اور جگہ بھی بنی آدم کی پیدائش مین مٹی کا ذکر فرمایا ہے آخر کو فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کی معرفت فرعون کو اللہ کی قدرت کی یہ سب نشانیان دکھائی اور سمجھائی گئین لیکن اس نے اللہ کے رسول موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلایا

منزل ۴

اور اللہ کی قدرت کی ایک نشانی کو بھی نہ مانا جس کا انجام یہ ہوا کہ دنیا میں بڑی ذلت سے وہ ڈوب کر مر گیا اور آخرت میں سخت عذاب بھگتے گا فرعون کی مثال سے قریش کو یہ بات سمجھائی گئی تھی کہ ان میں سے جو لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جھٹلانے سے باز نہ آویں گے انکا بھی یہی انجام ہوگا جو فرعون کا ہوا اللہ سچا ہے اللہ کا کلام سچا ہے قریش میں کے جو لوگ فرعون کے قدم بقدم چلے بدر کی لڑائی کے وقت انکا جو کچھ انجام ہوا صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایت کے حوالہ سے اسکا ذکر کئی جگہ گزر چکا ہے اگرچہ بعضے مفسروں نے ان آیتوں کو بھی موسیٰ علیہ السلام کا کلام ٹھہرایا ہے لیکن ظاہر یہی ہے کہ منکرین حشر کو جس طرح اور آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے حشر کا حال سمجھایا ہے وہی حالت ان آیتوں کی ہے اسواسطے ان آیتوں کو اللہ کا کلام قرار دینا قرآن شریف کی اکثر آیتوں کے طرز بیان کے موافق ہے۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ۝ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَ

بولا کیا تو آیا ہے ہمکو نکالنے کو ہمارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے ایموسی سو ہم بھی لاوینگے تجھپر ایک ایسا ہی جادو سو ٹھہرا ہمارے اپنے

بَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ۝ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَ

بیچ ایک وعدہ نہ تفاوت کریں اس سے ہم اور نہ تو ایک میدان صاف بیچ کہا وعدہ تمہارا ہے جشن کا دن اور

اَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۝ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ۝

یہ کہ جمع کرے لوگو نکو دن چڑھے پھر الٹا پھرا فرعون پھر لگا کے اپنے ساسے داؤ پھر آیا

منزل ۴

اوپر ذکر تھا کہ فرعون نے اللہ کے رسول موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلایا ان آیتوں میں یہ ذکر ہے کہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو کیونکر اور کیا باتیں کہہ کر جھٹلایا موسیٰ علیہ السلام کے سبب سے ملک مصر کے ہاتھ سے جاتے رہنے کا ذکر اگرچہ فرعون نے بہتان کے طور پر اس خیال سے کیا تھا کہ جلاوطنی کا حال سنکر ساری قبطی قوم موسیٰ علیہ السلام کی دشمن ہو جاوے لیکن حقیقت میں یہ ایک غیب کی بات تھی جو اللہ تعالیٰ نے فرعون کے منہ سے نکلوائی چنانچہ سورۃ الشعرا میں آویگا کہ فرعون کے اور اسکی قوم کے ڈوب کر ہلاک ہو جانے کے بعد تمام ملک مصر موسیٰ علیہ السلام اور انکی قوم بنی اسرائیل کے قبضہ میں آگیا حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ فرعون نے کہا اے موسیٰ تم اپنے جادو کے زور سے ہم کو ملک مصر سے نکال دینے اور خود اس ملک پر قبضہ کر لینے کا ارادہ جو رکھتے ہو تمہارا یہ ارادہ ہرگز پورا نہ ہوگا ہم بھی تمہارے مقابلہ کے لئے جادوگر بلواتے ہیں صاف کھلے میدان میں مقابلہ کا وقت اور دن مقرر کیا جاوے موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا تم لوگوں میں جشن کا جو ایک دن مقرر ہے اسی دن پہر ڈیڑھ پہر دن چڑھے مقابلہ ہو جاویگا ان باتوں کے بعد فرعون اس محل سے اٹھ کھڑا ہوا اور جادوگروں کو جمع کر کے مقررہ وقت اور تاریخ پر میدان میں آگیا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کون شخص دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل کام کریگا اور کون جنت میں داخل ہونے کے قابل اب جو شخص جس ٹھکانے کے قابل ہو دنیا

ہیں ویسے ہی کام اُسکو آسان اور اچھے معلوم ہوتے ہیں اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں فرعون دوزخی قرار پا چکا تھا اس لئے معجزہ کو جادو کہنا اور موسیٰ علیہ السلام کا جادوگروں سے مقابلہ کرانا اُس کو اچھا معلوم ہوا اور مقابلہ کے وقت جادوگروں کے عاجز ہوجانے کے بعد بھی کسی طرح سے حق بات اُس کی سمجھ میں نہیں آئی۔

قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ۝

کہا اُنکو موسیٰ نے کم بختی تمہاری جھوٹ نہ بولو اللہ پر پھر کھپا دے تمکو کسی آفت سے اور مراد کو نہیں پہونچتا جو جھوٹ

تاریخ مقررہ پر جادوگر میدان میں آئے اور فرعون بھی مع اپنے مصاحبوں کے وہاں آیا اور ایک اونچی جگہ تخت بچھا کر بیٹھا اُس وقت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے کہا کہ اے کم بختو تم جادو کی جھوٹی باتوں کو جادو کے زور سے سچی کرکے جو لوگوں کو دکھاتے ہو اس سے تم اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو کیونکہ مثلاً اللہ کی پیدا کی ہوئی رسی اور لکڑی کے سانپ ہونے کا اقرار جو تم لوگوں سے کراتے ہو تو اس میں اللہ کو جھٹلاتے ہو کہ یہ رسی اور لکڑی نہیں بلکہ سانپ ہیں اس جھوٹ کے جرم میں اللہ تعالیٰ تمہیں کسی آفت سے ہلاک کردیگا کس لئے کہ جھوٹا شخص کبھی فلاح کو نہیں پہونچتا صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جان بوجھ کر جھوٹ بولنے کی عادت کرے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹوں میں لکھ لیا جاتا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جیسا کوئی شخص ٹھہر جاتا ہے تمام دنیا کے لوگ اُسکو ویسا ہی جاننے لگتے ہیں ان حدیثوں سے وقد خاب من افتری کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دنیا میں ایسا شخص جھوٹا مشہور ہوجاتا ہے اور عقبیٰ میں اُسکو جھوٹ کی سزا ملیگی غرض دین و دنیا میں کہیں ایسا شخص فلاح کو نہیں پہونچ سکتا۔ منزل ۴

فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ۝ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ

پھر جھگڑے اپنے کام پر آپس میں اور چھپ کر کے مشورت بولے یہ دونوں مقرر جادوگر ہیں چاہتے ہیں نکالدیں تم کو تمہارے

مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ۝ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ

ملک سے اپنے جادو کے زور سے اور اُٹھا دیں تمہاری راہ خاصی سو مقرر کردو اپنی تدبیر پھر آؤ قطار باندھکر اور جیت گیا

الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ

آج جو اوپر رہا بولے اے موسیٰ یا تو ڈال اور یا ہم ہوں پہلے ڈالنے والے کہا نہیں تم ڈالو

فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۝ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ۝

پھر تبھی انکی رسیاں اور لاٹھیاں اُسکے خیال میں آئیں اُنکے جادو سے کہ دوڑتی ہیں پھر پڑنے لگا اپنے جی میں ڈر موسیٰ

قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا

ہمنے کہا تو نہ ڈر مقرر تو ہی رہے گا اوپر اور ڈال جو تیرے داہنے ہاتھ مین ہے کہ نگل جاے جو انہون نے بنایا۔ اُن کا بنایا تو

كَيْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ۝

تو فریب ہے جادوگر کا اور جادوگر نہین کامیاب نکلتا جہان آیا

جادوگر لوگ جب حضرت موسیٰ سے مقابلہ کو آئے تو حضرت موسیٰ کا یہ حال دیکھکر کہ اُنکے پاس کچھ جادو کا سامان ہے نہ انکی اُس لکڑی پر جو اُنکے پاس ہے کچھ جادو کا اثر ہے اِس سے بعضے جادوگرون نے یہ بات پہچان لی تھی کہ حضرت موسیٰ جادوگر نہیں ہیں اسلئے اُن جادوگرون کو خدشہ پیدا ہوا تھا کہ اگر درحقیقت حضرت موسیٰ کو تائید غیبی ہوئی تو ہم کیا مقابلہ کرسکین گے اِسی خدشہ کے سبب سے اُنھون نے فرعون سے چھپا کر یہ مصلحت آپس میں کی تھی کہ تائید غیبی کی صورت میں کیا کیا جاویگا جب باقی کے جادوگرون نے اِس خدشہ والے جادوگرون کی ہمت بند ہائی اور حضرت موسیٰ اور ہارون کو کہا کہ بلاشک یہ دونو جادوگر ہین اور ہم سب کو ملکر ان دونون سے مقابلہ کرنا چاہیئے تاکہ اِن دونون کا جادو مصر مین پھیل کر ہماری روزی اور عزت مین فرق نہ آوے اور ہم کو مصر چھوڑنا پڑے اسکے بعد ان جادوگرون کی ہمت بھی حضرت موسیٰ کے مقابلہ پر بندہ گئی ان ہمت بندہانے والے جادوگرون نے یہ بھی کہا کہ ہم سب جادوگرون کو ایک دل ہوکر جادو کا ہنر دکھانا اور ایک ساتھ دنگل مین جانا چاہیئے تاکہ موسیٰ اور ہارون پر رعب پڑے اور یہ سب اِس لئے ہے کہ فرعون جیسا بادشاہ آج کے دن دنگل مین موجود ہے آج کی جیت بڑی فلاح کی بات ہے اِس کے بعد سب جادوگرون نے ایک زبان ہوکر موسےٰ علیہ السلام سے کہا کہ موسیٰ چاہو تو تم اپنی لکڑی سانپ بن جانے کے لئے زمین مین ڈالو نہیں تو ہم پہلے ڈالتے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم ہی اپنی رسیان اور لکڑیان پہلے زمین مین ڈالو جادوگرون نے جو ہیں اپنی رسیان اور لکڑیان زمین مین ڈالین تو یہ کہانی بنے لگا کہ وہ رسیان سانپ بنکر دوڑ رہی ہیں اِس سے موسیٰ علیہ السلام کے دل مین کچھ دہشت سمائی تھی کہ اللہ تعالےٰ نے اُنکی تسکین کی اور فرمایا موسیٰ ڈرو نہیں تم ہی غالب رہوگے تم اپنے داہنی ہاتھ کی لکڑی زمین مین ڈالدو کہ اُس کا سانپ جو بنے گا وہ اِس جادو کے سب کارخانہ کو نگل جاویگا اور کوئی جادوگر کہیں فلاح کو نہ پہونچے گا سورہ بقر مین گزر چکا ہے کہ جادو مین ضرر تو ہے نفع نہین ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جیسے مثلاً کوئی جادوگر ٹھیکریون کے روپے بنادیوے تو درحقیقت وہ ایسے روپے نہین ہوجاتے کہ کوئی جادوگر اونسے کچھ نفع اوٹھاوے بلکہ دیکھنے مین وہ روپے ہوتے ہیں اور حقیقت مین وہ ٹھیکریان ہوتی ہیں جادوگرون کے فلاح کو نہ پہونچنے کا یہی مطلب ہے کہ کسی جادوگر کو اُس کا جادو کچھ نفع نہین پہونچا سکتا حاصل کلام یہ ہے کہ جادوگرون نے رسیون اور لکڑیون کے سانپ جو بنائے تھے وہ دیکھنے مین سانپ تھے اور اصل مین لکڑیان اور رسیان تھین اِس لئے وہ جادوگر مقابلہ کے وقت اون سانپون سے کچھ نفع نہ اوٹھا سکے اور معجزے کے طور پر موسیٰ علیہ السلام کی لکڑی کا اژدہا جو بنا تھا وہ اصلی تھا اِسی واسطے اوس سے موسیٰ علیہ السلام نے پورا نفع اُٹھایا

منزل ۴

کہ وہ جادوگروں کے سب رسیون اور لکڑیون کو نگل گیا معجزہ اور جادو میں یہی فرق ہے کہ معجزہ کی خلاف عادت چیز بھی ہوتی ہے اور جادو کی چیز فقط دیکھنے کی دھوکے کی مٹی چنانچہ اس کی زیادہ تفصیل سورۃ الاعراف میں گزر چکی ہے جادو کے ضرر کی مثال صحیح بخاری و مسلم کی حضرت عائشہ کی وہ روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کئے جانے کا قصہ ہے کہ آپ کو اس جادو سے دنیا کے کاموں میں نسیان ہو جانے کا ضرر پہونچا تھا

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ﴿٧٠﴾ قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ

پھر گر پڑے جادوگر سجدے میں بولے ہم یقین لائے رب پر ہارون اور موسیٰ کے بولا فرعون تم نے اسکو مان لیا ابھی میں حکم نہ دیتا

إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۖ فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ

وہی تمہا بڑا ہے جسنے سکھایا تمکو جادو سو اب کٹوا دونگا تمہارے ہاتھ اور دوسرے پاؤن اور سولی دونگا تم کو

فِي جُذُوعِ النَّخْلِ ۖ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ ﴿٧١﴾ قَالُوا لَن نُّؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ

کھجور کے ٹہنڈ پر اور جان لوگے ہم میں کسکی مار سخت ہے اور دیر تک رہتی وہ بولے ہم تجکو زیادہ نہ سمجھینگے اس چیز سے جو

الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا فَاقْضِ مَا أَنتَ قَاضٍ ۖ إِنَّمَا تَقْضِي هَٰذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿٧٢﴾ إِنَّا آمَنَّا

پہنچی ہمکو صاف دلیل اور اس سے جسنے ہمکو بنایا سو تو کر چک جو کرنا ہے تو یہی کریگا دنیا کی زندگی میں ہم یقین لائے ہیں

بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۗ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿٧٣﴾ منزل

اپنے رب پر تا بخشے ہمکو ہماری تقصیریں اور جو تو نے کروایا ہے زور آوری یہ جادو سے اور اللہ بہتر ہے اور دیر تک

ایک جادوگر دوسرے جادوگر کے جادو کے عمل اور منتر کو اگر بگاڑ دیوے تو جادو کا اثر مٹ کر پھر پہلی نظر لگنے لگتی ہے مثلاً رسی کا کوئی جادوگر اگر سانپ بنا دیوے اور دوسرا جادوگر اس پہلے جادوگر کے جادو کے منتر کو بگاڑ دیوے تو اصل رسی نظر آنے لگے گی حضرت موسیٰ کا عصا جب ان اصل رسیون اور لکڑیون کو بھی نگل گیا جسکو جادوگرون نے سانپ کی صورت بنا کر زمین پر چھوڑا تھا تو جادوگرون کو یقین ہو گیا کہ یہ تائید غیبی ہے جادو کا اثر نہیں ہے اس لئے فوراً وہ سجدہ میں گر پڑے اور مسلمان ہو گئے اگرچہ بعضے مفسرون نے لکھا ہے کہ فرعون نے جادوگرون کے مسلمان ہو جانے پر ان کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالنے اور سولی دینے کی دھمکی جو انکو دی تھی اوس دھمکی کا عمل فرعون پھر شروع کر چکا لیکن حضرت عبداللہ بن عباس کی صحیح روایت میں یہ ہے کہ وہ جادوگر کچھ دیر پہلے تو جادوگر کہلانے لگے تھوڑی دیر تک بھوکے شہید کھلانے لگے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون نے اون کو شہید کر ڈالا اہل سنت کے نزدیک جادو کا وجود دنیا میں ثابت ہے صحیح بخاری وغیرہ میں عبید بن عاصم منافق کا آنحضرت پر جادو کرنا اور چھ مہینے کے قریب تک آپ پر اسکا اثر رہنا ثابت ہو چکا ہے اور جادو کا علاج بھی شرع میں جائز ہے جادو کا سیکھنا اور سکھانا حرام ہے اگر جادو اوتارنے کی نیت سے سیکھے تو علماء نے اوسکو جائز رکھا ہے جس جادو کے منتر میں کفر کے

التفاط ہون وہ جادو کفر ہے یا نی کبیرہ گناہ ہے اس مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کی لکڑی کو زمین مین ڈالدیا اور اُس لکڑی کا اژدھا بن گیا تو وہ اژدھا اُن ساحرون اور لکڑیون کو نگل گیا اور پھر خود اُس اژدہے کی لکڑی بن گئی اور موسیٰ علیہ السلام نے وہ لکڑی اپنے ہاتھ مین اوٹھالی یہ حالت دیکھکر جادوگرون کو یقین ہوگیا کہ موسیٰ علیہ السلام جادوگر نہیں ہین بلکہ اونکو تائید غیبی ہے اس لئے وہ سجدہ مین گر پڑے اور سمجھ گئے کہ فرعون کا خدائی کا دعویٰ بالکل جھوٹا ہے کیونکہ اگر اُس کا وہ دعویٰ سچا ہوتا تو موسیٰ کا غلبہ ہرگز نہ ہوتا اسواسطے ہم صاف کہتے ہین کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا جو رب ہے وہی ہمارا بھی رب ہے جادوگرون کی یہ بات سنکر فرعون نے اُنکو ڈرایا اور کہا کہ تم نے بغیر میرے حکم کے موسیٰ کے کہنے کو مان لیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ تم سے بڑھکر جادوگر ہے اور تم سب کے اوستاد ہین پھر فرعون نے کہا کہ اب حکم عدولی کی سزا یہ ہے کہ مین تم سب کا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤن کٹوا ڈالون گا اور پھر کھجور کے تنہ مین چھید کر تم کو سولی دونگا جس سے تم کو معلوم ہوجاویگا کہ میری سزا سخت اور پائدار ہے یا موسیٰ کے خدا کی جادوگرون نے فرعون کی یہ دھمکی سنکر اوسکو جواب دیا کہ ہمکو ہرگز اُسکے پیدا کرنے والے کی قسم ہے کہ ہم تیری دھمکی سے ڈرکر موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کو نہ جھٹلادین گے جو سزا تیرا جی چاہے وہ ہمارے حق مین تجویز کرلے تو دنیا کی زندگی ناپائیدار ہے وہی تیری تجویز کی ہوئی سزا کا حال ہے اور اللہ تعالیٰ کی ٹھہرائی ہوئی سزا تیری جزا و سزا سے بڑھکر اور پائدار ہے اس لئے ہم نے اللہ کو اپنا معبود مان لیا اور تو نے زبردستی ہم کو جادو کی تعلیم جو دلوائی تھی اوس سے اور باقی کے سب گناہون سے ہم نے توبہ کی تاکہ اللہ تعالیٰ ہمارے سب گناہون کو معاف کردے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق دوزخی ٹھہر چکا ہے وہ ویسے کام کرتا ہے اور جو شخص جنتی قرار پا چکا ہے وہ ویسے ہی کام کرتا ہے اس حدیث سے آیتون کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جادوگر اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین جہنمی ٹھہر چکے تھے اس لئے وہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کو تائید غیبی سمجھ گئے اور فرعون اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین دوزخی قرار پا چکا تھا اسواسطے وہ عمر بھر معجزہ کو جادو سمجھتا رہا۔

متوا

إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۝ وَمَن يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ

مقرر ہے جو کوئی آیا ہے اپنے رب پاس گنہگار ہوکر سواسکے واسطے دوزخ ہے نہ مرے اُسمین جیوے اور جو آیا اُس پاس ایمان سے

الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

سو وہان لوگون کے ہین باغ ہمیشہ رہنے کے جنکے نیچے سے نہرین

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۝ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ۭ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ۝ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ۝ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۝ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ۝ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ۝ يَوْمَىِٕذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ۝ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۡ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى ۝ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ۝ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ۝ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ۝ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰي شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ۝ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۭ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ۝ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ۝ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ۝ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ۝ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ۝ فَاصْبِرْ عَلٰي مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَاۗىِٕ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۝ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ۝ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ۝

خلدین فیہا وساء لہم یوم القیمۃ حملا ۝ یوم ینفخ فی الصور ونحشر المجرمین یومئذ زرقا ۝ یتخافتون بینہم ان لبثتم الا عشرا ۝ نحن اعلم بما یقولون اذ یقول امثلہم طریقۃ ان لبثتم الا یوما ۝ ویسئلونک عن الجبال فقل ینسفہا ربی نسفا ۝ فیذرہا قاعا صفصفا ۝ لا ترٰی فیہا عوجا ولا امتا ۝ یومئذ یتبعون الداعی لا عوج لہ وخشعت الاصوات للرحمٰن فلا تسمع الا ہمسا ۝ یومئذ لا تنفع الشفاعۃ الا من اذن لہ الرحمٰن ورضی لہ قولا ۝ یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم ولا یحیطون بہ علما ۝ وعنت الوجوہ للحی القیوم وقد خاب من حمل ظلما ۝ ومن یعمل من الصٰلحٰت وہو مؤمن فلا یخف ظلما ولا ہضما ۝ وکذٰلک انزلنٰہ قرانا عربیا وصرفنا فیہ من الوعید لعلہم یتقون او یحدث لہم ذکرا ۝ فتعٰلی اللہ الملک الحق ولا تعجل بالقران من قبل ان یقضٰی الیک وحیہ وقل رب زدنی علما ۝ ولقد عہدنا الٰی اٰدم من قبل فنسی ولم نجد لہ عزما ۝ واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لاٰدم فسجدوا الا ابلیس ابٰی ۝ فقلنا یٰاٰدم ان ہذا عدو لک ولزوجک فلا یخرجنکما من الجنۃ فتشقٰی ۝ ان لک الا تجوع فیہا ولا تعرٰی ۝ وانک لا تظمؤا فیہا ولا تضحٰی ۝ فوسوس الیہ الشیطٰن قال یٰاٰدم ہل ادلک علی شجرۃ الخلد وملک لا یبلٰی ۝ فاکلا منہا فبدت لہما سواتہما وطفقا یخصفٰن علیہما من ورق الجنۃ وعصٰی اٰدم ربہ فغوٰی ۝ ثم اجتبٰہ ربہ فتاب علیہ وہدٰی ۝ قال اہبطا منہا جمیعا بعضکم لبعض عدو فاما یاتینکم منی ہدی فمن اتبع ہدای فلا یضل ولا یشقٰی ۝ ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیمۃ اعمٰی ۝ قال رب لم حشرتنی اعمٰی وقد کنت بصیرا ۝ قال کذٰلک اتتک اٰیٰتنا فنسیتہا وکذٰلک الیوم تنسٰی ۝ وکذٰلک نجزی من اسرف ولم یؤمن باٰیٰت ربہ ولعذاب الاٰخرۃ اشد وابقٰی ۝ افلم یہد لہم کم اہلکنا قبلہم من القرون یمشون فی مسٰکنہم ان فی ذٰلک لاٰیٰت لاولی النہٰی ۝ ولولا کلمۃ سبقت من ربک لکان لزاما واجل مسمی ۝ فاصبر علی ما یقولون وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا ومن اٰناء الیل فسبح واطراف النہار لعلک ترضٰی ۝ ولا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازواجا منہم زہرۃ الحیٰوۃ الدنیا لنفتنہم فیہ ورزق ربک خیر وابقٰی ۝ وامر اہلک بالصلٰوۃ واصطبر علیہا لا نسئلک رزقا نحن نرزقک والعاقبۃ للتقوٰی ۝ وقالوا لولا یاتینا بایۃ من ربہ اولم تاتہم بینۃ ما فی الصحف الاولٰی ۝ ولو انا اہلکنٰہم بعذاب من قبلہ لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع اٰیٰتک من قبل ان نذل ونخزٰی ۝ قل کل متربص فتربصوا فستعلمون من اصحٰب الصراط السوی ومن اہتدٰی ۝

ع ۳ ۱۲

خلدین فیہا ۔۔۔ رہا کرینگے اُن مین اور یہ بد ہے اُنکا جو پاک ہوا اور ہمنے حکم بھیجا موسی کو کہ لے نکل میرے بندون کو رات سے
فاضرب لہم طریقا فی البحر یبسا لا تخف درکا ولا تخشی فاتبعہم فرعون
پھر ڈالیو اُنکو سمندر کی راہ مین سوکھے نہ خطرہ تجکو نہ پکڑنے کا نہ ڈر پھر پیچھے لگا اُنکے فرعون
بجنودہ فغشیہم من الیم ما غشیہم ۝ واضل فرعون قومہ وما ہدٰی ۝ یبنی اسراءیل
اپنے لشکر لے کر پھر گیا اُنکو پانی نے جیسا گھیر لیا اور بہکایا فرعون نے اپنی قوم کو اور نہ سجھایا اے اولاد یعقوب
قد انجیناکم من عدوکم وواعدناکم جانب الطور الایمن ونزلنا علیکم المن
چھڑایا ہمنے تم کو تمہارے دشمن سے اور وعدہ کیا تم سے داہنی طرف پہاڑ کے اور اوتارا تم پر من
والسلوی کلوا من طیبٰت ما رزقنٰکم ولا تطغوا فیہ فیحل علیکم غضبی ومن
اور سلوی کھاؤ تھری چیزین جو روزی دی ہمنے تمکو اور نہ کرو اسمین زیادتی پھر اترے تمپر میرا غضب اور
یحلل علیہ غضبی فقد ہوی وانی لغفار لمن تاب وءامن وعمل صالحا ثم اہتدٰی
جسپر اترا میرا غضب وہ ٹپکا گیا اور میری بڑی بخشش ہے اسپر جو توبہ کرے اور یقین لائے اور کرے بھلا

منزل ۴

مسند امام احمد بن حنبل صحیح مسلم وغیرہ مین ابو سعید خدری سے جو روایۃ ہے اُسکو ان آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل حاصل ہے روایۃ کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافرون کو دوزخ مین موت نہیں ہے مگر گنہگار جو دوزخ مین ڈالے جاوین گے وہ جلکر کوئلے ہوجاوین گے یہان تک کہ مرجاوین گے پھر شفاعت کے بعد جنت مین داخل ہون گے اس سے معلوم ہوا کہ مجرم کے معنے ان آیتون مین مشرک کے ہین اسی واسطے مجرم بالفظ مومن کے مقابلہ مین فرمایا آخری آیۃ مین توبہ کا جو ذکر ہے اوپر توبہ کی شرائط بیان ہوچکی ہین اون مین بڑی شرط توبہ کی ندامت ہے کہ برا کام کرکے آدمی پچھتاوے کہ یہ کام مین نے کیون کیا جب یہ پچھتاوا آدمی کے دل مین سچے طور پر ہوگا تو گناہ کرچکا ہے اُس سے اور آئندہ گناہ کرنے کے ارادہ سے ضرور آدمی کا دل بیزار ہوگا غرض سچی ندامت ہوگی تو باقی کی دو شرطین یعنی گذشتہ گناہ سے بیزاری اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا قصد یہ خود بخود حاصل ہوجاوین گی اسی واسطے معتبر سند سے عبداللہ بن مسعود کی روایۃ مسند امام احمد بن حنبل مستدرک حاکم ابن ماجہ اور بیہقی مین جو ہے اوس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا ہی فرمایا ہے کہ گناہ کرکے گناہ پر پچھتانا اور نادم ہونا بس یہی توبہ ہے لیکن سچی ندامت کو باقی کی دونون باتین بھی لازم ہین اس لئے علماء نے ندامت کا سچا پن آزمانے کے لئے ندامت کے ساتھ دو شرطین اسی حدیث سے نکالکر اور بڑھادی ہین حاصل کلام یہ ہے کہ علاوہ ان تین شرطون کے علماء نے یا اہل تصوف نے جو اور شرطین توبہ کی بڑھادی ہین مثلاً جس شہر مین گناہ کیا ہے اوس شہر کو چھوڑ دینا وغیرہ ان مین سے کوئی بات

توبہ کی شرط میں داخل نہیں ہے ہاں ندامت میں اتنی شرط ضرور ہے کہ وہ ندامت محض خدا کے خوف سے ہو اگر وہ خدا
لوگوں کے بُرا کہنے کے ڈر سے یا حاکم کے خوف سے ہوگی تو توبہ نہیں ہے اسی طرح پچھلے گناہ پر کسی قدر جو شخص نادم
ہے مگر آیندہ گناہ کرنے کا قصد دل میں موجود ہے تو بھی توبہ پوری نہیں ہے اور توبہ کے قبول ہونے کے معنے شریعت
میں یہ ہیں کہ جو سزا قیامت میں اللہ نے اوس گناہ کے لئے رکھی ہے وہ بالکل ساقط ہو جاتی ہے لیکن اگر اس گناہ میں
علاوہ خدا کے گناہ کے کچھ کسی آدمی کا بھی حق ہے مثلاً ایک شخص نے ایک شخص کی لونڈی بھگائی اور اس لونڈی
سے بدکاری بھی کی تو توبہ کرنے سے بدکاری کا گناہ معاف ہو جاویگا مگر جب تک پرایا مال مالک کو نہ پہونچایا جاویگا
پرائے مال کے رہنے کے مواخذہ محض توبہ سے ساقط نہ ہوگا اسی واسطے علماء نے چوتھی شرط توبہ میں یہ بڑھائی
ہے کہ اگر گناہ حق العباد کی قسم سے ہے تو اسکی تلافی بھی جسطرح ممکن ہو کرنی چاہیئے اور اگر تلافی انسان کے اختیار
سے باہر ہو گئی ہو تو اللہ معاف کرنے والا ہے صحیح حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے کہ قیامت کے دن جس طرح اللہ
تعالیٰ توحید نماز روزہ حج زکوٰۃ ان اپنے حقوق کا حساب لیوے گا اسی طرح آپس کے آدمیوں اور جانوروں کے
حقوق کا بھی حساب و فیصلہ ہوگا لیکن یہ بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جس کسی بندہ کی نسبت اللہ تعالیٰ کو رعایت
کرنی منظور ہوگی تو اللہ صاحب حق بندہ کو جنت کا لالچ دے کر وہ حق معاف کرا دیگا اور یہ بھی صحیح حدیث میں ہے
مترجم ۲ اگر جس شخص کے پاس لونڈی غلام ہوں اور شرارت کریں اور اقا اُن کی شرارت کے سبب سے اون کو مارے یا برا کہے
تو لونڈی غلام کی شرارت اور اقا کی مار پیٹ جھڑکی دونوں کا مقابلہ کیا جاویگا اگر اقا کی مار پیٹ جھڑکی لونڈی غلام
کی شرارت کے برابر ہے تو کچھ نہیں ورنہ مواخذہ ہوگا اصل مقصد یہ ہے کہ جس شخص کے دل میں خدا کا خوف ہوگا
وہ شرک کے وہ کسی طرح کے کبیرہ گناہ کر کے بغیر توبہ کئے بھی اگر مر جاوے گا تو اللہ تعالیٰ سے اسکی مغفرت کی توقع
ہے چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ کی روایت سے وہ ایک گناہ گار کا قصہ مشہور ہے جس نے مرتے وقت
اپنی لاش کو جلانے کی اور اس جلی ہوئی خاک کو آدھی دریا میں بہانے اور آدھی ہوا میں اڑانے کی وصیت کی تھی جب
اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو پھر زندہ کر کے پوچھا کہ یہ وصیت تو نے کس غرض سے کی تھی اوس نے کہا یا اللہ میں بہت
گناہ گار تھا تیرے روبرو آنے کے خوف سے میں نے اپنی خاک کے رائگاں کرنے کی وصیت کی تھی اللہ تعالیٰ
فرماویگا جب تو نے میرے خوف سے یہ کام کیا تھا تو میں نے تیرے سب گناہ معاف کر دئے جو وقت جادوگروں
نے فرعون سے وہ باتیں کیں جنکا ذکر اوپر کی آیتوں میں ہے اسوقت تک نہ توراۃ نازل ہوئی تھی نہ جادوگروں
اور بنی اسرائیل کو دوزخ اور جنت کا تفصیلی حال معلوم تھا اسواسطے ظاہر یہی بات ہے کہ جادوگروں کے کلام
کے بعد یہاں سے اللہ تعالیٰ کا کلام شروع ہوا حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ جو شخص شرک کی حالت میں مرکر
اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہوگا وہ ہمیشہ اسی حالت سے دوزخ میں رہے گا نہ تو سختی عذاب اسکی موت کا سبب

قرار پاسکے گی نہ زندگی سے ہی اُسکو کچھ فائدہ پہنچے گا اور جو ایماندار شخص نیک عمل لیکر اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہوگا وہ عقبیٰ مین بڑا مرتبہ پاویگا کہ ہمیشہ جنت مین رہیگا کیونکہ شرک سے بچنے والون کا اللہ تعالیٰ نے یہی بدلہ مقرر کیا ہے جب فرعون بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کر دینے پر کسی طرح راضی نہیں ہوا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر ایک رات مصر سے چل کھڑے ہون اور قلزم دریا پر پہونچ کر دریا کے پانی مین اپنے ہاتھ کی لکڑی مارین اللہ کے حکم سے دریا مین سوکھا راستہ پیدا ہوجاویگا اور بغیر خوف فرعون کے حملہ اور دریا کی طغیانی کے اے موسیٰ تم اور بنی اسرائیل تو دریا مین سوکھے راستے دریا پار ہو جاؤگے فرعون اپنے لشکر کو ساتھ لیکر تمہارا پیچھا کریگا تو وہ مع اپنے لشکر کے دریا مین ڈوب کر ہلاک ہوگا کیونکہ فرعون نے اپنی قوم کو بُرے راستے سے لگایا اور قوم کے لوگون نے اوسکا کہنا مانا اس لئے ان سب کی یہی سزا ہے جو اونھون نے بھگتی فرعون اور اُسکے لشکر کے ڈوب کر ہلاک ہونے کا قصہ سورۃ الاعراف مین گزر چکا ہے آگے فرعون کی ہلاکت کے بعد توراۃ کے نازل کرنے کے اور من سلوائے کے اوتارنے کے احسانات کو یاد دلا کر بنی اسرائیل کو ارشاد ہے کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی دی ہوئی نعمتین کھاؤ اور اُن نعمتون کی ناشکری نہ کرو ورنہ اللہ کے غضب مین گرفتار ہو جاؤگے اور یہ خوب یاد رکھو کہ جو شخص اللہ کے غضب مین گرفتار رہوا اُس کے لئے دنیا اور آخرت دونون جگہ مین خرابی ہے آخری آیتہ مین قریش کو شرک سے باز آنے کی رغبت دلائی منزل ۳
اور فرمایا جو شخص شرک سے توبہ کرکے اللہ کی وحدانیت اور اللہ کے رسول کی صداقت کو مانے گا اور پھر اُسپر قائم رہے گا تو اللہ تعالیٰ اُسکے پچھلے سب گناہ معاف کردے گا صحیح مسلم کے حوالہ سے عمرو بن العاص کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ جو شخص شرک سے توبہ کرے تو اُسکے پچھلے سب گناہون کی بنیاد اوکھڑ جاتی ہے یہ حدیث آخری آیتہ کی گویا تفسیر ہے توراۃ کے نازل ہونے اور من سلوے کے اوترنے کا قصہ سورۂ بقر مین اور سورۃ الاعراف مین گزر چکا

وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِىْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝

اور کیون جلدی کی تو نے اپنی قوم مین اے موسیٰ بولا وہ یہی ہیں میرے پیچھے اور مین جلدی آیا تیری طرف رب میرے کہ تو

مدین سے مصر واپس آتے وقت جو حضرت موسےٰ نے اللہ تعالیٰ سے باتین کین اُسوقت بنی اسرائیل مین کا کوئی شخص حضرت موسےٰ کے ساتھ نہیں تھا اسواسطے اس تصدیق کے لئے کہ حضرت موسےٰ سچے نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اور اُنسے باتین ہوتی ہیں جسوقت حضرت موسیٰ توریۃ لینے کوہ طور پر گئے تو بنی اسرائیل مین سے چند شخصون کو منتخب کرکے اپنے ساتھ لے گئے تھے اور جب کوہ طور قریب آیا تو حضرت موسیٰ قوم کے لوگون سے آگے بڑھکر جلدی سے پہاڑ پر پہنچ گئے اور اون کے ساتھ کے لوگ پیچھے رہ گئے اسپر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے پوچھا کہ قوم کے لوگون کو چھوڑکر جلدی کرکے کیون چلے آئے حضرت موسےٰ نے جواب دیا کہ وہ لوگ بھی پیچھے سے مین

یا الٰہی مین جلدی کرکے اسواسطے چلا آیا کہ وہ طور پر حاضر ہونے کے تیرے حکم کی تعمیل مین جلدی کرون تاکہ تو مجھ سے خوش ہو صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی نظر انسان کے دل پر لگی رہتی ہے کہ انسان ہر ایک کام کس نیت سے کرتا ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کو پیچھے چھوڑ کر چلے آنے کا اور جس نیت سے موسیٰ علیہ السلام جلدی کرکے پہاڑ پر آگئے اوس کا حال اللہ تعالیٰ کو پہلے سے ہی معلوم تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے یہ بات اس لئے پوچھی کہ اللہ تعالیٰ کا بندون کی ہر ایک حالت سے واقف ہونے کا حال لوگون کو معلوم ہو جاوے۔

قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۝ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ

فرمایا ہمنے تو بچلایا تیری قوم کو تیرے پیچھے اور بہکایا انکو سامری نے پھر لوٹا پھرا موسیٰ اپنی قوم پاس

غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ

غصے بھرا پچھتایا ہوا کہا اے قوم تم کو وعدہ نہ دیا تھا تمہارے رب نے اچھا وعدہ کیا بھی ہو گئی تم پر مدت

اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ۝ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا

یا چاہا تم نے کہ نازل ہو تم پر غضب تمہارے رب کا اس سے خلاف کیا تم نے میرا وعدہ بولے ہمنے خلاف

مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ۝

منزل ۴ نہین کیا تیرا وعدہ اپنے اختیار سے ولیکن اٹھالئے ہمنے بوجھ گہنے سے اس قوم کے سو ہمنے پھینک دئے

بنی اسرائیل کا یہ بچلنا بچھڑے کی پوجا کے سبب سے تھا یہ بچھڑے کی پوجا کا قصہ سورہ بقر اور سورہ اعراف مین گزر چکا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بنی اسرائیل جس رات مصر سے چلے اس رات ایک شادی کا بہانہ کرکے انھون نے فرعون کی قوم کے لوگون سے کچھ زیور مانگ لیا تھا تاکہ فرعون کی قوم کو شادی کا یقین ہو جاوے اور بنی اسرائیل سفر کی تیاری مین تمام رات جو جاگتے رہے اوسکو فرعون کی قوم کے لوگ شادی مین کا جاگنا سمجھ کر سفر کی تیاری مین کچھ متوجہ نہ ہوئے اس رات کی صبح کو فرعون کی قوم کے لوگ تو سب ڈوب کر مر گئے اس لئے وہ زیور بنی اسرائیل کے ہی پاس رہ گیا اور دشمنون کے ہلاک ہو جانے کے بعد اگرچہ وہ زیور غنیمت کا مال ہو گیا تھا لیکن صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے جابر بن عبد اللہ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ امت محمدیہ سے پہلے کسی امت کو غنیمت کا مال حلال نہین تھا اس لئے ہارون علیہ السلام کو جب اس زیور کا حال معلوم ہوا تو انھون نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم ایک گڑھا کھود کر یہ زیور اس مین دبا دو بنی اسرائیل نے ایسا ہی کیا لیکن بنی اسرائیل مین سامری نام کا جو ایک سنار تھا اوس نے اس زیور کو گڑھے مین سے نکال کر گلا ڈالا اور اس کا بچھڑا بنا دیا حضرت عبد اللہ بن عباس اور مجاہد کے قول کے موافق جبرئیل کے گھوڑے کے قدم کے نیچے کی مٹی جو سامری نے اوٹھا رکھی تھی وہ اس نے اس بچھڑے کے منہ مین

ڈالدی جس سے وہ بچھڑا گائے کی آواز کی طرح آواز نکالنے لگا اور بنی اسرائیل اوس بچھڑے کی پوجا کرنے لگے کوہ طور پر جب یہ قصہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو جتلایا اور اِس قصہ کو سنکر موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آیا موسیٰ علیہ السلام کے اوس غصہ اور رنجیدہ ہونے کا ذکر ان آیتوں میں ہے حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ اے موسیٰ تمہارے پیچھے بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے بچھڑے کی بلا بھیج کر آزمایا لیکن وہ آزمائش میں پورے نہ اترے اور سامری کے بھکانے سے بھک گئے موسیٰ علیہ السلام اِس قصہ کا حال سنکر کوہ طور سے بہت ہی غصہ اور رنج میں اُلٹے پھرے اور قوم کے لوگوں سے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو میری معرفت کیا تمہاری دین و دنیا کی بہبودی کے لئے کتاب آسمانی توراۃ کے نازل فرمانے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا تھا جس کتاب کے لینے کے لئے میں تم سے دین پر قائم رہنے کا عہد لیکر کوہ طور پر گیا تھا پھر اوس کتاب کے نازل ہونے سے پہلے تم نے سامری کا کہنا کیوں مانا اور بلا سند بچھڑے کو اپنا معبود کیوں ٹھہرایا کیا مجھکو کوہ طور پر برسوں کا عرصہ گزر گیا تھا جو تم میرا انتظار نہ کر سکے اور جب تم نے میرے عہد کو توڑا تو کیا تم نے اللہ کے غضب میں گرفتار ہونے کا ارادہ بھی دل میں ٹھان لیا تھا کیونکہ اللہ کے رسول کی مخالفت کے سبب سے فرعون اور اسکی قوم کے سب لوگ جسطرح غضب الٰہی میں گرفتار ہوئے وہ ماجرا تک تمہاری آنکھوں کے سامنے ہوگا قوم کے لوگوں نے جواب دیا اے رسول اللہ کے ہم نے جان بوجھ کر تمہارے عہد کو نہیں توڑا بلکہ قبطی قوم کا وہ زیور جو ہمارے پاس رہ گیا تھا ہارون علیہ السلام کے کہنے سے پہلے تو ہم نے اور سامری نے سب نے ملکر وہ زیور ایک گڑھے میں دبا دیا تھا لیکن اسکے بعد پھر سامری نے اُس زیور کا بچھڑا بنا کر ہمکو ایسا بھکایا کہ بالکل بے قابو کر دیا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث گزر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے تمام جسم میں جسطرح سے خون پہنچتا ہے اسی طرح بہکانے کے وقت ہر شخص کے تمام جسم میں شیطان چکر لگاتا ہے ترمذی وغیرہ کے حوالہ سے حارث اشعری کی صحیح حدیث بھی گزر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بغیر یاد الٰہی کے آدمی کو شیطان کے پھندے سے اور کوئی چیز نہیں بچا سکتی ان حدیثوں کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ شیطان کے بہکانے سے بنی اسرائیل اس لئے بالکل بے قابو ہو کر سامری کے کہنے میں آگئے کہ اونھوں نے ہارون علیہ السلام کی یاد الٰہی کی نصیحت کو نہیں مانا جس سے شیطان کے پھندے میں پھنس گئے

فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِيَ ۝

پھر بنا نکالا انکے واسطے ایک بچھڑا ایک دھڑ جسمیں چلانا گائے کا پھر کہنے لگے یہ صاحب ہی تمہارا اور صاحب موسیٰ کا سو وہ

اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۝

بھلا یہ نہیں دیکھتے کہ وہ جواب نہیں دیتا انکو کسی بات کا اور اختیار نہیں رکھتا انکے برے کا نہ بھلے کا

اگرچہ اور سفر نکالا قول ہے کہ اوس گائے کے بچھڑا گوشت پوست کا کچھ ہو گیا تھا اور وہ چلتا پھرتا تھا لیکن امام المفسرین

حضرت عبداللہؓ بن عباس قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ وہ گائے کے بچہ کی صورت کا محض ایک پتلا تھا ہوا کے بھرنے سے اُس مین سے ایک آواز نکلی تھی اور کچھ بھی نہیں تھا وہیں ابن جریر اور ابو نعیم کی روایت سے بیان ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس کے باب مین تفسیر قرآن آجانے کے لئے خاص طور پر دعا کی ہے اسواسطے تفسیر قرآن مین حضرت عبداللہؓ بن عباس کا قول زیادہ اعتماد کے قابل ہے اگرچہ بعضے متاخر مفسر بعضی جگہ حضرت عبداللہ بن عباس کا قول لینے مین یہ عذر کیا کرتے ہیں کہ شاید یہ روایت حضرت عبداللہ بن عباس نے اہل کتاب سے لی ہے لیکن صحیح بخاری مین جو خود عبداللہؓ بن عباس سے روایت ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس کو اہل کتاب کی روایت کے لینے سے ایسی نفرت تھی کہ وہ اور لوگون کو بھی اہل کتاب سے روایت لینے کو منع کیا کرتے تھے اوپر بنی اسرائیل نے یہ جو کہا تھا کہ سامری نے زیور کا بچھڑا بناکر ہم کو ایسا بہکایا کہ بالکل بے قابو کر دیا ان آیتون مین اُسی کا ذکر ہے حاصل مطلب ان آیتون کا وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ ہارون علیہ السلام کے کہنے سے بنی اسرائیل اور سامری نے ملکر وہ زیور جو گڑھے مین ڈالکر دبا دیا تھا سامری نے اُس زیور کو گڑھے مین سے نکالکر بچھڑا بنایا اور جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑی کے قدم کے نیچے کی مٹی اوس بچھڑے کے منہ مین ڈال دی جس سے وہ بچھڑا گائے کی سی آواز سے بولنے لگا اس بچھڑے کے بولنے سے سامری اور اُس کے ساتھی بنی اسرائیل سے کہنے لگے کہ تمہارا معبود یہی ہے موسیٰ علیہ السلام بھولے سے کوہ طور پر چلے گئے آگے فرمایا ان لوگون نے کیا اتنی بات بھی نہیں دیکھی کہ بنی اسرائیل مین سے بارہ ہزار کے قریب آدمیون نے جو اس بچھڑے کی پوجا نہیں کی انکو اسنے کچھ نقصان نہیں پونہچایا اور جنھون نے اسکی پوجا کی نہ اون کے کسی مقصد کو سنکر اس نے کچھ جواب دیا نہ کسی کا کوئی مقصد پورا کیا خدا کی شان یہ نہیں ہے اُسکی شان تو وہ ہے کہ جب اُسنے فرعون اور اُسکی قوم کو نقصان پونہچانا چاہا تو ایک دم مین ان سب کو ہلاک کر دیا اور بنی اسرائیل کو جب اُس نے فائدہ پونہچانا چاہا تو انکے اتنے بڑے قوی دشمن کے پھندے سے انھین چھوڑا دیا صحیح بخاری و مسلم مین ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے رفیق کی مثال مشک و عنبر کی اور بُرے رفیق کی مثال کھال دھونکنے والے کی بیان فرماکر یہ فرمایا ہے کہ جس طرح کھال دھونکنے والے کے پاس بیٹھنے سے کبھی نہ کبھی آگ کا چنگا آکر کپڑے جانے اور کپڑون کے جل جانے کا خوف ہے یہی حال بُرے رفیق کی رفاقت کا ہے کہ اوس سے کبھی نہ کبھی کچھ نقصان کے پہونچ جانے کا اندیشہ ہے اس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ بُرے رفیق کی رفاقت سے اسی طرح کا نقصان پونہچ جاتا ہے جس طرح کا نقصان بنی اسرائیل کو سامری کی رفاقت سے پونہچ گیا۔

منزل ۴

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا

اور کہا تھا انکو ہارون نے پہلے سے اے قوم اور کچھ نہین تمکو بہکا دیا ہے اسپر اور تمہارا رب رحمن ہے موسیٰ کی راہ چلو

أَمْرِي ۝ قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِينَ حَتَّىٰ يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَىٰ ۝

بات میری بولے ہم رہیں گے اسی پر لگے بیٹھے جب تک پھر آوے ہم پاس موسے

موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر سے واپس آجانے سے پہلے ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو جو نصیحت کی تھی اور بنی اسرائیل نے جو جواب اُس کا دیا تھا یہ اُسکا ذکر ہے ہارون علیہ السلام کی نصیحت کا حاصل یہ ہے کہ اے بنی اسرائیل یہ بچھڑا تمہارے حق مین اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک جانچ ہے اب تک جو کچھ تم نے کیا اگر تم میرا کہنا مانکر اُس سے توبہ کروگے تو اللہ اپنے بندون پر بڑا مہربان ہے وہ تمہاری توبہ ضرور قبول کریگا ہارون علیہ السلام کی اس نصیحت کا بنی اسرائیل نے یہ جواب دیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور سے واپس آنے تک ہم اس بچھڑے کی پوجا کبھی نہ چھوڑین گے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث اوپر گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھاکر فرمایا اللہ تعالیٰ کو گنہگار بندون کی توبہ قبول کرنے کی صفت اِس قدر پیاری ہے کہ اگر موجودہ لوگ گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ اور گنہ گار مخلوقات کو پیدا کرکے اونہین توبہ استغفار کی توفیق دیتا اور اُن کی توبہ قبول کرتا توبہ قبول کرنے کے محل پر رحمان کا لفظ جو فرمایا اُس کا سطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین اجاتا ہے۔

قَالَ يَا هَارُونُ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلُّوا ۝ أَلَّا تَتَّبِعَنِ ۖ أَفَعَصَيْتَ أَمْرِي ۝ قَالَ يَا بْنَؤُمَّ

کہا موسیٰ نے اے ہارون تجکو کیا اٹکا دیکھا جب دیکھا تونے کہ وہ بہکے تو میرے پیچھے نہ آیا کیا تونے روکیا میرا حکم وہ بولا اے میرے

لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي ۖ إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي ۝

مان کے جنے نہ پکڑ میری ڈاڑھی نہ سر مین ڈرا کہ تو کہے گا پھوٹ ڈالدی تونے بنی اسرائیل مین اور یاد نرکھی

سورہ اعراف مین گزر چکا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سے خفگی کی باتین کرچکے تو اُسی غصہ کی حالت مین اونھون نے وہ تختیان اپنے ہاتھ مین سے زمین پر ڈالدین جن تختیون پر اللہ تعالیٰ نے اُنکو توراۃ لکھ کر دی تھی اور اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی اور سر کے بال پکڑ کر کھینچنے لگے اسی واسطے مختصر طور پر یہان ہارون علیہ السلام کیطرف ڈاڑھی اور سر کے بالون کے چھوڑ دینے کی التجا کا ذکر فرمایا ڈاڑھی اور سر کے بالون کے پکڑنے کا ذکر نہین فرمایا حاصل کلام یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے فقط اس خیال سے ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی اور سر کے بال پکڑے تھے کہ ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بچھڑے کی پوجا سے کیون نہین روکا اور اگر یہ لوگ روکنے سے نہین روکے تھے تو بارہ ہزار آدمی ان مین کے بچھڑے کی پوجا سے جو بچے ہوئے تھے اُنکو ساتھ لیکر کوہ طور پر کیون نہین چلے آئے کہ اِس سے بچھڑا پوجنے والے تمہارے کی اپنی غلطی کو شاید سمجھ جاتے یا ان بارہ ہزار آدمیون کو ساتھ لیکر بچھڑا پوجنے والون کا مقابلہ کیون نہین کیا لیکن جب موسیٰ علیہ السلام کو یہ معلوم ہوگیا کہ ہارون علیہ السلام نے بچھڑا پوجنے والون کو بچھڑے کی پوجا سے یہان تک روکا کہ وہ لوگ ہارون علیہ السلام کے قتل کے درپے ہوگئے اور ہارون علیہ السلام کے کوہ طور پر چلے آنے پر بچھڑا پوجنے والون کا مقابلہ

منزل ۴

ع ۱۰

کرنے مین دبنی اسرائیل کی آپس کی پھوٹ کا اندیشہ تھا جس سے خود موسے علیہ السلام نے ہی کوہ طور پر جاتے وقت ہارون علیہ السلام کو منع کیا تھا تو موسیٰؑ کا دل اپنے بھائی کی طرف سے صاف ہوگیا اور اونھون نے اپنے بھائی کے حق مین مغفرت کی دعا مانگی چنانچہ اوس کا ذکر سورۃ الاعراف مین گزر چکا ہے - حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ موسی علیہ السلام نے خفا ہوکر اپنے بھائی ہارون علیہ السلام سے یہ کہا کہ جب بنی اسرائیل بہک گئے تھے تو تم نے ہمکو اطلاع مجھکو کوہ طور پر آنکر کیون نہیں دی مین نے جو کوہ طور پر جاتے وقت تم سے کہا تھا کہ بنی اسرائیل کی خبرگیری رکھنا کہ اون مین کسی طرح کی گمراہی نہ پھیلے اوس کا خیال تم نے کیون نہیں رکھا اوپر گزر چکا ہے کہ ان خفگی کی باتون کے وقت موسی علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی اور سر کے بال پکڑے تھے اسواسطے ہارون علیہ السلام نے کہا بھائی میری ڈاڑھی اور میرے سر کے بال نہ پکڑو مین فقط اس خیال سے کوہ طور پر نہیں آیا کہ میرے یہان سے چلے جانے کے بعد بنی اسرائیل مین کچھ زیادہ پھوٹ نہ پڑجائے اور اس پھوٹ کو دیکھکر تم کہین یہ کہنے لگو کہ کوہ طور پر جاتے وقت بنی اسرائیل کی پھوٹ کے روکنے کی نصیحت جو کی گئی تھی وہ نصیحت کیون نہیں یاد رکھی گئی صحیح بخاری و مسلم مین حضرت عائشہؓ کی روایت سے ایک قصہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ فتح مکہ کے وقت چوری کی سزا مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کا ہاتھ کاٹنا چاہا تو بعضے صحابہ نے اس سزا کی معافی کی سفارش آپ سے کی تھی اسپر آپنے خطبہ پڑھا اور اس خطبہ مین فرمایا کہ اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتین تو اون کا ہاتھ بھی کاٹا جاتا اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ انبیا شریعت کی تائید کے وقت رشتہ دارون کی کچھ پاسداری نہیں کرسکتے اسواسطے موسی علیہ السلام نے شریعت کی تائید کے جوش مین اپنے بھائی کی ڈاڑھی اور سر کے بال پکڑکر کھینچ لئے

منزل ۴

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ۝ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً

کہا موسی نے اب تیری کیا حقیقت ہے اے سامری بولا مین نے دیکھا جو سبھتے نے نہ دیکھا پھر بھر لی مین نے ایک مٹھی

مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ۝ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ

پانون کے نیچے سے اس بھیجے ہوئے کے پھر مین نے وہی ڈالدی اور یہی مصلحت دی مجکو میرے جی نے کہا موسے نے چل تجکو

اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۖ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ

اتنا ہے کہ کہا کرے نہ چھیڑو اور تجکو ایک وعدہ ہے وہ تجھ سے خلاف نہ ہوگا اور دیکھ اپنے ٹھاکر کو جسپر سارے دن لگا

عَاكِفًا ۖ لَّنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا

بیٹھا تھا ہم اسکو جلاوینگے پھر بکیرین گے دریا مین اوڑاکر تمہارا صاحب وہی اللہ ہے جسکے سوائے بندگی نہین کسی کی سب چیز

نبی اسرائیل اور ہارون علیہ السلام پر خفا ہونے کے بعد موسی علیہ السلام نے سامری سے جو خفگی کی باتین کی تھین ان آیتون مین اونکا ذکر ہے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ موسی علیہ السلام نے سامری سے پوچھا تو نے یہ بچھڑا بنانے کا فساد کیون پھیلایا سامری نے جواب دیا کہ فرعون کے ڈوبنے کے وقت جبرئیل علیہ السلام جب گھوڑی پر سوار ہوکر آئے تو

بنی اسرائیل مین سے کسی نے اونکو نہین دیکھا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اونہین مجھے دکھادیا اور میرے دل مین یہ بات سمائی کہ مین نے اونکے گھوڑی کے قدم کے نیچے کی مٹی مین سے ایک مٹھی مٹی اوٹھالی اور جب مین نے زیور کا بچھڑا بنایا تو میرے دل مین یہ بات سمائی کہ مین اوس مٹی کو بچھڑے کے منہ مین ڈالدون غرق ہونے والے دن فرعون گھوڑے پر سوار تھا اور اُسکا گھوڑا دریائے قلزم کے سوکھے راستہ مین جاتے ہوئے ڈرتا تھا اسلئے جبرائیل علیہ السلام گھوڑی پر سوار ہوکر دریائے قلزم کے سوکھے راستہ مین آگئے اور گھوڑی کی بو سونگھتے ہی فرعون کا گھوڑا دریا کے سوکھے راستہ مین چلا گیا فرعون کے گھوڑے کے جاتے ہی فرعون کے تمام لشکر نے اپنے گھوڑے اُسکے پیچھے ڈالدیے حاصل کلام یہ ہے کہ اسی سبب سے سامری نے جبرئیل علیہ السلام کو گھوڑی پر سوار دیکھا موسیٰ علیہ السلام نے سامری کی اس بات کے جواب مین کہا تیرے اس جرم کی سزا یہ ہے کہ جب تک جیتا رہے گا جنگل مین مارا مارا پھرے گا اور آخرت کا عذاب بھی تیرے ذمہ سے ٹل نہین سکتا پھر فرمایا تو اور تیرے ساتھی جس بچھڑے کی پوجا مین لگے ہوئے تھے اُسکو جلایا جاکر اُسکی راکھ دریا مین بکھیر دی جاویگی اس کے بعد نصیحت کے طور پر بنی اسرائیل سے فرمایا تمہارا معبود یہ بچھڑا کیونکر ہو سکتا تھا جسکو کسی کے بھلے برے کی کچھ خبر نہین بلکہ تمہارا معبود وہ ہے جسکو علم غیب ہے اور کوئی چیز اُسکے علم غیب سے باہر نہین ہے بعضی تفسیرون مین ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی گھوڑی کے قدمون مین اللہ تعالیٰ نے یہ تاثیر دی تھی کہ جہان وہ قدم رکھتی تھی وہان کی سوکھی گھانس ہری ہوجاتی تھی اللہ کی قدرت سے یہ بات سامری کو نظر آگئی اس لئے اُس نے اُس گھوڑی کے قدمون کے نیچے کی خاک مین سے ایک مٹھی اچھی چیز سمجھ کر اوٹھا رکھی تھی اگرچہ اہل کتاب کی روایت خیال کرکے اکثر مفسرین نے اس قول کو اپنی تفسیرون مین نہین لکھا ہے لیکن صحیح بخاری مین ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خضر علیہ السلام کو خضر اسلئے کہتے ہین کہ جس سوکھی گھانس پر وہ بیٹھتے ہین وہ سوکھی گھانس ہری ہوجاتی ہے خضر ہری چیز کو کہتے ہین ابو ہریرہؓ کی روایت کی بنا پر اگر یہ کہا جاوے کہ جس صاحب قدرت نے خضر علیہ السلام کے جسم مین ایک خلاف عادت تاثیر پیدا کی ہے اُسی نے وہی تاثیر جبرئیل علیہ السلام کی گھوڑی کے قدمون مین پیدا کردی تو اوس کی قدرت کے آگے یہ کچھ بڑی بات نہیں ہے صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عبداللہؓ بن عباس کی حدیث گزر چکی ہے کہ نوح علیہ السلام کے نبی ہونے سے پہلے کچھ نیک لوگ مرگئے تھے جنکے مرجانے سے قوم کے لوگون کو بڑا رنج تھا شیطان نے قوم کے لوگون کے دل مین یہ وسوسہ ڈالا کہ اگر اون نیک لوگون کی شکل کی مورتین بناکر رکھ لی جاویں تو اون مورتون کے دیکھنے سے یہ رنج کم ہوجاویگا قوم کے لوگون نے اس وسوسہ کے موافق عمل کیا آخر رفتہ رفتہ اون مورتون کی پوجا ہونے لگی اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے کہ جس طرح کے وسوسہ سے شیطان نے پہلے پہل دنیا مین بت پرستی پھیلائی اوسی قسم کے وسوسہ سے بنی اسرائیل مین بچھڑے کی پوجا پھیلائی کر نعوذ باللہ من ذلک موسیٰ علیہ السلام کا خدا اس بچھڑے مین سما گیا ہے نتیجہ جس کا یہ ہوا کہ قوم نوح کو اُس طوفان کی سزا ملی اور

منزل

نبی اسرائیل کو قتل کی اس قتل کی سزا کا ذکر سورہ بقر مین گزر چکا ہے۔

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۝ مَّنْ اَعْرَضَ

یون سناتے ہیں ہم تجکو احوال سے اُنکے جو پہلے گزرے اور بخشے دیا تجکو اپنے پاس سے ایک پڑھنا جو کوئی منہ پھیرے

عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۭ وَسَاۗءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۝

اُس سے سو اٹھا ویگا دن قیامت کے ایک بوجھ پڑے رہین گے اُس مین اور برا ہے اُنپر قیامت مین وہ بوجھ اٹھانیکا

اوپر موسی علیہ السلام کی نبوت کا موسی علیہ السلام اور جادوگرون کے مقابلہ کا فرعون اور اُسکی قوم کے ڈوب کر ہلاک ہونے کا بنی اسرائیل مین بچھڑے کی پوجا جو پھیلی اوس کا ذکر فرماکر ان آیتون مین فرمایا کہ جس طرح اس سورت مین پہلے لوگون کے چند قصے بیان کئے گئے ہین اسی طرح قرآن مین جگہ جگہ پچھلے انبیا اور پچھلی امتون کا ذکر آیا ہے تاکہ اہل کتاب ان قصون کو اپنی کتابون کے موافق پاکر اور مشرکین مکہ یہ غیب کی باتین ان پڑھ رسول سے سنکر قرآن کو اللہ کا کلام اور جن پر یہ کلام اترا ہے اونکو اللہ کا سچا رسول جان لیوین پھر فرمایا ایسی سیدھی بات سمجھانے کے بعد بھی جو کوئی قرآن کو اللہ کا کلام نہ مانے گا اور اُسکی نصیحت کو قبول کرنے سے منہ پھیرے گا تو قیامت کے دن ایسے گناہون کے بوجھ کے نیچے یہ لوگ دبے ہوئے ہونگے جس بوجھ کی سزا مین ہمیشہ گرفتار رہین گے پھر فرمایا قیامت کے دن وہ بوجھ انکو بہت برا لگے گا جسکی سزا انکو ہمیشہ بھگتنی پڑے گی عمرو بن قیس ثقہ تابعی بعضے صحابہ سے سنی ہوئی روایتہ بیان کیا کرتے تھے کہ قیامت کے دن اچھے عمل کرنے والے اپنے عملون پر سوار ہوکر قبرون سے میدان محشر تک جاوین گے اور برے عمل بداعمال لوگ پیر سوار ہوجاوین گے گناہون کو بوجھ جو فرمایا اُس کا مطلب اس روایتہ سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے سورۃ الاعراف مین گزر چکا ہے کہ عملون کے تولے جانے کے بعد جنکے نیک عملون کا پلڑا بھاری ہوگا وہ جنتی قرار پاوین گے اور جنکا بدعملون کا پلڑا بھاری ہوگا وہ دوزخ مین جاوینگے معتبر سند سے مستدرک حاکم اور تفسیر ابن ابی حاتم مین جابر بن عبداللہ کی روایتہ سے ایک حدیث بھی ہے کہ جن لوگون کے بدعملون کا بوجھ قیامت کے دن میزان مین بھاری ہوگا وہ دوزخ مین جاوین گے بدعملون کو برا بوجھ جو فرمایا اُسکا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بدعملون کا بوجھ ایسا برا بوجھ ہے کہ جو گویا آدمی کو دوزخ مین ڈالدے گا۔

مدنی ۱۲

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ۭ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ۝ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ

جسدن پھونکین گے صور مین اور گیرلاوین گے ہم گنہگارونکو اسدن نیلی انکھین چپکے چپکے کہتے ہین آپسمین دیر نہین ہوئی

اِلَّا عَشْرًا ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ۝

تمکو مگر دس دن ہمکو خوب معلوم ہے جو کہتے ہین جب بولے گا اُنمین اچھی راہ والا تمکو دیر نہین لگی مگر ایک دن

اگرچہ بعضے سلف کا قول ہے کہ صور کئی دفعہ پھونکا جاویگا لیکن صحیح مسلم مین عبداللہ بن عمرو سے جو روایتہ ہے اوس مین ہے

کہ صور دو دفعہ پھونکا جاویگا پہلے صور کی آواز سے تمام دنیا ویران ہوجاویگی اور دوسرے صور کی آواز سے سب زندہ ہوجاوین گے اکثر صحابہ کا قول ہے کہ دونون صور کے مابین مین چالیس برس کا فاصلہ ہوگا معتبر سند سے طبرانی مین حضرت عائشہؓ سے روایتہ ہے کہ اسرافیل علیہ السلام صور پھونکین گے ان آیتون مین صور کے بعد حشر کا ذکر ہے اسواسطے یہان صور سے مطلب دوسرا صور ہے دوزخ مین جانے کے قابل لوگون کی آنکھون کی پتلیان حشر کے دن نیلی ہون گی کہ اون کی آنکھین بے رونق اور انکی صورتین بری نظر آوین معتبر سند سے ترمذی اور صحیح ابن حبان مین ابوہریرہؓ کی حدیث ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنکھون کے نیلی ہوجانے کے علاوہ میدان محشر مین ایسے لوگون کا منہ بھی کالا ہوجاویگا اوپر بداعمال کے بوجھ کا ذکر فرماکر ان آیتون مین ارشاد ہے کہ ایسے لوگونکو یہ بوجھ اُس دن اوٹھانا پڑے گا جس دن دوسرے صور کی آواز سنکر یہ دوبارہ زندہ ہوجاوین گے اور ایسی حالت سے میدان محشر مین کھڑے ہون گے کہ انکی آنکھین نیلی ہون گی اور منہ کالا ہوگا مسند امام احمد کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کی صحیح حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ منکر نکیر کے سوال وجواب کے بعد اچھے لوگون کو جنت کا اور بُرے لوگون کو دوزخ کا ٹھکانا دکھا کر اللہ کے فرشتے جتلا دیتے ہین کہ ان ٹھکانون مین ہمیشہ رہنے کے لئے تم کو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیا جاویگا اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے کہ دوبارہ زندہ ہوتے ہی ایسے لوگون کو دوزخ مین ہمیشہ رہنے کا اپنا ٹھکانا یاد آجاویگا اس لئے اس ہمیشہ کے عذاب کی زندگی کے آگے دنیا مین رہنے کی مدت اُنکو تھوڑی معلوم ہوگی اور عذاب مین گرفتار ہونے کی پریشانی سے آپس مین چپکے چپکے باتین کرنے کے طور پر کوئی اوس مدت کو دس دن کی مدت بتلاوے گا کوئی ایک دن کی کوئی پہر دوپہر کی اور کوئی گھڑی بھر کی دس دن اور ایک دن کا ذکر تو ان آیتون مین ہے پہر دوپہر کا ذکر قد افلح المومنون مین اور گھڑی بھر کا ذکر سورہ الاحقاف مین آویگا۔ منزل ۴

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ۝ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝ لَّا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ۝

اور تجھسے پوچھتے ہین پہاڑونکا حال سو تو کہہ کہ انکو بکھیر دیگا میرا رب اڑاکر پھر کر چھوڑیگا زمین کو پیٹ میدان نہ دیکھے تو آسمین موڑ تیڑھا

تفسیر ابن منذر مین حضرت عبداللہ بن عباس کی روایتہ سے جو شان نزول اس آیتہ کی بیان کی گئی ہے اُسکا حاصل یہ ہے کہ قریش نے جب قرآن شریف مین قیامت کا حال اور دنیا کے ویران ہوجانے کا حال سنا تو پہاڑون کے دل مین ایک بڑی سخت اور ناگوار چیز گزری اس لئے اونھون نے اعتراض کے طور پر پوچھا کہ کیا صور پھونکنے سے پہاڑ بھی اڑجاوین گے اُنکے جواب مین اللہ تعالیٰ نے یہ آیتہ نازل فرمائی سورہ القارعہ مین اللہ تعالیٰ نے پہاڑون کے اڑنے کی تفسیر فرمائی ہے کہ دھنکنے مین جس طرح روئی ٹکڑے ہوکر اڑجاتی ہے اُسی طرح صور کی آواز سے پہاڑ اڑتے پھرین گے سورہ الحاقہ اور سورہ مزمل مین پہلے صور کے وقت پہاڑون اور زمین کی اپنی اپنی جگہ سے ٹوٹ کر اوڑ جانے کی زیادہ تفصیل آویگی۔ صحیح بخاری و مسلم مین سہل بن سعد سے روایتہ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس زمین پر حشر قائم ہوگا وہ زمین صاف اور چورس ہوگی پہاڑ ٹیلہ مکان اُسپر کچھ نہ ہوگا شعب الایمان بیہقی تفسیر عبدالرزاق وغیرہ مین عبداللہ بن مسعود

کا صحیح قول ہے کہ جس زمین پر حشر قائم ہوگا اُسپر کسی نے گناہ بھی نہیں کیا حضرت علی اور انس بن مالک کا قول بھی عبداللہ بن مسعود کے قول کے موافق ہے اس طرح کی غیب کی بات صحابا اپنی طرف سے نہین کہہ سکتے اسواسطے صحابہ کا یہ قول حدیث نبوی کے برابر ہیں صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمر کی روایۃ ابھی اوپر گزر چکی ہے کہ پہلے صور کی آواز سے تمام دنیا ویران ہوجاویگی ان روایتون کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ پہلے صور کی آواز سے پہاڑ ٹیلے مکانات سب اس طرح فنا ہون گے کہ حشر کے قائم ہونے کے لئے دوسرے صور کے وقت نئی زمین جو پیدا کی جاویگی نہ اُس زمین پر ان چیزون مین سے کوئی چیز پیدا کی جاویگی نہ اوس زمین پر کسی نے کوئی گناہ کیا ہوگا بلکہ میدان کے سفے صاف میدان کے ہین ابراہیم بن منذر امام احمد کے زمانہ کے علما مین تھے بخاری اور ترمذی مین ان سے روایتین ہیں ابوحاتم نے انکو معتبر علما مین شمار کیا ہے انکی تفسیر مین صحابہ تابعین اور تبع تابعین تک کے قول ہیں تبع تابعین کے بعد جو تفسیرین مع سند کے لکھی گئی ہیں ابراہیم منذر کی تفسیر بھی اوسی زمانہ کی آخر تفسیرون مین ہے

يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ ۖ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا

اُسدن پیچے دوڑینگے پکارنے والے کے ٹیڑھی نہیں جسکی بات اور دب گئین آوازین رحمن کے ڈرسے پھر تو نہ سنے مگر کس کس آواز

صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہ سے روایۃ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دوسرے صور کے وقت بد لوگون کو ایک آگ گھیر کر انکی قبرون سے میدان محشر تک لے جاوے گی یہ حدیث لا عوج لہ کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ آگ میدان محشر کے راستہ سے بچکر اور کوئی ٹیڑھا راستہ انہین چلنے نہ دیوے گی اسواسطے سورۃ المعارج مین فرمایا کہ دوسرے صور کی آواز سنکر جب یہ لوگ قبرون سے اوٹھین گے تو جس طرح اب تبون کے تھان کی طرف پوجا کے لئے سیدھے دوڑتے ہیں اسی طرح قیامت کے دن میدان محشر کی طرف حساب و کتاب کے لئے دوڑے ہوئے چلے آوین گے صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہ سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ میدان محشر مین گرمی اور پسینے سے جب لوگ بہت گھبرا دین گے تو آدم علیہ السلام سے عیسےٰ تک کے انبیا کے پاس اس التجا کے لئے جاوین گے کہ یہ انبیا اللہ تعالی کی بارگاہ مین حساب و کتاب کے شروع ہوجانے کی سفارش کردین یہ سب انبیا جواب دینگے کہ آج اللہ تعالی کے غصہ کی وہ حالت ہے کہ آج سے پہلے کبھی ہوئی اور نہ اسکے بعد کبھی ہوگی اس لئے ہم اس سفارش کے باب مین کچھ نہیں کرسکتے آخر خاتم الانبیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سفارش کو اپنے ذمہ لیوین گے اور آپکی سفارش سے حساب و کتاب شروع ہوجاوے گا آپ کی یہ سفارش تمام امتون کے حق مین ہوگی اسواسطے اس سفارش کو بڑی سفارش کہتے ہیں آیۃ مین یہ جو ذکر ہے کہ میدان محشر مین اللہ تعالی کے جلال کے سبب سے سب کی آوازین ایسی دب جاوین گی کہ سوائے قدمون کی کھس کھس کی آواز کے کسی کے بولنے کی آواز نہ آوے گی اس حدیث سے اس کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی کے جلال کے سبب سے سوائے

منزل ۴

خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور انبیا بھی اُس میدان مین اللہ تعالی سے روبرو اور کچھ نہیں بول سکینگے۔

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ

اُسدن کام نہ آویگی سفارش مگر جسکو حکم دیا رحمن نے اور پسند کی اُسکی بات وہ جانتا ہے جو آگے

وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ۝ وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ۖ وَقَدْ خَابَ مَن حَمَلَ

اور پیچھے اور یہ قابو مین نہیں لاتے اُسکو دریافت کرکر اور رگڑتے ہیں منہ آگے اُس جیتے ہمیشہ رہنے کے اور خراب ہوا جسنے

ظُلْمًا ۝ وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا ۝

ظلم کیا اور جو کوئی کرے کچھ بھلائیان اور وہ یقین رکھتا ہو سو اسکو ڈر نہین بے انصافی کا اور نہ دبایا جانیکا

حاصل مطلب یہ ہے کہ ان بت پرستون کو اپنے بتون پر یہ جو بھروسہ ہے کہ اگر قیامت قائم ہوئی تو جن نیک لوگون کی مورتون کو یہ لوگ پوجتے ہیں وہ نیک لوگ اللہ کی بارگاہ مین سفارش کرکے قیامت کے دن اپنی پوجا کرنے والون کو دوزخ کے عذاب سے چھوڑا لینگے یہ بھروسہ شیطان کا دھوکہ ہے جس دھوکے مین یہ لوگ پھنس رہے ہیں کیونکہ جب ان لوگون کو یہ سمجھا دیا گیا ہے کہ جو شخص شرک مین گرفتار رہ کر بغیر توبہ کے مرجاویگا تو ایسے شخص کے حق مین اللہ تعالی کا یہ قطعی وعدہ ہے کہ ایسا شخص ہمیشہ دوزخ کے عذاب مین گرفتار رہے گا کسی طرح اُسکی بخشش نہ ہوگی اس لئے کسی مشرک کے حق مین اللہ تعالی کسی کو سفارش کرنے کی اجازت نہ دیگا اور یہ بھی سمجھا دیا گیا ہے کہ اللہ تعالی کے اس وعدہ کے برخلاف نیک لوگونکا اپنے پوجا کرنے والون کی سفارش کا کرنا تو درکنار بلکہ ان مشرکون کے شرک کے سبب سے قیامت کے دن وہ نیک لوگ ان مشرکون کی صورت سے بیزار ہوجاوین گے کیونکہ نیک لوگون کے دل مین اللہ کی وحدانیت اور شرک سے بیزاری کی جو بات تھی وہی اللہ کو پسند آئی اسی سبب سے اللہ تعالی نے اونکو سفارش کا مرتبہ دیا پھر وہ مشرکون کی شفارش کرکے جس شرک سے بیزار تھے اُسکے حامی کیونکر بن سکتے ہیں اس لئے ان مشرکون کی یہ بڑی نادانی ہے کہ جس بات سے اللہ کے نیک بندے بیزار ہیں یہ مشرک لوگ اُسی بات کا ان نیک لوگون کو ذمہ دار قرار دیتے ہیں پھر فرمایا ہر ایک شخص کے دنیا کے عملون کا حال اور اُس کا عقبی کا انجام اللہ تعالی کو خوب معلوم ہے انسان اُس غیب دان کے علم کی حد کو نہین پونہچ سکتا اُس نے قیامت کے دن کا یہ غیب کا فیصلہ لوگون کو جتلا دیا ہے کہ اُس دن مشرک لوگ نقصان اوٹھاوینگے اور ایماندار نیک عمل لوگون کو اُس دن کچھ نقصان نہ پہونچے گا اور صاحب قدرت وہ ایسا ہے کہ اُسکی قدرت کے آگے سب عاجز اور اوسکی بارگاہ مین ناک رگڑتے اور گڑگڑاتے ہیں اسواسطے اُسکے حکم اور فیصلہ کو کوئی ٹال نہین سکتا ان مشرکون نے اُس کے فیصلہ کے برخلاف یہ بات جو تراش رکھی ہے کہ اول تو قیامت قائم نہ ہوگی اور اگر قائم ہوئی تو جن نیک لوگون کی مورتون کی یہ مشرک لوگ پوجا کرتے ہیں وہ اپنے پوجا کرنے والون کو اُس دن دوزخ کے عذاب سے بچا لیوین گے

منزل ۴

ان مشرکون کو اپنی اس تراشی ہوئی بات کا انجام وقت پر معلوم ہو جاویگا دنیا کے بادشاہون کے حکم میں یہ بات جو پائی جاتی ہے کہ ایک بادشاہ کوئی حکم جاری کر کے مرجاتا ہے اور پھر اُسکے مرجانے کے بعد اُس کا جانشین اُس حکم کو بدل ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ ہے۔ اور قائم رہنے والا ہے نہ اوسکا کوئی جانشین ہے نہ اوس کے کسی حکم کو کوئی بدل سکتا ہے صحیح مسلم مین جابر بن عبداللہ سے روایۃ ہے۔ جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے اعمال نامہ مین شرک نہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ کو ایسے شخص کے اور گناہون کے بخشدینے مین کچھہ دریغ نہ ہوگا اس حدیث کو آیتون کے ساتھہ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ سفارش کے قبول ہونے اور گناہون کے معاف ہو جانے کے لئے نامہ اعمال مین شرک نہ ہونا چاہیئے مشرکون نے سفارش کے باب میں جو بات تراش رکھی ہے۔ جس کا ذکر اوپر گزرا وہ بالکل غلط ہے۔

وَكَذٰلِكَ أَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ أَوْ يُحْدِثُ

اور اسی طرح اُتارا ہمنے قرآن عربی زبان کا اور پھیر پھیر سنایا اُس مین ڈر کا شاید وہ بچ چلین یا ڈالے اُنکے

لَهُمْ ذِكْرًا ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُّقْضٰى إِلَيْكَ

دل مین سوچ سو بلند درجہ اللہ کا اُس سچے بادشاہ کا اور تو جلدی نکر قرآن لینے مین جب تک نہ پورا ہو چکے

وَحْيُهٗ ۚ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ إِلٰى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۝

اُسکا اُترنا اور کہہ اے رب زیادہ کر میری پونجی اور ہمنے تقید کر دیا آدم کو اس سے پہلے پھر بھولگیا اور نہ پائی ہمنے اُسمین کچھہ پختگی

منزل ۴ ع ۱۵

اوپر ذکر تھا کہ جس طرح اس سورت مین پہلے لوگون کے چند قصے بیان کئے گئے ہیں اس طرح قرآن مین جگہ جگہ پچھلے انبیا اور پچھلی امتون کا ذکر آیا ہے تاکہ لوگ ان پڑھہ رسول سے یہ غیب کی باتین سنکر قرآن کو اللہ کا کلام اور جن پر یہ قرآن اترا ہے اون کو اللہ کا رسول جان لیوین ان آیتون مین فرمایا جس طرح قرآن مین جگہ جگہ پچھلے انبیا اور پچھلی امتون کا ذکر ہے اسی طرح عذاب آخرت سے ڈرانے کی آیتین بھی اہل مکہ کی بول چال کی عربی زبان کے موافق قرآن مین جگہ جگہ ہین تاکہ یہ لوگ عذاب آخرت کی آیتون کو سنکر شرک سے باز آوین اور عذاب آخرت سے بچین اور پچھلی امتون کے ہلاکت کے قصے سنکر اور شام کے ملک کے سفر مین قوم ثمود اور لوط کے اجڑے ہوئے مکانات کو دیکھکر دنیا کے عذاب سے بھی ڈرتے رہین اور یہ یاد رکھین کہ جو شرک کی باتین یہ لوگ کر رہے ہیں کہ بتون کو اللہ کا شریک ٹھراتے ہیں فرشتون کو اللہ کی بیٹیان کہتے ہیں اللہ کی شان ان باتون سے بہت بلند ہے۔ اور اُسکی بادشاہت ایسی سچی ہے کہ اُسمین کوئی اُس کا شریک نہیں ہے یہ اُسکی بردباری ہے کہ وہ اپنی شان اور اپنی بادشاہت کے برخلاف باتین ان لوگون کی سنتا ہے اور اون پر کسی طرح کا عذاب نہین بھیجتا۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے بڑھکر کون بردبار ہو سکتا ہے

کہ وہ لوگون سے اپنی شان کے برخلاف باتین سنتا ہے اور پھر ایسے لوگون کے آرام کا انتظام قائم رکھتا ہے سورۃ الزمر اور سورۃ المومن مین آویگا کہ پہلا صور پھونکا جاکر جب تمام دنیا ویران ہو جاویگی تو اس ویرانی کے زمانہ مین اللہ تعالے یہ فرماویگا کہ آج وہ بادشاہت کا دعوی کرنے والے کہان گئے اسوقت کوئی جواب دینے والا موجود نہ ہوگا اس لئے پھر خود فرماویگا کہ ساری بادشاہت اللہ ہی کی ہے ان آیتون مین اللہ تعالی کی بردباری اور سچی بادشاہت کا جو ذکر ہے اس کا مطلب ابو موسیٰ اشعری کی روایت سے اور سورۃ الزمر اور سورہ المومن کی آیتون سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے قرآن شریف میں لفظ وہی ہیں جو اہل مکہ رات دن بولتے تھے اسی واسطے قرآن کو اہل مکہ کی بول چال کے موافق کہا جاتا ہے لیکن اہل مکہ ان لفظون کو اپنی نظم اور نثر میں جن ڈھنگون سے برتا دین لاتے تھے قرآن شریف کا ڈھنگ اون سب سے نرالا ہے اس سبب سے اہل مکہ کے منکرین قرآن جب قرآن کی آیتون کو سنکر بے قابو ہو جاتے تھے تو اس کو جادو بتلاتے تھے جس سے انکا مطلب یہ تھا کہ اس قرآن مین اگرچہ لفظ وہی ہیں جو رات دن ہم بولتے ہیں لیکن جادو کے خلاف عادت باتون سے جس طرح آدمی کا دل بے قابو ہو جاتا ہے یہی حال اس قرآن کا ہے کہ لوگ اس کو سنکر یہان تک بے قابو ہو جاتے ہیں کہ اپنے باپ دادا کے طریقہ کو چھوڑ کر قرآن کی پیروی اختیار کر لیتے ہیں مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عباس کی صحیح روایت سے ولید بن مغیرہ کا جو قصہ ہے اس مین ولید بن مغیرہ نے قرآن کی آیتین سنکر قریش سے یہی بات کہی تھی کہ تم سب مین کوئی شخص مجھ سے زیادہ عربی زبان کی نظم و نثر سے واقف نہیں ہے اور مجھکو جنات کے بھی بہت سے شعر یاد ہیں لیکن اس قرآن مین تو ایسا ایک جادو کا اثر ہے جو ہم لوگون کی نظم و نثر سے بالکل نرالا ہے اسی واسطے قرآن کی آیتین سنکر میرا دل بے قابو ہو گیا جبیر بن مطعم کی روایت صحیحین وغیرہ مین ہے جسمین وہ کہتے ہیں کہ اسلام لانے سے پہلے سورہ والطور کو سنکر میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا تھا اس سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے کہ اگرچہ قرآن شریف کی آیتون کے لفظ وہی ہیں جو اہل مکہ رات دن بولتے تھے لیکن اون ہی لفظون سے مطلب کو اس طرز سے ادا کیا گیا ہے جس سے اہل مکہ لاجواب اور انکے دل بے قابو ہوتے تھے ابتدائے وحی کے زمانہ مین جب جبرئیل علیہ السلام وحی لاتے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل علیہ السلام کی قرات کے ساتھ ساتھ وحی کی آیتون کو خود بھی پڑھنا شروع کر دیتے تھے تاکہ کوئی آیۃ بھول نہ جاوین اللہ تعالے نے آدم علیہ السلام کا بھولے سے گیہون کھانے کا قصہ یاد دلاکر یہ جتلایا کہ بنی آدم مین بھول کی عادت اگرچہ موروثی ہے لیکن اے رسول اللہ کے اگر تم اپنے علم کی ترقی کی دعا اللہ سے مانگتے رہوگے تو اللہ تعالی جل شانہ کے حکم سے قرآن کی پچھلی آیتین بھی تمکو یاد رہیں گی اور قرآن کی نئی نئی آیتون سے روز بروز تمہارا علم بڑھتا رہے گا آدم علیہ السلام نے اللہ تعالی کے حکم کے برخلاف گیہون کا دانہ جو کھا کر اس قصہ کے ذکر کرنے سے اللہ تعالی نے اپنے رسول کی یہ تسلی بھی فرمائی ہے کہ قریش میدھی سیدھی باتین جو قرآن کی نہیں مانتے اور شیطان کے بہکانے مین آنکر اللہ کے حکم کے برخلاف کام کرتے ہین یہ آدم علیہ السلام کے زمانہ سے انسان

منزل ۴

اکی ایک قدیمی عادت ہے اس لئے اس کا کچھ رنج نہیں کرنا چاہیئے صحیح بخاری مین ابو ہریرہ سے روایتہ ہے جس مین اللہ کے
رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا اگر حوا نہ ہوتین تو کوئی عورت اپنے شوہر کے برخلاف شیطان کے کہنے مین نہ آتی
اس حدیث سے اون علما کے قول کی بڑی تائید ہوتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ شیطان کے بہکانے سے پہلے حوا نے گیہون کے
دانے کہائے اور پھر آدم علیہ السلام کو بھی اون دانون کے کہالینے کی رغبت دلائی اس قول کے موافق ولم نجد لہ عزما کا
مطلب یہ ہے کہ اگر آدم علیہ السلام کے مزاج مین شیطان کی مخالفت کی پوری ہمت ہوتی تو وہ کبھی حوا کا کہنا نہ مانتے مین
جلدی نہ کرتے موضح القرآن مین یہی قول لیا گیا ہے لیکن بعضے سلف نے ولم نجد لہ عزما کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ آدم
علیہ السلام نے گیہون کھانے کا کام کچھ دل کے عزم سے نہین کیا بلکہ بھول کر کیا ان آیتون مین بھول کا لفظ موجود ہونے سے
اسکے موافق ہے دل کے مضبوط ارادہ کو عزم کہتے ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ ان آیتون مین بھول کا لفظ موجود ہونے سے
علما نے اسی قول کو ترجیح دی ہے کہ انبیا سے کبیرہ گناہ تو ہوتا ہی نہیں اور صغیرہ گناہ بھی جان بوجھ کر نہیں بلکہ بھولسے ہوتا ہے

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى ۝ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ

اور جب کہا ہم نے فرشتون کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ مین گر پڑے مگر نہ مانا ابلیس نے پھر کہہ دیا ہم نے اے آدم یہ دشمن تیرا ہے اور تیری جورو کا

فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ۝ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ۝ وَاَنَّكَ

سو نکلوا دے تمکو بہشت سے پھر تو تکلیف مین پڑے گا تجکو یہ ملا ہے کہ نہ بھوکا ہو تو اس مین نہ ننگا اور یہ کہ نہ پیاس

منزل ۴

لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ۝ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ

کھینچے تو اس مین نہ دھوپ پھر جی مین ڈالا اسکے شیطان نے کہا اے آدم مین بتاؤن تجکو درخت سدا

الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ۝ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا

جینے کا اور بادشاہی جو پرانی نہ ہو پھر دونون کہا گئے اس مین سے پھر کھل گئین انپر انکی بری چیزین اور لگے گانٹھنے انپر

مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ۝ قَالَ اهْبِطَا

اوپر پتے بہشت کے اور حکم ٹالا آدم نے اپنے رب کا پھر راہ سے بہکا پھر نوازا اسکو اسکے رب نے پھر متوجہ ہوا اور راہ پر لایا فرمایا

مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ۝

یہان سے دونو لکٹھ رہو ایک دوسرے کے دشمن پھر کبھی پہنچی تم کو میری طرف سے راہ کی خبر پھر جو چلا میری بتائی راہ پر نہ وہ

یہ قصہ سورۃ بقر اور سورہ اعراف مین گزر چکا ہے حاصل اس قصہ کا یہ ہے کہ فرشتون پر انسان کی برتری ظاہر ہو جانے
کے لئے کعبہ کی طرح آدم علیہ السلام کو قبلہ ٹھہرا کر جب اللہ تعالی نے فرشتون کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو سوائے شیطان کے
اور سب فرشتون نے اس حکم کی تعمیل کی اور فقط شیطان نے اس حکم کی تعمیل مین سرکشی کی راہ سے یہ عذر پیش کیا
یا اللہ تو نے مجھکو آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے اور آگ مٹی سے بہتر ہے اس لئے آدم کو قبلہ ٹھہرا کر مین سجدہ

کیونکر کرسکتا ہون شیطان یہ نہ سمجھا کہ نور نار سے بہتر ہے پھر نوری فرشتون نے اللہ تعالی کے حکم کی تعمیل جب فوراً بلا عذر کرلی تو اس ناری جسم کو کسی عذر کے پیش کرنے کا کیا موقع باقی رہا غرض اس سرکشی کی سزا مین اللہ تعالی نے شیطان کو مردود ٹھہراکر آسمان پر سے زمین پر اوتار دیا اور آدم علیہ السلام کو یہ جتلادیا کہ تمہارے سبب سے شیطان کو یہ ذلت ہوئی ہے اسی واسطے شیطان تمہارا اور تمہاری بی بی حوا کا دشمن ہوگیا ہے وہ تم کو جنت سے زمین پر اوتار دینے کی تدبیر کریگا تم اس کا کہنا ہرگز نہ ماننا کیونکہ اگر تم نے شیطان کا کہنا مان کر جس درخت کے پھل سے تم کو روکا گیا ہے وہ پھل کھالیا تو پھر تمکو زمین پر اتار دیا جاوے گا جہان تمہین طرح طرح کی تکلیفین اوٹھانی پڑین گی محنت سے کھیتی نہ کروگے تو بھوکے اور کپڑون کی تدبیر نہ کروگے تو ننگے رہوگے ہاتھ سے پانی نہ بہروگے تو پیاس اور دھوپ مین کھیتی کروگے تو گرمی کی تکلیف اوٹھاؤگے یہ جنت کی سی راحت جاتی رہے گی کہ میوون کی کثرت کے سبب سے کبھی بھوکے نہین رہتے لباس وہ ہے کہ جو نہ کبھی پھٹ کر اوترے گا نہ ننگے ہوگے حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق آدم علیہ السلام اور حوا کا جنت مین لباس ایسا تھا جیسے ہاتھ پیرون کی انگلیون کے ناخن ہین پھر فرمایا جنت مین پانی کی نہرین جاری ہین اور یہان سوچ نہین ہے اسواسطے یہان پیاس اور گرمی کی تکلیف نہین اوٹھانی پڑتی اللہ سچا ہے اور اس کا علم غیب سچا ہے اسنے اپنے علم غیب کے موافق یہ بات جو آدمؑ کو جتلائی تھی کہ شیطان آدم علیہ السلام کے اور اون کی بی بی حوا کے جنت سے نکلوادینے کی تدبیر مین لگا ہوا ہے آخر اس کا ظہور یہ ہوا کہ شیطان نے آدم علیہ السلام کے دل مین یہ وسوسہ ڈالا کہ اس درخت کے پھل سے آدم علیہ السلام کو ہمیشہ منع کیا گیا ہے اگر آدم علیہ السلام اس پھل کو کھالینگے تو ہمیشہ جنت مین رہینگے آدم علیہ السلام اور حوا شیطان کے اس فریب مین آگئے اور دونون نے گیہون کا دانہ کھالیا گیہون کے دانے کھاتے ہی جنت کا لباس اوتر گیا اور دونون ننگے ہوکر انجیر کے پتون سے اپنے ستر کو ڈھانکنے لگے گیہون کے کھانے سے اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو منع جو کیا تھا اوس امتناعی حکم کا خیال آدم علیہ السلام نے نہین رکھا اسلئے فرمایا کہ شیطان کے بھکانے سے آدم علیہ السلام بھک گئے اور اونھون نے اللہ کے حکم کو ٹال دیا لیکن اللہ نے آدم علیہ السلام کے حال پر یہ مہربانی کی کہ اونہین توبہ کی توفیق دیکر زمین پر اوتار دینے کے بعد اونکی توبہ قبول کی حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق گناہ کے دوسو برس کے بعد آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اب لگے آدم علیہ السلام اور شیطان کو زمین پر اوتارنے کا حکم دیکر فرمایا کہ تم ایک دوسرے کے دشمن ہوگئے مطلب یہ ہے کہ شیطان اولاد آدم کے بھکانے کی شامت سے کبھی باز نہ آویگا لیکن آسمانی کتابین اور رسول بھیجکر قیامت تک اللہ تعالی آدم کی اولاد کو شیطان کے پھندے سے بچنے کی ہدایت فرماتا رہے گا اس لئے جو لوگ اس ہدایت کے پابند بنکر شیطان کو اپنا دشمن اور رسولون کو اپنا پیشوا قرار دینگے وہ دنیا مین شیطان کے پھندے سے اور عقبی مین اسکے خمیازہ سے بچے رہینگے ترمذی نسائی وغیرہ کے حوالہ سے حارث اشعری کی صحیح روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا

منزل ۳

اللہ کی یاد سے بڑھکر شیطان کے پھندے سے بچانے والی کوئی چیز دنیا مین نہین ہے - اسی طرح مسند امام احمد اور مستدرک حاکم کے حوالہ سے ابو سعید خدری کی صحیح روایۃ بھی کئی جگہ گزر چکی ہے - جس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جب شیطان ملعون ٹھہرایا جاکر آسمان پر سے نکالا جانے لگا تو اُس نے اللہ تعالی کے روبرو اولاد آدم کے بھکانے کی قسم کھائی اسپر اللہ تعالی نے اپنے جاہ و جلال کی قسم کھاکر فرمایا کہ اولاد آدم مین سے جو شخص گناہ کرکے توبہ استغفار کرتا رہے گا تو اللہ تعالے بھی اُسکے ہر طرح کے گناہ معاف کرتا رہے گا ان حدیثون کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ شیطان اولاد آدم کے بھکانے کی دشمنی سے کبھی باز نہ آویگا لیکن جو لوگ عبادت الٰہی اور گناہ کے بعد خالص دلسے توبہ استغفار مین مصروف رہیں گے اون کے حق مین شیطان کی دشمنی بالکل رائیگان جاویگی

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي

اور جسنے منہہ پھیرا میری یاد سے تو اُسکو ملتی ہے گزران تنگی کی اور لاوینگے ہم اُسکو قیامت کے دن اندھا وہ کہے گا اے

أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا ۝ قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ ۝

اندھا اور مین تو تھا دیکھتا فرمایا یونہیں پہنچی تھین تجکو ہماری آیتین پھر تونے اُنکو بھلا دیا اور اسی طرح آج تجکو

اوپر کی آیتون مین اللہ تعالی نے قرآن کے نازل فرمانے کا اور قرآن مین ہر طرح کی بیصحت کا تذکرہ ہونے کا ذکر فرمایا اس ذکر کی ذیل مین ایک ذکر یہ آگیا تھا کہ جب حضرت جبرئیل قرآن کی کوئی آیۃ لیکر آتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس خوف سے کہ آیۃ کا کوئی لفظ بھول نہ جاوین ساری آیۃ کو حضرت جبرئیل کے پورا کرنے سے پہلے ایک ایک دو دو لفظ جو حضرت جبرئیل کے مونھہ سے نکلتے جاتے اُنکو یاد کرنے لگ جاتے اسواسطے اللہ تعالی نے بیچ مین اپنے رسول کو یہان اور سورۃ القیامہ مین یہ ہدایت فرمائی کہ حضرت جبرئیل جو اللہ کا حکم لاتے ہین جب وہ اُسکو پورا سنا دیا کرین اسوقت تم آیۃ کو یاد کرنا شروع کیا کرو پھر شیطان کا حضرت آدم کو بھکانے اور حضرت آدم کے اُس حکم الٰہی کے بھول جانے کا ذکر فرمایا جو اللہ تعالے نے گیہون کھانے کی ممانعت کا دیا تھا یہ ذکر اس لئے فرمایا کہ آنحضرت جو بھول چوک کے خوف سے آیۃ کے لفظون کو جلدی کرکے یاد کرتے تھے وہ بھی کچھ بیجا بات نہ تھی کیونکہ حضرت آدم کے زمانہ سے شیطان کے بھکانے سے انسان کا کسی بات کو بھول جانا ہر ایک انسان کی ایک عادتی بات ہے لیکن اللہ تعالی نے سنفرک فلا تنسی نازل فرماکر وحی مین بھول چوک کا دخل نہ ہونے کا وعدہ فرمالیا ہے اس لئے وحی مین اس عادت انسانی کا دخل باقی نہیں رہا سلف سے لیکر خلف تک تمام علما امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیا کو حکم الٰہی کے پہنچانے مین غیب سے اس طرح کی حفاظت ہے کہ کبھی ان سے اس مین غلطی نہین ہوتی آنحضرت چھ مہینے تک جادو کے اثر مین جن دنون مبتلا رہے اون دنون مین بھی دنیاوی بعضی باتون مین آپکو ایک طرح کی بھول رہی مگر دینی ابواب مین اس حفاظت غیبی کے سبب سے کبھی آپنے کوئی بات بھول چوک کی نہین کی حاصل کلام یہ ہے کہ اوپر کی آیتون کی مناسبت کے سبب سے ان آیتون مین اللہ تعالے

نے اولاد آدم مین سے اون لوگون کا ذکر فرمایا ہے جو شیطان کے بھکانے سے قرآن شریف کی نصیحتون کو بالکل سنتے ہی نہین یا وہ لوگ جو قرآن کو یاد کرکے پھر غفلت سے بھلا دیتے ہین جو لوگ قرآن شریف کی نصیحتون پر بالکل ایمان نہین لاتے اونپر جو کچھ قبر مین اور قیامت قائم ہونے کے بعد دوزخ مین عذاب ہوگا اس کا ذکر تو جگہ جگہ قرآن شریف کی عذاب کی آیتون مین آچکا ہے قرآن شریف کا پڑھ کر بھول جانا اکثر صحابہ کے نزدیک کبیرہ گناہ ہے ابوداؤد اور ترمذی مین حضرت انسؓ کی وہ حدیث جو ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میری امت کے گناہ جب اللہ تعالی کی طرف میرے روبرو لائے گئے تو قرآن شریف کے پڑھکر بھول جانے سے بڑا کوئی گناہ مین نے نہیں پایا اس حدیث کی سند ضعیف ہے اسی طرح ابوداؤد کی حضرت سعیدؓ بن عبادہ کی وہ حدیث جو ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن شریف پڑھ کر جو بھلا دیگا وہ قیامت کے دن کوڑہی ہوکر اٹھے گا اس کی سند بھی ضعیف ہے لیکن مسند امام احمد مین یہ حدیث دوسری سند سے حضرت عبادہ بن صامتؓ سے ایک سند سے دوسری سند کو ملا دینے سے قرآن شریف کے بھولنے والے کا کوڑہی ہوکر قیامت کے دن اٹھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے ثابت ہے اللہ تعالی ہر مسلمان کو قیامت کی اس رسوائی سے بچاوے اور سب مسلمانون کو یہ توفیق دیوے کہ قرآن شریف پڑھ کر کوئی نہ بھولے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ جس شخص نے آسمانی کتاب اور اللہ کے رسول کو نہ مانا وہ مرتے ہی عذاب قبر مین گرفتار ہوگا معیشۃ ضنکا کی تفسیر مین اگرچہ سلف کے کئی قول ہین لیکن حافظ ابوجعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین عذاب قبر کی تفسیر کو ترجیح دی ہے معتبر سند سے مسند بزار مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے منزل ۴
جس مین خود صاحب وحی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے معیشۃ ضنکا کی تفسیر عذاب قبر کی فرمائی ہے آگے فرمایا کہ ایسا شخص قیامت کے دن اندھا اوٹھے گا اور جب وہ عرض کریگا کہ یا اللہ مین تو دنیا مین آنکھون والا تھا تو جواب ملے گا کہ تو نے ظاہری آنکھو نسے اللہ کی قدرت کی نشانیون کو نہین دیکھا اور دل کی آنکھون سے آسمانی کتاب کی نصیحت کو نہین سمجھا اس لئے آج تو بھولے بسرے شخص کی طرح اللہ کی رحمت سے دور پڑ کر ظاہری اور دلی آنکھو نسے اندھا اوٹھا دل آنکھون سے اندھا اوٹھنے کا یہ مطلب ہے کہ اپنے بچاؤ کی کوئی بات ایسا شخص دل مین نہ سوچ سکے گا بلکہ جو بات سوچے گا وہ بچاؤ سے کوسون دور ہوگی چنانچہ صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے کہ قیامت کے دن بعضے گنہگار گناہون کے انکار کو اپنے بچاؤ کا سبب خیال کرین گے لیکن اللہ تعالی انکے ہاتھ پیرون سے گناہون کی گواہی دلوا کر انکو دوزخ کے قابل ٹہراویگا مسند امام احمد اور ابوداؤد مین براءؓ بن عازب کی صحیح روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب قبر سے پناہ مانگنے کی ہدایت فرماکر فرمایا نافرمان لوگ جب قبر مین منکر نکیر کے سوالون کا پورا جواب نہ دیوین گے تو انکی قبرون مین آگ کا فرش بچھا کر آگ کا لباس انکو پہنا دیا جاویگا اور دوزخ کی گرم ہوا بھی انکی قبرون مین آتی رہے گی اور انکی قبرون کو یہانتک تنگ کیا جاویگا کہ انکی پسلیان ٹوٹ جاوین گی اور ایک بہرہ گونگا فرشتہ لوہے کا ایسا بھاری ہتھوڑا لیکر آوے گا کہ اگر وہ ہتھوڑا پہاڑ پر بھی مارا جاوے تو وہ پہاڑ مٹی ہوجاوے یہ فرشتہ اس ہتھوڑے

سے ہر وقت ان لوگون کو مار مار کر ان کے جسمون کو خاک کر دیگا اور پھر اُس خاک سے جسم بنایا جاکر اُس مین روح پھونکدی جاوے گی ایسے لوگو نپر بھی عذاب قیامت تک رہے گا کیونکہ عذاب قبر کی میعاد قیامت تک کی ہے اِسی واسطے آگے فرمایا قیامت کے دن کا عذاب قبر کے عذاب سے زیادہ سخت ہوگا براء بن العازب کی اِس حدیث کو اوپر کی ابوہریرہ کی حدیث کی تفسیر کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ ابوہریرہؓ کی حدیث مین معیشۃ ضنکا کی تفسیر عذاب قبر کو قرار دیا گیا ہے اور اس براءؓ بن العازب کی حدیث مین عذاب قبر کی تفصیل ہے براء بن العازب کی روایت مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو عذاب قبر سے پناہ مانگنے کی جو ہدایت فرمائی اِس سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے کہ گنہگار کلمہ گو لوگون پر بھی عذاب قبر ہوگا بعضے مفسرن نے معیشۃ ضنکا کی تفسیر قیامت کے دن کے عذاب کو جو ٹھہرایا ہے وہ تفسیر قوی نہیں معلوم ہوتی کیونکہ آگے آیۃ مین قیامت کے دن کے عذاب کا جدا ذکر ہے اور یہی ہے کہ جس عذاب کا ذکر معیشۃ ضنکا کے لفظون سے کیا گیا ہے قیامت کے دن کا عذاب اُس سے زیادہ سخت اور زیادہ دیر تک رہنے والا ہے علاوہ اِس کے مسند بزار کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی معتبر روایۃ جو اوپر گزری معیشۃ ضنکا کی یہ دوسری تفسیر اُس روایۃ کے بھی برخلاف ہے۔

وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ۝

اور اسی طرح بدلا دین گے ہم اُسکو جس نے ہاتھ چھوڑا اور یقین نہ لایا اپنے رب کی باتین اور پچھلے گھر کا عذاب سخت اور بہت دیر رہنا

منزل ۴ اوپر ان لوگون کا ذکر تھا جو قرآن کے اللہ کا کلام ہونے کے منکر ہین جیسے اہل کتاب اور مشرکین مکہ اب اِس آیۃ مین منکرین قرآن کا یہ ذکر ہے کہ جس طرح منکرین قرآن پر عذاب قبر ہوگا جنکا ذکر اوپر گزرا اسی طرح ان لوگون پر بھی ہوگا جو شرک مین بھی گرفتار ہین اور قرآن کے بھی منکر ہین مسند امام احمد کے حوالہ سے حضرت عائشہ رضؓ کی معتبر حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ منکر نکیر کے سوال کے بعد اچھے لوگون کو اونکا جنت کا ٹھکانہ اور بُرے لوگون کو اُنکا دوزخ کا ٹھکانا فرشتے دکھا کر یہ کہہ دیتے ہین کہ ان ٹھکانون مین رہنے کے لئے قیامت کے دن تم کو دوبارہ زندہ کیا جاویگا ابوداؤد اور مسند امام احمد کے حوالہ سے براءؓ بن العازب کی صحیح حدیث جو اوپر کی آیتون کی تفسیر مین گزری اوس مین یہ بھی ہے کہ بُرے لوگ قیامت کے قائم نہ ہونے کی ہمیشہ قبر مین دعا مانگتے رہتے ہین یہ حدیثین والعذاب الاخرۃ اشد وابقی کی گویا تفسیر ہین جس کا حاصل یہ ہے کہ بُرے لوگ اپنے دوزخ کے ٹھکانے مین عذاب قبر سے زیادہ عذاب سرتے ہی دیکھ لیتے ہین اِس لئے اُس کے آگے عذاب قبر کو غنیمت جانکر یہ دعا مانگتے رہتے ہین کہ قیامت قائم نہ ہو اور اون کو دوزخ کے ٹھکانے مین نہ رہنا پڑے تو اچھا ہے۔

اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

سو کیا اُنکو سوجھ نہ آئی اِس سے کہ کتنی کھپا دین ہمنے پہلے اُنسے سنگتین یہ پھرتے ہین اُنکے گھرون مین اِس مین خوب

لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰی ۝ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّی ۝

پتے ہین عقل والون کو اور کبھی نہ ہوتی ایک بات نکل گئی تیرے رب سے تو مقرر ہوتا عذاب کا آجانا اور جو نہ ہوتا وعدہ ٹھیرایا

اوپر عذاب قبر اور عذاب آخرت کا ذکر تھا ان آیتون مین فرمایا اُس عذاب کی قدر تو مرنے کے بعد کھل جاویگی لیکن دنیا مین سوداگری کی غرض سے یہ لوگ اکثر ملک شام کا سفر کیا کرتے ہیں اور اس سفر مین قوم ثمود اور قوم لوط کی اجڑی ہوئی بستیان اونہین نظر آیا کرتی ہیں اون بستیون کو دیکھکر اون مین کے سمجھ دار لوگون کو کیا یہ عبرت نہیں ہوتی کہ جو کوئی اون اُجڑی ہوئی قومون کے قدم بقدم چلے گا اوس کا بھی مرنے سے پہلے وہی انجام اللہ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے جو انجام اون اجڑی ہوئی قومون کا ہوا پھر فرمایا آن لوگون کی سرکشی تو یہان تک بڑھ گئی ہے کہ ابتک سوائے مکہ کے قحط کے اور کسی عذاب کی ایسی بلا اون کو آنکر چمٹ جاتی جس سے اونہین پیچھا چھوڑانا مشکل ہوجاتا لیکن اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے دنیا کا ایک انتظام قرار پاکر ہر کام کا وقت مقرر ہوچکا ہے اوسوقت مقررہ تک اگر یہ لوگ اپنی سرکشی سے باز نہ آئے تو علاوہ عذاب قبر اور عذاب قیامت کے دنیا مین بھی اون پر کوئی ایسی سخت آفت آجاویگی جس سے اون کی ساری سرکشی خاک مین ملجاوے گی اللہ سچا ہے اللہ کا کلام سچا ہے اس کی سورت کے نازل ہونے کے کچھ عرصہ کے بعد بدر کی لڑائی کے وقت اہل مکہ مین کے بڑے بڑے سرکشون پر آفت کے آجانے کا وقت مقررہ ان پہونچا کہ دنیا مین یہ لوگ بڑی ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب قبر مین گرفتار ہوگئے جس عذاب کے جتلانے کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگون کی لاشون پر کھڑے ہوکر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگون نے اللہ کے وعدہ کو سچا پالیا چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایۃ سے یہ قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر جو کچھ دنیا مین ہونے والا تھا وہ سب لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے اس حدیث سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے کہ دنیا مین جو کچھ ہوتا ہے وہ لوح محفوظ کے لکھے کے موافق وقت مقررہ پر ہوتا ہے وقت مقررہ سے پہلے سرکشی کے طور پر اہل مکہ عذاب کی جلدی کرتے رہے مگر عذاب آیا وقت مقررہ کے آتے ہی ایسی سخت آفت آئی کہ اون مین کے بڑے بڑے سرکشون کی ساری سرکشی خاک مین مل گئی مکہ کے قحط کا قصہ صحیح بخاری کی عبداللہ بن مسعود کی روایۃ کے حوالہ سے کئی جگہ گزر چکا ہے کہ قریش نے جب بہت سرکشی اختیار کی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے مکہ مین سخت قحط پڑا یہ اوپر گزر چکا ہے کہ قرآن شریف مین لفظ وہی ہیں جو اہل مکہ رات دن بولتے تھے مگر اون ہی لفظون کا برتاؤ قرآن شریف مین اس طرز سے بیان سے کیا گیا ہے جس طرز بیان کو سنکر اہل مکہ مین کے منکر قرآن کا مقابلہ نہین

منزل ۴

کرسکتے تھے جیسے مثلاً ان آیتون مین آخری آیۃ کا مطلب یہ تھا ولولا کلمۃ سبقت من ربک واجل مسمی لکان لزاما قرآن شریف کی طرز ادا کے مطلب مین واجل مسمی کو لکان لزاما کے بعد ذکر کیا جاکر دوسری آیۃ کے فاصبر علی ما یقولون سے اُسکو ملا دیا جس سے یہ مطلب نکلا کہ اہل مکہ کے دنیاوی عذاب کا وقت مقررہ گویا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صبر کی مدت سے ملا ہوا ہے کچھ بہت دور نہیں ہے اور پھر لفظون کے آگے پیچھے کردینے سے علم غیب کا جو مطلب آیۃ مین جتلایا گیا تھا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ دنوں صبر کرنے کے بعد بدر کی لڑائی کے وقت اُس کا ظہور بھی ویسا ہی ہوا حاصل کلام یہ ہے کہ قرآن شریف کی ایسی ہی باتون نے مخالفون کو قرآن شریف کے مقابلہ سے عاجز کردیا تھا اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم کے آگے نہ انسان کے علم کی کچھ حقیقت ہے نہ جنات کے علم کی اب اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے موافق جس طرز بیان سے قرآن شریف کے لفظون کا برتاؤ کیا ہے اور غیب کی خبرین اوس برتاؤ سے بیان کی گئی ہین کسی کی کیا طاقت ہے کہ اُس کا مقابلہ کرسکے اسی واسطے سورہ بنی اسرائیل مین فرمایا کہ انسان اور جنات دونو جمع ہوکر بھی اِس قرآن کے مقابلہ کا ارادہ کرین تو عاجز اجاوین موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے قصہ مین صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت عبداللہ ابن عباس کی روایۃ گزر چکی ہے جس مین خضر علیہ السلام نے اللہ کے علم کو دریا اور مخلوق کے علم کو اُس دریا مین کے ایک قطرہ کی مثال سے سمجھایا ہے اِس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ قرآن اللہ تعالےٰ نے اپنے علم کے موافق نازل فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ مین مخلوق کا علم ایسا ہے جس طرح دریا کے مقابلہ مین پانی کا ایک قطرہ پھر ایک قطرہ کی کیا ہستی ہے جو دریا کا مقابلہ کرے اِس لئے مخلوقات مین سے کسی کو یہ طاقت نہین کہ وہ قرآن کا مقابلہ کرسکے۔

نزل ۲

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ

سو تو سہتا رہ جو کہیں اور پڑھتا رہ خوبیان اپنے رب کی سورج نکلنے سے پہلے اور سورج کے غروب سے پہلے

وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۝

اور کچھ گھڑیون مین رات کی پڑھا کر اور دن کی حدود پر شاید تو راضی ہوگا

بعضے مفسرین نے آیۃ کے اِس ٹکڑے کو درگزر کی آیتون مین گن کر آیۃ جہاد سے اُسکو منسوخ لکھا ہے لیکن اوپر بیان ہوچکا ہے کہ درگزر کی کوئی آیۃ جہاد کے حکم سے منسوخ نہین ہے مکہ کے مشرک لوگ کبھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوانہ کہتے تھے کبھی شاعر کبھی جادوگر اُس پر فرمایا اے رسول اللہ کے یہ توہین جتلادیا گیا ہے کہ اللہ کے انتظام مین ہر کام کا وقت مقرر ہے اُسکے آنے تک کچھ دنوں صبر کرنا اور رات دن مین جو نمازین اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کردی ہین دل لگا کر انمین مصروف رہنا چاہیے تمہارے صبر اور تمہاری عبادت کا بدلہ دنیا اور آخرت مین وقت مقررہ پر اتنا ملے گا کہ تم خوش ہوجاؤ گے اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے جن تبو کی حمایت مین مکہ کے مشرک لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذلت کے درپے تھے اور آپکو دیوانہ کہتے

کہتے تھے کچھ دنوں کے صبر کے بعد دنیا میں تو آیۃ کے وعدہ کا یہ ظہور ہوا کہ فتح مکہ کے وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ہاتھ سے
اون بتوں کو خوب ذلیل کرایا چنانچہ صحیح بخاری کے حوالہ سے عبداللہؓ بن مسعود اور صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایتیں
کئی جگہ گزر چکی ہیں کہ فتح مکہ کے وقت اللہ کے رسول نے اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر ان بتوں کو زمین میں ڈالدیا اور کسی
مشرک نے دم نہیں مارا اور آخرت میں آیۃ کے وعدہ کا یہ ظہور ہوگا کہ امت میں کے جن گنہ گاروں کے دل میں ذرہ برابر
بھی ایمان ہوگا آپکی سفارش سے وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں ابو سعیدؓ خدری کی روایت
سے شفاعت کی ایک بڑی حدیث ہے جس میں اس کا ذکر تفصیل سے ہے اس سفارش کے قبول ہو جانے سے آپ کا
دل بہت خوش ہوگا چنانچہ صحیح مسلم میں عبداللہؓ بن عمر سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
قیامت کے دن کا اپنی امت کا انجام یاد کر کے رونے لگے اسی وقت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
اے رسول اللہ کے رونے کی کوئی بات نہیں ہے قیامت کے دن تمہاری امت کے ساتھ وہ برتاؤ کیا جاویگا کہ تم خوش
ہو جاؤ گے ابو سعید خدری کی حدیث عبداللہ بن عمر کی حدیث کی گویا تفسیر ہے کیونکہ عبداللہ بن عمر کی حدیث میں اللہ کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قیامت کے دن کی خوشی کا ذکر مبہم طور پر تھا ابو سعید خدری کی حدیث سے معلوم ہو گیا کہ وہ خوشی یہی
ہوگی کہ امت محمدیہ میں کے جن گنہ گاروں کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا آپکی سفارش سے وہ لوگ دوزخ میں سے
نکلے جا کر جنت میں داخل کئے جاویں گے۔ سورج کے نکلنے سے پہلے جس نماز کا حکم ہے وہ صبح کی نماز ہے اور سورج کے منزل ۴
غروب سے پہلے عصر کی رات دن کی گھڑیوں میں مغرب اور عشا کی دونوں نمازیں ہیں دن کے چڑھتے حصہ کے ختم اور
ڈھلتے حصہ کے شروع میں ظہر کی نماز ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اس طرح مختصر طور پر آیۃ میں پانچوں نمازوں کا حکم ہے اور
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کی تعمیل جس طرح کی ہے اسکی تفصیل صحیح مسلم کی ابو موسیٰؓ اشعری اور بریدہؓ اسلمی
کی روایتوں میں ہے جن روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پانچوں نمازوں کا وقت
پوچھا تھا آپ نے اس شخص کو یہ حکم دیا کہ وہ شخص دو دن تک آپ کے ساتھ نماز پڑھے اس حکم کے بعد ہر نماز کا اول اور
آخر وقت سمجھانے کے لئے پہلے دن کی صبح کی نماز اپنے صبح صادق کے شروع ہوتے ہی پڑھی اور دوسرے دن سورج کے
نکلنے کے قریب ظہر کی نماز پہلے دن سورج کے ڈھلتے ہی پڑھی اور دوسرے دن ایسے وقت پر پڑھی کہ نماز سے فارغ ہوتے
ہی سوائے سایہ اصلی کے ہر چیز کا سایہ ہر ایک چیز کی لمبائی کے برابر ہو کر عصر کا اول وقت آگیا سورج کے ڈھلنے سے پہلے
ہر ایک چیز کا سایہ گھٹتا جاتا ہے اور سورج کے ڈھلنے کے بعد بڑھتا جاتا ہے ٹھیک دوپہر کو ہر چیز کے نیچے تھوڑا سا سایہ
ایسا ہوتا ہے کہ جو کچھ دیر کے لئے نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے اسی کو سایہ اصلی کہتے ہیں عصر کی نماز پہلے دن ایسے وقت پر پڑھی
کہ سوائے سایہ اصلی کے ہر چیز کا سایہ اس چیز کی لمبائی کے برابر ہو گیا تھا اور دوسرے دن دھوپ پر زردی آجانے کے
قریب پہر مغرب کی نماز پہلے دن سورج کے غروب ہوتے ہی پڑھی اور دوسرے دن شفق کے غروب ہونے کے قریب

عشا کی نماز پہلے دن شفق کے غروب ہوتے ہی پڑھی اور دوسرے دن رات کا تہائی حصہ گزر جانے کے قریب سورج کے غروب ہو جانے کے بعد کچھ دیر تک آسمان پر ایک سرخی جو رہتی ہے اسکو شفق کہتے ہیں یا اس سرخی کے جاتے رہنے کے بعد بہت دیر تک آسمان پر ایک سفیدی جو رہتی ہے اسکو شفق کہتے ہیں اس بین اور نمازون کے وقت جو اوپر بیان کئے گئے ہین ان بین علما کا اختلاف ہے جسکی تفصیل فقہ کی کتابون بین ہے دو دن کی نمازین پوری ہو جانے کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نمازون کا وقت دونون دن کے وقتون کے بیچ بین ہے یہ تو سورہ بنی اسرائیل بین گزر چکا ہے کہ پانچ نمازین معراج کی رات فرض ہوئی ہیں اور پھر معراج کی رات کے گزر جانے کے بعد صبح کو جبرئیل علیہ السلام آئے اور انھون نے دو دن تک امامت کرکے دس نمازین پڑھائین اور یہی کہا کہ جن وقتون پر یہ دس نمازین پڑھائی گئی ہیں اسکے بیچ بین پانچون نمازون کا وقت ہے جبرئیل علیہ السلام کی یہ حدیث ترمذی صحیح ابن حبان مستدرک حاکم بین جابر بن عبداللہ کی روایۃ سے ہے ترمذی نے امام بخاری کے قول کے حوالہ سے اس حدیث کو صحیح کہا ہے جابرؓ بن عبداللہ کی اسی روایۃ بین مغرب کا وقت دونون دن سورج کے غروب ہو جانے کا ہے شفق کے غروب ہونے کے قریب کا دوسرا وقت نہیں ہے علمانے اس اختلاف کو یون رفع کیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کی امامت کا قصہ ہجرت سے پہلے کا ہے اور نمازون کے وقت پوچھنے والے شخص کا قصد مدینہ کا ہے اور اس کی روایۃ بھی صحیح مسلم بین ہے اسواسطے ترجیح اسی روایۃ کو ہے ہجرت سے پہلے فقط نماز ہی فرض تھی اس لئے آیۃ بین فقط نماز کا ہی ذکر ہے زکوٰۃ اور رمضان کے روزون کا ذکر نہین ہے ۔ منزل ۴

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ

اور نہ پسارا اپنی آنکھین اس چیز پر جو برتنے کو دی ہے ہم نے ان بہانت بہانت لوگون کو رونق دنیا کی جیتے انکے جانچنے کو

فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝

اور تیرے رب کی دی روزی بہتر ہے اور دیر رہنے والی

مسند بزار مسند ابو یعلی مصنف ابن ابی شیبہ تفسیر ابن مردویہ وغیرہ بین جو شان نزول اس آیۃ کی ابو رافع کی روایۃ سے بیان کی گئی ہے اس بین ابو رافع کہتے ہیں آنحضرت کے گھر بین ایک روز کوئی مہمان آیا تھا اور آنحضرت کے گھر بین اس روز کچھ کھانے کو نہین تھا اسواسطے آنحضرت نے مجھکو ایک یہودی سے کچھ آٹا قرض لینے کو بھیجا اس یہودی نے جواب دیا کہ بغیر کوئی چیز گروی رکھنے کے بین قرض نہین دیتا آنحضرت کو اس یہودی کا جواب سنکر بڑا رنج ہوا اور آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان بین مجھکو صاحب اعتبار کیا ہے بغیر کسی چیز کے گروی رکھنے کے وہ آٹا قرض دیتا تو ضرور بین اسکا قرضہ ادا کر دیتا پھر آپ نے اپنی زراع گروی رکھنے کو دی اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی حاصل معنے آیۃ کے یہ ہیں کہ بددین لوگون کو دنیا بین چند روز کے لئے خدا تعالیٰ نے کچھ ثروت یا کچھ خوشحالی جو دی ہے نیک

لوگونکو اسپر کچھ نظر نہین ڈالنی چاہی کیونکہ نیک لوگون کے لئے عاقبت مین جو کچھ خدا نے ہمیشہ کے لئے رکھا ہے اُسکے مقابلہ مین اِس دنیا کی چندروزہ ثروت اور خوشحالی کی کچھ حقیقت نہین ہے اور دنیا مین ان لوگون کو خدا تعالی نے جو کچھ خوشحالی دی ہے وہ فقط خفگی کے لئے دی ہے کہ خوشحالی کے سبب سے اونکی اور سرکشی بڑہے پھر اُسے ایک ہی دفعہ مواخذہ کیا جاویگا مسند امام احمد ترمذی اور ابن ماجہ مین حضرت سہلؓ بن سعد سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی خوشحالی کی اللہ تعالی کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی اگر قدر منزلت ہوتی تو کسی منکر شریعت کو میٹھے پانی کا ایک گھونٹ تک بھی پینے کو اللہ تعالی نہ دیتا ترمذی نے اِس حدیث کو صحیح کہا ہے معتبر سند سے مسند امام احمد شعب الایمان بیہقی تفسیر ابن ابی حاتم تفسیر ابن المنذر وغیرہ مین عقبہ بن عامرؓ سے روایتہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ اللہ تعالی کسی شخص کو باوجود بددینی کے دنیا مین فراغت اور خوشحالی سے رکھتا ہے تو جان لو کہ وہ خوشحالی اللہ تعالی کی طرف سے ایک جانچ ہے پھر آپ نے قرآن شریف کی یہ آیتہ پڑھی فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیہم ابواب کل شی الایتہ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب لوگ وعظ نصیحت پر عمل نہین کرتے تو اللہ تعالی اُنکی دنیا کی سب مرادین پوری کردیتا ہے پھر ایک دفعہ ہی اُنکو پکڑ لیتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ دنیا کی زیادہ خوشحالی دیندار کے لئے اللہ تعالی کے نزدیک ایسی ہے جیسے بیمار آدمی کے لئے کوئی بدپرہیزی کی چیز چنانچہ مستدرک حاکم صحیح ابن حبان اور طبرانی مین معتبر سند سے ابوسعید خدری رافع ابن خدیج اور ابی قتادہ کی روایتین ہین جنمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی مثال بیان فرمائی ہے کہ دیندار شخص کو اللہ تعالی دنیا سے اِس طرح بچاتا ہے جس طرح کوئی شخص اپنے بیمار آدمی کو بدپرہیزی کی چیز سے بچاتا ہے پھر یہ ایک عادتی بات ہے کہ جس بیمار کی زیست کی توقع باقی نہیں رہتی اُسکا پرہیز توڑدیا جاتا ہے اور جو کچھ کھانے پینے کو وہ بیمار مانگتا ہے وہ اُسکو دیدیا جاتا ہے اسی طرح جو لوگ اِس طرح کے ناامید بیمار کی حالت تک حرص دنیا مین پونہچ جاتے ہین کہ آخرت کی بہبودی سے بالکل ناامید ہوجاتے ہین تو اللہ تعالی اُنکی دنیا کی سب تمنا پوری کردیتا ہے اور وہ پرہیز اُنکا توڑدیتا ہے جو دینداروں کے لئے اللہ تعالی نے رکھا ہے اور پھر جس طرح بدپرہیز بیمار فوراً ہلاک ہوجاتا ہے اسی طرح ایسے لوگ نے مواخذہ ہوجاتا ہے یا بو رافع اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ ہین اُنکا نام ابراہیم ہے ابو رافع کی یہ شان نزول کی روایتہ تفسیر اسحاق بن راہویہ اور تفسیر محمد بن ابراہیم ابن منذر مین بھی ہے یہ دونون کتابین ۳۰۰ھ کے معتبر تفسیرون مین ہین یہ اسحاق بن راہویہ فن حدیث مین امیر المومنین مشہور اور امام بخاری کے استادون مین ہین امام بخاری نے ان ہی کی ترغیب سے صحیح بخاری کی تالیف کی ہے چنانچہ حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری مین صحیح سند سے امام بخاری کا قول لکھا ہے جس مین امام بخاری نے یہ بات جتلائی ہے کہ صحیح بخاری اُنکے اُستاد اسحاق بن راہویہ کی ترغیب سے اونھون نے تالیف کی ہے نیشاپور کے علمامین یہ محمد بن ابراہیم بن المنذر مشہور اور اُنکی تالیف کی کتابین معتبر ہین

منزل ۴

صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ کی حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ تعالےٰ نے فرمایا نیک لوگونکے لئے جنت مین جو نعمتین پیدا کی گئین ہین وہ نہ دنیا مین کسی نے آنکھون سے دیکھین نہ کانون سے سنین نہ کسی دل مین اُنکا خیال گزر سکتا ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمر کی روایۃ بھی گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ہمیشہ کے دوزخ مین رہنے والے دوزخی دوزخ مین رہ جاوین گے تو موت کو ذبح کیا جاکر جنتیون اور دوزخیون کو یہ حکم سنا دیا جاوے گا کہ یہ نعمتین ہمیشہ رہین گی اور جو شخص جہان ہے ہمیشہ وہین دوزخ اور جنت مین رہے گا یہ حدیثین ورزق ربک خیر وابقی کی گویا تفسیر ہین جس کا حاصل یہ ہے کہ عقبیٰ کی خوشحالی کے آگے دنیا کی خوشحالی کی کچھ حقیقت نہین کیونکہ دنیا کی خوشحالی مین جو راحت کی چیزین ہین اون مین کوئی چیز ایسی نہین کہ جو نہ کسی نے آنکھونسے دیکھی ہو نہ کانون سے سنی ہو نہ کسی کے دل مین اُس کا خیال گزرا ہو اسی طرح دنیا کی راحت کی چیزون اور اُنکے برتنے والون کے پیچھے ہر وقت فنا اور موت لگی ہوئی ہے عقبیٰ کی راحت کی چیزون کو ایسی ہیشگی ہے کہ اُنکے برتنے والون کو نہ کبھی موت کا اندیشہ ہے نہ وہ راحت کی چیزین نبٹنے والی ہیں۔

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿١٣٢﴾

اور حکم کرا پنے گھر والونکو نماز کا اور آپ قائم رہ اُسپر ہم نہین مانگتے تجسے روزی ہم روزی دیتے ہین تمکو اور آخر بھلا

منزل ۴

اوپر نماز ونکا حکم فرماکر اِس آیۃ مین فرمایا اے رسول اللہ کے اُس حکم کے موافق تم بھی نماز مین مصروف رہو اور اپنے گھر والون کو بھی نماز مین مصروف رہنے کی تاکید کرو کیونکہ دنیا کے بادشاہ لوگ اپنی رعایا کی کمائی مین سے حصہ مانگتے ہین اللہ تعالیٰ کی بادشاہت ایسی نہین کہ اُسکو کسی کی کمائی کی محتاجی ہو وہ آپ سب کو رزق دیتا ہے اُس نے تو جنا اور انسان کو اِس لئے پیدا کیا ہے کہ یہ سب اُسکو اپنا معبود جانکر اوس کی عبادت خالص دلسے کرین اور وہ اون کی محنت سے بڑھکر اُنکو بدلہ دیوے اور دنیا مین اگرچہ وہ نیک وبد سب کو رزق دیتا ہے لیکن عقبیٰ مین محنت سے بڑھکر بدلہ اُن ہی لوگون کو ملے گا جو عقبیٰ کے بدلہ کی نیت سے نیک کام کرتے اور بُرے کامون سے بچتے ہیں۔ جو لوگ عقبیٰ کے منکر ہین اگر وہ رسم کے طور پر کوئی نیک کام کرین گے تو اُنکا بدلہ اُنکو دنیا مین ہی ملجاویگا نہ عقبیٰ کے بدلہ کا اُنہین یقین ہے نہ اُنکو عقبیٰ مین کچھ بدلہ ملنے والا ہے صحیح بخاری ومسلم مین عبداللہ بن مسعود سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مان کے پیٹ مین جب بچہ کا پتلا تیار ہوجاتا ہے تو اُس مین روح کے پھونکے جانے سے پہلے اُسکی تمام عمر کا رزق اللہ کے حکم سے فرشتہ لکھ لیتا ہے یہ حدیث نحن نرزقک کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ انسان کے پیٹ مین جان پڑنے سے پہلے اُسکے رزق کا انتظام اللہ تعالیٰ کے کارخانہ قدرت مین ہوجاتا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ عقبیٰ کے منکر ہین وہ رسم کے طور پر دنیا مین کوئی نیک کام کرتے ہیں تو اُنکو اُس کا بدلہ دنیا ہی مین مل جاتا ہے عقبیٰ کے اجر کی نیت سے نہ اُنکا کوئی نیک

کام ہوتا ہے نہ آنکو کوئی اجر عقبیٰ مین ملنے والا ہے صحیح بخاری ومسلم مین اور فقط مسلم ابوہریرہؓ سے روایتین ہین جنمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس طرح کسی شخص کے دروازہ پر نہر ہو اور وہ ہر روز پانچ دفعہ اُس نہر مین نہاوے تو اُس کے پنڈے پر میل کچیل کچھ نرہے گا اسی طرح پانچون وقت کی نماز کے پڑہنے سے ایک رات دن کے آدمی کے صغیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہین صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی یہ حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھاکر فرمایا اللہ تعالیٰ کو گنہ گار بندون کے گناہ معاف کردینے کی صفت ایسی پیاری ہے کہ زمین پر حال مین جو لوگ بستے ہین اگر وہ گناہ نہ کرین تو اُن کی جگہ اللہ تعالیٰ اور گنہ گار مخلوق پیدا کرے اور گناہون کے بعد توبہ کی توفیق دیکر اُس گنہ گار مخلوق کے گناہ معاف فرماوے ان حدیثون کو آیت کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جو لوگ پانچون وقت کی نماز کے اور کبیرہ گناہ کے بعد توبہ استغفار کے پابند ہین اونکے صغیرہ گناہ نماز کی برکت اور کبیرہ گناہ خالص دل کی توبہ سے اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتا ہے جس سے قیامت کے دن عملون کے تولے جانے کیوقت اُنکے بدی کے پلڑے ہلکے ہوجاوین گے جس سے ایسے لوگون کی نجات کی اللہ کی ذات سے پوری توقع ہے۔

وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ أَوَلَمْ تَأْتِهِم بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ﴿١٣٣﴾ وَلَوْ أَنَّا

اور لوگ کہتے ہین یہ کیون نہین لے آتا ہم پاس کوئی نشانی اپنے رب سے کیا پہنچ نہین چکی اُنکو نشانی اگلی کتابون کی اور اگر ہم

أَهْلَكْنَاهُم بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِن قَبْلِ أَن نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ

کھپا دیتے اُنکو کسی آفت مین اس سے پہلے تو کہتے اے رب کیون نہ بھیجا ہم تک کسی کو پیغام لے کر کہ ہم چلتے تیرے کلام

مشرکین مکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین کہتے تھے کہ اگر یہ سچے رسول ہین تو مثلاً جس طرح صالح علیہ السلام نے اونٹنی کے پتھر مین سے پیدا ہوجانے کا ظاہر ظاہر معجزہ اپنی قوم کے لوگون کو دکھادیا اسی طرح یہ رسول ہم کو کوئی ظاہر ظاہر معجزہ کیون نہیں دکھلاتے مشرکین کی اس بات کے جواب مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان پڑہم رسول کی معرفت پچھلی کتابون کے سچے قصے جو ان لوگون نے سنین ہین کیا اس سے اتنی بات ان لوگون کی سمجھ مین نہیں آتی کہ ان پڑہم شخص تو درکنار کوئی اہل کتاب بھی وہ غیب کے سچے قصے بغیر آسمانی کتاب کی مدد کے نہیں بیان کرسکتا تو اب اس مین کیا شک باقی رہا کہ قرآن کتاب آسمانی ہے اور جن پر یہ قرآن نازل ہوتا ہے وہ اللہ کے سچے رسول ہین اور اسی آسمانی کتاب کی مدد سے اللہ کے رسول وہ غیب کی باتین بیان کرتے ہین اگر معجزہ دیکھکر ان لوگون کا سچا ارادہ راہ راست پر آنے کا ہے تو ایک یہی معجزہ اُنکو کافی ہے علاوہ اس کے ان پچھلے قصون مین یہ عادت الٰہی ان لوگون کو معلوم ہوچکی ہے کہ جس قوم کی خواہش کے موافق کسی معجزہ کا ظہور ہوا اور اُس معجزہ کو دیکھکر پھر وہ قوم راہ راست پر نہین آئی تو ایسی قوم پر بہت جلدی کوئی نہ کوئی عذاب آجاتا ہے یہ انجام اگر ان لوگونکو منظور ہے تو کوئی معجزہ اللہ کی قدرت سے باہر نہیں ہے پھر فرمایا اللہ نے اپنے رسول کو اس لئے نہیں بھیجا کہ یہ لوگ جو معجزہ چاہین اوسکا دکھادینا اللہ کے رسول کے ذمہ ہو بلکہ اللہ نے تو یہ

کو بھیجکر اُنپر آسمانی کتاب سواسطے نازل فرمائی ہے کہ اللہ کی مرضی اور نامرضی کا مون کے جان لینے مین لوگون کو انجانے کا عذر نہ ہے کیونکہ رسول کے بھیجنے اور آسمانی کتاب کے نازل کرنے سے پہلے اون کو کسی عذاب سے ذلیل اور سوا کیا جاتا تو ان لوگون کو اس عذر کی گنجائش باقی رہتی کہ عذاب کی ذلت اور سوائی سے پہلے کوئی پیغمبر اللہ کی مرضی اور نامرضی کے کامون کا پیغام لیکر آتا تو یہ لوگ ضرور اُسپر عمل کرتے صحیح بخاری ومسلم مین مغیرہؓ بن شعبہ سے اور صحیح مسلم مین عبداللہؓ بن مسعود سے جو روایتین ہین اُن مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انجانی کے عذر کا رفع کردینا اللہ کو بہت پسند ہے اسی واسطے اُسنے آسمانی کتابین دیکر رسول بھیجے تاکہ اللہ کی مرضی اور نامرضی کے کام اور مرضی کے کامون کے ثواب اور نامرضی کے کامون کے عذاب کا حال آسمانی کتابون کے ذریعہ سے اللہ کے رسولہت کے لوگون کو اچھی طرح سمجھادین جس مطلب کے لئے اللہ تعالیٰ نے آسمانی کتابین دیکر رسول بھیجے ہین اُسکی تفسیر ان حدیثون سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے۔

قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا ۚ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحَابُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَىٰ ع ۱۲

تو کہہ ہر کوئی راہ دیکھتا ہے سو تم راہ دیکھو آگے جان لوگے کون ہین سیدھی راہ والے اور کسنے راہ پائی

اسلام سے پہلے عرب مین شاعر بہت ہوتے تھے اور عرب کا یہ بھی ایک دستور تھا کہ ہجو کے ڈر سے شاعرون کے مونہہ پر اُنکو کچھ برا نہیں کہتے تھے بلکہ جن شاعرون کو اپنا مخالف سمجھتے تھے اُنپر گردش زمانے سے کسی آفت کے آجانے کا انتظار کیا کرتے تھے قریش بھی اللہ کے رسول کو شاعر اور بتون کی مذمت کی آیتون کو شاعرانہ ہجو خیال کرکے اللہ کے رسول اور مسلمانون کے حق مین کسی آفت کے آجانے کا انتظار کیا کرتے تھے اس لئے فرمایا اے رسول اللہ کے ان مشرکون سے کہدیا جاوے کہ ہم تمہارے انجام کا انتظار کرتے ہین اور تم ہمارے انجام کے انتظار مین لگے رہو کچھ عرصہ کے بعد تمہین خود معلوم ہوجاوے گا کہ دنیا مین راہ راست پر کون تھا اور ٹیڑھے رستہ پر کون اور دونون جہان مین راہ راست پر قائم رہنے والون کا انجام کیا ہوا اور جو راہ راست سے پھرے ہوئے تھے اُنکا انجام کیا ہوا اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے پہلا ظہور تو بدر کی لڑائی کے وقت ہوا جس کا قصہ انسؓ بن مالک کی صحیح بخاری ومسلم کی روایتہ سے کئی جگہ گزر چکا ہے کہ اہل مکہ مین کے بڑے بڑے بتون کے حامی اور اسلام کے بدخواہ دنیا مین بڑی ذلت سے اس لڑائی مین مارے گئے اور مرتے ہی عذاب قبر مین گرفتار ہوگئے جس عذاب کے جتلانے کے لئے اللہ کے رسول نے اُنکی لاشون پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ اب تو تم نے اللہ کے وعدہ کو سچا پالیا دوسرا ظہور اس وعدہ کا فتح مکہ کے وقت ہوا جس کا قصہ صحیح بخاری کی عبداللہ بن مسعود اور صحیح مسلم کی ابوہریرہ کی روایتون سے کئی جگہ گزر چکا ہے کہ مشرکین مکہ جن بتون کی مذمت سے چڑکر اللہ کے رسول کو شاعر اور بتون کی مذمت کی آیتون کو شاعرانہ ہجو کہا کرتے تھے اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کے ہاتھسے اون بتون کو یہ ذلت دلوائی کہ اللہ کے

منزل ۴

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر اُن بتوں کو زمین پر ڈالدیا اور بتوں کی مذمت سے چڑنے والے مشرکون مین سے کوئی بھی اتنا نہ رہا کہ ان بتون کو اس ذلت سے بچاتا۔ سورہ طہٰ ختم ہوئی۔

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآءِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَا عَشَرَةَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ○ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ

نزدیک آلگا لوگون کے حساب کا وقت اور وہ بیخبر ٹلاتے ہین کوئی نصیحت نہین پہنچتی اُنکو اُنکے رب سے نئی

مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ○ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

مگر اُسکو سنتے ہین کھیل مین لگے ہوے کھیل مین پڑے ہین دل اُنکے اور چھپکے مصلحت کی بے انصافون نے

هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ○ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ

یہ شخص کون ہے ایک آدمی ہے تم ہی سا پھر کیون پڑتے ہو جادو مین آنکھون دیکھتے کہتے کہا میرے رب کو خبر ہے بات کی

فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ

آسمان ہو یا زمین مین اور وہ ہے سنتا جانتا یہ چھوڑ کر کہتے ہیں اوٹتے خواب ہیں نہین جھوٹ باندھ لیا ہے

فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ○ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ○

پھر چاہیے لے آوے ہم پاس کوئی نشانی جیسے پیغام لوٹے ہین پہلے نہین مانا انسے پہلے کسی بستی نے جو کہیا ئی ہے اب کوئی یہ

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ

اور پیغام نہین بھیجا ہمنے تجھسے پہلے مگر یہی مردون کے ہاتھ حکم بھیجتے تھے ہم اُنکو سو پوچھو یاد رکھنے والونسے اگر تم نہین جانتے اور

جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ○ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ

ایسے بدن کہ وہ کھانا نہ کھاوین اور نہ تھے وہ رہجانے والے پھر سچ کیا ہمنے اُنسے وعدہ پھر بچا دیا ہمنے اُنکو اور جسکو

وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ○ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

چاہا اور کھپا دئے بانکھ چھوڑنے والے ہمنے اوتاری ہے تمکو کتاب کہ اُس مین تمہارا نام ہے کیا تم کو بوجھ نہین

مشرکین مکہ نے دین ابراہیمی کو بگاڑ کر بت پرستی اور طرح طرح کی خرابیان اُس مین پیدا کرلی تھین جب قرآن شریف مین بت پرستی اور اُسکی خرابیون کی مذمت روز بروز زیادہ ترنے لگی تو وہ لوگ آنحضرت کی نسبت طرح طرح کی باتین اور مشورتین کرتے تھے کوئی آنحضرت کو جادوگر کہتا تھا کوئی شاعر کہتا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح شاعر لوگ عقل کے برخلاف خیالی باتین اپنے شعرون مین بانہتے ہیں ویسی خیالی باتین قرآن مین ہیں کوئی

کہتا تھا رات کو انہین بدخوابی ہوتی ہے وہی رات کی بدخوابی یہ دن کو لوگون سے بیان کرتے ہین کوئی کہتا تھا اللہ کا رسول آدمی تو نہیں ہو سکتا فرشتہ ہونا چاہیے کوئی کہتا تھا اگر یہ رسول ہین تو پہلے رسولون کی طرح کوئی ایسا معجزہ کیون نہین لاتے جس سے ہم سب قائل ہوجائین قریش کی ان باتون کا جواب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آتا ہی دیا تھا کہ اللہ تعالی سے آسمان وزمین کی کوئی بات پوشیدہ نہین ہے وہ تمھاری بے ادبی کی باتون اور خفیہ مشورتون کو خوب سنتا اور جانتا ہے ایک دن اس کا خمیازہ تم کو بھگتنا پڑے گا لیکن قریش کے شبہات جو آنحضرت کی نبوت کی نسبت تھے انکا جواب ادا ہو جانے کے لئے اللہ تعالی نے یہ آیتین نازل فرمائین اور فرمایا کہ نبی آخرالزمان یہی ہین دنیا کی مدت ان نبی آخرالزمان کے بعد بہت تھوڑی رہ گئی ہے حساب وکتاب قریب آن لگا ہے قریش کو غفلت چھوڑ دینی چاہیے اور انکے آس پاس جو اہل کتاب رہتے ہین انسے انکو پوچھ لینا چاہیے کہ ہمیشہ سے رسول انسان ہی آتے رہے ہین فرشتے نہین آئے اور جو قریش کہتے ہین کہ کوئی معجزہ ایسا پچھلے انبیا کا سا ظاہر ہو جانا چاہیے جس سے ہم سب قائل ہو جاوین اسکا جواب یہ ہے کہ تجارت کی غرض سے شام کے ملک کو جب یہ لوگ جاتے ہین تو قوم ثمود کی اور قوم لوط کی بہت سی بستیان انکو اجڑی ہوئی نظر آتی ہیں پھر انکو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ پہلے رسولون کے معجزے سے پہلی امتین قائل ہوگئین اور ایمان لے آئین یہ نہین جانتے کہ اگر ایسا ہوتا تو یہ انجام ان پچھلی قومون کا کیون ہوتا جو انکے آنکھون کے سامنے ہے کہ طرح طرح کے عذابون سے وہ قومین اجڑ گئین پھر فرمایا کہ جسطرح اللہ تعالی نے اپنے پہلے رسولون سے وعدہ سچا کیا وہی اب ہونے والا ہے کہ باوجود فہمائش کے یہ لوگ راہ پر نہ آوین گے تو اجڑ جاوین گے چنانچہ بدر کی لڑائی مین اس وعدہ کا ظہور ہوا اسکا خلاصہ صحیح بخاری ومسلم کی انس بن مالک کی روایت کے حوالہ سے کئی جگہ بیان کر دیا گیا ہے کہ اللہ کے رسول اور قرآن شریف کی شان مین بے ادبی کے لفظ مونھہ سے نکالنے والے بڑے بڑے سرکش مشرکین مکہ مین کے بڑی لڑائی سے اس لڑائی مین مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت مین گرفتار ہوگئے جس عذاب کے جتلانے کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی لاشون پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم نے اللہ کے وعدہ کو سچا پالیا حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ اللہ تعالی نے انسان اور انسان کی سب ضرورت کی چیزون کو اس طرح پیدا کیا کہ اس مین کوئی اس کا شریک نہیں پھر بسبب جو لوگ اللہ تعالی کی تعظیم مین دوسرون کو شریک کرتے ہین اور قرآن شریف کی نئی نئی آیتون کی نصیحت سے جب انکو شرک کی برائی جتلائی جاتی ہے تو قرآن کی اس طرح کی نصیحت کو سنکر سے مسخراپن مین اڑا دیتے ہین اور اس مین مشورتین کر کے اللہ کے رسول اور اللہ کے کلام کی شان مین طرح طرح کی بے ادبی کے لفظ مونھہ سے نکالتے ہین ایسے لوگونکو ہوشیار ہو جانا چاہیے کہ انکی باتون اور انکے کامون کے حساب وکتاب کا وقت بہت جلدی انکے سر پر آرہا ہے یہ لوگ جو کہتے ہین کہ اللہ کا رسول آدمی نہین ہو سکتا فرشتہ ہونا چاہیے اسکا

اس کا یہ جواب بھی کئی جگہ قرآن مین آیکو سمجھا دیا گیا کہ فرشتہ کو صلی صورت مین دیکھنا انسان کی طاقت سے باہر ہے اس لئے کوئی فرشتہ بھی اگر اللہ کا رسول ہوکر آتا تو وہ بھی ضرور آدمی کی صورت مین ہوتا اسواسطے پچھلے سب رسول آدمی تھے عام بنی آدم کی طرح کھانا پینا مرنا سب کچھ اُن کے پیچھے لگا ہوا تھا آخر آیۃ مین قریش کو یہ جتلایا کہ اس قرآن کے تمہاری زبان مین نازل ہونے کے سبب سے اگر تم سمجھو تو تمہاری بڑی ناموری ہے - معتبر سند سے طبرانی مین روایۃ ہے جس مین حضرت عبداللہ بن عباس نے ذکر کی تفسیر ناموری کو قرار دیا ہے مطلب یہ ہے کہ اب تو یہ قریش نادانی سے اللہ کے رسول اور قرآن کی شان مین طرح طرح کی بے ادبی کے لفظ مونہہ سے نکالتے ہیں لیکن ان مین سے جو لوگ اللہ کے رسول کو سچا اور قرآن کو اللہ کا کلام جانین گے ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ آنکو اور اُنکی اولاد کو بڑی عزت اور ناموری حاصل ہوگی قرآن کی یہ ایک پیشین گوئی ہے جس کے ظہور کے انتظام کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے معجزہ کے طور پر صحیح بخاری و مسلم کے عبداللہ بن عمرو بن عمرہ کی روایتون مین جو فرمایا اوسکا حاصل یہ ہے کہ جب بہت سی غیر قومین اسلام مین داخل ہون گی تو اُسوقت سردار سوائے قوم قریش کے اور قوم کا کوئی شخص نہ ہوگا - حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت سے لیکر عباسیہ کے خلافت کے عروج تک قرآن کی اس پیشین گوئی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معجزہ کا بہ ظہور ہوا تاریخ الخلفا کے دیکھنے سے اُسکا حال اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہے اس مضمون کی آیۃ سورۃ الزخرف مین آوے گی اُن کو بھی اس آیۃ کی تفسیر مین دخل ہے حاصل کلام یہ ہے کہ قریش کی اس عزت کا سبب اللہ کے رسول کا اس قوم مین ہونا اور قرآن کا قریش کی زبان مین اترنا ہے -

منزل

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ ۝ فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا

اور کتنی توڑ ماریں ہے بستیان جو تھین گنہگار اور اُٹھا کھڑے کئے پیچھے اور لوگ پھر جب آہٹ پائی ہماری

إِذَا هُمْ مِنْهَا يَرْكُضُونَ ۝ لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ

آفت کی تبھی لگے وہان سے ایڑ کرنے ایڑ مت کرو اور پھر جاؤ جہان تکو عیش ملا تھا اور اپنے گھرون مین شاید کوئی

تُسْأَلُونَ ۝ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا خَامِدِينَ ۝

تکو پوچھے کہنے لگے اے خرابی ہماری ہم تھے بیشک گنہگار پھر یہی رہی اُنکی پکار جب تک ڈھیر کردیے کاٹ کر بجھے پڑے

اوپر کی آیتون مین اللہ تعالی نے قریش کی مشورتون کا ذکر فرمایا تھا اور انکو جو تبھی آنحضرت کی نبوت مین تھے اُسکے جواب دیے تھے اور قیامت اور حساب و کتاب کا وقت قریب آن لگنے سے انکو ڈرایا تھا ان آیتون مین حضرت نوح سے لیکر حضرت موسی کے زمانہ تک جو لوگ اور بستیان رسولون کی مخالفت کے سبب سے غارت ہوگئین تھین اونکا ذکر فرمایا ہے تاکہ قریش کو عبرت ہو کہ رسولون کی مخالفت کا نتیجہ ان کے حق مین بھی یہی پیش آویگا جو پچھلی امتون کو پیش آیا پچھلی قومین جو بلا مومن اون قومون مین سے سب سے آخر جس قوم کا ذکر ان آیتون مین ہے کہ وہ اللہ کا عذاب دیکھکر بھاگے اور بھاگتے وقت

اُنسے کہا گیا کہ اب کیون بھاگتے ہو جن مکانون مین عیش وآرام کرتے تھے وہیں کیون نہین ٹھہرتے تفسیر عبدالرزاق تفسیر ابن ابی حاتم اور تفسیر ابن مردویہ مین اس قصہ کی پوری تفصیل مجاہد کے قول کے موافق ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ حضرت سلیمان اور حضرت عیسےٰ کے درمیانی زمانہ مین یمن کے ملک مین ایک شعیب نام کے نبی تھے جب اون کی قوم نے اونکو جھٹلایا اور شہید کر ڈالا تو بخت نصر نے اس قوم کے اوپر چڑہائی کی اوسوقت دو دفعہ تو یہ یمن کے لوگ بخت نصر کی فوج پر غالب ہوئے جب تیسری دفعہ بخت نصر بابلی اپنی ذات سے بڑی بھاری فوج لیکر آیا اسوقت یہ یمنی لوگ بھاگے اور فرشتون نے طعن کے طور پر ان یمنی لوگون سے یہ کہا کہ اب کیون بھاگے ہو اپنی آرام گاہون مین اب کیون نہین ٹھہرتے اور اس طعن کے بعد فرشتون نے بابلی لوگون کے سامنے ان یمنی لوگون کو گھیر کر قتل کر دیا اور سب یمنی قتل ہوگئے قیامت کی نشانیان ظاہر ہونے کے بعد یا موت کا یقین ہوجانے کے بعد یا عذاب الٰہی آنکھون کے سامنے اجانے کے بعد کوئی ایمان لائے یا توبہ کرے تو ایسے آخری وقت کا ایمان اور آخری وقت کی توبہ قبول نہیں ہے۔ کیونکہ ایسے وقت پر آدمی کے ذمہ شریعت کی پابندی باقی نہین رہتی اس لئے ان یمنی لوگون نے فرعون کی طرح آخری وقت پر ایمان لانے کا جو اقرار کیا وہ اقرار کام نہ آیا رہا حضرت یونس کی قوم کا آخری وقت کا ایمان اس کا جواب خود صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیدیا ہے کہ انکا ایمان عذاب کے خوف سے مجبوری کے طور پر نہین تھا بلکہ خود انکی خالص نیت ایمان لانے کی سچے طور پر ہوگئی تھی اس نیت کی اللہ تعالیٰ نے قدر فرمائی اور انکا آخری وقت کا ایمان قبول فرمالیا معتبر سند سے مسند امام احمد مین حضرت عبداللہ بن عباس سے اور تفسیر ابن مردویہ مین حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت سے یہ حدیث ہے جس مین آنحضرت نے حضرت یونس کی قوم کے آخری وقت کے ایمان کے قبول ہونے کا سبب صراحت سے فرمایا ہے یہ شعیب مدین والے شعیب نہین ہین بلکہ یہ انبیائے بنی اسرائیل مین سے حضرت موسیٰ کے بعد کے ایک اور شعیب ہین۔ صحیح مسلم مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے قریب جب سورج مغرب سے نکلے گا تو پھر کسی کی توبہ قبول نہ ہوگی معتبر سند سے ترمذی اور ابن ماجہ مین عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت کے قریب جب سانس اوکھڑ کر خراٹا لگ جاتا ہے تو اس وقت کی توبہ قبول نہین ہوتی اوپر یہ جو گزرا کہ قیامت کی نشانیان ظاہر ہوجانے کے بعد یا موت اور عذاب کا یقین ہوجانے کے بعد انسان کے ذمہ شریعت کے حکم کی پابندی باقی نہین رہتی اسوسطے ایسے وقت کی توبہ قبول نہین اسی واسطے ان یمنی لوگون کی آخری وقت کی توبہ قبول نہین ہوئی ان حدیثون سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے قصم کے معنی کسی چیز کے توڑ ڈالنے کے ہین مطلب یہ ہے کہ بابلی لوگون نے ان یمنی لوگون کو ایسا مارا کہ انکی کمر ٹوٹ گئی آگے کو لڑنے کی ہمت نہ رہی اور شکست کھا کر بالکل ہلاک ہوگئے چوپائے جانورون کے قدمون کی آواز کو رکض کہتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ اپنی سواریون پر سوار ہوکر بھاگے تھے لعلکم تسئلون اس کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ بڑے صاحب ثروت کہلاتے

منزل ۴

تھے اب بھاگتے کیون ہو اپنے اپنے گھرونکو جاؤ شاید تمہارے دوست آشنا نوکر چاکر روپیہ پیسہ خرچ کرنے اور اس عذاب کے ٹالنے کی تم سے کوئی تدبیر پوچھین یہ بات بھی فرشتون نے ان لوگون کے شرمندہ کرنے کے لئے کہی تھی حصید اخامدین اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ کٹی ہوئی کھیتی کی طرح بالکل کٹ گئے اور بجھی ہوئی آگ کی طرح بالکل ٹھنڈی اور بیحس ہوگئے

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ

اور رہنے نہین بنایا آسمان اور زمین اور جو انکے بیچ ہے کھیلتے اگر ہم چاہتے کہ بنالین کچھ کھلونا تو بنالیتے ہم اپنے

اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ۝

پاس سے اگر ہمکو کرنا ہوتا یون نہین پر ہم پھینک مارتے ہین سچ کو جھوٹ پر پھر وہ اسکا سر پھوڑتا ہے پھر تو وہ شک جاتا ہے

مشرکین مکہ نے جس طرح ملت ابراہیمی کی اور باتون کو دل سے بھلا دیا تھا اسی طرح حشر اور قیامت کے مسئلہ کو بھی بھلا دیا تھا اس لئے قرآن شریف مین حشر اور قیامت کی باتین سنکر وہ طرح طرح کی عقلی بحث کرتے تھے چنانچہ ایک شخص ابی بن خلف ایک روز ایک پرانی گلی ہوئی ہڈی آنحضرت کے روبرو لایا اور اس ہڈی کو مل مل کر ہڈی کی راکھ ہوا مین اڑاتا جاتا تھا اور کہتا تھا کیا یہ راکھہ محمد کا خدا پھر زندہ کریگا اس قصہ کا ذکر مفصل سورہ یسین مین آوے گا اور اسی طرح کی بہت عقلی بحثین ان لوگون کی قرآن شریف مین کئی جگہ ہین اللہ تعالیٰ نے ان آیتون مین اور بہت سی قرآن کی آیتون مین انکو عقلی طور پر سمجھایا ہے کہ آسمان زمین جو کچھ دنیا کی چیزین ہین اللہ تعالیٰ نے انسان کی راحت اور اسائش اور رفع ضرورت کیلئے وہ سب پیدا کی ہین آسمان سے مینہہ کی ضرورت کے وقت مینہہ برستا ہے جس سے ہر طرح کی چیزین زمین مین پیدا ہوتی ہین دھوپ کے وقت دھوپ پڑتی ہے جس سے ہر طرح کی پیداوار پک کر تیار ہوجاتی ہے زمین مین ہر طرح کی پیداوار کی قوت اور تاثیر اللہ تعالےٰ نے رکھی ہے جس سے انسان کے کھانے پینے اوڑھنے بچھانے پہننے مکان بنانے کی سب طرح کی ضرورتین رفع ہوتی ہین زمین کے جمنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے زمین مین پہاڑ بھی ٹھونکے ہین تو اس حکمت سے کہ دو پہاڑون کے بیچ مین گھاٹیان رکھی ہین تاکہ ایک شہر سے دوسرے شہر کو کسی طرح کی ضرورت سے انسان کو جانا مشکل نہ ہو غرض جس انسان کی ضرورت کے لئے یہ سب کچھ پیدا کیا گیا ہے باوجود عقل و تمیز کے کیا وہ انسان حیوانون کی طرح عبث اور بے فائدہ پیدا ہوا ہے کہ جب تک جیئے کھائے پیئے اور ایک دن مرکر خاک ہوجاوے بس پھر کچھ بھی نہین ادنے سی عقل کا آدمی دنیا مین کوئی کام کرتا ہے تو کوئی مطلب اس کام کے کرنے سے اپنے دل مین ضرور ٹھان لیتا ہے مثلاً کھیتی کرتا ہے تو اناج کے حاصل ہونے کے مقصد سے باغ لگاتا ہے تو میوہ کھانے کے مطلب سے مکان بناتا ہے تو رہنے کی نیت سے وہ خالق جسنے عقل اور عقل والون کو سب کو پیدا کیا اس کے دنیا کی پیدائش جیسے بڑے کام کو یہ لوگ کس سمجھ اور عقل سے بے فائدہ اور بے مقصد ٹھہراتے ہین ذرا بھی یہ لوگ اپنی عقل کو کام مین لاوین گے تو انکی سمجھ مین آجاویگا کہ انکا انکی ضرورت کی چیزون کا پیدا کرنے

منزل ۴

والا کوئی ہی اور اُسکا احسان ان پر ایسا بڑا ہی کہ اُسنے اُنکو نیست سے ہست کر دیا اُنکی ہر طرح کی ضرورت کی چیزین مہیا کین اِس قدر سمجھ
جانے کے بعد خود اُنکا دل گواہی دیگا کہ جسنے اپنر اُتنا بڑا احسان کیا ہے اُسکی فرمانبرداری اُسکی نہایت درجہ کی تعظیم اُسکے اوپر واجب
اور ضرور ہے اُس پہلی سمجھ کا نام خدا کی شناخت ہے اور فرمانبرداری کا نام اسلام ہی اور نہایت درجہ کی تعظیم کا نام عبادت ہی
پہلی چیز عقل سے بھی دریافت ہو سکتی ہے دوسری اور تیسری چیز محض عقل سے نہیں معلوم ہو سکتی کیونکہ عقل مین اتنی
قدرت اور طاقت نہین ہی کہ وہ اپنی طرف سے فرمانبرداری اور تعظیم کے طریقے ایجاد کرے جسکی فرمانبرداری اور جس کی تعظیم
ہے جبتک وہ نہ بتلاوے کہ کونسی فرمانبرداری اور کس قسم کی تعظیم اُسکی مرضی کے موافق ہے پرائی مرضی کا حال عقل کیا جان
سکتی ہے غرض دوسری اور تیسری بات کے جان لینے کیلئے کسی راہبر کی ضرورت ہی ان ہی راہبرون کا نام پیغمبر ہے اور
طریقہ راہبری کا نام شریعت ہے اب رہی یہ بات کہ جس خدا نے اپنی فرمانبرداری اور تعظیم سے پہلے انسان پر اُسکی ضرورت
کی چیزون کے پیدا کرنیکا احسان کیا ہے جو شخص اُسکی فرمانبرداری اور تعظیم کریگا کیا اُس سے وہ خوش ہوکر کچھ انعام اُسکو دیگا
اور جو اُسکی مرضی کے موافق کام نکریگا اُسکو وہ کچھ سزا دے ویگا یہ عقلی تجربہ کے بالکل برخلاف ہے کیونکہ یہ بات ہر شخص کی
آنکھون کے روبرو ہے کہ کسی بادشاہ کے دربار مین فرمانبردار اور نافرمان رعیت کا ایک حال نہیں ہے فرمانبردار رعیت کو انعام
اور خلعت ملتے ہین نافرمان رعیت سے جیل خانے بھرے جاتے ہین گردنین ماری جاتی ہین پھر خدا کی طرف کی جزا و سزا ہمین دنیا
مین ہو جاتی تو دنیا کی زندگی کو قیام نہیں ہوتا اسواسطے جزا و سزا کے لئے اللہ تعالی نے اپنی حکمت سے دوبارہ انسان کا پھر منزل ۴
زندہ کرنا قرار دیا ہے اسی کا نام حشر ہے اور جس روز یہ جزا اللہ تعالی تجویز فرماویگا اُس دن کا نام قیامت ہے اور جب اللہ تعالی
اپنی قدرت سے ایک دفعہ انسان کو پیدا کر چکا ہے تو دوسری دفعہ انسان کا پھر پیدا کرنا تجربہ عقلی سے اُسکو سہل اور آسان ہے
کوئی دلیل عقلی اِس دوسری دفعہ پیدا کرنے کے ناممکن ہونے کی اب تک نہ قائم ہوئی ہے نہ آیندہ کوئی عقلمند قائم کر سکتا ہی
یہ بہت سی اِن آیتونکا حاصل مطلب ہے جن آیتونکو اللہ تعالی نے قرآن شریف مین جگہ جگہ مشرکین کی عقلی بحثون کے جواب
مین نازل فرمایا ہے اور اِس حاصل مطلب سے توحید ضرورت نبوت ضرورت شریعت ضرورت حشر ضرورت قیامت سب
کچھ اِس طرح ثابت ہوتا ہے کہ عقل کو بنظر انصاف کسی چیز کے انکار کی گنجائش کسی طرح باقی نہیں رہتی ان ہی آیتون مین اللہ
تعالی نے اون لوگون کی غلطی کو بھی بیان فرمایا ہے جو حضرت عیسی اور حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا اور فرشتون کو خدا کی بیٹیان
کہتے تھے وہ بیان بھی ایسا ہے کہ کوئی عقلمند اُسکے ماننے مین شبہ نہین کر سکتا مگر سورۃ المائدہ مین گزرا کہ عیسے علیہ السلام
کھایا کرتے تھے اب جسکی ذات مین اتنا تغیر ہو کہ ہر روز کی غذا سے اُسکا خون گوشت سب کچھ بڑھتا رہے اُسکو اللہ تعالی کی ذات
سے کچھ مناسبت نہیں حالانکہ باپ بیٹے مین مناسبت ضرور ہے یہی حال عزیر علیہ السلام کا ہے اسی طرح اللہ کی عظمت کے
آگے فرشتے عاجزی سے جس طرح ہر وقت اللہ کی عبادت مین لگے رہتے ہیں اُس کا ذکر آگے آتا ہے پھر ان مین سے
کسی کو اللہ کی اولاد کیونکر ٹھہرایا جا سکتا ہے علم کلام کی کتابون مین جسکو علم عقائد کہتے ہیں یہ جو لکھا ہے کہ ہر ایک شخص

پر دلیل عقلی سے خدا کا پہچانا فرض ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ جو شخص اُن قاعدون کے موافق خدا کو نہ پہچانے جو قاعدے علم کلام والون نے تراشے ہیں کہ صفات الٰہی عین ذات ہیں یا غیر ہیں اور پھر وہ سب صفات ایک ہیں یا علیحدہ علیحدہ ہیں اور اسی طرح اور بیچیدہ چند قاعدے جو ہیں اُن قاعدون کے سیکھنے اور جاننے تک آدمی کا ایمان صحیح نہیں ہوتا یہ علم کلام کی ایسی سب باتین ابو ہاشم معتزلی کی ایجاد کی ہوئی ہیں عقل سے خدا کے پہچاننے کی چند آیتون کا مطلب جو اوپر بیان ہوا ہے یا اس قسم کی حدیثین جو کچھ ہیں وہ فقط اون مشرکین کی عقلی حجتون کے جواب مین ہیں جو شرک پر اڑے ہوئے تھے اور توحید کے ماننے میں طرح طرح کی عقلی حجتین پیش کرتے تھے اب بھی ایسا حجتی ہو تو اسکو اس قسم کی آیتون یا حدیثون سے قائل کرنے کا مضائقہ نہیں مگر جس شخص نے بغیر حجت کے کلمہ شہادت ادا کر لیا اسکو بغیر ابو ہاشم کی نکالی ہوئی باتون کے سیکھنے کے ناقص الایمان کہنا بڑا ظلم ہے یوم المیثاق مین نہ خدا تعالی نے ان علم کلام کی باتون سے اپنی شناخت کرائی نہ حضرت جبرائیل جب ایک سائل بنکر آنحضرت کے پاس لوگون کو ایمان سکھانے آئے تو آنحضرت نے ان باتون کا ذکر کیا نہ آنحضرت اور صحابہ کرام کے زمانہ میں یہ باتین ایمان کی شرط قرار پائیں سینکڑون ہزارون دھاتی عرب آنحضرت اور صحابہ کے زمانہ مین فقط کلمہ شہادت ادا کر کے اور کچھ معمولی نماز روزہ کے مسائل سیکھ کر اپنے اپنے گاؤن کو چلے جاتے تھے اور آنحضرت اور صحابہ اُنکو مسلمان گنتے تھے بعضے اہل علم کلام والون نے اس کا یہ جواب جو دیا ہے کہ زمانہ ابتدائے اسلام مین اس طرح کا معمولی ایمان جائز تھا اب جائز نہین ہے یہ بالکل ایک غلط جواب ہے دین وہی ہے جو آنحضرت اور صحابہ کے زمانہ مین قرار پا چکا ہے اب کسی جدید بات کا نکالنا اور یہ کہنا کہ آنحضرت اور صحابہ کے زمانہ مین اس کی ضرورت نہ تھی اب ضرورت ہے اسی کا نام بدعت ہے اور آنحضرت کے زمانہ مین جو لوگ ایمان لائے اور برکت صحبت رسول سے صحابیت کے درجہ کو پونہچے اُنکے ایمان کو ایک معمولی ایمان بتلانا اور اپنے ایمان کو درجہ معمولی سے بڑھکا ایک اعلی درجہ کا ایمان شمار کرنا ایک بڑی جرأت کی بات ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جس طرح فقہ مین چار مذہب حنفی شافعی مالکی حنبلی مشہور ہیں اسی طرح عقائد مین تین مذہب حنابلہ۔ اشاعرہ۔ ماتریدیہ مشہور ہیں حنابلہ لوگون کی نسبت امام احمد بن حنبل سے ہے اور اشاعرہ لوگون کی نسبت ابوالحسن اشعری سے جو ابو موسی اشعری ایک مشہور صحابی کی اولاد مین ہیں اور ماتریدیہ لوگون کی نسبت ابو المنصور ماتریدی سے ہے سلف کے قول سے زیادہ مطابقت حنابلہ لوگون کے قاعدون مین پائی جاتی ہے سلف نے اس طرح کے عقلی علم عقائد کے پڑھنے لکھنے کو منع لکھا ہے اور یہ کہا ہے کہ اس طرح کے عقلی علم عقائد سے بجائے عقیدہ کے مضبوط ہونے کے آدمی کا اور شک بڑھ جاتا ہے اور سچ بھی ہے سب آدمیون کی عقل ایک سان نہیں ہوتی کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ اس لئے ہر عقلی بات شک سے خالی نہیں ہوتی صحیح بخاری و مسلم مین ابو ہریرہؓ سے اور صحیح مسلم مین حضرت عمرؓ سے جو روایتین ہین اُن کا حاصل یہ ہے کہ ایک دن ایک شخص آیا اور اُس نے دین کی چند باتین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھین جب اُس شخص نے پوچھا کہ ایمان کیا چیز ہے تو اللہ کے رسول نے جواب دیا کہ اللہ تعالی

ملتوی ۲

کی پیدا کی ہوئی چیزون کو دیکھ کر آدمی اللہ تعالی کی ہستی کا یقین کرے اور جب ان چیزون کے پیدا کرنے مین کوئی اُسکا شریک نہیں ہے تو خالص اُسی کی عبادت انسان پر واجب ہے دین کی چند باتین پوچھکر جب وہ شخص چلا گیا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام تھے اللہ کے حکم سے تم لوگون کو دین سکھانے آئے تھے اس صحیح حدیث کے ٹکڑے سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے کہ اللہ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالی کی پہچان کا جو طریقہ صحابا کو سکھایا ہے اور صحابا کی روایتون سے وہی طریقہ امت مین پھیلا ہے اُس طریقہ مین علم کلام کے قاعدون کا کچھہ دخل نہیں ہے صحیح بخاری کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایتہ سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ تعالی نے فرمایا جو لوگ اپنی پیدائش پہلے آنکھونسے دیکھ کر دوسری دفعہ کی پیدائش کے منکر ہین وہ نادانی سے اللہ کو جھٹلاتے ہین اور جو لوگ اللہ کو صاحب اولاد ٹھہراتے ہیں اُنکی جرات گویا گالی دینے کے برابر ہے کیونکہ باپ اور اولاد مین جو مناسبت اور مشابہت ہوتی ہے خالق اور مخلوق مین وہ نہین پائی جاتی پھر زبردستی اللہ کی ذات مین اوس مناسبت کا پیدا کرنا اللہ تعالی کی ذات کو بٹہ لگانا ہے جو گالی کے برابر ہے اس حدیث سے منکرین حشر کی اور اللہ تعالی کو صاحب اولاد ٹھہرانے والون کی جرات کی تفسیر اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے پھر فرمایا اگر اللہ تعالی اپنی مخلوق مین سے کسی کو اولاد ٹھہراتا تو فرشتون مین سے ٹھہراتا جو کھانے پینے سے پاک اور پہلے صور تک زندہ رہنے والے ہیں اس کے بعد قرآن کی ان سچی باتون کو ایک پہاڑ اور مشرکون کی جھوٹی باتون کو ایک شخص قرار دیکر فرمایا کہ ان سچی باتون کے پہاڑ کو پھینک مارنے سے آخر ایک دن ان جھوٹی باتون کا سر کچل جاویگا اور یہ جھوٹی باتین مکہ مین باقی نہ رہین گی اور جو لوگ مرتے دم تک ان جھوٹی باتون سے باز نہ آوین گے مرنے کے بعد بڑی خرابی اور آفت مین پڑجاوین گے صحیح بخاری کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعودؓ اور صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایتین فتح مکہ کے قصہ مین کئی جگہ گزر چکی ہیں کہ اُسوقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے مشرکون کے بتون کو اپنے ہاتھہ کی لکڑی مار مار کر گرایا اور فرمایا سچ آیا اور جھوٹ بھاگا آخری آیتہ مین جھوٹ کا سر پھوٹ جانے اور اُسکے مٹ جانے کا جو وعدہ ہے اُسکا ظہور ان حدیثون سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کیونکہ اگر وہ بت انسان ہوتے تو لکڑیون کی مار سے اور زمین پر پٹخے جانے سے ضرور اُنکے سر کو صدمہ پہنچتا صحیح بخاری و مسلم مین نعمانؓ بن بشیر سے روایتہ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کم سے کم دوزخ کا عذاب یہ ہوگا کہ دوزخی شخص کے پاؤن مین آگ کی جوتیان پہنادی جاوین گی جس سے اوس کا بھیجا کھول کر نکل پڑے گا آیتون مین جس عذاب کو خرابی فرمایا ہے اُسکا اندازہ اس حدیث سے کیا جا سکتا ہے۔

منزل ۴

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ

اور اسی کا ہے جو کوئی ہے آسمان و زمین مین اور جو اُسکے نزدیک رہتے ہیں بڑائی نہین کرتے اُسکی عبادت اور نہین کرتے کا

يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ۝ أَمِ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِّنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنشِرُونَ ۝

یاد کرتے ہیں رات اور دن نہیں تھکتے کیا ٹھہرائے ہیں انھوں نے اور صاحب زمین میں کے اور وہ اٹھا کھڑا کریں گے

حاصل مطلب یہ ہی کہ آسمان پر کے فرشتے زمین پر کے جنات اور انسان سب اللہ کے غلام ہیں اور اللہ تعالیٰ انکا مالک ہے پھر کوئی باپ اپنی اولاد کو غلام بنا کر رکھتا ہے جو اللہ کی اولاد تھی اور اُس نے اُسکو غلام بنا کر رکھا جن فرشتوں کو یہ مشرک اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں اُن فرشتوں کا یہ حال ہے کہ اللہ کی عظمت کے آگے وہ بالکل ناچیز اور ہر وقت اُسکی عبادت میں لگے رہتے ہیں کیا باپ کے آگے اولاد کی یہ شان ہوتی ہے جو اللہ کی عظمت کے آگے فرشتوں کی ہے پھر فرمایا اللہ کی تو وہ قدرت ہے کہ انسان ناپید تھا اللہ نے اپنی قدرت سے اُسکو پیدا کر دیا مٹی کی بیجان چیزوں پتھر لکڑی وغیرہ کے بت جو ان مشرکوں نے بنائے ہیں کیا اون میں یہ طاقت ہے کہ وہ کسی مردہ کو زندہ کر سکتے ہیں وہ تو خود بیجان ہیں کیا خاک کسی مردہ کو زندہ کریں گے مکہ کے قحط کے وقت اُنسے تو اتنا بھی نہ ہوا کہ مینہہ برسا کر اپنے پجاریوں کو قحط کی تکلیف سے بچا لیتے آخر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی برکت سے مینہہ برسایا جب وہ قحط رفع ہوا حاصل کلام یہ ہے کہ ایسی بیجان بے اختیار پتھر اور لکڑی کی مورتوں کو معبود ٹھہرانا کسی عقلمند آدمی کا کام نہیں ہے رہی یہ بات کہ جن اچھے لوگوں کی یہ مورتیں ہیں وقت پر وہ اچھے لوگ اپنی مورتوں کے پوجنے والوں کی مدد کریں گے اول تو مکہ کے قحط کے وقت اس مدد کی قلعی کھل گئی دوسرے ان مشرکوں کو یہ سمجھا دیا گیا ہے کہ مدد تو در کنار وہ اچھے لوگ ان مشرکوں کی صورت سے بالکل بیزار ہیں مکہ کے قحط کا قصہ صحیح بخاری وغیرہ کی عبداللہ بن مسعود کی روایت سے کئی جگہ گزر چکا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب مشرکین مکہ نے بہت سرکشی شروع کی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں پر قحط کی بلا آنے کی بددعا کی اور اس بددعا کے اثر سے مکہ میں ایسا قحط پڑا کہ ان مشرکوں کی ساری سرکشی نکل گئی اور فاقوں کے مارے نہ کھانے کی چیزیں تک کھا گئے اس قحط کے زمانہ میں ان مشرکوں نے اپنے تئیں سے مینہہ برسنے کی بہت کچھ التجا کی مگر ایک بوند نہیں پڑی آخر ابوسفیان وغیرہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مینہہ برسنے کی دعا کرنے کی التجا کی اور اللہ کے رسول کی دعا سے مینہہ برسا۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علی کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کون شخص دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل کام کریگا اور کون شخص جنت میں جانے کے قابل اب جس قابل لوگ پیدا ہوئے اُنکو ویسے ہی کام آسان اور اچھے معلوم ہوتے ہیں اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ مشرکین مکہ میں سے اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جو لوگ دوزخی ٹھہر چکے تھے وہ مکہ کے قحط میں بتوں کی اتنی بڑی عاجزی اور اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی قدرت دیکھنے کے بعد بھی اون ہی بیجان عاجز پتھر کی مورتوں کو پوجتے رہے اور آخر اسی حال میں دنیا سے اُٹھ گئے۔

منزل ۴

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ لَا يُسْأَلُ
اگر ہوتے ان دونو مین اور حاکم سوا اللہ کے تو دونو خراب ہوتے سو پاک ہے اللہ تخت کا صاحب ان باتون سے جو بناتے ہین
عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ ۝ أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً ۚ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ۖ
اُس سے پوچھا نہ جاوے جو وہ کرے اور اُنسے پوچھا جاوے کیا پکڑے ہین اُنھون نے اِس سے اور صاحب تو لہ الا آپ سند
هَٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِي ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ فَهُمْ مُعْرِضُونَ ۝
یہی بات ہے میری ساتھ والون کی اور مجھسے پہلون کی کوئی نہین پر وہ بہت لوگ نہین سمجھتے سچی بات پھر ٹلاتے ہین

جن لوگون نے عقلی بحث کے علم مثلاً علم منطق اور علم مناظرہ بنائے ہیں اونھون نے یہ بات طے کردی ہے کہ کسی چیز مین بحث اُسوقت تک ہوتی ہے جب تک وہ چیز معلوم نہ ہوجاوے جب کوئی چیز معلوم ہوگئی اور اُنکھون کے سامنے آگئی تو پھر اُس مین بحث کی گنجائش کچھ باقی نہین رہتی مثلاً دو آدمیون نے دور سے کہیں گرد اڑتی ہوئی دیکھی اور ایک نے کہا اس گرد مین ایک گھوڑے سوار آرہا ہے دوسرے نے کہا گھوڑے کا سوار نہین بلکہ سانڈنی سوار ہے جب تھوڑی دیر مین گھوڑے کا سوار آنکھون کے سامنے آگیا تو بحث ختم ہوگئی اب آنکھون کے سامنے کی چیز کو جھٹلانا اگر کوئی شخص گھوڑے کے سوار کو سانڈنی سوار کھوے تو لوگ اُسکو بیوقوف بتلادین گے اسی طرح اللہ تعالی نے شرک کے مٹانے اور توحید کے
منزل ۴ ثابت ہوجانے کی بحث کو اس آیت مین اُس درجہ تک پہونچادیا ہے کہ جو شرک شرک کے رواج دینے مین عقلی بحث کرتے تھے اُنکو کچھ بحث کی گنجائش نہین رہی کیونکہ یہ آنکھون کے سامنے کی بات ہے کہ دو بادشاہ ملک اور حکومت کے لئے آپسمین لڑتے رہے پچھلے زمانہ کے لوگون نے آنکھونسے دیکھکر سینکڑون ہزارون تاریخ کی کتابین ان ہی لڑائیون کے ذکر مین لکھی ہیں اور اس حال کے لوگون کے سامنے بھی وہ لڑائیان بند نہین ہیں اور ان لڑائیون مین ایک غالب ایک مغلوب ہوتا رہتا ہے اور لڑائی کے زمانہ تک خون ریزی اور طرح طرح کی بدنظمی اور فساد برپا ہوتے رہتے ہیں حکومت آسمانی کا ابتدائے دنیا سے اب تک ایک انتظام جو ہے وہی ہے حکومت دنیاوی کا سا حال اُس کا نہین ہے کہ خلجیون کا انتظام کچھ اور تھا اور تیموریون کا کچھ اور اب کچھ اور ہی ہے اس سبب سے آنکھون دیکھی باتون سے یہ بات نکلی کہ آسمانی حکومت ایک ذات ایک کی قدرت اور اختیار مین ہے کہ جس کا نہ کوئی شریک ہے نہ مقابل اسی کا نام توحید ہے ترمذی مستدرک حاکم صحیح ابن خزیمہ بیہقی وغیرہ مین ابی بن کعب وغیرہ سے جو روایتین ہین اُنکا حاصل یہی ہے کہ یہود اور مشرکین نے آنحضرت سے پوچھا کہ جس خدا کی تم عبادت کرتے ہو اُسکے کچھ اوصاف بیان کرو اُسپر اللہ تعالی نے قل ہو اللہ نازل فرمائی حافظ ابن خزیمہ اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اِس سے معلوم ہوا کہ قل ہو اللہ کے مضمون کے موافق اللہ کو ذات اور صفات مین وحدہ لاشریک جاننا یہی توحید ہے سوا اس کے اہل بدعت اور اہل تصوف نے توحید کے اور پیچیدہ معنے جو بیان کئے ہیں وہ شریعت سے ثابت نہین آگے فرمایا کہ جب اِن لوگون کے تجربہ عقلی کے موافق اللہ کی وحدانیت اور اُس سے

ہاتھ میں تمام عالم کے انتظام کا ہونا ثابت ہوگیا تو یہ مشرک لوگ اللہ کی شان میں جو بایتیں بناتے ہیں اُنسے وہ پاکذات بالکل پاک ہی اور اُس کے کسی طرح کے انتظام میں جب کوئی شریک نہیں ہے تو اُسکی تعظیم میں دوسرون کو شریک ٹھہرانا بڑے وبال کی بات ہی صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اسواسطے خالص اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور عبادت انسان پر واجب ہے اس واجب کو چھوڑ کر اللہ کی تعظیم میں شریک ٹھہرانا ایسے بڑے وبال کی بات ہے کہ اس سے بڑھکر دنیا میں کوئی جرم نہیں شرک کے وبال کا حال اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے پھر فرمایا ابتدائے دنیا سے اب تک تمام دنیا کا انتظام ایک وتیرہ پر اس لئے قائم ہے کہ نہ کوئی دوسرا اللہ کے انتظام میں شریک ہے نہ اُس سے کوئی پوچھنے والا کہ مثلاً اگلی پچھلی قومون کو اُس نے طرح طرح کے عذابون سے کیون ہلاک کردیا یہان اُسکا حکم تمام مخلوقات پر جاری ہے اسواسطے تمام مخلوقات میں سے جو کوئی اُس کے حکم کے برخلاف عمل کریگا وہ ضرور اُس کو پکڑ لیگا اور اُسکی پکڑ کو کوئی ٹال نہیں سکتا فرعون جیسے صاحب لشکر بادشاہ کو اُس نے ایک دم میں ڈبو کر ہلاک کردیا اور کوئی اُس سے پوچھ نہ سکا پھر فرمایا اس عقلی تجربہ کے طور پر سمجھانے کے بعد بھی کیا یہ لوگ شرک کو نہیں چھوڑتے تو اچھا یہ لوگ اپنے آپ کو ملت ابراہیمی پر بتلاتے ہیں اسواسطے اے رسول اللہ کے اِنکو قائل کرنے کے لئے تم ان سے کہو کہ ملت ابراہیمی میں شرک کی کوئی سند ہو تو لاؤ اُس کو پیش کرو ورنہ اللہ تعالیٰ نے مجھپر جو قرآن نازل فرمایا ہمنے حال کے اور پچھلے لوگونکا سب حال ہے مطلب یہ ہے کہ شرک کے وبال میں جس طرح پچھلی قومون میں طرح طرح کے عذابون سے ہلاک ہوچکی ہیں قرآن میں اُنکے قصے جگہ جگہ اس بات کے جتلانے کے لئے بیان کردئے گئے ہیں کہ حال کے لوگون میں سے جو کوئی دن پچھلی قومون کے قدم بقدم چلے گا اُس کا انجام بھی وہی ہوگا جو دن پچھلی قومون کا ہوا بدر کی لڑائی کے وقت اس وعدہ کا جو کچھ ظہور ہوا صحیح بخاری ومسلم کی انس بن مالک کی روایت کے حوالہ سے اُسکا قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے آخر کو فرمایا یہ بات تو نہیں کہ ان کے پاس شرک کی کوئی سند ہو بلکہ بات فقط اتنی ہی ہے کہ ان میں کے جو لوگ اللہ کے علم غیب میں گمراہ ٹھہر چکے ہیں وہ حق بات کے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ حق بات کو مسخرا پن میں ڈالدیتے ہیں صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت علی کی حدیث اوپر گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کون شخص دنیا میں دوزخیون کے کام کرکے مرتے دم تک اونہیں کامون کو اچھا اور آسان سمجھتا رہے گا عقلی تجربہ اور ملت ابراہیمی کے حوالہ سے سمجھانے کے بعد بھی مشرکین مکہ میں کے جو لوگ مرتے دم تک شرک سے باز نہیں آئے دن کی گمراہی کا سبب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے ۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝

اور نہیں بھیجا ہمنے تجھسے پہلے کوئی رسول مگر اسکو یہی حکم بھیجا کہ بات یون ہے کہ کسی کی بندگی نہیں سوا میرے سو میری ہی بندگی کرو

اوپر مشرکین مکہ کو یون قائل کیا گیا تھا کہ ملت ابراہیمی میں شرک کی کوئی سند ہو تو پیش کی جاوے اس آیۃ میں فرمایا ملت ابراہیمی

منزل ۴

تو درکنار پچھلے کسی رسول کی شریعت مین سے بھی یہ لوگ شرک کی کوئی سند پیش نہیں کر سکتے کیونکہ مصلحت وقت کے موافق ہر ایک شریعت کے نماز روزے حلال وحرام کے احکام جدا ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور شرک کی برائی سے پچھلی کوئی شریعت خالی نہیں ہے۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا مسئلہ پچھلی ہر ایک شریعت مین موجود ہے اس حساب سے ایک باپ کی اولاد کی طرح سب انبیا گویا اس مین بھائی بھائی ہیں اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ جس طرح بھائی سے بھائی جدا نہیں ہوتا اسی طرح پچھلی کوئی شریعت اللہ کی وحدانیت اور شرک کی برائی سے خالی نہیں ہے پھر کسی مشرک کی کیا طاقت ہے کہ کسی شریعت مین سے وہ شرک کی سند ڈھونڈ کر پیش کر سکتا ہے سلف کا یہ ایک قول مشہور ہے کہ جس نے ایک رسول کو جھٹلایا اس نے گویا سب رسولون کو جھٹلایا اس کا مطلب اس آیۃ اور حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت سب رسولون کی شریعتون میں ہے اسواسطے ایک رسول کی شریعت کے جھٹلانے سے سب شریعتون کا جھٹلانا لازم آجاتا ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ

اور کہتے ہین رحمن نے کر لیا کوئی بیٹا وہ اس لائق نہین لیکن وہ بندے ہین جنکو عزت دی ہے اس سے بڑھکر نہیں بول سکتے اور وہ

يَعْمَلُوْنَ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ

کام کرتے ہین اسکو معلوم ہے جو انکے آگے اور پیچھے ہے اور سفارش نہیں کرتے مگر اوس کی جس سے وہ راضی ہو اور وہ

خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّىْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝

اسکی ہیبت سے ڈرتے ہیں اور جو کوئی ان مین کہے کہ میری بندگی ہے اس سے ورے سو اسکو ہم بدلا دین دوزخ یون ہی ہم

منزل ۴

سورہ والصافات مین شعب الایمان بیہقی تفسیر سدی تفسیر مقاتل وغیرہ کے حوالہ سے قتادہ وغیرہ کا قول آوپر گا مشرکین مکہ میں سے قبیلہ خزاعہ کے لوگ فرشتون کو اللہ کی اولاد کہتے تھے اور انکی مورتون کی پوجا کر کے یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جن مورتون کی ہم پوجا کرتے ہیں اگر قیامت قائم ہوئی تو وہ فرشتے اللہ کے روبرو ہماری سفارش کر کے ہم کو دوزخ کے عذاب سے چھوڑا لیوین گے اسی کے جواب میں فرمایا کہ جس طرح ان مشرکون کے پاس بت پرستی کی کچھ سند نہین ہے اسی طرح فرشتون کو اللہ کی اولاد ٹھہرانے کی بھی انکے پاس کوئی سند نہیں ہے شیطان کے بہکانے سے اپنی اٹکل سے یہ لوگ جو جی مین آتا ہے بکتے ہیں جس کا خمیازہ وقت مقررہ پر بھگتین گے پھر فرمایا فرشتے تو اللہ کے ایسے فرمانبردار بندے ہیں کہ اللہ کے حکم پر چلتے ہین اپنی حد سے بڑھکر اللہ تعالیٰ کی خلاف مرضی کوئی بات بھی وہ مونہہ سے نہین نکالتے اور انکو اللہ تعالیٰ کا یہ حکم بھی معلوم ہے کہ جو مشرک بغیر توبہ کے مرجاویگا تو جس طرح سوئی کے ناکے مین اونٹ کا گھس جانا ناممکن ہے اسی طرح ایسے مشرک کی نجات ناممکن ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے برخلاف اللہ تعالیٰ کے فرشتے ان مشرکون کی سفارش کیونکر کر سکتے ہیں پھر فرمایا فرشتے اللہ کی جو کچھ آیندہ فرمانبرداری

کرینگے وہ اور ان آیتون کے نازل ہونے تک جو فرمانبرداری انھون نے کی ہے وہ اللہ کے علم سے باہر نہیں ہے یہ مشرک جو کہتے ہیں کہ اگر قیامت قائم ہوئی تو فرشتے اللہ کے روبرو ان مشرکون کی سفارش کرکے ان مشرکون کو دوزخ کے عذاب سے چھوڑا لیوینگے یہ ایک ایسی بات ہے کہ اللہ تعالی کے علم غیب مین اس کا کہین پتہ نہیں ہے بلکہ اللہ کے علم غیب مین تو یہ ہے کہ فرشتے اللہ کی ہیبت سے بہت ڈرتے ہیں پھر انسے یہ نڈر پنے کا کام کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ تعالی کے حکم کے برخلاف ان مشرکون کی سفارش کرنے کی جرأت کرینگے پھر فرمایا فرشتون کی مورتون کو یہ لوگ شیطان کے بہکانے سے پوجتے ہیں فرشتے انکے اس شرک سے بالکل بیزار ہین کیونکہ پچھلی قومون پر جتنے عذاب آئے ہیں وہ فرشتون کے ہی ہاتھون آئے ہیں اس لئے فرشتون کو یہ معلوم ہے کہ جو فرشتہ اپنی پوجا کرانے کا حرف بھی زبان پر لاوے تو بنی آدم مین کی نافرمان قومون کی منزا کی طرح ایسے فرشتے کی سزا جہنم ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابو سعید خدری کی اس حدیث کا ذکر ہے کئی جگہ گزر چکا ہے جس مین قیامت کے دن کی شفاعت کا ذکر تفصیل سے ہے اس حدیث کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ ملائکہ انبیا اور صلحا کی شفاعت کا سلسلہ اون کلمہ گو گنہگارون پر ختم ہو جاویگا جن کے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا یہ حدیث الا من ارتضی کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ الا من ارتضی کی حد اون کلمہ گو گنہگارون تک ہے جن کے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان ہے جو شرک بغیر توبہ کے مرجاوین گے نہ انکا شمار کلمہ گو گنہگارون مین ہو سکتا ہے نہ انکی شفاعت کی قیامت کے دن کچھ امید ہے اوپر کے ذکر کے موافق مشرکین مکہ شفاعت کی جس بے بنیاد امید پر جیتے تھے اس بے بنیاد امید کا حال انکو وقت پر معلوم ہو جاویگا صحیح بخاری میں ابو ہریرہ سے طبرانی مین نواس بن سمعان سے اور تفسیر ابن مردویہ مین عبداللہ بن مسعود سے جو روایتین ہیں انکا حاصل یہ ہے کہ جس وقت اللہ تعالی وحی کے طور پر کوئی حکم فرماتا ہے تو سب فرشتے ڈر کے مارے کانپ جاتے ہیں پہلے پہل جبرئیل علیہ السلام کا ڈر کم ہوتا ہے اور وہ وحی کے حکم کو سمجھ کر باقی کے فرشتون کی تسکین کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ معمولی حکم صادر ہوا ہے کچھ خوف نہ کرو اس تسکین کے بعد فرشتون کا خوف کم ہو جاتا ہے۔ آیتون کا یہ جو ذکر ہے کہ فرشتے اللہ تعالی کے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں اسکا مطلب ان روایتون سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے۔

منزل ۴

أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا ۖ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ

اور کیا نہین دیکھا ان منکرون نے کہ آسمان اور زمین منہ بند تھی پھر ہمنے انکو کھولا اور بنائی ہم نے پانی سے

كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا

جس چیز مین جی ہے پھر کیا یقین نہین کرتے اور کئے ہمنے زمین مین بوجھ کبھی آنکو لیکر جھک پڑے اور رکھی انمین

فِجَاجًا سُبُلًا لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ۝ وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا ۖ وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا

کشادہ راہین شاید وہ راہ پاوین اور بنایا ہمنے آسمان کو چھت بچاؤ کی اور وہ اسکے نمونے دیکھتے ہین

مُعْرِضُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝

نہین مانتے اور وہی ہے جسنے بنائے رات اور دن اور سورج اور چاند سب ایک ایک گھیر مین پھرتے ہیں

اگرچہ پہلی آیۃ کی تفسیر میں سلف کے کئی قول ہیں مگر بہتی کی کتاب اسماء صفات تفسیر عبد بن حمید اور مستدرک حاکم میں معتبر سند سے حضرت عبداللہ بن عباس کا قول ہے جس میں اونھوں نے کانا رتقا ففتقناھا کی تفسیر یون بیان فرمائی ہے کہ آسمان بند تھا اُس میں مینہ برسنے کی تاثیر نہیں تھی اللہ تعالیٰ نے اُس میں مینہ برسنے کی تاثیر پیدا کی اسی طرح زمین بند تھی اُس میں کسی طرح کی پیداوار نہیں تھی اللہ تعالیٰ نے اُسمیں پیداوار کی قوت پیدا کی حافظ ابو جعفر بن جریر نے سلف کے سب قولون میں سے یہی قول کو معتبر ٹھہرایا ہے آخر آیۃ میں اللہ تعالیٰ نے بھی مینہ کا ذکر فرمایا ہے اسواسطے یہی قول صحیح معلوم ہوتا ہے حاصل مطلب پہلی آیۃ کا یہ ہے کہ مکہ کے قحط کے وقت ان مشرکون نے کیا یہ نہیں دیکھا کہ اُسوقت بھی یہی آسمان زمین تھے اور یہ مشرک لوگ اپنے بتون سے مینہ کے برسنے کی التجائیں بھی کیا کرتے تھے لیکن آسمان و زمین میں جو تاثیر اور قوت اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے اُسکا ظہور سوائے اُسکے اور کسی کے اختیار میں نہیں اسلئے جبتک اُسکا حکم نہ ہوا یہ دونون ایسے ہی بند ہوگئے جس طرح اُس تاثیر کے پیدا کئے جانے سے پہلے بند تھے پہلی آنکھو کی دیکھی ہوئی بات کا یقین اون لوگون کے دل میں کیون نہیں پیدا ہوتا مکہ کے قحط کا قصہ صحیح بخاری وغیرہ کی عبداللہ بن مسعود کی روایت سے اسی سورہ میں گزر چکا ہے قحط کی حالت کے علاوہ کسی جگہ بارش اور قوت پیداوار کم ہو اور کسی جگہ زیادہ شبلا مکہ کی سرزمین کا کچھ ایسا حال ہے اور طائف کی زمین کا کچھ اور حال ہے پہاڑ سے بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی وہی نشانی ہر وقت ان لوگونکی آنکھونکے سامنے ہے جو نشانی اونھون نے مکہ کے قحط میں آنکھون سے دیکھی صحیح مسلم کے حوالہ سے حضرت عائشہ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں اور جنات آگ کے شعلے سے اس حدیث کو آیۃ کے ٹکڑے وجعلنا من الماء کل شیء حی کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ آیۃ کے اس ٹکڑے میں انسان اور اور اس کی ضرورت کی سب چیزون کو پانی سے پیدا کرنے کا ذکر ہے فرشتون اور جنات کا ذکر یہان نہیں ہے کھیتی اور باغات کی سرسبزی کو آنکی زندگی فرمایا آگے فرمایا پانی پر زمین جب بچھائی گئی تو وہ ہلتی تھی اُسکے جمانے کے لئے اُسمیں پہاڑ ٹھونکے گئے اور اون پہاڑون میں گھاٹیان رکھی گئیں تاکہ ایک شہر سے دوسرے شہر کو جانے میں لوگو کو تکلیف نہ ہو آسمان کو بچاؤ کی چھت جو فرمایا اُس کا مطلب یہ ہے کہ آسمان پر فرشتون کا پہرہ رہتا ہے جس سے شیاطین آسمان پر کی باتین پوری سے نہیں سن سکتے پہر فرمایا آسمان پر سورج چاند اور تارے اللہ کی قدرت کے نمونے ہیں جنکو یہ لوگ دھیان کرکے اُسکی قدرت کو نہیں پہچانتے پہر فرمایا سمجھ دار شخص کے لئے رات دن بھی اُسکی قدرت کی نشانیان ہیں کہ رات کی نیند سے آدمی کے دن بھر کی تکان رفع ہو جاتی ہے اور دن کو پھر چلکر ہر شخص اپنی گزران کی صورت نکال سکتا ہے اسی طرح سورج کی گردش سے جاڑے گرمی اور برسات کا موسم پیدا ہوتا ہے اور چاند کی گردش سے مہینہ اور سال کا حساب معلوم ہو جاتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ سمجھ دار کے حق میں سب مخلوقات اللہ کی قدرت کی نشانیان ہیں اور جو لوگ ناسمجھی سے شیطان کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں وہ ان قدرت کی نشانیون سے ایسے غافل ہیں کہ سمجھانے سے بھی نہیں سمجھتے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علی کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے موافق اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے

منزل ۴

کہ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد کون شخص دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل کام کریگا اور کون شخص جنت مین جانے کے قابل سیوطی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگونکی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے ان حدیثون کو آیتون کیساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جو لوگ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین نیک ٹھہر چکے تھے انکو ان آیتون اور اسی قسم کی اور آیتون کی قدرت کی نشانیون سے ایسا ہی فائدہ پہنچا اور قیامت تک پہنچتا رہے گا جسطرح اچھی زمین کو مینہ کے پانی سے فائدہ پہنچتا ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین بدقرار پا چکے تھے انکے حق مین قرآن کی نصیحت اور قدرت کی سب نشانیان اسی طرح رائیگان ہین جسطرح بری زمین مین مینہ کا پانی رائگان جاتا ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِيْنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُوْنَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ

اور نہین دیا ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ جینا پھر کیا اگر تو مرگیا تو وہ رہینگے ہر جی کو چکھنی ہے موت

الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ

موت اور ہم تمکو جانچتے ہین برائی سے اور بھلائی سے آزمانے کو اور ہماری طرف پھرآؤگے

منزل ۴

سورہ یونس مین گزر چکا ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین مکہ کو قرآن شریف کی وہ آیتین سناتے تھے جنمین انکے بتون کی مذمت ہوتی تھی تو انمین کے بڑے بڑے سرکش اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ اگر تم کو ہمین قرآن سنانا منظور ہے تو اس مین سے ہمارے بتون کی مذمت کا ذکر بدل ڈالو مشرکین مکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی کہا کرتے تھے کہ برس دن تک تم ہمارے بتون کو پوجا کرو اور ہم برس دن تک تمہارے خدا کی عبادت کرینگے پھر اس صورت مین ہمارے تمہارے جھگڑا کرنے کی کوئی وجہ باقی نہ رہے گا یہ ذکر تفصیل سے سورہ الزمر مین آتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جب مشرکین مکہ کی یہ باتین کچھ کارگر نہ ہوئین تو یہ لوگ اللہ کے رسول کو کوسنے اور آپ کی وفات کی تمنا کرتے تھے اسکے جواب مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے رسول اللہ کے اللہ تعالیٰ کا یہ انتظام تو تم سے پہلے کا ہے کہ کوئی شخص دنیا مین رہنے والا نہیں اس انتظام کے موافق اگر تم دنیا مین نہ رہے تو ایک دن یہ لوگ بھی نہ رہینگے کیونکہ موت کا مزا ہر شخص کو چکھنا ضرور ہے پھر اپنی دنیا کی خوشحالی کے نشہ مین یہ لوگ اپنی موت سے جو غافل ہین تو انکی نادانی ہے دنیا کی خوشحالی اور تنگدستی تو اللہ تعالیٰ نے اس آزمائش کے لئے پیدا کی ہے کہ خوشحالی کی حالت مین کون شخص اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری کرتا ہے اور کون ناشکری اسی طرح تنگدستی کی حالت مین کون صبر کرتا ہے اور کون بے صبری پھر ایک دن سب اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہونے والے ہین اسوقت ہر شخص کے عملون کے موافق جزا و سزا کا فیصلہ ہوگا صحیح مسلم کے حوالہ سے صہیب رومی کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوشحالی کے وقت شکر اور تنگدستی کے وقت صبر مون لوگونکا کام ہے جو پکے ایماندار ہین اس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ خوشحالی اور تنگدستی دنیا مین آزمائش کی چیز ہین اور اس آزمائش مین وہی لوگ پورے اترتے ہین جو پکے ایماندار ہین اللہ کے رسول کی وفات کا انتظار کرنے والون سے

بڑے بڑے سرکش بدر کی لڑائی مین ختم ہوگئے جس کا قصہ صحیح بخاری و مسلم کی انسؓ بن مالک کی روایۃ کے حوالہ سے کئی جگہ گزر چکا ہے اور جن تبون کی حمایت میں یہ لوگ اللہ کے رسول کی وفات کا انتظار کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ہاتھ سے اون تبونکو جس قدر ذلیل کرایا صحیح بخاری کی عبداللہ بن مسعود اور صحیح مسلم کی ابوہریرہؓ کی روایتون کے حوالہ سے یہ قصہ بھی کئی جگہ گزر چکا ہے کہ فتح مکہ کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر اون تبون کو زمین مین پھینک دیا اور کسی مشرک سے اون تبون کی کچھ حمایت نہ ہوسکی۔

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَ

اور جہان تجکو دیکھا منکرون نے اور کام نہین تجسے مگر ٹھٹے مین پکڑنا کیا یہی شخص ہے کہ نام لیتا ہے تمہارے ٹھاکرون کا اور

هُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۭ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ

وہ رحمن کے نام سے منکر ہین بنا ہے آدمی شتابی کا اب دکھاتا ہون تمکو نمونے سو مجھسے جلدی مت کرو

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ

اور کہتے ہین کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو کبھی جانین یہ منکر اُس وقت کو کہ نہ روک سکینگے

عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ

اپنے منہہ سے آگ اور نہ اپنی پیٹھہ سے اور نہ اونکو مدد پہونچے گی کوئی نہیں وہ آویگی اُنپر بے خبر پڑکے ہوا

منزل

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ

پھر نہ سکین گے کہ اُسکو پھیر دین اور نہ اُنکو فرصت ملے گی اور ٹھٹے ہوچکے ہین کتے رسولون سے تجھسے پہلے

فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

پھر اُلٹ پڑے ٹھٹھا کرنے والون پر ان مین سے جس چیز کا ٹھٹھا کرتے تھے

تفسیر سدی اور تفسیر ابن ابی حاتم مین چند روایتون سے جو شان نزول ان آیتون کی بیان کی گئی ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن شریف مین مشرکون کے تبون کی مذمت کی آیتین جو نازل ہوتی تھین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ آیتین مشرکون کو پڑھکر سناتے تھے تو مشرک لوگ اپنے تبون کی مذمت سنکر دل مین تو بہت چڑتے اور برا مانتے تھے اور ظاہر مین آنحضرت کو مسخرا پن مین اڑاتے تھے چلتے پھرتے جہان کہین آنحضرت کو دیکھتے تو ابوجہل وغیرہ آپسمین آنحضرت کو چھیڑنے کو کہتے تھے کیا قریش کی ہدایت کو یہی نبی آئے ہیں کیا یہی نبی ہین جو ہمارے معبودون کو برا کہتے ہین اُسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتین نازل فرمائین اور فرمادیا کہ جو عذاب ان مشرکون کے لئے آخرت مین مہیا کیا گیا ہے اگر اُسکو یہ لوگ جان لیوین تو یہ مسخرا پن کی سب باتین بھول جاوین اور یہ بھی فرمادیا کہ دنیا چند روزہ ہے اُنکے سامنے اِن کے بڑے مرگئے اُنکو بھی اسی طرح آخر مرنا ہے مرتے ہی اس طرح کے ناگہانی عذاب مین یہ لوگ پھنس جاوینگے کہ پھر اُنکا کچھہ بس نہ چلے گا قرآن کی آیتون اور صحیح حدیثون سے یہ ثابت ہے کہ شریعت کے منکر لوگونکے

سارے جسم پر طرح طرح کا عذاب ہوگا لیکن ان آیتون مین اُن لوگونکے فقط مونھہ اور پشت کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اسواسطے فرمایا ہے کہ ایسے لوگون کے مونھہ اور پشت پر قبض روح کے وقت فرشتے دنیا مین ہی کوڑے مارتے ہیں جس کا ذکر سورہ محمد مین آویگا اس لئے سب سے پہلے جو عذاب شروع ہوگا اوس کا ذکران آیتون مین فرمایا گیا ہے حاصل مطلب ان پوری آیتون کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے اے رسول اللہ کے اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے کہ یہ مشرک لوگ جب تم کو دیکھتے ہیں تو مسخراپن کے طور پر آپس مین چرچا کرتے ہیں کہ بھلے ٹھاکرون کی مذمت کرنے والے یہ جارہے ہیں عربی زبان مین ذکر کا لفظ مذمت اور تعریف دونون موقعون پر بولا جاتا ہے اگر یہ لفظ دوست کے مونھہ سے نکلے تو تعریف کا موقعہ ہوتا ہے نہین تو مذمت کا پھر فرمایا یہ لوگ پتھر کے بتون کا نام تو تعریف سے لینے کی خواہش دل مین رکھتے ہیں اور اللہ کی رحمت کی صفت کے سبب سے اُس کا نام رحمان جو قرار پایا ہے اُس نام کے منکر ہین اس لئے اے رسول اللہ کے ان لوگون کی باتین ہنسی کے قابل ہیں تمہاری باتون پر جو یہ لوگ ہنستے ہیں اونکی سراپا نادانی ہے کیونکہ یہ بت جن بنے جن لوگون نے بنکلون کی مورتین بنائی ہین وہ لوگ تو ان مشرکون کی صورت سے بیزار ہیں اور بت تو پھر آخر پتھر کی مورتین ہیں جنمین نہ کسی کو نفع پہنچانے کی قدرت ہے نہ ضرر پہنچانے کی پھر ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا قابل مذمت کام نہین تو اُس کے قابل تعریف ہونے کی کیا شان لوگون کے پاس ہے صحیح بخاری کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی اور صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی روایتین کئی جگہ گزر چکی ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ فتح مکہ کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھہ کی لکڑی مار مار کر مکہ کے سب بتون کو زمین مین گرادیا ان روایتون کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ اپنے جن بتون کی عزت بڑھانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ مسخراپن کرتے تھے جس کا ذکر آیتون مین ہے اللہ تعالیٰ نے اُس کے بدلہ مین اپنے رسول کے ہاتھہ سے اون بتون کو خوب لت دلوائی مشرکین مکہ مسیلمہ کذاب کو رحمان کہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے اس نام کے منکر تھے صحیح بخاری وغیرہ میں صلح حدیبہ کے قصہ کی چند روایتین ہیں اُنکا حاصل یہ ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح نامہ کے شروع مین حضرت علی سے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنے کو کہا تو مشرکین مکہ نے صلح نامہ کے لکھے جانے سے انکار کیا اور کہنے لگے کہ رحمان کو ہم نہیں جانتے صلح نامہ کے شروع مین قدیم دستور کے موافق باسمک اللھم لکھا جاوے آخر مشرکین کی ضد کے سبب سے باسمک اللھم صلح نامہ کے شروع مین لکھا گیا اس حدیث سے وہم بذکر الرحمن ہم کافرونکی تفسیر اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کا نام رحمان ہونے کے سخت منکر تھے معتبر سند سے مسند سعید بن منصور تفسیر ابن المنذر تفسیر سدی وغیرہ مین سعید بن جبیر اور عکرمہ کا قول ہے کہ جب آدم علیہ السلام کے پتلے مین روح پھونکی گئی تو پیرون مین جان پڑجانے سے پہلے آدم علیہ السلام نے کھڑے ہونے کا قصد کیا اور گر پڑے اس قول سے خلق الانسان من عجل کی تفسیر اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ہر کام مین جلدی اور شتابی کا کرنا انسان کے خمیر مین پڑا ہوا ہے۔ آگے فرمایا انسان کے خمیر مین ہر ایک کام مین جلد بازی کرنا جو پڑا ہوا ہے اُسکے موافق یہ لوگ عذاب کی جلدی جو کرتے ہین

منزل ۴

اور گھڑی گھڑی کہتے ہیں کہ جس عذاب سے ڈرایا جاتا ہے آخر وہ عذاب کب آویگا اے رسول اللہ کے ان جلدی باز دنسے کہدیا جاوے کہ عذاب کی جلدی کیون کرتے ہو بہت جلد اللہ تعالی عذاب کی گھڑی بھی تم کو دکھا ویگا صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ مشرکین مکہ مین سے بڑے بڑے عذاب کی جلدی کرنے والے بدر کی لڑائی کے وقت دنیا مین بڑی ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت مین گرفتار ہوگئے جس عذاب کے جتلانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگون کی لاشون پر کھڑے ہوکر فرمایا اب تو تم لوگون نے اللہ کے وعدہ کو سچا پالیا عذاب کے جلدی کرنے والون کو عذاب کی گھڑی کے دکھانے کا وعدہ جو آیتون مین تھا اس وعدہ کا ظہور اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے۔ آگے فرمایا اگر ان لوگون کو اس دن کا حال کھل جاوے جس دن یہ لوگ اپنے مونہہ اور اپنی پیٹھ کو آگ کے صدمہ سے نہ خود بچا سکین گے نہ کوئی دوسرا انکی مدد کرکے انکو اس آگ سے بچا سکے گا اور نہ کہین بھاگ کر یہ لوگ اس عذاب کو ٹال سکین گے کیونکہ وہ عذاب ایسی بے خبری مین آویگا کہ انکو بھاگنے کی مہلت بھی نہ مل سکے گی سورہ محمد مین آویگا کہ اللہ کے فرشتے نافرمان لوگون کی روح قبض کرنے کے وقت ایسے لوگون کے مونہہ اور انکی پیٹھ پر لوہے کی گرم موگر یان مارتے ہین مسند امام احمد اور ابو داؤد مین براء بن العازب کی صحیح روایت ہے اس مین بھی نافرمان لوگون کی روح قبض کرنے کے وقت سختی کرنے کا ذکر ہے اس سختی کا مطلب بھی وہی ہے جو سورہ محمد کی آیتون کا اوپر بیان کیا گیا کہ نافرمان لوگون کی روح قبض کرنے کے وقت فرشتے ایسے لوگون کے مونہہ اور انکی پیٹھ پر طرح طرح کی مار وہاڑ کرتے ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ ان آیتون فقط مونہہ اور پیٹھ پر عذاب ہونے کا جو ذکر ہے سورہ محمد کی آیتون اور براء بن العازب کی حدیث سے اس کا مطلب سمجھ مین آجاتا ہے کہ یہ عذاب نافرمان لوگون کی قبض روح کے وقت کا ہے موت اور قیامت کے وقت کی کسی کو خبر نہین اسی واسطے موت اور قیامت کے عذاب کو بیخبری کے وقت کا عذاب فرمایا آخر آیت مین اللہ تعالی نے اپنے رسول کی یہ تسکین فرمائی ہے کہ منکر شریعت لوگ اسی طرح قدیم سے اللہ کے رسولون سے مسخراپن کرتے رہے ہیں تمہارے ساتھ کچھ یہ بات ہی نہین ہے اور یہ بھی فرمایا کہ انجام ان کے مسخراپن کا یہ ہوا کہ دنیا مین طرح طرح کے عذابون سے ہلاک ہوئے اور آخرت کے عذاب مین جدا پکڑے جاوین گے مطلب یہ ہے کہ مشرکین مکہ مین سے جو لوگ ان پچھلے لوگون کے قدم بقدم چلین گے یہی انجام انکا بھی ہوگا اللہ سچا ہے اللہ کا کلام سچا ہے اس انجام کا ذکر انس بن مالک کی صحیح بخاری ومسلم کی روایت سے ابھی اوپر گزر چکا ہے۔

منزل ۴

قُلْ مَنْ يَكْلَؤُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ۗ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُعْرِضُونَ ۝ أَمْ لَهُمْ
تو کہہ کون چوکی دیتا ہے تمہاری رات مین اور دن مین رحمن سے کوئی نہین وہ اپنے رب کے ذکر سے ٹال کرتے ہین یا انکے
آلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِنْ دُونِنَا ۚ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ أَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِنَّا يُصْحَبُونَ ۝
کوئی ٹھاکر ہین کہ انکو بچاتے ہین ہمارے سوا وہ اپنی مدد نہین کرسکتے اور نہ انکو ہماری طرف سے رفاقت

بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۭ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ

کوئی نہیں پر ہم نے برتوایا انکو اور انکے باپ دادوں کو یہانتک کہ فرصتیں انپر زندگی پھر کیا نہیں دیکھتے ہم چلے آتے ہیں زمین کو

نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۚ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ

گھٹاتے اُسکے کنارو سے اب کیا وہ جیتنے والے ہیں تو کہہ میں تمکو سناتا ہوں سو حکم کے موافق اور سنتے نہیں

الدُّعَاۗءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ۝ وَلَىِٕنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ

بہرے پکار کو جب کوئی انکو ڈر سناوے اور کبھی پہنچے اُن تک ایک بہانہ تیرے رب کی آفت کی تو ضرور کہنے لگیں ہم خرابی ہماری بیشک ہم تھے

اوپر کہا کہ منکرین قیامت عذاب کی جلدی کرتے تھے ان آیتوں میں فرمایا کہ جب تک وقت نہیں آتا ہر بلا سے اللہ ہی اونکی نگہبانی کر رہا ہے ورنہ آدمی کے پیچھے تو رات دن اتنی بلائیں لگی ہوئی ہیں کہ دم بھر بھی اوسکا جینا مشکل ہے کیونکہ قحط کے وقت یہ تو ان لوگوں کو تجربہ ہو گیا کہ ان کے بت ایسے عاجز ہیں کہ اللہ کی مدد کے بغیر کسی مصیبت کو ٹال نہیں سکتے لیکن یہ لوگ قرآن کی نصیحت کو ٹال دیتے ہیں ورنہ اس تجربہ کے بعد یہ لوگ قرآن کی نصیحت کے پابند ہو جاتے اور عذاب کی جلدی نہ کرتے پھر فرمایا کہ اونکو اور اون کے بڑوں کو وقت مقررہ تک اللہ نے چھوڑ رکھا ہے نہیں تو اون کے کرتوت تو ایسے تھے کہ اون کا نشان بھی زمین پر باقی نہ رہتا پھر فرمایا کہ کیا اس سے بھی اون کو دین اسلام کا حق ہونا ثابت نہیں ہوتا کہ اسلام

منزل ۵ کو دن بدن ترقی ہوتی جاتی ہے اور کفر زمین سے اوٹھتا جاتا ہے پھر آنحضرت کو فرمایا کہ ان مشرکوں سے کہدو کہ میں تو تمکو اللہ کا حکم ہر طرح کی نصیحت کا سناتا ہوں اگر بہرے بن کر اللہ کا حکم نہیں سنتے تو عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاؤ گے پھر عذاب کی سختی کا ذکر فرمایا کہ اگر اوس عذاب کی ذرا بو بھی ان کے ناک میں آجاوے تو سب عیش و آرام ابھی بھول جاویں اور اپنی زیادتی اور گنہگاری کا اقرار کرنے لگ جاویں صحیح بخاری و مسلم میں انسؓ بن مالک سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کم سے کم عذاب آخرت میں جس گنہ گار پر ہوگا اوس سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ دنیا بھر کا عیش و آرام اور دنیا بھر کی دولت کیا تیرے قبضے میں ہو تو اس عذاب کے چھٹکارہ کے بدلہ میں تجھکو وہ عیش و دولت دینی منظور ہے وہ شخص کہیگا ہاں اوسوقت اللہ تعالیٰ فرمادیگا کہ جب تو پیدا بھی نہیں ہوا تھا اوسی وقت اللہ تعالیٰ نے تجھ سے یہ ایک ادنی سی بات چاہی تھی کہ اللہ کے عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ کیجیو جب تجھ سے وہ بات نہ ہو سکی تو آج کیونکر تیرا چھٹکارہ اس عذاب سے ہو سکتا ہے صحیح مسلم میں ان ہی انسؓ بن مالک سے دوسری روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے سے بڑے عیش طلب گنہ گار سے دوزخ میں ڈالتے ہی پوچھا جاویگا تو نے دنیا میں اپنی عمر بھر میں کبھی کچھ آرام پایا تھا تو اوس عذاب کے مارے وہ دنیا کے آرام کو بالکل بھلا دیگا اور کہیگا میں نے ہرگز کبھی کوئی آرام نہیں پایا اسیطرح دنیا کے بڑے سے بڑے مصیبت زدہ شخص سے جنت میں داخل ہوتے ہی یہ پوچھا جاویگا کہ دنیا میں اپنی عمر بھر میں تو نے کوئی مصیبت بھگتی تھی تو اوس آخرت کے عیش کے آگے وہ دنیا کی سب مصیبتیں بھول جاوے گا اور کہیگا میں نے ہرگز کبھی کوئی مصیبت نہیں بھگتی سورہ العنکبوت میں آویگا جب یہ مشرک لوگ کشتی میں سوار ہوتے اور کشتی کے ڈوب جانیکا خوف ہوتا تو اوس خوف کے وقت اپنے بتوں کو بالکل بھول

جاتے تھے اور خالص اللہ تعالیٰ سے کشتی کے ڈوبنے کی مصیبت کے ٹل جانے کی التجا کرتے تھے صحیح بخاری وغیرہ کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جب ان مشرکوں نے سرکشی پر کمر باندھی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے مکہ میں ایسا سخت قحط پڑا کہ مکہ کے لوگ نہ کھانے تک کی چیزیں بھی کھا گئے اور اس قحط کے زمانہ میں اگرچہ ان لوگوں نے اپنے بتوں سے مینہ برسنے کی دعا کرنے کی التجا کی آخر ناچار ہو کر انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مینہ برسنے کی دعا کرنے کی التجا کی اور آپ کی دعا سے مینہ برسا سورہ العنکبوت کی آیتوں اور اوپر کی انس بن مالک کی روایتوں اور عبداللہ بن مسعود کی روایت کو ان آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اے رسول اللہ کے اگر تم ان عذاب کی جلدی کرنے والوں سے پوچھو گے کہ اللہ کے حکم سے کوئی آفت تم پر آگئی تو جو اللہ کشتی کے ڈوب جانے کے خوف کے وقت ڈوبنے کی آفت سے اور رات دن میں اسی طرح کی ہزاروں آفتوں سے تم کو بچاتا ہے اس نئی آفت سے بھی وہی تم کو بچاویگا قرآن کی نصیحت مال دینے کے جرم کی سزا میں کوئی عذاب نازل ہو گیا تو تمہارے بتوں کی یہ طاقت ہے کہ سوائے اللہ کے حکم اور اس کی مدد کے وہ بت اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے عذاب کو ٹال دیویں گے اے رسول اللہ کے کشتی کے ڈوبنے کے اور مکہ کے قحط کے حال یاد کر کے یہ تو ان لوگوں کا منہ نہیں کہ سوائے اللہ کی مدد کے اسکے بھیجے ہوئے عذاب سے بچ جانے کا ذکر یہ لوگ زبان پر لاویں بلکہ بات فقط اتنی ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آزمائش کے طور پر ان کو اور ان کے بڑوں کو دنیا کی خوشحالی جو دی اسکے نشہ میں یہ بیوقوف اسلام کی روز بروز کی ترقی کو دیکھ کر چونکتے ہیں نہ بہروں کی طرح قرآن کی نصیحت کو سنتے ہیں اور نہ عذاب کی جلدی کرنے کے انجام کو سمجھتے ہیں لیکن اللہ کے کچھ عذاب کا حصہ اگر ان کو دنیا میں مل گیا تو اپنی گنہگاری کا اقرار کرنے لگیں گے مگر وہ بے وقت کا اقرار ان کے کچھ کام نہ آوے گا اور دنیا کے عذاب کے علاوہ جب آخرت کے عذاب میں گرفتار ہوں تو دوزخ کے پہلے ہی جھونکے میں دنیا کی یہ خوشحالی بھول جاویں گے۔

منزل ۴

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ

اور رکھیں گے ہم ترازو دین انصاف کی قیامت کے دن پھر ظلم نہ ہوگا کسی جی پر ایک ذرہ اور اگر ہوگا برابر رائی کے دانے

مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝

کے وہ ہم لے آوین گے اور ہم بس ہیں حساب کرنے کو

معتبر مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قیامت کے دن اعمال کے تولنے کے لئے ایک ہی ترازو قائم کی جاویگی لیکن اس ایک ترازو میں ہر ایک جنس کے عمل مثلاً نفلی نماز روزہ حج فرضی نماز روزہ حج علیحدہ یہ سب کچھ تولا جاویگا اسواسطے وہ ایک ترازو گویا کئی ترازوؤں کا کام دیویگی اس لئے اس آیت میں ترازوؤں میں فرمایا ترازو میں لفظ جمع کا فرمایا ہے جسکے معنے یہ ہیں کہ ہر ایک شخص کی کئی کئی ترازوئیں قائم ہونگی اس ترازو میں کیا چیز تلے گی نیک و بد عمل والے لوگ تلیں گے یا عمل کے کاغذ تولیں گے یا خود عملوں کو ایک جسم جدا گانہ وہ جسم تولا جاویگا اگرچہ مفسرین کے اس باب میں چند قول ہیں مگر امور آخرت میں جہاں عقل کا کچھ دخل نہیں

بدون صحیح حدیث صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی مفسر کا قول قابل بھروسہ نہین قرار پا سکتا خود صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بات صحیح قرار پائی ہے وہ یہی ہے کہ خود اعمال تولے جاوین گے صحیح بخاری و مسلم مین ابو ہریرہؓ کی جو روایت ہے اُس مین آپنے سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم کو فرمایا ہے کہ یہ دو کلمے ایسے ہین کہ زبان پر ہلکے ہیں اور قیامت کے دن میزان مین بھاری ہین اور یہ دو کلمے اللہ کو بہت پیارے ہیں جس کاغذ کے پرچے پر یہ دونون کلمے لکھے جاوین گے اُسکا ہلکا پن تو خود معلوم ہے اس لئے ظاہر ہے کہ خود ان کلمونکا بوجھ آنحضرت کا مطلب ہے مسند امام احمد بن حنبل ترمذی ابن ماجہ اور مستدرک حاکم مین عبداللہ بن عمرو بن العاص سے جو روایتین ہیں اُنکا حاصل یہ ہے کہ ایک کم سو دفتر ایک شخص کے گناہون کے قیامت کے دن اتنی دور تک پھیلنے کے قابل بنے نکلین گے جتنی دور آدمی کی نگاہ کام کر سکتی ہے جب وہ شخص دوزخ مین بھیجا جانے لگے گا تو اللہ تعالیٰ فرماوے گا اس کا ایک عمل تولنے سے رہ گیا ہے اسپر ایک چھوٹا سا پرچہ کاغذ کا لایا جاویگا جس مین کلمہ توحید کا ثواب لکھا ہوگا تو لنے مین وہ کاغذ کا پرچہ ایک کم سو دفترون سے بھاری نکلے گا اب یہ بات تو ظاہر ہے کہ کاغذ کے پرچہ مین اس قدر بوجھ کہان سے آسکتا ہے یہ عمل کا بوجھ ہے ترمذی نے اس حدیث کو حسن اور حاکم شرط مسلم پر صحیح کہا ہے غرض صحیح روایتون سے خود عملونکا تولا جانا ثابت ہوچکا ہے سوائے ان روایتون کے فقط مسند امام احمد بن حنبل کے ایک روایت ہے اُسکی سند ایسی قوی نہیں ہے اور بلا کسی روایت کی سند کے بعضے مفسرون نے کچھ قول جو اس باب مین نقل کئے ہیں وہ صحیح حدیث کے روبرو کسی گنتی مین نہیں ہیں تین موقع قیامت کے دن بڑے سخت ہیں ایک یہی اعمال تولنے کا کہ کسی کا نیکی کا پلڑا بھاری نکلتا ہے اور کسی کا بدی کا دوسرے نامہ اعمال کے بٹنے کا موقع کہ کس کے سیدھے ہاتھ مین وہ کاغذ آتا ہے اور کس کے اُلٹے ہاتھ مین تیسرا پل صراط کے گزرنے کا موقع کہ کون صحیح سالم گذرتا ہے اور کون کٹ کر دوزخ مین گر پڑتا ہے ابو داؤد مین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک روز دوزخ کے عذاب کی نعمت یاد کر کے مین رونے لگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کیون روتی ہو مین نے کہا دوزخ کا عذاب یاد کر کے روتی ہون پھر مین نے آنحضرت سے پوچھا کہ قیامت کے دن آپ اپنے اہل و عیال کو یاد بھی رکھیں گے آپ نے فرمایا تین موقعے تو ایسے ہیں کہ کوئی کسی کو یاد نہیں رکھے گا پھر آپ نے اعمال کے تولے جانے اور نامہ اعمال کے بٹنے اور پل صراط کے گزرنے کے تین موقع کا نام لیا یہ حدیث صحیح ہے چنانچہ اس کی صحت کا حال سورہ اعراف مین گزر چکا ہے اور منشے اس حدیث کے یہ ہین کہ ان تینون سخت موقعون پر آپ کو اُمت کی شفاعت اور تینون موقعون سے نجات کا خیال زیادہ ہوگا اور آپ کے دل پر اسوقت ایک پریشانی سی ہوگی کیونکہ بعضے لوگ تو پل صراط پر ہون گے اور بعضے جو پل صراط پر سے گزر چکے ہون گے اودھر اونکے اعمال تولنے شروع ہو جاوین گے اس لئے پل صراط والے لوگون کی سلامتی سے گزر جانے کی شفاعت فرمانے کے لئے گھڑی آپ پل صراط پر تشریف لاوین گے ..... اور گھڑی میزان والے لوگون کی شفاعت کے لئے میزان کے پاس تشریف لیجاوین گے غرض یہ معنے اس حدیث کے نہیں ہیں کہ ان تینون موقعون پر آپ امت کے حال سے بے خبر ہو جاوین گے چنانچہ ترمذی میں حضرت انسؓ کی جو حدیث ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں مین نے

منزل ۴

آنحضرت سے قیامت کے دن خاص طور پر اپنی شفاعت کی التجا کی تو آپ نے میری التجا کو قبول فرمایا پھر میں نے آپ سے پوچھا کہ میں آپ کو شفاعت کیلئے کہاں ڈھونڈوں آپنے فرمایا کہ پہلے مجھکو پلصراط پر ڈھونڈنا پھر میزان کے پاس پھر حوض کوثر ان تینوں مقاموں میں سے کسی مقام میں میں ضرور ہونگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پلصراط اور میزان کے پاس بھی آنحضرت شفاعت فرماوینگے کیونکہ حضرت انس سے تو شفاعت کا ہی وعدہ تھا پھر اس عام کے پورا کرنے کیلئے جو مقامات آپنے بتلائے بلاشک وہ مقامات شفاعت کے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان مقاموں پر عام امت کی نجات کے خیال میں مصروف ہونے کے سبب سے حضرت خود یاد رکھنے کا وعدہ آنحضرت نے انس سے نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ خود حضرت انس آنحضرت کو ڈھونڈلیویں اسی طرح حضرت عائشہ سے ان مقاموں پر اہل وعیال کے یاد رکھنے کا وعدہ آپنے نہیں فرمایا انس بن مالک کی اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے حاصل مطلب آیت کا یہ ہے کہ قیامت کے دن نہایت انصاف سے لوگوں کے عمل تولے جاویں گے اور عملوں کے تولے جانے کے بعد جن کے نیک عملوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ جنتی قرار پاویں گے اور جنکا بد عملوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ دوزخ میں جاویں گے اور دوزخ میں جانے کے بعد جس شخص کے دل میں ذرے برابر بھی ایمان ہوگا اُسکی شفاعت ہوگی اور آخر ایسا ہر ایک شخص دوزخ سے نکل کر جنت میں جاویگا چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوسعید خدری کی روایتہ کئی جگہ گذر چکی ہے جسمیں شفاعت کا ذکر تفصیل سے ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذر کی حدیث قدسی کئی جگہ گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے اس حدیث سے فلا تظلم نفس شیئا کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ظلم ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے اسواسطے قیامت کے دن کی جزا و سزا میں کسی پر یہ ظلم نہ ہوگا کہ نیکی کی جزا گھٹا یا بدی کی سزا بڑھا دی جاوے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایتہ جو ابھی گزر چکی ہے اوس سے وان کان مثقال حبتہ من خردل آتینا بہا کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ فقط کلمہ توحید کا تو اب ہی بغیر وزن کے نہیں چھوڑا گیا معتبر سند کی انس بن مالک کی روایتہ مسند بزار کے حوالہ سے کئی جگہ گزر چکی ہے کہ بعضے لوگوں کے اعمال ناموں میں سے کچھ نیک عملوں کے نکال ڈالنے کا جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حکم دیویگا تو اعمال نامہ لکھنے والے فرشتے عرض کریں گے یا اللہ ظاہری طور پر تو ان عملوں میں کوئی خرابی نہیں معلوم ہوتی اللہ تعالیٰ فرماویگا تمکو النسان کی نیت کا حال معلوم نہیں مجھکو معلوم ہے کہ یہ عمل نیک نیتی سے نہیں کئے گئے اس حدیث سے وکفیٰ بنا حاسبین کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو النسان کے دل کے ارادہ اور نیت تک کا حال معلوم ہے اس لئے اوس سے بڑھکر کوئی حساب کا لینے والا نہیں ہے،،

منازل ۴

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ

اور ہمنے دی تھی موسی اور ہارون کو چکوائی اور روشنی اور نصیحت ڈر والوں کو جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے

وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ۭ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝

اور وہ قیامت کا کھٹکا رکھتے ہیں اور یہ ایک نصیحت ہے برکت کی جو ہمنے اتاری سو کیا تم اسکو نہیں مانتے

سورہ قصص میں آویگا ولقد آتینا موسی الکتاب من بعد ما اھلکنا القرون الاولی بصائر للناس جسکا حاصل یہ ہے کہ قوم نوح سے لیکر فرعون تک پچھلے لوگوں کے عام عذابوں سے ہلاک ہو جانے کے بعد موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ نازل ہوئی ہے مطلب یہ ہے کہ تفصیلی احکام اور پچھلے نافرمان لوگوں کے قصے ملاکر توراۃ کی ترتیب ایسی ہے جس سے لوگوں کے دلوں پر پورا اثر پڑیگا، اب قرآن شریف میں توراۃ کی باتیں بھی ہیں اور انجیل کی بھی اور موسیٰ علیہ السلام عیسےٰ علیہ السلام کے بعد توراۃ اور انجیل میں جو خرابیاں پڑگئی تھیں اونکا بھی ذکر ہے اسی واسطے قرآن شریف میں اکثر جگہ توراۃ اور قرآن کا ذکر ساتھ آیا ہے جس سے یہ جتلایا گیا ہے کہ توراۃ میں لوگوں کے دلپر اثر پڑنے کی جو باتیں تھیں قرآن میں اُنسے بڑھکر ہیں اسپر بھی قرآن کی نصیحت کو جو لوگ نہیں مانتے وہ اللہ کے علم غیب میں بدنصیب ٹھہر چکے ہیں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایتہ کئی جگہ گزر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام دنیا کی نبوت کو ایک خوشنما محل کی مثال سے سمجھا کر یہ فرمایا ہے کہ اس خوشنما محل کے پورے ہو جانے میں ایک روہ کی کسر تھی میرے رسول ہو جانے کے بعد وہ روہ پورا ہوکر اوس خوشنما محل کی تعمیر پوری ہوگئی اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ اگرچہ توراۃ کی ترتیب ایسی تھی جس سے لوگوں کے دل پر بڑا اثر پڑتا تھا لیکن پھر بھی نبوت کے محل کے پورا ہونے میں ایک روہ کی کسر تھی خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہو جانے اور قرآن کے نازل ہونے کے بعد وہ روہ پورا ہوکر نبوت کے محل کی تعمیر کامل ہوگئی اسیواسطے مسند امام احمد اور صحیح ابن حبان میں جابرؓ بن عبداللہ سے اور مسند امام احمد اور ابن ماجہ میں حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ سے جو صحیح روایتیں ہیں اونمیں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے زمانہ میں اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو سوائے میری پیروی کے اور کچھ نہ بن آتا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے نازل ہو جانے کے بعد اونہیں توراۃ کی پیروی کافی نہ ہوتی سورہ الکہف میں گزر چکا ہے کہ قریش نے یہود کو اہل کتاب اور توراۃ کو کتاب آسمانی جانکر یہود کے پاس خاص طور پر اس غرض سے چند آدمی بھیجے تھے کہ یہود توراۃ میں کی کچھ مشکل باتیں قریش کو تبلا دیں تاکہ قریش اون باتوں کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھکر آپکی نبوت کی صداقت کو آزماویں اسپر یہود نے روح کا خضر علیہ السلام اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا حال پوچھنے کا مشورہ قریش کو دیا اور یہ باتیں قریش نے یہود کے مشورہ کے موافق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں اور سورہ بنی اسرائیل وسورہ الکہف میں ان باتوں کے جواب کی آیتیں نازل ہوئیں اسی واسطے ان آیتوں میں توراۃ اور قرآن کا ذکر ساتھ ہے ذکر قریش کو یوں فائل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ نازل فرمائی جس سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرنیوالوں کے ہاتھ میں گویا روشن مشعل آگئی کہ اوس سے وہ سب عقبیٰ کی بھیدوں کی باتوں کو اچھی طرح دیکھ سکتے ہیں دنیا میں عقبیٰ کی باتیں بن دیکھی ہیں اس لئے قرآن شریف میں جگہ جگہ اون باتوں کو غیب کی باتیں فرمایا چکوتی سے مطلب فیصلہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مثلاً جادوگروں نے اپنی لکڑیوں اور رسیوں کے جھوٹے سانپ زمین پر چھوڑے تھے لیکن موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کا ایک لکڑی کا سانپ اون سب جھوٹے سانپوں کو نگل گیا جس سے اسوقت کے سب لوگوں کے سامنے پورا پورا فیصلہ ہوگیا اگرچہ فرقان کی تفسیر میں سلف کے اور بھی قول ہیں لیکن حافظ ابوجعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر میں عبدالرحمن بن زید کے

منزل

اسی قول کو ترجیح دی ہے - کہ فرقان سے مقصود موسیٰ علیہ السلام کے معجزے ہیں اور ضیا سے مقصود توراۃ ہے اسواسطے اردو کے دونون ترجمون میں یہی قول لیا ہے یہ عبدالرحمن بن زید بن اسلم سفیان بن عیینہ کے متبع تابعیون میں ہیں اگرچہ حدیث کی روایۃ میں ان عبدالرحمن کو علماء نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن تفسیر کے باب مین ان کے قول کا اعتبار ہے اسی واسطے حافظ ابوجعفر ابن جریر نے ان کا قول لیا ہے - آگے فرمایا جس طرح اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ نازل فرمائی اسطرح خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل فرمایا یہ ان لوگون کی نادانی ہے کہ توراۃ کو کتاب آسمانی اور موسیٰ علیہ السلام کو انسان رسول مانکر قرآن کے کتاب آسمانی ہونے مین یہ حجت پیش کرتے ہیں کہ اللہ کا رسول انسان نہین ہو سکتا کوئی فرشتہ ہونا چاہیے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن قرآن کی پیروی کرنے والون کی تعداد اور آسمانی کتابون کی پیروی کرنے والون کی تعداد سے زیادہ ہوگی قرآن کی نصیحت کو برکت کی نصیحت جو فرمایا اسکا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن کی نصیحت کی برکت سے اس کے پیرو قیامت کے دن زیادہ ہون گے اور دوسری آسمانی کتابون کے پیرو کم -

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ

اور اگے دی تھی ہمنے ابراہیم کو اسکی نیک راہ اور ہم رکھتے ہیں اسکی خبر جب کہا اسنے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو یہ کیا

منزل ۴ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ۝ قَالَ

مورتین ہین جنپر تم لگے بیٹھے ہو بولے پایا ہے اپنے باپ دادونکو انہین کو پوجتے بولا

لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ

مقرر رہے ہو تم اور تمہارے باپ دادے صریح غلطی مین بولے تو ہم پاس لایا ہے سچی بات یا تو کھلاڑیان

الربع اللّٰعِبِيْنَ ۝ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ

کرتا ہے بولا نہین پر رب تمہارا وہی ہے رب آسمان اور زمین کا جسنے انکو بنایا اور مین اسی بات کا قائل ہون

سورہ الانعام مین گزر چکا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش نمرود بن کنعان عراق کے بادشاہ کے زمانہ مین ہوئی ہے مکہ کے مشرک لوگ اپنے آپکو ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ پر بتلاتے تھے اسواسطے ان لوگون کو موسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ سے قائل کرنے کے بعد ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان فرما کر انہین یون قائل کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام تو بچپنے ہی مین بت پرستی سے بیزار تھے پھر مکہ کے بت پرست اپنے آپ کو ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ پر کیونکر کہہ سکتے ہیں نمرود اور اسکے ساتھی ستارہ پرست لوگ تھے ستارون کی پرستش کی نیت سے ان لوگون نے ستارون کی مورتین بنا رکھی تھین جنکو ابراہیم علیہ السلام نے تماثیل کہا ہی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوسعید خدری کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جس شخص کے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان ہے وہ آخر کو دوزخ سے نکل کر جنت مین جاویگا معتبر سند سے ابن ماجہ اور صحیح ابن خزیمہ مین ابوہریرہؓ کی روایۃ سے حدیث قدسی ہے کہ شرک کا

کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مین مقبول نہیں اللہ کی وحدانیت کے اعتقاد کو نیک راہ اور شرک کے اعتقاد کو صریح غلطی جو فرمایا اُس کا مطلب بھی جو ثبوت سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے حاصل مطلب یہ ہے کہ موسیٰ اور ہارون کو نیک راہ کی توفیق سے پہلے اللہ تعالیٰ نے چھوٹی سی عمر مین ابراہیم علیہ السلام کو نیک راہ کی توفیق دی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں یہ بات ٹھہر چکی تھی کہ ازر بت پرست کے گھرانہ مین ابراہیم علیہ السلام ایسے نیک راہ اور اللہ کے رسول ہون گے اُنکے بعد اُنکے گھرانہ میں قیامت تک نبوت چلیگی آگے ابراہیم علیہ السلام کے نیک راہ پر ہونے کی یہ تفصیل بیان فرمائی کہ وہ اپنے باپ اور اپنی قوم کو بت پرستی کی حالت پر نہ دیکھ سکے اس لئے اونھون نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگون سے پوچھا کہ تم ان مورتون کی پوجا مین ہر وقت کیون لگے رہتے ہو ابراہیم علیہ السلام کے باپ اور قوم کے لوگون نے جواب دیا کہ ہم اپنے باپ دادا کے طریقہ پر ہین وہ بھی یہی کیا کرتے تھے جو ہم کرتے ہین ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی مورتون کی اس قدر تعظیم کرنے میں تم بھی بڑی غلطی میں پڑے ہوئے اور تمہارے باپ دادا بھی غلطی پر تھے ابراہیم علیہ السلام کی یہ بات سنکر اون کے باپ اور اون کی قوم کے لوگون نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ جب تم ہمکو اور ہمارے بڑون کو غلطی پر بتاتے ہو تو تم ہمارے طریقہ سے بڑھکر کوئی ٹھیک طریقہ بتلا سکتے ہو یا بچون کی طرح جو مونہہ مین آتا ہے وہ کہہ رہے ہو ابراہیم علیہ السلام نے کہا جو مونہہ مین آوے وہ مین نہیں کہتا بلکہ مین تو تم کو ٹھیک طریقہ بتلاتا ہون کہ جس اللہ نے آسمان زمین سب کچھ پیدا کیا انسان پر اُس کی تعظیم واجب ہے ان مورتون نے تعظیم کے قابل کونسا کام کیا ہے جو تم ان کی تعظیم مین ہر وقت لگے رہتے ہو اُسکے پیدا کئے ہوئے آسمان و زمین اور مین سب اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ تعظیم کے قابل وہی ایک ذات ہے جس نے سب کچھ پیدا کیا۔ منزل ۴

وَتَاللّٰهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُمْ بَعْدَ أَنْ تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ ۝ فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَّهُمْ

اور قسم اللہ کی مین علاج کرونگا تمہارے جو نکا جب تم جا چکوگے پیٹ پھیر کر پھر کر ڈالا اُنکو ٹکڑے مگر ایک بڑا اُن کا

لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ۝ قَالُوا مَنْ فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ ۝ قَالُوا سَمِعْنَا

کہ شاید اس پاس پھر آویں کہنے لگے کسنی کیا یہ کام ہمارے ٹھاکرون سے وہ کوئی بے انصاف ہے وہ بولے ہنے سنا ہے

فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ۝ قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ ۝

ایک جوان اُنکو کچھ کہتا ہے اُسکو پکارتے ہیں ابراہیم وہ بولے اُسکو لے آؤ لوگون کے سامنے شاید وہ دیکھین

قَالُوا أَأَنْتَ فَعَلْتَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ ۝ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ ۝

بولے کیا تونے کیا ہے یہ ہمارے ٹھاکرون پر اے ابراہیم بولا نہین پر یہ کیا اُنکے اِس بڑے نے سو اُنسے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہین

تفسیر سدی اور تفسیر ابن ابی حاتم مین زید بن اسلم وغیرہ کی روایتون سے ان آیتون کی تفسیر کے طور پر جو قصہ ہے سورہ والصافات کے قصے کے ملانے سے اس سب قصے کا حاصل یہ ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کی نصیحت سے اونکے باپ ازر اور قوم کے لوگون نے بت پرستی نہیں چھوڑی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل مین یہ بات سمائی کہ کبھی موقع پاکر ان بتون کا پورا علاج کرنا چاہئے

ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے لوگوں میں ہر سال ایک میلہ بستی کے باہر ہوا کرتا تھا جسمیں بستی کے سب لوگ جایا کرتے تھے بتوں کے توڑنے کے سال میں جب وہ میلہ کا وقت آیا تو ابراہیم علیہ السلام بیماری کا عذر ظاہر کر کے اُس میلہ میں نہیں گئے اور دبی ہوئی آواز سے بتوں کو صدمہ پہنچانے کی یہ قسم کھائی جسکا ذکر ان آیتوں میں ہے قوم کے لوگوں کے بستی کے باہر چلے جانے کے بعد بتخانہ کو اکیلا پاکر ابراہیم علیہ السلام بت خانہ میں گئے قوم کے لوگ میلہ میں جاتے وقت کچھ کھانا پکا کر بتوں کے آگے رکھ جاتے تھے اور میلہ میں سے جب پلٹ کر آتے تو وہ کھانا تبرک کے طور پر سب قوم کے لوگ ملکر کھالیا کرتے تھے اس لئے بت خانہ میں جانے کے بعد بتوں کے سامنے وہ کھانا دھرا ہوا دیکھکر پہلے تو ابراہیم علیہ السلام نے دل لگی کے طور پر ان بتوں سے یہ کہا کہ تم یہ کھانا کیوں نہیں کھاتے جب بتوں نے اس بات کا جواب نہیں دیا تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا تم بولتے کیوں نہیں اس کے بعد سب میں بڑے بت کو تو ابراہیم علیہ السلام نے ثابت چھوڑ دیا اور باقی کے سب چھوٹے بتوں کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ابراہیم علیہ السلام نے بڑے بت کو جس غرض سے ثابت چھوڑ دیا اُس کا ذکر خود ان آیتوں میں ہے کہ قوم کے لوگوں نے جب ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ ابراہیم کیا تم نے ہمارے بتوں کو توڑا ہے تو ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا یہ بڑا بت ثابت نظر آتا ہے اسی نے چھوٹے بتوں کو اس غصہ سے توڑ ڈالا ہوگا کہ اس بڑے بت کے ساتھ چھوٹے بتوں کی پوجا کیوں کی جاتی ہے، یہی مطلب لعلھم الیہ یرجعون کا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قوم کے لوگ میلہ سے پلٹ کر شاید بڑے بت کے پاس آویں اور اُسکو ثابت اور چھوٹے بتوں کو ٹوٹا ہوا پاکر خیال کریں کہ بڑے بت نے ہی چھوٹے بتوں کی پوجا سے چڑکر اونکو توڑ ڈالا ابراہیم علیہ السلام نے جب دبی ہوئی آواز سے قسم کے صدمہ پہنچانے کی قسم کھائی تھی تو قوم میں کے کچھ لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام کی آواز سن لی تھی اسواسطے ان لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام کا نام لیا اور قوم کے لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام پر بتوں کے توڑنے کا الزام لگا کر نمرود کے روبرو اپنی فریاد پیش کی اور سب کی صلاح سے جب ابراہیم علیہ السلام نمرود کے سامنے بلائے گئے تو انھوں نے یہ کہا کہ تم لوگ بڑے بت کے ساتھ چھوٹے بتوں کی پوجا کرتے تھے اسواسطے اُسکو غصہ آیا اور اُس نے چھوٹے بتوں کو توڑ ڈالا اگر تمہارے ان بتوں میں بولنے کی طاقت ہے تو ان ہی سے اس حالکو دریافت کر لیا جاوے قوم کے لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام پر بتوں کے توڑنے کا الزام لگا کر اپنے بادشاہ نمرود کے روبرو اپنی فریاد اس لئے پیش کی کہ وہ بت پرست بادشاہ اس فریاد کو سنکر ابراہیم علیہ السلام کے حق میں کوئی سخت سزا تجویز کرے اور تمام اہل دربار اور قوم کے لوگ بادشاہی سزا کی شہرت کے سبب سے سزا کے موقع پر انکو اس سزا کو آنکھوں سے دیکھ لیں ان لوگوں کے اسی مطلب کو فأتوا بہ علی اعین الناس لعلھم یشھدون کے لفظوں سے ادا فرمایا گیا ہے صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے دین الٰہی کی حفاظت میں ایسی تین باتیں منھ سے نکالیں ہیں جنکی ظاہری صورت جھوٹ کی سی ہے ان میں سے یہ بات نکلتی ہے کہ بتوں کو خود توڑا اور بڑے بت کا نام لیا اور کہدیا اگر تمہارے ان بتوں میں بولنے کی طاقت ہو تو اون سے یہ حال دریافت کر لیا جاوے حاصل یہ ہے کہ بڑے بت کا نام لینے میں ظاہری صورت تو جھوٹ کی تھی اور حقیقت میں

فائدہ

بل فعلہ کبیرھم سے ابراہیم علیہ السلام کا یہ مطلب تھا کہ یہ کام ایسے بڑے نے کیا ہے جو ان بتوں کو صدمہ پہنچانے کی ایسی طاقت رکھتا ہے جسکے آگے یہ بت بالکل عاجز ہیں دوسری بات وہی ہے کہ بیماری کا عذر کرکے ابراہیم علیہ السلام میلہ میں نہیں گئے جس سے اونکا مطلب یہ تھا کہ جس طرح بیمار شخص کہیں نہیں جاسکتا اسی طرح میں بھی اس میلہ میں نہیں جاسکتا تیسری بات یہ ہے کہ ملک عراق سے ملک شام کے سفر کے وقت جب مصر کے ایک ظالم بادشاہ نے خوبصورتی کے سبب سے حضرت سارہ کو بدکاری کے ارادہ سے پکڑ بلایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے کہہ دیا تھا کہ وہ بادشاہ میرا حال پوچھے تو کہہ دینا وہ میرے بھائی ہیں جس سے اون کا مطلب یہ تھا کہ حضرت سارہ اون کی دینی بہن ہیں وہ بدکار ظالم بادشاہ ہر ایک خوبصورت عورت کو بدکاری کے لئے زبردستی پکڑوا لیتا تھا اور اگر یہ سن لیتا تھا کہ عورت کے ساتھ اُس کا خاوند بھی ہے تو اوس مرد کو قتل کرا دیتا تھا اسی آفت سے بچنے کے لئے ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے یہ کہہ دیا تھا کہ وہ ظالم بادشاہ میرا حال پوچھے تو کہہ دینا وہ میرے بھائی ہیں ابوہریرہؓ کی اسی روایت میں حضرت سارہ کا باقی کا قصہ یوں ہے کہ اوس ظالم بادشاہ نے کئی دفعہ بدکاری کا ارادہ کیا لیکن اس بُرے ارادہ کے ساتھ ہی وہ بدہوش ہوجاتا آخر عاجز آکر اوس نے حضرت سارہ کو رخصت کیا اور حضرت ہاجرہ کو حضرت سارہ کی خدمت کے لئے دیا اچھے لوگوں کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف زیادہ ہوجاتا ہے اسلئے ظاہری صورت کے جھوٹ سے بھی حشر کے دن ابراہیم علیہ السلام ڈریں گے چنانچہ صحیح بخاری کی ابوہریرہؓ کی شفاعت کی روایت میں اس کا ذکر تفصیل سے ہے۔

منزل ۴

فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ

پھر سوچے اپنے جی میں پھر بولے لوگو تم ہی بے انصاف ہو پھر اوندھے ہو رہے سر ڈالکر

لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ۝ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا

تو تو جانتا ہے جیسا یہ بولتے ہیں بولا کیا تم پوجتے ہو اللہ سے ورے ایسے کو کہ تمہارا کچھ بھلا کرے

وَّلَا يَضُرُّكُمْ ۝ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

نہ برا بیزار ہوں میں تم سے اور جنکو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے کیا تم کو بوجھ نہیں

جب ابراہیم علیہ السلام نے قوم کے لوگوں کو یہ کہہ کر چپ کردیا کہ ان چھوٹے بتوں سے تو یہ پوچھا جاوے کہ ان کو کس نے توڑا ہے اور بڑے بت سے یہ پوچھ لیا جاوے کہ اوس نے چھوٹے بتوں کو کیوں توڑا ہے تو قوم کے لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام کی اس بات کو اپنے دل میں سوچا اور آپس میں ایک نے دوسرے کی طرف دیکھکر یہ کہا کہ بغیر دیکھے ابراہیم علیہ السلام کو بتوں کے توڑنے کا الزام لگانا حقیقت میں ایک زیادتی اور بے انصافی کی بات ہے پھر گردن جھکا کر شرمندگی سے کہنے لگے ابراہیم تم کو کیا معلوم نہیں کہ یہ پتھر کے بت مونہہ سے نہیں بولتے قوم کے لوگوں سے یہ بات سنکر ابراہیم علیہ السلام نے اون سے کہا کہ تمہارے بت جب ایسے عاجز اور بے بس ہیں کہ جس نے انکو صدمہ پہنچایا اُس کا مقابلہ نہ کرسکے اور تمہارے پوچھنے پر یہ بھی نہیں بتلا سکتے کہ کس شخص نے انکو صدمہ پہنچایا تو پھر تم کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ تم اور تمہارے بت دونوں بیزاری کے قابل ہیں کیونکہ یہ بت اپنی پوجا

کرنے والون کے ساتھ نہ کچھ بھلائی کر سکتے ہین نہ پوجا کے چھوڑ دینے والوں کے ساتھ کچھ برائی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جو لوگ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے دوزخی قرار پا چکے ہیں اون کو دنیا مین پیدا ہونے کے بعد ویسے ہی کام اچھے اور آسان معلوم ہوتے ہیں اس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام کی نصیحت سے قوم کے لوگ اگرچہ بت پرستی کی برائی کو سمجھ گئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین وہ لوگ دوزخی ٹھہر چکے تھے اس لئے بجائے اس کے کہ وہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کی نصیحت کی کچھ قدر کرتے اونھون نے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ وہ بدسلوکی کی جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانْصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ ۝ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ

بولے اسکو جلاؤ اور مدد کرو اپنے ٹھاکرون کی اگر کچھ کرتے ہو ہمنے کہا اے آگ ٹھنڈک ہو جا اور آرام

إِبْرَاهِيمَ ۝ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ ۝

ابراہیم پر اور چاہنے لگے اسکا برا پہرا نہین کو ہمنے ڈالا نقصان مین

جب عقلی حجت مین حضرت ابراہیم کے باپ نمرود اور نمرود کے ساتھ کے لوگ حضرت ابراہیم پر غالب نہ آسکے تو اوسوقت ان سب لوگون نے صلاح کر کے یہ بات نکالی کہ حضرت ابراہیم کو آگ مین ڈالدین اس قصہ کے وقت حضرت ابراہیم کی عمر سولہ برس کی تھی تفسیر سدی مین ہے کہ وہ لوگ حضرت ابراہیم کے جلانے کے لئے لکڑیان جمع کرنے کو ایسا اچھا سمجھتے تھے کہ ایک عورت بھی اون لوگون مین بیمار ہوتی تھی تو یہ نذر مانتی تھی کہ اگر وہ اچھی ہو جاویگی تو ایک گٹھا لکڑیون کا اس انبار مین ڈلوا دے گی حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب یہ لوگ حضرت ابراہیم کو آگ مین ڈالنے کا قصد کر رہے تھے تو جو فرشتہ مینہ برسانے پر تعینات ہے اسکو گمان تھا کہ اللہ کا حکم اوسی فرشتہ کو اس آگ کے بجھانے کا ہوگا لیکن اللہ کا حکم کسی ذریعہ کا محتاج نہین اللہ تعالیٰ کے حکم سے خود آگ نے پانی کا کام دیا کیونکہ جس طرح پانی سے باغ سرسبز ہوتا ہے اوسی طرح آگ سے گلزار قائم ہو گیا اور تمام روئے زمین کی آگ اوس روز بجھ گئی اور اگر اللہ تعالیٰ اس طرح آگ کے ٹھنڈے ہونے کا حکم دیتا جس مین حضرت ابراہیم کی صحت و سلامتی کے باقی رہنے کا ذکر نہ ہوتا تو بلاشک اس روز حضرت ابراہیم کو آگ کی ٹھنڈک سے تکلیف اٹھانی پڑتی تفسیر ابن ابی حاتم مین روایت ہے کہ چالیس روز تک حضرت ابراہیم اس آگ مین تھے اور حضرت ابراہیم فرمایا کرتے تھے کہ اون دنون سے زیادہ آرام کے دن مین نے اپنی عمر مین نہین دیکھے نمرود نے ایک اونچا محل اس آگ کا تماشہ دیکھنے کو بنایا تھا جب نمرود نے دیکھا کہ حضرت ابراہیم صحیح و سالم اس آگ مین بیٹھے ہین تو اسنے چلا کر حضرت ابراہیم سے کہا کہ ابراہیم بلاشک تمہارا خدا بڑا قدرت والا ہے جس نے تم کو آگ مین نہین جلنے دیا مین بھی تمہارے خدا کی نام قربانی کرون گا حضرت ابراہیم نے جواب دیا کہ جب تو بت پرستی چھوڑے گا اسوقت تیری قربانی قبول ہوگی نمرود نے کہا یہ تو مجھسے نہ ہو سکے گا اسی طرح آزر اور اور لوگ بھی یہ حال دیکھکر خدا کی قدرت کے قائل ہوئے مگر ایمان نہ لائے اوپر بیان ہو چکا ہے کہ اس قصہ کے بعد حضرت ابراہیم ملک شام کو چلے

منزل ۴

تھے بخاری وسلم میں ام شریک سے روایت ہے کہ رسول خدا نے حکم دیا کہ حرم میں جس قدر جانور ہیں سب اپنے مقدور کے موافق حضرت ابراہیم کی آگ بجھانے کی کوشش کی مگر گرگٹ اس ارادہ سے پھونکیں مارتا تھا کہ وہ آگ اور بھڑک جائے اسواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کے مارنیکا حکم دیا حضرت عائشہ نے ایک بڑھیا سے پوچھا کہ گرگٹ کو مارنے میں اس غرض سے رکھی تھی کہ اس بڑھیا سے وہ گرگٹ کو مار کرتی تھیں حضرت عبداللہ بن عباس سے بخاری میں یہ بھی روایت ہے کہ جو قوت حضرت ابراہیم آگ میں ڈالا تو حضرت ابراہیم حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھ رہے تھے اور جنگ احد سے واپس ہوئے اور پھر دوبارہ لڑائی کے ارادہ سے مدینہ منورہ سے نکلنے کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں نے جب مشرکین کی بڑی بھاری فوج کے اکٹھی ہونیکی خبر دی تو آپ نے بھی یہی کلمہ پڑھتے تھے حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ نمرود اور اسکے ساتھیوں نے مشورہ کرکے یہ بات قرار دی کہ اگر اپنے ٹھاکر دنکا بدلہ لینا منظور ہے تو ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلا دیا جاوے یہاں اس قصہ کو مختصر طور پر فرمایا ہے سورہ والصافات میں ذکر ہے کہ ان لوگوں نے ایک چار دیواری کے اندر آگ جلائی اور ابراہیم علیہ السلام کو اسمیں ڈالا آگے فرمایا اللہ کے حکم سے وہ آگ ٹھنڈی ہوگئی اور اللہ کے رسول ابراہیم علیہ السلام کو اس آگ سے کچھ نقصان نہیں پہنچا بلکہ ان لوگوں کا ایندھن کا خرچ آگ جلانیکی محنت سب کچھ رائیگاں گیا جس سے یہ لوگ نقصان میں رہے علاوہ اس نقصان کے پہلے پانچ ہزار گز کی اونچی عمارت کے گر پڑنے سے اور پھر مچھروں کے عذاب سے نمرود اور اسکا لشکر جہلا ہوا یہ نقصان بھی انکو پہنچا تفسیر مقاتل تفسیر عبدالرزاق اور تفسیر ابن ابی حاتم کی حضرت عبداللہ بن عباس اور مزید بن اسلم کی روایتوں کے حوالہ سے یہ قصہ سورہ النحل میں گزر چکا ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جبتک چاہتا ہے نافرمان لوگوں کو مہلت دیتا ہے اور جب مہلت کے زمانہ میں وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہیں آتے تو ان کو کسی سخت عذاب میں پکڑ لیتا ہے اس حدیث کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ چار سو برس تک اللہ تعالیٰ نے نمرود کو مہلت دی لیکن جب وہ اتنی مہلت میں اپنی سرکشی سے باز نہ آیا تو ہم اپنے لشکر کے بڑی ذلت سے ہلاک ہوگیا اس قصہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی مخالفت کا انجام قریش کو سمجھایا تھا لیکن بارہ تیرہ برس کی مہلت میں جب انمیں کے سرکش لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے باز نہ آئے تو یہی انجام انکا ہوا کہ بدر کی لڑائی میں یہ لوگ بڑی ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت میں گرفتار ہوئے جس کا قصہ صحیح بخاری ومسلم کی انس بن مالک کی روایت سے کئی جگہ گزر چکا ہے۔

منزل ۴

وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ۭ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۭ
اور بچا نکالا اسنے اوسکو اور لوط کو اس زمین کی طرف جسمیں برکت دے رکھی ہے جہان کے واسطے اور بخشا اسنے اوسکو اسحٰق اور یعقوب دیا انعام میں

وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ۝ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ
اور سبکو نیک بخت کیا اور انکو کیا اپنے پیشوا راہ بتاتے ہمارے حکم سے اور کہہ بھیجا انکو کرنا نیکیوں کا اور کھڑی

الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ۝ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ
رکھنی نماز اور دینی زکوٰۃ اور وہ تھے ہماری بندگی میں لگے اور لوط کو دیا ہم نے حکم اور سمجھ اور بچا نکالا اسکو اس شہر سے

الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰۗىِٕثَ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝
جو کرتے تھے گندے کام وہ تھے لوگ برے بیحکم اور اسکو لے لیا اپنی مہر میں وہ ہے نیک بختوں میں

اوپر ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو آگ کے صدمہ سے بچایا ان آیتوں میں فرمایا کہ علاوہ آگ کے صدمہ سے بچانے کے ایسی دشمن قوم کی بستی میں سے انکو بھی نجات اسطرح دی کہ ابراہیم اور انکے بھتیجے لوط علیہما السلام کو ملک شام کی سرسبز اور برکت والی زمین میں پہنچا دیا اور ابراہیم علیہ السلام نے فقط بیٹے کی دعا کی اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے انکو بیٹا بھی دیا اور پوتا بھی دیا اور

اُن مین سے ہر ایک کو اللہ کی فرمانبرداری کی توفیق دی اور ایسا پیشوا مقرر کیا کہ جنکے سبب سے بہت لوگون کو نیک راہ کی سمجھ آگئی حضرت ابراہیم کے بعد عیسی علیہ السلام تک کے سب نبی حضرت ابراہیم کے بیٹے اسحاق علیہ السلام کی اولاد مین اور حضرت عیسی علیہ السلام کے بعد خاتم الانبیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسماعیل علیہ السلام کی اولاد مین پیدا ہوئے اسی واسطے ابراہیم علیہ السلام اور اونکی اولاد کو پیشوا فرمایا اسی طرح ان مین سے ہر ایک کو نماز زکوۃ ہر ایک طرح کے نیک کامون کے بجالانے کا حکم دیا اور اپنی ذات سے بھی اُس حکم کی اونھون نے پوری تعمیل کی ملک عراق سے ملک شام کی طرف جب ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کی تو ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے لوط علیہ السلام بھی ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تھے ابراہیم علیہ السلام جب ملک شام مین پہنچکر رہنے لگے تو ملک شام کی ایک بستی سدوم کے لوگون کی ہدایت کے لیے لوط علیہ السلام بھیجے گئے قوم لوط کے لوگون کو لڑکون سے فعلی کرنے کی عادت تھی یہ بڑے گندے کام فرمایا مدت تک لوط علیہ السلام نے ان لوگون کو اس گندے کام سے باز آنے کی نصیحت کی مگر اون مین سے ایک شخص بھی راہ راست پر نہ آیا اس لئے اللہ تعالی نے جبرئیل علیہ السلام میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام کو انسان کی صورت مین قوم لوط کے عذاب کے لئے بھیجا پہلے یہ انسان کی شکل کے فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور انکو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی اور پھر تھوڑے دن کے بعد اونھون نے بستی کے الٹ دینے کے عذاب سے تمام قوم لوط کو غارت کردیا لوط علیہ السلام اور انکی بیٹیون کو اللہ تعالی نے اس عذاب سے بچالیا اوسی کا ذکر آخری آیت مین ہے یہ سورہ ہود مین تفصیل سے گزر چکا ہے۔ سورہ ہود کی آیتون کو ان آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ جن فرشتون نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی تھی وہی فرشتے قوم لوط کے عذاب کا حکم بھی لیکر آئے تھے اسی واسطے ایک ہی جگہ دونون باتون کا ذکر ان آیتون مین فرمایا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسی اشعری کی روایۃ اور انس بن مالک کی روایۃ جو اوپر کی آیتون کی تفسیر مین گزر چکی ہیں وہی روایتین ان آیتون کی تفسیر ہیں جس کا حاصل وہی ہے جو اوپر کی آیتون کی تفسیر مین بیان کیا گیا ملک شام بڑا سرسبز ملک ہے اور ابراہیم علیہ السلام سے لیکر عیسے علیہ السلام تک سب انبیا وہیں گزرے ہیں اسواسطے وہان کی زمین کو برکت والی زمین فرمایا جب تک لوط علیہ السلام قوم لوط مین تھے تو اپنے علم نبوت کے موافق قوم کے لوگون کے ہر طرح کے جھگڑون کا فیصلہ کرتے تھے اسی واسطے فرمایا کہ اللہ تعالی نے لوط علیہ السلام کو صاحب علم اور صاحب فہم ہونے کی نعمت دی تھی۔

منزل ۴

وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ۝ وَنَصَرْنَاهُ مِنَ

اور نوح کو جب اُسنے پکارا اس سے پہلے پھر سن لی ہمنے اُسکی پکار سو بچا دیا اُسکو اور اُسکے گھر کو بڑی گھبراہٹ سے اور مدد کی اُسکی

الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ۝

اُن لوگون پر جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتین وہ تھے بُرے لوگ پھر ڈبو دیا ہمنے اُن سب کو

سب نبیون مین نوح علیہ السلام پہلے صاحب شریعت نبی ہیں چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کی ابو ہریرہ کی شفاعت کی بہت بڑی حدیث

ہین اس کا ذکر تفصیل سے ہے سورہ قمر اور سورہ نوح ہیں آویگا کہ ساڑھے نو سو برس نصیحت کرکے جب نوح علیہ السلام قوم کو لوگون کی سرکشی سے تنگ آگئے تو اونھون نے قوم کے لوگو پر عذاب نازل ہونے کی بد دعا کی اسکو فرمایا اے رسول اللہ کے ابراہیم ۴ اور لوط علیہ السلام کے زمانہ سے پہلے جب نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے حق مین بد دعا کی تو اللہ تعالی نے اونکی بد دعا سن لی اور نوح علیہ السلام کو مع اون کے ساتھیون کے طوفان کے عذاب سے بچاکر باقی قوم کو طوفان کے عذاب سے ہلاک کردیا جس کا قصہ تفصیل سے سورہ ہود میں گزر چکا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی اور انس بن مالک کی روایتین جو اوپر گزر چکی ہیں وہی روایتین ان آیتون کی بھی تفسیر ہیں حاصل جسکا وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا۔

وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ

اور داؤد اور سلیمان کو جب لگے فیصل کرنے کھیتی کا جھگڑا جب روند گئی تین رسکو رات میں بکریان ایک لوگون کی اور رو برو تھا

شٰهِدِيْنَ ۝ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۚ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ

چاہے انکا فیصلہ پھر سمجھا دیا ہمنے وہ فیصلہ سلیمان کو اور دونون کو دیا تھا ہمنے حکم اور سمجھ اور تابع کئے ہمنے داؤد کے ساتھ پہاڑ

يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۚ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ

پڑھتے اور اوڑتے جانور اور ہمنے یہ کیا تھا اور اسکو سکھایا ہمنے بنانا ایک تمہارا پہناوا کہ بچاؤ ہو تم کو تمہاری لڑائی سے سو کچھ تم

شٰكِرُوْنَ ۝ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا منزل ۵

شکر کرتے ہو اور سلیمان کے تابع کی باد تیز کی چلتی اسکے حکم سے زمین کی طرف جہان برکت دی ہے اور ہمکو

بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ۝ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۝

سب چیز کی خبر ہے اور تابع کئے کتنے شیطان جو غوطہ لگاتے اسکے واسطے اور کچھ بنانے اسکے سوائے اور ہم تھے انکو تھام رہے

نوح علیہ السلام کے قصہ کے بعد داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کے ایک قصہ کا ذکر ان آیتون مین فرمایا سورہ بقر مین گزر چکا ہے کہ جب بنی اسرائیل مین طرح طرح کی نافرمانی پھیل گئی تو اوس کی سزا مین ملک شام کے کئی شہر قوم عمالقہ کے بادشاہ جالوت نے بنی اسرائیل سے چھین لئے اسکے بعد بنی اسرائیل کے پیغمبر شموئیل علیہ السلام نے طالوت کو بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا اور جالوت و طالوت کی لڑائی مین داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا اور شموئیل کی وفات کے بعد نبوت بادشاہت یہ سب کچھ داؤد علیہ السلام کے خاندان مین آگیا داؤد علیہ السلام کی بادشاہت کے زمانہ مین ایک شخص کی کھیتی دوسرے شخص کی بکریان رات کو چر گئین جب یہ جھگڑا داؤد علیہ السلام کے روبرو پیش ہوا تو حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود کے قول کے موافق داؤد علیہ السلام نے اس جھگڑے کا یہ فیصلہ کیا کہ وہ بکریان کھیتی والے شخص کو ہمیشہ کے لئے بکری والے شخص سے دلادین اسی قول کے موافق سلیمان علیہ السلام نے اس فیصلہ کا حال سنکر اپنی جگہ یہ کہا کہ اگر وہ کھیتی کی زمین بکری والے شخص کے حوالہ کی جاتی کہ وہ اس زمین مین زراعت کرکے کھیتی کو اس حالت پر پہنچا دیوے جس حالت پر وہ کھیتی بکریون کے چرنے کے وقت پر تھی

اور کھیتی کی زراعت کے اس حالت پر پہنچنے تک بکریاں کھیتی والے شخص کے قبضے میں رکھی جاتیں تو یہ فیصلہ اچھا تھا داؤد علیہ السلام کے کان تک جب سلیمان علیہ السلام کے اس فیصلہ کی خبر پہونچی تو انھوں نے اپنے فیصلہ کو موقوف رکھکر یہی سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ قائم رکھا ان ہی دونوں فیصلوں کا ذکر ان آیتوں میں فرماکر فرمایا کہ اگرچہ ان دونوں فیصلوں کا حال اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام دونوں کو نبوت اور علم کی نعمت اپنے علم غیب کے موافق عطا کی ہے جس کا ظہور داؤد علیہ السلام کے حق میں تو ہوگیا اور سلیمان علیہ السلام کے حق میں ہونے والا ہے لیکن اسوقت بھی اس جھگڑے کا صحیح فیصلہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کو سمجھایا اس فیصلہ کے وقت سلیمان علیہ السلام کی عمر گیارہ برس کی تھی سورہ النمل میں آویگا کہ نبوت اور بادشاہت سلیمان علیہ السلام کو وراثت کے طور پر داؤد علیہ السلام کی وفات کے بعد ملی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس فیصلہ کے زمانہ تک سلیمان علیہ السلام نبی نہیں تھے ہاں اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق آیندہ نبی ہونے والے تھے اسی واسطے فرمایا وکلا اتینا حکما وعلما جس کا مطلب وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ داؤد علیہ السلام کے حق میں تو اس کا ظہور ہوگیا اور سلیمان علیہ السلام کے حق میں ہونے والا ہے اکثر سلف کا قول ہے کہ کوئی بھیڑ یا رات کو کسی کے کھیت میں گھس جائے تو اوسکو نفش کہتے ہیں اور دن کو گھس جاوے تو اوسکو ہمل کہتے ہیں اسی واسطے اکثر سلف نے نفشت فیہ غنم القوم کی تفسیر یہی کی ہے کہ وہ بکریاں رات کو کھیت میں گھس گئی تھیں مسند امام احمد ابو داؤد اور ابن ماجہ نسائی وغیرہ میں براء بن العازب سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ رات کو چوپایوں کا باندھ کر رکھنا چوپایوں کے مالکوں کے ذمہ ہے اسواسطے رات کو چوپایہ کسی کا کچھ نقصان کریگا تو اوس کا بدلہ مالک سے دلایا جاویگا اگرچہ ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ لیکن بعضے علما کہتے ہیں کہ حرام بن محیصہ راوی کو براء بن العازب سے کسی حدیث کے سننے کا موقع نہیں ملا اس لئے اس حدیث کی سند پوری نہیں ہے۔ نسائی کی سند میں بجائے حرام بن محیصہ کے سعید بن المسیب کا نام ہے جس سے یہ سند پوری ہوجاتی ہے لیکن رات دن کے فرق میں علماء کا اختلاف ہے جس کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں ہے ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کے فیصلہ کی تعریف جو فرمائی ہے صحیح بخاری و مسلم کی عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایت میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسکی تفسیر یوں فرمائی ہے کہ جو حاکم صحیح فیصلہ کرنے کی کوشش کرے اور بشریت کے تقاضہ سے اوس فیصلہ میں کوئی غلطی رہ جاوے تو ایسے حاکم کو کوشش کے بدلہ میں اکہرا ثواب ملیگا اور جو حاکم صحیح فیصلہ کی کوشش بھی کریگا اور اس کے فیصلہ میں غلطی بھی نہ رہے گی تو ایسے حاکم کو دوہرا ثواب ملیگا اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے فیصلہ میں دونوں باتیں تھیں اس لئے اوس فیصلہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا سمجھایا ہوا فیصلہ فرمایا حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں اور پرندوں کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ داؤد علیہ السلام کے ذکر الٰہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کریں وکنا فاعلین اس کا مطلب یہ ہے کہ داؤد علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق یہ بات لوح محفوظ میں لکھی جاچکی تھی کہ پہاڑ اور پرند داؤد علیہ السلام کے تابعدار رہیں گے حسن بصری اور قتادہ کا قول ہے کہ داؤد علیہ السلام کو لوہے کے آگ میں تپانے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی

ف ۱۲

بلکہ تانبے کی طرح لوہے کو ہاتھ سے بتکر کڑیوں کی زرہ بناتے تھے جو لڑائی کے وقت دشمن کے وار سے بچنے کے لئے کام آتی تھی پھر فرمایا لوگوں کو اس کا شکر یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ادا کرنا چاہیے کہ اوس نے داؤد علیہ السلام کے زمانہ سے زرہ کے بنانے کی حکمت دنیا میں پھیلا دی داؤد علیہ السلام کے ذکر کے بعد اون کے بیٹے سلیمان علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو اونکے تابع کر دیا تھا کہ وہ اُنکے تخت کو مہینہ بھر کے راستہ کے شہر کو دوپہر تک پہنچا دیتی تھی اور پھر شام کو برکت کی زمین ملک شام میں وہ اپنے تخت پر بیٹھ کر آجاتے تھے وکنا بکل شی عالمین اس کا مطلب وہی ہے جو وکنا فاعلین کی تفسیر میں بیان کیا گیا سلیمان علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق یہ بات لوح محفوظ میں لکھی جا چکی تھی کہ ہوا اور جنات سلیمان علیہ السلام کے فرمانبردار رہیں گے اسی واسطے فرمایا ہوا کی طرح جنات کو بھی اون کا فرمان بردار کر دیا تھا کہ وہ غوطہ لگا کر سمندر میں سے جواہرات نکالتے تھے اور طرح طرح کے اور کام بھی کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے جنات کو اس طرح تھام رکھا تھا کہ وہ بنی آدم کو ستا نہیں سکتے تھے صحیح بخاری میں ابو ہریرہ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ نے فرمایا ایک سرکش جن رات کو میری نماز میں خلل ڈالنا چاہتا تھا اللہ تعالیٰ نے مجکو اُسپر غالب کر دیا یہاں تک کہ میں نے اوسکو پکڑ لیا مگر مجھکو سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آگئی اس لئے میں نے اسکو چھوڑ دیا سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا سورہ ص میں آویگی اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے خاص معجزہ کے طور پر جنات اون کے تابع تھے اس خیال سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس جن کو چھوڑ دیا سورہ سبا کی تفسیر میں جنات کا ذکر ذرا تفصیل سے آویگا جو ہوا سلیمان علیہ السلام کا تخت لیجاتی تھی وہ ظاہر میں تو دیہی تھی آندھی نہیں تھی اور تاثیر میں ایسی تیز تھی کہ دوپہر میں مہینہ بھر کا راستہ طے کرتی تھی اسی واسطے اسکو یہاں تو تیز فرمایا اور سورہ سبا میں نرم فرمایا۔

منزل ۴

وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا

اور ایوب کو جسوقت پکارا اپنے رب کو کہ مجکو پڑی ہے تکلیف اور تو ہے سب رحم والوں سے رحم والا پھر ہم نے سن لی اسکی پکار سو اٹھا دی

مَا بِهِ مِن ضُرٍّ ۖ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَابِدِينَ ۝

جو اُسپر تھی تکلیف اور دی اسکو اُسکی گھر والی اور اُنکے برابر ساتھ اُنکے اپنے پاس کی مہر سے اور نصیحت بندگی والوں کو۔

سلیمان علیہ السلام کے قصہ کے بعد اس سورہ میں اور سورہ ص میں ایوب علیہ السلام کا قصہ قرآن شریف میں آیا ہے اسواسطے بعضے علما کا قول ہے کہ ایوب علیہ السلام انبیائے بنی اسرائیل میں سلیمان علیہ السلام کے بعد نبی ہوئے ہیں لیکن تاریخ ابن عساکر میں ہے کہ ایوب علیہ السلام نوط علیہ السلام کے نور سے اور موسے علیہ السلام سے پہلے کے انبیا ہیں اس تفسیر میں ایک جگہ یہ ذکر کر دیا گیا ہے کہ ابوالقاسم علی بن عساکر سنہ ۵۰۰ شام کے ثقہ اور مشہور علما میں ہیں اور انکی تاریخ دمشق اور باقی کی تصنیفات معتبر ہیں ترمذی اور ابن ماجہ میں سعد بن ابی وقاص کی صحیح روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں سب سے زیادہ آزمائش انبیا کی ہوا کرتی ہے۔ اس عادت الٰہی کے موافق ایوب علیہ السلام کی یہ آزمائش ہوئی کہ اونکے بیٹے سب مرگئے مال سارا برباد ہو گیا خود ایسے بیمار ہوئے کہ تمام بدن میں کیڑے پڑ گئے بستی کے لوگوں نے بستی کے باہر ایک کونے میں اُنکو

والد یا سوائے اون کی بی بی کے اور کسی نے ساتھ نہ دیا بعضی روایتون کے موافق تیرہ برس اور بعضی کے موافق اٹھارہ برس یہی حال رہا صحیح سند سے مسند بزار مستدرک حاکم اور صحیح ابن حبان مین انس رضؓ بن مالک سے روایتہ ہے جس کا حاصل یہ ہو کہ ایوب علیہ السلام کے کسی دوست نے ایک دن یہ بات کہی کہ ایوب علیہ السلام سے کوئی ایسا بڑا گناہ ہو گیا ہے جو اٹھارہ برس کی تکلیف اوٹھا کر بھی معاف نہیں ہوا اس سخت کلمہ کی برداشت ایوب علیہ السلام نہ کر سکے اور اس کلمہ کے سننے کے بعد اونھون نے اپنی تندرستی کے لئے دعا کی جسکا ذکر ان آیتون مین ہے اور اللہ تعالے نے اون کی دعا قبول فرما کر انکو تندرست کر دیا جسکا تفصیلی قصہ سورہ ص مین آویگا تفسیر ضحاک مین حضرت عبداللہ بن عباس کا قول ہے کہ تندرست ہو جانے کے بعد ایوب علیہ السلام کے ۲۶ لڑکے پیدا ہوئے صحیح بخاری اور صحیح ابن حبان مین ابو ہریرہؓ سے روایتہ ہے کہ ایوب علیہ السلام کے اچھے ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُنپر سونے کی ٹڈیون کا مینہہ برسایا جس سے ایوب علیہ السلام بہت مالدار ہو گئے و ذکری للعابدین اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے نیک بندون کے حق مین یہ قصہ اس بات کی نصیحت ہے کہ اللہ تعالے اپنے نیک بندون کو اس طرح آزماتا ہے اور پھر اوس کا انجام یون اچھا ہوتا ہے۔

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اور اسمعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو یہ سب ہیں سہارنیوالے اور لے لیا ہمنے اُنکو اپنی مہر بن وہ ہیں نیک بختون مین

صحیح بخاری مین حضرت عبداللہ بن عباس کی ایک بہت بڑی حدیث ہے جس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام مکہ کے میدان مین جب ہاجرہ علیہ السلام اور دودھ پیتے بچے اسمعیل علیہ السلام کو چھوڑ گئے تو انکو ایک مشک پانی کی بھری ہوئی دے گئے تھے جب اُس مشک کا پانی ہو چکا اور ہاجرہ علیہ السلام پیاس سے بہت پریشان ہوئین تو اللہ کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام نے زمزم کے مقام پر اپنا پر مارا جس سے یہ زمزم کا چشمہ نکلا اور اس پانی کے سبب سے جرہم بن قحطان کے قبیلہ کے لوگ اس مکہ کے میدان مین آباد ہوئے اور جوان ہو جانے کے بعد اس قبیلہ کی ایک عورت سے اسمعیل علیہ السلام کا نکاح ہوا اس قبیلہ جرہم کے اسمعیل علیہ السلام نبی تھے اور جرہم قبیلہ کے زمانہ تک مکہ میں ملت ابراہیمی کی پوری پابندی جاری تھی قوم جرہم کے زمانہ کے بعد جب قوم خزاعہ کے حوالہ مین بیت اللہ آیا تو قوم خزاعہ کے سردار ایک شخص عمرو بن لحی نے پہلے پہل ملت ابراہیمی کو مٹایا اور جدہ سے بت لاکر مکہ مین رکھے اور بت پرستی پھیلائی چنانچہ صحیح بخاری کی ابو ہریرہؓ کی روایتہ سے اور مسند امام وغیرہ کی اور روایتون سے یہ قصہ سورہ المائدہ مین گزر چکا ہے۔ قریش یہ جو کہتے تھے کہ بت پرستی ہمارے بڑون کا طریقہ ہے قریش کی اس بات کو جھٹلانے کے لئے اسمعیل علیہ السلام کے قصہ سے قریش کو یون قائل کیا گیا ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو بنی اسمعیل کہتے ہیں مگر انکو یہ خبر نہین کہ عمرو بن لحی کے پہلے ان کے بڑون کے بڑے اسمعیل گزرے ہیں اون کا یہ طریقہ ہرگز نہین تھا ان لوگون کی یہ بڑی نادانی ہے کہ اپنے اصل بڑون کے طریقہ کو چھوڑ کر عمرو بن لحی کے طریقہ پر جمے ہوئے ہیں صحیح بخاری میں امام بخاری نے بغیر سند کے عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس کا یہ قول جو بیان کیا ہے کہ الیاس اور ادریس ایک ہی پیغمبر کا

نام ہے اس مین حضرت عبداللہ ابن عباس کے قول کی سند تو ضعیف ہے اور عبداللہ بن مسعود کے قول کی سند تفسیر ابن ابی حاتم مین اگرچہ معتبر ہے لیکن یہ قول ابوذر کی اُس صحیح حدیث کے مخالف ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ادریس علیہ السلام نے پہلے پہل قلم سے لکھنا دنیا مین جاری کیا کیونکہ ایاس انبیائے بنی اسرائیل مین سے ہیں اور قلم سے لکھنا بنی اسرائیل سے پہلے دنیا مین جاری تھا چنانچہ یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو خط جو لکھا ہے اُسکا ذکر اکثر مفسرون نے اپنی تفسیرون مین کیا ہے اسواسطے یہی قول صحیح معلوم ہوتا ہے کہ ادریس علیہ السلام نوح علیہ السلام سے پہلے ہیں ادریس علیہ السلام کا قصہ سورہ مریم مین گزر چکا ہے ابوذر کی اوپر کی حدیث کو ابن حبان نے صحیح کہا ہے صحیح بخاری و مسلم کی مالک بن صعصعہ کی روایت کے اور صحیح مسلم کی انس بن مالک کی روایت کے موافق صحیح قول یہی ہے کہ معراج کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ادریس علیہ السلام کی ملاقات چوتھے آسمان پر ہوئی ہے ذوالکفل کے نبی ہونے اور نہ ہونے مین صحابہ کے زمانہ سے اختلاف چلا آتا ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس اسی بات کے قائل ہیں کہ ذوالکفل نبی نہیں تھے اور ابوموسےٰ اشعری منبر پر وعظ کی طرح بیان کیا کرتے تھے کہ بنی اسرائیل مین ذوالکفل ایک نیک شخص تھے نبی نہیں تھے مسند امام احمد مین عبداللہ بن عمر سے ایک روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل مین الکفل نام کا ایک شخص بڑا گنہگار تھا اس شخص نے ایک عورت کو ساٹھ اشرفیان بدکاری کے وعدہ پر دین اور جب اس نے اُس عورت سے بدکاری کا ارادہ کیا تو وہ عورت رونے لگی الکفل نے اُس عورت سے رونے کا سبب پوچھا تو اُس عورت نے کہا مین نے ایسا بڑا کام کبھی عمر بھر نہین کیا تنگدستی نے مجھے اس کام کے وعدہ پر مجبور کر دیا ہے۔ الکفل نے عورت کی یہ بات سنکر اُسکو رخصت کیا اور ساٹھ اشرفیان بھی اُسکے پاس چھوڑ دین اور عہد کر لیا کہ آیندہ وہ عمر بھر کوئی گناہ نہ کریگا اس عہد کی ہی رات کو الکفل کا انتقال ہو گیا اور صبح کو اُسکے دروازے پر یہ لکھا ہوا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے الکفل کی مغفرت فرما دی حافظ ابن کثیر نے مسند امام احمد کے حوالہ سے اس حدیث کو اپنی تفسیر مین نقل کر کے اس کے بعد لکھا ہے کہ صحاح ستہ کے کسی مصنف نے اپنی کتاب مین اس حدیث کو نہین لیا ترمذی کے ابواب زہد مین یہ حدیث موجود ہے اور قصہ بھی پورا وہی ہے جو مسند امام احمد مین ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن بھی کہا ہے لیکن مسند امام احمد اور ترمذی کے لفظون مین تھوڑا سا فرق ہے اسلئے شاید حافظ ابن کثیر کا مطلب یہ ہے کہ مسند امام احمد کے لفظون سے یہ حدیث صحاح ستہ کی کسی کتاب مین نہین ہے مسند امام احمد اور ترمذی مین تو یہ قصہ الکفل کے نام سے لیکن یہ روایت صحیح ابن حبان طبرانی اور شعب الایمان بیہقی مین بھی ہے اور ان کتابون کی بعضی روایتون مین کچھ قصہ الکفل کے نام سے بیان کیا گیا ہے اس سورہ کا نام سورہ الانبیاء ہے اور اللہ تعالیٰ نے ذوالکفل کا نام انبیا کے نامون کے ساتھ لیا ہے اسواسطے حافظ ابن کثیر نے صحابہ کے اس اختلاف کو یون رفع کیا ہے کہ قرآن شریف مین جن ذوالکفل کا ذکر ہے وہ تو نبی ہین اور عبداللہ بن عمر کی روایت مین جسکا ذکر ہے وہ بنی اسرائیل مین کا کوئی دوسرا شخص ہے آخر کو فرمایا جن انبیا کا ذکر ان آیتون مین ہے یہ سب آزمائش کے وقت صبر کرنے والے اللہ کی مرضی کے پابند نیک بندے تھے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے انکو اپنی رحمت کے قابل ٹھہرایا۔

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ

اور مچھلی والے کو جب چلا گیا غصے سے لڑکر پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکینگے پھر پکارا اُن اندھیرون مین کہ کوئی حاکم نہین

إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ ۚ وَكَذَٰلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ ۝

سوائے تیرے تو بے عیب ہے اور مین تہا گنہگار ونسے پھر سُن لی ہمنے اُسکی پکار اور بچا دیا اُسکو اِس گھٹنے سے اور یون ہی ہم بچا دیتے ہین ایمان

یہ یونس علیہ السلام کا قصہ یہان سورہ والصافات اور سورہ ن مین اِس طرح کئی جگہ آیا ہی تفسیر سدی تفسیر ابن حاتم مسند بزار اور تفسیر ابن مردویہ مین عبد اللہ بن مسعود کی صحیح روایتہ سے یہ قصہ جو بیان کیا گیا ہے اوس کا حاصل یہ ہی کہ موصل شہر کی سرزمین مین ایک نینوا بستی ہے وہان کے لوگون کی ہدایت کے واسطے یونس علیہ السلام نبی مقرر ہوئے تھے جب وہان کے لوگون نے یونس علیہ السلام کی نصیحت کو نہ مانا تو یونس علیہ السلام تین دن مین عذاب کے آجانے کا پیغام قوم کے لوگون کو سناکر قوم کی حالت پر غصہ مین بہرے ہوئے اُس بستی سے باہر چلے گئے نینوا کے لوگون نے جب کچھہ آثار عذاب کے دیکھے تو جنگل مین جاکر بہت روئے اور خالص دلسے توبہ کی اللہ تعالی نے اِن لوگون کے حال پر رحم فرمایا اور دس عذاب کو ٹال دیا چنانچہ اُس کا ذکر سورہ یونس مین گزر چکا ہے بستی کے باہر جب یونس علیہ السلام کو یہ خبر پہنچی کہ وقت مقررہ پر عذاب نہین آیا تو بغیر حکم الہی کے اوس بستی سے دور جانا چاہا اور سفر کے ارادہ سے دریا پر جاکر کشتی مین بیٹھے اللہ کے حکم سے جب وہ کشتی نہ چلی تو اُنھون نے اپنے آپ کو دریا مین ڈالدیا جہان ایک مچھلی اُنکو نگل گئی اور پھر مچھلی کے پیٹ کے اندھیرے رات کے اندھیرے ان اندھیرون مین یہ دعا مانگی جس کا ذکر ان آیتون مین ہی اللہ تعالی نے یہ دعا قبول کی اور اِس رنج و غم سے اُنکو نجات دیکر پھر اُسی قوم کی ہدایت کے لئے نینوا بھیجا اسی کا ذکر ان آیتون مین فرماکر فرمایا کہ اللہ تعالی اسی طرح اپنے نیک بندون کو ہر ایک بلا سے نجات دیتا ہے زیادہ تفصیل اس قصہ کی سورہ والصافات مین آویگی فظن ان لن نقدر علیہ اِس کا مطلب یہ ہے کہ یونس علیہ السلام نے بغیر حکم الہی کے بستی کو چھوڑکر خود اختیاری سے چلے جانے کو لائق گرفت گناہ خیال نہیں کیا اللہ کے رسول خاتم الانبیا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اِس خیال سے کہ یونس علیہ السلام کا قصہ سنکر لوگ یونس علیہ السلام کو حقیر نہ جانین صحیح بخاری و مسلم کی ابوہریرہؓ کی روایتہ اور صحیح بخاری کی عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس کی روایتون مین فرمایا کوئی شخص مجھکو یہ نہ کہوے کہ مین یونس علیہ السلام سے بہتر ہون نون عربی زبان مین مچھلی کو کہتے ہین یونس علیہ السلام کو مچھلی نگل گئی تھی اِسی واسطے اللہ تعالی نے اونکو مچھلی والا پیغمبر فرمایا۔

وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا

اور زکریا کو جب پکارا اپنے رب کو اے رب نہ چھوڑ مجکو اکیلا اور تو ہے سب سے بہتر وارث پھر ہمنے سُن لی اوسکی پکار اور بخشا

لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا

اُسکو یحیی اور جنگی کردی اوس کی عورت وہ لوگ دوڑتے تھے بھلائیون پر پکارتے تھے ہمکو توقع سے

وَرَهَبًا ۚ وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ ۝

اور ڈر سے اور تھے ہمارے آگے دبے

زکریا علیہ السلام کا قصہ سورہ آل عمران اور سورہ مریم مین گزر چکا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مریم علیہا السلام کی مان اور زکریا علیہ السلام کی بی بی دونون بانجھ تھین جب اللہ تعالی نے مریم علیہ السلام کی مان کو صاحب حمل کیا تو زکریا علیہ السلام کے دل مین بھی یہ امید پیدا ہوئی

کہ انکے بڑھاپے اور انکی بی بی کے بانجھ پنے کی حالت مین انکو بھی اللہ تعالیٰ صاحب اولاد کردیوے اسی امید پر اونھون نے یہ دعا کی جسکا ذکر ان آیتون مین ہے اللہ تعالیٰ نے انکی وہ دعا قبول فرمائی انکی بی بی کا بانجھ پنا کھودیا اور اُن کے گھر مین یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے آگے فرمایا زکریا علیہ السلام اونکی بی بی انکے بیٹے یحییٰ یہ سب نیک کامون مین چست اور اللہ کی رحمت کے امیدوار اور اوسکے عذاب کے خوف سے اسکی عبادت کرنے والے تھے اور اللہ کی عظمت کے آگے اپنے آپکو اسکا حقیر اور ادنی بندہ سمجھتے تھے صحیح مسلم مین ابوہریرہ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرکے اپنے ہاتھ کی مزدوری کی آمدنی پر اپنی گزر کرتے تھے۔

وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○

اور وہ عورت جسنے قید مین رکھی اپنی شہوت پھر پھونکدی ہمنے اس عورت مین اپنی روح اور کیا اسکو اور اسکے بیٹے کو نمونہ جہان والونکو

مریم علیہا السلام اور عیسے علیہ السلام کا قصہ سورہ آل عمران اور سورہ مریم مین گزر چکا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ عیسے علیہ السلام کے حمل سے پہلے مریم علیہا السلام کو جو دو حیض آئے تھے اون مین آخری حیض سے فارغ ہوکر جب وہ سب سے الگ نہانے کو گئین اور پردہ ڈالکر نہانے کا ارادہ کیا تو ایک خوبصورت مرد کی شکل مین جبرئیل علیہ السلام انکو نظر آئے مریم علیہا السلام نے مرد کی شکل دیکھکر یہ کہا کہ اسے شخص اگر تو پرہیزگار آدمی ہے تو مین تیرے بدارادہ سے اللہ کی پناہ مین آنا چاہتی ہون جبرئیل علیہ السلام نے مریم علیہا السلام کی اس بات کا یہ جواب دیا کہ اے مریم مین تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو ایک بڑی شان کے لڑکے کے پیدا ہونے کی خوشخبری دینے آیا ہون مریم علیہا السلام نے اس خوشخبری کا حال سنکر بڑی حیرت سے کہا میرے یہان لڑکا کیونکر پیدا ہوگا مجھکو تو آج تک کسی مرد نے ہاتھ تک بھی نہیں لگایا جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ تو سچ ہے کہ آج تک کسی مرد نے تم کو ہاتھ تک نہین لگایا لیکن اللہ کا حکم یونہی ہے کہ بغیر باپ کا ایک لڑکا تمہارے یہان پیدا ہو کر اللہ کی قدرت کی ایک نشانی دنیا مین لوگون کو نظر آوے یہ کہکر اللہ کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام نے عیسے علیہ السلام کی روح مریم علیہا السلام کے جسم مین پھونکدی جس سے مریم علیہا السلام کو حمل رہ گیا اور وقت مقررہ پر عیسے علیہ السلام پیدا ہوئے سورہ مریم مین اس قصہ کی تفصیل زیادہ ہے اس لئے سورہ مریم کی آیتین گویا اس آیۃ کی تفسیر ہین جسکا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا صحیح بخاری و مسلم مین ابوموسیٰ اشعری کی حدیث ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مریم علیہا السلام کو اُس زمانہ کی عورتون مین کامل فرمایا ہے اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مریم علیہا السلام کے زمانہ مین کوئی عورت مریم علیہا السلام کے مرتبہ کی نہیں تھی۔

اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ○ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ

یہ لوگ ہین تمہارے دین کے سب ایک دین پر اور مین ہون رب تمہارا سو میری بندگی کرو اور ٹکڑے بانٹ لیا لوگون نے اپسمین اپنا کام

ع ۶ ۶ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ○ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ

سب ہمارے پاس پھر آوین گے سو جو کوئی کرے کچھ نیک کام اور وہ یقین رکھتا ہو سو اکارت نہ کرینگے اسکی دوڑ اور ہم اسکو لکھتے ہین

امت کے معنے ایسی جماعت کے ہین جسکے سب آدمی ایک ہی مقصد پر جمے ہوئے ہون اس مطلب کے ادا کرنے کے لئے حضرت

عبداللہؓ بن عباس نے یہان امت کے منے دین کے کئے ہین حال ان سنون کا یہ ہے کہ اللہ کی وحدانیت اور اسکے احکام کی پابندی اصل دین ہے اس مقصد کے پھیلانے مین سارے انبیا ایک ہین ضرورت وقتیہ کے لحاظ سے فقط حلال و حرام کے احکام بدلتے رہے ہین جسکو ہر ایک نبی کی شریعت کہتے ہیں لیکن اصل دین کی ہر ایک شریعت مین تاکید ہے صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہؓ کی روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصل دین کے حساب سے سب انبیا اس طرح سے ایک ہیں جس طرح ایک باپ کی اولاد مین بھائی ایک ہوتے ہیں ہان حلال و حرام کے احکام ہر شریعت کے اس طرح الگ الگ ہیں جس طرح ایک باپ کی اولاد کے دو بھائیون کی مان جدا جدا ہوا کرتی ہے - اس حدیث سے حضرت عبداللہ بن عباس کے اوپر کے قول کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے آگے فرمایا اصل دین مین اگرچہ سب انبیا ایک ہیں لیکن جن لوگون کی ہدایت کے لئے انبیا بھیجے گئے اونھون نے انبیا کی نصیحت کو نہین مانا اور ایک دین کے بہت سے دین ٹھہرائے مثلاً کوئی بت پرست ہے کوئی ستارہ و آتش پرست پھر فرمایا ایک دن یہ سب اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہون گے اور ایمانداری نیک عمل کی جزا رائگان نہ جاویگی کیونکہ دس گونے لیکر سات سو گونا اور اس سے بھی زیادہ اجر جن نیکیون کا ہے وہ سب نیکیان دفتر الٰہی مین صبح و شام لکھی جاتی ہیں اسی طرح بدلوگ اپنی بدی کی سزا سے کسی طرح بچ نہ سکین گے کہ ان لوگون کے سب برے عملون کا اعمال نامہ بھی دفتر الٰہی مین موجود ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت عبداللہؓ بن عباس کی روایۃ سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ تعالیٰ نے فرمایا نیکی کا بدلہ دس سے لیکر سات سو تک اور بعضی نیکیون کا اس سے بھی زیادہ ہے اور بدی کی سزا مین کچھ زیادتی نہ ہوگی آیتون مین اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہونے کا اور نیکی کے اکارت نہ جانے کا جو ذکر ہے اوس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے -

وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝

اور مقرر ہو رہا ہے ہر بستی پر جسکو ہنے کہپا دیا کہ وہ نہین پہرتے

حضرت عبداللہؓ بن عباس کے قول کے موافق آیۃ کا حاصل مطلب یہ ہے کہ نافرمانی کے سبب سے جس بستی والون کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا ایسے لوگون پر قیامت سے پہلے دنیا مین پہر آنا انتظام الٰہی مین حرام ٹھہر چکا ہے - حضرت عبداللہؓ بن عباس کے اس قول کے موافق مانعک ان لا تسجد مین جس طرح حرف لا کے بعد تاکید کے لئے صرف لا بڑھایا گیا ہے اسی طرح لا یرجعون مین لا کا حرف فقط حرام کی تاکید کے لئے بڑھایا گیا ہے آگے قد افلح المومنون مین آویگا کہ ایسے نافرمان لوگ جب مرجاتے ہیں اور منکر نکیر کے جواب کے لئے اون کے جسم مین روح پہر اللہ کے حکم سے آجاتی ہے تو ایسے لوگونکا دوزخ کا ٹھکانا اون کو دکھا کر اللہ کے فرشتے اون سے یہ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن اسی ٹھکانے مین رہنے کے لئے تم کو دوبارہ زندہ کیا جاویگا اوسوقت ایسے لوگ دنیا مین دوبارہ آنے اور نیک کام کرنے کی تمنا ظاہر کرتے ہیں اور اونکو یہی جواب ملتا ہے کہ انتظام الٰہی کے موافق قیامت تک اب دنیا مین دوبارہ جانا ممکن نہین ہے ہان ذوالقرنین یاجوج ماجوج کے روکنے کے لئے جو دیوار بنائی ہے قیامت کے قریب جب وہ دیوار ڈھے جاویگی اور یاجوج ماجوج زمین پر پھیل جاوینگے اور پہر مرجاوین گے اور اوس کے بعد وقت مقررہ پر پہلا صور پھونکا جاکر تمام دنیا ویران ہو جاویگی تو اس کے چالیس

برس کے بعد ان دنیا مین دوبارہ جائینگی تمنا کرنیوالونکو قیامت کے دن حساب و کتاب کیلئے دوبارہ زندہ کیا جاکر دنیا کے میدان محشر مین سب کے ساتھ جمع کیا جاویگا آپ حضرت عبداللہ بن عباس کا قول جو بیان کیا گیا اسکا مضمون قد افلح المومنون کی آیت کے مضمون کے موافق ہی اسواسطے آیت کی وہی تفسیر صحیح ہی جو حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے حوالے اوپر بیان کی گئی صحیح مسلم کے حوالے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہی کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے جو کچھ دنیا مین ہونیوالا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب کے موافق وہ سب لوح محفوظ مین لکھدیا ہی صحیح بخاری مین ابوہریرہ کی روایت ہی کہ جو کچھ لکھا جانا تھا وہ لکھا جاکر قلم خشک ہوگیا جسکا مطلب یہ ہے کہ قلم کو دوبارہ سیاہی مین ڈبویا جاکر نہ تحریر کیا جاویگا نہ کچھ لکھا جاویگا شاہ صاحب کے ترجمہ کا مقرر ہو رہا ہے جو کیا ہے یہ حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق ہے اوپر کی حدیثون کے موافق اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حرام شریعت کے حکم سے نہین مقرر ہوا بلکہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے انتظام الٰہی مین یہ امر مقرر ہوا ہے اور لکھا جاکر قلم بھی خشک ہوگیا ہے کہ ایسے لوگو پر قیامت سے پہلے دنیا مین پہرانا انتظام الٰہی کے موافق منع اور حرام ہے تفسیر کے حساب سے قرآن شریف کی مشکل آیتون مین سے یہ آیت بھی مشہور ہے انتظامی حرام کی شریعت مین اور بھی مثالین ہین مثلاً جیسے سورہ القصص مین آویگا کہ سوائے موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے دودھ کے غیر عورتونکا دودھ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر حرام ٹھہرادیا تھا یا مثلاً صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذر کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے۔

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۝

یہانتک کہ جب کھولدیوین یاجوج و ماجوج اور وہ ہر اونچی جگہ سے پھیلتے آوین

منزل ۴

امام نووی اور بعضے علمانے ایک حکایت جو نقل کی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو احتلام ہوگیا تھا اور وہ نطفہ زمین پر گر پڑا اُس خاک سے جو نسل چلی اوسی کا نام یاجوج ماجوج ہے اِس حکایت کی سند صحیح نہین ہے صحیح یہی ہے کہ یاجوج ماجوج یافث بن نوح کی اولاد مین ہین اسکی تصریح مستدرک حاکم اور تفسیر ابن مردویہ کی معتبر روایت مین آئی ہے دجال کا پیدا ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اوترنا اور دجال کو قتل کرنا یہ سب دس نشانیان قیامت کی جو صحیح مسلم وغیرہ کی روایتہ مین ہین جن نشانیون کا ذکر مناسب طور پر ہر ایک آیت کے ساتھ آویگا اون دس نشانیون مین سے ایک نشانی یاجوج ماجوج کا سد سکندری کو توڑکر زمین مین پھیل جانا بھی ہے ترمذی صحیح ابن حبان مستدرک حاکم مسند عبد بن حمید وغیرہ مین جو معتبر روایتین ہین اُنکا حاصل یہ ہے کہ اب یاجوج ماجوج کا کام یہی ہے کہ وہ سب ملکر سارا دن اُس دیوار کو کھودا کرتے ہین جو سکندر ذوالقرنین نے اُنکے روکنے کو بنادی ہے جب وہ دیوار قریب قریب اِس کے کھودی جاتی ہے کہ ذرا اور کھودنے سے راستہ ہوجاوے تو اُنکا سردار کہتا ہے کہ کل راستہ کرلیوین گے اور زمین پر چلے جاوین گے رات کو اللہ کی قدرت سے پھر وہ دیوار ویسی ہی ہوجاتی ہے جیسی کہ تھی جب قیامت قریب ہوگی اور یاجوج ماجوج کے نکلنے کا وقت آجاویگا تو اونکا سردار کہویگا کہ انشاء اللہ کل کے روز راستہ کرکے زمین پر پھیل جاوین گے اُس رات کو وہ دیوار اور رات اونکی طرح مضبوط نہ ہوگی اور صبح کو یاجوج ماجوج کل روئے زمین پر پھیل جاوین گے مستدرک حاکم اور صحیح ابن حبان وغیرہ مین سند صحیح سے جو روایتین ہین اُنکا حاصل یہ ہے کہ روئے زمین پر جس قدر انسان ہین یاجوج

یاجوج اون سب سے نو حصے زیادہ ہین ایک ایک شخص کی اُن مین سے ہزار کبھی ہزار سے بھی زیادہ اولاد ہوجاتی ہے جب وہ شخص مرتا ہے اور اپنے مرے ہوئے مردون کو وہ آپ ہی کھا جاتے ہیں صحیح مسلم مسند امام احمد وغیرہ مین جو روایتین ہین اونکا حاصل یہ ہے کہ جب حضرت عیسی علیہ السلام دجال کو قتل کرچکین گے تو اللہ تعالی کا حکم ہوگا کہ اب تم اپنے ساتھ کے مسلمانون کو لیکر کوہ طور پر چلے جاؤ زمین پر اللہ کی ایک اور مخلوق آنے والی ہے جسکے مقابلہ کی تم کو طاقت نہیں ہے جب حضرت عیسی علیہ السلام اپنے ساتھ کے مسلمانون کو لیکر کوہ طور پر چڑھ جاوین گے اُسوقت یاجوج یاجوج زمین مین پھیلین گے سارے دریاؤن اور ندیون کا پانی پی جاوینگے اور جو کچہ نظر پڑیگا وہ کھا جاوینگے زمین کو خالی پاکر وہ کہوین گے زمین والون کو تو سب کو ہمنے ہلاک کردیا پہر آسمان کی طرف تیر چلاوینگے اللہ کے حکم سے وہ تیر خون مین بھر کر گرین گے یہ دیکھکر وہ کہوین گے ہمنے آسمان کے رہنے والون کو بھی قتل کرڈالا پہر حضرت عیسی علیہ السلام کی بددعا سے انکی گردنون مین پھوڑے نکل کر اور کیڑے پڑکر سب مرجاوین گے اون کی لاشون کی یہ کثرت ہوگی کہ تمام زمین مین کہین جگہ باقی نہ رہوے گی اللہ کے حکم سے ایک بردار بڑے بڑے جانور پیدا ہون گے وہ جانور انکی لاشون کو جہان اللہ کا حکم ہوگا وہان پھینک دیوین گے اور زمین کو خالی کردیوین گے پہر اللہ کے حکم سے مینہہ برسے گا اور ساری زمین دھل کر صاف پاک ہوجاوے گی اور زمین مین ایسی برکت آجاویگی کہ ایک انار کے دانون سے چند آدمیون کا پیٹ بھر جاویگا اس برکت کے زمانہ مین حضرت عیسے علیہ السلام اور اون کے ساتھ کے لوگ کوہ طور سے اُتر کر زمین پر رہوین گے اسی زمانہ مین حضرت عیسی علیہ السلام حج کرین گے غرض سات برس زمین پر رہنے کے بعد حضرت عیسی علیہ السلام وفات پاوین گے اور مدینہ منورہ مین آنحضرت کے مزار شریف کے پاس حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے مزار کے بیچ مین جو جگہ ہے وہان دفن ہون گے پہر شام کے ملک کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا چلیگی اور اُس ہوا کی تاثیر سے اس طرح کے سب لوگ جنکے دل مین رائی برابر بھی ایمان ہے ایک دفعہ ہی مرجاوین گے اور دنیا مین اسطرح کے بدلوگ رہجاوین گے کہ جانورون کی طرح سربازار بدکاریان کرین گے اور بت پرستی بھی پھیل جاویگی دنیا کی عمر اوسوقت بہت تھوڑی رہ جاویگی جسطرح پورے دنون سے پیٹ والی عورت ہوتی ہے کہ ہر وقت اُسکے جننے کا کھٹکا لگا رہتا ہے اسطرح آسمان پر ملائکہ کو ہر وقت قیامت کا کھٹکا لگا رہویگا انجام یہ ہوگا کہ دنیا کے یہی کارخانے چل رہے ہون گے مکانون کی مرمت ہورہی ہوگی بازار لگے ہون گے دودہ والے جانورون کا دودہ دوہا جارہا ہوگا کہ ایک دفعہ ہی پہلا صور پھونکنے کا حکم ہوجاویگا اور تمام دنیا فنا ہوجاوے گی یہان ایک اعتراض ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ابوداؤد اور مستدرک حاکم وغیرہ مین جو روایتین ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ ایک جماعت مسلمانون کی ایسی ہوگی کہ آخر وقت تک دین پر قائم رہوگی اور اوپر جو ذکر ہوا اوس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسی کی وفات کے بعد شام کے ملک کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا چلکر جسکے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ فوت ہوجاویگا اور کوئی مسلمان روئے زمین پر باقی نہ رہے گا اس اختلاف کا رفع کیونکر ہے حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین اس اعتراض کا جو جواب دیا ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ حدیث مین یہ چھپا یا ہے کہ آخر وقت تک ایک جماعت مسلمانون کی دین پر قائم رہوگی اوس آخر وقت سے مراد یہ ہے کہ جب تک بڑی بڑی نشانیان قیامت کی ظاہر ہونگی مثلاً آفتاب کا مغرب کی طرف سے نکلنا یا اُس جانور کا ظاہر ہونا جسکو دابۃ الارض کہتے ہیں اسوقت

منزل ۴

تک ایک جماعت مسلمانون کی دین پر قائم رہوگی اِس کے بعد وہ شام کی طرف کی ٹھنڈی ہوا چلکر مسلمان سب مرجاوین گے
غرض آخری وقت سے صور پھونکنے کا وقت مراد نہین ہے کس لئے کہ صور پھونکنے کے وقت جس طرح کے لوگ زمین پر علی العموم
ہونگے ان کی صراحت صحیح حدیثون مین آچکی ہے چنانچہ صحیح مسلم مسند امام احمد ابن ماجہ۔ طبرانی وغیرہ مین جو روایتین ہین اونکا حاصل
یہ ہے کہ صور پھونکنے کے وقت زمین پر ایسے لوگ ہون گے کہ لا الہ الا اللہ اور اللہ کا کہنا زمین پر باقی نہ رہوے گا اور سر بازار بدکاری کرتے
دیکھ کر اُن مین سے اگر کوئی یہ کہوے گا کہ یہ کام دیوار کی آڑ مین کرنا چاہیئے تھا تو اُس کا درجہ اون لوگون مین ایسا گنا جاویگا جیسا صحابا مین
حضرت ابوبکر اور عمر کا درجہ گنا جاتا ہے یہان ایک بحث صحابا کے زمانہ سے اب تک جو چلی آتی ہے وہ یہ ہے کہ بعضے صحابا (ر) بات
کے قائل ہین کہ ابن صیاد ایک شخص جو آنحضرت کے زمانہ مین پیدا ہوا تھا وہی دجال ہے اِس ابن صیاد کا قصہ حضرت عبداللہ بن عمر
کی روایتہ سے صحیحین مین اور اور روایتون سے مسلم وغیرہ مین ہے کہ آنحضرت چند صحابا کے ساتھ ابن صیاد کو دیکھنے تشریف لے گئے
تھے اور آپ نے اوس سے باتین کین اور اوس نے آپ سے کہا کہ مجھکو ایک تخت پانی پر نظر آیا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ شیطان
کا تخت ہے حضرت عمر نے آپ سے ابن صیاد کے قتل کرنے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا اگر یہ دجال ہے تو اسکو حضرت عیسے
قتل کرین گے تم اِس کو نہیں قتل کر سکتے پھر یہ ابن صیاد مسلمان ہوگیا اور حضرت ابوسعید خدری کے ساتھ ایک دفعہ یہ ابن صیاد
حج کو جارہا تھا تو اوس نے حضرت ابوسعید خدری سے کہا کہ لوگ میرے اوپر دجال ہونے کا شبہ کرتے ہیں اسواسطے میرا جی چاہتا
ہے کہ مین اپنا گلا گھونٹ کر مر جاؤن پھر آخر کو اوس نے یہ بھی کہا کہ دجال کو دجال کی پیدائش کی جگہ کو اور اِس بات کو کہ اسوقت دجال
کہان ہے مین خوب جانتا ہون حضرت ابوذر عبداللہ بن مسعود حضرت عمر حضرت عبداللہ بن عمر حضرت جابر تسمین کھایا کرتے تھے کہ ابن
صیاد ہی دجال ہے اگرچہ بعضے علمانے یہ روایتہ کی ہے کہ ابن صیاد مدینہ مین ہی مرگیا لیکن صحیح روایتہ یہ ہے کہ یزید کی خلافت کے زمانہ
مین یہ ابن صیاد لوگون کی نظرون سے غائب ہوگیا بیہقی نے ابن صیاد کے دجال ہونے کا انکار کیا ہے اور یہ کہا کہ جن صحابا کو تمیم داری
کا قصہ معلوم نہ تھا اونھون نے ابن صیاد کو دجال کہا ہے تمیم داری کے قصہ کو مسلم وغیرہ نے روایتہ کیا ہے حاصل اُس قصہ کا یہ ہے کہ
آنحضرت ایک روز بے وقت اپنے حجرہ سے مسجد نبوی مین تشریف لائے اور مہاجرین اور انصار صحابا کو بلا کر جمع کیا اور فرمایا کہ مین نے
تم سب کو اِس وقت خاص اِس لئے جمع کیا ہے کہ تمیم داری جو ایک شخص نصرانی اسلام لایا ہے کہتا ہے کہ اوس کی کشتی طوفان مین
آکر ایک ٹاپو مین چلی گئی تھی وہان یہود کا ایک عبادت خانہ تھا جسمین ایک شخص زنجیرون سے جکڑا ہوا تھا اُس نے تمیم داری
سے باتین کین اور پوچھا کہ ملک شام مین بیسان جو ایک قصبہ ہے وہان کی کھجورون مین ابھی پھل آتا ہے تمیم داری نے کہا ہان اُنمین
پھل آتا ہے اوس شخص نے کہا کہ ایک زمانہ قریب مین ایسا آویگا کہ اون کھجورون مین پھل آنا بند ہوجاویگا اور پھر ملک شام مین طبریہ
جو ایک چشمہ ہے اوس مین پانی ہونے کا حال تمیم داری سے سنکر کہنے لگا کہ کچھ مدت مین اوس کا پانی بھی سوکھ جاویگا پھر بنی اسرائیل نے
کا حال پوچھا اور کہا کہ اون نبی کی پیروی لوگون کو ضرور ہے۔ پھر اوس زنجیرون سے جکڑے ہوئے شخص نے کہا کہ مین دجال ہون عنقریب
مجھکو نکلنے کا حکم ہوگا تو سوائے مکہ اور طیبہ کے مین ساری زمین کو روندڈالونگا اور طیبہ کے ناکون پر ننگی تلوارین لئے فرشتے کھڑے

منزل ۴

ہمان گے اسواسطے وہان مین نہ جا سکون گا یہ قصہ تمیم داری کا آنحضرت نے ذکر فرماکر فرمایا کہ یادر کھو کہ طیبہ مدینہ کا نام ہے بیہقی نے یہ قصہ نقل کرتے وقت یہ بھی روایت کی ہے کہ تمیم داری نے جس شخص کو زنجیرون مین جکڑا ہوا دیکھا وہ شخص بڈھا تھا اور ابن صیاد کو آنحضرت نے تمیم داری کے قصے تھوڑے عرصہ پہلے جو دیکھا تو اسوقت ابن صیاد کی عمر چودہ پندرہ برس کی تھی پھر ابن صیاد اور دجال ایک کیونکر ہوسکتے ہیں حافظ ابن حجر نے اس بحث کا یہ فیصلہ کیا ہے کہ دجال تو اصل مین وہی شخص ہے جسکو تمیم داری نے دیکھا ہے مگر ابن صیاد وہ شیاطین ہے جو دجال کے ساتھ اسکے ہمراز کے طور پر پیدا ہوا ہے صحیح مسلم کی بعضی روایتون کو جو دیکھا جاتا ہے تو ابن صیاد کی عادتین انسانون کی نہین پائی جاتین مثلاً یہ روایت کہ ابن صیاد کو شیطان کا کشف پر نظر آتا ہے اور یہ روایت کہ مدینہ کے ایک گلی مین حضرت عبداللہ بن عمر اور ابن صیاد کا کچھ جھگڑا ہوگیا تھا جس جھگڑے کے سبب سے ابن صیاد کو غصہ آگیا اور وہ غصہ کے سبب سے ایسا پھول گیا کہ مدینہ کی تمام گلی اوس کے جسم سے بھر گئی یا یہ روایت کہ اوس نے کہا کہ مجھکو دجال کا حال اور اوس کی پیدائش کی جگہ معلوم ہے اور اگر مین دجال بنا دیا جاؤن تو مین اس بات کو کچھ برا نہین جانتا جب ان روایتون سے ابن صیاد کی عادتین انسانون کی سی نہین پائی جاتین تو حافظ ابن حجر نے جو فیصلہ ابن صیاد کے باب مین کیا ہے اوس فیصلہ کی تائید ان روایتون سے پورے طور پر ہوتی ہے۔ امام بخاری کا منشا بھی قریب قریب اس کے معلوم ہوتا ہے کہ ابن صیاد دجال ہی کیونکہ امام بخاری نے اپنی کتاب بخاری مین فقط ابن صیاد کا قصہ ذکر کیا ہے تمیم داری کا قصہ نہین ذکر کیا دوسرے صورے کے وقت لوگ جو قبرون سے نکل کر زمین پر ٹڈیون کی طرح پھیلین گے یہ قصہ اور اوس مین کل حدب ینسلون کی تفسیر اوسی حالت کو قرار دیا ہے لیکن صحیح مسلم مین نواس بن سمعان کی جو روایت ہے اوس مین خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے من کل حدب ینسلون کی تفسیر مین یاجوج ماجوج کے پھیلنے کا ذکر فرمایا ہے اسواسطے آیہ کی وہی تفسیر صحیح ہے جو اوپر بیان کی گئی۔ منازل ۴

وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا يَا وَيْلَنَا قَدْ كُنَّا

اور نزدیک پہنچے سچا وعدہ پھر نہیں اوپر لگ رہین منکرون کی آنکھین اے خرابی ہماری ہم

فِي غَفْلَةٍ مِنْ هَٰذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ ۝

بے خبر رہے اس سے نہین پر ہم تھے گنہگار

اوپر یاجوج ماجوج کے نکلنے کا ذکر فرماکر اس آیت مین فرمایا کہ یاجوج ماجوج کا نکلنا قیامت کی نشانیون مین سے ایسی نشانی ہے کہ جسکے بعد قیامت کے قائم ہونے کے سچے وعدہ کا وقت نزدیک آن پہنچے گا اور جس دن اس سچے وعدہ کا ظہور ہوجاویگا تو اوس دن کی آفتون کو دیکھکر دہشت کے مارے ان منکرین حشر کی آنکھین کھلی کی کھلی رہ جاوین گی اور اس دن کی آفتون سے غافل رہنے پر پچھتاوینگے اور کہوین گے کہ اللہ کے رسولون نے ہمین ان آفتون کا حال جو جتلایا اور ہم نے انکو جھٹلایا حقیقت مین ہمنے یہ اپنے حق مین بڑا ظلم کیا صحیح مسلم مین حذیفہ بن اسید سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آفتاب کے مغرب سے نکلنے کے بعد یاجوج ماجوج کے نکلنے کا ذکر فرمایا ہے صحیح مسلم مین ابوہریرہ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا گنہگار لوگون کی توبہ قبول ہونے کا وقت آفتاب کے مغرب سے نکلنے تک ہے ان حدیثون سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ یاجوج ماجوج کا نکلنا قیامت کی نشانیون مین سے ایسی قرب قیامت کی نشانی ہے کہ جس کے ظہور سے پہلے ہی گنہگارون کی توبہ کا وقت ہاتھ سے نکل جاویگا اور اس نشانی کے ظہور کے وقت جو شخص جس حالت پر ہوگا قیامت کے دن وہ اسی حالت پر قبر سے اٹھے گا

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۖ أَنتُمْ لَهَا وَارِدُونَ ۝ لَوْ كَانَ هَٰؤُلَاءِ

تم اور جو کچھ پوجتے ہو اللہ کے سوائے جھونکنا ہے دوزخ مین تمکو اسپر پہنچنا ہے اگر ہوتے یہ لوگ

آلِهَةً مَّا وَرَدُوهَا ۖ وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

ٹھاکر نہ پہنچتے اسپر اور سارے اسپر پڑے رہین گے

مستدرک حاکم اور تفسیر ابن مردویہ وغیرہ مین جو شان نزول ان آیتون کی بیان کی گئی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کے قائل کرنے کے لیے اوپر کی آیتین نازل فرمائی تھین جن کا حاصل یہ ہے کہ یہ مشرک لوگ اور جن بتون کو یہ پوجتے ہین قیامت کو یہ سب دوزخ کا ایندہن بنائے جاوین گے اور ہمیشہ دوزخ انکا ٹھکانہ ہوگا انسے پوچھا جاوے کہ اگر ان کے بت معبود ہونے کی صلاحیت رکھتے تو خدا کے نزدیک ان کی بھی قدر منزلت ہوتی کہ خدا انکو دوزخ کا ایندھن ٹھہراتا جب آنحضرت نے یہ آیتین مشرکون کو پڑھ کر سنائین تو ایک شخص ابن الزبعری شاعر نے آنحضرت سے بڑا جھگڑا کیا اور کہا کہ سوا اللہ کے حضرت عیسیٰ اور عزیر اور ملائکہ کو بھی لوگ پوجتے ہین اگر ہمارے معبود دوزخ کا ایندہن ٹھہرین گے تو عیسے اور عزیر اور ملائکہ کا کیا حال ہوگا اسپر اللہ تعالیٰ نے اگے کی آیتین نازل فرمائین اور فرمادیا کہ جنسے اللہ تعالیٰ نجات کا وعدہ فرما چکا ہے اور یہ مشرک انکے بغیر مرضی اونہین اللہ کا شریک ٹھہراتے ہین اونکو دوزخ کی بھاپ بھی نہ لگے گی یہ ابن الزبعری پھر مسلمان ہوگئے اور آنحضرت اور مسلمانون کی مدح مین بہت شعر اونھون نے کہے ہین صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو سعید خدری کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جس شخص کے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ آخر کو دوزخ سے نکل کر جنت مین داخل ہوگا اسی طرح صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو سعید خدری کی دوسری روایت بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جب جنت کے قابل لوگ جنت مین جا چکین گے اور ہمیشہ دوزخ مین رہنے کے قابل لوگ دوزخ مین رہجاوین گے تو موت کو ذبح کیا جاکر یہ حکم سنا دیا جاویگا کہ اب جو جہان ہے ہمیشہ وہین رہے گا ان حدیثون کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ کلمہ گو گنہگار جب دوزخ سے نکل کر جنت مین جا چکین گے اور کلمہ کے منکر مشرک لوگ اور اون کے بت دوزخ مین رہ جاوین گے تو اونکو یہ حکم سنا دیا جاویگا کہ اب تم اور تمہارے جھوٹے معبود ہمیشہ دوزخ مین پڑے رہو۔

لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ

اُنکو وہان چلانا ہے اور وہ اُس مین بات نہین سنتے جنکو آگے ٹھیر چکی بھلی وہ اِس سے

عَنْهَا مُبْعَدُونَ ۝ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا ۖ وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ خَالِدُونَ ۝ لَا يَحْزُنُهُمُ

دور رہین گے نہین سنتے اُس کی آہٹ اور وہ اپنے جی کے مزون مین سدا رہین نہ غم ہوگا اُنکو

منازل ۴

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝

اس بڑی گھبراہٹ مین اور لینے آوین گے اُنکو فرشتے آج دن تمہارا ہے جسکا تم سے وعدہ تہا

اوپر ذکر تھا کہ مشرکون اور اُنکے جھوٹے معبودون کو ہمیشہ دوزخ مین رہنے کا حکم سنا دیا جاویگا اور قائل کرنے کے لئے ان مشرکون سے یہ کہا جاویگا کہ دنیا مین جن تبون کو تم اپنا معبود جانتے تھے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر ان تبون مین معبود ہونے کی صلاحیت ہوتی تو آج ان کو دوزخ کا ایندھن نہ بنایا جاتا ان بتون مین فرمایا دوزخ مین ہمیشہ رہنے کا حکم سنکر یہ لوگ روئین گے چلاوین گے اور ان مین کا ہر ایک شخص اپنے اپنے عذاب کی تکلیف مین ایسا بدحواس ہوگا کہ ایک شخص دوسرے کے رونے اور چلانے کی آواز بھی نہ سنے گا ترمذی مین ابو درداء سے اور مستدرک حاکم میں بعث ونشور وغیرہ مین حضرت عبداللہ بن عباس سے جو روایتین ہین اُنکا حاصل یہ ہے کہ جب یہ دوزخی لوگ دوزخ کے عذاب کی تکلیف سے بہت گھبرا جاوین گے تو مالک دوزخ کے داروغہ سے یہ التجا کرین گے کہ مالک ان لوگون کی موت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے ہزار برس تک تو ان لوگو نکی التجا کا کچھ جواب نہ ملے گا پھر ہزار برس کے بعد یہ جواب ملیگا کہ دنیا مین تم لوگون نے اس عذاب کو جھٹلایا اس لئے اب تمہاری یہی سزا ہے کہ تم ہمیشہ اس عذاب مین گرفتار رہوگے اس حکم کو سنکر یہ لوگ اور بھی زیادہ چیخنا اور چلانا شروع کر دین گے حضرت عبداللہ ابن عباس کی اس روایۃ کو حاکم نے صحیح کہا ہے اور ترمذی کی ابو درداء کی حدیث کی سند مین قطبۃ بن عبدالعزیز راوی کو اگرچہ بعضے علما نے لائق اعتراض قرار دیا ہے لیکن اکثر اہل حدیث نے قطبۃ بن عبدالعزیز کو ثقہ کہا ہے ابن ماجہ مین انس بن مالک سے روایۃ ہے کہ دوزخی مین دوزخی یہانتک روئین گے کہ اُنکے آنسوون مین کشتی چلاؤ تو چل نکلے اس حدیث کی سند مین ایک راوی یزید الرقاشی کو اگرچہ بعضے علما نے قابل اعتراض ٹھہرایا ہے لیکن ابن معین اور ابن عدی نے یزید الرقاشی کو ثقہ قرار دیا ہے جن لوگو نکا ذکر پہلی آیۃ مین ہے ان روایتون سے اُنکے رونے اور چلانے کی تفسیر اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے مشرکین مکہ یہ جو کہتے تھے کہ اگر ہمارے بت دوزخ کا ایندھن ٹھرین گے تو فرشتون کو عزیر علیہ السلام اور عیسے علیہ السلام کو بھی لوگ اللہ کا شریک ٹھراتے ہیں پھر ان کا کیا حال ہوگا اُسکے جواب مین فرمایا دوزخ کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین جو لوگ اللہ کی رحمت اور ہمیشہ کے جنت کے عیش کے قابل ٹھہر چکے ہیں اُنکے کانون مین دوزخ کے غل وشور کی آواز تک بھی نہ جاویگی بلکہ دوسرے صور کے بعد جب سب لوگ قبرون سے اوٹھین گے اور اُس دن کی آفتون کو دیکھکر گنہگار لوگون کے دل پر گھبراہٹ چھا جاویگی ان نیک لوگو نکو اُسی وقت اللہ کے فرشتے جنت مین داخل ہونے کی خوشخبری سنا دیوین گے اسواسطے ان لوگون کے دپر دوزخ کی طرف سے کچھ گھبراہٹ تک بھی باقی نہ رہے گی مسند امام احمد کے حوالہ سے حضرت عائشہ کی صحیح حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ منکر نکیر کے سوال جواب کے بعد اللہ کے فرشتے اللہ کے حکم سے نیک لوگو نکو اُنکا جنت کا ٹھکانا دکھا کر یہ وعدہ خوشخبری کے طور پر سنا دیتے ہیں کہ اسی ٹھکانے مین ہمیشہ رہنے کے لئے تم کو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیا جاویگا یہ حدیث آخری آیۃ کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قبر مین رکھتے ہی اللہ کے حکم سے فرشتون نے جو خوشخبری نیک لوگو نکو وعدہ الہی کے موافق سنائی تھی قبر سے اوٹھتے ہی وہ خوشخبری کا وعدہ ان لوگون کو اللہ کے فرشتے پھر یاد دلادین گے یہ حدیث صحیح بخاری مین بھی انس بن مالک کی روایۃ سے آئی ہے۔

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ ۚ وَعْدًا
جس دن ہم لپیٹ لین آسمان کو جیسے لپیٹتے ہین طومار مین کاغذ جیسا سرے سے بنایا پہلی بار پہر اُسکو دوہراوین وعدہ
عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ۝
ضرور ہو چکا ہمپر ہمکو کرنا

تفسیر ابن جریر وغیرہ مین علی بن طلحہ کی سند سے سجل کے لفظ کے معنے خط اور دفتر کے جو بیان کئے گئے ہیں وہی معنے صحیح ہیں اس صورت مین معنے آیۃ کے یہ ہین کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمان کو لپیٹ لیوینگا جسطرح کوئی کاغذ کو لپیٹ لیتا ہے ابوداؤد اور نسائی مین یہ روایۃ ہے کہ سجل آنحضرت کے ایک کاتب کا نام ہے اس روایۃ کی سند مین اکثر علمائے محدثین کو کلام ہے بعضے مفسرین نے یہ جو لکھا ہے کہ دوسرے آسمان پر ایک فرشتہ ہے جسکے پاس کراما کاتبین پیر اور جمعرات کے روز بنی آدم کے اعمال پیش کرتے ہیں اوس فرشتہ کا نام سجل ہے اس روایۃ کا پتا صحیح تفسیرون سے اس قدر لگتا ہے کہ پہلے انسان کے مونھ سے جو کچھ نکلتا ہے اُسکو کراما کاتبین لکھ لیتے ہین پہر جمعرات کے روز اُس مین سے آسمان پر صرف وہ باتین چھانٹ لی جاتی ہیں جو ثواب یا عذاب کے قابل ہیں غرض اس کام کا دفتر جو آسمان پر ہے اوس دفتر کے اہل دفتر مین سے سجل نام کا کوئی فرشتہ ہو تو عجب نہیں لیکن جب تک کوئی صحیح روایۃ اس باب مین نہ ملے عقل سے ایسے ابواب مین کچھ نہین کہا جاسکتا جس وقت پہلا صور پھونکا جاکر تمام دنیا فنا ہوجاویگی اور چالیس برس تک ساری دنیا ویران پڑی رہیگی بڑے بڑے ملک اور حکومت کے دعوے کرنے والے جو ہین یہ سب مٹ جاوین گے اور خاک کے ڈہیر ہوکر پڑے ہوئے ہونگے اُسوقت اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کو اور تمام عالم کو لپیٹ کر اپنے ہاتھ مین لے وے گا اور فرماویگا آج کہان گئے وہ ملک اور بادشاہت کا دعوی کرنے والے جب کوئی جواب دینے والا پیدا نہ ہوگا تو آخر کو فرماویگا سب ملک اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہی بادشاہ ہے زیادہ تفسیر اسکی سورہ زمر اور سورۃ المومن مین آویگی صحیح بخاری ومسلم وغیرہ کی روایتین جو اس باب مین ہیں وہ بھی ان ہی سورتون کی تفسیر مین آوین گی صحیح بخاری ومسلم مین حضرت عائشہ سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب لوگ ننگے پاؤن ننگے بدن بغیر ختنہ کئے ہوئے قبرون سے اوٹھین گے ۔ یہ حدیث کما بدانا اول خلق نعیدہ کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح اب بچہ ننگے پاؤن ننگے بدن بغیر ختنہ کیا ہوا ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے قیامت کے دن سب لوگ قبرون سے اسی حالت مین اوٹھین گے آگے فرمایا دوبارہ پیدا کرنے کا اللہ تعالیٰ کا ایک یقینی وعدہ ہے جسکا ظہور ضرور ہوگا ۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝
اور ہمنے لکھ دیا ہے زبور مین نصیحت کے پیچھے کہ آخر زمین پر مالک ہونگے میرے نیک بندے

مجاہد اور سعید بن جبیر کے قول کے موافق حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ پہلے لوح محفوظ مین اور لوح محفوظ کے بعد انبیا پر جو کتابین نازل کی گئین ان اون مین اللہ تعالیٰ نے یہی لکھا ہے کہ جنت کی زمین کے وہی لوگ وارث ہون گے جو اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین نیک ٹہر چکے ہیں صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت علی کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ لوگون کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ہر ایک شخص کا ایک ٹھکانا دوزخ مین

اور ایک جنت مین پیدا کیا ہے اب پیدا ہونے کے بعد آدمی جس ٹھکانے کے قابل عمل کریگا مرنے کے بعد اوسی ٹھکانے مین جاویگا صحیح بخاری مین عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ بعضے لوگ تمام عمر جنتیون کے سے کام کرتے ہین لیکن آخر عمر مین لوح محفوظ کے لکھے کے موافق دوزخیون کے سے کام کرکے مرتے ہین اسی طرح بعضے لوگ تمام عمر دوزخیون کے سے کام کرتے ہین لیکن آخر عمر مین لوح محفوظ کے لکھے کے موافق جنتیون کے سے کام کرکے مرتے ہین ان حدیثون کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اگرچہ اللہ تعالی کے علم غیب سے کوئی چیز باہر نہین ہی لیکن اسنے ہر شخص کے کام کا انجام لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے - لیکن انصاف کی نظر سے اللہ تعالی نے جزا و سزا کا دارمدار اپنے علم غیب پر نہین رکھا بلکہ ہر شخص کا ایک ٹھکانا دوزخ مین اور ایک جنت مین پیدا کرکے سزا کے طور پر دوزخ مین جھونکے جانے اور جزا کے طور پر جنت مین داخل ہونے کا مدار دنیا کے ظاہری عملون پر رکھا ہے ہان اتنی بات ہے کہ جسطرح اللہ تعالی کے علم غیب سے کوئی چیز باہر نہین ہے اسی طرح اسکے علم غیب کے برخلاف کچھ نہین ہو سکتا اس لئے اگرچہ ہر شخص کا ایک ٹھکانا دوزخ مین اور ایک جنت مین پیدا کیا گیا ہے لیکن آخر کو جنت مین وہی لوگ داخل ہونگے جو اللہ کے علم غیب کے موافق پہلے لوح محفوظ مین اور پھر آسمانی کتابون مین نیک ٹھہر چکے ہین اسیواسطے قرآن شریف مین جگہ جگہ فرمایا ہے کہ راہ راست پر آنے کی توفیق اون ہی لوگون کو ہوگی جو اللہ تعالے کے علم غیب مین راہ راست پر آنے کے قابل قرار پا چکے ہین -

إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝

منزل ۴

اس مین مطلب کو پہنچے ہین ایک لوگ بندگی والے اور تجکو جو بھیجا سو مہر کرکر جہان کے لوگو پر

اوپر ذکر تھا کہ پہلے لوح محفوظ مین اور اسکے بعد انبیا پر جو کتابین نازل کی گئی ہین اون مین اللہ تعالی نے یہی لکھا ہے کہ جنت کی زمین کے وہی لوگ مالک اور وارث ہون گے جو اللہ تعالی کے علم غیب مین نیک ٹھہر چکے ہین ان آیتون مین فرمایا ایسے لوگ آسمان و زمین سے اور آسمان و زمین مین اللہ تعالی کی قدرت کی ہزارون نشانیون سے اللہ تعالی کو تو پہچان سکتے ہین لیکن اللہ تعالی کی مرضی اور نامرضی کے کامون کی تفصیل اونکو بغیر آسمانی کتاب کے نہین معلوم ہو سکتی تھی اسواسطے خالص دل سے اللہ کی عبادت کرنے والون کیلئے اللہ تعالی نے اس قرآن شریف مین اپنی مرضی اور نامرضی کی سب باتین کافی طور پر تبلادی ہین اور اے رسول اللہ کے تم کو جو اللہ تعالے نے رسول بناکر بھیجا ہے تو یہ جہان بھر کے لوگون کے حق مین اللہ کی رحمت ہے کیونکہ جو لوگ تمہاری فرمانبرداری اور قرآن کی نصیحت کے پابند رہین گے اونکو دنیا مین بھی اللہ تعالی حکومت ثروت سب کچھ دیویگا اور عقبی مین اونکے نیک کامون کے بدلہ مین ہمیشہ کے لئے اتنا بڑا عیش و عزت کا سامان انکو عطا فرمادیگا جو انکے وہم و گمان سے باہر ہوگا حضرت ابوبکر کی خلافت سے لیکر خلافائے عباسیہ کے عروج کے زمانہ تک دنیا کی جو کچھ حکومت و ثروت قرآن کی نصیحت کے پابند لوگون مین رہی اسکا حال تاریخ الخلفا کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے اسکے بعد کے لوگ قرآن کی نصیحت کے پابند نہ رہے اسواسطے وہ حکومت اور ثروت بھی نہ رہی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی روایۃ سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالی نے نیک بندون کے لئے جنت مین جو عیش و عشرت کا سامان پیدا کیا ہے وہ کسی نے آنکھون سے دیکھا اور نہ کانون سے سنا نہ کسی کے دل مین اس کا خیال گزر سکتا ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے

کہ عقبیٰ مین جو عیش و عشرت کا سامان نیک بندون کو ملیگا وہ انسان کے وہم و گمان سے باہر ہوگا سورہ الانفال مین گزر چکا ہے کہ مشرکین مکہ نے سرکشی سے جب عذاب کے نازل ہونے کی خواہش کی تو اللہ تعالیٰ نے اوس سورہ کی آیتین نازل فرماکر یہ فرمادیا کہ اے رسول اللہ کے یہ اللہ کی ایک رحمت ہے کہ جب تک تم ان لوگون مین موجود ہو اور سوقت تک جسطرح پچھلی امتون پر عام عذاب آئے اوس طرح کا کوئی عام عذاب ان سرکش لوگون پر نہ آویگا جو لوگ اللہ کے رسول کے مخالف تھے اُنکے حق مین بھی آپ کی موجودی کا رحمت الٰہی ہونا سورہ الانفال کی آیتون سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے سورہ الانفال کی آیتون کی جو شان نزول اوپر بیان کی گئی وہ صحیح بخاری مین انس بن مالک کی روایت سے آئی ہے اس لئے یہ شان نزول بہت صحیح ہے۔

قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ

تو کہہ مجکو تو حکم یہی آیا ہے کہ صاحب تمہارا ایک صاحب ہے پھر ہو تم حکم برداری کرتے پھر اگر منہ موڑین تو تو کہہ

آذَنتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۖ وَإِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَم بَعِيدٌ مَّا تُوعَدُونَ ۝ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ

مین نے خبر کردی تم کو دونون طرف برابر اور مین نہین جانتا نزدیک ہی یا دور ہے جو تمکو وعدہ ملتا ہے وہ رب جانتا ہے پکار کی بات

وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ۝ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝

اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور مین نہین جانتا شاید تم کو اسمین جانچنا ہے اور برتوانا ایک وقت تک

منزل ۴

اوپر ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اِس قرآن شریف مین اپنی مرضی اور نامرضی کی سب باتین پوسے طور پر جتلادی ہیں ان آیتون مین فرمایا کہ قرآن کی نصیحت سے اگرچہ اون ہی لوگون کو نیک ہدایت ہوتی ہے جو اللہ کے علم غیب مین نیک ٹھہر چکے ہیں لیکن اللہ تعالےٰ کو ہر شخص کے انجانی کا عذر رفع کردینا بہت پسند ہے اسواسطے اے رسول اللہ کے تم ان مکہ کے مشرکون سے کہدو مجھکو قرآن مین یہی حکم ہے کہ جس اللہ نے انسان کو اور انسان کی سب ضرورت کی چیزون کو اس طرح پیدا کیا ہے کہ اوس مین کوئی اوسکا شریک نہیں ہے تو انسان پر اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم مین انسان کسی کو شریک نہ کرے اِس حق کے ادا ہونے کے بعد انسان کا اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اُس حق ادا کرانے والے لوگونکو قیامت کے دن دوزخ کے عذاب سے بچاوے اِس نصیحت کے بعد ان مشرکون سے پوچھا جاوے کہ یہ لوگ اِس نصیحت کو مانتے ہین یا اپنے آپ کو عذاب کے قابل ٹھہراتے ہین پھر فرمایا اِس نصیحت کو سنکر اگر یہ لوگ مکرائی کرین اور اِس نصیحت کو نہ مانین تو اِنسے کہدیا جاوے کہ مین نے اللہ تعالیٰ کے حق کے ادا کرنے اور نہ ادا کرنے دونون باتونکا انجام تم لوگون کو جتلا دیا ہے اور یہ مجھکو معلوم نہین کہ قرآن کی نصیحت کو ٹالنے والون پر دیر سویر کب عذاب آجائے پھر فرمایا یہ بھی کہہ دیا جاوے کہ ان لوگون کے دل مین جو شرک کا عقیدہ ہے وہ اون کے ہاتھ پیرون کے شرک کے کام اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہیں اسپر بھی عذاب کے آنے مین جو دیر لگ رہی ہے تو مجھکو یہ معلوم نہین کہ اِس مہلت مین راہ راست پر آنے کی جانچ ہے یا وقت مقررہ کا انتظار ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے مغیرہؓ بن شعبہ کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالےٰ کو لوگون کی انجانی کے عذر کا رفع کردینا بہت پسند ہے اِسی واسطے اوس نے آسمانی کتابین دیکر رسول بھیجے صحیح بخاری و مسلم کے

حوالہ سے معاذ بن جبل کی یہ حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اسکی عبادت میں کسی کو شریک نہ کریں اس حق کو جو لوگ پورا ادا کریں گے انکا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہوگا کہ وہ انکو دوزخ کے عذاب سے بچاوے آیتوں کی تفسیر میں جو مطلب اوپر بیان کیا گیا وہ ان صحیح حدیثوں کا خلاصہ ہے۔

قُلْ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۝

رسول نے کہا اب فیصلہ کر انصاف کا اور رب ہمارا رحمٰن ہے اسی سے مدد مانگتے ہیں ان باتوں پر جو تم بناتے ہو

یہ اللہ کے رسول کی دعا کا ذکر ہے جو انھوں نے مشرکین مکہ کی سرکشی سے تنگ آکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کی تھی حاصل اس بددعا کا یہ ہے کہ یا اللہ جو لوگ تیری عبادت میں غیروں کو شریک کرتے ہیں اور تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں اور جو غریب لوگ راہ راست پر آتے ہیں ان کو طرح طرح سے ستاتے ہیں ان سرکش لوگوں کی سرکشی کے مٹ جانے میں تجھ سے ہی مدد چاہی جاتی ہے ان سرکشوں اور اپنے رسول کا اپنے انصاف کے موافق یا اللہ کوئی فیصلہ جلدی سے فرما دے اللہ تعالیٰ کے انتظام میں دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے ہر کام کا وقت مقرر ہو چکا ہے چنانچہ صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے اسواسطے اللہ کے رسول کی اس بددعا کے ظہور کا ایک وقت تو بدر کی لڑائی کے موقع پر آیا کہ اس لڑائی کے موقع پر مشرکین مکہ میں کے بڑے بڑے سرکش دنیا میں نہایت ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی آخرت کے عذاب میں گرفتار ہو گئے جس عذاب کے جتلانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو سچا پایا یہ قصہ صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایت سے کئی جگہ گزر چکا ہے دوسرا موقع فتح مکہ کے وقت آیا کہ مشرکین مکہ جن بتوں کی حمایت میں اللہ کے رسول کو جھٹلاتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ہاتھ سے فتح مکہ کے وقت ان بتوں کو یہ ذلت دلوائی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بتوں کو اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر زمین میں ڈال دیا اور کسی مشرک کو اپنے جھوٹے معبودوں کی حمایت کی جرأت نہ ہوئی یہ قصہ بھی صحیح بخاری کی عبداللہ بن مسعود کی اور صحیح مسلم کی ابوہریرہؓ کی روایت سے کئی جگہ گزر چکا ہے۔

سورۃ الحج مکیۃ وھی ثمان وسبعون آیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ

اے لوگو ڈرو اپنے رب سے بیشک ہو چال قیامت کا ایک بڑی چیز ہے جس دن تمکو دیکھو گے بھول جاویگی ہر دودھ پلانے والی

اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝

اپنی دودھ پلائی کو اور ڈال دیگی ہر پیٹ والی اپنا پیٹ اور تو دیکھے لوگوں پر نشہ اور انپر نشہ نہیں پر آفت اللہ کی سخت ہے

نزل ۴

مفسرین نے اس بات میں بڑا اختلاف کیا ہے کہ پہلے صور کے وقت جو زمین ہلے گی اور آخر کو پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاویگی

اور پہاڑ آسمان سب ریزہ ریزہ ہوجاوین گے اس آیۃ مین سورہ الحاقہ کی آیتون کے موافق زمین کے اوس بھونچال کا ذکر ہے یا حشر کے دن جب اللہ تعالیٰ ہر ہزار اولاد آدم کی صف مین سے نوسو ننانوے آدمیون کو دوزخ مین بھیجنے کا حکم حضرت آدم علیہ السلام کو دیویگا اور اس حکم کی دہشت سے تمام مخلوقات کے دل جو بے قابو ہوجاوین گے اوس کا نام زلزلہ ہے اور وہی زلزلہ اس آیۃ مین ذکر کیا گیا ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جاوے تو اس اختلاف کی کوئی وجہ نہین ہے کیونکہ جب آیۃ کے لفظ عام ہیں اور قابل خوف جو زلزلہ قیامت کا ہی اوس سے اللہ تعالیٰ نے لوگون کو ڈرایا ہے اور قرآن وحدیث مین ان دونون زلزلون کا ذکر آیۃ کی تفسیر کے طور پر آچکا ہے تو اب اختلاف کیا باقی رہ گیا یہ کیون نہین کہا جاتا کہ آیۃ دونون زلزلون سے ڈرانے کی غرض سے نازل ہوئی ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جب سورۃ الحاقہ مین پہلے صور کی آواز سے سخت بھونچال آنا اور زمین کا اور زمین کے پہاڑون کا ٹوٹ پھوٹ جانا موجود ہے اور طبرانی تفسیر ابن جریر تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ مین صحیح سند سے پہلے زلزلہ کو آیۃ کی تفسیر کے طور پر ابو ہریرہ کی روایۃ مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے جس روایۃ کا حاصل یہ ہے کہ پہلا صور جب پھونکا جاویگا تو زمین اس طرح ڈگمگا ویگی جس طرح دریا مین ناؤ ڈاوان ڈول پھرتی ہے پہر آخر زمین اور پہاڑون کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجاوینگے پہر آسمان بھی اسی طرح سب پھٹ جاوینگے سورج چاند تارے سب ٹوٹ کر گر پڑینگے پہر آپنے یہ آیۃ پڑہی یہان الناس لسقوا رکم ابو ہریرہ کہتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت سورہ زمر مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ پہلے صور کے شروع ہوتے ہی زمین آسمان مین جتنے جاندار ہین سب بیہوش ہوکر گر پڑینگے اور مرجاوینگے پہر اللہ نے اسی آیۃ مین یہ بھی فرمایا ہے کہ جنکو اللہ چاہیگا وہ اس صدمہ سے بچے رہوینگے جو اس صدمہ سے بچے رہوینگے وہ کون لوگ ہونگے آپنے فرمایا وہ شہید لوگ ہین مرنے نہین پاتے تو کسی کو اس صدمہ کی خبر نہوگی شہید باوجود یکہ زندہ ہیں لیکن اس صدمہ سے بچے رہینگے اور دوسرے زلزلہ کا ذکر صحیح بخاری ومسلم مین ابو سعید خدری کی روایۃ سے جو آیۃ کی تفسیر کے طور پر آیا ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ جب یہ آیۃ اوتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیۃ کو پڑھا اور فرمایا کہ یہ زلزلہ وہ ہے کہ حشر کے دن اللہ تعالیٰ حضرت آدم سے فرماویگا کہ اپنی اولادمین سے دوزخ کا حصہ نکالو حضرت آدم عرض کرین گے یا الٰہی اولاد آدم مین دوزخ کا حصہ کس قدر ہے اللہ تعالیٰ فرماویگا ہزارمین نوسو ننانوے اللہ کا یہ حکم سنکر تمام محشر مین ایک زلزلہ پڑجاویگا اور لوگون کے دل ہل جاوین گے اس حدیث کو سنکر صحابہ کو بڑا رنج ہوا پھر آپنے تسلی دی اور فرمایا کہ نوسو ننانوے یاجوج ماجوج مین ہونگے اور ایک تم مین کا ہوگا اور امتون کے مقابلہ مین میری امت کی گنتی تو اتنی ہے کہ جس طرح سفید بیل کی کھال مین چند کالے بال ہوتے ہیں پہر فرمایا مجھکو توقع ہے میری امت آدھی جنت مین جاویگی بعضی روایتون مین دو تہائی بھی آیا ہے جس زلزلہ کا ذکر پہلی حدیث مین ہی اوس زلزلہ کے وقت حقیقت مین دودہ والی عورت اپنے بچہ کو خوف کے مارے چھوڑدیویگی اور بھول جاویگی اور حاملہ عورت کے حمل گر پڑین گے اور جس زلزلہ کا ذکر دوسری حدیث مین ہے اوس زلزلہ مین یہ بات مثال کے طور پر فرمائی کہ اسوقت بھی اس قدر خوف لوگون کے دلون پر ہوگا کہ اگر وہان بھی دودہ والی عورت ہوتی تو دودہ پلانا بھول جاتی اور حمل والی عورت ہوتی تو اوسکا حمل گر جاتا نیک کام مین لگے رہنا اور برے کام سے بچے کو تقوی کہتے ہیں جس کے معنے پرہیزگاری کے ہین صحیح بخاری مین ابو ہریرہ سے روایۃ ہی جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے مزاج مین پرہیزگاری زیادہ ہے اللہ کے نزدیک اوسی کی عزت زیادہ ہی اس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا اے لوگو قیامت کے دن کا عذاب ایسا سخت ہے کہ اسکی سختی کو دیکھکر دودہ

منزل

پلانے والی عورت اپنے بچہ کو دودھ پلانا بھول جاویگی حمل والی عورت کا حمل گر جاویگا اور بغیر نشہ کی چیز کے کھانے پینے کے لوگ نشہ باز لوگوں کی طرح بدحواس ہو جاوینگے پر ہیزگاری اوس دن ایک ایسی چیز ہوگی جو اُس عذاب کی ذلت اور تکلیف سے بچا کر آدمی کو عزت سے قائم رہنے کا سبب ہو سکتی ہے اسواسطے ہر شخص کو چاہیئے کہ جہان تک ہو سکے پرہیزگاری اختیار کرے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝ كُتِبَ عَلَيْهِ

اور بعضا شخص ہے جو جھگڑتا ہے اللہ کی بات مین بن خبر اور ساتھ پکڑتا ہے ہر شیطان بے حکم کا جسکی قسمت مین لکھا ہے

اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝

کہ جو کوئی اُس کا رفیق ہو سو وہ اوسکو بہکاوے اور لیجاوے عذاب مین دوزخ کے

تفسیر سدی تفسیر ابن ابی حاتم اور تفسیر ابن جریر وغیرہ مین معتبر سندسے جو شان نزول اِس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ نضر بن حارث ایک شخص بڑا جھگڑالو مشرکین مکہ مین تھا جو فرشتون کو اللہ کی بیٹیان اور قرآن کو پچھلی لوگون کی کہانی کہا کرتا تھا اور حشر کا بڑا سخت منکر تھا بدر کی لڑائی والے دن حالت کفر مین وہ مارا گیا اور اُسکے ساتھی دو ایک شریر اور تھے جو بجلی گر کر ہلاک ہوئے ایسے لوگون کی شان مین یہ آیۃ نازل ہوئی ہے حاصل معنے آیۃ کے یہ ہین کہ نضر بن حارث اور اُسکے ساتھیون کی طرح آدمی کو دین کی بات مین عقل سے جھگڑنا نہین چاہیئے کیونکہ جن باتون کا شریعت مین حکم دیا گیا ہے اُن مین سے اکثر باتون کی مصلحت کو عقل نہین پہنچ سکتی مثلاً ریشمی کپڑے کو بہ نسبت سوتی کپڑے کے عقل اچھا اور نرم جانتی ہے مگر شریعت نے ریشمی کپڑا دنیا مین مرد کو جائز نہین رکھا اس کی مصلحت عقل کی رسائی سے باہر ہے یہ شیطان کا کام ہے کہ آدمی کے دل مین عقلی وسوسے دین کی باتون مین ڈالتا ہے تاکہ جسطرح خود گمراہ ہو چکا ہے اوروں کو بھی گمراہ کرکے اپنے ساتھ دوزخ مین لیجاوے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعہ سے جو دین کی باتین بتلادی ہین جو شخص اون باتونکو چھوڑ کر عقلی شیطانی وسوسون مین پڑیگا نضر بن حارث کی طرح اُسکو دین و دنیا کا ٹوٹا بھگتنا پڑیگا کیونکہ شیطان کی قسمت مین یہ لکھا جا چکا ہے کہ جو کوئی اوس کا رفیق ہوگا وہ اوسکو نیک راہ سے بہکا کر اپنے ساتھ اوسے دوزخ مین لیجاویگا جسطرح ایک بادشاہ کے دو وزیر ہین ایک نیک مزاج ایک ظالم فرض کئے جاوین اسی طرح ایک اللہ کا فرشتہ نیک کام کی صلاح دینے والا اور ایک شیطان بری راہ لگانے والا یہ دونون ہر وقت ہر انسان کے ساتھ لگے رہتے ہین صحیح مسلم مین عبداللہ بن مسعود کی روایۃ مین ان دونون ساتھیون کا ذکر صراحت سے آچکا ہے جس نے صلاح رحمانی کے موافق کام کیا نجات پائی اور جو وسوسہ شیطانی مین پھنسا خراب ہوا بعضے دوست آشنا بھی آدمی کے انسان کی صورت مین شیطان کی خصلت کے ہوتے ہین جو ہمیشہ آدمی کو بری راہ لگنے کا مشورہ دیتے رہتے ہین جنکا ذکر سورہ انعام مین گزر چکا ہے ایسے لوگون کی صحبت بھی آدمی کو برباد کر دیتی ہے ایسے دوست آشناؤن سے بھی آدمی کو بچنا چاہیئے اسی واسطے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح بخاری و مسلم کی ابو سعید خدری کی روایۃ مین ایسے دوست آشنا مین کی رفاقت کی مثال لوہار کی کھال دھونکنے والے کی رفاقت کی فرمائی ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ جسطرح کھال دھونکنے والے کے پاس بیٹھنے مین آگ کی چنگاری آڑکر ان پڑنے اور کپڑون کے جلنے کا خوف ہے اسی طرح بری دوست

اوسکے ساتھیون کی رفاقت سے دوزخ مین جلنے کا اندیشہ ہے دوزخ کے عذاب کا ذکر فرماکر ان آیتون مین اوس عذاب کے منکر اور اوس سے غافلون کا ذکر فرمایا گیا ہے ۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ

اے لوگو اگر تمکو دہوکا ہے جی اُٹھنے کا مین تو ہمنے تمکو بنایا مٹی سے پہر بوندسے پہر جمے ہوئے خون سے

ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَاۗءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى

پہر بوٹی سے نقشہ بنے اور بن نقشہ بنے اسواسطے کہ تمکو کھول سناوین اور ٹہیرا رکھتے ہین پیٹ مین جو کچھ چاہین ایک ٹہیرے ہوئے

ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ

پہر تمکو نکالتے ہین لڑکا پہر جب تک کہ پہنچو اپنی جوانی سے زور کو اور کوئی تم مین پورا پہر لیا اور کوئی تم مین پہر چلا نکمی عمر تک

لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـــًٔا ۭ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ

تا سمجھ کے پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے اور تو دیکھتا ہے زمین بیجان پڑی پہر جہان اُتارا اُسپر پانی تازی ہوئی

وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰي

اور اُبھری اور اُگائین ہر بہانت بہانت رونق کی چیزین یہ اسواسطے کہ اللہ وہی ہے تحقیق اور وہ جلاتا ہے مردے اور وہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝

ہر چیز کر سکتا ہے اور یہ کہ قیامت آنی ہے اُس مین دہوکا نہین اور یہ کہ اللہ اوٹھا دیگا قبر مین پڑون کو

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝ ثَانِيَ عِطْفِهٖ

اور بعضا شخص ہے جو جھگڑتا ہے اللہ کی بات مین بن خبر اور بن سوجھ اور بن کتاب چمکتی اپنی کروٹ موڑکر

لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ

کہ بہکا دے اللہ کی راہ سے اُسکو دنیا مین رسوائی ہے اور چکھا دینگے ہم اُسکو قیامت کے دن جلن کی مار یہ اُسپر

بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

ہے جو آگے بہیج چکے تیرے دو ہاتھ اور یہ کہ اللہ ظلم نہین کرتا بندونپر

اوپر کی آیتون مین اللہ تعالیٰ نے منکرین حشر نضر بن حارث اور اُس کے ساتھیون کا ذکر فرماکر یہان اخیر رکوع تک دو دلیلین حشر کی بیان فرمائی ہین پہلی دلیل کا حاصل یہ ہے کہ جس اللہ مین یہ قدرت ہے کہ اوس نے پانی سے مٹی کا کام لے لیا اوسکو مٹی سے مٹی کا کام لینا کون سی عقل سے یہ لوگ مشکل بتاتے ہین کیونکہ مان کے پیٹ مین اوس نے پانی جیسی پتلی چیز نطفہ سے آدمی کا پتلا بناکر اوس پتلے مین روح پھونک دی ہے حشر مین تو مٹی سے مٹی کا پتلا بنایا جاکر اوس پتلے مین روح پھونک دی جاویگی دوسری دلیل کا حاصل یہ ہے کہ جو زمین اللہ کے حکم سے اِس طرح کے جاندار صاحب عقل لوگون سے بڑھکر کام کرتی ہے ۔ کہ ساری دنیا کے جاندار صاحب عقل کاریگر اگر جمع ہو جاوین تو جس طرح کے

ہزارون پھل ہزارون پھول زمین مین سے ہر موسم پر سوکھے ہوئے بیجون سے پیدا ہوتے ہین کونسی طرح کا ایک پھل ایک پھول یہ دنیا بھر کے لوگ پیدا نہیں کرسکتے پھر اس زمین کو امر کے حکم سے انسان کا پتلا بنا دینا اور اللہ تعالیٰ کو اس پتلے مین روح کا پھونکدینا کیا مشکل ہے غرض ان آیتون مین جو باتین اللہ تعالیٰ نے حشر کے ذہن نشین ہونے کے ثبوت مین بیان فرمائی ہین اون باتون مین سے ہر ایک بات کو آدمی غور سے دیکھے تو ہر انسان کو اپنی پیدائش کے حال پر غور تامل کرنے سے زمین مین کھیتی اور باغات کے ذریعہ سے جو اناج پھل پھول پیدا ہوتے ہین اون کے حال کو دیکھنے سے یہ اچھی طرح سے ذہن نشین ہوسکتا ہے کہ ہمیشہ جو کچھ سب کی آنکھون کے سامنے ہو رہا ہے وہ حشر سے سینکڑون درجہ بڑھکر مشکل ہے مثلاً جسکی قدرت مین یہ ہو کہ منی جیسی پتلی بھتی ہوئی چیز کا آسنے رحم جیسے تنگ جگہ مین پتلا بنایا اور اس پتلے مین جان ڈالی پھر پتلا بھی ایسا کہ اس مین بڑھنے کی قوت بھی رکھی ہے پیدا ہوتے وقت بچہ کیا ہوتا ہے اور برس دو برس مین کیا کا کیا ہو جاتا ہے حشر مین نہ کسی پتلی چیز کا پتلا بنانا ہے نہ رحم جیسی تنگ جگہ ہے نہ پتلے مین بڑھنے کی قوت رکھنے کی مشکل ہے نہ اس طرح کا چھوٹا پتلا ہے جسکی ہڈیون کے جوڑ مشکل ہون تاریخ کی کتابون سے سینکڑون برس کے بعد جس طرح اب لوگون کو معلوم ہے کہ خلیفہ ہارون رشید کی خاک ملک طوس مین ہے اور اکبر کی خاک سکندرہ مین اور عالمگیر کی خاک اورنگ آباد مین اسی طرح ہر شخص کی خاک کے مقام اور ٹھکانے کا دفتر خدا کے نزدیک موجود ہے جس سے یہ بھی نہین کہا جا سکتا کہ روان دوان ہو جانے کے بعد اس خاک کا پتا اور نشان کیونکر ملے گا یہ تو آدمی کی پیدائش کا حال مختصر طور پر ہوا سو اس کے بعد یہ غور کرنے کی جائے ہے کہ حشر مین ایک ہی آدمی کی مٹی سے ایک ہی آدمی پیدا کیا جاویگا اب ایک بیج کے دانے سے ہزارون دانے اور ایک آم یا جامن کی گٹھلی سے ہزارون آم اور جامنون کا ہر سال کی فصل پر حشر ہو جاتا ہے یہ سب باتین اور ہزارون لاکھون کروڑون ایسی ہی آنکھون کے سامنے کی باتین ایک حشر کیا ہزار حشر سے بھی زیادہ مشکل ہین اسواسطے سورہ الروم مین فرمایا وہوالذی یبدا الخلق ثم یعیدہ وہو اہون علیہ جسکا مطلب یہ ہے کہ پہلے پیدائش کی نسبت دوسری پیدائش بہت آسان ہے حاصل کلام یہ ہے جسکے سر پر شقاوت ازلی سوار ہے اسکا تو کچھ ذکر ہی نہیں وہ چاہے حشر کا انکار کرے چاہے خدا کی وحدانیت کا انکار کرے لیکن جس کو خدا نے ہدایت دی ہے اسکے سمجھنے کے لیئے بلاشک خدا تعالیٰ نے ان آیتون مین جو باتین ذکر فرمائی ہین اون باتون کو جہان تک غور و تامل کی نظر سے دیکھا جاتا ہے تو وہ قدرت اللہ تعالیٰ کی دکھائی دیتی ہے جس کے آگے ایک حشر کیا بے گنتی حشر سہل اور آسان معلوم ہوتے ہیں لیکن انسان کی آنکھون پر غفلت کا پردہ پڑا ہوا ہے جب تک وہ پردہ نہ اوٹھے اسکو خدا کی قدرت کیا نظر آسکتی ہے اس غفلت کے سبب سے نہ اوسکو اپنی پیدائش کی خبر ہے نہ کسی دوسری چیز کی اسی واسطے ان آیتون کے بعد آخر سورہ مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لوگ اللہ کی قدرت کی قدر نہین کرتے ترمذی ابو داؤد صحیح ابن حبان کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی صحیح حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم علیہ السلام کا پتلا بنانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین کی مٹی لی ہے اسی واسطے بنی آدم مین کوئی گورا ہے کوئی کالا کوئی بدمزاج کوئی نیک مزاج یہ حدیث فاتا خلقنا کم من تراب کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اب بنی آدم کی پیدائش اگرچہ نطفہ سے ہے لیکن اس پیدائش مین آدم علیہ السلام کے پتلے کے لیے جو مٹی لی گئی ہے اسکا اثر پشت در پشت چلا آتا ہے اور قیامت تک چلے گا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی حدیث بھی گزر چکی ہے کہ عورت کے رحم مین

مرد کا نطفہ چالیس دن کے بعد جما ہوا خون ہو جاتا ہے اور پھر چالیس دن کے بعد اُس جمے ہوئے خون کا ایک گوشت کا ٹکڑا بن جاتا ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ تین چلے مین نطفہ کا ایک گوشت کا ٹکڑا بن جاتا ہے مجاہد کے قول کے موافق مخلقہ وغیر مخلقہ کا یہ مطلب ہے کہ تین چلے کے بعد اگر اللہ تعالی کا حکم ہوتا ہے تو بچہ کا نقشہ آنکھین کان اور سب اعضا اوس گوشت کے ٹکڑے سے بن جاتے ہیں نہین تو گوشت کے ٹکڑے کی حالت مین حمل ساقط ہو جاتا ہے مخلقہ وغیر مخلقہ کی تفسیر مین اگرچہ سلف کی کئی قول ہین لیکن حافظ ابو جعفر ابن جریر نے مجاہد کے قول کو صحیح قرار دیا ہے اسی واسطے ترجمہ مین یہی قول لیا ہے نہین لکھا اس کا مطلب یہ ہے کہ گوشت کے ٹکڑے سے پورے بچہ کا بن جانا یا گوشت کے ٹکڑے کی حالت مین حمل کا ساقط ہو جانا اللہ تعالی نے اس لئے رکھا ہے کہ لوگ اُسکی قدرت کو پہچانین پھر فرمایا اللہ تعالی کے حکم سے جو بچہ پورا پیدا ہونے والا ہوتا ہے وہ حمل کی پوری مدت تک ماں کے پیٹ مین رہتا ہے اور پھر بچہ پیدا ہو کر جوانی کو پہنچتا ہے کوئی جوانی سے پہلے اور کوئی بہت بوڑھا ہو کر مرتا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالے سے ابو ہریرہ کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوسرے صور سے پہلے ایک مینہہ برسے گا جسکی تاثیر سے اسی طرح سب مرے ہوئے لوگون کے جسم تیار ہو جاوین گے جسطرح اب مینہہ کی تاثیر سے ہر طرح کی پیداوار زمین مین تیار ہو جاتی ہے اور اسکے بعد اون جسمون مین روحین پھونک دی جاوین گی آگے ان آیتون مین اور اکثر جگہ قرآن شریف کی اور آیتون مین کھیتی اور حشر کا ذکر ایک ہی جگہ جو آیا ہے اوس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی کے نزدیک تو انسان کا دوبارہ پیدا کرنا ایسا ہی ہے جیسے ہر سال کھیتی کی پیداوار سب کی آنکھون کے سامنے ہے اسپر بھی یہ مکہ کے مشرک اللہ کی قدرت آنکھون سے دیکھکر پھر پتھر کی مورتون کو اللہ کا شریک جو ٹھہراتے ہیں اور مشکل طریقہ کی اپنی پہلی پیدائش کو بھول کر آسان طریقہ کی دوبارہ پیدائش کو جھٹلاتے اور حشر کا ذکر سنکر طرح طرح کی ایسی بے سند کڑائی کی باتین جو بناتے ہیں کہ جن باتونکے سبب سے خود بھی گمراہی مین پھنستے ہین اور دوسرون کو بھی اللہ تعالی کی راہ سے روکتے ہیں انکی یہ باتین دنیا مین انکو رسوا اور عقبی مین سخت عذاب کا سزاوار ٹھہراوین گی کیونکہ ظلم کے طور پر تو اللہ تعالی کسی کو سزا کا دینا نہیں چاہتا لیکن سزا کے قابل جرم پر سزا کے دینے کا اللہ تعالی کا وعدہ ہے جو کسی طرح ٹل نہین سکتا صحیح مسلم کے حوالے سے ابوذرؓ کی روایت سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالے نے ظلم کو اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے یہ حدیث وان اللہ لیس بظلام للعبید کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالی جو کچھ چاہے وہ ہو سکتا ہے لیکن ظلم کے طور پر وہ کسی کو اسلئے سزا کا دینا نہین چاہتا کہ اوسنے اپنی ذات پاک پر ظلم کو حرام ٹھہرالیا ہے جس شخص نضر بن حارث کا ذکر اوپر گزرا یہ شخص اون ہی لوگون مین سے ہے جو بدر کی لڑائی کے وقت دنیا مین بڑی ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت مین گرفتار ہوئے چنانچہ یہ قصہ صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایت سے کئی جگہ گزر چکا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ ان آیتون مین قران شریف کا یہ ایک بڑا معجزہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے ان آیتون مین یہ جو فرمایا تھا کہ ایسے لوگ دنیا مین رسوا اور عقبی مین سخت عذاب بھگتین گے تھوڑے عرصہ کے بعد ان لوگونکا وہی انجام ہوا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِاطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ

اور بعضا شخص ہے کہ بندگی کرتا ہے اللہ کے کنارے پر پھر اگر ملگئی اسکو بھلائی چین پکڑا اسپر اور اگر مل گئی اسکو جانچ

إِنْقَلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِۦ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ۝ يَدْعُو مِن

پھر گیا الٹا اپنے منہ پر گنوائی دنیا اور آخرت یہی ہے ٹوٹا صریح پکارتا ہے

دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُ وَمَا لَا يَنفَعُهُ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ ۝ يَدْعُو لَمَن ضَرُّهُۥٓ

اللہ کے سوائے ایسی چیز کہ اسکا برا نہیں کرتی اور ایسی چیز کہ اسکا بھلا نہیں کرتی یہی ہے دور پڑا بھولکر پکارے جاتا ہے البتہ جسکا ضرر

أَقْرَبُ مِن نَّفْعِهِۦ ۚ لَبِئْسَ الْمَوْلَىٰ وَلَبِئْسَ الْعَشِيرُ ۝

پہلے پہنچے نفع سے بیشک برا دوست ہے اور برا رفیق

صحیح بخاری مصنف ابن ابی شیبہ تفسیر ابن المنذر تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ مین حضرت عبداللہ بن عباس کی روایتہ سے جو شان نزول اس آیتہ کی بیان کی گئی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے آس پاس کے کچھ دیہاتی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آکر اسلام لے آتے تھے اور پھر اپنے اپنے گاؤن کو چلے جاتے تھے گاؤن مین چلے جانے کے بعد اگر انکے مال یا اولاد مین کچھ اونکو بہبودی نظر آتی تھی تو اسلام پر قائم رہتے تھے اور کہتے تھے بلاشک یہ دین اچھا ہے اور اگر اسلام کے بعد اتفاق سے کوئی سختی پیش آجاتی تو اسلام کی مذمت کرنے لگتے تھے اور اسلام سے پھر جاتے تھے ایسے لوگون کی شان مین اللہ تعالی نے یہ آیتین نازل فرمائین تفسیر ابن مردویہ مین ایک یہودی کا قصہ اس آیتہ کی شان نزول مین بیان کیا گیا ہے کہ ایک یہودی اسلام لایا اسلام لانے کے بعد اتفاق سے وہ اندھا ہوگیا اس لئے اسلام سے پھر گیا اس روایتہ کی سند ضعیف ہے حاصل معنے ان آیتون کے یہ ہین کہ اللہ کے نزدیک خالص دل کا اسلام اور عمل مقبول ہے اسطرح دودلہ بنکر کوئی اسلام لاوے یا نیک عمل کرے کہ خوشحالی کے وقت جو کچھ بن آیا وہ کرلیا ذرا کسی طرح کی کوئی مصیبت پیش آگئی تو ناشکری کا کلمہ بھی زبان پر آنے لگا نماز روزہ بھی چھوٹ گیا یا چھوٹا نہیں تو اس مین کچھ فرق آگیا اس طرح کا اسلام اور نیک عمل اللہ کی درگاہ مین مقبول نہین صحیح مسلم مین سفیان بن عبداللہ سے روایتہ ہے جسمین سفیان بن عبداللہ کہتے ہین مین نے آنحضرت سے عرض کیا کہ حضرت دین مین مجھکو کوئی ایسی بات بتلا دیجے کہ پھر مجھکو کسی بات کے پوچھنے کی ضرورت باقی نہ رہی آپ نے فرمایا کہ اللہ کے احکام پر ایمان لانا اور ہر حال مین اسپر قائم رہنا یہی بڑی بات دین کی ہے یہان بعضے مفسرون نے اعتراض کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ پہلے تو اللہ تعالی نے یہ فرمایا ہے کہ بت پرستون کو انکے بت نفع نقصان کچھ نہین پہونچا سکتے اور پھر یہ فرمایا کہ بت پرستو نکو اون کے بتون سے بہ نسبت نفع کے نقصان زیادہ پہنچنے والا ہے اس اختلاف کا رفع کیونکر ہے اس اختلاف کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ دونون آیتون مین اختلاف کچھ بھی نہین ہے ایک ٹکڑے مین دنیا کا حال ہے کہ بت بالکل پتھر ہین اونکو کوئی پوجے تو وہ پتھر کچھ نفع نہین پہنچا سکتے اور جو نہ پوجے تو کچھ نقصان اون پتھرون سے نہین پہونچ سکتا دوسرے ٹکڑے مین آیتہ کے آخرت کا حال ہے اس دوسرے ٹکڑے کے معنے کا حاصل یہ ہے کہ دنیا مین جسطرح بت پرستون کو بتون سے نفع و نقصان پہنچانے کا غلط خیال ہے آخرت مین ان لوگون کو بت پرستی کا نقصان جو عذاب آخرت سے پہنچنے والا ہے وہ خیالی نہین ہے بلکہ یقینی ہے اس لئے بت پرستی مین نفع سے نقصان زیادہ اور زیادہ نزدیک ہے اون پر سی آیتہ کا حاصل مطلب یہ ہے کہ بعضے دیہاتی لوگون کے دائرہ اسلام مین داخل ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ غنیمت کے مال مین

منزل ۴

سے صدقہ خیرات مین سے کچھ مل جانے کا لالچ کرکے دائرہ اسلام مین داخل ہوتے ہیں اور جب تک ان کا مطلب پورا ہوتا رہتا ہے تو اوپرے دل سے مسلمانون کے ساتھ نماز درروزہ مین شریک ہوجاتے ہیں اور جسوقت انکا وہ مطلب پورا نہین ہوتا تو اسلام سے پھر جاتے ہین جس سے ان کا دنیا مین تو یہ نقصان ہے کہ اسلام کے چھوڑنے پر ان کے نصیب سے زیادہ انہین کچھ ملنے والا نہین اور عقبیٰ کا نقصان تو قت مقررہ پر انکی آنکھون کے سامنے آجاویگا پھر فرمایا اسلام سے پھر جانے کے بعد یہ اور ان کے ساتھی مشرک پتھر کی مورتون کی پوجا کرتے ہین اتنا نہین سمجھتے کہ وہ بت بالکل پتھر ہین ان کی کوئی پوجا کرے تو وہ کچھ نفع نہین پہنچا سکتے اور نہ پوجا کرے تو ان پتھرون سے کچھ نقصان نہین پہنچ سکتا یہ تو ان بت پرستون کا دنیاوی حال ہوا عقبیٰ مین ایسے لوگونکا جو کچھ انجام ہوگا وہ سب کی آنکھون کے سامنے آجاوے گا صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص کیساتھ ایک شیاطین اور ایک فرشتہ رہتا ہے شیاطین ہر وقت اوسکو برے کامون کی اور فرشتہ نیک کامون کی رغبت دلاتا رہتا ہے یہ حدیث بس الموئے و بس العشیر کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ان لوگونکا دوست اور رفیق انکے ساتھ رہنے والا شیاطین ہے جو انکو برے کامون مین لگائے رکھتا ہے اور اگرچہ ان لوگون کے حق مین وہ بہت برا دوست اور رفیق ہے جسکی برائی ان لوگونکو مرنیکے بعد معلوم ہوگی لیکن دنیا مین انکو اسکی برائی نظر نہین آتی

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ﴿١٤﴾

اللہ داخل کریگا انکو جو یقین لائے اور کین بھلائیان باغون مین بہتی ہین نیچے انکے نہرین اللہ کرتا ہے جو چاہے

منزل ۴

اوپر ان لوگونکی عقبیٰ کی خرابی کا ذکر تھا جو دنیا کے لالچ سے ظاہری طور پر دائرہ اسلام مین داخل ہوتے ہیں اور حقیقت مین گویا اس دائرہ کے کنارے پر کھڑے رہ جاتے ہیں اندر نہین گھستے کیونکہ جس طرح کسی چھت کے کنارہ پر کھڑا ہونے والا شخص ذرا سی ٹھیس مین گر پڑتا ہے اسی طرح جن لوگونکا اوپر ذکر ہے وہ بھی ذرا سی آزمائش مین دائرہ اسلام کے باہر ہوجاتے ہیں ان آیتون مین فرمایا جو لوگ پکے ایماندار ہیں اور تکلیف اور راحت ہر حال مین نیک کام کرتے رہتے ہیں اسکے بدلہ مین اللہ تعالےٰ قیامت کے دن انکو ایسے باغون مین ہمیشہ کیلئے رہنے کا حکم دیویگا جن باغونکے درختونکے نیچے دودھ شہد شراب اور پانی کی نہرین جاری ہونگی دنیا کی نہرون مین بہت دنون تک پانی رہے تو اسمین ایک طرح کی بدبو پیدا ہوجاتی ہے دنیا کا دودھ زیادہ رہنے سے کھٹا ہوجاتا ہے۔ دنیا کی شراب مین تلخی ہوتی ہے دنیا کا شہد بغیر چھاننے کے صاف نہین ہوتا جنت کے دودھ شہد شراب اور پانی مین یہ باتین نہ ہونگی چنانچہ اسکی زیادہ تفصیل سورہ محمد مین آویگی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ کی روایۃ سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ تعالیٰ نے فرمایا جنت مین وہ وہ نعمتین پیدا کی گئی ہین جو نہ کسی نے آنکھون سے دیکھین نہ کانون سے سنین نہ کسی کے دلمین انکا خیال گزر سکتا ہو اس حدیث سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے کہ اس آیۃ مین یا اور آیتون مین جہان کہین جنت کی نعمتون کا ذکر ہے وہ مختصر طور پر ہے تمام لوگونکے نیک و بد عمل اور ان عملونکے سبب سے ہر ایک کا جنت اور دوزخ کا ٹھکانا اللہ تعالےٰ کو سب معلوم ہے اسی واسطے اخیر آیۃ مین فرمایا قیامت کے دن اپنے علم اور ارادہ کے موافق اللہ تعالیٰ جزا و سزا کا جو فیصلہ کریگا وہ ٹل نہین سکتا اس تفسیر مین ایک جگہ یہ گزر چکا ہے کہ پہلے ہر کام کا نتیجہ سوچ لیا جاتا ہے پھر اسکے کرنے یا نہ کرنے کا ارادہ کیا جاتا ہے علما کا یہ قول جو مشہور ہے کہ ارادہ علم کا تابع ہے۔ اسکا یہی مطلب ہے کہ پہلے ہر کام کا نتیجہ سوچا جاتا ہے پھر اوسکے کرنے یا نہ کرنے کا قصد کیا جاتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ ہر ارادہ کے

ساتہ علم لگا ہوا ہے اس لئے آیۃ کے آخری ٹکڑے کا مطلب یہی ہی جو اوپر بیان کیا گیا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے علم غیب اور ارادہ کے موافق جزا و سزا کا جو فیصلہ کریگا وہ ٹل نہیں سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم غیب رد و بدل سے پاک ہے۔

مَنْ كَانَ يَظُنُّ أَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ

جسکو یہ خیال ہو کہ ہرگز نہ مدد کریگا اسکو اللہ دنیا مین اور آخرت مین تو تانے ایک رسی آسمان کو پھر

لِيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ۝

کاٹ ڈالے اب دیکھے کچھ گیا اسکی تدبیر سے اسکے جی کا غصہ اور یون اُتارا ہمنے قرآن کھلی باتین اور یہ ہے کہ اللہ سوجھ دیتا ہی جسکو چاہے

اوپر ذکر تھا کہ بعضے لوگ دنیا کی خوشحالی کی امید پر اسلام مین داخل ہوتے ہین اور جب دنیا کی امید پوری نہین ہوتی تو اس غصہ سے وہ لوگ اسلام کے دائرہ سے نکل جاتے ہین کہ اسلام لانے والونسے دین و دنیا کی بہبودی کا وعدہ جو اللہ کے رسول کرتے اور اسکو اللہ کا وعدہ بتلاتے ہین ہمارے اسلام لانے کے بعد اس وعدہ کا ظہور جلدی کیون نہین ہوا اور جب اُس وعدہ کا ظہور جلدی نہین ہوا تو ہمارے دلمین یہ خیال جم گیا ہے کہ جو وعدہ یہ رسول لوگونسے کرتے ہیں سرے سے وہ اللہ کا وعدہ ہی نہین ہے ان رسول کا جو جی چاہتا ہے یہ اپنی طرف سے کہہ دیتے ہین ان لوگونکی خیالی باتون کا جواب دیا اُس کا حاصل یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کے انتظام مین ہر کام کا وقت مقرر ہی اسلئے جسطرح یہ لوگ اگر رسی گلے مین ڈالین اور اپنا گلا گھونٹ کر مر جاوین تو نہ بوقت آنکو کچھ خوشحالی حاصل ہو سکتی ہے نہ انکا وہ بیجا غصہ رفع ہو سکتا ہے اسی طرح وقت مقررہ سے پہلے کچھ نہین ہو سکتا ہان وقت مقررہ پر اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی دین و دنیا مین ضرور مدد کرے گا جسکا نتیجہ ان کی آنکھون کے سامنے آجاویگا اس وعدہ کے ظہور کا ذکر سورہ التوبہ مین گزر چکا ہے کہ جب وقت مقررہ پر مدد الٰہی کا نتیجہ ان دیہاتی لوگون نے دیکھ لیا تو ان مین کے بہت لوگ پکے مسلمان بن گئے آگے فرمایا کہ جسطرح ایسے لوگون کے خیال کو جھٹلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی ہی اسی طرح قرآن کی کھلی کھلی اور آیتون مین اس طرح کے لوگونکے بہت سے خیال جھٹلائے گئے ہین لیکن دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جو گمراہ اور دوزخی ٹھہر چکے ہیں وہ خود تو راہ راست پر نہین آسکتے اور اللہ تعالیٰ مجبور کر کے انکو راہ راست پر لانا نہین چاہتا کیونکہ دنیا انتظام الٰہی کے موافق نیک و بد کی آزمائش کیلئے پیدا کی گئی ہے کسی کے مجبور کرنیکے لئے پیدا نہین کی گئی۔ اس مطلب کو مختصر طور پر یون ادا فرمایا گیا ہے وان اللہ یہدی من یرید لیکن سورہ یونس مین یہ مطلب تفصیل سے گزر چکا ہے۔ اور صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی یہ حدیث بھی گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے جو کچھ دنیا مین ہو رہا ہے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے وہ سب لوح محفوظ مین لکھ لیا ہی سورہ یونس کی آیتون اور عبداللہ ابن عمرو بن العاص کی حدیث کو ان آیتون کے ساتھ ملانے سے یہی مطلب ہوا جو اوپر بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جہان اور سب کچھ لوح محفوظ مین لکھا گیا ہے وہان یہ بھی ہے کہ ان مشرکون مین سے کچھ لوگ خود تو راہ راست پر نہین آسکتے اور انکو مجبور کر کے راہ راست پر لانا انتظام الٰہی کے برخلاف ہے ثم لیقطع کی تفسیر حضرت عبداللہ ابن عباس نے ثم لیختنق کی فرمائی ہے۔ اختناق کے معنے گلے مین پھانسی لگا لینے کے ہین حاصل مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص اپنے گلے مین پھانسی ڈالکر مر جاوے جب بھی انتظام الٰہی پلٹ نہین سکتا پھانسی کو قطع اس لئے کہتے ہین کہ جس طرح

گردن کے قطع کردینے اور کاٹ ڈالنے سے آدمی مرجاتا ہے اوسی طرح پھانسی گلہ مین لگادینے سے سانس رک کر مرجاتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ وَالنَّصَارَىٰ وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا

جو لوگ مسلمان ہین اور جو یہود ہین اور صابئین اور نصاریٰ اور مجوس اور جو شرک کرتے

إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

ہین اللہ فیصل کردیگا اُن مین قیامت کے دن اللہ کے سامنے ہے ہر چیز

سورہ آل عمران مین گزرچکا ہے کہ یوم المیثاق مین اللہ تعالیٰ نے سب انبیاسے اور انبیانے اپنی امتون سے یہ مضبوط عہد لیا ہی کہ ہر زمانہ مین اوسی شریعت کے موافق عمل ہوگا جو شریعت اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی کے موافق ہر ایک زمانہ کے لئے ٹھہرائی ہی اور اس آخری زمانہ کی مصلحت کے موافق مرضی آلہی یہی ہے کہ اس زمانہ مین جو شخص آخری شریعت شرع محمدی کے موافق عمل کریگا عقبی مین اوسی کو اجر ملیگا نہین تو نہین کیونکہ اجر اوسی عمل پر ملسکتا ہے جو مرضی آلہی کے موافق ہے مرضی آلہی کے برخلاف کام پر تو مواخذہ ہوگا پر ایسے کا مون پر اجر کہان - حاصل کلام یہ ہے کہ اس عہد کی بنا پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس آخری زمانہ مین موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو اون کو شرع محمدی کی پیروی لازم ہوتی یہ حدیث جابرؓ بن عبداللہ کی روایۃ سی مسند امام احمد شعب الایمان بیہقی صحیح ابن حبان مین اور حضرت عبداللہ بن عباس کی روایۃ سے ابن ماجہ مسند امام احمد مین ہے اور اس کی سند صحیح ہے - سورہ آل عمران مین عہد کی آیتون کی جو تفسیر ہے اُسکو اس آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اس آخری زمانہ مین جو لوگ مرضی آلہی کی شریعت کے پابند ہین اون کا اور جو مرضی آلہی کی شریعت کے منکر ہین اونکا حال اللہ تعالےٰ کو سب معلوم ہے قیامت کے دن ان سب کا فیصلہ ہوجاویگا جو شخص ایک حالت کو چھوڑکر دوسری حالت کا پابند ہوجاوے تو عربی زبان مین اوسکو صابی کہتے ہین چنانچہ صحیح بخاری مین ابوہریرہؓ کی روایۃ سے جو قصہ ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ ثمامۃ بن اثال کے اسلام لانے کے بعد مشرکین مکہ ثمامہ کو صابی کہتے تھے تمام اہل کتاب ابراہیم علیہ السلام کی نبوت کے قائل ہین اور فرقہ صابئین ابراہیم علیہ السلام کی نبوت کا منکر ہے اس لئے اہل کتاب تو اس فرقہ کو یون صابی کہتے ہیں کہ یہ فرقہ ملت ابراہیمی کو چھوڑکر ایک نئی حالت کا پابند ہے اس فرقہ کے لوگ ادریس علیہ السلام کی نبوت کے قائل ہیں اسواسطے اس فرقہ کا شمار پارسی اور بت پرست لوگون مین بھی نہیں ہے یہ فرقہ ستارہ پرست اور نجوم کا رواج اس فرقہ کے لوگون مین بہت ہے - یونانی لوگون کی طرح یہ فرقہ بھی جسمانی حشر کا قائل نہین ہے -

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَ

تو نے نہ دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتا ہو جو کوئی آسمان مین ہو اور جو کوئی زمین مین ہو اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور

الدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ ۖ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۗ وَمَن يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۩

جانور اور بہت آدمی - اور بہت ہیں کہ اُنپر ثابت ہوچکا عذاب اور جسکو اللہ ذلیل کرتا ہو اسے کوئی نہیں عزت دینے والا اللہ کرتا ہے جو چاہے

السجدۃ

سورہ الرعد اور سورہ النحل کی آیتون کو اس آیۃ کے ساتھ ملانے سے حاصل مطلب یہ ہوا کہ آسمان کے سارے فرشتے زمین پر کے ایماندار جنات اور انسان خوشی سے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں اور ایماندار جنات اور انسان کی پرچھائیان بھی اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتی ہین اور یہ مشرک لوگ اپنے پیدا کرنے والے کی تعظیم کو چھوڑ کر خود تو پتھرون کی مورتون کو سجدہ کرتی ہین لیکن سایہ کے ڈھلنے کے وقت انکی پرچھائیان پہاڑ درخت اور جانورون کی پرچھائیان اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتی ہین۔ معتبر سند سے مسند امام احمد ترمذی ابن ماجہ اور مستدرک حاکم کے حوالہ سے ابوذرؓ کی روایۃ سورہ النحل مین گزر چکی ہے۔ جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسمان پر کہین چار انگل جگہ ایسی نہین ہے جہان ایک فرشتہ سجدہ مین نہ پڑا ہو فرشتون کے سجدہ کرنے کی یہ حدیث گویا تفسیر ہے صحیح بخاری و مسلم وغیرہ مین چند صحابہ سے روایتین ہین جنمین غروب کے وقت سورج کے سجدہ کرنے کا ذکر ہے رفیع ابن مہران ابوالعالیہ ثقہ تابعی کا قول ہے کہ سورج کی طرح چاند اور تارے بھی سجدہ کرتے ہین یہ ابوالعالیہ قدیم مفسرون مین سے ہین تمام معتبر روایتی تفسیرون مین مفسرون نے تابعیون کے صحیح قول کو تفسیر ٹھہرایا ہے اور یہ کہا ہے کہ ثقہ تابعی تفسیر کے باب مین جو کچھ کہتے ہین وہ صحابہ سے سنکر کہتے ہین کیونکہ اونکو معلوم ہے کہ عقلی تفسیر بڑے وبال کی بات ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذرؓ کی حدیث قدسی بھی کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمام دنیا کے جنات اور انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت مین مصروف ہو جاوین تو اس سے اللہ کی بادشاہت مین کچھ بڑھ نہ جاویگا اسی طرح یہ سب لوگ اللہ کی عبادت چھوڑ دیوین تو اوس کی بادشاہت مین سے کچھ گھٹ نہ جاویگا اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ یہ مشرک لوگ خوشی سے اللہ کو سجدہ نہیں کرتے تو اللہ کو اسکی کچھ پروا نہیں لیکن اللہ کی عظمت وہ ہے کہ جن چیزون کا آیۃ مین ذکر ہے اون کے ساتھ مشرکون کی پرچھائیان بے اختیار اللہ کو سجدہ کرتی ہیں صحیح سند سے ترمذی اور مسند امام احمد مین عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دونون ہاتھون مین دو کتابین تھین جنکی طرف اشارہ کرکے آپنے صحابہ سے فرمایا اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق ان دونون کتابون مین سے ایک مین تمام اہل جنت کے نام مع ولدیت اور دوسری مین تمام اہل دوزخ کے نام مع ولدیت لکھے ہوئے ہین اب ان کتابون مین نہ کچھ بڑھ سکتا ہے نہ گھٹ سکتا ہے اس کے بعد اپنے دونون ہاتھ جھٹکے جس کے وہ دونون کتابین غائب ہو گئین اس حدیث سے آخری آیۃ کے ٹکڑے کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جن لوگون کی قسمت مین عقبیٰ کے عذاب کی ذلت لکھی جا چکی ہے انکا کوئی عزت دینے والا نہین اسی طرح اپنے علم غیب کے موافق اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اسکے کسی کام کو کوئی روک نہین سکتا اس آیۃ کے آخر پر سجدہ تلاوت سنت ہے۔

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۚ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ

یہ دو مدعی ہین جھگڑتے ہین اپنے رب پر سو جو منکر ہوئے اونکے واسطے بیونتے ہین کپڑے آگ کے

يُصْبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۝ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۝

ڈالتے ہین اونکے سر پر جلتا پانی پگھڑ جاتا ہے اوس سے جو اونکے پیٹ مین ہے اور کھال بھی

منزل ۴

وَلَهُمْ مَقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ ۝ كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا

اور آنکے واسطے موگریان ہیں لوہے کی جب چاہیں کہ نکل پڑین اس سے گھٹنے کے مارے پھر ڈالدے اُنمیں اور چکھو

عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝ إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا ع ۲ ۱۲ ۵

جلن کی مار اللہ داخل کریگا آنکو جو یقین لائے اور کین بھلائیان باغون مین بہتی آنکے نیچے

الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ۝

نہرین گہنا پہنا وینگے آنکو وہان کنگن سونے کے اور موتی اور آنکی پوشاک ہے وہان ریشم کی

وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا إِلَى صِرَاطِ الْحَمِيدِ ۝

اور راہ پائی اونھون نے ستھری بات کی اور پائی اس خوبی سراہی کی راہ

صحیح ابوداؤد و مستدرک حاکم وغیرہ مین حضرت علی اور ابوذر کی روایۃ سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ بدر کی لڑائی مین مشرکین مکہ مین سے جو صف جنگ سے باہر نکلے تو ایک انصاری جوان نے اُنکا مقابلہ کرنا چاہا آنھون نے کہا کہ ہم تم لوگون سے لڑنا پسند نہین کرتے بلکہ ہم کو تو اپنے ہم قوم قریش لوگون سے مقابلہ کرنے کا شوق ہے یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر حمزہ اور حضرت علی اور عبیدہ بن حارث کو اُن تینون مشرکون کے مقابلہ کے لیے بھیجا اون ہی دو دو شخصون کے مقابلہ کی شان مین اللہ تعالی نے یہ آیۃ نازل فرمائی ہے تفسیر ابن جریر وغیرہ مین اس آیۃ کی شان نزول یہ جو بیان کی گئی ہے کہ یہود اور مسلمانون مین ایک دن جھگڑا ہوا تھا یہود نے اپنے دین کو اچھا بتلایا اور مسلمانون نے اپنے دین کو سو یہ آیۃ نازل ہوئی ہے اس قول سے مقصد یہ ہے کہ اس قصہ پر بھی آیۃ کا مطلب صادق آتا ہے کیونکہ جس طرح اُس مقابلہ مین ایک گروہ حق پر تھا اور دوسرا ناحق پر اسی طرح اس جھگڑے کا حال ہے غرض اصل شان نزول وہی ہے جو صحیحین کی روایۃ مین ہے کیونکہ ابوذر اس شان نزول کو قسم کھا کر روایۃ کیا کرتے تھے اب آگے ان آیتون مین اللہ تعالی نے اس مقابلہ کا نتیجہ ذکر فرمایا ہے کہ اس مقابلہ مین ناحق پر جو لوگ مارے گئے دنیا مین تو اُنکی جان گئی اور عقبے مین گلے ہوئے تانبے کے کپڑے اونکو پہنائے جاوین گے اُنکے سر پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جاویگا جس سے بدن کی کھالین اور پیٹ کی انتڑیان جلکر گر پڑین گی بھاری بھاری ہتوڑون سے سر کچلا جاویگا اسی طرح کے طرح طرح کے عذاب ہونگے ان عذابون سے گھبراکر جب یہ لوگ دوزخ سے باہر بھاگنا چاہین گے تو فرشتے پھر گھسیڑ اُنکو اندر کردیوین گے اور کہوین گے جس عذاب کو تم جھٹلاتے تھے اب اُس عذاب کا مزا چکھو اکثر متقدمین مفسرون سے روایۃ ہے کہ جسطرح پانی مین کوئی ڈوب کر اوپر کو آتا ہے اسی طرح آگ کی لپٹ مین دوزخی جب اوپر کو آوین گے یہ اُسوقت کا حال ہے ورنہ خود اُن کو بھاگنے کا موقع نہ ملیگا کیونکہ اُنکے ہاتھ پیر زنجیرون سے جکڑے ہوئے ہونگے ان اہل دوزخ کے بعد اللہ تعالی نے اہل جنت کا ذکر فرمایا ہے کہ طرح طرح کے ریشمی کپڑے کی خلعت اُنکو ملین گے سونے اور موتیون کے جڑاؤ کڑے پہنائے جاوینگے فرشتے اُنکو شادمانی کی مبارکباد دیوینگے سوا اسکے جنت کی تفصیلی نعمتین جو صحیح بخاری و مسلم کے حوالے سے ابوہریرہ کی روایۃ سے حدیث قدسی اس باب مین لکھی جگہ گزر چکی ہے کہ وہ نعمتین کسی نے آنکھون سے دیکھی ہونگی

متراد

سینگے انکا خیال کسیکے دل مین گزر سکتا ہی آخر کو فرمایا جنت کی یہ نعمتین ان نیک لوگونکو اسواسطے دی جاوینگی کہ دنیا مین یہ لوگ اللہ کی وحدانیت پر قائم رہکر اللہ کی مرضی کے موافق کامون مین لگے رہے الطیب من القول کا مطلب اللہ تعالی کی وحدانیت پر قائم رہنے کا ہی کیونکہ اللہ تعالی نے انسان کو اور انسانکی سب ضرورت کی چیزونکو اس طرح سے پیدا کیا کہ اُس مین کوئی اُس کا شریک نہین اسواسطے دنیا مین اس سے بڑھکر کوئی ستھری بات نہین کہ انسان خالص اللہ ہی کی ذات کو اپنا معبود قرار دیوے صراط الحمید اسکا مطلب ہی کہ ان لوگونے اُس اللہ تعالی کا بتلایا ہوا راستہ اختیار کیا جسکے سب کلام تعریف کے قابل ہین مسند امام احمد اور ابوداؤد مین براہ ابن العاص سے صحیح روایت ہی جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قابل عذاب لوگون کے مارنے کے لئے جو تھوڑے فرشتون کو دئے گئے ہین اگر اُن مین کا ایک تھوڑا پہاڑ پر مارا جاوے تو پہاڑ خاک در خاک ہو جاوے جن موگر یون اور ہتوڑون کا ذکر آیتون مین اُنکے بھاری پن کی تفسیر اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ

جو لوگ منکر ہوئے اور روکتے ہین اللہ کی راہ سے اور ادب والی مسجد سے جسکے بنائی سب لوگون کے واسطے برابر ہے

سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٥﴾ ع ۳

اس مین لگا رہنے والا اور باہر کا اور جو اس مین چاہے ٹیڑھی راہ شرارت سے اسے ہم چکھا دینگے ایک دکھہ کی مار

منزل ۴

ان آیتون مین اللہ تعالی نے مشرکین مکہ کو یہ الزام دیا ہے کہ یہ مشرک لوگ اپنے آپ کو ملت ابراہیمی پر کہتے ہین حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اللہ کے حکم سے کعبہ بنایا ہی تو اس لئے بنایا ہی کہ دور دور سے لوگ آوین اور اسمین خالص اللہ کی عبادت کرین حضرت عبداللہ بن عباس کے صحیح قول کے موافق کعبہ کے بن جانیکے بعد مقام ابراہیم جس پتھر کا نام ہی اُسپر کھڑے ہوکر حضرت ابراہیم نے لوگونکے دل کعبہ کی طرف مائل ہو جانے کی غرض سے ایک اذان دی جس اذان کا مضمون یہ تھا کہ اے لوگو حج کرنے کو آؤ اللہ کا گھر بنکر تیار ہو چکا ہی اُس اذان کی تاثیر اللہ تعالی نے ہر مسلمان کے دل مین ڈالدی ہے کہ قیامت تک جن ارواحون نے اُس اذان کے جواب مین لبیک کہا ہے وہ حج اور عمرہ کی نیت سے کعبہ کو آوین گے صلح حدیبیہ کے وقت ان مشرکون نے ملت ابراہیمی کے خلاف اور اس غرض کے خلاف جس غرض سے کعبہ بنایا ہے مسلمانونکو تو عمرہ سے روکا اور خود اللہ کے گھر مین بت پرستی پھیلاتے ہین اور دوسرونکو بھی نیک راہ سے روک کر بت پرستی کے راستہ سے لگاتے ہین پھر یہ لوگ اپنے آپ کو ملت ابراہیمی پر کیونکر جتلاتے ہین اس بات مین سب علما کا اتفاق ہی کہ مسجد حرام مین مسافر اور مکہ کے رہنے والے برابر ہین کوئی کسی کو طواف نماز یا اور عبادت سے روک نہین سکتا ہان تمام شہر مکہ کے حکم مین حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس یہ فرماتے ہین کہ مسجد الحرام اور تمام مکہ کا ایک ہی حکم ہے باقی صحابہ کو اس مین اختلاف ہے وہ کہتے ہین کہ مسجد الحرام کے سوا مکہ مین جن لوگونکے گھر ہین اُنکو اپنے گھرون کا اختیار ہے ان آیتون سے معلوم ہوتا ہی کہ حرم کی حد کا اندر جو کوئی گناہ کا ارادہ بھی کریگا تو اُسپر اس سبب سے عذاب ہوگا کہ اُس نے حرم کی بزرگی مین خلل ڈالنے کا ارادہ کیا اسواسطے بخاری وغیرہ مین ابوبکرہ کی حدیث مین یہ جو حکم ہے کہ نیکی فقط قصد کر لینے سے لکھ لیجاتی ہی اور بدی جبتک بدعمل نکر لیا جاوے فقط قصد سے نہین لکھی جاتی اس حدیث کا حکم حرم کی سرزمین کے سوا اور سرزمین کے لئے ہی چنانچہ مسند امام احمد بن حنبل تفسیر سدی اور تفسیر ابن ابی حاتم مین حضرت عبداللہ ابن مسعود کی صحیح روایت سے صراحۃ بھی آچکی ہی کہ سرحد حرم کے اندر گناہ کا ارادہ کی بھی پکڑ اور سپر عذاب ہی بچا اور علمائے سلف کا مذہب ہے کہ حرم کی حد کے

اندر جو شخص گناہ کریگا اُسپر وُیسا عذاب ہوگا گناہ کا عذاب جدا اور حد حرم کی بیرونگی مین خلل ڈالنے کا عذاب جدا صلح حدیبہ کے وقت مشرکین مکہ نے اللہ کے رسول اور اُنکے ساتھیون کو مسلمانون کو عمرہ کے ارادہ سے روک کر مکہ کے اندر جو نہین جانے دیا سکا پورا قصہ تو سورہ انا فتحنا کی تفسیر مین آویگا لیکن حاصل اس قصہ کا یہ ہے کہ ہجرت کے بعد ۶ھ مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو صحابہ کیساتھ عمرہ کی نیت سے مکہ کا ارادہ کیا اور مشرکین کے راستے کے ایک مقام پر جسکا نام حدیبیہ ہے آپکو مع صحابہ کے روک کر مکہ کے اندر جانیسے منع کیا اس کے بعد چند شرطون پر دس برس تک کیلئے صلح ہوئی ان شرطون مین ایک شرط یہ بھی تھی کہ صلح کی مدت تک قبیلہ خزاعہ مسلمانونکے ہمین ہیں اور قبیلہ بنی بکر مشرکین مکہ کے ہمین ہیں صلح کے دو برس کے بعد قبیلہ خزاعہ اور بنی بکر مین لڑائی ہوئی اور مشرکین مکہ نے صلح کے برخلاف درپردہ قبیلہ بنی بکر کو مدد دی مغازی ابن اسحاق مین جو روایتین ہین اُنسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑائی اور مدد حرم کی حد کے اندر بھی جاری رہی اور حرم کی عزت حرمت کا بالکل کچھ پاس لحاظ نہین رکھا گیا مسند بزار مین اس قصہ کی جو ابوہریرہ سے ہے اُسکی سند بھی معتبر ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حال معلوم ہوا تو آپنے مکہ پر چڑھائی کی اور اللہ کی مدد سے مکہ فتح ہوگیا صحیح بخاری کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی اور صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی روایتین کئی جگہ گزر چکی ہین کہ فتح مکہ کیوقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کی لکڑی مارمار کر مشرکین مکہ کے بتون کو زمین مین گرادیا اور کسی مشرک کو اُن بتونکی حمایت کی کچھ جرات نہ ہوئی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی یہ روایت بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ بدر کی لڑائی مین مشرکین مکہ کے بڑے بڑے سرکش جو مارے گئے وہ سب ہی عذاب مین گرفتار ہوگئے جس عذاب کے جتلانے کیلئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی لاشون پر کھڑے ہوکر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگون نے عذاب الٰہی کے وعدہ کو سچا پالیا آیۃ مین یہ جو ذکر ہے کہ جو شخص حرم کی حد کے اندر شرارت سے ٹیڑھی راہ چلیگا اُسکو دردناک سزا کا مزہ چکھنا پڑیگا ان روایتون سے اُسکا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ نے اللہ کے رسول کو عمرہ سے روکنے کی حرم کی حدین لڑائی اور شرارت کا فعل پہلے اُنکی صلح کی شرط پر قائم نہ رہنے کی جو شرارت کی اُسکی سزا مین دنیا اور عقبیٰ کے عذاب کی وہ ذلت انھونے بھگتی جسکا ذکر اوپر کی روایتون مین ہے

منزل ۴

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝

اور جب ٹھیک کردیا ہم نے ابراہیم کو ٹھکانا اس گھر کا کہ شریک نہ کر میرے ساتھ کسی کو اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنیوالونکے واسطے اور کھڑے رہنے والون کے اور رکوع و سجدہ والونکے

اس تفسیر مین یہ بات کئی جگہ جتلادی گئی ہے کہ قرآن شریف مین پچھلے قصے فقط قصے کے طور نہین ذکر کیے جاتے بلکہ اُنکے ذکر سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ اُنکو تاریخی ثبوت کے طور پر بیان کیا جاکر قرآن شریف کے نازل ہونیکے زمانے کا کوئی مطلب اُس تاریخی شہادت سے ثابت کیا جاوے چنانچہ مشرکین مکہ نے اللہ کے گھر مین بت پرستی کا شرک جو پھیلا رکھا تھا اوپر اُس کا ذکر فرماکر ابراہیم علیہ السلام کے اس قصہ سے اون مشرکین کو یون قائل کیا گیا ہے کہ اگرچہ کعبہ کے بنانے کیوقت سے ہی اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم دیا تھا کہ کعبہ مین شرک نہ پھیلنے پاوے بلکہ خالص نیت سے طواف کرنیوالون اور نماز پڑھنے والون کے لئے یہ جگہ خاص کردی جاوے لیکن عمرو بن لحی کے زمانہ سے ان مشرکون نے بڑون نے اللہ کے اُس حکم کی تعمیل چھوڑ دی اور یہ حال کے مشرکانہ بت پرستی کی رسم کے پابند ہین اب اس شرک کے دفع کرنے کے ارادہ سے اللہ تعالیٰ نے نبی آخرالزمان کو پیدا کیا ہے اور وقت مقررہ پر اللہ کا یہ ارادہ ضرور پورا ہوگا صحیح مسلم کے حوالہ سے جابر بن عبداللہ کی روایت سورہ بقر مین گزر چکی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان جزیرہ عرب کی بت پرستی سے تو اب مایوس ہوگیا مان جزیرہ عرب مین مسلمانونکو آپسمین لڑانے کا اوس کا کام باقی رہ گیا ہے نبی آخرالزمان

صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا اور رسول ہونیسے جسقدر شرک مٹا اسکا مطلب جابرؓ بن عبداللہ کی اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے طواف تین ہیں ایک تو مکہ مین داخل ہوتے ہی کیا جاتا ہی یہ طواف اگر جاتا رہی تو اسکی کچھ تاکید ہے نہ اسکا کچھ بدلہ دینا پڑتا ہے دوسرا طواف عرفات سے پلٹنے احرام کے کھولنے اور شیاطینون کے کنکریان مارنے کے بعد رسوین ذالحجہ کو کیا جاتا ہے اس طواف کے بغیر مکہ سے سفر کرنا جائز نہین ہے تیسرا طواف مکہ کے چھوڑنے کے وقت ہے یہ طواف اگر جاتا رہے تو اس قصور کے بدلہ مین قربانی لازم آتی ہے مگر حیض والی عورت اس حکم سے مستثنی ہے چنانچہ صحیح بخاری مسلم اور مسند امام احمد کی حضرت عبداللہ بن عباس کی حدیث مین اس کا ذکر تفصیل سے آیا ہے جسکا حاصل یہ ہی کہ اگر حیض والی عورت نے حیض کے آنے سے پہلے دسوین ذالحجہ کا طواف عرفات سے آکر کر لیا ہو تو پھر آخری طواف کے لئے اسکو مکہ مین ٹہیرنا ضروری نہین ہے اور اوپر کہہ آیے ہین کہ حج اور عمرہ کی باقی باتون کی تفصیل سورہ بقر مین گزر چکی ہے۔

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۙ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ

اور پکار دے لوگون مین حج کے واسطے کہ آوین تیری طرف پاؤن چلتے اور سوار ہو کر دبلے دبلے اونٹون پر پہنچے آتے ہون دور سے کہ پہنچین یہان پہلے کی

لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا

اور پڑھین اللہ کا نام کئی دن جو معلوم ہین ذبح پر جو پایون سواہی کے جو انسے دیے ہین اسکو سو کھا ؤ ان مین سے اور کھلاؤ

الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ۝ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝

برے حال کے محتاج کو پھر چاہیے کہ میٹہ مین اپنا میل کچیل اور پوری کرین اپنی نذین اور طواف کرین اس قدیم گھر کا

ف اذان دینا حج

اوپر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول گزر چکا ہی کہ کعبہ کے تیار ہو جانیکے بعد مقام ابراہیم پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے یہ اذان دی کہ اے لوگو حج کرنیکو اللہ کا گھر تیار ہو گیا ہی اور اس اذان کی یہ تاثیر اللہ تعالی نے اہل قبلہ کے دلونمین ڈالدی کہ وہ حج اور عمرہ کی نیت سے قیامت تک کعبہ کو جایا کرینگے حضرت عبداللہ بن عباس کی یہ روایت مصنف ابن ابی شیبہ سنن بیہقی تفسیر ابن المنذر تفسیر ابن ابی حاتم مستدرک حاکم وغیرہ مین ہی اور حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہی اذان کے معنے جتلانیکے ہین نماز سے پہلے جو اذان دی جاتی ہی اس سے نماز کا وقت جتلایا جاتا ہی اسلئے اسکو بھی اذان کہتے ہین جس طرح اللہ کے حکم سے ابراہیم علیہ السلام نے حج کی فرضیت لوگونکو جتلائی اسیطرح حجۃ الوداع کے خطبہ مین خاتم النبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حج کی فرضیت لوگونکو جتلائی ہی جسکا ذکر صحیح مسلم کی ابوہریرہؓ کی روایت مین ہے۔ دبلے اونٹون کے ذکر کا مطلب لمبے دور مقامات سے حج کو آنیکا ہی جس سفر کی تکلیف سے ان حج کو آنیوالون کے سواری کے اونٹ دبلے ہو گئے ترمذی مین عبداللہ بن عمر سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج آدمی پر جب ہی فرض ہوتا ہی کہ اسکے پاس مکہ تک کے سفر کا کھانے اور سواری کے انتظام کا خرچ ہو ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا اس حدیث کی سند مین ایک راوی ابراہیم بن یزید جوزی کو ابن معین نسائی وغیرہ نے اگرچہ ضعیف قرار دیا ہی لیکن ابن عدی نے ابراہیم کو معتبر ٹہیرایا ہی سنن ترمذی کے جرجان کے علما مین یہ عبداللہ بن عدی مشہور اور ثقہ عالم ہین راویون کے ثقہ اور ضعیف ہونیکے باب مین انکے قول کا بڑا اعتبار ہی اس مضمون کی ایک روایت دارقطنی اور مستدرک حاکم مین انس بن مالک سے بھی ہی جسکو حاکم نے صحیح قرار دیا ہی ان روایتونکے موافق اکثر علما کا مذہب یہی ہی جو شاہ صاحب نے اپنے فائدہ مین بیان کیا ہی کہ حج کے فرض ہونیکے لئے سواری کا خرچ ضروری ہی فقط امام مالک رحمہ اللہ یہ کہتے ہین کہ جس شخص کو پیدل

شخص کو پیدل چلنے کی عادت ہو اور سپر بغیر سواری کے خرچ کے حج فرض ہو جاتا ہے ترمذی میں ابو ہریرہؓ کی صحیح روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پرہیزگاری سے حج کا فرض ادا کرے تو اس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عبداللہؓ بن عباس کی روایت سورہ بقر میں گزر چکی ہے کہ حج کے سفر میں تجارت جائز ہے۔ یہ حدیثیں منافع لھم کی گویا تفسیر ہیں جن سے دین و دنیا کے جو فائدے حج میں ہیں اونکا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے قربانی کے دنوں میں جانوروں کے ذبح کے وقت اللہ کا نام جو لیا جاتا ہے آگے اوسکا ذکر فرمایا مشرکین مکہ قربانی کے گوشت میں سے خود نہیں کھاتے تھے اس لئے فرمایا کہ قربانی کے گوشت میں سے خود کھانا اور محتاجوں فقیروں کو دینا سب کچھ جائز ہے ہاں حج کے دنوں کے کسی قصور کی سزا میں جو قربانی کی جاتی ہے وہ سب گوشت محتاجوں کو دیدیا جاوے کیونکہ وہ گوشت قربانی کرنے والا شخص نہیں کھا سکتا عرفات سے پلٹنے کے بعد حجامت جو بنوالی جاتی ہے کپڑے پہنے جاتے ہیں دسویں ذالحجہ کا طواف منیٰ سے مکہ میں آنکر کیا جاتا ہے حج کے دنوں کی کوئی سنت ہو تو وہ پوری کی جاتی ہے آخری آیت میں ان سب باتوں کا ذکر فرمایا سورہ بقر میں گزر چکا ہے کہ کعبہ پہلے آدم علیہ السلام نے بنایا پھر شیث علیہ السلام نے پھر ابراہیم علیہ السلام نے مجمل یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے کعبہ بنانے کے ذکر میں کعبہ کو قدیم گھر اس لئے فرمایا کہ کعبہ کی عمارت کا ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے پہلے کا ہونا اور اوس پہلی بنا پر ابراہیم علیہ السلام کا کعبہ کو بنانا اچھی طرح سمجھ میں آجاوے۔

منزل ۴

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى

یہ سن چکے اور جو کوئی بڑائی سمجھے اللہ کی ادب کی سو وہ بہتر ہے اسکو اپنے رب کے پاس اور حلال ہیں تم کو چوپائے مگر جو تم کو

عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ

سنانے ہیں سو بچے رہو بتوں کی گندگی سے اور بچتے رہو جھوٹی بات سے ایک اللہ کی طرف ہو کر نہ اسکے ساتھ ساجھی بنا کر

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝

اور جسنے شریک بنایا اللہ کا سو جیسے گر پڑا آسمان سے پھر اچکتے ہیں اسکو اوڑتے جانور یا لے ڈالا اسکو باؤ نے کسی دور مکان میں

کعبہ کی تعظیم اور حج کی باتوں میں سے چند باتوں کا ذکر فرما کر فرمایا یہ باتیں جو لوگ سن چکے یہ اللہ کی بتلائی ہوئی ادب کی باتیں ہیں ان میں سے منا ہی کی باتوں سے جو شخص باز رہے گا اور جن باتوں کے کرنے کا حکم ہے اونکو بجا لاویگا تو اوسی شخص کے حق میں یہہ فرمان برداری بہتر ہے کہ اوسکو اس فرمانبرداری کا بدلہ ملے گا ورنہ اللہ کی بادشاہت تو ایسی بے پروا بادشاہت ہے کہ اوسکو کسی نیکی بدی کی کچھ پروا نہیں ہے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذرؓ کی روایت سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمام دنیا کے جنات اور انسان نیک ہو جاویں تو اس سے اللہ کی بادشاہت میں کچھ بڑھ نہ جاویگا اور اگر یہ سب بد ہو جاویں تو اللہ کی بادشاہت میں سے کچھ گھٹ نہ جاویگا اس حدیث سے فھو خیر لہ عند ربہ کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ نیک کام کرنے کا حکم لوگوں کی بھلائی کے لئے دیا جاتا ہے ورنہ اللہ کی بادشاہت میں کسی کی نیکی کی کچھ پروا نہیں، صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت عبداللہؓ بن عباس کی روایت سے یہ حدیث قدسی بھی گزر چکی ہے کہ ہر ایک نیکی کا بدلہ دس گنے اس

سے لیکر سات سو تک اور بعضی نیکیوں کا بدلہ اس سے بھی زیادہ دیا جاویگا نیک کام کرنے میں جو نیک لوگوں کی بھلائی اور بہتری ہے اوسکا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے سورہ المائدہ میں گزر چکا ہے کہ مشرکین مکہ بہت سے جانوروں کو بتوں کے نام کا ٹھیرا کر اون جانوروں کے گوشت کا کھانا حرام سمجھتے تھے اسیواسطے آگے فرمایا سوائے اون جانوروں کے جنکی تفصیل ان لوگوں کو سورہ المائدہ کی آیۃ حرمت علیکم المیتۃ میں سمجھا دی گئی ہے اور چوپائے اللہ تعالیٰ نے انسان پر حلال کردیئے ہیں ان کے بڑوں میں سے قوم خزاعہ کے سردار ایک شخص عمرو بن لحی نے بت پرستی کی اور بتوں کے نام جانوروں کے حرام ٹھیرانے کی رسم ان لوگوں میں جو پھیلائی ہے اوسکو اللہ کا حکم ٹھیرانا بالکل جھوٹ ہے ان لوگوں کو بت پرستی کی گندگی اور اس جھوٹ سے باز آنا اور خالص اللہ کی عبادت میں لگے رہنا چاہیئے کیونکہ عمرو بن لحی کے بہکانے سے جن نیک لوگوں کے نام کی مورتوں کی یہ مشرک پوجا کرتے ہیں قیامت کے دن وہ نیک لوگ تو ان لوگوں کی صورت سے بیزار ہوجاوینگے اور ان مشرکوں کو ذلیل کرنے کے لئے اون کے بتوں کو دوزخ کا ایندھن بنا دیا جاویگا اس لئے ان مشرکوں کی مثال ایسی ہے جس طرح کوئی شخص آسمان پر سے گر پڑے اور زمین پر اوس کے پہنچنے تک یا تو پرند جانور اوسکی بوٹیاں نوچکر کھا جاویں یا ہوا کے جھوکوں سے وہ کہیں ایسی دور جگہ جا پڑے جہاں اوسکی ہڈیوں تک کا بھی کچھ ٹھکانا نہ لگے حاصل کلام یہ ہے کہ جسطرح آسمان پر سے گرنے والے شخص کی کوئی صورت راحت کی نہیں ہے قیامت کے دن یہی حال مشرکوں کا ہوگا صحیح بخاری مسند امام احمد وغیرہ کے حوالہ سے سورہ المائدہ میں روایتیں گزر چکی ہیں کہ بت پرستی اور بتوں کے نام کے جانوروں کو حرام ٹھیرانے کی رسم قریش میں قبیلہ کے سردار عمرو بن لحی نے پھیلائی اور اس رسم کے پھیلانے سے پہلے پہل اسی شخص نے ملت ابراہیمی کو بگاڑا۔

منزل ۴

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ

یہ سن چکے اور جو کوئی ادب رکھے اللہ کے نام کی چیز کا سو وہ دل کی پرہیزگاری سے ہے تمکو چوپایوں میں فائدے ہیں ایک ٹھیرے

ع ۴

مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝

وعدے تک پھر انکو پہنچنا اس قدیم گھر تک

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایتہ ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کے مہینے میں عمرہ حج کے ثواب کے برابر ہے، ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عباس کی صحیح روایتہ میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں عمرہ ادا کیا بیہقی میں حضرت علیؓ کی صحیح روایتہ میں ہے کہ عمرہ کا احرام ہر ایک مہینے میں جائز ہے بخاری میں بغیر سند کے معلق طور پر اور صحیح ابن خزیمہ مستدرک حاکم وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس سے مع سند کے روایتہ ہے جسمیں حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں اللہ کے رسول کی سنت یہی ہے کہ حج کا احرام حج کے مہینوں میں باندھا جاوے، بخاری میں معلق طور پر اور دارقطنی وغیرہ میں مع سند کے عبداللہ بن عمرؓ سے جو روایت ہے

اوسمیں ہے کہ حج کے مہینے شوال سے لیکر ذوالحجہ کی دسویں تک ہیں صحیح مسلم میں جابر بن سبداللہ سے روایت ہے ہم چار فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو حج اور عمرہ کی قربانی کے اونٹ اور گائے میں ہم سات آدمی شریک ہو جاتے تھے شعائر شعیرہ کی جمع ہے جس کے معنے نشانی کے ہیں احرام کے مہینوں میں حج کے احرام کے وقت یا کسی اور مہینے میں عمرہ کے احرام کے وقت قربانی کی مقررہ مقدار سے زیادہ کعبہ کے چڑھانے کی نیت سے منی میں ذبح کرنے کے لئے جو جانور ساتھ لے جاتے ہیں سورہ المائدہ میں اور اس آیۃ میں اونکو شعائر اللہ فرمایا جسکا مطلب یہ ہے کہ احرام کے بعد ان جانوروں کو ساتھ رکھنا نشانی کے لئے ان کے گلے میں پٹہ کا ڈال دینا سفر حج یا عمرہ میں بلا ضرورت اونٹ پر سواری کا نہ کرنا اسی طرح ان جانوروں میں اگر اونٹنی ہو تو بلا ضرورت اوسکا دودھ نہ پینا یہ سب اللہ کی تعظیم کی نشانیاں ہیں اور یہ تعظیم آدمی کی دلی پرہیزگاری کی علامت ہے کعبہ کی نیاز کی نیت سے جب تک ان جانوروں کو اللہ کے نام کے جانور نہ ٹھہرایا جاوے اوسوقت تک اونٹ پر سواری کا کرنا اونٹنی کا دودھ پینا جائز ہے، اسیکو فرمایا کہ ان چارپایوں میں ٹھہرے وعدہ تک فائدے ہیں پھر ٹھہرا ہوا وعدہ آنے کے بعد اللہ کے نام پر ان جانوروں کی قربانی ہوگی حج کے وقت ٹھہرا ہوا وعدہ عرفات سے پلٹنے [illegible] کر منی میں آجانا ہے اور عمرہ کے وقت عرفات کا جانا نہیں ہے اس لئے عمرہ کے وقت ان جانوروں کا منی میں پہنچ جانا ہی ٹھہرا ہوا وعدہ ہے صلح حدیبیہ کے قصہ کی صحیح بخاری وغیرہ میں جو روایتیں ہیں اون کا حاصل یہ ہے کہ جب مشرکین مکہ نے اللہ کے رسول کو مکہ کے اندر جانے سے روکا تو آپ نے نیاز کے جانوروں کی قربانی حدیبہ مقام پر ہی کری شاہ صاحب نے اپنے فائدہ میں یہ جو لکھا ہے کہ نیاز کے جانوروں کو مکہ تک پہنچانے میں دشواری ہو تو اللہ کا نام لیکر جہاں ان جانوروں کو ذبح کیا جاویگا وہیں نیاز پوری ہو جاویگی اس سے شاہ صاحب نے اسی حدیبہ کے قصہ کے مطلب کو ادا کیا ہے حج یا عمرہ کے سفر میں ایسے جانوروں پر ضرورت کے وقت سواری کا کرنا جائز ہے چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایتہ میں اسکا ذکر تفصیل سے ہے یہ بھی جائز ہے کہ اگر آدمی مکہ کو خود نہ جاوے تو دوسرے شخص کی معرفت نیاز کے جانور قربانی کے لئے منی کو بھیجدی اس صورت میں جانور بھیجنے والے شخص کی حالت احرام کی نہیں ہے اس لئے احرام کی حالت میں جن چیزوں کی مناہی کا حکم ہے وہ حکم اس شخص سے متعلق نہیں ہے صحیح بخاری و مسلم کی حضرت عائشہ رضی کی روایتہ میں اس صورت کا ذکر تفصیل سے آیا ہے،،

منزل ۳

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ

اور ہر فرقے کے لئے ٹھیرادی ہے قربانی کہ یاد کریں اللہ کا نام چوپایوں کے ذبح پر جو انکو دے سو اللہ تمہارا ایک اللہ ہے سو اسیکے

فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ ۝۳۵

حکم پر رہو اور خوشی سنا عاجزی کرنیوالوں کو جب نام لیجئے اللہ کا ڈر جاویں ان

قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

انکے دل اور سہنے والے جو آپڑے اور کھڑی رکھنے والے نماز کے اور ہمارا دیا خرچ کرتے ہیں

اوپر قربانی کا ذکر فرما کر ان آیتوں میں فرمایا اللہ کے نام پر جانوروں کو ذبح کرنے کا حکم کچھ اس امت کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اور دینداروں کو بھی اللہ کا یہی حکم تھا تاکہ لوگ اللہ کے دیئے ہوئے جانوروں میں سے اوس کے نام پر قربانی کریں اور عقبیٰ کا اجر کمائیں مشرکین مکہ تو بتوں پر جانوروں کو ذبح کرتے اور طرح طرح کے شرک میں گرفتار تھے اس لئے فرمایا جس نے ان لوگوں کو سب ضرورت کی چیزوں کو اسطرح پیدا کیا کہ اس میں کوئی اوسکا شریک نہیں ہے تو انسان پر ہر طرح اوسکی فرمانبرداری واجب ہے اوسکی فرمانبرداری میں کسی دوسرے کو شریک کرنا بڑے وبال کی بات ہے پھر فرمایا اے رسول اللہ کے اگر یہ مشرک لوگ قرآن کی نصیحت کو نہ مانیں تو تم خفا ان لوگوں کو عقبیٰ کی ہمیشہ کی خوشخبری سنا دو جو اللہ سے ڈرتے اور شرک اون کو ستاتے ہیں تو سہتے اور ہر طرح کی تکلیف پر صبر کرتے ہیں اور نماز کے پابند رہ کر قربانی اور سوائے قربانی کے سب صدقہ خیرات خالص اللہ ہی کے نام پر کرتے ہیں، مشرکین مکہ کے ستانے کے سبب سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی سکونت کو چھوڑ کر مدینہ کی سکونت جو اختیار کی اسکو ہجرت اور ہجرت کرنے والوں کو مہاجر کہتے ہیں فتح مکہ سے پہلے یہ حکم تھا کہ ہر مسلمان مکہ کو چھوڑ کر دین اسلام کے کاموں میں مدد دینے کے لئے اللہ کے رسول کی خدمت میں حاضر ہو اس ہجرت پر بہت بڑے اجر کا وعدہ جگہ جگہ قرآن شریف میں اگرچہ آیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اجر کا مدار آدمی کی نیت پر ہے اسواسطے صحیح بخاری و مسلم کی حضرت عمرؓ کی حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوائے دین کی مدد کے اور کسی نیت سے جو شخص ہجرت کریگا تو اگرچہ بظاہر میں وہ شخص مہاجر کہلاوے لیکن عقبیٰ میں ایسے شخص کو ہجرت کا کچھ اجر نہ ملے گا اس حدیث سے یذکروا اسم اللہ علی ما رزقھم کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو شخص ذبح سے پہلے سوائے اللہ کے کسی اوشخص کی تعظیم کی نیت سے جانور کو خریدے یا پالیگا اور ذبح کے وقت بطور عادت کے اللہ کا نام لیویگا تو عقبیٰ کے اجر کے حساب سے ایسے شخص کا اللہ کا نام لینا اسیطرح بیکار ہے جسطرح ظاہری ہجرت کے بیکار ہونے کا ذکر حدیث میں ہے ۔

منزل ۴

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا

اور فربہ کئے جڑ بیٹھے اونٹ ٹھیرائے ہیں ہم نے تمہارے واسطے تعظیم اللہ کے نام کی تمہارا اسمیں بھلا سو پڑھو اوپر نام اللہ کا قطار باندھ کر پھر جب

وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

گر پڑے اونٹ کروٹ سو کھاؤ اسمیں سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھے کو اور بیقراری کرتے کو اسیطرح تمہارے بس میں دئے ہیں وہ جانور شاید تم احسان مانو

والبدن بدنہ کی جمع ہے بدنہ موٹی چیز کو کہتے ہیں زیادہ ثواب کی نیت سے نیاز کے اونٹوں اور گایوں کو لوگ یا تو پالکر خوب موٹا کرتے تھے یا نیاز کی نیت سے جو اونٹ یا گائے خریدتے تو موٹا دیکھکر خریدکرتے اونہیں فربہ جانوروں کو والبدن فرمایا صحیح مسلم میں جابر بن عبداللہ سے روایت ہے جسمیں بدن اونٹ اور گائے دونو کو ٹھہرایا گیا ہے ہاں صحیح بخاری و مسلم میں بکری کو نیاز کا جانور ٹھہرانے کا ذکر حضرت عائشہ کی روایت سے جو آیا ہے اوسمیں علما کا اختلاف ہے جسکی تفصیل فقہ کی کتابوں میں ہے، مطلب یہ ہے کہ نیاز کے

فرج جانوروں کو حج یا عمرہ کے سفروں میں ساتھ رکھنا اور نیاز کعبہ کی پہچان کے لئے اون کے گلوں میں پٹہ کا ڈالنا اللہ کی تعظیم کی نشانی ہے اور قربانی سے پہلے ضرورت کے وقت سواری اور دودھ کا اور قربانی کے بعد عقبیٰ کے اجر کا تمہیں ان جانوروں سے نفع ہے حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق صواف کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک اونٹ کا ایک پاؤں باندھکر تین پاؤں کی قطار پر اونہیں روبقبلہ کھڑا کر دیا جاوے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہکر اونکی چھاتی میں زخم لگایا جاوے اس زخم کے سبب سے جب وہ زمین میں گر پڑیں تو آگے کے حکم کے موافق اون کا گوشت قربانی کرنے والا شخص خود ہی کھاوے نہ مانگنے والے اور مانگنے والے محتاجوں کو بھی دیوے آخر کو فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان چوپایوں کو تمہارے بس میں کر دیا ہے تاکہ اس کے شکریہ میں تم خالص دل سے اللہ کے نام کی قربانی کرو اور اوس کے نام کی قربانی میں کسیکو شریک نہ ٹھہراؤ ،،

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۭ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا

اللہ کو نہیں پہنچتے اُن کے گوشت نہ یہ لیکن اُسکو پہنچتا ہے تمہارے دل کا ادب اسی طرح اُنکو بس کر دیا تمہارے کام کا اللہ کی

اللّٰهَ عَلٰي مَا هَدٰىكُمْ ۭ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۝

بڑائی پڑھو اوپر کر راہ سوجھائی اور خوشی سنا نیکو لوگوں کو اللہ دشمنوں کو ہٹا دیگا ایمان والوں سے اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی دغاباز ناشکر

تفسیر ابن منذر میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے جو شان نزول اس آیتہ کی بیان کی گئی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ حج کے وقت مشرک لوگ جو قربانی کرتے تھے تو ذرا سا خون اللہ کے نام کا کعبہ کو لگا دیتے تھے اسلام کے بعد مسلمانوں نے بھی اس رسم کو جاری کرنا چاہا اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتہ نازل فرمائی اور مسلمانوں کو اس رسم سے منع فرمایا اور فرمادیا کہ جو چیز تم اللہ کے نام پر دیتے ہو اوس چیز کی اللہ کو پروا نہیں ہے خود تم اور جو چیز تم اللہ کے نام پر دیتے ہو سب کچھ اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے صدقہ خیرات کا حکم شریعت میں اللہ تعالیٰ نے اسواسطے دیا ہے کہ صدقہ دینے والا کا دل اللہ آزما دے کہ کہاں تک اوس کے دل میں پرہیزگاری کا اثر ہے اس تفسیر میں ایک جگہ یہ جملا دیا گیا ہے کہ تفسیر ابن المنذر قدیمی اور معتبر تفسیروں میں ہے صحیح مسلم میں بالو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ لوگوں کی صورت شکل اور اون کے مال متاع پر نظر نہیں ڈالتا بلکہ خدا تعالیٰ کی نظر لوگوں کے دل اور اون کے اعمالوں پر پڑتی ہے کہ لوگوں کے دلوں میں آخرت کا یقین اللہ تعالیٰ کی محبت ، ریا اور دکھاوے سے بچاؤ کہانتک ہے اور اون کے اعمال حکم شریعت کے موافق کہاں تک صحیح اور بدعت کے اثر سے کہاں تک پاک وصاف ہیں ایک شخص بڑے سے بڑا کوئی نیک کام کرے اور اوس کے دل میں یہ باتیں ایمان کی مضبوطی کی کم ہوں جن کا ذکر اوپر کی حدیث میں گزرا تو اوسکا اجر اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں اُسکے برابر برگز نہیں ہوسکتا جو شخص چھوٹا سا کوئی کام نیک نیتی اور مضبوطی ایمان سے کرے چنانچہ صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے یہ حدیث قدسی ہے کہ نیکی کا اجر دس سے سات سو تک اور کبھی اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے اوسکی شرح خود صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیحین کی ابوہریرہؓ کی روایت میں یہ فرمائی ہے کہ جسقدر ایمان واسلام اچھا اور مضبوط ہوتا ہے اوسی قدر نیکی کا اجر

ع ۱۳ الباقی

منزل ۴

بڑھتا ہے اب ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت عائشہؓ کی یہ جو حدیث ہے کہ جو چیز خیرات کی جاوے تو محتاج کے ہاتھ میں وہ چیز پہنچے جاتی ہے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں وہ چیز چلی جاتی ہے اور قربانی کا خون زمین پر پہنچے گرتا ہے پہلے اللہ تعالیٰ کے روبرو وہ خون چلا جاتا ہے اس کے معنے بھی حل ہوگئے کہ نیک کام سے پہلے جسطرح کی نیت کام کرنے والے کی ہوتی ہے اوس نیت کے موافق پہلے ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ثواب اور اجر قرار پاجاتا ہے پھر پہنچے وہ کام ظہور میں آتا ہے اس لئے کہ قصد اور نیت ہر کام سے مقدم ہے اور خدا تعالیٰ کی جناب میں نیت پر اجر کی مقدار ہے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جس کام کی اجازت شریعت میں نہ ہو وہ کام اللہ کو پسند نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خلاف ملت ابراہیمی کعبہ کو خون لگانے کی رسم کو پسند نہیں فرمایا سبب اس کا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اپنی فرمانبرداری کو اپنے بندوں سے چاہتا ہے اور فرمانبرداری حکم کی تعمیل سے ہوتی ہے جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے حکم ہی نہیں دیا اوس کے کرنے میں فرمانبرداری کہاں ہے اولٹی نافرمانی ہے بدعتی لوگوں کو ذرا اس مطلب پر غور کرنا چاہیئے چوپایوں کو انسان کے بس میں کردینا یہ اللہ کی ایک بڑی نعمت ہے مشرکین مکہ بڑے ناشکرے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے جانوروں کو بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے اس سے اوپر کی آیتہ میں اس نعمت کا ذکر فرماکر تاکید کے طور پر ان آیتوں میں پھر اوس کا ذکر فرمایا صحیح بخاری و مسلم میں انسؓ بن مالک سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جانوروں کے ذبح کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ واللہ اکبر کہا کرتے تھے یہ حدیث لتکبروا اللہ علی ما ھدٰکم کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جسطرح اللہ نے اپنے رسول کی معرفت ہدایت کی ہے جانوروں کے ذبح کے وقت اوس کے موافق اللہ کی بڑائی خالص دل سے کیا کرو کہ اوس نے اپنی کبریائی سے چوپایوں کو تمہارے بس میں کردیا، صحیح بخاری نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت عائشہؓ سے روایتہ ہے کہ بعضے ایسے نومسلم لوگ صحابا کو تحفہ کے طور پر گوشت بھیجا کرتے تھے کہ ذبح کے وقت اون لوگوں کے بسم اللہ واللہ اکبر کہنے میں شبہ باقی رہتا تھا جب یہ ذکر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو آیا تو آپ نے فرمایا ایسے گوشت کے کھانے کے وقت بسم اللہ کرلی جایا کرے کھانے کے وقت کی سنت بسم اللہ کو ذبح کے وقت کی بسم اللہ کا قائم مقام جو اس حدیث ٹھہرا گیا ہے اس سے علما نے یہ بات نکالی ہے کہ ذبح کے وقت بسم اللہ واللہ اکبر کہنا سنت ہے، زیادہ تفصیل اسکی فقہ کی کتابوں میں ہے جسطرح احسان کے معنے کسی کے ساتھ نیکی اور بھلائی سے پیش آنے کے ہیں اسطرح اس کے معنے خالص دل کے حسن عمل کے بھی ہیں چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ سے اور فقط مسلم میں حضرت عمرؓ سے جو روایتیں ہیں اونمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کے معنے یہ فرمائے کہ آدمی نیک کام کرتے وقت یہ جانے کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے اگر یہ مرتبہ آدمی کو میسر نہ آوے تو اتنا ضرور جان لیوے کہ اللہ اوس آدمی کو دیکھ رہا ہے یہ روایتیں وبشر المحسنین کی گویا تفسیر ہیں کہ جسکا حاصل یہ ہے کہ قربانی اور باقی کے سب نیک عمل خالص عقبیٰ کے ثواب کی نیت سے اللہ کو حاضر ناظر جان کر جو لوگ کرتے ہیں اونکو دس گنا سے لیکر سات سو تک اور زیادہ نیک نیتی کے نیک عملوں کا اس سے بھی بڑھکر اجر دیا جاوے گا اسلئے فرمایا

ے رسول اللہ کے ایسے لوگوں کو اس اجر کی خوشخبری سنا دی جاوے اللہ کے رسول کی ہجرت کے بعد جو کمزور مسلمان مکہ میں رہ گئے تھے مشرکین مکہ ان کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے ان مسلمانوں کی تسکین کے لئے آگے فرمایا کہ ان مشرکوں کی دغا بازی اور ناشکری اللہ کو پسند نہیں ہے اس لئے بہت جلد وہ زمانہ آنے والا ہے کہ اللہ ان دغاباز اسلام کے دشمنوں کا غلبہ مسلمانوں پر باقی نہ رکھے گا مشرکین مکہ نے دغابازی سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تنگی تلواریں لیکر حملہ کرنے کا مشورہ جو کیا تھا اوسکا ذکر سورہ الانفال میں گزر چکا ہے اوس قصہ سے ان لوگوں کی دغابازی اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے اور ناشکری ان لوگوں کی اس سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے آسمانی کتاب و پیغمبر کے لئے خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا لیکن ان لوگوں نے اس نعمت کی ناشکری کرکے اللہ کے رسول اور اللہ کے کلام کو جھٹلایا آخری آیتہ میں مشرکوں کے غلبہ کو مٹا دینے کا جو وعدہ تھا فتح مکہ کے وقت اس وعدہ کا یہ ظہور ہوا کہ جن بتوں کی حمایت کے جوش میں مشرکین مکہ مسلمانوں سے دشمنی رکھتے اور شرک کے ذریعہ سے مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے فتح مکہ کے وقت اوس غلبہ کو اللہ تعالیٰ نے یہاں تک مٹایا کہ اللہ کے رسول نے اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر اون بتوں کو زمین میں گرا دیا اور کوئی مشرک اون بتوں کی کچھ حمایت نہ کرسکا، صحیح بخاری کی عبداللہ بن مسعود اور صحیح مسلم کی ابوہریرہؓ کی روایتوں کے حوالہ سے یہ قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے"

مترجم

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم

حکم ہوا انکو جنسے لوگ لڑتے ہیں اسواسطے کہ وہ بیقصور ظلم ہوا اور اللہ انکی مدد کرنے پر قادر ہے وہ جنکو نکالا اُنکے گھروں سے اور کچھ دعوے

بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ

نہیں سوا اسکے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے اور اگر ہٹاتا رہتا اللہ لوگوں کو ایک کو ایک سے تو ڈھا دیئے جاتے تھے

وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٤٠﴾

اور عبادت خانے اور مسجدیں جنمیں نام پڑھا جاتا ہے اللہ کا بہت اور اللہ مدد کریگا اُسکی جو مدد کریگا اُسکی بیشک اللہ زبردست ہے زور والا

الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ

وہ کہ اگر ہم انکو مقدور دیں ملک میں کہتی کریں نماز اور دیں زکوٰۃ اور حکم کریں پہلے کام کا اور منع کریں برے سے

وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿٤١﴾ وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودُ ﴿٤٢﴾ وَقَوْمُ

اور اللہ کے اختیار ہے ہر کام کا اور اگر جھٹلاویں تو اُنسے پہلے جھٹلا چکی ہے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم

إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ ﴿٤٣﴾ وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ ۖ وَكُذِّبَ مُوسَىٰ فَأَمْلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٤٤﴾

کی قوم اللہ لوط کی قوم اور مدین کے لوگ اور موسیٰ کو جھٹلایا پھر میں نے ڈھیل دی منکروں کو پھر انکو پکڑا تو کیسا ہوا میرا

ترمذی نسائی مسند امام احمد بن حنبل اور مستدرک حاکم وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایتہ سے جو شا

آیتوں کی بیان کی گئی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ جبتک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے تو مشرکین مکہ صحابہ کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے اور صحابہ جب آنحضرت سے اون تکلیفات کا ذکر کرتے تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ صبر کرو ابھی مجھکو لڑائی کا حکم خدا کی طرف سے نہیں ہے جس وقت مکہ سے ہجرت کا حکم آنحضرت کو ہوگیا تو حضرت ابوبکر صدیق کو قرینہ سے معلوم ہوگیا کہ مشرکین مکہ پر اب کوئی وبال ضرور آوے گا اس سے حضرت ابوبکر صدیق نے انا للہ پڑہی اور فرمایا کہ قریش نے نبی وقت کو مکہ سے نکال دیا اب ان پر کوئی وبال آنے والا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے صدیق کی تصدیق میں یہ آیتیں نازل فرمائیں ترمذی نے اس شان نزول کی روایت کو حسن اور حاکم نے صحیح کہا ہے یہ پہلی آیتیں ہیں جنمیں لڑائی کی اجازت مسلمانوں کو ملی ہے پہلی آیتہ کا حاصل مطلب یہ ہے کہ آج تک جن مسلمانوں کو مشرک طرح طرح سے ستاتے تھے اور ستانے پر بھی مسلمانوں کو لڑائی کا حکم نہیں تہا، اب اللہ تعالیٰ نے اون کو بھی مخالفوں سے لڑنے کا حکم دیدیا غرض اللہ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں مکہ میں تھوڑے سے مسلمان جب تک تھے اور موسم حج پر مدینہ منورہ کے لوگ آکر مسلمان نہیں ہوئے تھے اوسوقت تک اگرچہ مکہ کے موجودہ مسلمان مشرکوں کی ایذا سے تنگ آکر لڑنے کو طیار تھے لیکن اللہ کی حکمت میں لڑائی کے حکم کا نازل ہونا مصلحت کے خلاف تہا جب اسّی آدمیوں کے قریب انصار موسم حج کے وقت مسلمان ہوے اور ہجرت کا حکم نازل ہوکر آنحضرت مدینہ میں تشریف لے آئے اور مہاجر اور انصار ملکر ایک دل ہوگئے اور مسلمانوں کی جماعت بڑھ گئی اسوقت اللہ نے لڑائی کا حکم نازل فرمایا اور فرمادیا کہ جو لوگ اللہ کے نام پر اپنے شہر سے نکالے گئے ہیں اللہ اونکی مدد فرمائیگا بدر کی لڑائی کے وقت اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کا ظہور ہوا جب مسلمانوں کی جماعت تھوڑی اور مشرکوں کی بہیڑ زیادہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کو آسمان سے فرشتے بھیجے چنانچہ اس کا پورا ذکر سورہ ال عمران میں گزر چکا ہے علاوہ اس کے مہاجرین کی ایک خاص مدد اللہ تعالیٰ نے یہ فرمائی کہ انصار کے دل میں اونکی ایسی محبت ڈالدی کہ مہاجروں کو اپنا شہر مکہ چھوڑنے کے بعد مدینہ میں ہر طرح کا آرام انصار کے سبب سے ملا اور یہ بھی فرمادیا کہ شرع کے طور پر لڑائی کے جائز کردینے میں بڑی مصلحت یہ ہے کہ اس سے دین کی حفاظت ہوتی ہے اور کوئی مخالف دین کسی دین کی ہتک نہیں کرسکتا اگر یہ دین کی لڑائی جائز نہ ہوتی تو مخالف لوگ نصارے کے جنگلوں میں کے چھوٹے چھوٹے عبادت خانے شہروں میں کے ان کے بڑے بڑے گرجا یہود اور مسلمانوں کی مسجدیں سب ڈہا دیتے اور اونمیں کا اللہ کا ذکر بند ہوجاتا مگر اللہ بڑا زبردست ہے جو اوسکے دین کی مدد کرتا ہے وہ اوسے غیب سے مدد دیکر مخالف لوگوں پر غالب کردیتا ہے اس کے بعد مہاجرین کی تعریف فرمائی کہ یہ لوگ ایسے ہیں کہ اللہ کی زمین پر اون کو ٹھکانہ ملے تو یہ نماز روزہ اور نیک کام کرتے ہیں اور ہجرت کا ذکر آنے سے آنحضرت کے دل پر مشرکین مکہ کے جھٹلانے کا خیال جو گزرا تہا اور اوس خیال سے کچھ رنج جو آپ کو ہوا تہا اوس اوس رنج کو اس تسکین سے رفع فرمادیا کہ ہمیشہ سے مخالف لوگ انبیا کو جھٹلاتے رہے ہیں تمہارے ساتھ کچھ یہ بات نئی نہیں ہے، اور انبیا کی قوم کے لوگوں نے اون انبیا کو جھٹلایا تہا سو اسطے اون قوموں کا نام لیا اور حضرت موسیٰ

منزل ۴

کی قوم بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو نہیں جھٹلایا تھا بلکہ فرعون کی قوم نے جسکا نام قبطی قوم ہے حضرت موسیٰ کو جھٹلایا تھا اس لئے جھٹلانے والی قوموں میں حضرت موسیٰ کی قوم کا نام نہیں لیا اور جھٹلانے والی قوموں کے ہلاک ہوجانے کا ذکر بھی فرمادیا تاکہ قریش کو تنبیہ ہوجاوے کہ رسول وقت کے ساتھ سرکشی کرنے والوں کا جو انجام سلف سے ہوتا رہا ہے وہی انجام ان کا ہوگا - اصحاب مدین شعیب علیہ السلام کی امت کو کہتے ہیں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے کہ نافرمان لوگوں کو پہلے اللہ راہ راست آنے کے لئے مہلت دیتا ہے جب مہلت کے زمانے میں وہ لوگ راہ راست پر نہیں آتے تو پھر اون کو سخت عذاب میں پکڑ لیتا ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ قوم نوح سے لیکر فرعون تک منکر شریعت قوموں کو اللہ تعالیٰ نے پہلے مہلت دی اور پھر طرح طرح کے عذابوں سے اون کو ہلاک کردیا بدر کی لڑائی تک یہی عادت الٰہی قریش کے حق میں جاری رہی لیکن جب اس مہلت کے زمانہ میں اونہیں کے بڑے بڑے سرکش اپنی سرکشی سے باز نہیں آئے، بدر کی لڑائی کے وقت اون پر جو افتاد ای صحیح بخاری و مسلم کی انس رضؓ بن مالک کی روایت کے حوالہ سے اس کا قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے کہ دنیا میں بڑی ذلت سے یہ لوگ مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت میں گرفتار ہوگئے جس عذاب جتلانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی لاشوں پر کھڑے ہوکر یہ فرمایا کہ اب تم لوگوں نے عذاب الٰہی کے وعدہ کو سچا پالیا فکیف کان نکیر اسکا مطلب یہ ہے کہ مہلت کے زمانہ میں ان لوگوں کو جو ڈھیل دی گئی تھی مہلت کے بعد اوس ڈھیل کو ناپسندی کی نظر سے اللہ تعالیٰ نے دیکھا اور ان لوگوں کو طرح طرح کے عذاب میں پکڑ لیا "

منزل ۴

فَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ

سو کتنی بستیاں جنکے کہا دیں اور وہ گنہگار تھیں اب وہ ڈہے پڑے ہیں اپنے چھتوں پر اور کتنے کنوئیں نکے پڑے اور کتنے

مَّشِيدٍ ۝ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ

محل گچ گیرکے کیا پھرے نہیں ملک میں جو انکے دل ہوتے جنسے بوجھتے یا کان ہوتے ہیں جنسے سنتے

فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ۝ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ

سو کچھ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں پر اندھے ہوتے ہیں دل جو سینوں میں ہیں اور تجھ سے جلدی مانگتے ہیں عذاب

وَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ ۚ وَإِنَّ يَوْمًا عِندَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ۝ وَكَأَيِّن

اور اللہ ہرگز نہ ٹالیگا اپنا وعدہ اور ایک دن تیرے رب کے یہاں ہزار برس کے برابر ہے جو تم گنتے ہو اور کتنی

مِّن قَرْيَةٍ أَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا ۖ وَإِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝

بستیاں ہیں کہ میں نے اونکو ڈھیل دی اور وہ گنہگار تھیں پھر اونکو پکڑا اور میری طرف پھر آنا ہے

اوپر ذکر تھا کہ مہلت کے زمانہ میں نافرمان لوگوں کو جو ڈھیل دی گئی تھی مہلت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اوس ڈھیل کو بحال نہیں

رکھا اور اون نافرمان لوگوں کو طرح طرح کے عذابوں میں پکڑ لیا ان آیتوں میں اوسکی تفسیر فرمائی کہ اون نافرمان لوگوں کی بستیاں اسی طرح ناگہانی عذابوں سے ہلاک کردی گئیں کہ مثلاً قوم لوط کی بستیوں کے مکانات چھتوں کے بل اولٹ دیئے گئے قوم ثمود کے پکے پکے مکانات اور بڑے بڑے کار آمد کوئیں نکمے پڑے رہ گئے آگے فرمایا یہ مشرکین مکہ تجارت کی غرض سے اکثر ملک شام کا سفر کرتے رہتے ہیں اس سفر میں کیا ان کو قوم ثمود اور قوم لوط کی اجڑی ہوئی بستیاں نظر نہیں آئیں پھر فرمایا ان لوگوں کے مونہہ پر آنکھیں ہیں اس لئے اون اجڑی ہوئی بستیوں پر تو انکی نظر اکثر پڑتی ہے لیکن شرک اور گناہوں کے سبب سے ان کے دل اندھے ہیں اسواسطے نہ عبرت کی نظر سے اون اجڑی ہوئی بستیوں کو یہ لوگ آنکھوں سے دیکھتے ہیں نہ اوس کا کچھ حال ہوش حواس کے کانوں سے سنتے ہیں ترمذی نسائی وغیرہ کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی صحیح حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ بغیر توبہ کے گناہوں سے آدمی کے دل پر سیاہی چھا جاتی ہے اس حدیث سے مشرک کے دل کے اندھے ہوجانے کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جس طرح اندھے آدمی کی آنکھوں پر آندھیرا چھا جاتا ہے اور وہ اپنی آنکھوں کے سامنے کی کسی چیز کو دیکھ نہیں سکتا اسی طرح رات دن کے شرک سے شرک کے سارے دل پر سیاہی چھا جاتی ہے اس لئے اوس کے دل میں کسی نیک بات کے سمجھنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایتہ کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے جو کچھ دنیا میں ہونے والا تھا اپنے علم غیب کے موافق اللہ تعالیٰ نے وہ سب لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی یہ حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ لوگوں کے دن کے عمل رات سے پہلے اللہ کے فرشتے آسمان پر لیجاتے ہیں اس تفسیر میں یہ بھی ایک جگہ جتلا دیا گیا ہے کہ زمین سے آسمان تک پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہے جس سے ابوموسیٰ اشعری کی حدیث کا یہ مطلب ہوا کہ اول آسمان سے زمین تک آنے جانے کی ہزار برس کے فاصلہ اللہ کے فرشتے ایک دن میں طے کرتے ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ قریش میں کے عذاب کی جلدی کرنے والوں کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ جس کے حکم سے ہزار برس کا کام ایک دن میں طے ہوجاتا ہے اوس کے حکم کے بعد عذاب کے آجانے میں کچھ دیر نہیں لگ سکتی مگر یہ عادت الٰہی ہے کہ لوح محفوظ کے نوشتہ کے موافق پہلے نافرمان لوگوں کو مہلت دی جاتی ہے پھر اگر مہلت کے زمانہ میں وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہ آئے تو دنیا اور عقبیٰ کے عذاب میں اونکو پکڑ لیا جاتا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے بدر کے قصہ کی انسؓ بن مالک کی روایتہ جو جگہ جگہ گزر چکی ہے اوس سے آخری آیتہ کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ میں کے یہ دل کے اندھے لوگ مہلت کے بعد اس لڑائی کے وقت دنیا میں بڑی ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت میں گرفتار ہوگئے جس عذاب کے جتانے کے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگوں کی لاشوں پر کھڑے ہوکر یہ فرمایا کہ اب تو تم نے اللہ کے وعدہ کو سچا

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ

تو کہہ لوگو میں تو تمکو صاف سنا دینے والا ہوں سو جو یقین لائے اور کیں بھلائیاں انکے لئے

مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

بخشنے ہیں اور روزی عزت کی اور جو دوڑے ہماری آیتوں کے ہرانے کو وہی ہیں لوگ دونخ کے

مشرکین مکہ سنوارین سے عذاب کی جلدی جو کیا کرتے تھے اوپر کی آیتوں میں اوس کا ذکر تھا اس لئے ان آیتوں میں فرمایا اے رسول اللہ کے ان لوگوں سے کہدو کہ میں تو فقط عذاب الہٰی سے ڈرانے والا ہوں یہ اللہ ہی کو معلوم ہے کہ وہ عذاب کب آویگا اور جس طرح میں عذاب سے ڈراتا ہوں اسی طرح یہ خوشخبری بھی سناتا ہوں کہ جو کوئی شرک سے باز آکر خالص اللہ کو اپنا معبود جانے گا اور مرضی الہٰی کے موافق نیک کاموں میں لگا رہیگا تو شرک سے نیچے کے گناہ کرکے اگر ایسا شخص بغیر توبہ کے مرجاویگا تو اللہ تعالیٰ اگر چاہے گا تو ایسے شخص کے گناہوں کو معاف کرکے اوسے جنت میں داخل کردیگا ہاں جو لوگ بلا سند باتوں سے کلام الہٰی کی آیتوں کو جھٹلانے کی کوشش میں عمر بھر لگے رہیں گے وہ بلاشک دوزخ کے قابل ٹھہریں گے صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایتہ ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کو گناہوں کے بخشنے پر قادر جانکر مریگا اور اوس شخص کے اعمال نامہ میں بغیر توبہ کا شرک نہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ کو ایسے شخص کے گناہوں کو معاف کردینے میں کسیطرح کا دریغ نہ ہوگا اس حدیث سے شرک سے نیچے کے بغیر توبہ گناہوں کے معاف ہوجانے کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے ۔

منزل ۴

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ

اور جو رسول بھیجا ہے تجھے پہلے یا نبی موجب لگا خیال باندھنے شیطان نے ملا دیا اوسکے خیال میں پھر اللہ

اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ

مٹاتا ہے شیطان کا ملایا پھر پکی کرتا ہے اللہ اپنی باتیں اور اللہ سب خبر رکھتا ہے حکمت والا اسواسطے کہ اس شیطان کے ملائے سے

فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۗ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ۝

جانچے اوکو جنکے دل میں روگ ہیں اور جنکے دل سخت ہیں اور گنہگار تو ہیں مخالفت میں دور پڑے

مسند بزار تفسیر سدی تفسیر ابن منذر تفسیر ابن مردویہ تفسیر ابن ابی حاتم تفسیر ابن جریر وغیرہ میں مختلف سندوں سے اس آیتہ کی شان نزول میں جو قصہ بیان کیا گیا ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ جسوقت سورہ والنجم مکہ میں نازل ہوئی اور آنحضرت اس سورت کو مشرکین مکہ کے روبرو پڑھنے لگے اور سورہ والنجم کی اوس آیتہ پر پہنچے جسمیں لات عزی اور مناۃ بتوں کا نام ہے تو شیطان نے آنحضرت کی قرات کے سکتہ کے وقت کچھ کلمہ پڑھ دیئے جن کے معنوں سے ان بتوں کی تعریف کا ذکر اور اون کی شفاعت کا ذکر نکلتا ہے اون کلموں کو مشرکین مکہ نے قرآن کی آیتہ اور اوس شیطان کی آواز کو آنحضرت کی آواز خیال کیا اور کہنے لگے کہ سوا آج کے اور کبھی محمد نے ہمارے بتوں کا اچھی طرح نام نہیں لیا اور اپنے بتوں

کی تعریف سن کر خوش ہوگئے اور آخر سورہ پر جب آنحضرت اور مسلمانون نے سجدہ کیا تو مشرکون نے بھی سجدہ کیا اس سے یہ خبر مشہور ہوگئی کہ مکہ کے تمام مشرک مسلمان ہوگئے اور اونھون نے آنحضرت کے ساتھ مکہ مین نماز پڑھی چنانچہ اس خبر کو سن کر مشرکین کی ایذا سے تنگ آن کر جو مسلمان لوگ حبشہ کے ملک کو چلے گئے تھے اون مین سے اکثر آدمی مکہ کو پھر کر واپس چلے آئے پھر مکہ مین آن کر اون کو معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی کیونکہ شیطان کی اس شرارت کے بعد فوراً حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور اونھون نے شیطان کی شرارت کا حال حضرت سے کہدیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین پر یہ حال ظاہر کردیا کہ مشرکون کے کانون مین جو آواز گئی تھی وہ شیطان کی آواز تھی اور وہ کلمے جو شیطان نے کہے وہ بھی شیطان کے بناوٹی کلمے تھے اللہ کا کلام وہ نہین تھا محی الدین ابن عربی اور قاضی عیاض اور بعضے علمانے اگرچہ اس قصہ کا انکار کیا ہے لیکن حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس قصہ کو مرسل کے طور پر کئی سند سے معتبر راویون نے روایۃ کیا ہے اس سبب سے اس قصہ کو بے اصل نہین کہا جاسکتا تابعی کسی حدیث کو اللہ کے رسول سے روایۃ کرے تو اسکو مرسل کہتے ہین دنیا اور دنیا کے تمام معاملے اللہ تعالی نے امتحان کے طور پر پیدا کئے ہین یہ معاملہ بھی امتحان کے طور پر پیش آیا ہو تو اسکو شیطان کی ایسی شرارت خیال کرنی چاہیے جس طرح اس نے شرارت سے جنگ احد مین آنحضرت کے شہید ہوجانے کی خبر لوگون کے کانون مین پھونکدی تھی جس خبر سے ایک بڑا موقع جانچ و امتحان کا پیش آیا تھا مشرکین اور یہود کی گمراہی اس خبر سے اور بڑھ گئی تھی اور وہ کہتے تھے کہ آنحضرت نبی ہوتے تو یہ نوبت پیش نہ آتی کہ شہید ہوجاتے اوپر سے دل کے مسلمان ابوسفیان اور قریش سے امان مانگنے کو مستعد ہوگئے تھے مضبوط ایمان کے جو صحابہ تھے انکا ایمان اس خبر سے اور مضبوط ہوگیا تھا چنانچہ انس بن نضر نے اس خبر کو سنتے ہی لوگون سے کہا کہ ہم تو اللہ تعالی کے دین کے لئے لڑتے تھے اگر فرض کرو کہ ہمارے رسول کافرون کے ہاتھ سے شہید بھی ہوگئے تو ہمارا الہی وقائم ہے ہمکو اب بھی ویسی ہی جان بازی کرنی چاہی جو آنحضرت کے روبرو کرتے تھے غرض اس آیۃ کے مضمون سے بھی وہی امتحان کا موقع پورے طور پر نکلتا ہے اور سند صحیح سے اس قصہ کے روایۃ بھی ہے پھر اس قصہ کو شان نزول ٹھہرانے مین کونسا امر شرعی مانع ہے رہی یہ بات کہ اس قصہ کی سند مرسل طور پر ہے تو جب اس مرسل روایۃ کی سندین کئی ہین اور ایک کو دوسری سند سے تقوت اور تائید ملتی ہے اور اس طرح کی مرسل روایۃ باتفاق محدثین قابل قبول ہے تو پھر اس مرسل روایۃ کے ماننے مین کیا عذر ہے یہ اوپر گزر چکا ہے کہ صحابی کا نام ذکر کرنے کے بغیر کسی تابعی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول یا فعل کو روایۃ کرنا اس طرح کی روایۃ کو محدثین کی بول چال مین مرسل کہتے ہین رسول اور نبی دونو لفظ اللہ تعالی نے اس لئے فرمائے کہ شریعت مین رسول اون پیغمبرون کو کہتے ہین جن کے پاس حضرت جبرئیل وحی لیکر آئے تھے اور نبی کے لئے جدید وحی کا آنا ضرور نہین ہے بلکہ اپنے سے پہلے رسول کی کتاب کے موافق بھی نبی لوگ ہدایت کرسکتے ہیں جس طرح آخر زمانہ مین حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے اونکر شریعت محمدی کے موافق ہدایت فرماوین گے یا حضرت موسی سے لیکر حضرت عیسیٰ کے زمانہ تک کئی ہزار نبی توراۃ کے موافق ہدایت کرتے رہے۔ قرآن شریف مین جو یہ مضمون موجود ہے کہ شیطان اللہ کے کلام مین جو بات ملاتا ہے اللہ تعالی اسکو مٹاکر اپنی آیتین پکی کردیتا ہے

منزل ۴

اس سے بھی شان نزول کے قصہ کی اصلیت پائی جاتی ہے کیونکہ قرآن شریف کے اس مضمون سے یہ بات نکلتی ہے کہ شیطان نے قرآن کی آیتوں میں کوئی بات ملائی تھی جسکو اللہ تعالیٰ نے مٹاکر اپنی آیتوں کو پکا کردیا - علاوہ اس کے جب صحیح بخاری کی حضرت عبداللہ بن عباس کی روایۃ میں یہ ذکر موجود ہے کہ سورہ والنجم کے ختم پر مسلمانوں کے سجدہ کرنے کے وقت مشرکوں نے بھی سجدہ کیا تو مشرکوں کے سجدہ کرنے کا کوئی سبب ضرور ہونا چاہیئے یہ سب وہی ہے جو اس آیۃ کی شان نزول کی روایتوں کے حوالہ سے اوپر بیان کیا گیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب سورہ والنجم کی اس آیۃ پر پہونچے جس میں لاۃ منوٰۃ اور عزی بتوں کا نام ہے تو شیطان نے اللہ کے رسول کی آواز بناکر ان بتوں کی تعریف کے چند کلمے پڑھ دیئے جن کلموں سے مشرکین مکہ خوش ہوگئے اور آخر سورہ پر جب اللہ کے رسول اور مسلمانوں نے سجدہ کیا تو مشرکوں نے بھی سجدہ کیا یہ شان نزول کی روایۃ مسند بزار اور تفسیر ابن مردویہ میں حضرت عبداللہ بن عباس سے بھی آئی ہے اگرچہ بعضے علما نے اس سند پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس سند میں ایک راوی امیۃ بن خالد اکیلے ہیں لیکن یہ امیۃ بن خالد امام شافعی کے ہم زمانہ کے ثقہ اور مشہور تبع تابعیوں میں ہیں اس لئے انکے اکیلے ہونے سے روایۃ کو ضعیف نہیں کہا جا سکتا پھر جب یہ روایۃ ضعیف نہیں اور اصول حدیث میں یہ مسئلہ ٹھہر چکا ہے کہ شان نزول کے باب میں صحابا کا قول حدیث نبوی کے برابر شمار کیا جاتا ہے اور اس شان نزول کے راوی بھی حضرت عبداللہ بن عباس ہیں جنکا لقب امام المفسرین ہے تو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ بعضے مفسروں نے اس شان نزول کو کیوں نامعتبر ٹھہرایا ہے تمنے کے معنے قرات کے بھی ہیں اور خیال کے بھی ہیں تینوں ترجموں میں دوسرے معنے کو لیکر ان ہی معنے کے مناسب حال فارسی اور اردو کا فائدہ بھی لکھا ہے لیکن حضرت عبداللہ بن عباس کے صحیح قول کے موافق آیۃ کی تفسیر میں پہلے معنے زیادہ معتبر ہیں اسواسطے امام بخاری نے صحیح بخاری میں اون ہی معنے کو لیا ہے ان معنے کے موافق آیۃ کا مطلب وہی ہوا جو اوپر بیان کیا گیا کہ سورہ والنجم کی قرات کے وقت اللہ کے رسول کی آواز بناکر شیطان نے چند کلمے بتوں کی تعریف کے پڑھ دیئے جن کلموں کو مشرکین مکہ نے قرآن کی آیۃ اور شیطان کی آواز کو اللہ کے رسول کی آواز سمجھا اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے شیطان کے ملائے ہوئے کلموں کا حال کہہ کر قرآن کی آیتوں کو پکا کردیا واللہ علیم حکیم اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان نے جو شرارت کی اگرچہ وہ اللہ کے علم سے باہر نہیں تھی اللہ چاہتا تو وہ شرارت ظہور میں نہ آتی لیکن اس شرارت کے ظاہر ہونے میں وہ حکمت تھی جس کا ذکر آگے فرمایا کہ اس شیطان کی شرارت سے ان مشرکوں کی گمراہی کا حال مسلمانوں پر اچھی طرح کھل گیا کیونکہ جب ان مشرکوں نے بتوں کی تعریف اور انکی سفارش کے اعتقاد کو قرآن کی آیۃ کا مضمون سمجھا تو مسلمانوں کے ساتھ سجدہ کرنے کو تیار ہوگئے پھر جب ان مشرکوں کو یہ جتلایا گیا کہ وہ بتوں کی تعریف کے کلمے شیطان کی شرارت کا ایک ظہور تھا تو یہ مشرک اللہ کے رسول اور مسلمانوں سے زیادہ دشمنی کرنے لگے جس سے یہ بات اچھی طرح کھل گئی کہ بارگاہ الٰہی میں ان بتوں کو سفارشی ٹھہرانے کا اعتقاد جو ان مشرکوں کے دل میں ہے وہ بالکل بے سند ہے کسواسطے کہ ان مشرکوں کو جب یہ جتلادیا گیا کہ ان بتوں کو سفارشی ٹھہرانے کا اعتقاد شیطان کی شرارت کا ایک نتیجہ ہے تو اس اعتقاد کو ملت ابراہیمی کی سند سے انکو ثابت کرنا چاہیئے تھا نہ یہ کہ جسطرح جھوٹا شخص سچے آدمی کا دشمن بن جاتا ہے اسی طرح ایک بھی بات پر یہ لوگ مسلمانوں سے زیادہ دشمنی کرنے لگے اسی واسطے آخر آیۃ میں فرمایا کہ یہ مشرک اسلام اور اہل اسلام کی مخالفت میں حق سے دور جا پڑے -

منزل ۴

وَيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ

اسواسطے کہ معلوم کرین جنکو سمجھ ملی ہے کہ یہ تحقیق ہے تیرے رب کی طرف سے پھر اسپر یقین لاوین اور دہین اُسکے آگے اُنکے دل اور اسپر

لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى

سوجہا نیوالا ہے یقین لانے والونکو راہ سیدہی اور منکرونکو ہمیشہ رہے گا اس مین دھوکا جب تک

تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ۝ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۚ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ

آپہنچے اُنپر قیامت بیخبر یا آپہنچے اُنکو آفت ایک دن کی جسمین راہ نہین خلاصی کی راج اُس دن اللہ کا ہے اُنمین چکوتی کریگا

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ ع ۹

سوجو یقین لائے اور کین بھلا یان نعمت کے باغونمین ہین اور جو منکر ہوئے اور جھٹلائین ہماری باتین سو اُنکو ہے ذلت کی مار

اوپر ذکر تھا کہ مشرکون کے حق مین شیطان کی شرارت کا کیا نتیجہ ہوا ان آیتون مین یہ ذکر ہے کہ اوسی شیطانی شرارت سے سمجھدار لوگون نے یہ فائدہ اوٹھایا کہ قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا اونہین یقین اور زیادہ ہوگیا کیونکہ وہ لوگ سمجھ گئے کہ شیطان کا دخل مٹانے اور قرآن کی آیتونکو پکا کرنے کا انتظام اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلئے فرمایا گیا کہ قرآن اُسکا کلام ہے اُسکو اپنے کلام مین شیطان کا دخل اچھا نہین معلوم ہوا پھر فرمایا اس یقین کی زیادتی کے سبب سے قرآن کی نصیحت کے موافق عمل کرنے کے لئے ان لوگونکے دل پہلے سے زیادہ نرم ہوگئے

منزل ۴ اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ کے علم غیب مین جو لوگ ایماندار ٹھہر چکے ہین اللہ تعالیٰ ایسے لوگونکے سیدھے راستہ پر آجانے کے لئے اسی طرح کے سامان پیدا کردیتا ہے ہان جو لوگ اللہ کے علم غیب مین منکر شریعت قرار پاچکے ہین یا تو قیامت کے دن کا عذاب دیکھکر اونکی آنکھین کھل جاوینگی یا قیامت سے پہلے کسی آفت کے دن کو دیکھ پاوین گے تو پچتا دینگے اللہ سچا ہے اللہ کا کلام سچا ہے یہ ناگہانی آفت کا دن ان لوگون کے حق مین بدر کی لڑائی کا دن تہا کہ جسطرح بانجھ عورت کو اولاد نصیب نہیں ہوتی اسی طرح ان مین کے بڑے بڑے سرکشون کو اوس دن صبح کی شام نصیب نہین ہوئی جسکا قصہ صحیح بخاری ومسلم کی انس بن مالک کی روایت سے کئی جگہ گزر چکا ہے اگرچہ بعضے مفسرون نے یوم عقیم کی تفسیر قیامت کے دن کو قرار دیا ہے لیکن قیامت کا ذکر ان آیتون مین جدا آیا ہے اسواسطے حافظ ابو جعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین یوم عقیم کی تفسیر بدر کی لڑائی کے دن کو ٹھہرا کر اسی تفسیر کو صحیح قرار دیا ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے کہ حشر کے دن ننگے پاؤن ننگے بدن سب لوگ ایک حالت مین ہونگے اس حدیث سے آگے کی آیتونکا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ دنیا مین عارضی بادشاہ اور امیر بہت سی آفتون کو اپنی حکومت اور مالداری کے سبب سے ٹال دیتے ہین قیامت کے دن سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کی حکومت نہ ہوگی بلکہ بڑے بڑے بادشاہ اور امیر اُس دن فقیرون کی طرح ننگے پاؤن اور ننگے بدن اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونگے اور فرمانبردارونکے حق مین جنت مین داخل ہونے کا اور نافرمانون کے حق مین دوزخ مین جھونکے جانے کا جو فیصلہ اللہ تعالیٰ اُس دن فرماویگا اُسکا اثر بادشاہ امیر فقیر سب پر یکسان پڑیگا۔

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ

اور جو لوگ گھر چھوڑ گئے اللہ کی راہ مین پھر مارے گئے یا مر گئے پھر البتہ اُنکو دیگا اللہ روزی خاصی

وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝

اور اللہ ہے سب سے بہتر روزی دینا البتہ پہنچا دیگا اُنکو ایک جگہ جسکو پسند کرین گے اور اللہ سب جانتا ہے تحمل والا

اوپر جن لوگون کا ذکر تھا کہ شیطان کی شرارت کے کھل جانے کے بعد اونکا ایمان زیادہ مضبوط ہوگیا ان آیتون مین اُنکی ایمان کی مضبوطی کا حال بیان فرمایا کہ ان لوگون نے اللہ کی راہ مین اپنے وطن اہل عیال سب کو چھوڑا پھر فرمایا اس بیوطنی اور مسافرت کی حالت مین جو کوئی ان مین سے شہید ہوا یا اپنی موت سے مرا تو اللہ تعالی ایسے لوگون کو جنت مین داخل کرکے وہ نعمتین دیگا جن کو یہ لوگ بہت پسند کرین گے پھر فرمایا ان وطن کے چھوڑنے والون مین اون لوگون کا حال اللہ تعالی کو خوب معلوم ہے جنہون نے اللہ کی راہ مین نہین بلکہ دنیا کی کسی غرض کے لئے گھر کو چھوڑا ہے اور ظاہر مین وہ اپنے آپ کو مہاجر کہتے ہین لیکن اللہ بڑا بردبار ہے اس لئے اُسنے ایسے لوگونسے جلدی مواخذہ نہین کیا صحیح بخاری مسلم کے حوالہ سے حضرت عمرؓ کی حدیث گزر چکی ہے کہ بارگاہ الٰہی مین دین کے ہر کام کا دارمدار نیت پر ہے اس لئے جو شخص دنیا کی کسی غرض سے ہجرت کریگا تو یہ اللہ کی راہ کی ہجرت نہ ہوگی اس حدیث سے فی سبیل اللہ کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ اگرچہ اللہ تعالی نے اپنی بردباری کے سبب سے دنیا مین ظاہری مہاجرون سے کچھ مواخذہ نہین کیا لیکن آیتون مین جن مہاجرونکے اجر کا ذکر ہے وہ وہی مہاجر ہین جنہون نے عقبیٰ کے ثواب کی نیت سے ہجرت کی ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی سے بڑھکر بردبار کون ہو سکتا ہے کہ لوگ شرک کرتے ہین اور اللہ تعالی انکے رزق اور اون کی صحت کے انتظام کو بحال رکھتا ہے اس حدیث سے اللہ تعالی کی بردباری کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے ۔ منزل ۴

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ

یہ سن چکے اور جتنے بدلا دیا جیسا اُس سے کیا تھا پھر اسپر کوئی زیادتی کرے تو البتہ اُسکی مدد کریگا اللہ بیشک درگزر کرتا ہے بخشتا

تفسیر مقاتل بن حیان تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن ابی حاتم مین جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اُسکا حاصل یہ ہے کہ کچھ مسلمانون اور مشرکونکا مقابلہ محرم کے مہینے مین ہوگیا مشرکون نے اپنی سمین صلاح کی کہ اس مہینے مین مسلمانون پر ضرور حملہ کرنا چاہیے کس لئے کہ اس مہینے مین لوگ لڑائی کو جائز نہین سمجھتے اسواسطے یہ اوپری دل سے ان دنون مین لڑین گے اور ہم اونپر غالب رہوین گے مسلمانون نے اگرچہ مشرکون کو طرح طرح کی قسمین دین اور کہا کہ محرم کے مہینے مین مقابلہ نہ کرو لیکن مشرکون نے نہ مانا آخر مقابلہ ہوا اور اللہ تعالی نے مسلمانون کو فتح دی مگر مسلمانون کے دل مین خلش رہی کہ محرم کے مہینے مین لڑنے سے اللہ تعالی اُنسے ناخوش ہوا ہوگا اور اُنکے مدینہ واپس جانے تک کوئی آیۃ اللہ کی خوشنودی کی اُنکے حق مین نازل ہوگی لیکن اللہ تعالی تو غیب ان ہے اُسکو اُنکے دلون کا حال معلوم تھا کہ اون کے دلون مین محرم کی تعظیم تھی اور اپنی طرف سے یہ ہرگز لڑنا نہین چاہتے تھے مشرکون نے جب بہت ہی پر کمال زیادتی کی اوسوقت اونھون نے

بدلا لینے کے طور پر مقابلہ کیا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان لوگون کے مدینہ مین داخل ہونے سے پہلے یہ آیۃ نازل فرمائی اور فرمادیا کہ یہہ لوگ مجبور ہوکر لڑے اسواسطے اللہ تعالیٰ نے اون سے کچھ مواخذہ نہین فرمایا اس طرح کی مجبوری سے ہر موقع کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے صحیح مسلم ابوداؤد اور ترمذی مین ابوہریرہؓ سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑائی جھگڑے مین سارا بوجھ اُس شخص پر ہوتا ہے جو جھگڑے کی ابتدا اور جھگڑے کو شروع کرے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ اس لڑائی مین ناجائز لڑائی کی ابتدا مشرکون کی طرف سے تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے ناجائز لڑائی کا سارا بوجھ مشرکون پر رکھا اور مسلمانون کو ناجائز لڑائی کے بوجھ سے سبکدوش فرماکر غیبی مدد سے اونہین فتحیاب کردیا تفسیر مقاتل اور تفسیر ابن ابی حاتم کے صحیح ہونے کا ذکر ایک جگہ اس تفسیر مین کردیا گیا ہے اس لئے اس شان نزول کو معتبر کہا جاسکتا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ذٰلِكَ

یہ اسواسطے کہ اللہ پیٹھاتا ہے رات کو دن مین اور دن کو رات مین اور اللہ سنتا ہے دیکھتا یہ اسواسطے

بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ

کہ اللہ وہی ہے صحیح اور جسکو پکارتے ہین اُسکے سوا وہی ہے غلط اور اللہ وہی ہے اوپر بڑا

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ

تونے نہین دیکھا کہ اللہ نے اوتارا آسمان سے پانی پھر صبح کو زمین ہوجاتی ہے سبز بیشک اللہ چھپی تدبیرون جانتا ہے خبردار

منزل ۴

اوپر مظلوم کی غیبی مدد کا ذکر فرماکر ان آیتون مین رات دن کے گھٹنے بڑھنے اور اس موسم کی تبدیلی سے برسات کا موسم آجانے اور اوس موسم مین مینہ کے برسنے اور اوس مینہہ سے طرح طرح کی پیداوار کے پیدا ہونے کی قدرت کی چند نشانیون کا ذکر فرمایا تاکہ ہر شخص کی سمجھ مین آجاوے کہ جسکی قدرت مین یہ خلاف عقل آنکھون کے سامنے کی سب باتین ہین اوسکی قدرت مین یہ بھی ہے کہ وہ جس کمزور کو چاہے خلاف عقل بڑے سے بڑے ظالم دشمن پر فتح یاب کردے صحیح بخاری مین براء بن العازب سے اور صحیح مسلم مین حضرت عمرؓ سے جو روایتین ہین اون کا حاصل یہ ہے کہ بدر کی لڑائی کے وقت لشکر اسلام کی تعداد مین سوا دو سو سے بڑھ کر نہین تھی سورہ الانفال مین گزر چکا ہے کہ مشرکین مکہ کی فوج اس لڑائی مین ہزار آدمی کے قریب تھی یہ بھی گزر چکا ہے کہ مدد غیبی سے فتح جو ہوئی جو بالکل خلاف عقل تھی حاصل کلام یہ ہے کہ ان آیتون سے پہلے کی آیۃ مین مظلوم کی مدد کا وعدہ فرماکر ان آیتون مین قدرت کی چند نشانیون سے وقت مقررہ پر اوس وعدہ کے ظہور کا جو یقین دلایا گیا تھا وہ ظہور بدر کی لڑائی کے وقت ایسا ہوا کہ مشرکین مکہ مین کے بڑے بڑے سرکش ظالمون نے ہجرت سے پہلے غریب مسلمانون پر طرح طرح کا ظلم کیا تھا اس لڑائی مین وہ ظالم بڑی ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت مین گرفتار ہوگئے جس عذاب کے جتلانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سرکش ظالمون کی لاشون پر کھڑے ہوکر یہ فرمایا کہ اب تم لوگون نے اللہ کے وعدہ کو سچا پالیا صحیح بخاری کی انسؓ بن مالک کی روایۃ کے حوالہ سے بدر کی لڑائی کا قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ جس اللہ نے وطن چھوڑنے والے مظلوم مسلمانونسے

مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے وہ بڑا صاحب قدرت ہے جب چاہتا ہو دن کی گھڑیاں بڑھا کر رات کی گھڑیاں گھٹا دیتا ہے اسی طرح جب چاہتا ہے دن کی گھڑیاں گھٹا کر رات کی گھڑیاں بڑھا دیتا ہے مظلوموں کی ہر وقت کی فریاد کو سنتا اور ظالموں کے ہر طرح کے ظلم کو دیکھتا ہے یہ اسواسطے ہے کہ وہ بڑا بادشاہ ہو کوئی چیز اُسکے حکم سے باہر نہیں ہے یہ نادان مشرک ایسے بڑے صاحب قدرت کی تعظیم مین تبون کو جو شریک کرتے ہین کمکے قحط کے وقت اِن بت پرستون کو یہ بات اچھی طرح سے معلوم ہو چکی ہے کہ ان تبون کو یا جن کے نام کی یہ مورتین ہین اونکو اللہ کے کارخانہ مین کسی کو کچھ دخل نہیں پھر فرمایا اللہ تعالی کی یہ قدرت بھی سب کی آنکھون کے سامنے ہے کہ وہ صاحب قدرت موسم کی تبدیلی سے ہر سال برسات مین آسمان سے مینہہ کے برسنے کا حکم دیتا ہے جس سے تمام زمین سرسبز ہو جاتی ہو یہ سب تدبیرین اُسکی اس لئے ہین کہ وہ لوگون کی ضرورتون سے واقف اور اون ضرورتون کی خبر رکھتا ہو پھر فرمایا جو کچھ آسمان و زمین مین ہے وہ سب اُسکے حکم مین ہے اسواسطے اُسکے کسی انتظام کو کوئی روک نہیں سکتا اسکو آسمان و زمین کی کسی چیز کی کچھ پروا نہین اسلئے اُسکے سب کام دوسرونکے فائدہ کے لئے اور قابل تعریف ہین

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۭ وَيُمْسِكُ

تونے نہ دیکھا کہ اللہ نے بس مین دیا تمہارے جو کچھ ہے زمین مین اور کشتی چلتی دریا مین اُسکے حکم سے اور تھام رکھتا ہے

السَّمَاۗءَ اَنْ تَقَعَ عَلَي الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

آسمان کو اس سے کہ گر پڑے زمین پر مگر اُسکے حکم سے مقرر اللہ لوگون پر نرمی کرتا ہے مہربان

اوپر کی آیتونمین اللہ تعالی نے اپنی قدرت کی نشانیان بیان فرمائی ہین مثلاً مینہہ کا موسم پر برسنا جسسے طرح طرح کی پیداوار کھیتون اور باغات مین پیدا ہوتی ہے یہی مینہہ اگر بے وقت برسے یا ضرورت سے زیادہ یا کم برسے تو کچھ فائدہ نہین ہوتا بلکہ اولٹا نقصان ہوتا ہے اور اگر بالکل نہ برسے تو قحط پڑ جاتا ہے ان آیتون مین فرمایا وہی مینہہ کا پانی ندیون اور دریاؤن مین جمع ہو جاتا ہے اور اُس پانی مین کشتیان چلتی ہیں اور اس ملک کی پیداوار اس ملک مین اور اُس ملک کی اِس ملک مین ان کشتیون کے ذریعہ سے دریاؤن مین چلی جاتی ہے اسی طرح جانور جو اللہ تعالی نے پیدا کئے ہیں اُنکے ذریعہ سے طرح طرح کی تجارت خشکی مین ہوتی ہے آسمان جو اتنی بڑی چھت ہے اُسکو بغیر ستون کے اللہ تعالے نے پیدا کیا ہے جو اللہ کی حفاظت اور اُسکے حکم سے کہڑا ہے ایسے خالق کو چھوڑ کر لوگ سوا اُسکے اورون کی پرستش اور عبادت جو کرتے ہیں اللہ چاہے تو آسمان کو پٹخ دیوے کہ تمام دنیا کے لوگ دبکر مرجاوین یا مینہہ ضرورت سے زیادہ برسا دیوے کہ تمام دنیا غرق ہو جاوے یا بالکل نہ برسا دے کہ قحط سے سب مرد می اور جانور ہلاک ہو جاوین غرض جو سامان آدمی کی زیست اور راحت کے ہین اگر وہ خالق اُن سب سامانون کو اپنی قدرت سے ایک اندازہ پر نہ رکھے تو یہی سامان انسان اور دنیا کی ہلاکت کا سبب قرار پا سکتے ہیں ان نشانیون کو ذکر فرما کر پھر فرمایا کہ اللہ اپنے بندون پر بڑا مہربان اور شفیق ہے باوجود اس کے کہ انسان خدا کو چھوڑ کر دوسرونکی پرستش کرتا ہے خدا کو خدا کے عذاب کو بھلا کر کس طرح طرح کے گناہ کرتا ہے اسپر بھی اللہ تعالی انسان کی راحت کے سامان مین کچھ فرق نہین ڈالتا بلکہ طرح شفیق آقا اپنے فرمانبردار غلام کی پرورش مین لگا رہتا ہے اس طرح اللہ تعالی اِس نافرمان غلام انسان کو پالتا اور پرورش کرتا ہی پھر فرمایا کہ انسان بڑا ناشکرا ہے کہ نہ اُس نے اِس بات کی شکرگزاری کی کہ اللہ تعالی نے اُسکی آرام و راحت کے کیا کیا سامان پیدا کئے ہیں نہ اِس بات کی شکرگزاری کی کہ باوجود نافرمانی

اللہ تعالیٰ نے انسان کی راحت کے اون سامانون کو بدستور جاری اور قائم رکھا ہے صحیحین مسند امام احمد حنبل وغیرہ کے حوالہ سے حضرت ابوموسےٰ اشعری کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ بردبار کوئی نہیں ہے یہ لوگ اسکی نافرمانی کرتے ہین اور وہ انکو تندرستی اور رزق دیتا ہے اور انکی ہر طرح کی بلا کو ٹالتا ہے نافرمان لوگو پر جلدی سے کوئی آفت جو نہین آتی یہ حدیث گویا اسکی تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ نافرمان لوگون کے کام اگرچہ اللہ کی مرضی کے موافق نہین ہین لیکن یہ اللہ کی بردباری ہے کہ اس نے ان نافرمان لوگون کو ڈھیل دے رکھی ہے جلدی سے کوئی آفت ان پر نازل نہین فرماتا۔

وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۗ إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ

اور اسنے تمکو جلایا پھر ماریگا پھر جلا دے گا بیشک انسان ناشکر ہے

اوپر انسان کی ضرورت کی چیزون کے پیدا کرنے کا احساس جتلایا جا کر اس آیہ مین خود انسان کے پیدا کرنے کا احسان جتلایا گیا ہے حاصل مطلب آیہ کا یہ ہے کہ انسان کی کچھ ہستی نہین تھی اللہ تعالیٰ نے اسکو نیست سے ہست کیا اسکی سب ضرورت کی چیزون کو پیدا کیا انسان کی عمر کی ایک تعداد مقرر کی جسکے پورے ہوجانے کے بعد ہر شخص مرجاویگا اور پھر وقت مقررہ پر سزا و جزا کے لئے ہر شخص کو دوبارہ زندہ کیا جاویگا کہ دنیا کا پیدا کرنا ٹھکانے لگے لیکن انسان ایسا ناشکر ہے کہ اللہ کے ان سب احسانات کو بھول کر اللہ کی تعظیم مین ایسے غیرون کو شریک کرتا ہے کہ نہ اونھون نے انسان کو پیدا کیا نہ انسان کی کسی ضرورت کی چیز کو پیدا کیا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے مغیرہ بن شعبہ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ تہجد کی نمازمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ کھڑے رہنے سے آپکے پاؤن سوج جاتے تھے لوگون نے آپ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کردیئے ہیں پھر آپ عبادت مین اتنی کوشش کیون کرتے ہیں آپنے فرمایا کیا مین اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکریہ ادا نہ کرون صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی حدیث بھی گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس طرح پیدا کیا کہ آسمین کوئی اللہ کا شریک نہین اس لئے انسان پر خالص دل سے اکیلے اللہ کی تعظیم واجب ہے جو لوگ اللہ کی عبادت مین دوسرون کو شریک کرتے ہیں اون سے بڑھکر دنیا مین کوئی گناہ گار نہین ان حدیثون کو آیہ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ ہر شخص پر خالص دل سے اکیلے اللہ کی عبادت واجب ہے جو لوگ اس واجب مین خلل ڈالتے ہیں انسے بڑھکر دنیا مین کوئی گنہ گار نہین۔

لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى

ہر فرقے کو ہمنے ٹھہرا دی ہے ایک راہ بندگی کی کہ وہ اسی طرح کرتے رہتے ہین سو چاہیے تجھے جھگڑا نکرین اس کام مین اور تو بلائے جا اپنے رب کیطرف

مُّسْتَقِيمٍ وَإِن جَادَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ

راہ پر سو جہا اور اگر تجھ سے جھگڑنے لگین تو کہہ اللہ بہتر جانتا ہے جو تم کرتے ہو اللہ چکوتی کریگا تم مین قیامت کے دن جس چیز مین تم کئی راہ تھے

أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ إِنَّ ذَٰلِكَ فِي كِتَابٍ ۗ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ

کیا تجکو علوم نہین کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین مین یہ ہے لکھا کتاب مین یہ اللہ پر آسان ہے

چند مشرکون نے صحابہ سے جھگڑا کیا تھا کہ تم اپنے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور کھاتے ہو اور اللہ کا مارا ہوا جانور نہین کھاتے اسپر اللہ تعالیٰ

نے یہ آیتین نازل فرمائین مفسرین نے ان آیتون کے معنے دو طرح بیان کئے ہین ایک معنے تو یہ ہین کہ ہر زمانے کیلئے اللہ تعالی نے ایک شریعت قائم کی ہے کبھی شریعت موسوی ہے اور کبھی عیسوی اور کبھی محمدی اپنے اپنے زمانہ مین ہر شریعت حق اور اللہ کی بھیجی ہوئی ایک شریعت ہے ایک شریعت کا حکم پکڑ کر دوسری شریعت کے حکم بن حجت کرنا ٹھیک نہین ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ کے علم مین نیک و بد چھپ چکے ہین اس لئے ہر ایک گروہ اپنی تقدیری خواہ عادت پر اڑا ہوا ہے غرض اس دوسرے معنے مین اللہ کے علم غیب کا اور اللہ کے اس علم غیب کے موافق جو کچھ دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے قرار پایا ہے اسکا ذکر ہے اسی کو تقدیر کہتے ہین اگلے کی آیتون مین یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالی کے علم غیب کے موافق لوح محفوظ مین سب کچھ لکھا ہوا ہے اس لئے دوسرے معنے قرآن کے مطلب کے موافق ہین یہ تقدیر الٰہی اور علم الٰہی کا مسئلہ ایسا مشکل ہے کہ اس مین بہت لوگ بہک گئے ہین اور طرح طرح کی غلطی مین پڑ گئے ہین چنانچہ فلسفی لوگ کہتے ہین کہ اللہ تعالی کو جزئیات کا علم نہیں ہے اور اپنے اس قول پر دلیل او نھون نے یہ پیش کی ہے کہ جزئی چیزین بدلتی رہتی ہین مثلاً کبھی زید بھوکا ہے کبھی پیاسا ہے کبھی بچپنے کی حالت مین ہے کبھی بڑھاپے کی حالت مین اگر زید کی ان سب حالتون کا علم اللہ تعالی کو ہوگا تو اللہ تعالی کا علم بھی ہمیشہ گویا بدلتا رہے گا کیونکہ علم کی حالت کے بدلنے سے عالم کی حالت بھی بدل جاتی ہے علماء اسلام نے بہت آیتون اور حدیثون سے فلسفیون کی عقلی دلیلون کو غلط ٹھہرایا ہے اور عقلی جواب بھی دئے ہین جنکا حاصل یہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے ہر جزئی حالت کو پیدا کرنے سے پہلے جانکر لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے تو اللہ تعالی کے علم کی نسبت یہ کہنا کہ علم کی حالت بدلنے سے عالم کی حالت بھی بدل جاتی ہے بالکل غلط ہے کس لئے کہ علم کی حالت بدلنے سے اس عالم کی حالت بدل جاتی ہے جو عالم اوس حالت کو پہلے سے نہ جانتا ہو اللہ تعالی کا علم ایسا نہین ہے بلکہ اللہ تعالی کے علم کی مثال ایسی ہے کہ جس طرح ایک گھڑی ساز ایک گھڑی کی عمر اور طرح طرح کی گھڑی کی حالت کو پہلے سے ذہن مین رکھکر ایک گھڑی بنا دے اب اس گھڑی کے تیار ہونے کے بعد اس گھڑی کی جز بجز حالتین بدلین گی انسے اس گھڑی ساز کی حالت اس کے علم کی حالت کچھ نہ بدلیگی اس نے اون سب حالتون کو پہلے ہی سے جان لیا ہے ہان سوا اس گھڑی ساز کے اور لوگ جو اس گھڑی کا حال پہلے سے نہین جانتے اس گھڑی کے نئے حال کے جاننے سے انکے علم کی حالت اور خود انکی حالت بدلیگی اب اس مثال مین گھڑی ساز کے علم کی حالت اور اور لوگون کی حالت کو ایک بتلانا جسطرح غلط ہے اسی طرح فلسفی لوگون نے مخلوق کے علم کی حالت اور خالق کے علم کی حالت کو غلطی سے ایک جان کر ایک حالت کو دوسری حالت پر جو قیاس کیا ہے وہ بالکل غلط ہے یہ تو علم الٰہی مین فلسفی لوگون نے جو غلطی کی ہے اسکا ذکر ہوا اب تقدیر کے مسئلہ مین جبریہ اور قدریہ دونون فرقون نے غلطی کی ہے قدریہ لوگون مین دو گروہ ہین ایک گروہ تو تقدیر کو بالکل نہین مانتا بلکہ یہ کہتا ہے کہ پہلے سے اللہ تعالی نے کچھ نہین لکھا بلکہ اب جو کچھ نیک و بد دنیا مین ہوتا ہے وہ بغیر اللہ کے پہلے سے لکھنے کے خود بندہ کر لیتا ہے دوسرا گروہ نیکی کو خدا کی تقدیر کا فعل بتلاتا ہے اور بدی کو بندہ کا فعل کہتا ہے یہ عقیدہ پارسی لوگون کے عقیدہ کے موافق ہے اسی واسطے قدریون کے اس گروہ کو اس امت کے مجوس کہتے ہین جبریہ فرقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ بندہ کو اپنے فعل مین کچھ دخل نہین ہے بلکہ وہ بمنزلہ ایک پتھر کے ہے جو کچھ نیک و بد کام بندہ کرتا ہے وہ خود خدا کرتا ہے اہل سنت کا عقیدہ

منزل ۴

یہ ہو کہ دنیا مین امتحان کیلئے نیک و بد سب کچھ اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے اور بندہ کو ہر طرح کے فعل کا مختار کیا ہو جیسا کچھ بندہ کریگا ویسا ہی پھل پا ویگا اور علمائے اہل سنت نے جبریہ اور قدریہ دونون مذہب کے لوگون کی غلطیان حدیث کی شرحون اور عقائد کی کتابون مین نقلی اور عقلی دلیلون سے بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کی ہین یہان اُنکے بیان کرنے کی گنجائش نہین ہے حاصل مطلب یہ ہو کہ حج اور عمرہ کی قربانی کے وقت اور روزمرہ جانورون کے ذبح کے وقت جو لوگ مردار جانورون کا گوشت جائز ٹہرانے کے لئے یہ حجت پیش کرتے ہین کہ مسلمان غلطی پر ہین جو اللہ کے مارے ہوئے جانور کا گوشت نہین کھاتے اور اپنے ہاتھ کے ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت کھاتے ہین ان لوگون کی ایسی حجتین پیش کرنے کا سبب یہی ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق ہر فرقہ کا طریقہ لوح محفوظ مین لکھا جا چکا ہے اُسی کے موافق دنیا مین ہر فرقہ کا طریقہ پایا جاتا ہے اسواسطے اے رسول اللہ کے تم ان لوگون کو ذبح کے باب مین اللہ کا حکم سنا دو کیونکہ جس طریقہ پر تم ہو وہ اللہ کا بتلایا ہوا سیدہا راستہ ہے اور جس طریقہ پر یہ لوگ ہین وہ بے سند طریقہ ہے اسپر بھی جو لوگ جھگڑے سے باز نہ آوین تو اُن لوگون سے کہہ دیا جاوے کہ ہمارا تمہارا فیصلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو ہوکر اُس فیصلہ کے بعد حق و ناحق ہر ایک کو معلوم ہو جاویگا ان ذالک علی اللہ یسیر اس کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگونکو غیب کا علم نہین ہے اسواسطے دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے تمام دنیا کا قیامت تک کے حال کا لوح محفوظ مین لکھا جانا انکو مشکل معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے علم غیب سے کوئی چیز باہر نہین ہے اسلئے دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے تمام دنیا کا حال لوح محفوظ مین لکھ دینا اُسکے نزدیک آسان ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے اپنے علم غیب کے موافق اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کا حال لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے کسقدر مدت پہلے تمام دنیا کا حال لوح محفوظ مین لکھا گیا ہے

وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَمَا لَيْسَ لَهُم بِهِ عِلْمٌ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِن نَّصِيرٍ ۝

اور پوجتے ہین اللہ کے سوا جسکی سند نہین اوتاری اُسنے اور جسکی خبر نہین اُنکو اور بے انصافونکا کوئی نہین مددگار

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنكَرَ ۖ يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ

اور جب سنائے اُنکو ہماری آیتین صاف تو پہچانے منکر دنکے منہ پر بری شکل نزدیک ہوتے ہین کہ دوڑ پڑین اُنپر جو

يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۗ قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكُمُ ۗ النَّارُ ۖ وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ ع

پڑھتے ہین اُنکے پاس ہماری آیتین تو کہہ مین تم کو بتاؤن ایک چیز اُس سے بری وہ آگ ہے اُسکا وعدہ دیا ہے اللہ نے منکرونکو اور بہت بری ہے

اوپر ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق ہر فرقہ کا طریقہ لوح محفوظ مین لکھا جا چکا ہے اُسی کے موافق ہر فرقہ کا طریقہ دنیا مین پایا جاتا ہے اُس بات کو پورا کرنے کیلئے ان آیتون مین مشرکین مکہ کے غلط طریقہ کا حال بیان فرمایا کہ یہ لوگ رات دن بت پرستی مین لگے ہوئے ہین اور اپنے آپکو شریعت ابراہیمی پر کہتے ہین حالانکہ شریعت ابراہیمی تو درکنار دنیا بھر کی تمام شریعتون مین کہین بت پرستی کی کوئی سند نہین ہے پھر فرمایا بت پرستی کے جائز ہونے پر کوئی سند نقلی موجود نہ ہونے کے علاوہ ان لوگون کے پاس کوئی عقلی سند بھی تبون کے معبود ٹہرانے کی نہین ہے کیونکہ بت پتھر کی مورتین ہین ان مین نہ بولنے چالنے کی طاقت ہے نہ اپنی پوجا کرانے کی خواہش ہے

وہ لوگ جنکی شکل کی یہ مورتین ہیں وہ ان مشرکون کی صورت سے بیزار ہیں اس لئے ان ظالم بت پرستون کا دنیا اور عقبی مین کوئی یار و مددگار نہین آگے فرمایا کہ اللہ کے علم غیب کے موافق ان مین جو لوگ گمراہ ٹھہر چکے ہیں انکا حال ہو کہ جب انکو بت پرستی کی مذمت کی آیتین سنائی جاتی ہین تو غصہ سے انکے چہرہ کا رنگ بدل جاتا ہے اور بتون کی مذمت کی آیتین سنانے والو پر حملہ کرنے کو تیار ہو جاتے ہین اے رسول اللہ کے تم ان لوگون سے کہدو کہ اس سے بھی زیادہ غصہ اور چہرہ کا رنگ بدل جانے کی چیز دوزخ کی وہ آگ ہے جس مین جھونکنے کا وعدہ اللہ تعالی نے ایسے منکر شریعت لوگونسے کیا ہے اور یہ خوب یاد رہے کہ ایسے لوگون کے حق مین دوزخ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے صحیح بخاری و مسلم مین انس بن مالک سے اور لفظ بخاری ترمذی وغیرہ بن ابوذر سے جو روایتین ہین ان مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کے عذاب کا جو حال مجکو معلوم ہے اگر وہ پورا حال لوگونکو معلوم ہو جاوے تو لوگ بستی اور بال بچون کو چھوڑ کر جنگل مین نکل جاوین اور سوائے رونے کے اور کچھ کام اون کو نہ رہے دوزخ کے بہت ہی برا ٹھکانا ہونے کا مطلب ان حدیثون سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا

لوگو ایک کہاوت کہی ہے اسکو کان رکھو جنکو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے ہرگز نہ بنا سکین

ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ۖ وَإِن يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ

منزل ۴

ایک مکھی اگرچہ سارے جمع ہون اور اگر کچھ چھین لے انسے مکھی چھڑا نہ سکین وہ اس سے بودا ہے چاہنے والا

الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝

اور جنکو چاہتا ہے اللہ کی قدر نہیں سمجھتے جیسے اسکی قدر ہے بیشک اللہ زور آور ہے زبردست

اوپر ذکر تھا کہ جب ان بت پرستون کو بتون کی مذمت کی آیتین سنائی جاتی ہیں تو اون آیتون کے سنانے والے مسلمانو پر یہ مشرک حملہ کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں ان آیتون مین مشرکون کے قائل کرنے کے لئے فرمایا کہ یہ مشرک جن بتون کی مذمت سے ایسے چڑتے ہیں آخر وہ بت اپنے پوجا کرنے والون کی کیا مدد کر سکتے ہیں وہ تو ایسے عاجز ہیں کہ تمام دنیا کے بت بھی جمع ہو جاوین تو اللہ کی مخلوقات مین کی ایک ادنی چیز مکھی کو بھی نہین پیدا کر سکتے بلکہ مکھی کا پیدا کرنا تو درکنار یہ بت پرست زعفران پانی مین گھولکر خوشبو کے لئے اون بتون پر جو مل دیتے ہیں اور مکھیان اوسکو چاٹتا اور اسکے ریزے منہ مین لیکر اڑنا شروع کر دیتی ہیں تو یہ بت اون ریزون کو بھی مکھی کے مونھ سے نہین چھڑا سکتے اسواسطے اگرچہ مکھی اللہ کی ایک ناچیز اور عاجز مخلوق ہے لیکن یہ بت تو ایسے عاجز ہین کہ ایک مکھی کا بھی مقابلہ نہین کر سکتے رہی یہ بات کہ جن نیکون کی شکل کی یہ پتھر کی مورتین ہین عقبی مین وہ نیک لوگ ان مورت پرستون کے کچھ کام نہ آوین گے تو ان مشرکون کو پہلے ہی سمجھا دیا گیا ہے کہ قیامت کے دن وہ نیک لوگ ان مشرکون کی صورت سے بیزار ہو جاوینگے ماقدروا اللہ حق قدرہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ لوگ ایسی عاجز بے چیزون کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں تو اللہ کی قدرت کے پہچاننے سے ایسے لوگ بالکل بے بہرہ ہین ان اللہ قوی عزیز اس کا مطلب یہ ہے کہ جو مشرک اللہ کے علم غیب مین گمراہ اور دوزخی ٹھہر چکے ہین

وہ ایسی ہی بدحواسی کی باتین کرتے ہین کہ اللہ جیسے زبردست معبود کو چھوڑ کر خیالی چیزون کی پوجا کو اچھا جانتے ہیں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس کے ایک ٹکڑے : حاصل یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے علم غیب مین دوزخی قرار پاچکے ہیں انکو برے کام آسان اور اچھے معلوم ہوتے ہیں حدیث کے اس ٹکڑے سے آیتونکا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ مین کے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین دوزخی ٹھہر چکے اگرچہ قرآن کی کھلی کھلی مثالون سے انکو بت پرستی کی برائی سمجھائی گئی لیکن مرتے دم وہ لوگ بت پرستی کو ہی اچھا جانتے رہے۔

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ

اللہ چھانٹ لیتا ہے فرشتون مین پیغام پہنچانے والے اور آدمیون مین اللہ سنتا ہے دیکھتا جانتا ہے جو آگے

اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

آگے اور جو اُنکے پیچھے اور اللہ تک پہنچے ہے ہر کام کی۔

سورہ الزخرف مین آویگا کہ اکثر مشرکین مکہ جب یہ سمجھ گئے کہ جس طریقہ پر وہ لوگ ہین ملت ابراہیمی سے وہ طریقہ بالکل برخلاف ہے تو ان لوگون نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ ہم لوگ مالدار اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تنگدست ہین اسواسطے مکہ کے ولید بن مغیرہ یا طائف کے عمرو بن مسعود جیسے مالدار شخص کو ہم اپنا رسول بناتا اور اُس سے ملت ابراہیمی کو سیکھنا چاہتے ہیں مشرکین مکہ کی اس بات کا جواب اللہ تعالیٰ نے سورہ الزخرف مین تفصیل سے دیا ہے اور یہان مختصر طور پر اتنا ہی جواب دیا ہے کہ جسطرح یہ لوگ اللہ کی قدرت کے پہچاننے سے بے بہرہ ہیں اسی طرح اللہ کی حکمت کا علم ان لوگو نکو نہین ہے اللہ تعالیٰ نے جسکو چاہا اپنی حکمت کے موافق فرشتون اور بنی آدم مین سے رسول بنایا ان لوگون کو اللہ تعالیٰ کی حکمت کا نہ کچھ بہید معلوم ہے نہ انکو اللہ تعالیٰ کی حکمت مین دخل دینے کا کچھ حق حاصل ہو صحیح مسلم مین جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مری ہوئی بکری کو پڑا ہوا دیکھکر فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنیا کے مال متاع کی قدر اس بکری سے بھی کم ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ فقط مالداری کے سبب سے ولید بن مغیرہ اور عمرو ابن مسعود کو مشرکین مکہ قابل نبوت جو خیال کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشرکین مکہ کا یہ خیال غلط تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنیا کی مالداری کچھ قابل قدر چیز نہین ہے ان اللہ سمیع بصیر اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے رسول کو تنگدست خیال کرکے یہ مشرک لوگ اللہ کے رسول کی شان مین جو باتین بناتے ہیں وہ اللہ سب سنتا ہے اور اللہ کے رسول اون باتونپر صبر جو کرتے ہین اُسکو بھی اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے آگے فرمایا سب چیزین اللہ کی پیدا کی ہوئی ہین اس لئے کسی کا حاضر و غائب کوئی حال اللہ کے علم سے باہر نہین ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اے ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور بندگی کرو اپنے رب کی اور بھلائی کرو شاید تم بھلا پاؤ

صحیح مسلم مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسوقت کوئی آدمی سجدہ کی کوئی آیت پڑھتا ہے تو شیطان بھاگ جاتا ہے اور روکر یہ کہتا ہے کہ افسوس انسان کو سجدہ کا حکم ہوا اور اُسنے اوس حکم کی تعمیل کی اس سبب سے وہ جنت کا مستحق ٹھہرا اور

منزل ۴

مجھکو سجدہ کا حکم ہوا مین نے اوس حکم کی نافرمانی کی اِس سبب سے مین دوزخ کے قابل ٹہرا اگرچہ بعضے علمار نے اِس سورت مین دو سجدے ہونے کے باب مین اختلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ اِس سورت مین ایک ہی سجدہ ہے لیکن مسند امام احمد بن حنبل اور ترمذی اور ابو داؤد وغیرہ کی روایتون مین خود صاحب ہی صلی اللہ علیہ وسلم سے اِس سورت مین دو سجدے ہونے کی صراحت آچکی ہے لیکن اِس باب مین عبداللہ بن عمرو بن العاص اور عقبہ بن عامر کی روایتون کے سوا اور کوئی روایت نہیں ہے اور ان دونون روایتون کی سند کو علمار نے ضعیف قرار دیا ہے اچھے کامون مین لگے رہنا اور بُرے کامون سے بچنا بہلائی مین یہ سب داخل ہے۔

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ

اور محنت کرو اللہ کے واسطے جو چاہیئے اُسکی محنت اُسنے تم کو اپنا کیا اور نہین رکھی تمپر دین مین

حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ

کچھ مشکل دین تمہارے باپ ابراہیم کا اُسنے نام رکھا تمہارا مسلمان حکم بردار پہلے سے اور اِس قرآن مین

الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ ۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا

تا رسول ہو بتانے والا تمپر اور تم ہو بتانے والے لوگون پر سو کہڑی رکھو نماز اور دیتے رہو

الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝

زکوٰۃ اور گہہ پکڑو اللہ کو وہ تمہارا صاحب ہے سو خوب صاحب ہے اور خوب مددگار

ع ۱۰ منزل ۴

جہاد کے معنے محنت مشقت کے ہین خواہ وہ محنت مشقت دین کی لڑائی مین ہو یا دین کے اور کامون مین ہو صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو سعید خدری کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے حسین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ضعف اسلام کے سبب سے جہان مسلمانون کو لڑائی سے دین کی لڑائی کے لڑنے اور خلاف شریعت بات کے مٹانے کی قوت نہو تو زبانی نصیحت سے خلاف شریعت بات کو مٹانے کی کوشش کیجاوے اگر یہ قوت بھی نہ ہو تو ایسا مذار شخص کیلئے یہ ضعیف درجہ ایمان کا ہے کہ اُس خلاف شریعت بات کو دلسے بُرا جانے اِس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ اِس ضعف اسلام کے زمانہ مین زبانی وعظ نصیحت کی محنت و مشقت کا بار اُٹھانا یہی بڑا جہاد ہے حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ امت محمدیہ کے دیندار لوگو اللہ تعالیٰ نے اِس آخری آسان شریعت پر عمل کرنیکے لئے تمکو پسند کیا ہے اِسلئے اِس شریعت کی پابندی خوب محنت و مشقت سے کرو پچھلی شریعتون مین بعضی باتین سخت تھین مثلاً پچیس روپے سینکڑا زکوٰۃ یا نماز کیلئے خاص جگہ کا مقرر ہونا۔ اِس شریعت مین زکوٰۃ فقط ڈہائی روپے سینکڑا ہے اور جہان پاک زمین ملی وہان نماز ہو جاتی ہے اِسی واسطے فرمایا اِس دین مین کسی طرح کی تنگی نہین ہے شریعت ابراہیمی اور شریعت محمدی کے اکثر مسئلے ملتے جلتے ہین اِس لئے فرمایا یہ شریعت ملت ابراہیمی کی مانند ہے ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنانیکے وقت الہام الٰہی کے موافق اپنی اولاد مین ایک رسول اور فرمانبردار امت کے پیدا ہونیکی جو دعا کی تھی اُسکا ذکر سورہ بقر مین گزر چکا ہے اُسیکو فرمایا کہ قرآن کے نازل ہونے سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی دعا مین امت محمدیہ کا نام امت مسلمہ قرار دیا اور پھر قرآن مین بھی ان لوگونکا یہی نام جگہ جگہ لیا گیا ہے مسند امام

احمد صحیح بخاری ترمذی وغیرہ کی۔ روایتونکے حوالہ سے سورہ بقر میں گزر چکا ہے کہ سوائے اُمت محمدیہ کے اور نبیون کی اُمتین اپنے نبیون کو قیامت کے دن اللہ تعالی کے روبرو جھٹلاوین گے اور یہ کہین گی کہ یا اللہ ہم کو کسی نبی نے تیرا کوئی حکم نہین پونہچایا اس پر اُمت محمد کے نیک لوگ یہ کہوین گے کہ یا اللہ تو نے ہمارے نبی آخر الزمان پر جو قرآن اوتارا تھا اُسمین پہلے نبیون اور پہلی امتون کا سب ذکر ہے اسواسطے ہم گواہی دیتے ہین کہ سب نبیون نے اپنی اپنی امتونکو تیرا حکم پونہچادیا اسکے بعد خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے حوالہ سے اپنی اُمت کی گواہی کی تائید فرماوین گے اگرچہ اللہ تعالی عالم الغیب ہے اُسکے علم سے کوئی بات باہر نہین ہے لیکن اللہ کے رسولون کو جھٹلانے والے لوگون کو اس گواہی سے قیامت کے دن قائل کیا جاویگا جس گواہی کا ذکر اس آیۃ مین اور اُسکی تفسیر ان روایتون مین ہے اس تقریر کا حاصل یہ ہے کہ اے امت محمدیہ کے دیندار لوگو تم کو خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت اور قرآن کے پیروا سواسطے بنایا گیا ہے کہ قیامت کے دن تمکو ایک خاص گواہی کے ادا کرنیکی عزت تمام اہل محشر کے روبرو دی جاویگی آخر کو فرمایا اس عزت کے حاصل کرنیکا طریقہ یہی ہے کہ تم نماز و زکوۃ اور آیندہ جو احکام نازل ہون اون کے پورے پابند رہو اور اسی دین کی پابندی پر خاتمہ بخیر ہونے کا اللہ پر بھروسہ رکھو کیونکہ ہر حال مین انسان کا اللہ ہی حامی و مددگار ہے اُسکی مدد کے بغیر نہ انسان سے کوئی نیک کام ہو سکتا ہے نہ مرتے دم تک کسی نیک حالت پر انسان قائم رہ سکتا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایۃ اس تفسیر مین ذکر کی گئی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ کے رسول کی جان پہچان کے کچھ لوگون کو فرشتے حوض کوثر سے گھسیٹ کر دوزخ مین لیجانے لگینگے یہ حالت دیکھ کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہوین گے یہ لوگ تو میرے صحابا مین سے ہین وہ فرشتے جواب دیوین گے آپکے بعد مرتے دم تک یہ لوگ نیک حالت پر نہین رہے اس نبوت کے دور ہو جانے کے زمانہ مین مرتے دم تک نیک حالت پر قائم رہنے کی دعا جس قدر ہر مسلمان کو ضروری ہے اُس کا حال اس حدیث سے اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہے۔ منزل ۴

سورۃ المؤمنون مکیۃ وھی مائۃ وثمان عشرۃ اٰیۃ وست رکوعات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ

کامیاب نکال گئے ایمان والے جو اپنے نماز میں نرمے ہیں اور جو نکمی بات پر دھیان نہیں کرتے

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ

اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور جو شہوت کی جگہ تھامتے ہیں مگر اپنی عورتوں پر

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۙ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۙ

یا اپنے ہاتھ کے مال پر سو اوپر نہیں اولہنا پھر جو کوئی ڈھونڈے اسکے سوائے سو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ وقف لازم

اور جو اپنی امانتوں سے اور اپنے قرار سے خبردار ہیں اور جو اپنی نمازوں سے خبردار ہیں وہی ہیں

هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۙ مثل

میراث لینے والے جو میراث پاویں گے باغ ٹھنڈ چھاؤں کے وہ اسی میں رہ پڑے۔

مسند امام احمد بن حنبل ترمذی نسائی اور مستدرک حاکم میں حضرت عمر سے صحیح روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اس سورت کے شروع کی یہ دس آیتیں جب نازل ہوئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی جس دعا کا حاصل یہ ہے کہ یا اللہ اپنی نعمت کو روز بروز ہم پر بڑھا اور اپنی نعمت سے ہمکو محروم نہ رکھ اور اپنی رضامندی کے کام ہم سے لے اور پھر آپ نے ان آیتوں کو پڑھکر فرمایا جو کوئی ان دس آیتوں کے موافق عمل کریگا بلاشک جنت میں داخل ہوگا حضرت عبداللہ بن عباس اور صحابہ نے ان آیتوں کی تفسیر کی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ آدمی کا ایمان مضبوط ہونا چاہیئے اور نماز پڑھتے وقت ادھر ادھر نظر نہ ڈالنی چاہیئے بلکہ سجدہ کی جگہ پر نظر جمی رکھنی چاہیئے صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھنے میں ادھر ادھر دیکھتا ہے اسکی نماز میں شیطان کا سا جھاڑ بتایا ہے معتبر سند سے ترمذی اور نسائی میں حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز پڑھنے والا شخص جب تک ادھر ادھر نظر نہیں ڈالتا تو اللہ تعالیٰ اوس شخص کی طرف متوجہ رہتا ہے نماز کے ذکر کے بعد یہ ذکر ہے کہ گناہوں سے آدمی کو بچنا چاہیئے زکوٰۃ کے ادا کرنے میں چستی چاہیئے سوا اپنی بی بی اور لونڈی کے کسی غیر عورت پر نگاہ نہیں ڈالنی چاہیئے امانت اور عہد کا پاس رکھنا چاہیئے روزہ اور حج ہجرت کے بعد کے فرض ہیں اس لئے اس کی سورت میں ان دونوں فرضوں کا ذکر نہیں ہے غرض یہ خصلتیں جس شخص میں ہوں اسکو فرمایا کہ وہ جنتی ہے قرآن شریف میں جگہ جگہ ایسے لوگوں کو جنت کا وارث جو فرمایا ہے اسکی تفسیر ابن ماجہ میں ابوہریرہؓ

کی صحیح روایۃ سے یون ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے لئے جنت اور دوزخ دونون جگہ مکان بنائے ہین شرک اور گناہ گاری کے سبب سے جو لوگ جنت سے محروم رہکر ہمیشہ دوزخ مین رہنے کی سزا پاوین گے اُنکے نام کے جنت مین جو مکان لاوارث خالی پڑے رہجاوین گے اون مکانون کے وارث بھی اچھے لوگ ٹھہرین گے اس لئے اچھے لوگون کو جنت کا وارث ٹھہرایا صحیح مسند سے مسند امام احمد مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قبر مین منکر نکیر کے سوال کے بعد اچھے لوگون کو دوزخ دکھا کر یہ کہا جاتا ہے کہ اس بُرے ٹھکانے سے اللہ تعالیٰ نے تم کو محفوظ رکھا اور بُرے لوگون کو جنت دکھا کر یہ کہا جاتا ہے کہ ایسے اچھے اور عمدہ ٹھکانے سے تم محروم رہے اس حدیث سے بھی ہر ایک شخص کیلئے جنت اور دوزخ دونون جگہ مین ٹھکانے کا ہونا ثابت ہوتا ہے بعضے مفسرون نے یہ شبہ پیدا کیا ہے کہ ان آیتون مین نماز کا ذکر دو دفعہ آیا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ ایک جگہ نماز کے ارکان کو پورے طور پر ادا کرنے کا ذکر ہے اور دوسری جگہ نماز کو وقت پر پڑھنے کا ذکر ہے ایک بات کا ذکر دو دفعہ نہین ہے مستدرک حاکم مسند سعید بن منصور تفسیر ابن ابی حاتم اور تفسیر ابن مردویہ مین ابوہریرہ سے صحیح روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ پہلے آنحضرت اور صحابہ نماز پڑھنے کے وقت کبھی آسمان کی طرف اور کبھی ادھر ادھر دیکھا کرتے تھے جسپر یہ آیتین اوترین تو نیچے نگاہ رکھنے لگے نوے کے معنے نیچے کے ہین ترجمہ مین خاشعون کا ترجمہ نوے ہین جو کیا ہے اوس کا یہی مطلب ہے کہ نماز پڑھتے وقت اون کی نگاہ نیچی رہتی ہے وہ ادھر ادھر نظر نہین ڈالتے صحیح بخاری و مسلم مین عبداللہ بن عمر بن العاص سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے امانت مین خیانت کرنے اور عہد پر قائم نہ رہنے کو منافق کی نشانی فرمایا ہے اس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ ان پکے ایماندار لوگون مین منافقون کی سی عادتین نہین ہین صحیح مسلم مین ابوسعید خدری اور ابوہریرہ سے روایتین ہین جن کا حاصل یہ ہے کہ اہل جنت کے جنت مین داخل ہونے کے بعد فرشتے اونکو حکم سناوین گے کہ اب تم ہمیشہ اس اسی عیش و آرام مین رہوگے نہ کبھی بیمار پڑوگے نہ موت کا صدمہ ہوگا یہ حدیث ہم فیہا خالدون کی گویا تفسیر ہے جو علما اس بات کے قائل ہیں کہ زکوٰۃ کا حکم مکہ مین نازل ہوا ہے اور اوس کے وصول کا انتظام مدینہ مین مدینہ مین آنے کے بعد کیا گیا ان کی آیتون مین زکوٰۃ کا جو ذکر آیا ہے اوس سے اون علما کے قول کی بھی تائید ہوتی ہے۔

نزل ۱۲

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا

اور بنایا ہے آدمی چن لی مٹی سے پھر رکھا اُسکو بوند کر کر ایک جمی ٹھہراؤ مین پھر بنائی

النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ

اُس بوٹی سے پھکے بوٹی پھر بنائین اُس ہڈی سے ڈہیان پھر پہنایا اُس ڈہانچہ پر گوشت پھر

أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُم بَعْدَ ذَٰلِكَ لَمَيِّتُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ

اُٹھا کھڑا کیا اُسکو ایک نئی صورت مین سو بڑی برکت اللہ کی جو سب سے بہتر بنانے والا پھر تم اُسکے پیچھے مروگے پھر تم

يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِينَ ۝

قیامت کے دن کھڑے کئے جاوگے اور ہمنے بنائی ہین تمہارے اوپر سات راہین اور ہم نہین ہین خلق سے بے خبر

ابوداؤد ترمذی کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی روایت جس روایت کو ابن حبان نے صحیح بتلایا ہے اوپر گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی مٹی ساری زمین سے ہر طرح کی اچھی بری سخت نرم سب لی تھی اسی تاثیر سے مختلف مزاج مختلف عادت کے انسان اولاد آدم میں پیدا ہوئے اور قیامت تک پیدا ہونگے غرض ابو یکینے میں اگرچہ آدمی کی پیدائش نطفہ سے ہے لیکن اوس کی پیدائش میں مٹی کا اثر بھی ہے جو حضرت آدم سے لیکر قیامت تک سلسلہ بہ سلسلہ چلا آتا ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں انسان کی پیدائش کی اصل مٹی اور مٹی دونوں چیزیں فرمائی ہیں ترمذی نسائی مسند بزار صحیح ابن حبان میں جو حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے اسکا حاصل یہ ہو کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی مٹی لیکر اوس کا خمیر کیا پھر تپلا بناکر چھوڑ دیا یہاں تک کہ اوس تپلے کی مٹی خوب سوکھ کر کھن کھن بولنے لگی جب اسمیں روح پھونکی پہلے پہل روح حضرت آدم کی آنکھوں اور ناک کے نتھنوں میں آئی جس سے حضرت آدم کو چھینک آئی اور انھوں نے الحمد اللہ کہا اور خود اللہ تعالیٰ نے یرحمک اللہ فرمایا روح پھونکنے سے پہلے اس تپلے کو شیطان نے دیکھکر کہا کرتا تھا کہ یہ تپلا کسی بڑے کام کے لئے بنایا گیا ہے ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے صحیح مسلم میں حضرت انس رضہ سے روایت ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ تپلے کو اندر سے خالی دیکھکر شیطان یہ بھی کہا کرتا تھا کہ اگر اس تپلے میں جان پڑی تو اسکے پیٹ میں بات نہ ٹھہرنگی صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی جو روایت ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ عورتوں کو خوش اخلاقی سے رکھنا چاہیے عورتوں کے مزاج میں ایک طرح کی کجی اس سبب سے ہے کہ عورت کی پیدائش پسلی سے ہے اور پسلی کی ہڈی ٹیڑھی ہوتی ہے سیرۃ ابن اسحاق کی روایت اور روایتوں میں اس حدیث کی صراحت یوں آئی ہے کہ حضرت آدم کے جنت میں داخل ہونے سے پہلے حضرت آدم کی بائیں پسلی سے حضرت حوا کی پیدائش ہوئی اب حضرت آدم اور حضرت حوا کی پیدائش کے بعد اللہ تعالیٰ نے دنیا عالم اسباب میں انسان کی پیدائش کا یہ سبب ٹھہرا دیا ہے کہ عورت اور مرد میں مباشرت ہو کر دونوں کے نطفے سے انسان کی نسل بڑھی صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت کا حاصل یہ ہے کہ نطفہ چالیس روز تک عورت کے رحم میں رہکر جما ہوا خون ہو جاتا ہے پھر اوس خون کا گوشت بن جاتا ہے اور ہڈیاں اسی گوشت سے بنکر اون ہڈیوں پر گوشت کا غلاف چڑھا دیا جاتا ہے اور تپلا تیار ہو جاتا ہے غرض چار ساڑھے چار مہینے میں یہ سب کچھ ہو کر تپلے میں اللہ کے حکم سے جان پڑ جاتی ہے اور رحم پر جو فرشتہ تعینات ہے اسکو اس تپلے کی عمر رزق نیک و بد لکھنے کا اللہ کا حکم جسطرح ہوتا ہے وہ فرشتہ اسکے موافق لکھ لیتا ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس عادتی سبب نطفہ سے جو انسان پیدا ہوتے ہیں انکا اور حضرت آدم اور حوا نبیرا اس سبب عادتی کے پیدا ہوئے تھے اون دونوں کا ذکر فرمایا ہے تاکہ حشر میں کسی کو شک نہ رہے اور سمجھنے والا سمجھ لیوے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کسی طرح کی پیدائش باہر نہیں ہے اس آیت اور صحیح حدیثوں سے جب یہ معلوم ہو گیا کہ انسان کی پیدائش نطفہ سے ہے تو اسکے مخالف اہل تشریح نے محض عقل سے یہ جو کہا ہے کہ مرد کے نطفہ کو بچہ کی پیدائش میں کچھ زیادہ دخل نہیں ہے بچہ حیض کے خون سے بنتا ہے اور پیدا ہوتا ہے مرد کا نطفہ ایک ضامن ہے جو عورت کی منی کو جما دیتا ہے وہ ایک غلط قول ہے کیونکہ ایسی غیب کی باتیں محض عقل و قیاس سے صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکتی ہیں صحیح وہی ہے جو خود خالق انسان نے اور خالق کے رسول صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت عمرؓ سے جو روایت ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ جب یہ انسان کی

پیدائش کی آیۃ نازل ہوئی تو حضرت عمر کی زبان سے نکلا فتبارک اللہ احسن الخالقین یہ ٹکڑا آخر آیۃ کا اللہ تعالیٰ نے پھر حضرت عمر کے اس قول کے موافق نازل فرمایا ثم انشانٰہ خلقًا آخر کی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق یہ ہو کہ پتلے کے تیار ہو جانے کے بعد پھر اس پتلے میں روح پھونکی گئی حافظ ابو جعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر میں اسی تفسیر کو صحیح ٹھہرایا ہے آگے فرمایا اس طرح کی پیدائش کے بعد جتنی اوسکی عمر ہوتی ہے اوس عمر کے ختم ہونے تک ہر شخص جیتا ہے پھر مر جاتا ہے پھر فرمایا انسان کا اس طرح پیدا کرنا اور اوس کی عمر کی ایک مدت کا ٹھہرانا کھیل تماشہ کے طور پر نہیں ہے کہ ہر شخص مر کر جب خاک ہو جاوے تو پھر اوس کی خبر نہ لی جاوے کہ عمر بھر اوس نے اپنی پیدائش کے شکریہ میں اپنے پیدا کرنے والے کی مرضی کے موافق کچھ کام کئے یا نہیں اس لئے دنیا کی عمر ختم ہو جانے اور اس کے اٹھ جانیکے بعد دنیا بھر کے لوگوں کو ایک ہی دفعہ دوبارہ پیدا کیا جاکر نیکی و بدی کی جزا و سزا کا فیصلہ کیا جاویگا آگے آسمانوں کی پیدائش کا ذکر فرما کر یہ جتلایا کہ جسطرح اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اس حال سے بے خبر نہیں ہے کہ وہ گر کر زمین اور اہل زمین کو برباد نہ کر دیں اسی طرح ہر شخص کے نیک و بد کا مون سے بھی وہ غافل نہیں ہے آسکو سب کے عملوں کی خبر ہے جس کا نتیجہ وقت مقررہ پر سب کو معلوم ہو جاویگا طرائق کے معنے راستہ کے ہیں طرائق اوسی کی جمع ہے کئی منزل کی عمارت کو اہل عرب طرائق اس لئے کہتے ہیں کہ اوپر کی منزل کا راستہ نیچے کی منزل میں سے ہو کر آتا ہے ساتوں آسمانوں کی بناوٹ بھی کئی منزل کی عمارت کی طرح ہے کیونکہ پہلا آسمان جسطرح سے دنیا کی چھت ہے اسی طرح ہر ایک آسمان دوسرے آسمان کی چھت ہے اور ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کے راستہ کا فاصلہ ہے اسی واسطے سات آسمانوں کو سات راہیں فرمایا مسند امام احمد ترمذی وغیرہ میں چند صحابہ سے روایتیں ہیں جن میں ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کے راستہ کا ذکر ہے

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِى الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ۝ فَاَنْشَاْنَا

اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی ناپ کر پھر اسکو ٹھہرا دیا زمین میں اور ہم اسکو لیجا دین تو سکتے ہیں پھر اگا دے

لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ لَّكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَشَجَرَةً

تم کو اس سے باغ کھجور اور انگور کے تمکو انمیں میوے ہیں بہت اور انہیں میں سے کھاتے ہو اور وہ درخت

تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ۝ وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ

جو نکلتا ہے سینا پہاڑ سے اگتا ہے تیل اور روٹی ڈبونا کھانے والوں کو اور تم کو چوپایوں میں دھیان کرنا ہے پلاتے ہیں

مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝

ہم تمکو انکے پیٹ کی چیز سے اور تمکو ان میں بہت فائدے ہیں اور بعضوں کو کھاتے ہو اور اوپر اور کشتی پر لادے پھرتے ہو

صحیح بخاری و مسلم کے حوالے ہو ہریرہ کی یہ روایت کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دوسرے صور سے پہلے ایک مینہ برسے گا جسکی تاثیر سے سب مرے ہوئے لوگوں کی مٹی سے انکے جسم اسی طرح تیار ہو جاوین گے جسطرح اب مینہ برس کر بیج سے کھیتی تیار ہو جاتی ہے اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ حشر کے دن ریڑھ کی ہڈی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا جسم کے تیار ہو جانے میں ایسا ہی کام دیویگا جیسے اب اناج کا بیج کھیتی کی تیاری میں کام دیتا ہے اس حدیث کا جہاں ذکر آیا ہے وہاں اس تفسیر میں یہ بھی گزر چکا ہے کہ قرآن شریف میں جگہ جگہ حشر کے ذکر کے ساتھ مینہ کا

ذکر جو آیا ہے اُس سے یہی مطلب ہے کہ ان منکرین حشر کے نزدیک حشر بڑی چیز ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو ہر سال کی کھیتی اور حشر برابر ہے حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کو نیک و بد کی جزا و سزا کی حکمت سے پیدا کیا ہے کھیل تماشے کے طور پر نہیں پیدا کیا اسی طرح مینہ بھی حکمت سے ضرورت کے موافق برستا ہے نہ ایسا بہت برستا ہے جس سے کھیتوں اور عمارتوں کو نقصان پہنچے جاوے نہ ایسا تھوڑا کہ کھیتوں اور باغوں کو کافی نہ ہو زمین میں پانی کے ٹھہرنے کا یہ مطلب ہے کہ زمین کے اندر پانی ٹھہر کر اناج کے بیج اور میوے کی گٹھلی کو تری پونہچاتا ہے اور تالابوں وغیرہ میں جو پانی ٹھہر جاتا ہے وہ آدمیوں اور جانوروں کے پینے میں آتا ہے پھر فرمایا یہ بات بھی اللہ کی قدرت سے کچھ دور نہیں ہے کہ زمین کے اندر اور تالابوں کے اندر کا پانی سوکھا دیوے جس سے کھیتی اور جانوروں کو نقصان پونہچ جاوے مدینہ کے اطراف میں کھجور کے اور طائف میں انگور کی پیداوار بہت ہے اس لئے خاص طور پر ان دونوں چیزوں کا نام لیا عرب لوگ کھجوروں اور انگوروں کی تجارت بھی کرتے اور کھاتے بھی تھے اسواسطے کھانے کا نام جدا لیا یہ سینا پہاڑ شام کے ملک کا وہی پہاڑ ہے جہاں موسیٰ علیہ السلام کو نبوت اور توراۃ ملی ہے اس جنگل میں زیتون کے درخت بہت ہوتے ہیں اسواسطے اس پہاڑ کے پتہ سے زیتون کے درخت کا ذکر فرمایا اس درخت کا پھل روٹی کیساتھ کھایا بھی جاتا اور اوس کا تیل بھی نکلتا ہے آگے چوپایوں کے دودھ کے پینے اُن کے گوشت کے کھانے اوپر سواری کے کرنے کی نعمتوں کا ذکر فرما کر یہ بھی فرمایا کہ جسطرح خشکی میں لوگ چوپایوں پر سواری کرتے ہیں دریا میں وہی حال کشتی کا ہے۔

منزل ۱

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا

اور ہنے بھیجا نوح کو اُسکی قوم پاس تو اُنے کہا اے قوم بندگی کرو اللہ کی تمہارا کوئی حاکم نہیں اُسکے سوا کیا تم کو

تَتَّقُوْنَ ۝ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ

ڈر نہیں تب بولے سردار جو منکر تھے اُسکی قوم کے یہ کیا ہے ایک آدمی ہے جیسے تم چاہتا ہے کہ بڑائی

عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚۖ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْۤ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ

کرے تمپر اور اگر اللہ چاہتا تو اُتارتا فرشتے ہمنے یہ نہیں سنا اپنے اگلے باپ دادوں میں اور کچھ

اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝ فَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِ

نہیں یہ ایک مرد ہے کہ اُسکو سودا ہے سو راہ دیکھو اسکی ایک وقت تک بولا اے رب تو مدد کر میری کہ اُنھوں نے مجکو جھٹلایا پھر ہمنے حکم بھیجا اُسکو

اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ

کہ بنا کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے پھر جب پہنچے ہمارا حکم اور ابلے تنور تو تو ڈال لے اسمیں ہر چیز کا جوڑا

زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ

دو ہر اور اپنے گھر کے لوگ مگر جنکی قسمت میں آگے بڑھ چکی بات اور نہ کہہ مجھ سے ان ظالموں کے واسطے اُن کو

مُغْرَقُوْنَ ۝ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

دوبنا ہے پھر جب چڑھ بیٹھے تو اور جو تیرے ساتھ ہے کشتی پر تو کہہ شکر اللہ کا جسنے چھڑایا ہمکو گنہگار لوگون سے

وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ۝

اور کہہ اے رب اتار مجکو برکت کا اتارنا اور تو ہے بہتر اتارنیوالا اس مین نشانیان ہین اور ہم ہین جانچنے والے

انبیا کے تین طرح کے زمانے ہین ایک زمانہ حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت نوحؑ تک کا ہے اس زمانہ تک حرام حلال کا کوئی حکم نہ تھا اور نہ کوئی شریعت تھی صرف کچھ وظیفے اور آداب تھے سورہ شوری مین جو آیۃ شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا ہے اوس سے اور صحیح حدیث شفاعت کی جو صحیح بخاری و مسلم مین ابو ہریرہؓ کی روایۃ سے ہے اُس سے یہ امر ثابت ہے کہ نوحؑ کے زمانہ سے شریعت شروع ہوئی ہے یہ دوسرا زمانہ نبوت کا حضرت نوحؑ سے لیکر حضرت موسیٰؑ تک کا ہے اس زمانہ مین انبیا کو مخالف لوگون سے لڑنے کا حکم نہین تھا بلکہ مخالف لوگون کو پہلے انبیا طرح طرح سے سمجھاتے تھے جب مخالف لوگ کسی طرح نہین مانتے تھے تو عام عذاب کر سب مخالف ایک دفعہ ہی غارت اور ہلاک ہو جاتے تھے فرعون کے ہلاک ہو جانے کے بعد جب توراۃ حضرت موسی علیہ السلام پر نازل ہوئی اور توراۃ مین جہاد کا حکم آگیا تو وہ عام عذاب کا طریقہ بند ہو گیا چنانچہ سورہ قصص مین اللہ تعالی نے فرمایا ہے ولقد اٰتینا موسی الکتاب من بعد ما اہلکنا القرون الاولی جس کا مطلب یہ ہے کہ عام عذاب سے پہلے امتون کے ہلاک ہو جانے کے بعد موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ نازل ہوئی ہے تیسرا زمانہ حضرت موسی علیہ السلام سے آنحضرت تک کا ہے جسمین مخالفون سے لڑنے کا حکم ہے قرآن شریف مین جہان کہین اللہ تعالی نے اپنی قدرت کی نشانیون کا ذکر فرمایا ہے تاکہ اوس ذکر سے آنحضرت کی یہ تسکین ہو جائے کہ جس طرح قریش لوگ آنحضرت کے حق مین بدگوئی کرتے ہین اسی طرح پہلے مخالف لوگ بھی پہلے انبیا کے حق مین بدگوئی کرتے رہے ہین اور یہ تسکین بھی ہو جائے کہ اگر مخالف لوگ نہ مانینگے تو وہی انجام اونکا ہو گا کہ عام عذاب اکر یا لڑائی کا حکم نازل ہو کر ہلاک ہو جاوینگے اس سورت مین بھی وہی تسکین کا موقع ہے اسواسطے حضرت نوح سے لیکر حضرت موسی تک کے قصون کا ذکر ان آیتون مین بھی فرمایا ہے جس طرح کی نصیحت نوح علیہ السلام کی ان آیتون مین ہے سب انبیانے اپنی امت کے لوگون کو یہی نصیحت کی ہے کہ اے لوگو جس اللہ نے تم کو پیدا کیا ہے اوسی کی تعظیم تم پر واجب ہے کیونکہ وہی تمہارا معبود اور پیدا کرنیوالا ہے اوسکے عذاب سے ڈرو اور اوسی کی تعظیم مین دوسرون کو شریک نہ کرو نوح علیہ السلام کی یہ نصیحت سنکر قوم کے سردارون نے عام لوگون سے کہا ہم نے اپنے بڑون سے یہ بات نہین سنی کہ جن نیک لوگون کی مورتون کی ہم پوجا کرتے ہین اونکو چھوڑکر خالص اللہ ہی کی عبادت کی جاوے اپنے بڑون کے جس طریقہ پر ہم ہین اگر اللہ کے نزدیک یہ طریقہ برا ہوتا تو اللہ کسی فرشتہ کو بھیجکر اس طریقہ کی برائی ہمین جتلا دیتا نوحؑ تو ہم جیسے آدمی ہین ان مین کیا خصوصیت ہے جو یہ اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہتے ہین ہمین تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام قوم پر اپنی سرداری جمانے کے لئے نوح اپنے آپ کو اللہ کا نائب بتلاتے ہین اس سرداری کی دھن مین ان کو سودا ہو گیا ہے اوسی دیوانگی کی حالت مین یہ ایسی نئی باتین کرتے ہین کچھ دنون انتظار کرنا چاہیئے شاید انکا یہ دیوانہ پن جاتا رہے

جب سات سو برس کی نصیحت کے اثر سے فقط اسّی آدمی راہ راست پر آئے اور باقی تمام قوم کے لوگ اسی سرکشی کی حالت پر رہے اور نوح علیہ السلام کے عذاب کے وعدہ کو جھوٹا جانکر اپنے موںھ سے عذاب کے نازل ہونے کی خواہش کرنے لگے تو نوح علیہ السلام نے مدد غیبی کی اللہ سے دعا کی اور اللہ تعالی نے اونکو کشتی کے بنانے کا حکم دیا اور فرمادیا کہ تمہارے گھر کے تنور مین سے بجائے آگ کے جب پانی ابلنے لگے تو ہر ایک جانور کے ایک جوڑے کو اور اپنے گھر والونکو ساتھ لیکر اس کشتی مین بیٹھ جاؤ اور اپنی بی بی اور اپنے بیٹے کنعان کے حق مین سفارش کی بات زبان پر نہ لاؤ کیونکہ اون کا شمار نافرمانون مین ہے اس لئے قوم کے نافرمان لوگون کے ساتھ یہ دونون ڈوب جاوینگے پھر فرمایا اسے نوح جب تم اپنے ساتھ والون کو لیکر کشتی مین بیٹھ جاؤ تو اللہ کا شکریہ ادا کرو کہ اُسنے تم کو اور تمہارے ساتھ والون کو نافرمان قوم کے ظلم سے چھڑا دیا صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذر کی روایت سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالی نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرایا ہے قوم نوح کو ظالم جو فرمایا اُس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ان لوگون کو ظلم سے نہین ہلاک کیا کیونکہ ظلم اُس نے اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرایا ہے بلکہ ان لوگون نے اپنی جان پر ظلم کرکے کام ہی ایسے کئے جنکی سزا مین پکڑے گئے اس شکریہ کے ساتھ یہ دعا بھی مانگو کہ جب تم کشتی سے اُترو تو اللہ تعالی تم کو خیر و برکت سے اوتارے نوح علیہ السلام کی اس دعا کا نتیجہ سورہ ہود مین گزر چکا ہے کہ طوفان کے بعد نوح علیہ السلام کی اولاد مین وہ خیر و برکت ہوئی کہ پہاڑون سے ہی تمام دنیا آباد ہوئی آخر کو خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اے رسول اللہ کے نوح علیہ السلام کے اس قصہ کے سننے کے بعد قریش کو یہ عبرت پکڑنی چاہیے کہ اللہ کے کلام اور اُس کے رسول کو جھٹلانے والون کا یہ انجام ہوتا ہے جو انجام قوم نوح کا ہوا اور یہ بھی فرمایا کہ یہ پچھلے قصے سناکر اللہ تعالی اہل مکہ اس بات مین جانچتا ہے کہ یہ لوگ پچھلی قومون کا حال سنکر کہان تک عبرت پکڑتے ہیں یہ یاد رہے کہ پچھلی قومون کا حال سنکر اہل مکہ کو اگر کچھ عبرت نہ ہوئی تو کچھ عرصہ کی مہلت کے بعد ایسی آفت اس قوم کے سرکشون پر بھی آویگی جس طرح کی آفت قوم نوح پر لے اللہ کا وعدہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے اہل مکہ کے حق مین بدر کی لڑائی کے وقت اس وعدہ کا جو کچھ ظہور ہوا صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایت کے حوالہ سے اُس کا قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے۔

ثُمَّ أَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ۝ فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ
پھر اوٹھائی ہمنے اُنسے پیچھے ایک سنگت اور پھر بھیجا ہمنے اُنمین ایک رسول اُن مین کا کہ بندگی کرو اللہ کی کوئی نہین تمہارا
إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ وَقَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ
حاکم اُسکے سوائے پھر کیا تم کو ڈر نہین اور بولے سردار اُسکی قوم کے جو منکر تھے اور جھٹلاتے تھے آخرت کی ملاقات کو اور آرام دیا تھا
فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۖ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ۝
ہمنے اُنکو دنیا کے جیتے اور کچھ نہین یہ ایک آدمی ہے جیسے تم کھاتا ہے جس قسم سے تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جس قسم سے تم پیتے ہو
وَلَئِنْ أَطَعْتُم بَشَرًا مِّثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ ۝ أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنتُمْ تُرَابًا وَ
اور کبھی تم چلے کہ پر ایک آدمی کے اپنے برابر کے تو تم بیشک خراب ہوئے کیا تمکو وعدہ دیتا ہے کہ جب مرگئے اور ہو گئے مٹی اور

عِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ۝ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ

ہڈیان کہ تمکو نکالنا ہے کہان ہو سکتا ہے کہان ہو سکتا ہے جو تمکو وعدہ ملتا ہی اور کچھ نہین یہی جینا ہی ہمارا دنیا کا مرتے ہین

وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِۨافْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور جیتے ہین اور ہمکو پھر اوٹھنا نہین اور کچھ نہین یہ ایک مرد ہے باندہ لایا اللہ پر جھوٹ اور ہمکو ہم نہین ماننے والے

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ

بولا اے رب میری مدد کر کہ اونھون نے مجکو جھٹلایا فرمایا اب تھوڑے دنون مین صبح کو رہا ہونگے پچھتاتے پھر پکڑا اونکو چنگھاڑنے

بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

تحقیق پھر کر دیا ہنے اونکو کوڑا سو دور ہو جاوین گنگار لوگ

پچھلی امتونکا ذکر اللہ تعالی نے جو قرآن شریف مین فرمایا ہے اوس سے اور صحیح حدیثون سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہمیشہ سے انبیا کے فرمانبردار اکثر غریب لوگ ہوتے رہے ہین اور مالدار لوگون کو اپنے مال متاع اور اپنی سرداری کا ایک طرح کا غرور ہو کر وہی انبیا سے جھگڑتے کرتے رہے ہین ہمیشہ سے یہ طریقہ جاری رہتے رہتے ایسا عام ہو گیا تھا کہ لوگ رسول وقت کے سچے نبی ہونے کی دلیل اس بات کو قرار دینے لگے تھے کہ اللہ کے رسول کو اور اونکے فرمانبردارون کو تنگدست نہین ہونا چاہیئے لیکن یہ ایک غلط بات مشہور ہو گئی تھی کیونکہ صحیح بخاری مین ابو سفیان والی حدیث جو ہے اوس مین ہرقل نے جہان اور نشانیان آنحضرت کی ابو سفیان سے پوچھی تھین وہان یہ بات بھی پوچھی تھی کہ اون نبی کے دین مین غریب لوگ زیادہ آتے ہین یا مالدار لوگ جب ابو سفیان نے کہا کہ اون نبی کے پیرو اکثر غریب لوگ ہین تو ہرقل نے کہا ہمیشہ سے غریب لوگ ہی انبیا کے فرمانبردار ہوتے آئے ہیں اس سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے کہ انبیا کے فرمانبردار قدیم سے غریب لوگ ہوتے آئے ہین قریش کے مالدارون کا بھی یہی جھگڑا کئی جگہ قرآن مین آیا ہے کہ غریب مسلمان لوگون کو نام دھرتے تھے اور آنحضرت سے یہ کہتے تھے کہ ہم ان گنگال لوگون کے ساتھ بیٹھنے سے شرم آتی ہے کیونکہ ان لوگون کے ساتھ بیٹھنے سے شرم آتی ہے کیونکہ ان لوگون کے ساتھ بیٹھنے مین ہماری ہتک ہے اگر ہمارے لئے علیحدہ مجلس مقرر کر دی جاوے تو ہم تمہاری نصیحت کی باتین الگ آکر سنین گے لیکن اللہ تعالے کو اپنے غریب دیندار بندے زیادہ پیارے تھے اس لئے اللہ تعالی نے آنحضرت کو اون مالدار مغرورون کی خواہش کے پورا کرنے سے منع فرمایا چنانچہ سورہ انعام مین اس کا ذکر گزر چکا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ اکثر مالدار لوگ دنیا مین آلودہ ہو جاتے ہیں اور دین سے اونکو ذرا غفلت اور بے پروائی ہو جاتی ہے اس لئے ہمیشہ سے رسولونکی فرمانبرداری کرنے مین جس طرح مالدار لوگ رسولون کے وقت مین جھگڑے کرتے رہے ہی طرح فرمانبرداری اختیار کرنے کے بعد بھی امت کے مالدار لوگون کی طرف سے دین پر قائم رہنے کا کھٹکا رسولونکو لگا رہتا تھا چنانچہ صحیح بخاری و مسلم مین ابو سعید خدری کی روایت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ خوف مجکو اس بات کا ہے کہ میرے بعد میری امت کو فراخت ہو اور اوس سے اون کے دین مین فتور پڑ جائے آپ نے معجزہ کے طور پر جو کچھ فرمایا تھا خلافت بنی امیہ اور عباسیہ کے عہد مین وہی ہوا کہ مسلمانون مین آپس کی خون ریزیان اور طرح طرح

منزل

کے فور پڑ گئے اللہ تعالیٰ جس شخص کو دنیا کی فراغت دیوے اوسے چاہیئے کہ دنیا مین ایسا نہ پھنسے جس سے دین مین فتور پڑ جاوے دنیا کے اس طرح کے پھنساوے سے بچنے کی غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو نئے نئے ڈھنگ سے حرص دنیا مین نہ پھنسنے اور تنگدستی سے نہ اکتانے کی نصیحت فرماتے رہتے تھے چنانچہ صحیح بخاری و مسلم مین سہل بن سعد سے جو روایت ہے اُسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت کے روبرو سے ایک مالدار شخص گذرا اُسکے چلے جانیکے بعد آپنے مجلس کے موجودہ لوگون سے پوچھا کہ تمہارے نزدیک دنیا مین یہ کس رتبہ کا شخص ہے لوگون نے کہا کہ یہ ایسا عزت دار مالدار شخص ہے کہ جہان یہ شادی کرنی چاہے وہان اسکی شادی ہو سکتی ہے جو سفارش کرے وہ سفارش اسکی قبول ہو سکتی ہے پھر ایک تنگدست مسلمان تھوڑی دیر کے بعد آپ کے روبرو سے گذرا آپ نے اون لوگون سے پوچھا لوگون نے کہا یہ ایک تنگدست شخص ہے نہ اسکو کسی کی بیٹی مل سکتی ہے نہ اسکی سفارش کوئی سنتا ہے آپ نے فرمایا اُس پہلے شخص سے یہ دوسرا شخص ہزار درجہ بہتر ہے اِس قصہ مین اور اِس سے اوپر کے قصہ مین قوم کے مالدار سردار لوگون کی سرکشی اور شرارت کا جو ذکر ہے اوپر کی روایتون سے اُسکا یہ سبب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ مالدار سردار لوگ اپنی مالداری اور سرداری کے غرور مین ہمیشہ سے قوم کے لوگون کو مخالفت سکھاتے رہے اسی واسطے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غریب شخص کو مالدار شخص سے ہزار درجہ بہتر فرمایا یہان پچھلے قصون کو مختصر طور پر بیان فرمایا ہے اِس لئے سورۃ الاعراف اور سورہ ہود کی طرح یہان سلسلہ وار قوم نوح کے بعد قوم عاد کا قصہ نہین ہے بلکہ قوم نوح کے بعد یہ قوم ثمود کا قصہ ہے جنکی ہلاکت چنگھاڑ کے صدمہ سے ہوئی ہے حاصل مطلب اُن آیتون کا یہ ہے کہ قوم نوح اور قوم عاد کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود کو پیدا کر کے اُنکی ہدایت کے لئے صالح علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو وہی نصیحت کی جو نصیحت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو کی تھی صالح علیہ السلام کی نصیحت سنکر قوم کے مالدار سردار منکر شریعت لوگون نے قوم کے عام لوگون سے کہا کہ صالح ہم تم جیسے آدمی ہین اور کھاتے پیتے ہین اُنکا وہی حال ہے جو ہمارا ہے اپنی قدیمی سرداری چھوڑ کر اُنکو سردار بنانا بڑے گھاٹے کی بات ہے مرنیکے بعد دوبارہ جینے اور نیک و بد کی جزا و سزا کا ڈھکوسلا جو صالح دیتے ہین یہ ایک سمجھ سے باہر بات ہے دنیا تو یونہی چل رہی ہے کہ بڈھے مرتے ہین اور اُنکی نسل کے بچے بہر بڈھے ہو جاتے ہین کون سا مرا ہوا بڈھا دوبارہ زندہ ہوا ہے جو ہم دوبارہ زندہ ہون گے یہ دوبارہ زندہ ہونے کی سمجھ سے باہر ایک بات صالح نے اپنی طرف سے گھڑی ہے اور زبردستی اسکو اللہ کا حکم ٹھہرایا ہے ہم تو صالح کی کوئی بات نہین مانتے حاصل کلام یہ ہے کہ جبل و اونٹنی کا معجزہ دیکھنے کے بعد بھی ان لوگون نے یہ سرکشی کی باتین نہین چھوڑین اور اونٹنی کو ہلاک کر ڈالا تو صالح علیہ السلام نے بددعا کی اور اُنکی دعا قبول ہو کر یہ جواب ملا کہ اب تھوڑے دنون مین ان لوگون کے بچانے کا وقت آتا ہے پھر اِس وعدہ کا ظہور یہ ہوا کہ اونٹنی کی ہلاکت کے تین روز کے بعد ایک سخت چنگھاڑ کے صدمہ سے یہ لوگ ہلاک ہو گئے غشاراوس کوڑے کو کہتے ہین جو پانی کے ریلے مین بہکر کہین کا کہین چلا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ پانی کے ریلے مین کے کوڑے کی طرح یہ لوگ بالکل بے پتہ ہو گئے آخر کو فرمایا اس طرح کے ظالم لوگ اللہ کی رحمت سے ایسے ہی دور پڑ جاتے ہیں۔ قوم ثمود کو ظالم فرمانے کا بھی وہی مطلب ہے جو قوم نوح کے قصہ مین صحیح مسلم کی ابوذر کی روایت سے اوپر بیان کیا گیا۔

منزل ۴

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝

پھر اوٹھائین ہمنے انسے پیچھے سنگتین اور نہ پہلے جاوے کوئی قوم اپنے وعدے سے نہ پیچھے رہیں

ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرًا ؕ

پھر بھیجے رہے اپنے رسول لگتے تار

قوم ثمود اور قوم فرعون کے مابین مین جو قومین گزری ہین مختصر طور پر یہ اونکا ذکر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مثلاً قوم ثمود کے بعد قوم لوط اور قوم شعیب کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور باری باری سے قوم لوط کی ہدایت کے لئے لوط علیہ السلام کو اور قوم شعیب کی ہدایت کے لئے شعیب علیہ السلام کو پیغمبر بناکر بھیجا اور راہ راست پر آنے کے لئے ہر ایک قوم کو مہلت دی اور مہلت کے زمانہ مین اگرچہ ان قومون نے طرح طرح کی سرکشی کی لیکن وقت مقررہ تک ان لوگون کو ڈھیل دی گئی کیونکہ انتظام الٰہی مین وقت مقررہ سے پہلے نہ کوئی کام ہوتا ہے نہ وقت مقررہ آجانے کے بعد کسی کام مین کچھ دیر لگتی ہے اسی واسطے مہلت کے زمانہ مین جب یہ لوگ اپنی سرکشی سے باز نہ آئے اور مہلت کا زمانہ گزرکر عذاب کا وقت مقررہ آگیا تو قوم لوط پر پتھرون کے مینہہ اور بستی کے الٹ دئے جانے کا اور قوم شعیب پر زلزلہ سخت آواز اور انگارے برسنے کا عذاب آیا قصے سورۃ الاعراف سورہ ہود مین گزر چکے ہین اور سورۃ الشعرا مین بھی آوین گی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے مغیرہ بن شعبہ کی حدیث کئی جگہ گزر چکے ہے کہ لوگون کے اعتذار کے عذر کو رفع کردینا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اس لئے اوس نے ہر ایک قوم کی ہدایت کے لئے آسمانی کتابین دیکر رسول بھیجے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نافرمان لوگون کو عذاب کے وقت مقررہ تک مہلت دیتا ہے جب مہلت کے زمانہ مین وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہین آتے تو وقت مقررہ پر کسی ایسے عذاب مین اونکو پکڑ لیتا ہے جسکو وہ کسی طرح ٹال نہین سکتے قوم لوط اور شعیب کی ہدایت کیلئے پیغمبرون کے آنے کی اور ان قومون کی مہلت اور ہلاکت کی یہ حدیثین گویا تفسیر ہین۔

كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝

جہان پہنچا کسی ہمت پاس اونکا رسول اسکو جھٹلا دیا پھر چلاتے گئے ہم ایک کے پیچھے دوسرے اور کوڈالا اونکو کہانیان سو دور ہو جاوین جو لوگ

اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی ہے پرواہے کہ اسکو کسی چیز کی پروا نہین ہے لیکن رسول وقت کی بات کو نہ ماننا اور رسول وقت کی فرمانبرداری کو سخراپن مین اوڑانا اور رسول وقت کو غصہ دلانا ایسی امر کی ایک غصہ اور غضب اور وبال کی چیز ہے کہ جو لوگ اس نافرمانی مین مبتلا ہوتے اونکی وبال کی حالت پر باوجود اس بے پروائی کے خود اللہ تعالیٰ نے حسرت اور افسوس کا استعمال فرمایا ہے چنانچہ سورہ یٰس مین ارشاد فرمایا ہے یا حسرۃ علی العباد مایاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستہزؤن جس کا حاصل یہ ہے کہ بندونکی رسولون کی جھٹلانے کی حالت قابل افسوس ہے اب ایک گروہ اون لوگون کا تھا کہ وہ رسول وقت کو رسول ہی نہین مانتے تھے اور طرح طرح کی بے ادبی رسول وقت سے کرتے تھے وہ تو صریح کافر تھے لیکن اس طرح کے مسلمانون کے گروہ سے بھی ہرگز خدا اور رسول خوش نہین ہین جو رسم کے سبب سے یا کسی کی بات کا دل کو اچھی لگنے کے سبب سے رسول وقت کے قول کو یا فعل کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے قول یا فعل کو مانے معتبر سند سے

صحیح ابن حبان اور بیہقی کی شعب الایمان مین حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک روز آنحضرت سے عرض کیا کہ یہود سے جب ملاقات ہوتی ہے تو وہ لوگ اپنے دین کی بعض روایتین ایسی بیان کرتے ہین کہ وہ روایتین دل کو نہایت بھلی لگتی ہین اگر آپ اجازت دیوین تو ان روایتون کو لکھ لیا جاوے آپ نے فرمایا کیا تم لوگ بھی یہود اور نصاریٰ کی طرح بھٹکنا چاہتے ہو مین وہ شریعت خدا کی طرف سے لایا ہون کہ اگر خود اللہ کے رسول موسیٰ آج زندہ ہوتے تو بغیر میری پیروی کے انکو اور کچھ نہ بن آتا اس حدیث کے مضمون پر ذرا غور کرنا چاہیئے کہ شریعت موسوی آخر ایک زمانہ مین حکم الٰہی سے ایک شریعت تھی جب جدید شریعت کے آجانے سے اوس قدیم شریعت کے عمل کرنے کا وقت نہ رہا تو اللہ نے اسکے موافق عمل کرنے کو بھٹکنا فرمایا اور یہ فرمایا کہ قدیم شریعت کے رسول حضرت موسیٰ بھی آج زندہ ہوتے تو اون کو بھی اس قدیم شریعت پر قائم رہنا جائز نہ ہوتا اب ذرا غور کرنے کی بات ہے کہ جب جدید شریعت کے آگے قدیم شریعت پر عمل جائز نہین ہے تو پھر شریعت کے آگے کسی رسم کی کیا حقیقت ہے۔ مسند امام احمد اور ابن ماجہ مین حضرت عمرؓ کے قصہ کی یہ روایت حضرت عبداللہ بن عباس سے بھی ہے اور اسکی سند بھی معتبر ہے حاصل مطلب آیۃ کے اس ٹکڑے کا یہ ہے کہ قوم ثمود کے بعد جن قومون کی انجانی رفع کرنے کے لئے اللہ کے رسول آئے اون قوم کے لوگون نے اون رسولون کو جھٹلایا جسکے حال مین آگے پیچھے وہ قومین طرح طرح کے عذابون سے ہلاک ہوگئین اور انکی ہلاکت کی کہانیان باقی رہ گئین۔ آخر کو فرمایا ایسے لوگون نے کسی کا کچھ نہین بگاڑا بلکہ خود ہی ایسے لوگ دنیا اور عقبیٰ مین اللہ کی رحمت سے دور ہوگئے اوپر کی آیتون کی تفسیر مین صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے مغیرہ بن شعبہ اور ابو موسیٰ اشعری کی روایتین جو گزر چکی ہین وہی روایتین اس ٹکڑے کی گویا تفسیر ہین جس کا حاصل یہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ ان قومون کی انجانی کا عذر رفع کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے اور رسولون کی نصیحت کے سمجھنے کے لئے انکو مہلت دی لیکن جب یہ لوگ مہلت کے زمانہ مین نافرمانی سے باز نہ آئے تو اللہ کی رحمت سے دور ہوگئے۔

ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ وَأَخَاهُ هَارُونَ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ

پھر بھیجا ہم نے موسیٰ اور اسکے بھائی ہارون کو اپنی نشانیان و کرامت سند کھلی فرعون اور اسکے

فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا عَالِينَ ۝ فَقَالُوا أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا

سرداروں پاس پھر بڑائی کرنے لگے اور تھے وہ لوگ چڑھے ہوئے سو بولے کیا ہم مانین گے ایک دو آدمیون کو اپنے برابر کے اور انکی قوم

لَنَا عَابِدُونَ ۝ فَكَذَّبُوهُمَا فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ

کرتے ہین ہماری بندگی پھر جھٹلایا ان دونون کو پھر ہوگئے کھپنے والون مین اور بخشے دی موسے کو کتاب شاید وہ یاد ہین

اوپر کی آیتون مین قوم شعیب کا ذکر مختصر طور پر نرماکر ان آیتون مین قوم فرعون کا ذکر فرمایا حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ قوم شعیب کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اسکی قوم کی ہدایت کے لئے موسیٰ علیہ السلام اور انکے پیغمبر بھائی ہارون علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا اللہ انکی پیغمبری کی تائید کے لئے اون کو عصا اور ید بیضا کے معجزے بھی دیئے لیکن فرعون اور اسکی قوم کو یہ غرور کی باتین سوجھین کہ موسیٰ اور ہارون اخیر بنی اسرائیل کی نسل مین سے ہین اور بنی اسرائیل کی ساری قوم ہماری تابع ہے پھر ہم ان دونون اپنے جیسے آدمیون

کو اپنا سردار اور راہبر کیونکر بنا سکتے ہیں کوئی فرشتہ اللہ کا نائب بنکر آتا تو اسکی نصیحت کو مان لینا البتہ ایک ٹھکانے کی بات تھی انسان کی پیغمبری کے منکر لوگوں کا جواب سورۃ الانعام میں گزر چکا ہے کہ فرشتوں کو اصلی صورت میں دیکھنا انسان کی طاقت سے باہر ہے اس لئے کوئی فرشتہ رسول بناکر بھیجا جاتا تو وہ بھی ضرور انسان کی صورت میں ہوتا جس سے ان لوگوں کا یہی شبہ باقی رہتا سورۃ الانعام کے جواب پر کفایت فرماکر ان آیتوں میں فرعون اور اسکی قوم کے اس اعتراض کا کچھ جواب نہیں دیا گیا کہ اللہ کا نائب کوئی فرشتہ ہونا چاہیے پھر فرمایا ان ہی غرور کی باتوں میں گرفتار ہوکر فرعون اور اسکی قوم نے موسیٰ اور ہارون کی پیغمبری کو جھٹلایا جسکے وبال سے یہ سب دریائے قلزم میں ڈوب کر ہلاک ہوگئے آگے فرمایا فرعون کے جیتے جی تو بنی اسرائیل کو کتاب آسمانی پر آزادی سے عمل کرنے کا موقع نہیں تھا اس لئے فرعون کی ہلاکت کے بعد اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ نازل فرمائی تاکہ بنی اسرائیل کو ہدایت پانے کا پورا موقع ملے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جو لوگ دنیا میں پیدا ہونے سے پہلے جنت میں جانے کے قابل ٹھہر چکے ہیں وہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کام بھی ویسے ہی کرتے ہیں اسی طرح جو دوزخ میں جانے کے قابل ٹھہر چکے ہیں وہ ویسے کام کرتے ہیں اس حدیث سے فرعون اور اسکی قوم کا انجام اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قوم فرعون میں سے جادوگر لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جنتی ٹھہر چکے تھے اس لئے وہ موسیٰ علیہ السلام کے اژدھے کے معجزہ کو معجزہ سمجھ گئے اور سوائے جادوگر دن کے باقی فرعونی لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق دوزخی قرار پاچکے تھے اس لئے وہ مرتے دم تک اسی معجزہ کو جادو کہتے رہے۔

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ○

اور بنایا ہم نے مریم کے بیٹے اور اوس کی ماں کو ایک نشانی اور اونکو ٹھکانا دیا ایک ٹیکے پر جہاں ٹھہراؤ تھا اور پانی نہر

اوپر ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے نازل فرمائی ان آیتوں میں عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کا ذکر فرماکر یہ جتلایا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد یہود نے توراۃ کی ہدایت سے فائدہ نہیں اوٹھایا کیوں کہ توریت کی جن آیتوں میں عیسیٰ علیہ السلام اور خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف تھے ان آیتوں میں انھوں نے ردوبدل کردیا جس سے شریعت عیسوی اور شریعت محمدی دو شریعتوں کے یہ لوگ منکر بن گئے حضرت مریم صدیقہ پاکدامن بی بی کو بدکاری کا الزام لگایا دمشق کے ستارہ پرست بادشاہ کے دربار میں غلط مخبری کرکے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی کے قابل ٹھہرایا چنانچہ یہ سب قصہ سورۃ النسا کی تفسیر میں گزر چکا ہے سورۃ المائدہ اور سورۃ الاعراف میں اس عہد کا ذکر بھی گزر چکا ہے جو یہود سے توراۃ پر قائم رہنے کے باب میں لیا گیا تھا توراۃ کی آیتوں کے بدل ڈالنے کے سبب سے یہود اس عہد پر قائم نہیں رہے اس لئے انکو توراۃ کا پابند بھی نہیں کہا جاسکتا حاصل مطلب یہ ہے کہ بغیر کسی مرد کے چھونے کے حضرت مریم کو حمل کا رہ جانا اور پھر اس خلاف عادت حمل سے عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایک ایسی ہی نشانی ہے جیسے اللہ نے آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے اپنی قدرت سے پیدا کیا جو لوگ اس قدرت کے منکر ہیں وہ اس کی سزا بھگتیں گے سورہ مریم میں گزر چکا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت حضرت مریم بیت المقدس سے

دور ایک اونچے ٹیلے پر چلی گئی تھین جس ٹیلے کے نیچے کھڑے ہو کر جبرئیل علیہ السلام نے مریم علیہا السلام کی تسکین کی تھی اور وہیں اللہ کے حکم سے پانی کی نہر بھی جاری ہوئی تھی آخری آیت مین اسی اونچے ٹیلے کو ٹیلہ اور نہر سے پانی کی جگہ فرمایا اگرچہ بعضے مفسرین نے ربوہ کی تفسیر اس ٹیلہ پر کے گاؤن کو بھی قرار دیا ہے جس کا ذکر شاہ صاحب نے اپنے فائدہ مین کیا ہے لیکن حافظ ابن کثیر نے اسی تفسیر کو قوی ٹھہرایا ہے جس کا ذکر اوپر گزرا اور اپنی تفسیر مین یہ لکھا ہے کہ یہی تفسیر سورہ مریم کی آیتون کے موافق ہے حافظ ابن کثیر کی یہ تفسیر حضرت عبد اللہ ابن عباس ضحاک اور قتادہ کے قول کے موافق ہے صحیح مسلم ترمذی اور نسائی مین زید بن ارقم سے روایت ہے جسکے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسے علم سے اللہ کی پناہ کی دعا کیا کرتے تھے جس علم سے دل کو خشوع نہ پہنچے اس حدیث کو آیت کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنے کے قابل اسی طرح کا علم ہے جسطرح سے توراۃ کا علم یہود مین ہے کہ اونھون نے بجائے دین کے فائدہ کے اوس علم سے اولٹا دین کا اور نقصان کمایا شریعت محمدی کا علم جن علمائے اسلام کے حق مین اسی حالت کو پہنچ گیا ہو وہ انکو اپنی حالت پر ذرا غور کرنا چاہیئے۔

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝

اے رسولو کھاؤ ستھری چیزین اور کام کرو بھلا جو کرتے ہو مین جانتا ہون

وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ

اور یہ لوگ ہیں تمہارے دین کے سب ایک دین پر اور مین ہون تمہارا رب سو مجھسے ڈرتے رہو پھر پھوٹ کر کر لیا اپنا کام آپس مین

زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ اَيَحْسَبُوْنَ

ٹکڑے ٹکڑے ہر فرقہ جو انکے پاس ہے اسپر بھروسہ رہے ہین سو چھوڑ دے انکو انکی بیہوشی مین ڈوبے ایک وقت تک کیا خیال کیے ہین

اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝

کہ یہ جو ہم انکو دئے جاتے ہیں مال اور اولاد دوڑ دوڑ ملتے ہیں انکو بھلائیان کوئی نہین اونکو بوجھ نہین

جس طرح اس سورۃ مین اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولون کو غذائے حلال کی تلاش کا حکم فرمایا ہے اسی طرح سورہ بقر مین عام پابند شرع لوگونکو یہی حکم فرمایا ہے مسند امام احمد صحیح مسلم اور ترمذی مین ابو ہریرہ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعضے لوگ رات دن گڑگڑا کر طرح طرح کی دعائین اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مین کرتے ہیں اور جب انکی دعا قبول نہین ہوتی تو انکے دل مین طرح طرح کے وسوسے پیدا ہوتے ہین لیکن جب تک وہ غذائے حلال کے پابند نہونگے انکی دعائین کچھ تاثیر پیدا نہ ہوگی حاصل کلام یہ ہے کہ غذائے حلال سے رسولون کے کلام مین تو یہ تاثیر پیدا ہوگی کہ وہ ہمت کے لوگون کو جو کچھ نصیحت کرین گے اُس مین اثر پیدا ہو جاویگا اور عام پابند شریعت لوگون کے کلام مین غذائے حلال سے یہ تاثیر پیدا ہوگی کہ دعا یا عبادت کے طور پر جو کچھ اون کے مونہہ سے نکلے گا وہ بارگاہ الٰہی مین قبول ہونے کے قابل ٹھہرے گا آگے فرمایا غذائے حلال کے کھانے کے بعد خالص دل سے جو کوئی نیک عمل کریگا تو اُس کا حال اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے مطلب یہ ہے کہ نیک عمل کا دس گنے سے لیکر سات سو تک اور بعضے نیکیون کا اس سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اجر ہوگا اللہ کو خوب معلوم

سورۃ الاعراف میں گزر چکا ہے کہ علمائے یہود اپنے آپ کو توراۃ کا وارث گنتے تھے اور اعمال اُنکے ایسے تھے کہ جو عالم ان میں سے قاضی ہوجاتا تھا تو وہ لوگوں سے رشوت لیکر توراۃ کے برخلاف مقدمے فیصل کیا کرتا تھا توراۃ کے ذکر کے بعد ہی واسطے غذائے حلال کا حکم ایسے لوگوں کو یاد دلایا تاکہ توراۃ انجیل اور قرآن کے عالم لوگوں کو یہ اچھی طرح معلوم ہوجاوے کہ جو شخص کتاب آسمانی کے موافق عمل نہ کرے گا وہ کتاب آسمانی کا وارث نہیں ہوسکتا صحیح بخاری و مسلم کے حوالے ابو ہریرہؓ کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین سب انبیا کا ایک رہا ہے فقط حرام حلال کے احکام ضرورت کے موافق ہر نبی کے زمانہ میں بدلتے رہے ہیں دین عبادت کے طریقہ کو کہتے ہیں اور حرام و حلال کے احکام کو شریعت کہتے ہیں حاصل مطلب یہ ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کا طریقہ ہر ایک نبی کے زمانہ میں جاری رہا ہے زیادہ تفصیل اسکی سورۃ الشوریٰ میں آویگی سورۃ الشوریٰ کی آیتوں اور ابو ہریرہؓ کی روایۃ کو ان آیتوں کے ساتھ ملانے سے آیۃ وان ہذہ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاتقون کا یہ مطلب ہوا کہ اللہ کی عبادت کا جو طریقہ ہر ایک نبی کے زمانہ میں اللہ کے حکم سے جاری رہا ہے ہر شخص کو اسکے موافق اللہ تعالیٰ کی عبادت کا کرنا اور جو کوئی اسکے برخلاف کرے اسکو عذاب الٰہی سے ڈرنا ضرور ہے آگے فرمایا اللہ تعالیٰ کا حکم اگرچہ یہ ہے کہ ہر شخص کو اس طریقہ کے موافق اللہ کی عبادت کرنی چاہیے جو طریقہ ہر ایک نبی کے زمانہ میں جاری رہا ہے لیکن اہل مکہ نے ملت ابراہیمی کو اور اہل کتاب نے اپنی کتابوں کو چھوڑ کر نئے طریقہ نکال لئے ہیں ان میں سے ہر ایک فرقہ اپنے ایجادی طریقہ کو اچھا جانتا ہے اے رسول اللہ کے تم ان فرقوں کو حساب و کتاب تک ان کے حال پر چھوڑ دو وقت مقررہ آجاوے تو جزا و سزا کا پورا فیصلہ ہوجاویگا پھر فرمایا ان لوگوں کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ انکی مال و اولاد کی ترقی اس سبب سے ہے کہ اللہ ان سے راضی ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان سے زیادہ مالدار اور اولاد والی پچھلی امتوں کو طرح طرح کے عذابوں سے ہرگز ہلاک نہ کرتا۔

إِنَّ الَّذِينَ هُم مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ۝

البتہ جو لوگ اپنے رب کے خوف سے اندیشہ رکھتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کی باتیں یقین کرتے ہیں

وَالَّذِينَ هُم بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ۝ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ

اور جو لوگ اپنے رب کے ساتھ شریک نہیں ٹھیراتے اور جو لوگ کہ دیتے ہیں جو دیتے ہیں اور انکے دلوں میں ڈر ہے

أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ

کہ انکو اپنے رب کی طرف پھر جانا وہ دوڑ دوڑ لیتے ہیں بھلائیاں اور وہ آپ پہنچے سب سے آگے

اوپر کی آیتوں میں ان لوگوں کا ذکر تھا جو اللہ تعالیٰ کی خلاف مرضی کام کرتے ہیں ان آیتوں میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق کاموں میں لگے رہتے ہیں حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں جو لوگ نیک ٹھہر چکے ہیں وہ ایسے لوگ ہیں کہ نیک کام کرنے کے بعد بھی عذاب آخرت کا اندیشہ انکو لگا رہتا ہے احکام الٰہی کی آیتوں کا ان کے دل میں کلام الٰہی ہونے کا پورا یقین ہے اس لئے وہ ان احکام کے موافق خالص دل سے عمل کرتے ہیں شرک یا ریاکاری کے طور پر اپنے اس دینی عمل میں کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہراتے صدقہ خیرات اور ہر طرح کا نیک کام کرتے ہیں اور پھر بھی اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونے کے وقت

کا یہ کھٹکا انکے دل مین لگا ہوا ہے کہ اوسوقت یہ نیک عمل بارگاہ الٰہی مین قبول ہونے کے قابل نکلتے ہیں یا نہین آخر کو فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو ہر طرح کی بھلائی کی طرف پیش قدمی کرکے دوڑتے ہیں - دہم لہا سابقون کی تفسیر مین حضرت عبداللہ بن عباس کا صحیح قول یہی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین نیک ٹھہر چکے ہیں آخری آیۃ مین اون ہی کا ذکر ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جو لوگ دنیا مین پیدا ہونے سے پہلے نیک ٹھہر چکے ہیں دنیا مین پیدا ہونے کے بعد وہی لوگ نیک کامون کے کرنے مین پیش قدمی کرتے ہیں اور اون ہی لوگون کو نیک کام اچھے اور آسان معلوم ہوتے ہین دہم لہا سابقون کی جو تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق اوپر بیان کی گئی اس حدیث سے اوسکی پوری تائید ہوتی ہے مسند امام احمد ترمذی ابن ماجہ مستدرک حاکم وغیرہ مین حضرت عائشہ سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آیتین ایسے لوگون کی شان مین ہین جو نیک کام کرتے ہیں اور پھر بھی انکے دل مین یہ کھٹکا لگا ہوا ہے کہ اونکے وہ نیک کام بارگاہ الٰہی مین قبول ہونے کے قابل ہین یا نہین جس طرح کے لوگون کی شان مین یہ آیتین نازل ہوئی ہین اسکا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے حاکم نے اس شان نزول کی روایۃ کو صحیح کہا ہے صحیح بخاری مین ابو ہریرہؓ سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منکر شریعت لوگون کو اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا پورا حال معلوم ہوجاوے تو انکے دل مین بھی جنت مین داخل ہونے کی امید پیدا ہوجاوے اسی طرح پابند شریعت نیک لوگون کو عذاب الٰہی کا پورا حال معلوم ہوجاوے تو عذاب الٰہی کا خوف انکے دل پر ہر وقت رہے اس حدیث سے حضرت عائشہ کی روایۃ کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ مطلب دونون حدیثون کا قریب قریب ہی جسکا حاصل یہ ہے کہ ایماندار آدمی کو کسی حال مین عذاب الٰہی سے نڈر نہین ہونا چاہیئے -

وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ

اور ہم کسی پر بوجھ نہین ڈالتے مگر جو اسکی سمائی ہے اور ہمارے پاس لکھا ہے جو بولتا ہے سچ اور اوپر ظلم نہ ہوگا

اوپر اون نیک لوگون کا ذکر تھا جو نیک کامون مین پیش قدمی کرتے ہیں اس آیۃ مین فرمایا اس پیش قدمی مین یہ تائید غیبی بھی ہے کہ شریعت کا کوئی کام اللہ تعالیٰ نے انسان کی طاقت سے باہر نہیں رکھا مثلاً جو بیمار آدمی نماز مین کھڑا نہ ہوسکے تو اسکو بیٹھکر نماز جائز ہے اسی طرح مسافر یا بیمار آدمی وقت پر روزے نہ رکھے تو کچھ گناہ نہین پھر فرمایا ہر شخص کے ہر طرح کے عمل پہلے لوح محفوظ مین اور پھر نامہ اعمال مین لکھے گئے ہیں جس سے ہر شخص کو اپنے عملون کا سچا سچا حال سزا و جزا کے وقت معلوم ہوجاویگا اور سزا و جزا کے وقت کسی پر یہ ظلم نہ ہوگا کہ نیکی کا اجر گھٹا دیا جاوے یا جرم کی حیثیت سے سزا کی مقدار بڑھا دی جاوے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جو شخص اپنے نامہ اعمال مین کے لکھے ہوئے گناہون کا انکار کریگا تو اسکے ہاتھ پاؤن اعمال نامہ کی صداقت بطور گواہی کے بیان کرین گے صحیح مسلم ترمذی وغیرہ کے حوالہ سے ابوذرؓ کی یہ حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے اعمال نامہ مین سچا سچا حال لکھے جانے کا اور سزا و جزا کے وقت کسی پر کچھ ظلم نہ ہونے کا مطلب ان حدیثون سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ نامہ اعمال

یں ایسا سچا حال لکھا جاتا ہے جسکی صداقت کی گواہی کے لئے آدمی کے ہاتھ پاؤن تیار ہو جاوین گے اور سزا و جزا کے وقت کسی پر کوئی ظلم اس سبب سے نہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے۔

بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّن دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ ۝

کوئی نہین اُنکے دل بیہوش ہین اس طرف سے اور اُنکو اور کام لگے ہین اُسکے سوا کہ وہ اُنکو کر رہے ہین

حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِم بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْأَرُونَ ۝ لَا تَجْأَرُوا الْيَوْمَ إِنَّكُم مِّنَّا

یہانتک کہ جب پکڑینگے ہم اُنکے آسودہ لوگون کو آفت مین تبھی وہ لگین گے چلانے مت چلاؤ آجکے دن تم ہمسے

لَا تُنصَرُونَ ۝ قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنكِصُونَ ۝ مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ ۝

چھڑائے نجاوگے سنائی جاتی تھین میری آیتین تمکو تو تم اُلٹے پھرتے بھاگتے تھے اُس سے بڑائی کرکر ایکی کھانیوا ایکو چھوڑ کر چلے گئے

اوپر کی آیتون مین اونکا ذکر تھا جو اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین نیک قرار پا چکے ہیں ان آیتون مین اون بدلوگون کا ذکر فرمایا گیا ہے جو علم ازلی الٰہی مین بدقرار پا چکے ہیں اور بہر وقت دین کے کامون کی طرف سے اون کے دل غافل ہیں ان آیتون کی تفسیر بہت سی صحیح حدیثون مین آئی ہے چنانچہ صحیح بخاری مین جو روایتین ہین اونکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت فرمایا دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جنتی ہر شخص کا نام اہل جنت مین اور دوزخی ہر شخص کا نام اہل دوزخ مین لکھ لیا ہے تو یہ بات سنکر بعضے صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت پھر نیک عمل کی کیا ضرورت ہے ہم لوگ اپنی تقدیر پر شاکر ہو کر نہ بیٹھ رہین اور سمجھ لین کہ اگر اللہ کے علم مین ہم جنتی ہوگے تو آخر جنت مین جاوینگے آپ نے فرمایا نہین یہ نہین ہو سکتا بلکہ جس شخص کا جو انجام علم الٰہی مین قرار پا چکا ہے دنیا مین وہ شخص اُسی ڈھب کے کام بھی کرتا ہے اصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم مین جو شخص جس طرح کا قرار پایا ہے وہ ایک غیب کی بات ہے اُسکو سوائے اللہ کے اور کوئی نہین جانتا اور جزا و سزا کا مدار بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب پر نہین رکھا بلکہ اوس علم کے ظہور پر رکھا ہے اِسی لئے اِس دنیا عالم اسباب مین اللہ تعالیٰ نے عمل نیک و بد کو ایک سبب نیک و بد کے پہچاننے کا قرار دیا ہے جسطرح رزق ہر ایک شخص کا یا موت یا بیماری ہر شخص کی خدا کی طرف سے ہے مگر عالم اسباب مین اُسکے سبب اور حیلے خدا نے ٹھہرا دیے ہین اسی طرح دنیا کے نیک و بد عمل کو اللہ تعالیٰ نے سبب ٹھہرایا ہے اوس سبب کو چھوڑ کر تقدیر پر شاکر ہونا ایسا ہی ہے جیسے کوئی بے حیلے کے دنیا مین مثلاً رزق چاہے اب اِس نیک و بد کی پہچان کا موقع آدمی کی آخری عمر تک ہے اِسی واسطے شریعت مین خاتمہ کا بڑا اعتبار رہا ہے چنانچہ صحیح مسلم مین حضرت ابوہریرہؓ سے اور ترمذی وغیرہ مین حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے اور مسند امام احمد بن حنبل اور صحیح ابن حبان مین حضرت انسؓ سے جو روایتین ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ کسی شخص کو نیک عمل کرتے ہوئے دیکھ کر کوئی بات مونہہ سے نہین نکالنی چاہیے جب تک خاتمہ اچھا نظر نہ آوے کیونکہ بہت سے لوگ عمر بھر اچھے کام کرتے رہتے ہین اور آخری عمر مین بگڑ کر بُرے کامون مین لگ جاتے ہین اور بُرے کامون پر اُنکا خاتمہ ہو کر دوزخ کے مستحق ٹھہر جاتے ہیں اور بہت سے لوگ عمر بھر بُرے کام کرتے ہیں اور آخر عمر مین نیک رستہ سے لگ جاتے ہیں اور نیکی پر اُنکا خاتمہ ہوتا ہے اور جنتی بن جاتے ہین اوپر یہ بیان ہو چکا ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے

اللہ تعالیٰ نے یہ اندازہ فرمالیا ہے کہ اگر دنیا پیدا کی جاوے اور ہر شخص کو اسکے فعل کا فعل مختار کیا جاوے تو کون اچھا عمل کریگا اور کون برا اور اسی اندازہ کو لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے اسی کا نام تقدیر ہے دنیا مین نیک و بد فعل ہونے کے بغیر نہ اُس تقدیر کے لکھے پر کچھ سزا جزا ہے نہ تقدیر کے لکھتے وقت اللہ تعالیٰ نے کسی کو کسی کام پر مجبور کیا ہے جو لوگ حشر کے منکر ہیں اُنکا بڑا شبہ یہ ہے کہ جب وہ مرجاوین گے اور اُنکی ہڈیان تک خاک ہوجاوین گی اور وہ خاک کچھ ہوا مین اڑجاوے گی اور کچھ پانی کے ریلون مین بہ جاوے گی تو پھر وہ روان دوان خاک کیونکر جمع ہوجاویگی جسکا پتلا بنے گا سورہ ق مین اللہ تعالیٰ نے ان لوگون کے شبہ کا یہ جواب دیا ہے کہ ان منکرین حشر کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب کے موافق لوح محفوظ مین یہ لکھ لیا ہے کہ ان لوگون کی خاک ہوا مین اڑکر یا پانی مین بہکر کہان جاویگی اُسی پتہ سے اُنکی خاک جمع کرلی جاویگی کیونکہ جنگل دریا کوئی چیز اُس کے علم غیب اور حکم سے باہر نہین ہے صحیح بخاری اور مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص بڑا گنہگار تھا اُس نے اپنے مرجانے کے بعد اُسکی لاش کو جلاکر آدھی خاک کو ہوا مین اُڑادینے اور آدھی کو دریا مین بہادینے کی وصیت کی اور اُسکے وارثون نے وصیت کے موافق عمل بھی کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے جنگل اور دریا کو اُسکی خاک کے حاضر کرنے کا حکم دیا جس سے وہ خاک حاضر ہوگئی پھر اللہ تعالیٰ نے اُس خاک کا پتلا بنایا اور اُس مین دوبارہ روح پھونکی گئی جسکے سبب سے وہ شخص دوبارہ زندہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اُس وصیت کا سبب اُس سے پوچھا اوس شخص نے جواب دیا اللہ تجھکو خوب معلوم ہے کہ یہ کام مین نے تیرے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر کر کیا تھا اُسپر اللہ تعالیٰ نے اُس شخص کی مغفرت فرمادی اِس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ جس طرح جنگل اور دریا مین سے اوس شخص کی خاک حاضر ہوگئی اسی طرح منکرین حشر کی خاک جہان ہوگی وہان سے حاضر ہوجاویگی - حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ شرک کے وبال مین ان لوگون سے بڑھ کر خوشحالی پچھلی قومین جب طرح طرح کے عذابون سے ہلاک ہوگئین جنکے قصے کئی دفعہ ان لوگون کو سنادئے گئے تو ان مشرکون کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ اُنکے مال اور اولاد کی ترقی اِس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنسے راضی اور خوش ہے بلکہ ان لوگون کے اِس غلط خیال پر جمے رہنے کا سبب یہی ہے کہ یہ لوگ قرآن کی نصیحت کو دھیان سے نہیں سنتے اور نیک لوگونکے جو کام انکو اوپر کی آیتون مین بتلائے گئے ہین رات دن اون کامون کے برخلاف کام کرتے ہین لیکن ان مین کے بڑے بڑے خوشحال وقت مقررہ پر جب عذاب آخرت مین گرفتار ہوجاوین گے تو عذاب کی تکلیف سے بہت چلاوینگے جسپر انکو ذلیل کرنے کے لئے کہا جاویگا کہ آج تمہاری فریاد سنکر کوئی تمہاری مدد نہین کرسکتا اور یہ بھی کہا جاوے گا کہ یہ عذاب تمہاری اوسی شرارت کی سزا ہے کہ تم قرآن کی نصیحت کو سنکر اولٹے قدمون بھاگتے تھے اور اپنے گھرون مین راتون کو قصے کہانیون کی طرح قرآن اور اللہ کے رسول کی مذمت کیا کرتے تھے -

---

اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ

سو کیا دھیان نہیں کی یہ بات یا آیا ہے اُن پاس جو نہ آیا تھا اُنکے پہلے باپ دادون پاس یا پہچانا نہین اپنے پیغام لانیوالا

لَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۝

سو اُسکو اوپری سمجھتے ہیں یا کہتے ہین کہ اُسکو سودا ہے کوئی نہین وہ لایا ہے اُنکے پاس سچی بات اور اُن مین تو اکثر کو سچی بات بُری لگتی ہے

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ

اور اگر سچا رب چلے اُنکی خوشی پر تو خراب ہون آسمان اور زمین اور جو کوئی اُنکے بیچ ہے کوئی نہین پہنچائی ہوئی اُنکو

فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ اَمْ تَسْئَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۚ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

نصیحت سو وہ اپنی نصیحت کو دھیان نہین کرتے یا تو اُنسے مانگتا ہے کچھ حاصل تیرے رب کا بہتر ہے اور وہ ہے بہتر روزی دینے والا

وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ

اور تو تو بلاتا ہے اُنکو سیدھی راہ پر اور جو لوگ نہین مانتے پچھلا گھر راہ سے ٹیڑھے

لَنٰكِبُوْنَ ۝ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِىْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ الربع

ہوئے ہیں اور اگر ہم اُنکو رحم کرین اور کھولدین جو تکلیف ہے اُنپر مقرر لگے جاوین اپنی شرارت مین بہکے

سورۃ الانعام مین گزر چکا ہے کہ مشرکین مکہ نسل ابراہیمی مین اپنے آپ کو زیادہ عقلمند سمجھکر یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ہم لوگون کی ہدایت کیلئے کوئی آسمانی کتاب نازل ہوتی تو ہم پہلے لوگونسے بڑھکر راہ راست پر آتے صحیح بخاری مین حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت مین ابوسفیان اور ہرقل بادشاہ روم کا جو قصہ ہے اُسکا حاصل یہ ہے کہ نبی ہونے سے پہلے مشرکین مکہ اللہ کے رسول کو بہت سچا آدمی جانتے تھے صحیح بخاری کے حوالہ سے جبیر بن مطعم کی روایۃ ایک جگہ گزر چکی ہے جسمین مطعم بن جبیر کے باپ نے کہا جب مین نے سورہ والطور سنی تو میرا دل بے قابو ہوگیا سورۃ الانعام کی آیتون اور اوپر کی حدیثون کو ان آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ نہ تو قرآن ایسی نئی آسمانی کتاب ہے کہ اس سے پہلے کسی بشر پر آسمانی کتاب کا نازل ہونا ان مشرکین مکہ کے کانون تک نہ پہنچا ہو نہ اللہ کے رسول ایسے اوپری ہیں جنکے سچ جھوٹ سے یہ لوگ واقف نہ ہون اور نہ قرآن ایسا کلام ہے جو دیکھا سنا لوگون کے کلام کی طرح بے ٹھکانے ہو بلکہ یہ تو ایسا کلام ہے جسکے سننے سے ان مین کے اکثر لوگونکے دل بے قابو ہوجاتے ہیں اور وہ اپنے بڑون کے طریقہ کو چھوڑکر قرآن کے پیرو بن جاتے ہیں حاصل یہ ہے کہ ان باتون مین سے تو کوئی بات نہین ہے بلکہ بات فقط اتنی ہے کہ ان مین کے اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق دوزخی ٹھہر چکے ہیں اس لئے وہ قرآن کی نصیحت کو دھیان سے سنتے ہیں نہ اُنکو سچی بات اچھی معلوم ہوتی ہے اونکو تو یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اون کی خواہش کے موافق دنیا مین شرک جائز ہوجاوے یہ نہین جانتے کہ اگر ایسا ہو تو جسطرح دنیا کے دو بادشاہون کی شراکت کی بادشاہت کا انتظام بگڑ جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک ہوتا تو تمام عالم کا انتظام خراب ہوجاتا پھر فرمایا کہ یہ لوگ قرآن کو پچھلے لوگون کی کہانیان جو کتابون مین قرآن تو ایسا نہین ہے بلکہ قرآن مین تو ان لوگونکی عقبیٰ کے درست ہوجانے کی نصیحت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جو لوگ بدبخت ٹھہر چکے ہیں وہ اس نصیحت کو دھیان سے نہین سنتے پھر فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان لوگون سے قرآن کی نصیحت کچھ [illegible] تو نہین مانتے جو یہ لوگ قرآن کی نصیحت

منزل ۴

گھبراتے ہیں تمہاری اُجرت تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ رکھی ہے کیونکہ ساری مخلوقات کی پرورش اوسی کے ذمہ ہے پھر فرمایا ان مین جو لوگ عقبیٰ کے منکر ہیں وہ عقبیٰ کی بہبودی کے سیدھے راستہ کو چھوڑ کر ٹیڑھا راستہ چلتے ہیں پھر فرمایا ان لوگون کی سرکشی کے سبب سے مکہ مین قحط جو پڑا اگر اللہ اپنی رحمت سے اوس قحط کو رفع کردے تو ان لوگون کی شرارت تو یہانتک بڑھی ہوئی ہے کہ قحط کے رفع ہوتے ہی پھر یہ لوگ سرکشی کی وہی بہکی ہوئی باتین کرنے لگین گے صحیح بخاری کی عبداللہ بن مسعود کی روایت کے حوالہ سے مکہ کے قحط کا قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قریش نے جب بہت سرکشی شروع کی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے حق مین بددعا کی جسکے اثر سے مکہ مین سخت قحط پڑا حضرت عبداللہ بن عباس کے صحیح قول کے موافق آخری آیۃ مین مختصر طور پر اسی قحط کا ذکر ہے۔

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا فَتَحْنَا

اور ہنے پکڑا تھا اُنکو آفت مین پھر نہ دبے اپنے رب کے آگے اور نہین گڑگڑاتے یہانتک کہ جب کھولدیگے

ع ۴ عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝

ہم اُنپر دروازہ ایک سخت آفت کا تب اُس مین اُنکی آس ٹوٹے گی

معتبر سند سے نسائی مستدرک حاکم اور بیہقی مین حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے جو شان نزول ان آیتون کی بیان کی گئی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ قریش مکہ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سرکشی کی تو آپکی بددعا سے مکہ مین بڑا سخت قحط پڑا اوس قحط کے زمانہ مین ابوسفیان نے آنحضرت سے آکر کہا کہ آپ تو رحمت للعلمین اپنے آپ کو کہتے ہیں قریش تو آپکے قرابتدار ہین اب قریش کا یہ حال ہے کہ جو نہ کھانے کی چیز ہین تھین وہ سب کھا چکے ذرا ہماری غمخواری فرمائے اور اللہ سے دعا کیجیے کہ یہ بلا دفع ہو آپ نے قریش کے اس حال پر ترس کھا کے دعا کی اور آپکی دعا کی برکت سے وہ قحط جاتا رہا قحط کے جاتے ہی قریش نے پھر وہی سرکشی شروع کردی اس قحط کے ذکر مین عبداللہ بن مسعود کی روایت صحیح بخاری کے حوالہ سے اوپر گزر چکی ہے اِس قحط کے زمانہ مین اللہ تعالیٰ نے یہ آیتین نازل فرمائین حاصل معنے آیتونکے یہ ہین کہ ان لوگونکے دل ایسے سخت ہوگئے ہین کہ خدا کی طرف سے کوئی مصیبت اور سختی آتی ہے تو جب بھی اونکو عبرت نہین ہوتی اِس لئے اب اُنکو اللہ کے کسی بڑے سخت عذاب کا منتظر رہنا چاہیئے اوس بڑے عذاب کے بعد اُنکی سب سرکشی ناامیدی سے بدل جاویگی یہ بڑا عذاب آخر کو اللہ کے وعدہ کے موافق بدر کی لڑائی کے روز یا کہ بڑے بڑے سرکش ستر آدمی قریش کے حالت کفر مین بڑی ذلت اور خواری سے دنیا سے اوٹھکر ہمیشہ کے عذاب آخرت مین مبتلا ہوئے جسکا ذکر صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایت سے کئی جگہ گزر چکا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝

اور اُسی نے بنا دئے تمکو کان اور آنکھین اور دل تم بہت تھوڑا حق مانتے ہو

وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ

اور اُسنے تم کو بکھیر رکھا ہے زمین مین اور اُسی کی طرف جمع ہوکر جاؤگے اور وہی ہے جلاتا اور مارتا

منزل ۴

وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ ۝

اور اُسی کا کام ہے بدلنا رات اور دن کا سو کیا تم کو بوجھ نہیں کوئی نہیں یہ وہی کہتے ہیں جیسا کہہ چکے ہیں پہلے

اوپر منکر حشر لوگونکا یہ ذکر تھا کہ یہ لوگ حشر کے منکر ہین اس سبب سے یہ عقبی کی بہبودی کے سیدھے راستہ کو چھوڑکر میڑھا راستہ چلتے ہین ان آیتون مین قدرت کی چند نشانیان بیان فرماکر ایسے لوگون کو قائل کیا گیا ہے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ ان منکر حشر کے سننے کے لئے کان دیکھنے کے لئے آنکھین ہر بات کے سمجھنے کے لئے دل اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ پیدا کیا اب یہ لوگ ان چیزون کے دوبارہ پیدا کرنیکو اللہ کی قدرت سے باہر جو گنتے ہین تو انھون نے اللہ کی قدرت کا بہت تھوڑا حق مانا پھر فرمایا جسطرح اب اللہ تعالیٰ نے ان منکرین حشر کو پیدا کرکے قیام روے زمین پر انکو بکھیر رکھا ہے اسی طرح حشر کے دن قبرونسے اوٹھاکر میدان محشر مین انکو جمع کیا جاویگا پھر فرمایا کیا ان لوگونکو اتنی سمجھ نہین کہ اللہ تعالیٰ نے انکو نیست سے ہست کیا اور انکی زندگی کے انتظام کے لئے موسم مین رد و بدل کیا جسکے سبب سے رات دن کا گھٹنا بڑھنا پیدا ہوگیا پھر فرمایا ان لوگون نے اللہ کی قدرت کی ان نشانیون کو کچھ عبرت کی نگاہ سے نہین دیکھا بلکہ قدرت کی ان نشانیون کو دیکھنے کے بعد اوسی طرح حشر کے انکار پر جمے رہے جسطرح اِنسے آگے کے منکر حشر تھے صحیح بخاری مین ابو ہریرہ کی روایت سے حدیث قدسی ہے جسمین اللہ تعالیٰ نے فرمایا حشر کے انکار سے انسان نے مجھکو جھٹلایا حالانکہ انسان کی پہلی پیدائش سے دوسری پیدائش سہل ہے یہ حدیث والیہ تحشرون کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جس صاحب قدرت نے ایک بوند پانی سے منکرین حشر کے پتلے بنائے انمین روح پھونکدی اُسکو خاک سے ان پتلون کا دوبارہ بنادینا اور انمین روح کا پھونکدینا کسی معمولی عقل والے آدمی کے نزدیک بھی کچھ مشکل نہیں ہے کیونکہ یہ کام عقل کا نہیں ہے کہ کسی چیز کا موجود ہونا ایک دفعہ آزماکر پھر دوبارہ اُسی چیز کے موجود ہوجانے سے انکار کرے یا اس دوبارہ موجود ہوجانے کو مشکل جانے۔

قَالُوا أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا

کہتے ہین کیا جب ہم مرگئے اور ہوگئے مٹی اور ہڈیان کیا ہمکو جلا اٹھانا ہے وعدہ مل چکا ہمکو اور ہمارے باپ دادونکو

هَٰذَا مِنْ قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ قُلْ لِمَنِ الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَا

یہی پہلے سے اور کچھ نہین یہ تعلیمین ہین پہلون کی تو کہہ کس کی ہے زمین اور جو کوئی اُسکے بیچ ہے

إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ

بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب کہین گے اللہ کی تو کہہ پھر تم سوچ نہین کرتے تو کہہ کون ہے مالک سمانکا

السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ قُلْ مَنْ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَ

آسمانونکا اور مالک اُس بڑے تخت کا اب بتا دینگے اللہ کو تو کہہ پھر تم ڈر نہین رکھتے تو کہہ کس کے ہاتھ ہے حکومت ہر چیز کی اور

هُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ فَأَنَّىٰ تُسْحَرُونَ ۝ بَلْ أَتَيْنَاهُمْ بِالْحَقِّ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝

وہ بچالیتا ہے اور اُس سے کوئی بچا نہین سکتا بتاؤ اگر تم جانتے ہو جواب بتا دینگے اللہ کو تو کہہ پھر کہان سے تم پر جادو پڑجاتا ہے کوئی نہین بچتا کہ پہنچا پھرے اور وہ البتہ جھوٹے

حشر کے منکر جو لوگ اب ہیں یا پچھلے زمانہ مین تھے اُنسے کوئی سند حشر کے انکار پر بیش نہین ہوسکتی اپنے بڑون سے سنکر صرف یہ کہتے تھے کہ جس طرح اور پچھلے زمانہ کے قصے سنتے آئے ہین اوسی طرح یہ بھی ایک قصہ ہے کہ ایک دفعہ مرکر پھر جینا ہے اللہ تعالیٰ نے ان آیتون مین منکرین حشر سے یہ پوچھا ہے کہ آخر ایک دفعہ تمام جہان نیست سے ہست جو ہوا ہے یہ کس نے پیدا کیا ہے نمرود فرعون ان لوگون کی طرح حشر کا انکار اور خدائی دعویٰ کرتے کرتے مرگئے کیا اونھون نے کچھ پیدا کیا تھا یا ان منکرین حشر کے بتون نے کچھ پیدا کیا ہے جب مجبوری سے یہ لوگ بھی جواب یہ دین گے کہ جو کچھ پیدا کیا ہے وہ اللہ نے ہی پیدا کیا ہے تو اُسی اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ جسطرح ایک دفعہ سارا جہان نیست سے ہست ہوا ہے اوسی طرح نیک و بد کی جزا و سزا کے لئے دوسری دفعہ پھر وہی ہونا ہی ہو ایک دفعہ سب کی آنکھون کے سامنے ہو چکا ہے تاکہ جزا و سزا کے ہو جانے کے بعد دنیا کا پیدا کیا جانا ٹھکانے سے لگے ان لوگون کے پاس کیا دلیل ہے جو آنکھون کی دیکھی ہوئی چیز کو جھٹلاتے ہین ابو ہریرہؓ اور ابو سعید خدری سے جو صحیح بخاری مین روایتین ہین اونکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کے دن سب لوگ جمع ہون گے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے پکار دینگے کہ دنیا مین جسطرح لوگونکے گروہ تھے کوئی بت پرست تھا کوئی آتش پرست آج وہ ہر ایک گروہ علیحدہ علیحدہ ہو جاوے سب گروہ الگ ہو کر اپنے فرضی معبودونکے ساتھ ہو جاوینگے مگر جو لوگ قیامت کے حساب کتاب کو اور اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونیکو حق جانکر اللہ کی عبادت کرتے تھے وہ باقی رہجاوینگے لیکن ابھی تک اس گروہ مین وہ لوگ بھی شریک ہونگے جو اوپری دلسے دکھاوے کے طور پر اللہ کی عبادت کرتے تھے اس سارے گروہ کی توحید زائل کرنیکے لئے ایک ایسی صورت اللہ تعالیٰ لوگونکو نظر آویگا جسکو دیکھکر ان خدا پرست لوگونکا دل گواہی دیویگا کہ یہ انکا معبود نہین ہے اس لئے یہ لوگ کہین گے تو ہمارا خدا نہین ہمارے ولی ہمارے خدا نے اپنی خاص پہچان رکھی ہے جب ہم اپنے خدا کو دیکھین گے تو خود پہچان لیوین گے غرض پھر خدا کا اصلی دیدار ہوگا اور خالص توحید والے اوسوقت اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرین گے اور منافقون کی کمر تختہ ہو جاویگی وہ سجدہ نہ کرسکین گے پھر خالص توحید والا گروہ نجات پاویگا اور سب گروہ طرح طرح کے عذاب مین مبتلا ہو جاوین گے حاصل کلام یہ ہے کہ شریعت مین حشر اور قیامت پر ایمان لانا جو شرط ٹھیرا ہے اور اس شرط کے سبب سے قرآن شریف مین منکرین حشر کی جگہ جگہ مذمت جو آئی ہے اُسکا سبب یہی ہے کہ جب تک جزا و سزا کا پورا یقین نہ ہو خالص دل سے نیک عمل کرنے اور بد عمل سے بچنے کا شوق اور ارادہ آدمی کے دل مین پیدا نہین ہوسکتا اور جب نیت ہی آدمی کی درست نہ ہو تو تمام عمر نیک کام اوپری دل سے اگر کوئی کرتا رہے یا بُرے کام سے بچتا رہے تو کچھ فائدہ نہین اس لئے جہان کہین قرآن شریف مین منکرین حشر کا ذکر ہے وہ ایسے لوگون سے بھی کسی قدر متعلق ہے جنکو اگرچہ حشر اور قیامت کا صاف انکار تو نہین ہے لیکن اونکو پورا یقین بھی سزا و جزا کا نہین ہے چنانچہ اس یقین کی کوتاہی کے سبب سے اون کی نیت دین کے کام مین ڈانوان ڈول رہتی ہے اور یہی ڈاوان ڈول پنا اوپر کی صحیح حدیث کے بموجب ان لوگون کو خالص نیت کے عمل کرنے والے گروہ کے ذیل سے بالکل الگ کردیویگا اور خدا تعالیٰ کو دیکھنے کے بعد کا اونکو خالص نیت کا سجدہ نصیب نہ ہوگا اسواسطے منکرین حشر کا ذکر سنکر اس طرح کے ڈاوان ڈول لوگون کو بھی اپنے حال پر ذرا عبرت چاہی کہ آخرت کے معاملے مین ایک طرح کی غفلت کے سبب سے جو کچھ یہ لوگ کرتے ہین وہ خالص اللہ کے واسطے

نہیں کرتے بلکہ عمل کچھ ہے اور نیت کچھ ہے - وہو بجیر ولا یجار علیہ اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر وقت بلا سے انسان کو بچاتا ہے مگر اسکے حکم سے جو آفت انسان پر آوے تو اوس سے سوائے اسکے کوئی دوسرا کسی کو نہین بچا سکتا - فانی تسحرون اسکا مطلب یہ ہے کہ جسطرح جادوگرون کے فریب سے مثلاً ٹھیکریان روپے نظر آتے ہین اسی طرح شیطان کے فریب سے مرنے کے بعد کی سچی باتین ان لوگونکو جھوٹی نظر آتی ہین - آخری آیۃ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول کی معرفت مرنے کے بعد کی جو باتین بیان فرمائی ہین وہ اللہ تعالی کے علم غیب کے موافق بالکل سچی ہین جو لوگ بغیر سند کے اون باتون کو جھٹلاتے ہین وہ جھوٹے ہین

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا

اللہ نے کوئی بیٹا نہین کیا اور نہ اسکے ساتھ کسی کا حکم چلے یون ہوتا تو جیتا ہر حکم والا اپنے بنائے کو اور چڑھ جاتا

بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

ایک پر ایک اللہ نرالا ہے اُنکے بتانے سے جاننے والا چھپے اور کھلے کا وہ بہت اوپر ہے اُس سے جو شریک بتاتے ہین

اوپر ذکر تھا کہ جسطرح جادوگرون کے فریب سے ٹھیکریان روپے دکھائی دیتی ہین اسی طرح شیطان کے فریب دینے اور بہکانے سے مرنے کے بعد کی وہ سچی باتین اون لوگون کو جھوٹی معلوم ہوتی ہیں ان آیتون مین فرمایا اللہ کے رسول کو جھٹلانے والون مین سے کچھ لوگ تو وہ ہین جو اللہ تعالی کو صاحب اولاد کہتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو بتون کو اللہ تعالی کا شریک ٹھہراتے ہین مگر یہ بات ان لوگون کی آنکھون کے سامنے کی ہے کہ دنیا کی جس بادشاہت مین دو بادشاہ شریک ہوتے ہیں تو اون مین طرح طرح کے جھگڑے ہو کر ایک دوسرے پر غالب آجاتا ہے اب جس طرح دنیا کے دو بادشاہون کے آپس کے جھگڑے کی بات ان لوگون کی آنکھون کے سامنے کی ہے یہ بھی ان کی آنکھون کے روبرو ہے کہ تمام دنیا مین انتظام الٰہی ہمیشہ سے ایک وتیرہ پر ہے جس سے ہر شخص کی سمجھ مین یہ بات اچھی طرح آسکتی ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے اوس کی بادشاہت مین اولاد بنکر یا ساجھی بنکر کوئی اوس کا شریک نہین ہے بغیر سند کے جو لوگ اللہ تعالی کی تعظیم مین دوسرون کو شریک ٹھہراتے ہیں وہ بالکل جھوٹے ہیں کیونکہ ان مین سے کسی کو غیب کا علم نہیں ہے اسواسطے اپنے علم غیب کے موافق اللہ تعالی نے آسمانی کتابون مین اپنی وحدانیت کی جو خبر دی ہے وہ سچ ہے اوس سچ کے مقابلہ مین کوئی بے سند بات کسی طرح اعتبار کے قابل نہین ہے صحیح بخاری کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایت سے حدیث قدسی جو اوپر گزری اس مین اللہ تعالی نے یہ بھی فرمایا کہ انسان نے مجھ کو صاحب اولاد ٹھیرا کر میری حقارت کی کیونکہ مجھکو کسی طرح کے شریک کی حاجت نہیں ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہؓ بن مسعود کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے انسان کو اس طرح پیدا کیا کہ اوس مین کوئی اسکا شریک نہین ہے اس لئے انسان پر اکیلے اللہ کی تعظیم واجب ہے جو لوگ اس واجب کو چھوڑ کر اللہ تعالی کی تعظیم مین دوسرونکو شریک کرتے ہیں اون سے بڑھ کر دنیا مین کوئی گنہگار نہین ان حدیثون کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جب انسان کے پیدا کرنے مین اللہ تعالی کو کسی طرح کے شریک کی حاجت نہین تو یہ مشرک لوگ دوسرون کو اللہ تعالی کی تعظیم مین شریک کرکے اللہ

تعالے کو دوسرون کی مدد کا حاجتمند ٹھراتے ہین جس سے اللہ کی شان کی حقارت لازم آتی ہے اسواسطے شرک سے بڑھکر دنیا مین کوئی گناہ نہین۔

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ۝ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَاِنَّا عَلٰٓى

تو کہہ اے رب کبھی تو دکھادے مجکو جو انکو وعدہ ملتا ہے تو اے رب مجکو نہ بنکریو ان گنہگار لوگون مین اور ہم کو قدرت

اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ۝ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۭ نَحْنُ اَعْلَمُ

ہے کہ تجکو دکھادین جو انکو وعدہ دیتے ہین بُری بات کے جواب مین وہ کہہ جو بہتر ہے ہم خوب جانتے ہین

بِمَا يَصِفُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۝ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝

جو یہ بتاتے ہین اور کہہ اے رب مین تیری پناہ چاہتا ہون شیطانون کے چھیڑ سے اور پناہ تیری چاہتا ہون اے رب اس سے کہ میرے پاس آوین

اوپر شرک کا ذکر فرماکر ان آیتون مین جتلایا کہ اگر یہ مکہ کے مشرک شرک سے باز نہ آوین گے تو جس طرح ان لوگون سے عذاب کے نازل کرنے کا اللہ تعالی کا وعدہ ہے اگرچہ اللہ تعالی ہر وقت اس وعدہ کے ظہور پر قادر ہے لیکن اللہ تعالی کے انتظام مین ہر کام کا وقت مقرر ہے اسواسطے وقت مقررہ کے آتے ہی ان مشرکون پر ایک نہ ایک دن وہ عذاب ضرور آوے گا اوس عذاب کے آنے کو ضروری جانکر اے رسول اللہ کے تم اللہ سے یہ دعا کیا کرو کہ یا اللہ تو اپنی قدرت سے مجکو اس لائق عذاب قوم مین نہ رکھیو اللہ تعالی نے اپنے رسول کی یہ دعا قبول فرمائی اور بدر کی لڑائی کا وقت آنے سے پہلے مکہ سے ہجرت کرنے کا حکم دیدیا بدر کی لڑائی کے وقت مشرکین مکہ مین کے بڑے بڑے سرکشون پر جو عذاب آیا صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایت سے اوس کا قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے آگے فرمایا ہجرت کا وقت آنے تک یہ مشرک کچھ ایذا دیوین تو اوسکو درگزر کرکے ٹال دینا چاہیئے اور اس ضعف اسلام کے زمانہ مین شیطان کی چھیڑ اور اسکے غلبہ سے اللہ کی پناہ کی دعا مانگنی چاہیی کیونکہ شیطان یہ چاہتا ہے کہ اس ضعف اسلام کے زمانہ مین مسلمانون اور مشرکون مین لڑائی کرادیوے لیکن اللہ تعالی کے علم غیب کے موافق ابھی اوس لڑائی کا وقت نہین آیا جس سے اسلام کے غلبہ کا نتیجہ نکلے صحیح بخاری و مسلم مین سلیمان بن صرد سے روایت ہے جسکے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو غصہ کی حالت مین دیکھ کر فرمایا اگر یہ شخص اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے تو ابھی اس کا غصہ جاتا رہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ غصہ شیطان کے وسوسے سے آتا ہے اور اللہ سے پناہ مانگنے ہی اوس کا اثر جاتا رہتا ہے۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا

یہانتک کہ جب پہنچے ان مین کسی کو موت کہے گا اے رب مجکو پھر بھیجو شاید کچھ بھلا کام کرون اس مین

تَرَكْتُ كَلَّا ۭ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَاۗىِٕلُهَا ۭ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝

جو پیچھے چھوڑ آیا کوئی نہین یہ بات ہے کہ وہی کہتا ہے اور انکے پیچھے اگلا دن ہے جسدن تک اٹھائے جاوین

اوپر کی آیتون مین اللہ تعالی نے منکرین حشر و قیامت کا ذکر فرما کر ان آیتون مین فرمایا ہے کہ یہ انکار ان لوگونکا اسی وقت تک ہی جب تک قبض روح اور قبر اور حشر اور قیامت کا عذاب انکے روبرو نہین آتا جب یہ عذاب انکی آنکھون کے سامنے آجاویگا تو انہین معلوم ہوجاویگا کہ رسولون کی معرفت اللہ تعالی نے جو وعدہ کیا تھا کہ دنیا عمل کی جگہ ہے تو یہ لوگ آخرت کی ہر سختی اور عذاب کے وقت دنیا مین واپس آنے اور نیک عمل کرنے کی خواہش ظاہر کرینگے مگر جب وقت ہاتھ سے نکل گیا تو پھر بے وقت کی خواہش سے کیا ہوتا ہے قتادہ کا قول ہے کہ ایسے لوگون کے حال پر بڑا افسوس ہے جو عمل نیک سے غافل ہین اور دنیا کے دھندون مین پھنسے ہوئے ہین کیونکہ ایسے لوگون کو قیامت مین یہ موقع پیش آنیوالا ہے کہ دنیا کے سب دھندون سے زیادہ فائدہ مند اونکو عمل نیک ہی نظر آویگا چنانچہ اس آیتہ کے مضمون سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہت وزارت مال واولاد کے لئے کوئی شخص دنیا مین واپس آنیکی خواہش نہ کریگا بلکہ خواہش اور آرزو ہوگی تو فقط اتنی ہی ہوگی کہ دنیا مین جاوین اور نیک عمل کرین صحیحین کے حوالہ سے انس بن مالک کی روایت اوپر گزر چکی ہے کہ قبر تک قرابتدار اور مال اور عمل یہ تین چیزین آدمی کے ساتھ جاتی ہین اور ان مین سے دو تو پھر دنیا کی دنیا مین ہی واپس آجاتی ہیں فقط عمل آدمی کے ساتھ رہتا ہے غرض دنیا مین جس طرح آدمی کی زیست کا ٹھکانا نہین آج ہے اور کل نہین اسی طرح خود دنیا اور دنیا کی سب چیزون کا بھی ٹھکانا نہین ایک عمل ہی دنیا مین آدمی کے ساتھ جانے کی چیز ہے اور نیک لوگون کو نیک عملونکا ثمرہ پاتے ہوئے جب بد لوگ آخرت مین دیکھین گے تو دنیا مین پھرنے اور نیکی کمانے کی تمنا انکے دل مین پیدا ہوگی ابو داؤد اور مسند امام احمد کے حوالہ سے براء بن العازب کی صحیح روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ نافرمان لوگون کے آخری وقت پر خوفناک شکل کے فرشتے ایسے لوگون کی قبض روح کے لئے آتے ہیں اور اللہ کی خفگی اور طرح طرح کے عذاب سے ایسے لوگون کو ڈراتے ہین جس سے ایسے لوگون کی روح اون کے جسم مین چھپتی پھرتی ہے اور پھر نہایت سختی سے وہ فرشتے اوس روح کو جسم سے نکالتے ہیں آیتہ مین یہ جو ذکر ہے کہ ایسے لوگ موت کے وقت دنیا مین واپس آنے اور نیک عمل کرنے کی تمنا کرتے ہین اسکا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ قبض روح کے وقت ایسے لوگ دنیا مین رہ جانے اور نیک عمل کرنے کی تمنا کرین گے علاوہ اسکے اسی وقت ایسے لوگون کو دوزخ مین ڈالنے کے لئے دوزخ کے کنارہ پر کھڑا کیا جاویگا اسوقت بھی یہ لوگ یہی تمنا کرینگے کہ اون کو نیک عمل کرنے کے لئے دنیا مین واپس بھیج دیا جاوے چنانچہ اس کا ذکر سورۃ الانعام مین گزر چکا ہے حاصل مطلب آیتہ کا یہ ہے کہ قبض روح کے وقت جب ایسے لوگون کو عذاب کے فرشتے نظر آوین گے تو یہ لوگ اپنی حالت پر بہت پچتاکر پہلے اللہ تعالے سے اور پھر قبض روح کے فرشتون سے دنیا مین واپس آنے اور نیک عمل کرنے کی تمنا ظاہر کرین گے جس کا جواب ان لوگون کو یہ ملے گا کہ انتظام الہی کے موافق حشر کے دن تک کوئی مرا ہوا شخص قبر سے اوٹھ کر دنیا مین نہین آسکتا اسواسطے تم لوگون کی یہ تمنا پوری نہیں ہوسکتی دو چیزون کے بیچ مین جو چیز ہو اوسکا وہی حکم ہوا اوس کو برزخ کہتے ہیں انسان کا قبر مین رہنے کا زمانہ دنیا اور عقبے کے مابین مین ایک

اٹھنا دکا زمانہ ہے اس لئے اسکو برزخ کہا جاتا ہے حشر کے دن سب لوگ قبروں سے اٹھکر حساب وکتاب کے لئے دنیا کے ایک ٹکڑے ملک شام میں جمع ہونگے چنانچہ اس کا ذکر ترمذی اور نسائی کی معاویہؓ بن حیدہ کی صحیح روایتہ میں ہے حشر کے دن تک کسی مرے ہوئے شخص کا قبر سے اٹھکر دنیا میں نہ آنے کا ذکر جو آیتہ میں ہے اس حدیث سے اس کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حشر کے دن قبروں سے اٹھکر دنیا کے ٹکڑے ملک شام میں یہ لوگ جمع ہوں گے اس سے پہلے دنیا میں نہیں آسکتے یہ معاویہ بن حیدہ بہز بن حکیم تابعی کے دادا مشہور صحابی میں سے ہیں۔

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ ۝ فَمَنْ ثَقُلَتْ

پھر جسوقت پھونک ماری صور میں تو نہ ذاتیں ہیں اُن میں اُس دن نہ آپس میں پوچھنا سو جسکی بھاری ہوئیں

مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا

تولیں وہی لوگ کامیاب نکلے اور جسکی ہلکی ہوئیں تولیں سو وہی ہیں جو ہار بیٹھے

اَنْفُسَهُمْ فِیْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِیْهَا كٰلِحُوْنَ ۝

اپنی جان دوزخ میں رہا کرینگے مارتی ہے آنکے منہ پر آگ اور وہ اُس میں بدشکل ہو رہے ہیں

منزل ۴

حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود کا اس باب میں اختلاف ہے کہ ان آیتوں میں پہلے صور کا ذکر ہے یا دوسری بار اس اختلاف کا یہ ہے کہ یہاں صور کے ذکر کے بعد عملوں کے تولے جانے کا تذکرہ فرمایا ہے اور اس پر سب سلف کا اتفاق ہے کہ عملوں کا تولا جانا دوسرے صور کے بعد ہوگا اس سبب سے عبداللہؓ بن مسعود کا قول قوی معلوم ہوتا ہے کہ ان آیتوں میں دوسرے صور کا ذکر ہے ترمذی ابوداؤد وغیرہ کے حوالہ سے ابوداؤد کی صحیح روایتہ سورۃ الاعراف میں گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میزان میں خوش اخلاقی بڑی بھاری چیز ٹھہرے گی اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن اعمال کو ایک طرح کا ہلکا اور بھاری جسم دیا جاویگا اس حدیث کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اعمال کو جسم دیا جاویگا اور اس جسم کو تولے جانے کے بعد جن کے نیک عملوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ جنتی قرار پاوینگے اور جن کے بدعملوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ دوزخ میں جاوینگے۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوسعیدؓ خدری کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ آخر کو دوزخ سے نکل کر جنت میں جاویگا اس حدیث کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آیتوں میں جن لوگوں کے ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا ذکر ہے قیامت کے دن یہ وہی لوگ ہوں گے جن کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان نہ ہوگا اسلئے اگلی آیتہ میں فرمایا کہ یہ لوگ قرآن کی آیتوں کو جھٹلانے والے ہونگے جن لوگوں کے نیک عمل اور بدعمل برابر ہوں گے انکا ذکر ان آیتوں میں نہیں ہے لیکن سورۃ الاعراف میں گزر چکا ہے کہ جنت اور دوزخ کے درمیان میں ایک دیوار ہے جس کا نام اعراف ہے جن لوگوں کے نیک عمل اور بدعمل برابر ہوں گے اون کو جنتیوں اور دوزخیوں کے فیصلہ تک اوس دیوار پر ٹھہرایا جاویگا پھر جنتیوں اور دوزخیوں کے فیصلہ کے بعد یہ اعراف والے بھی جنت میں جاوینگے۔ مستدرک حاکم وغیرہ میں انس بن مالک سے روایتہ ہے جس میں اللہ کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک بھائی اپنے دوسرے بھائی پر ظلم زیادتی کرنیکی فریاد کرکے اوسکی سب نیکیان لے لیوینگا اسکے بعد بھی ظلم وزیادتی کا معاوضہ پورا نہ ہوگا تو اپنے گناہ اُس ظالم بھائی پر ڈالدینے کی خواہش کریگا حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے حشر کے دن رشتہ داروں کے اپاد ہاپی مین پڑجانے کا ذکر جو آیتون مین ہے اُس کا حال اس حدیث سے سمجھ مین آسکتا ہے صحیح سند سے مسند امام احمد ترمذی مستدرک حاکم وغیرہ مین ابوسعید خدری سے روایتہ ہے جس کا حاصل یہی ہے جو شاہ صاحب نے اپنے فائدہ مین بیان کیا ہے کہ جلتے جلتے تمام بدن سوج کر نیچے کا ہونٹ ناف تک لٹک پڑے گا اور اوپر کا ہونٹ سر پر جا چڑھے گا یہ حدیث دہم فیہا کالحون کی گویا تفسیر ہے دوزخیون کی زبان کے گھسٹنے اور لوگون کے اُسکے روندنے کا ذکر جو شاہ صاحب نے اپنے فائدہ مین کیا ہے یہ عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث کا خلاصہ ہے یہ حدیث ترمذی بیہقی وغیرہ مین ہے اور اس کی حدیث کی سند مین ایک راوی ابوالمخارق ہے جسکو ترمذی نے غیر مشہور بتلایا ہے لیکن یہ ابوالمخارق ابوالعجلان کی کنیت سے زیادہ مشہور ہے اور امام بخاری کے ادب سفر وحضر کے معتبر راوی حمید بن ابی غنیہ وغیرہ نے ابوالعجلان سے روایتہ لی ہے اسواسطے ابوالعجلان کو بالکل غیر مشہور نہین کہا جاسکتا۔

أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا

تم کو سناتے نہ تھے ہماری آیتین پھر تم اُنکو جھٹلاتے تھے بولے اے رب ہمارے زور کیا ہم پر ہماری کمبختی نے

وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ۝ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ۝

اور رہے ہم لوگ بہکے اے رب نکال لے ہمکو اُس مین سے اگر ہم پھر کرین تو ہم گنہگار

نزل ۴

اوپر ذکر تھا کہ جلتے جلتے دوزخیون کا تمام بدن سوج کر نیچے کا ہونٹ ناف تک لٹک پڑیگا اور اوپر کا ہونٹ سر کے اوپر چلا جاویگا یہ تو ان لوگون کی بدصورتی کا حال ہوا سینڈہ کا پہل جوان لوگون کو کھا نیکو ملے گا جس کا ذکر سورہ والصافات مین آویگا اوس پہل کی مذمت ترمذی نسائی ابن ماجہ وغیرہ کی حضرت عبداللہ بن عباس کی صحیح روایتہ مین یون آئی ہے کہ اُس پہل کے عرق کا ایک قطرہ زمین پر اگر آن پڑے تو اُسکی بدبو سے تمام دنیا کے لوگ گھبرا جاوین سورہ محمد مین آویگا کہ دوزخیون کو سینڈہ کا پہل کھلایا جاویگا جب وہ پہل اُنکے حلق مین پھنسے گا تو ایسا کھولتا ہوا پانی اُنکو پلایا جاویگا جس سے اونکی انتڑیان کٹ کر نکل پڑینگی حاصل کلام یہ ہے کہ اس طرح طرح کے عذاب کے وقت انکو ذلیل کرنے کے لئے انسے کہا جاویگا کہ دوزخ کے عذاب کی قرآن کی آیتین دنیا مین تم لوگون کو سنائی جاتی تھین اور تم اُس عذاب کو جھٹلاتے تھے اب یہ وہی عذاب ہے جسمین تم لوگ گرفتار ہوا اسکے جواب مین یہ لوگ کہینگے یا اللہ تیرے علم غیب کے موافق دنیا مین پیدا ہونے سے پہلے جس طرح کے ہم بدبخت ٹھہرے تھے دنیا مین پیدا ہونے کے بعد وہی بدبختی ہمارے سر پر سوار رہی اس لئے ہماری ساری زندگی گمراہی مین گزری اب اگر اس آگ سے ہم کو نکالا جاکر دنیا مین دوبارہ بھیجا جاوے تو ضرور ہم نیک کام کرینگے اور اگر دوسری دفعہ بھی ہم اپنی زندگی گمراہی مین گزارین تو ہم کو سخت مجرم قرار دیا جاوے صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث کئی جگہ گذر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے جو کچھ دنیا مین ہونے والا تھا اپنے علم غیب کے نتیجے کے طور پر وہ سب اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے

سورہ الانعام مین گزر چکا ہے کہ اگر دنیا مین ان لوگونکو دوبارہ بھیجا جاوے تو پھر یہ لوگ وہی کرین گے جو پہلی دفعہ کر چکے اوپر کی حدیث اور سورہ الانعام کی آیتون کو ان آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جسطرح اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق لوح محفوظ مین یہ لکھا گیا ہے کہ یہ لوگ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد اپنی ساری عمر گمراہی مین گزارین گے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین یہ بات بھی ٹھہری ہوئی تھی کہ اگر ان لوگون کو دوبارہ دنیا مین بھیجا جاوے تو پھر یہ لوگ وہی کرین گے جو پہلی دفعہ کر چکے اسواسطے ان لوگون کی یہ درخواست اللہ تعالیٰ کے نزدیک منظوری کے قابل قرار نہ پائی بلکہ اس درخواست پر وہ خفگی کا جواب ملا جس کا ذکر آگے کی آیۃ مین ہے۔

قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ○

فرمایا پڑے رہو پھٹکارے اس مین اور مجھسے نہ بولو

یہ وہی خفگی کا جواب ہے جسکا ذکر اوپر گزرا حاصل اس جواب کا یہ ہے کہ جس وقت یہ لوگ دنیا مین پھر انے اور نیک عمل کرنے کی خواہش اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش کرین گے اوسوقت یہ جواب اللہ تعالیٰ اون لوگون کو دیوے گا جو اس آیۃ مین ہے معتبر سندسے ترمذی ابوداؤد اور مستدرک حاکم وغیرہ مین عبداللہ بن عمرو بن العاص سے جو روایتین ہین انکا حاصل یہ ہے کہ دوزخی لوگ دوزخ کے عذاب سے تنگ آکر پہلے تو داروغہ دوزخ سے اپنی موت کی دعا کرنے کی خواہش کرینگے ہزار برس تک تو مالک داروغہ دوزخ کی طرف سے اونکو کچھ جواب نہ ملیگا ہزار برس کے بعد یہ جواب ملیگا کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھکر کوئی فریادرس تمہارا نہین ہے پھر یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے التجا کرینگے کہ یا اللہ اب ہم کو دوزخ سے نکال دوبارہ ہم تیری مرضی کے مخالف عمل نہین کرینگے دنیا کی جتنی عمر ہے اوس سے دوچند مدت تک تو کچھ جواب اونکو نہ ملیگا اس قدر مدت کے بعد یہ جواب ملیگا کہ دور ہو تم لوگ بات کرنے کے قابل نہین ہو دور ہی عذاب مین رہنے کے لائق ہو کیونکہ ایک تو تم خود نیک کام نہین کرتے تھے اور اگر کوئی دوسرا بھی نیک کام کرتا تھا تو تم اُسپر ہنستے تھے نیک کام کرنے والونپر یہ منکرین شریعت جو ہنسا کرتے تھے اوس کا ذکر آگے کی آیتون مین آتا ہے صحیح بخاری و مسلم مین عدی بن حاتم سے جو روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر ایک شخص سے بلاواسطہ کلام کریگا اس آیۃ اور اس حدیث مین کچھ اختلاف نہین ہے کیونکہ حساب وکتاب کے وقت جسطرح ہر شخص سے بلاواسطہ اللہ تعالیٰ کلام کریگا اسی طرح ان لوگونسے بھی فرماویگا کہ کیا دنیا مین تم لوگونکو قرآن کی آیتین نہین سنائی گئین اور تم نے اون آیتون کو نہین جھٹلایا چنانچہ اوپر کی آیتون مین یہ ذکر گزر چکا ہے یا ان حساب وکتاب کے بعد جب ہمیشہ کے لئے یہ لوگ دوزخ مین ڈال دیئے جاوین گے اور فیصلہ الٰہی کے برخلاف یہ لوگ دوزخ سے نکالنے کی التجا کرین گے اوسوقت یہ حکم ہوگا کہ دور ہو تم لوگ بات کرنے کے قابل نہین ہو۔

اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ

ایک فرقہ تھا میرے بندون مین جو کہتے تھے اے رب ہمارے ہم یقین لائے سو معاف کر ہمکو اور مہر کر ہمپر اور تو سب

الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ○

مہربانونسے بہتر ہے پھر تم نے انکو ٹھٹھون مین پکڑا یہان تک کہ بھولے انکے پیچھے میری یاد اور تم اُنسے ہنستے رہے

منزل ۵

إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ○

سینے آج دیا اُنکو بدلا اُنکے سہنے کا کہ وہی ہین مراد کو پہنچے

مشرکین مکہ کا یہ خیال تھا کہ ان مین کے جو لوگ مالداری یا قوم کے سرگروہ ہونے کے سبب سے دنیا مین عزت اور رکھتے ہین وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی عزت دار ہین اسی واسطے بلال عمار صہیب خباب جیسے غریب صحابہ کو یہ مالدار مشرک چھیڑا کرتے تھے اور طرح طرح کی سخریں ان کی باتین کیا کرتے تھے کبھی کہتے کہ اسلام کوئی عزت کی چیز ہوتی تو یہ غریب لوگ اسلام لانے مین ہم عزت دار لوگون سے کبھی آگے قدم نہ بڑھاتے چنانچہ یہ ذکر سورۃ الاحقاف مین تفصیل سے آویگا کبھی اس طرح کی اور باتین کرتے تھے جسکا ذکر مناسب موقعون پر آیا ہے۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے جناب بن الارت کی روایۃ گزر چکی ہے جس مین خباب کہتے ہین مین نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ شکایت کی کہ تبو مشرکین ہمین بہت ستاتے ہین آپنے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسلام کی ترقی کا جو وعدہ کیا ہے وقت مقرر پر ضرور اسکا ظہور ہوگا وقت مقررہ تک صبر کرنا چاہیے اس حدیث کو ان آیتون کے ساتھ ملانے سے مطلب یہ ہوا کہ جن دوزخیون کے عذاب مین گرفتار ہونے کا اوپر ذکر تھا اون کے عذاب کا ایک سبب تو اوپر کی آیتون مین تھا کہ وہ لوگ قرآن کی آیتون کو جھٹلاتے تھے ان آیتون مین اسی عذاب کا یہ دوسرا سبب بیان فرمایا کہ یہ عذاب مین گرفتار رہنے والے لوگ ہین جو قرآن کی آیتون کو جھٹلاتے بھی تھے اور جو غریب ایماندار لوگ قرآن کی آیتون کو مانتے تھے انکو یہان تک مسخرا پن سے ستاتے بھی تھے کہ اس ستانے کے پیچھے اپنے اس انجام کو بالکل بھول گئے تھے جو آج درپیش ہے کہ ہمیشہ کے عذاب مین گرفتار اور اس عذاب سے نجات پانے اور دنیا مین دوبارہ جاکر نیک کام کرنے کی التجا کر رہے ہین اور جن غریب ایماندارون کو یہ مالدار مشرک طرح طرح سے دنیا مین ستاتے تھے اور اللہ کے رسول کی نصیحت کے موافق وہ غریب اپسپر صبر کرکے چپکے ہو رہتے تھے اونکا انجام بھی ان مشرکون کی آنکھون کے سامنے ہے کہ وہ جنت مین بادشاہت کر رہے ہین صحیح مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کے بڑے بڑے مالدار نافرمان لوگون کو قیامت کے دن جب دوزخ مین ڈالا جاویگا تو دوزخ مین ڈالتے ہی فرشتے اون سے پوچھین گے کہ دنیا کے جس عیش و آرام کے نشہ نے تم کو عقبیٰ سے غافل رکھا اس عذاب کے آگے دنیا کا وہ عیش و آرام تم کو کچھ یاد ہے تو اسکے جواب مین وہ قسم کھاکر کہوین گے کہ نہین اسی طرح جنت مین داخل ہوتے ہی ایماندار غریب اہل جنت سے فرشتے پوچھین گے کہ دنیا کی وہ غریبی کی حالت جسپر تم نے صبر کیا اور اس صبر کے اجر مین تم کو یہ بادشاہون کا سا ہمیشہ کا عیش و آرام ملا اس عیش و آرام کے آگے دنیا کی وہ تنگدستی اور غریبی تم کو کچھ یاد ہے تو وہ بھی قسم کھاکر کہوین گے کہ نہین جن دو فرقون کا حال ان آیتون مین ہے اونکا انجام اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے۔

قُلْ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ○ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ

فرمایا تم کتنی دیر رہے زمین مین برسون کی گنتی سے بولے ہم رہے ایک دن یا کچھ دن سے کم تو پوچھ لے

الْعَادِّينَ ○ قَالَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ○

گنتی والونسے فرمایا تم اس مین بہت نہیں تھوڑا ہی رہے ہو اگر تم جانتے ہوتے

ان دوزخیون کو قائل کرنے کے لئے جسطرح ان سے یہ پوچھا جاویگا کہ کیا تم کو قرآن کی آیتین نہیں سنائی گئین اور تم نے انکو نہین جھٹلایا اسی طرح یہ بھی انسے پوچھا جاویگا کہ دنیا کی جس زندگی کے نشہ مین تم عقبی کو بھول گئے اور اللہ کے کلام کو تمنے جھٹلایا اخر تم کو کچھ یہ بھی یاد ہے کہ دنیا مین تم کتنے برس رہے عذاب کی سختی کے سبب سے یہ لوگ بالکل بدحواس ہوجاوین گے اس لئے بدحواسی کا جواب دین گے کہ جنکو صحیح گنتی یاد ہو انسے یہ بات پوچھی جاوے کہ دنیا مین ہم کتنے برس رہے اس ہمیشہ کے سخت عذاب کے آگے ہم تو یہی کہہ سکتے ہین کہ ہم دنیا مین ایک دن یا اس سے بھی کچھ کم رہے اس کے جواب مین اللہ تعالی فرماویگا اب تو تم کو دنیا مین رہنے کی مدت یاد نہین لیکن اگر یاد کرکے تم اس مدت کو اسوقت جان بھی لیتے تو اس ہمیشہ کے عذاب کے آگے وہ مدت کچھ شمار کے قابل نہ ٹہرتی صحیح مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث اوپر گزر چکی ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے مالدار نافرمان لوگ قیامت کے دن دوزخ کے پہلے ہی جھونکے مین دنیا کے سب عیش و آرام کو بالکل بھول جاوینگے اس حدیث کو ان آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ دوزخ کے عذاب کی سختی کے آگے دوزخی لوگ دنیا کی راحت کو اس راحت کی مدت کو سب چیزونکو بھول جاوین گے۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝

سو کیا تم خیال رکھتے ہو کہ ہم نے تمکو بنایا کھیلنے کو اور تم ہمارے پاس پھر نہ آؤگے

منکرین حشر کا یہ بھی جواب ہے کہ دنیا کے نیک و بد کی جزا و سزا کے لئے پھر دوبارہ جینا نہ ہو تو دنیا کا پیدا کرنا بے فائدہ ہوتا جس سے اللہ کی شان پاک ہے۔ اللہ تعالی کی پیدا کی ہوئی مخلوق مین بھی عقلمند لوگ اس طرح کے بے فائدہ کام سے پرہیز کرتے ہین جسطرح کے بے فائدہ کام یہ لوگ اللہ کی طرف منسوب کرتے ہین کیونکہ یہ لوگ مثلاً کھیتی کرتے ہیں تو اناج پیدا ہونے کی نیت سے باغ لگاتے ہیں تو میوہ کھانے کے ارادہ سے پھر تمام مخلوقات کو جو اللہ تعالی نے پیدا کیا بغیر سزا و جزا کے ہمکو بلا نتیجہ ٹہرانا ان لوگون کی بڑی نادانی ہے ایک بیمار شخص عبداللہ بن مسعود کے پاس آنحضرت کے زمانہ مین آیا حضرت عبداللہ بن مسعود نے یہ آیت پڑھکر اوس بیمار پر دم کی وہ اچھا ہوگیا جب آنحضرت سے اوس کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ آیۃ تو ایسی ہے کہ اگر اعتقاد سے کوئی شخص پہاڑ کو جگہ سے ہلا دینے کی نیت سے اس آیۃ کو پڑھکر پہاڑ پر پھونکے تو پہاڑ بھی جگہ سے ہل جاوے عبداللہ بن مسعود کی یہ روایۃ مسند ابی یعلی تفسیر ابن ابی حاتم تفسیر ابن مردویہ وغیرہ کئی کتابون مین ہے اسواسطے ایک سند کو دوسری سند سے تقویت ہوجاتی ہے صحیح بخاری کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایۃ سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ تعالی نے فرمایا انسان نے اپنی پہلی پیدائش کو آنکھونسے دیکھکر پھر دوبارہ پیدائش کا جو انکار کیا اس سے اسنے اپنے پیدا کرنے والے کو جھٹلایا جو انسان کو زیبا نہین تھا کیونکہ اگر انسان ذرا بھی غور کرتا تو یہ بات اسکی سمجھ مین اچھی طرح آجاتی کہ جس صاحب قدرت نے پانی کے ایک قطرے سے انسان کا پتلا بنا کر اس مین روح پھونکدی اسکو آدم علیہ السلام کے ایک پتلہ کی طرح خاک کے بہت سے پتلون کا بنا دینا اور ان مین روح کا پھونکدینا کیا مشکل ہے اس حدیث کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ مشکل طریقہ کی پہلی پیدائش کو آنکھون سے دیکھ کر آسان طریقہ کی دوسری دفعہ کی پیدائش کے جو لوگ منکر ہین وہ گویا اس عقلی تمرہ سے بے بہرہ ہین کہ جو کام مشکل طریقہ سے ایک دفعہ کیا جاچکا ہو آسان

طریقہ سے پھر دوسری دفعہ اوس کا کیا جانا بالکل آسان ہے سورہ الروم مین اللہ تعالے نے اس مطلب کو ذرا تفصیل سے بیان فرمایا ہے ۔

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝

سو بہت اوپر ہے اللہ وہ بادشاہ سچا کوئی حاکم نہین اسکے سوائے مالک اس خاصے تخت کا

اوپر دون لوگون کا ذکر تھا جو بغیر کسی سند کے اللہ کی تعظیم مین دوسرون کو شریک کرتے ہین اور سزا و جزا کے لئے حشر کے قائم ہونے کا انکار کرکے دنیا کی پیدائش کو بلا نتیجہ ٹھہراتے تھے ان آیتون مین فرمایا کہ دنیا کے عارضی بادشاہ اپنی بادشاہت مین کسی کا شریک ہونا پسند نہین کرتے اسی طرح فرمان نوکرون اور رعایا کو مناسب سزا دیتے ہیں فرمانبردارونسے طرح طرح کے سلوک کرتے ہین تو اس صاحب عرش حقیقی بادشاہ کی شان مین یہ منکر شریعت لوگ جو باتین منہ سے نکالتے ہیں وہ بادشاہ حقیقی ہاون باتون سے بہت بالاتر ہے اور جب اوس صاحب قدرت نے انسان کو اس طرح پیدا کیا کہ اس مین اسکا کوئی اس کا شریک نہین ہے تو ہر شخص پر خالص اوسی کی تعظیم واجب ہے جو لوگ اپنے اس واجب حق کو ادا نہین کرتے وہ کسی کا کچھ نہیں بگاڑتے بلکہ اپنی عاقبت خراب اور برباد کرتے ہین صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے معاذ بن جبل کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندون پر یہ ہے کہ وہ اوس کی تعظیم مین کسی کو شریک نہ کرین اب جو بندے اللہ تعالیٰ کے اس حق کو پورے طور پر ادا کرین گے اللہ تعالیٰ نے اُن کا یہ حق اپنے ذمہ لیا ہے کہ وہ ایسے لوگون کو عقبیٰ کی خرابی سے بچا دے گا اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ جو لوگ اس حق کے ادا کرنے مین کوتاہی کرتے ہین وہ کسی کا کچھ نہین بگاڑتے بلکہ اپنی عقبیٰ خراب کرتے ہین ۔ منزل ۴

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

اور جو کوئی پکارے اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم جسکی سند نہین اسکے پاس سو اسکا حساب ہے اسکے رب کے نزدیک بیشک

الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

بھلا نہ پاوینگے منکر اور تو کہہ اے رب معاف کر اور مہر کر اور تو ہے بہتر سب مہر والونسے

سورہ الاحقاف مین آویگا کہ اللہ تعالیٰ نے تو زمین آسمان اور ان بت پرستون کو پیدا کیا ان بت پرستون سے تمہون نے کوئی چیز پیدا کی ہو تو یہ لوگ اسکی سند پیش کرین اور اس طرح کی کوئی سند یہ لوگ پیش نہین کر سکتے تو ان سے پوچھا جاوے کہ پھر آخر کس سبب سے یہ لوگ بتون کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہین کیونکہ دنیا مین تو ان بتون کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کا یہ لوگ کچھ پتا اور نشان نہین بتلا سکتے اور عقبیٰ کا یہ حال ان لوگون کو قرآن مین کئی جگہ سمجھا دیا گیا ہے کہ جن فرشتون اور نیک لوگون کی مورتون کی یہ لوگ پوجا کرتے ہین قیامت کے دن وہ فرشتے اور نیک لوگ ان مشرکون کی صورت سے بیزار ہو جاوین گے ان آیتون مین شرک کا کسی سند سے ثابت نہ ہونے کا اور مشرکون کا بہلائی کو نہ پہنچنے کا جو ذکر ہے سورۃ الاحقاف کی آیتون سے اوس کی تفسیر اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے

صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے عبداللہؓ بن مسعود کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرک سے بڑھ کر دنیا مین کوئی گناہ نہین اس حدیث کو آیہ کے ٹکڑے فانما حسابہ عند ربہ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ شرک جتنا بڑا گناہ ہے قیامت کے دن نیکی بدی کے حساب وکتاب کے وقت اُسکے مواخذہ کا حال ان مشرکون کو اچھی طرح معلوم ہوجاویگا جن غریب مسلمانون کا یہ ذکر اوپر گزرا کہ جب مالدار مشرک انکو طرح طرح کے مسخراپن مین اڑاتے تھے تو وہ غریب مسلمان کن لفظون سے بارگاہ الٰہی مین دعا کیا کرتے تھے آخر سورہ مین اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اون ہی لفظون سے دعا مانگنے کا حکم دیا تاکہ اون غریب مسلمانون کا دل بڑھے اور وہ جان لیوین کہ یہ لفظ اللہ تعالےٰ کو بہت پسند ہین صحیح بخاری ومسلم مین حضرت ابوبکرؓ صدیق سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب ابوبکرؓ صدیق نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی فائدہ مند لفظون کی دعا کے تبلانے کی التجا کی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کو جو دعا تبلائی اوس کے لفظ بھی ان لفظون کے قریب قریب تھے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ یہ لفظ یا ان کے معنے کے قریب کے لفظ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہین۔ سورۃ المومنون ختم ہوئی۔

سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَسِتُّوْنَ اٰيَةً وَتِسْعَةُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○

ایک سورہ ہے ہمنے اُتاری اور ذمہ پر لازم ہے اور اُتارین اُسمین باتین صاف شاید تم یاد رکھو

یون تو سارا قرآن اللہ تعالیٰ کا نازل فرمایا ہوا ہے لیکن اس سورہ مین بدکاری کی شہادت اُس کی سزا کے اسی طرح اور خاص خاص حکم تھے اس لئے تاکید کے طور پر فرمایا کہ یہ سورہ اللہ تعالےٰ نے نازل فرمائی ہے اس مین جو احکام صاف لفظون مین نازل کئے گئے ہین اون کی پابندی ہر ایماندار شخص پر لازم ہے اور ہر شخص کو یہ بات بھی اچھی طرح سمجھ لینی اور یاد رکھنی چاہیئے کہ آیندہ کی ضرورتون کے لحاظ سے یہ مفید احکام اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب کے موافق نازل فرمائے ہین صحیح بخاری ومسلم مین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مخزومیہ عورت کے چوری کے معاملہ مین خطبہ پڑھا اور اُس خطبہ مین فرمایا کہ شرعی سزا کے جاری کرنے مین پہلوتہی بڑی وبال کی بات ہے کیونکہ اس پہلوتہی سے پچھلی قومون پر طرح طرح کی آفتین آگئی ہین۔ اس حدیث کو آیہ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اس سورت مین سزا کے احکام ہین اور سزا کے احکام مین پہلوتہی کا کرنا بڑے وبال کی بات ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر فرمایا یہ سورہ اللہ تعالیٰ کی نازل فرمائی ہوئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس مین جو احکام ہین اُنپر عمل کرنے مین پہلوتہی کرنا بڑے وبال کی بات ہے۔

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ

بدکاری کرنے والی عورت اور مرد سو مارو ایک ایک کو دونون مین سے سو چوٹ قہی کی اور نہ آوے تم کو آپنر ترس

فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

اللہ کے حکم چلانے مین اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر اور دیکھین انکا مارنا کچھ لوگ مسلمان

اس سورت مین جو احکام ہین اون احکام مین کا یہ پہلا حکم ہے حاصل اس حکم کا یہ ہے کہ بدکار عورت یا مرد بن بیاہے ہوئے ہین اور چار گواہون سے یا حمل سے یا اقرار سے اون کی بدکاری ثابت ہو جاوے تو اون کے سو کوڑے مارو واکثر علما کے نزدیک علاوہ اون سو کوڑون کی سزا کے ایسے لوگون کو برس دن تک بموجب صحیح بخاری و مسلم کے ابو ہریرہؓ کی حدیث کے شہر سے نکال دینے کا حکم بھی ہے امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ اس حکم کے خلاف مین ہین وہ یہ فرماتے ہین کہ یہ دیس نکالا حاکم کی رائے پر موقوف ہے خواہ وہ نکالے یا نہ نکالے زیادہ تفصیل اس کی فقہ کی کتابون مین ہے یہان تک بن بیاہے بدکار مرد و عورت کا حکم ہوا اگر بیاہے ہوئے مرد عورت بدکاری کرین تو اون کا حکم سنگ سار کرنے کا ہے صحیح بخاری و مسلم و مسند امام احمد وغیرہ مین حضرت عبداللہ بن عباس کی روایۃ سے حضرت عمر کی جو حدیث ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ ایک روز حضرت عمرؓ نے خطبہ پڑھا اور لوگون کو جتلایا کہ قرآن شریف مین سنگ سار کرنے کے آیۃ تھی جس کو ہم سب نے یاد کیا ہے اور ہم سب کے سامنے وہ آیۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اور آنحضرت نے اوس آیۃ کے موافق عمل کیا ہے اوس کی تلاوت اگرچہ منسوخ ہے مگر اوس کا حکم ضرور باقی ہے اگر مجھکو یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ کہوین گے عمر نے قرآن شریف مین اپنی طرف سے کچھ لفظ بڑھا دیے تو مین اوس آیۃ کو ہر ایک قرآن شریف کے ایک گوشہ پر لکھوا دیتا کیونکہ مجھکو یہ بھی خوف ہے کہ تھوڑے دنون مین لوگ اس آیۃ کے حکم کا انکار کرنے لگ جاوین گے اب ہی یہ بات کہ سنگ سار ہونے والے بدکار کو فقط سنگ سار ہی کیا جاوے یا کوڑے بھی مارے جاوین صحیح مسلم مسند امام احمد بن حنبل اور سنن مین حضرت عبادہ بن صامتؓ کی حدیث ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ سنگ سار کرنے سے پہلے ایسے بدکار کو کوڑے بھی مارنے چاہیں اور امام احمد رحمۃ اللہ کا مذہب بھی اس حدیث کے موافق ہے لیکن جمہور علما اس کے مخالف ہیں بدکار اگر لونڈی غلام ہون تو بجائے سو کوڑون کے پچاس کوڑے سورۃ النساء کی آیۃ فعلیہن نصف ما علی المحصنات من العذاب اور حدیث کی رو سے رہ جاتے ہیں اور سنگ ساری کی سزا لونڈی غلام کو نہین ہی کیونکہ کوڑون کی سزا کی طرح سنگ ساری کی سزا آدہی نہین ہو سکتی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد اور عورت دونون کو سنگساری کی سزا جو دی ہے اسکا ذکر صحیح بخاری و مسلم کی عبداللہ بن عمر کی روایۃ مین تفصیل سے ہے لونڈی غلام کو پچاس کوڑے مارنے کی روایتین زوائد مسند اور موطا مین ہین حاملہ بدکار بیاہی ہوئی عورت کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ پیدا ہو جانے کے بعد سنگساری کی سزا دی ہے چنانچہ صحیح مسلم مین چند صحابہ سے جو روایتین ہین اون مین اس کا ذکر تفصیل سے ہے۔ صحیح بخاری و مسلم مین عبداللہ بن عمر سے روایۃ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بیاہے ہوئے بدکار ایک عورت اور ایک مرد کو یہود لوگ اللہ کے رسول صلے اللہ

علیہ وسلم کے پاس لائے آپنے اون یہودیونسے پوچھا توراۃ مین ایسے مرد اور عورت کے لئے کیا حکم ہے اون یہودیون نے جواب دیا کہ توراۃ کے حکم کے موافق ہم تو ایسے مرد اور عورت کا کالا سونھہ کرکے اونہین بستی مین پھراتے ہین آپ نے فرمایا توراۃ مین تو ایسے گنہگارون کے لئے سنگسار کرنے کا حکم ہے آخر توراۃ لائی گئی اور سنگساری کا حکم اوس مین نکلا اور اُس مرد اور عورت کو سنگسار کیا گیا آخر آیتہ مین جو فرمایا کہ اون پکے ایماندارلوگون کو جو قیامت کے دن اللہ تعالی کے روبرو کھڑے ہونے کا پورا یقین دل مین رکھتے ہیں یہ نہین چاہیے کہ شرعی سزا کے جاری کرنے کے وقت وہ گنہگارون پر ترس کھاوین اس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایسے موقع پر ترس کھانے سے شرع کے احکام سزا مین اس طرح کا تبدل تغیر ہوجاتا ہے جسطرح کا تبدل یہودنے توراۃ مین کیا تھا طائفۃ من المومنین کی تفسیر مین اگرچہ سلف کے کئی قول ہین لیکن حافظ ابوجعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین بدکاری کی گواہی کی تعداد کے موافق یہان بھی چار شخصون کی تعداد کو ضروری بتلایا ہے اور اگر چار سے زیادہ کچھ لوگ جمع ہوجاوین تو کچھ منا ہی نہین ہے ۔

الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ

بدکار مرد نہیں بیاہتا مگر عورت بدکار یا شرک والی کو اور بدکار عورت کو بیاہ نہین لیتا مگر بدکار مرد یا شریک والا

وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝

منزل ۴

اور یہ حرام ہوا ہے ایمان والون پر

ترجمہ مین لاینکح کے معنے بیاہ نہ کرنے کے جو لئے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس کے علاوہ اور بعضے سلف کے قول کے موافق ہین حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق آیتہ کی تفسیر یہ ہے کہ بدکار مرد سے بدکار یا مشرکہ عورت بدکاری کرتی ہے ایماندار مرد عورت بدکاری کو حرام جانکر ہمیشہ بدکاری سے بچتے ہین ابوداؤد نسائی اور ترمذی میں معتبر سند سے مرثد بن ابی مرثد کا قصہ جو آیتہ کی شان نزول کے طور پر ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اسلام لانے سے پہلے مرثد ابن ابی مرثد کی ایک عورت سے آشنائی تھی جس کا نام عناق تھا مرثد بن ابی مرثد کے اسلام لانے کے بعد عناق نے مرثد سے نکاح کرنے کی خواہش کی اور مرثد نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نکاح کی اجازت چاہی اوسپر یہ آیتہ نازل ہوئی اس صحیح شان نزول کی روایت سے اسکی پوری تائید ہوتی ہے کہ آیتہ مین لاینکح کے معنے بیاہ نہ کرنے کے ہین کیونکہ کسی صحابی کا بدکاری کی اجازت کا اللہ کے رسول سے اجازت کا چاہنا صحابی کی شان کے بالکل برخلاف ہے اس صحیح معنے کے موافق حاصل مطلب آیتہ کا یہ ہے کہ بغیر خالص دل کی توبہ کے اگر کسی بدکار مرد کا بیاہ کسی پارسا عورت سے کردیا جاویگا تو اس طرح کا مرد بیاہ ہوجانے کے بعد بھی اپنی بدکاری کی عادت سے باز نہ آویگا جس سے پارسا عورت کا حق پورا ادا نہ ہوگا اسی طرح کسی بدکار عورت کا بیاہ کسی پرہیزگار مرد سے ہوجاویگا تو یہی خرابی وہان بھی پائی جاویگی اسی واسطے بیاہ شادی مین دینداری کی شرط پر علما کا اتفاق ہے حاصل کلام یہ ہے کہ سورۂ بنی اسرائیل مین بدکاری کو بیحیائی کا کام فرمایا ہے ۔ اور صحیح بخاری وسلم مین عبداللہ بن عمر سے جو روایتہ ہے اس مین شرم وحیا کو ایمان کا جزو قرار دیا گیا ہے اس لئے بغیر خالص دل کی توبہ کے بدکار مرد کا پارسا عورت سے یا بدکار عورت کا پرہیزگار مرد سے نکاح جائز نہین ہے کیونکہ بیحیائی اور

شرم حیا ایک میان بی بی مین جمع ہون گے تو طرح طرح کی خرابیان پیدا ہو جاوین گی۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ

اور جو لوگ عیب لگاتے ہیں قید والیون کو پھر نہ لائے چار مرد شاہد تو مارو اُسکو اسی چوٹ

جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ

قیچی کی اصلہ نہ مانو اُنکی گواہی کبھی اور وہی لوگ ہین بیحکم مگر جنہون نے

تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

توبہ کی اس پیچھے اور سنوار پکڑے تو اللہ بخشتا ہے مہربان

حقیقت مین جو مرد یا عورت بدکار ہون اوپر اُنکا ذکر تھا ان آیتون مین اون مرد اور عورتون کا ذکر ہے جن پر سا عورت یا مرد پر لوگ زبردستی بدکاری کا الزام لگاوین حاصل مطلب ان دونون آیتون کا یہ ہے کہ یہ زبردستی الزام لگانے والے لوگ اگر الزام کے ثبوت مین چار گواہون کی گواہی نہ لاوین تو اس جھوٹے الزام کی سزا مین ایسے لوگون کو اسی کوڑے مارے جاوین اور ایسے لوگون کی گواہی اُسوقت تک کسی مقدمہ مین منظور نہ ہو جب تک یہ لوگ اپنی عادت سے خالص دل سے توبہ نہ کرین ہان بعد توبہ کے اللہ غفور رحیم انکے گناہون کو بخشدیگا زنا کے مقدمے مین جس طرح لونڈی غلام کو پچاس کوڑے مارے جاتے ہیں اسی طرح اکثر سلف کے نزدیک زبردستی بدکاری کا الزام لگانے کے جرم مین لونڈی غلام پر چالیس کوڑون کی سزا ہے چنانچہ موطا مین جو روایتیں ہیں اون مین اسکا ذکر تفصیل سے ہے کوئی آقا اپنی لونڈی یا غلام کو بدکاری کا الزام لگاوے تو آقا کو کوڑے مارنے کی سزا نہین دی جاتی چنانچہ اس کا ذکر صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہؓ کی روایت سے ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ

اور جو لوگ عیب لگاوین اپنی جورؤ کو اور شاہد نہ ہون اُنکے پاس سوائے اُنکی جان کے تو ایسی کسی کی گواہی یہ

اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ

چار گواہی دیوے اللہ کے نام کی مقرر یہ شخص سچا ہے اور پانچوین یہ کہ اللہ کی پھٹکار ہو اُس شخص پر

اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ

اگر وہ ہو جھوٹا اور عورت سے ٹلتی ہے مار یون کہ گواہی دے چار گواہی

بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ

اللہ کے نام کی کہ مقرر وہ شخص جھوٹا ہے اور پانچوین یہ کہ اللہ کا غضب آوے اُس عورت پر اگر وہ شخص

الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝ ع

سچا ہے اور کبھی نہ ہوتا اللہ کا فضل تمہارے اوپر اور اُسکی مہر اور یہ کہ اللہ معاف کرنیوالا ہے حکمتین جانتا تو کیا کچھ ہوتا

اس آیۃ کی شان نزول میں علمائے مفسرین نے بڑا اختلاف کیا ہے بعضے کہتے ہیں کہ ہلال بن امیہ ایک صحابی تھے اون کا قصہ اس آیۃ کی شان نزول ہے رفع اس اختلاف کا وہی ہے جو حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں بیان کیا ہے کہ دونو قصے صحیح روایتوں میں ہیں اور ایک ہی زمانہ میں گزرے ہیں اسواسطے دونو قصون کو شان نزول کہنا چاہئے کیونکہ قرآن شریف میں ایسی آیتیں بہت ہیں کہ کئی قصے ایک قسم کے گزرنے کے بعد وہ آیتیں نازل ہوئی ہیں اور اون چند قصون کا مجموعہ اُنکی شان نزول ہے ہلال بن امیہ کا قصہ صحیح بخاری میں عکرمہ کی سند سے حضرت عبداللہ بن عباس نے جو روایت کیا ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت کے روبرو ہلال بن امیہ نے اپنی بی بی کی بدکاری کی شکایت کی آنحضرت نے فرمایا کہ اس شکایت کے ثبوت میں تم کو چار گواہ پیش کرنے پڑینگے ورنہ تمہاری پیٹھ پر جھوٹی تہمت کے جرم میں اسّی کوڑے پڑینگے ہلال بن امیہ نے کہا کہ ایسے موقع پر گواہ کہان پیدا ہوسکتے ہیں مجکو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی حکم نازل فرماکر میرے سچ کو سب پر ظاہر کردیگا اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی اور عویمر عجلانی کا قصہ صحیحین میں سہل بن سعد کی روایت سے ہے حاصل اُسکا یہ ہے کہ عویمر نے ایک صحابی عاصمؓ سے کہا کہ تم آنحضرت سے یہ مسئلہ پوچھو کہ کوئی شخص اپنی بی بی کے پاس غیر مرد کو دیکھے اور اُسکو مار ڈالے تو کیا وہ قصاص میں قتل کیا جاویگا عاصمؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ مسئلہ پوچھا لیکن آپ نے کچھ جواب نہ دیا عویمر نے جب عاصم کی معرفت اپنے مسئلہ کا جواب نہ پایا تو خود آنحضرتؐ سے وہ مسئلہ پوچھا اوسوقت آپ نے فرمایا کہ ایسے لوگون کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائی ہیں حافظ ابن حجر نے ان دونو قصون کے ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ عاصمؓ کے آنحضرت کے پاس آنیکے وقت تک کوئی حکم اس باب میں نازل نہیں ہوا تھا اسی واسطے آپ نے عاصم کے جواب میں سکوت فرمایا اتنے میں ہلال بن امیہ کا قصہ پیش آیا اور اسی پر یہ آیت نازل ہوئی اور اُس عرصہ میں خود عویمر اپنی ذات سے مسئلہ پوچھنے آئے اس لئے ہلال بن امیہ اور عویمر دونون کے قصون کی روایت میں آیتون کے نازل ہونے کا ذکر ہے اور دونون قصون کو شان نزول کہنا مناسب حال ہے بعضے علمائے کو جو شبہ پیدا کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت کے لفظ پریشان ہیں کہیں ہلال بن امیہ کے قصہ کا ذکر ہے کہیں عویمر کے قصے کا اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے دونون قصون کو بیان کیا ہے ایک روایۃ عکرمہ کی سند سے ہے جسکو امام بخاری نے کتاب التفسیر میں روایت کیا ہے اس سند میں ہلال بن امیہ کے قصہ کا ذکر ہے دوسری روایت قاسم بن محمد کی سند سے ہے جسکو امام بخاری نے بغیر گواہی کے سنگسار کرنے کے باب میں روایت کیا ہے دونون سندون کو ایک خیال کرنے سے شبہ پیدا ہوتا ہے ورنہ حقیقت میں کوئی شبہ نہیں ہے اس مسئلہ کو جسکا ذکر آیتون میں ہے لعان کا مسئلہ کہتے ہیں کیونکہ اس مسئلہ میں خاوند اور بی بی دونون اپنے اپنے سچے ہونے کے لئے جھوٹے پر لعنت کرتے ہیں اسلئے اس لعان کے حکم میں علما کا اختلاف ہے امام مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک فقط لعان سے طلاق ہوجاتی ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک لعان کے بعد حاکم کے طلاق دلوانے کی ضرورت ہے اور امام احمد سے اس باب میں دونون طرح روایتیں ہیں تفصیل اسکی فقہ کی کتابون میں ہے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ جب میاں اپنی بی بی کے پاس غیر شخص کو دیکھتا ہے تو ایسی حالت میں کوئی اور نہیں ہوتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے مرد کی لعان کو عورت کی بدکاری کی شہادت قرار دیا ہے تاکہ مرد کے ذمہ سے زبردستی کی بدکاری کے الزام کی سزا اوٹھ جاوے مرد کی اس گواہی کے بعد عورت کو سنگساری کی

منزل

سزاوار بجا دیگی لیکن اگر وہ اس سزا کو اپنے ذمہ سے ساقط کرنا چاہے تو لعان کی وہ صورت اختیار کرے جس کا ذکر آیتون مین ہے آخر کو فرمایا یہ اللہ کا فضل اور اُسکی حکمت ہے کہ اوس نے لعان کا حکم نازل فرماکر میان بی بی دونون کو بدکاری کے الزام کی سزا سے بچا دیا اور بدکاری کے چرچہ پر کوئی عذاب نہین بھیجا اور ان دونون لعان والون مین جو جھوٹا ہے اوس کو توبہ کی رغبت بھی دلائی +

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ

جو لوگ لائے ہین طوفان تمہین مین ایک جماعت ہین تم اُسکو نہ سمجھو برا اپنے حق مین بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے حق مین

امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ

ہر آدمی کو اُن مین سے پہنچتا ہے جتنا کمایا گناہ اور جن نے اوٹھایا ہے اس کا بڑا بوجھ اُسکو بڑی مار ہے کیون نہ جب تمنے اُسکو

ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ۝ لَّوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ

سنا تھا خیال کیا ہوتا ایمان والے مردون نے اور عورتون نے اپنے لوگون پر بھلا خیال اور کہا ہوتا یہ صریح طوفان ہے کیون نہ لائے وہ اس

بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ

بات پر چار شاہد پھر جب نہ لائے شاہد تو وہ لوگ اللہ کے یہان وہی ہین جھوٹے اور کبھی نہ ہوتا اللہ

اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ ع ۱۲

کا فضل تمپر اور اُسکی مہر دنیا اور آخرت مین البتہ تمپر پڑتی اس چرچا کرنے مین کوئی آفت

عَظِيمٌ ۝ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَ

بڑی جب لینے لگے تم اُس کو اپنی زبانون پر اور بولنے لگے اپنے منہ سے جس چیز کی تمکو خبر نہین اور

تَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ ۝

تم سمجھتے ہو اُسکو ہلکی بات اور یہ اللہ کے یہان بہت بڑی ہے

حضرت عائشہ پر جو لوگون نے جھوٹا الزام لگایا تھا ان آیتون مین اُس کا ذکر ہے - صحیح بخاری و مسلم میں سات آٹھ صحابیون کی روایت سے یہ قصہ آیا ہے حاصل اس قصے کا یہ ہے کہ ۵ھ مین بنی مصطلق کی لڑائی سے واپسی کے وقت لشکر کے کوچ سے ذرا پہلے حضرت عائشہ رفع حاجت کے لئے لشکر کے پڑاؤ سے علیحدہ جنگل مین چلی گئین وہان اتفاق سے ان کے گلے کا کھانون کا ہار گر پڑا یہ تو اُس ہار کے ڈھونڈنے مین رہین اور یہان لشکر کا کوچ ہوگیا کوچ کے وقت اونٹ والون نے یہ سمجھا کہ معمول کے موافق حضرت عائشہ اونٹ کے کجاوہ مین ہین اس لئے اونھون نے وہ خالی کجاوہ اونٹ پر لادویا اور لشکر کے اونٹون کے ساتھ یہ خالی کجاوہ کا اونٹ بھی روانہ ہوگیا سفر سے پلٹنے کی یہ اخیر منزل تھی اسواسطے پچھلی رات کا چلا ہوا لشکر صبح کو مدینہ مین پونہچ گیا حضرت عائشہ کو بہت دیر کی تلاش کے بعد جب وہ ہار مل گیا تو یہ جنگل سے پڑاؤ مین واپس آئین اور دیکھا کہ لشکر روانہ ہوگیا تو نیند کے غلبہ کے سبب سے اپنی چادر اوڑھکر

اس خیال سے سو گئین کہ جب لشکر کے اترنے کے وقت انکے کجاوے کو لوگ خالی پاوین گے تو ان کی تلاش مین کوئی نہ کوئی پٹا ؤنگا ضرور آویگا یہان سفر مین ایک صحابی لشکر سے پیچھے رہ گئے تھے جن کا نام صفوان بن المعطل تھا یہ صحابی جب پڑاؤ کی طرف سے گزرے تو اونھون نے پڑاؤ مین ایک اکیلے شخص کو سوتا ہوا دیکھکر افسوس کے طور پر انا للہ پڑہی انکی انا اللہ کی آواز سے حضرت عائشہ کی آنکھ کھل گئی اور اونھون نے موہنھ کھولکر جو دیکھا تو صفوان نے انکو پہچان لیا کیونکہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے صفوان حضرت عائشہ کو دیکھ چکے تھے جب صفوان نے حضرت عائشہ کو پہچان لیا تو اونھون نے حضرت عائشہ سے کچھ بات نہین کی بلکہ اپنے اونٹ کو حضرت عائشہ کے قریب لاکر بٹھایا اور خود اونٹ پر سے اتر پڑے حضرت عائشہ سمجھ گئین کہ صفوان اپنے اونٹ پر بٹھاکر حضرت عائشہ کو مدینہ پونچادینا چاہتے ہین اس لئے حضرت عائشہ اس اونٹ پر بیٹھ گئین اور صفوان پیدل اس اونٹ کے ساتھ ہوئے لشکر کے مدینہ پونچنے کے کچھ دیر کے بعد یہ اونٹ بھی مدینہ پونچ گیا صفوان اور عائشہ کا کچھ دیر تک اس سفر مین جو ساتھ رہا اسپر کچھ لوگون نے صفوان اور حضرت عائشہ کی شان مین کے بہتان کا چرچا کیا اور اللہ تعالی نے یہ آیتین نازل فرماکر اس بہتان کو جھوٹا قرار دیا حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ جو لوگ اس بہتان کا چرچہ کر رہے ہین وہ اہل قبلہ مین سے ہی کچھ لوگ ہین لیکن پکے مسلمان اس چرچے کو اپنے حق مین کچھ برا نہ سمجھین بلکہ اون کے حق مین یہ چرچا ایک تو اس لئے بہتر ہے کہ اس چرچے پر صبر کرنے کا اجر اونکو ملیگا دوسرے یہ کہ اللہ تعالی نے یہ آیتین نازل فرماکر اوس بہتان کو جھوٹا کر دیا جس سے اس چرچے کے سبب سے آئندہ رنج کرنے کا کوئی موقع باقی نہین رہا پھر فرمایا یون تو جتنے لوگ اس بہتان مین شریک ہین اون سب کو جرم کے موافق سزا دیجاویگی لیکن جس نے اس گناہ کا بڑا بوجھ اپنے سر پر لیا وہ سخت عذاب مین پکڑا جاویگا صحیح بخاری و مسلم کی جس روایۃ کا ذکر اوپر گزرا اس مین یہ بھی ہے کہ اس گناہ کا بڑا بوجھ اپنے سر پر جس شخص نے لیا وہ عبداللہ بن ابی منافقون کا سردار تھا کیونکہ اس نے اس بہتان کے قصہ کو زیادہ شہرت دی ہی واسطے حسان مسطح وغیرہ کو دنیا مین کوڑے مارنے کی سزا دی گئی اور عبداللہ بن ابی کی سزا کا مدار عقبیٰ پر رہا۔ آگے فرمایا جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہین اور دوسرون کو اپنے جیسا مسلمان جانتے ہین تو منافقون سے اس بہتان کا چرچہ سنکر اپنے بھائی مسلمانون کے حق مین نیک گمان کیون نہین کیا اور بغیر چار گواہون کی گواہی کے اس چرچے کو جھوٹا کیون نہین جانا اگر مسلمانون کے حال پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو فقط کوڑون کی سزا کافی نہ ٹہرتی بلکہ اس جرم کی سزا مین اون لوگون پر کوئی عذاب آجاتا جنھون نے اس بہتان کو جس طرح کسی سے سنا اوسی طرح آپ بھی بکنے لگے اور ایسی بات کو چھوٹی سی ایک بات سمجھے جو اللہ کے نزدیک بہت بڑی بات ہی صحیح بخاری و مسلم مین ابو ہریرہؓ سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نادانی سے بعضے ایسے کلمے انسان کی زبان سے نکل جاتے ہین جن کے سبب سے ایک مدت دراز تک اسکو دوزخ مین رہنا پڑے گا آخری آیۃ کی یہ حدیث گویا تفسیر ہے۔

وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ

اور کیون نہ جب تم نے اسکو سنا تھا کہا ہوتا ہمکو نہین لائق کہ منہ پر لاوین یہ بات اللہ تو پاک ہی یہ بڑا بہتان ہے اللہ تم کو سمجھاتا ہے

ان تعودوا لمثله ابدا ان کنتم مومنین ۝ ویبین اللہ لکم الایت ط واللہ علیم حکیم ۝

کہ پھر نکرو ایسا کام کبھی اگر تم یقین رکھتے ہو اور کھولتا ہے اللہ تمہارے واسطے پتے اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا

جس بہتان کا ذکر اوپر گزرا اُس بہتان مین دو طرح کے آدمی تھے کچھ تو عبداللہ بن ابی کے ساتھی منافق لوگ تھے جو حقیقت مین دل سے مسلمانون کے بدخواہ تھے اونکے حق مین اللہ تعالی نے اوپر کی آیتون مین یہ فرمایا اون کو عاقبت مین سخت عذاب ہوگا اور کچھ مسلمان لوگ منافقون سے سن سنا کر دل مین اِس بہتان کی بات کو سچا گمان کرنے لگے تھے یا بعضے لوگ زبان سے بھی اِس بہتان کی بات کا چرچا کرنے لگے تھے ان دونون قسمون کے مسلمانون کو اللہ تعالی نے یہ ہدایت فرمائی کہ اوپر کے حکم کے موافق جب شریعت مین چار گواہون کی گواہی کے بغیر یہ بہتان ثابت نہین ہو سکتا تو پھر جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اونھون نے اِس بہتان کو اپنے دل مین کیونکر سچا گمان کیا اور زبان پر کیون اِس کا چرچا چلایا اِس مین ابی ایوب انصاری ابی ابن کعب اور اون صحابہ کی تعریف نکلتی ہے جنھون نے بغیر شہادت کے اِس بہتان کو سنتے ہی جھوٹ جانا ابو ایوب کی بی بی نے اون سے ایک روز کہا اجی تم نے کچھ سنا حضرت عائشہ کے باب مین لوگ کیا کیا کہتے ہین اونھون نے جواب دیا کیا تم سے ایسا کام ہو سکتا ہے جس کام مین لوگ حضرت عائشہ کو بدنام کرتے ہین اون کی بی بی نے کہا ہرگز نہین حضرت ابو ایوب نے کہا پھر اللہ کے رسول کی بی بی سے ایسا کام کیونکر ہو سکتا ہے جو کچھ چرچا لوگ کر رہے ہیں وہ بالکل بہتان ہے صحیحین مین حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت مین سات بڑے سخت گناہ ہونگے جو ذکر آیا ہے اِس طرح کا بہتان بھی اون گناہون مین سے ہے - اِسی واسطے اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ لوگ اِس طرح کی باتون کو معمولی باتین خیال کرتے ہیں اور اللہ کے نزدیک یہ بڑا سخت گناہ ہے صحیح مسلم ابو داؤد ترمذی اور نسائی مین حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز صحابہ سے پوچھا کہ تم کو معلوم ہے کہ غیبت کیا چیز ہے صحابہ نے عرض کیا ہمکو معلوم نہین آپ نے فرمایا کہ کسی کے حق مین کوئی ایسی بات کہنی کہ اُسکے سنے سے اُسکو رنج ہو اسی کو غیبت کہتے ہین کسی شخص نے عرض کیا کہ حضرت کسی آدمی مین کوئی بات حقیقت مین ہو تو کیا پیٹھ پیچھے اُس کا ذکر کرنا بھی غیبت مین داخل ہے آپ نے فرمایا غیبت تو یہی ہے ورنہ جو بات کسی آدمی کے حق مین کہی جاوے اور حقیقت مین وہ بات اُس مین نہ ہو اس کا نام تو بہتان ہے صحیح مسلم ترمذی وغیرہ مین حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت نے ایک روز صحابہ سے فرمایا تم کو معلوم ہے کہ مفلس کس شخص کو کہتے ہیں صحابہ نے عرض کیا کہ جس شخص کے پاس کچھ مال متاع نہ ہو ہم لوگ تو اوس کو مفلس کہتے ہیں آپ نے فرمایا اصل مفلس میری اُمت مین وہ شخص ہے کہ جو نیک عمل کر کے پھر قیامت کے دن اِس سبب سے تعالی کا تھہ رہیگا کہ دنیا مین لوگونکی غیبت کا کرنا لوگونپر بہتان باندھنا اُسکی عادت ہو گی اور اِس عادت کی سزا مین قیامت کے دن اُسکی سب نیکیان جیھین کر اللہ تعالی اون لوگون کو دیدیگا جن لوگون کی اِس نے برائی کی تھی حاصل کلام یہ ہے کہ بہتان غیبت چغلخوری یہ اِس طرح کے گناہ ہین کہ اکثر لوگ اُنکو ایک زبانی بات چیت اور محفل کا ایک مشغلہ گنتے ہین اور شریعت مین یہ باتین بڑی گناہ کی چیزین ہین ایسی باتون کے باب مین ابو ہریرہؓ کی صحیحین کی روایت اوپر گزر چکی ہے کہ بعض باتون کو انسان خفیف

جانکر دنیا مین مونھہ سے کہہ دیتا ہے عاقبت مین جنکی سزا کے سبب سے ایک مدت دراز تک اوس کو دوزخ مین رہنا پڑے گا یہ عاقبت کے وبال کا ذکر ہوا علاوہ اسکے ایسے شخص پر جو بہتان چغل خوری غیبت مین لگا رہے دنیا مین بھی وبال پڑتا ہے مسند امام احمد بن حنبل مین حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو کوئی کسی کی غیبت اور ایذا مین لگے گا وہ خود بھی دنیا مین فضیحت ہوگا حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ تم مین کی ایک منافقون کی جماعت نے جب اے مسلمانو اس بہتان کا چرچا تمہارے کانون تک پونہچایا تھا تو تم نے یہ سیدہی بات کیون نہ کہدی کہ بغیر گواہی کے ہم کو یہ چرچا تو بہتان معلوم ہوتا ہے پھر فرمایا آیندہ کے لئے اللہ تعالی تم کو یہ نصیحت کرتا ہے کہ اگر تم ایماندار ہو تو پھر کبھی تم کو ایسی بات کی جرأت نہ کرنی چاہیے کیونکہ اللہ تعالی نے اپنے علم اور حکمت کے موافق قرآن کی آیتون کے ذریعہ سے صاف صاف تم کو یہ سمجھا دیا ہے کہ بغیر گواہی کے ایسی بے ٹھکانے باتین شریعت مین سزا کے قابل ہین۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا

جو لوگ چاہتے ہین کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والون مین انکو دکھ کی مار ہے دنیا

وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ

اور آخرت مین اور اللہ جانتا ہے اور تم نہین جانتے اور کبھی نہ ہوتا اللہ کا فضل تمپر اور اسکی مہر اور یہ کہ اللہ

رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ ع ۲ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ۱۶۵۱ ۱۶۵۲ ۱۶۵۳ ۱۶۵۴ ۱۶۵۵ ۱۶۵۶ ۱۶۵۷ ۱۶۵۸ ۱۶۵۹ ۱۶۶۰ ۱۶۶۱ ۱۶۶۲ ۱۶۶۳ ۱۶۶۴ ۱۶۶۵ ۱۶۶۶ ۱۶۶۷ ۱۶۶۸ ۱۶۶۹ ۱۶۷۰ ۱۶۷۱ ۱۶۷۲ ۱۶۷۳ ۱۶۷۴ ۱۶۷۵ ۱۶۷۶ ۱۶۷۷ ۱۶۷۸ ۱۶۷۹ ۱۶۸۰ ۱۶۸۱ ۱۶۸۲ ۱۶۸۳ ۱۶۸۴ ۱۶۸۵ ۱۶۸۶ ۱۶۸۷ ۱۶۸۸ ۱۶۸۹ ۱۶۹۰ ۱۶۹۱ ۱۶۹۲ ۱۶۹۳ ۱۶۹۴ ۱۶۹۵ ۱۶۹۶ ۱۶۹۷ ۱۶۹۸ ۱۶۹۹ ۱۷۰۰ ۱۷۰۱ ۱۷۰۲ ۱۷۰۳ ۱۷۰۴ ۱۷۰۵ ۱

شیطان کے حملے سے بچنا چاہتا ہے اور شیطان کے حملہ کے وقت اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہے تو اللہ تعالیٰ اُسکو شیطان کے حملے سے بچاکر نیک راہ سے لگ جانے کی توفیق دیتا ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو شیطان کا حملہ ایسا زبردست ہے کہ اوس سے انسان کا بچنا دشوار ہے آخر کو فرمایا اللہ تعالیٰ ہر ایک شخص کی مونھ کی بات کو سنتا اور دل کے ارادہ کو جانتا ہے خالص دلسے جو کوئی شیطان کے حملہ کے روکنے کی التجا کریگا اللہ تعالیٰ ضرور اُس کی مدد فرماوے گا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے کہ بہکانے کے حملہ کے وقت شیطان خون کی طرح انسان کے تمام جسم مین سرایت کر جاتا ہے ترمذی وغیرہ کے حوالہ سے حارث اشعری کی صحیح حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ سوائے یاد الٰہی کے اور کوئی چیز انسان کو شیطان کے حملہ سے نہین بچا سکتی ان حدیثون سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ اگرچہ شیطان کا حملہ بڑا زبردست ہے لیکن جو شخص اس حملہ کے وقت اللہ تعالےٰ کو نہ بھولے گا وہ شیطان کے حملہ سے بچ سکتا ہے۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اسکی اداء مین

اور قسم نہ کھاوین بڑائی والے تم مین اور کشایش والے اپسکہ دیوین ناتے والون کو اور محتاجون کو اور اللہ کی راہ مین چھوڑنے والون کو

اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

اور چاہیے معاف کرین اور درگزر کرین کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان

تفسیر ابن ابی حاتم تفسیر ابن منذر وغیرہ مین حضرت عائشہ اور بعضے اور سلف کے قول کے موافق اس آیۃ کی جو شان نزول بیان کی گئی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ جب حضرت عائشہ اور صفوان پر جھوٹا بہتان لگانے والون کے نام معلوم ہو گئے اور اون مین حضرت ابو بکر صدیق کے بھانجے مسطح بن اثاثہ کی شرکت بھی پائی گئی تو حضرت ابو بکر صدیق نے قسم کھائی کہ اب تک وہ مسطح کے ساتھ جو سلوک کیا کرتے تھے آیندہ اوس سے ہاتھ روک لیوین گے اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی اور فرمایا خوشحال لوگون کو یہ قسم نہ کھانی چاہیے کہ وہ غریب مہاجر رشتہ دارون کے سلوک سے آئندہ ہاتھ روک لیوین گے بلکہ ان خوشحال لوگون کو درگزر کے طور پر اپنے رشتہ دارون کا قصور معاف کرکے حسب دستور اون کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اور اس نیک کام کے بدلہ مین بارگاہ الٰہی سے مغفرت کا دل مین اعتقاد رکھنا چاہیئے کیونکہ اللہ غفور الرحیم ہے وہ کسی کے نیک کام کے اجر کو ضائع نہین کرنا چاہتا صحیح ابن خزیمہ مستدرک حاکم اور طبرانی مین ام کلثوم بنت عقبہ سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو رشتہ دار آدمی کے ساتھ برائی سے پیش آوین اور اسپر بھی آدمی اون رشتہ دارون کے ساتھ سلوک کرے تو ایسے سلوک کا بڑا اجر ہے حاکم نے مسلم کی شرط پر اس حدیث کو صحیح کہا ہی صحیح بخاری و مسلم مین عبد الرحمن بن سمرہ سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی بات پر قسم کھالیوے اور قسم کھاینے کے بعد قسم والی بات سے بہتر کوئی بات اسکو نظر آوے تو ایسے شخص کو چاہیئے کہ قسم کا کفارہ دیکر اوس بہتر بات پر عمل کرے ان حدیثون کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ آیۃ اگرچہ حضرت ابو بکر صدیق اور اُنکے بھانجے مسطح کی شان مین نازل ہوئی ہے لیکن ہر ایمان دار شخص کے

حق مین حکم یہی ہے کہ برائی سے پیش آنے والے رشتہ دارون کے ساتھہ حسن سلوک سے پیش آوے کیونکہ شریعت مین اس کا بڑا اجر ہے اور کسی بات پر قسم کھانیکے بعد قسم والی بات سے بہتر کوئی بات نظر آجاوے تو قسم کھانے والے شخص کو چاہیئے کہ قسم کا کفارہ دیکر اوس بہتر بات کے موافق عمل کرے فتح مکہ کے وقت جو لوگ دائرہ اسلام مین داخل ہوئے یہ عبدالرحمن بن سمرہ اون صحابا مین ہین اسلام سے پہلے ان کا نام عبدکلال تھا بجستان ان کے ہاتھہ پر ہی فتح ہوا ہے زیادہ سکونت انکی بصرہ کی ہی صحاح کی سب کتابون مین انکی روایتین ہین تفسیر ابن ابی حاتم اور تفسیر ابن منذر کی روایتون کے معتبر ہونے کا حال پاس تفسیرمین ایک جگہ بیان کردیا گیا ہے اس لئے اوپر کی شان نزول کی روایۃ معتبر ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ

جو لوگ عیب لگاتے ہین پاکیزہ بیخبر ایمان والیونکو انکو پھٹکارا ہے دنیا مین اور آخرت مین اور انکو ہے بڑی مار جسدن

تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ

بتا دینگی انکی زبانین اور ہاتھ اور پاؤن جو کچھہ وہ کرتے تھے اسدن پوری دیگا انکو

اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ۝

اللہ انکی سزا جو چاہیئے اور جانینگے کہ اللہ وہی ہے سچا کھولنے والا

منزل ۲

شروع سورۃ مین اس طرح کے جھوٹا عیب لگانے والون کے ذکر مین توبہ کا تذکرہ بھی فرمایا ہے اور یہان ان آیتون مین توبہ کا تذکرہ نہین ہے اس کی تفسیر اوپر گذر چکی ہے کہ جس بہتان کا اس سورۃ مین ذکر ہے اوس بہتان مین دو طرح کے آدمی تھے کچھہ تو عبداللہ بن ابی منافق کی طرح کے تھے جو حقیقت مین دل سے مسلمانون کے بدخواہ تھے اور کچھہ لوگ مسلمان تھے جو حقیقت مین تو مسلمانون کے بدخواہ نہین تھے مگر منافقون کی سنی سنائی باتون پر اس بہتان کے چرچے مین شریک ہوگئے تھے مثلاً جیسے حسان ابن ثابت اور مسطح بن اثاثہ حاصل کلام یہ ہے کہ اوپر کی تفسیر کے موافق شروع سورہ کی آیتون مین اون عیب لگانے والون کا ذکر ہے جو حقیقت مین مسلمانونکے بدخواہ نہین تھے اور اللہ تعالی کے علم غیب مین اونکو توبہ کی توفیق ہونے والی تھی اوان آیتون مین اون عیب لگانے والون کا ذکر ہے جو اپنے منافق پنے کے سبب سے نہ قابل توبہ باتون سے توبہ کرنے کی پرواکرتے تھے نہ اللہ تعالی کے علم غیب کے موافق اونکو توبہ کی توفیق ہونیوالی تھی سورہ منافقون مین آویگا کہ پہلے تو عبداللہ بن ابی منافق نے مہاجرین کی بدخواہی کی باتین کین اور جب سورہ منافقون کی آیتون مین اون بدخواہی کی باتون کی مذمت نازل ہوئی اور لوگون نے عبداللہ بن ابی سے کہا کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر اپنی مغفرت کی دعا کی التجا کرے تو عبداللہ بن ابی نے لوگونکا کہنا نہین مانا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے اور مغفرت کی دعا کرانے کو بے پروائی سے ٹال دیا سورہ منافقون مین یہ قصہ صحیح بخاری کی زید بن ارقم کی روایۃ سے مفصل آویگا اس قصہ کا حاصل مطلب جو بیان کیا گیا اوس سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہے کہ منافق لوگ نہ قابل توبہ باتون سے توبہ کرنیکی پرواکرتے تھے نہ اللہ تعالی کے علم غیب کے موافق اون کو توبہ کی توفیق ہونے والی تھی یہ تو ایسے لوگون کی دنیا کی پھٹکار کا حال ہوا کہ

گناہ کئے اور توبہ کی توفیق نہ ہوئی آخرت مین ایسے لوگون کے عذاب کو بڑا عذاب جو فرمایا اس باب مین صحیح بخاری اور مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کے عذاب کا جو حال مجکو معلوم ہے اگر وہ پورا حال لوگون کو معلوم ہوجاوے تو اونکو سوائے رونے کے اور کچھ کام نہ ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ آخرت کا بڑا عذاب وہ عذاب ہے جسمین گرفتار ہونا تو درکنار اوس کا پورا حال سننا بھی انسان کی برداشت سے باہر ہے آگے اون لوگون کا ذکر ہے جو اس عذاب سے بچنے کے لئے قیامت کے دن اپنے گناہون سے منکر ہوجاوین گے اور اون کے ہاتھ پیرون سے گناہون کے کرنے کی گواہی دلوائی جاکر اون کا جرم ثابت کیا جاویگا اور ہر ایک جرم کے موافق سزا دیجاویگی جس سے اونکو معلوم ہوجاویگا کہ دنیا مین جس سزا کے وعدہ سے ان لوگون کو ڈرایا جاتا تھا اللہ تعالی کا وہ وعدہ بالکل سچا اور کسی طرح ٹلنے والا نہین تھا الغافلات کا مطلب یہ ہے کہ نیک بی بیان ان عیب کی باتون سے ایسی بے خبر ہین کہ ان کے دل مین ان باتون کا کبھی خیال تک بھی نہین آتا۔

الْخَبِيثٰتُ لِلْخَبِيثِيْنَ وَالْخَبِيثُوْنَ لِلْخَبِيثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ

گندیان ہین گندون کے واسطے اور گندے واسطے گندیون کے اور ستھریان ہین واسطے ستھرون کے اور ستھرے

لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۖ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

واسطے ستھرون کے وہ لوگ بے لگاؤ ہین ان باتون سے جو کہتے ہین اونکو بخشنا ہے اور روزی ہے عزت کی

طبرانی مین حکم بن عتیبہ کی روایت سے جسکی سند صحیح ہے حضرت عائشہ کے قصہ کے شروع سے یہانتک پندرہ آیتون کی شان نزول جو بیان کی گئی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ جب لوگون نے حضرت عائشہ پر بہتان باندھا تو آنحضرت نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ تمہارے حق مین لوگ جو کچھ کہتے ہین اگر تمہارے پاس اس بہتان کے جھٹلانیکا کوئی عذر ہو تو تم بھی وہ اپنا عذر بیان کرو حضرت عائشہ نے جوابدیا کہ مین سچی ہون اس لئے مجکو توقع ہے کہ اللہ تعالی میری برأت کا کوئی عذر آسمان سے نازل فرماویگا آپس اللہ تعالی نے شروع قصہ سے یہانتک یہ پندرہ آیتین نازل فرمائین علمائے اسلام نے متفق ہوکر یہ بات لکھی ہے کہ اتنی بڑی برأت کے بعد جو فرقہ حضرت عائشہ کو اب بھی عیب لگاتا ہے وہ قرآن شریف کا منکر فرقہ ہے اور اس فرقہ کے کافر ہونے مین کوئی شک وشبہ نہین ہے کیونکہ وہ فرقہ قرآن کی آیتون کا منکر ہے حاصل معنے ان آیتون کے یہ ہین کہ اس بہتان مین جس قسم کے لوگ شریک تھے انکو اللہ تعالی نے اوپر کی آیتون مین ہر طرح سے جھوٹا ٹھہراکر ہر ایک کو اوسکے مناسب حال تنبیہ فرمائی بعد اسکے اب اس آیت مین فرمایا ہے کہ اس بہتان کے باندھنے والے ناسمجھ ہین اتنا نہین سمجھتے کہ اللہ کے رسول کی بی بی سے ایسا برا کام کیونکر ہوسکتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے نیک مردون کے لئے نیک عورتین پیدا کی ہین پھر اللہ کے رسول سے بڑھکر کون نیک مرد ہوگا ایسی گندی باتین تو گندے مرد اور گندی عورتون مین پھیلتی ہین جن لوگون کی شان مین یہ عیب لگانے والے گندی باتین مونھ سے نکالتے ہین وہ ان باتون سے بالکل بے لگاؤ ہین اسلئے اللہ تعالی نے ایسے لوگون سے عقبی مین بخشش اور بڑی بڑی نعمتین دینے کا وعدہ کیا ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی روایت سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ تعالی نے فرمایا اہل جنت کے لئے جنت مین جو نعمتین پیدا کی گئین کہ نہ وہ کسی نے آنکھ سے دیکھین نہ کان سے سنین نہ کسی کے دل مین انکا خیال گزر سکتا ہے یہ حدیث ورزق کریم کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جن نیک لوگون کا

ذکر آیہ میں ہے اون کو عقبے مین وہ راحت ملے گی جس کا حال نہ کسی نے آنکھ سے دیکھا نہ کان سے سنا نہ کسی کے دل مین اوس کا خیال گزر سکتا ہے ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا

اے ایمان والو مت جایا کرو کسی گھر دن مین اپنے گھرون کے سوائے جب تک نہ بول چال کر لو اور سلام دے لو ان گھر

ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ

والو پر یہ بہتر ہے تمہارے حق مین شاید تم یاد رکھو پھر اگر نہ پاؤ اوس مین کوئی تو اس مین نہ جاؤ جب تک پروانگی نہ ہو

لَكُمْ ۖ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا ۖ هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝ لَّيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَدْخُلُوا

تم کو اور اگر تم کو کہے کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ اسی مین خوب ستھرائی ہے تمہاری اور اللہ جو کرتے ہو جانتا ہے نہیں گناہ تم پر اس مین کہ

بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ۝

مین جہان کوئی نہین بستا اوس مین کچھ چیز ہو تمہاری اور اللہ کو معلوم ہے جو کھولتے ہو اور جو چھپاتے ہو

تفسیر مقاتل بن حیان تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن ابی حاتم مین جو شان نزول ان آیتون کی چند روایتون سے بیان کی گئی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ بعضے رشتہ دار اپنے رشتہ داروں کے زنانہ مین بغیر اذن اور بغیر کھنکارنے کے چلے جاتے تھے اور بے خبر اون کے اجانے سے ننگی کھلی عورتون کا اور انکا آمنا سامنا ہو جاتا تھا بعض دیندار عورتون نے آنحضرت سے اس طریقہ کے بند ہو جانے کی خواہش کی پھر اللہ تعالیٰ نے یہ اذن کی آیتین نازل فرمائین اسکے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے آنحضرت سے یہ مسئلہ پوچھا کہ شام کے ملک کی طرف ہم لوگ تجارت کی غرض سے جاتے ہین اور راستہ مین مسافر خانون کے طور کے اکثر ایسے مکان ہین جن مین کوئی نہین رہتا ان مین بلا اذن کے جا کر اوتر جانا یا کچھ سامان ان مین رکھدینا جائز ہے یا نہین اوس پر اللہ تعالیٰ نے آخری آیۃ نازل فرمائی حاصل معنے ان آیتون کے یہ ہین کہ جس مکان مین کوئی رہتا ہو وہان اذن لیکر جانا چاہیے جہان کوئی نہ رہتا ہو وہان اذن کی ضرورت نہیں گھر مین سے اجازت کی آواز نہ آوے یا گھر والے کے اسوقت نہین پھر آنا تو اٹے پھر آنا بہتر ہے پھر فرمایا اس حکم کے موافق لوگ جسطرح عمل کرین گے وہ اللہ تعالیٰ کے حلم غیب سے باہر نہین ہے معتبر سند سے مسند امام احمد ابوداؤد ترمذی نسائی مین جو روایتین ہین اون سے معلوم ہوتا ہے کہ بعضے صحابہ بھول کر آپ کے پاس بغیر اذن کے آگئے تو آپ نے آیۃ کا حکم قائم رہنے کی غرض سے اون سے کہا کہ گھر کے دروازہ کے باہر چلے جاؤ اور پھر اذن حاصل کر کے گھر کے اندر آؤ ادب مفرد بخاری مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ گھر کے دروازہ پر جاتے ہی پہلے السلام علیک کہے اور پھر گھر کے اندر آنے کی اجازت چاہے صحیح بخاری و مسلم مین سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک شخص اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حجرہ مین جھانک کر دیکھ رہا تھا جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا کسی کے گھر مین جانے سے پہلے اجازت چاہنے کا حکم اس لئے نازل ہوا ہے کہ بے خبر گھر مین چلے جانے سے ننگی کھلی عورتون پر نظر نہ پڑے اگر مین اوس شخص کو دیکھ لیتا کہ اس حکم کے برخلاف وہ حجرہ مین جھانک رہا ہے تو مین اوس شخص کی آنکھ پھوڑ ڈالتا آخر کو فرمایا زبانی اذن چاہتے وقت جو لوگ دل

منزل ۴

ہین اس کو برا جانتے ہیں اور جو نہین جانتے ان سب کا حال اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ

کہہ دے ایمان والون کو نیچی رکھین تک اپنی آنکھین اور تھامتے رہین اپنے ستر اسمین خوب ستھرائی ہے اون کی

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝

اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہیں

اوپر ذکر تھا کہ ایک رشتہ دار دوسرے رشتہ دار کے گھر مین بے کہکارے بے خبری کی حالت مین نہ جاوے کیونکہ بے خبری کی حالت مین چلے جانے سے ننگی کھلی اجنبی عورتون کے سامنے اجانے کا اندیشہ ہے اس آیۃ مین فرمایا اجازت کے بعد دوسرے رشتہ دار کے گھر مین جانے سے یا بازار وغیرہ مین اجنبی عورت نظر پڑ جاوے تو ایماندار آدمی کو چاہیئے کہ اپنی نگاہ نیچی کر لیوے مرد کے نیچی نگاہ کر لینے کی حالت مین عورت مرد کی صورت دیکھ سکتی ہے اسواسطے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آیۃ کی پوری تعمیل ہو جانے کی غرض سے ایسے موقع پر یہ حکم دیا کہ ایماندار شخص اجنبی عورت کی طرف سے اپنا مونھ پھیر لیوے چنانچہ مسند امام احمد صحیح مسلم ترمذی ابو داؤد مین جریر بن عبداللہ بجلی سے جو روایۃ ہے اوس مین یہ ذکر تفصیل سے ہے یہ جریر بن عبداللہ کوفہ مین اکثر رہے ہیں اس لئے انکو کوفی صحابا مین شمار کرنا چاہیئے یہ بہت خوبصورت اور اس امت کے یوسف مشہور تھے ہی واسطے انھون نے اجنبی عورتون پر نظر پڑ جانے کا مسئلہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا صحیح بخاری مین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بھائی فضل بن عباس کا قصہ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل بن عباس کا مونھ ایک عورت کی طرف سے پھیر کر دوسری طرف کو کر دیا تھا معتبر سند سے ترمذی ابو داؤد وغیرہ مین حضرت علی کی حدیث ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی ایماندار شخص کی نظر کسی اجنبی عورت پر اتفاق سے پڑ جاوے تو پہلی نظر معاف ہے لیکن پھر ایماندار شخص کو نگاہ نیچی کر لینے کا اودھر سے مونھ پھیر لینے کا حکم ہے ترمذی نسائی دارمی ابن حبان وغیرہ مین مغیرۃ بن شعبہ سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی شخص کا ارادہ کسی عورت سے نکاح کرنے کا ہو تو اوس شخص کا اس عورت کو نکاح سے پہلے دیکھ لینا اچھا ہے کیونکہ اس سے نکاح کے بعد میان بی بی مین میل جول خوب ہتا ہے اس حدیث کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جس شخص کا ارادہ کسی عورت سے نکاح کرنے کا ہو تو وہ شخص اتفاقی نگاہ پڑ جانے کے علاوہ بھی طور پر دیکھنے کے ارادہ سے بھی اوس عورت کو دیکھ سکتا ہے ابن حبان نے مغیرۃ بن شعبہ کی اس حدیث کو صحیح کہا ہے حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے اے رسول اللہ کے ایماندار لوگون سے کہہ دیا جاوے کہ اون کے حق مین ناجائز چیزون کے دیکھنے سے بچنے اور اپنی شرم گاہ کو قابو مین رکھنے مین بڑی ستھرائی ہے آخر کو ناجائز کا مون سے بچنے اور جائز کا مون کے کرنے کی تاکید کے طور پر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کو لوگون کے اچھے برے سب کا مون کی خبر ہے کیونکہ کوئی چیز اوس کے علم غیب سے باہر نہین ہے قیامت کے دن وہ اپنے علم کے موافق جزا و سزا کا پورا فیصلہ کرے گا صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا مین جو کچھ ہو رہا ہے دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ

کے طور پر وہ سب اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے یہ حدیث آیۃ کے آخری ٹکڑے کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ کوئی چیز اللہ تعالےٰ کے علم غیب سے باہر نہین ہے صحیح بخاری و مسلم مین ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جس مین ناجائز نظر کو اللہ کے رسول نے آنکھ کی بدکاری فرمایا ہے اس حدیث کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے ناجائز نظر کی خرابی اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ

اور کہدے ایمان والیون کو نیچے رکھین ٹک اپنی آنکھین اور تھامتی رہین اپنے ستر اور نہ دکھاوین اپنا سنگار

اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۚ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ

مگر جو کھلی چیز ہے اس مین سے اور ڈال لین اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر اور نہ کھولین اپنا سنگار مگر اپنے خاوند کے

اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ

آگے یا اپنے باپ کے یا اپنے خاوند کے باپ کے یا اپنے بیٹے کے یا خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے بھتیجے کے

اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ

یا اپنے بھانجون کے یا اپنی عورتون کے یا اپنے ہاتھ کے مال کے یا کمیرون کے جو مرد کچھ غرض نہین رکھتے

اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ

یا لڑکون کے جنھون نے نہین پہچانے عورتون کے بھید اور نہ دھمک دین اپنے پاؤن سے کہ جانا جاوے جو چھپاتی ہین

مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۭ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اپنا سنگار اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب ملکر اے ایمان والو شاید تم بھلائی پاؤ

اوپر کی آیۃ مین ہر ایک ایماندار مرد کو جو یہ حکم تھا کہ اجنبی عورت پر اتفاق سے نظر پڑے تو نگاہ نیچی کر لی جاوے اور شرم گاہ کو قابو مین رکھا جاوے ان آیتون مین ایماندار عورتون کو وہی حکم دیکر پھر فرمایا کہ عورتون کے بناؤ سنگار مین سے کھلی چیزین مثلاً آنکھون کا سرمہ ہاتھ کا چھلا کسی اجنبی مرد کی نظر پڑ جاوے تو مضائقہ نہیں مگر بناؤ سنگار کی اور چیزون پر سوائے اون لوگون کے جن کا ذکر آیتون مین ہے کسی اور اجنبی مرد کی نظر نہیں پڑنی چاہیے نمازین عورت کے سونھ کا اور ہاتھ کی ہتھیلیون کا کھلا رہنا جائز ہے اسواسطے حافظ ابو جعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین الا ما ظہر منہا کی صحیح تفسیر عورت کے سونھ اور ہاتھ کی ہتھیلیون کو قرار دیکر سنگار کی کھلی چیزین آنکھون کے سرمے اور انگلیون کے چھلے کو بیان کیا ہے انبار بعولتہن سے مقصود عورت کے سوتیلے بیٹے ہین نسائہن سے مقصود مسلمانون کی نیک چلن عورتین ہین ابوداؤد بیہقی وغیرہ مین انس بن مالکؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام حضرت فاطمہ کو ہبہ کیا تھا اور جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اوس غلام کو حضرت فاطمہ کے پاس لائے تو حضرت فاطمہ اس سبب سے شرمانے لگین کہ اون کے اوڑھنے کی چادر بہت چھوٹی تھی اسپر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے فرمایا یہان اسوقت تمہارا باپ ہے یا تمہارا غلام تیسرا کوئی نہیں ہے چھوٹی چادر سے شرمانے کی کیا بات ہے اس حدیث کی سند کے ایک راوی ابو جمع سالم بن دینار کو اگرچہ بعضے علما نے

ضعیف قرار دیا ہے لیکن یحیٰی بن معین نے سالم بن دینار کو ثقہ کہا ہے راویون کے باب مین ان یحیٰی بن معین کے قول کا بڑا اعتبار ہے اسواسطے اس روایۃ کو معتبر کہا جاسکتا ہے جو علما اس بات کے قائل ہین کہ غلام سے پردہ نہین ہے وہ اس حدیث کو اپنے قول کی سند ٹہراتے ہین اور جو علما اس مین اختلاف کرتے ہین وہ کہتے ہین یہ غلام نوعمر لڑکا تھا بالغ نہین تھا زیادہ تفصیل اس کی بڑی کتابون مین ہے آگے فرمایا ایسے کام کاج والے غریب لوگون سے بھی پردہ نہین ہے جو فقط اپنا پیٹ بھرنے کے لئے زنانے گھرون مین آتے ہین زنانے گھر کی عورتون سے اونہین کچھ واسطہ نہین ہے اور اسی طرح نابالغ نوعمر لڑکون سے بھی پردہ نہین ہے پھر فرمایا عورتون کو زمین پر اس طرح زور سے قدم رکھکر چال نہین چلنی چاہیئے جس سے پیرون کے گھنگرو کی آواز غیر مرد کے کان مین جاوے آخر کو فرمایا اوپر جو حکم دئے گئے ہین اونکی تعمیل مین کچھ کوتاہی ہوجاوے تو ہر ایماندار کی بھلائی اسی مین ہے کہ وہ اپنی خطا پر نادم ہوکر آیندہ کے لئے توبہ استغفار کرے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کہاکر فرمایا گنہ گارون کے گناہ معاف کرنے کی صفت اللہ تعالی کو ایسی پیاری ہے کہ اگر موجودہ لوگ گناہ نکرتے تو اللہ تعالی انکی جگہ اور گنہ گار مخلوقات کو پیدا کرتا اور اونکو توبہ کی توفیق دیکر اونکے گناہ معاف کرتا توبہ کرنے والون کی بھلائی کا ذکر جو اس آیۃ مین ہے اوس کا حاصل مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو شخص اپنے گناہ پر نادم ہوکر خالص دل سے بارگاہ الہی مین توبہ کریگا اللہ تعالی اسکو عذاب آخرت کی برائی سے ضرور بچاویگا جو گنہ گار شخص کے حق مین بڑی بھلائی ہے۔

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ

اور بیاہ دو رانڈون کو اپنے اندر اور جو نیک ہون تمہارے غلام اور لونڈیان اگر وہ ہون گے مفلس اللہ انکو غنی کرکے

اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ

اپنے فضل سے اور اللہ سمائی والا ہے سب جانتا اور آپکو تھامتے رہین جنکو نہین ملتا بیاہ جب تک مقدور دے

اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ

انکو اللہ اپنے فضل سے اور جو لوگ چاہین لکھا تمہارے ہاتھ کے مال مین سے تو انکو لکھا دیدو اگر سمجھو

فِيهِمْ خَيْرًا ۖ وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ ۚ

اون مین کچھ نیکی اور دو انکو اللہ کے مال سے جو تم کو دیا ہے

اوپر کی آیتون مین حکم تھا کہ ہر ایماندار مرد اجنبی عورت کو اور ایماندار عورت اجنبی مرد کو دیکھے تو اپنی آنکھین نیچی کرلیوے اور اپنی شرمگاہ کو ناجائز کامون سے بچاوے نکاح ہوجانے کے بعد رانڈ عورتون سے اس حکم کی تعمیل اچھی طرح ہوسکتی ہے چنانچہ صحیح بخاری و مسلم مین عبداللہ بن مسعود سے جو روایۃ ہے اوس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ناجائز نگاہ کو روکنے اور شرمگاہ کو ناجائز کامون سے بچانے کے لئے دنیا مین نکاح سے بڑھکر کوئی چیز نہین ہے اسیواسطے اوپر کی آیتون کے حکم کے بعد ان آیتون مین رانڈ عورتون اور نیک غلام اور لونڈیون کے نکاح کردینے کا حکم بیان فرمایا ایامی ایم کی جمع ہے اور ایم کا لفظ رانڈ عورت

اور رنڈوے مرد و نون پر بولا جاتا ہے اس سے حاصل مطلب آیتوں کا یہ ہے اے مسلمانون کے گروہ تم کو چاہیے کہ اپنے گروہ مین کی رانڈ عورتون اور رنڈوے مردون کو بغیر نکاح کے بیٹھا نہ رہنے دو ملکہ سمجھا بجھا کر انکا اور اپنے نیک غلام لونڈیون کا نکاح کرا دو پھر فرمایا نکاح سے پہلے اگر ان مین کا کوئی تنگدست ہو تو تنگدستی کے عذر سے نکاح کو نہ روکا جاوے نکاح کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انکی تنگدستی کو رفع کرکے انہین خوشحال کر دیگا کیونکہ اللہ کا فضل اور اُسکا خزانہ بہت بڑا ہے اور وہ اپنے بندون کی ضرورتون سے خوب واقف ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جب ماں کے پیٹ مین بچہ کا تپلا تیار ہو جاتا ہے تو اوس مین روح کے پھونکے جانے سے پہلے اوسکا رزق لوح محفوظ کے نوشتہ کے موافق قرار دیا جاتا ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ نکاح کے بعد میاں بی بی دونون کا رزق ایک جگہ ہو جانے سے کچھ تو نکاح سے یون رزق بڑھ جاتا ہے علاوہ اس کے اکثر سلف نے اپنا یہ تجربہ بھی بیان کیا ہے کہ پارسائی کی نیت سے نکاح کیا جاوے تو اللہ تعالیٰ مقرر رزق مین برکت دیتا ہے ترمذی وغیرہ مین ابوہریرہؓ سے صحیح روایت ہے کہ پارسائی کی نیت سے نکاح کرنے والے شخص کی اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے اس حدیث سے سلف کے تجربہ کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ رزق مین برکت کا ہونا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک مدد ہے آگے فرمایا جو لوگ بالکل ایسے تنگدست ہون کہ کسی طرح کا نکاح کا بار نہ اوٹھا سکتے ہون تو جب تک اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اون کو کسی قدر صاحب مقدور نکر دیوے اوسوقت تک اونکو اپنی حالت پر صبر کرنا اور بدکاری سے بچنا چاہیے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہؓ بن مسعود کی روایت جو اوپر گزری اوس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگون کو روزے رکھنے کی ہدایت فرما کر یہ فرمایا ہے کہ روزے رکھنے سے مردانگی کی قوت کم ہو جاتی ہے جو آقا اپنے غلام کو یہ کتابتہ کر دے کہ اس قدر رقم ادا کرنے کے بعد وہ غلام آزاد ہے ایسے غلام کو مکاتب کہتے ہیں آگے ایسے ہی غلام کا ذکر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اس طرح کی کتابتہ کا چاہنے والا غلام اگر کتابتہ کی رقم کمانے کے قابل نظر آوے تو اوس سے کتابتہ کا معاملہ کر لیا جاوے یہ جو فرمایا کہ اگر کتابتہ کی رقم کمانے کے قابل نظر آوے تو کتابتہ کے چاہنے والے غلام سے کتابتہ کا معاملہ کر لیا جاوے اس سے اون علماء کے قول کی بڑی تائید ہوتی ہے جو کتابتہ کے فرض ہونے کے قائل نہین ہیں کیونکہ آیت مین کتابتہ کو آقا کی مرضی پر رکھا ہے جس سے حکم کی فرضی ہونے کی صورت نہین ہے پھر فرمایا جب یہ کتابتہ کا معاملہ ٹھہر جاوے تو ہر ایک مسلمان صدقہ خیرات کی رقم مین سے ایسے غلام کو کچھ روپیہ دیوے تاکہ یہ بیچارہ جلدی سے اپنے ذمہ کی رقم ادا کرکے آزاد ہو جاوے۔

وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ

اور نہ زور کرو اپنی چھوکریون پر بدکاری کے واسطے اگر وہ چاہین قید سے رہنا کہ کمایا چاہو اسباب دنیا کی زندگانی کا

وَمَنْ يُكْرِههُّنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِن بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ

اور جو کوئی اونپر زور کرے تو اللہ اُنکی بے بسی پیچھے بخشنے والا مہربان ہے اور بھیجے ہم نے تمہاری طرف

ضعیف قرار دیا ہے لیکن یحیٰی بن معین نے سالم بن دینار کو ثقہ کہا ہے راویون کے باب مین ان یحیٰی بن معین کے قول کا بڑا اعتبار ہے اسواسطے اس روایۃ کو معتبر کہا جا سکتا ہے جو علما اس بات کے قائل ہیں کہ غلام سے پردہ نہین ہے وہ اس حدیث کو اپنے قول کی سند ٹھہراتے ہین اور جو علما اس مین اختلاف کرتے ہین وہ کہتے ہیں یہ غلام نوعمر لڑکا تھا بالغ نہین تھا زیادہ تفصیل اس کی بڑی کتابون مین ہے آگے فرمایا ایسے کام کاج والے غریب لوگون سے بھی پردہ نہین ہے جو فقط اپنا پیٹ بھرنے کے لئے زنانے گھرون مین آتے ہیں زنانے گھر کی عورتون سے اونہین کچھ واسطہ نہین ہے اور اسی طرح نابالغ نوعمر لڑکون سے بھی پردہ نہین ہے پھر فرمایا عورتون کو زمین پر اس طرح زور سے قدم رکھکر چال نہین چلنی چاہیئے جس سے پیرون کے گھنگھرو کی آواز غیر مرد کے کان مین جاوے آخر کو فرمایا اوپر جو حکم دئے گئے ہیں اونکی تعمیل مین کچھ کوتاہی ہوجاوے تو ہر ایماندار کی بھلائی اسی مین ہے کہ وہ اپنی خطا پر نادم ہوکر آیندہ کے لئے توبہ استغفار کرے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھاکر فرمایا گنہ گارون کے گناہ معاف کرنے کی صفت اللہ تعالیٰ کو ایسی پیاری ہے کہ اگر موجودہ لوگ گناہ نکرتے تو اللہ تعالیٰ انکی جگہ اور گنہ گار مخلوقات کو پیدا کرتا اور اونکو توبہ کی توفیق دیکر اونکے گناہ معاف کرتا توبہ کرنے والون کی بھلائی کا ذکر جو اس آیۃ مین ہے اوس کا حاصل مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو شخص اپنے گناہ پر نادم ہوکر خالص دل سے بارگاہ الٰہی مین توبہ کریگا اللہ تعالیٰ اسکو عذاب آخرت کی برائی سے ضرور بچاویگا جو گنہ گار شخص کے حق مین بڑی بھلائی ہے۔

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ

اور بیاہ دو رانڈون کو اپنے اندر اور جو نیک ہون تمہارے غلام اور لونڈیان اگر وہ ہون گے مفلس اسمین انکو غنی کرلیگا

اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ

اپنے فضل سے اور اللہ سمائی والا ہے سب جانتا اور آپکو تھامتے رہین جنکو نہین ملتا بیاہ جب تک مقدور دے

اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ

انکو اللہ اپنے فضل سے اور جو لوگ چاہیں لکھا تمہارے ہاتھ کے مال مین سے تو انکو لکھا دیدو اگر سمجھو

فِيهِمْ خَيْرًا ۖ وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ ۚ

اون مین کچھ نیکی اور دو انکو اللہ کے مال سے جو تم کو دیا ہے

اوپر کی آیتون مین حکم تھا کہ ہر ایماندار مرد اجنبی عورت کو اور ایماندار عورت اجنبی مرد کو دیکھے تو اپنی آنکھین نیچی کرلیوے اور اپنی شرم گاہ کو ناجائز کامون سے بچاوے نکاح ہوجانے کے بعد رانڈ عورتون سے اس حکم کی تعمیل اچھی طرح ہوسکتی ہے چنانچہ صحیح بخاری و مسلم مین عبداللہ بن مسعود سے جو روایۃ ہے اوس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ناجائز نگاہ کو روکنے اور شرم گاہ کو ناجائز کامون سے بچانے کے لئے دنیا مین نکاح سے بڑھکر کوئی چیز نہین ہے اسیواسطے اوپر کی آیتون کے حکم کے بعد ان آیتون مین رانڈ عورتون اور نیک غلام اور لونڈیون کے نکاح کردینے کا حکم بیان فرمایا ایامی ایم کی جمع ہے اور ایم کا لفظ رانڈ عورت

اور رنڈوے مرد دونون پر بولا جاتا ہے اس سے حاصل مطلب یہ نکلا یہ ہے اے مسلمانون کے گروہ تم کو چاہیے کہ اپنے گروہ مین کی رانڈ عورتون اور رنڈوے مردون کو بغیر نکاح کے بیٹھا نہ رہنے دو بلکہ سمجھا بجھا کر انکا اور اپنے نیک غلام لونڈیون کا نکاح کرا دو پھر فرمایا نکاح سے پہلے اگر ان مین کا کوئی تنگدست ہو تو تنگدستی کے عذر سے نکاح کو نہ روکا جاوے نکاح کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انکی تنگدستی کو رفع کر کے انہین خوشحال کر دیگا کیونکہ اللہ کا فضل اور اسکا خزانہ بہت بڑا ہے اور وہ اپنے بندون کی ضرورتون سے خوب واقف ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جب ماں کے پیٹ مین بچہ کا پتلا تیار ہو جاتا ہے تو اوس مین روح کے پھونکے جانے سے پہلے اوسکا رزق لوح محفوظ کے نوشتہ کے موافق قرار دیا جاتا ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ نکاح کے بعد میان بی بی دونون کا رزق ایک جگہ ہو جانے سے کچھ تو نکاح سے یون رزق بڑھ جاتا ہے علاوہ اس کے اکثر سلف نے اپنا یہ تجربہ بھی بیان کیا ہے کہ پارسائی کی نیت سے نکاح کیا جاوے تو اللہ تعالیٰ مقرر رزق مین برکت دیتا ہے ترمذی وغیرہ مین ابوہریرہؓ سے صحیح روایتہ ہے کہ پارسائی کی نیت سے نکاح کرنے والے شخص کی اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے اس حدیث سے سلف کے تجربہ کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ رزق مین برکت کا ہونا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک مدد ہے آگے فرمایا جو لوگ بالکل ایسے تنگدست ہون کہ کسی طرح کا نکاح کا بار نہ اوٹھا سکتے ہون تو جب تک اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اون کو کسی قدر صاحب مقدور نکر دیوے اوسوقت تک اونکو اپنی حالت پر صبر کرنا اور بدکاری سے بچنا چاہیئے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہؓ بن مسعود کی روایتہ جو اوپر گزری اوس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگون کو روزے رکھنے کی ہدایت فرما کر یہ فرمایا ہے کہ روزے رکھنے سے مردانگی کی قوت کم ہو جاتی ہے جو آقا اپنے غلام کو یہ کتابتہ کر دے کہ اس قدر رقم ادا کرنے کے بعد وہ غلام آزاد ہے ایسے غلام کو مکاتب کہتے ہین آگے ایسے ہی غلام کا ذکر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اس طرح کی کتابتہ کا چاہنے والا غلام اگر کتابتہ کی رقم کمانے کے قابل نظر آوے تو اوس سے کتابتہ کا معاملہ کر لیا جاوے یہ جو فرمایا کہ اگر کتابتہ کی رقم کمانے کے قابل نظر آوے تو کتابتہ کے چاہنے والے غلام سے کتابتہ کا معاملہ کر لیا جاوے اس سے اون علماء کے قول کی بڑی تائید ہوتی ہے جو کتابتہ کے فرض ہونے کے قائل نہین ہیں کیونکہ آیتہ مین کتابتہ کو آقا کی مرضی پر رکھا ہے جس سے حکم کی فرضی ہونے کی صورت نہین ہے پھر فرمایا جب یہ کتابتہ کا معاملہ ٹھہر جاوے تو ہر ایک مسلمان صدقہ خیرات کی رقم مین سے ایسے غلام کو کچھ مدد دیوے تاکہ یہ بیچارہ جلدی سے اپنے ذمہ کی رقم ادا کر کے آزاد ہو جاوے۔

وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

اور نہ زور کرو اپنی چھوکریون پر بدکاری کے واسطے اگر وہ چاہین قید سے رہنا کہ کمایا جاوے دنیا کی زندگانی کا

وَمَنْ يُكْرِههُّنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ

اور جو کوئی اونپر زور کرے تو اللہ اونکی بے بسی پیچھے بخشنے والا مہربان ہے اور بھیجے ہم نے تمہاری طرف

آیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِکُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝

آیتین کھلی اور ایک دستور اون کا جو ہوچکے ہین تم سے آگے اور نصیحت ڈر والون کو

صحیح مسلم نسائی مستدرک حاکم مسند بزار طبرانی وغیرہ مین جو شان نزول اس آیۃ کی چند روایتون سے بیان کی گئی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ اسلام سے پہلے عرب مین یہ دستور تھا کہ نوعمر چھوکریان پال لیتے تھے اور کمائی کے طور پر پھر اونسے بدکاری کراتے تھے چنانچہ جب آنحضرت مدینہ منورہ تشریف لائے اور اسلام پھیل گیا تو عبداللہ بن ابی منافقون کے سردار کے پاس دو چھوکریان تھین اونھون نے اسلام کی صحبت پاکر بدکاری سے انکار کیا اور عبداللہ بن ابی نے اون کو بدکاری پر مجبور کیا حضرت ابوبکر صدیق نے ترس کھاکر اوس لونڈی کو اپنے گھر مین چھپا دیا عبداللہ بن ابی نے بہت غل مچایا کہ اب ہماری لونڈیون کو بہکانے اور ضبط کرنے کی نوبت آگئی اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی سورۃ النحل کی آیتون اور صحیح حدیثون مین ہے کہ جو کوئی شخص بھول کر یا کسی زبردست کے جبر کے سبب سے کوئی برا کام کرے تو اوسپر کچھ گناہ نہین ہے اس آیت اور صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی زبردست آدمی کسی کو کسی برے کام پر مجبور کرے تو وہ مجبور آدمی بے گناہ ہے جو کچھ وبال ہے وہ مجبور کرنے والے شخص پر ہے حاصل کلام یہ ہے کہ سورۃ النحل کی آیتین اور بہت سی صحیح حدیثین فان اللہ من بعد اکراہہن غفور رحیم کی گویا تفسیر ہین جسکا حاصل وہی ہے کہ کسی زبردست آدمی کے مجبور کرنے سے جو گناہ کیا جاوے اوس کا وبال مجبور کرنے والے شخص پر ہے آگے فرمایا کہ قرآن کی آیتون مین اگرچہ کھلی کھلی نصیحت ہے اور پچھلے لوگون کے قصون سے قرآن مین یہ بھی جگہ جگہ سمجھایا گیا ہے کہ جن پچھلی قومون نے کلام الٰہی کی نصیحت کو نہین مانا اور اللہ کے رسولون کو جھٹلایا وہ لوگ طرح طرح کے عذابون سے ہلاک ہوگئے لیکن ان سب باتون کا اثر اون ہی لوگون کے دل پر ہوتا ہے جو ایک دن اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرتے ہین جن لوگون کے دل مین یہ خوف نہین ہے اون کے حق مین یہ سب نصیحت رائگان ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن شریف کی نصیحت کی مثال مینہہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگون کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے اس حدیث سے وموعظۃ للمتقین کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ مینہہ کے پانی کی طرح قرآن عام نفع کے لئے نازل کیا گیا ہے لیکن جس طرح مینہہ کے پانی سے فقط اچھی زمین کو نفع پہنچتا ہے اسی طرح قرآن کی نصیحت سے فقط وہی لوگ فائدہ اوٹھاتے ہین جو قیامت کے قائل ہین جس کے سبب سے اللہ تعالےٰ کے روبرو کھڑے ہونے کا اون کے دل مین خوف ہے۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ

اللہ روشنی ہے آسمانون کی اور زمین کی کہاوت اسکی روشنی کی جیسے ایک طاق اسمین ایک چراغ چراغ دھرا ایک شیشے مین

اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ

شیشہ جیسے ایک تارا ہے چمکتا تیل جلتا ہے اسمین ایک برکت کے درخت سے وہ زیتون ہے نہ سورج نکلنے کیطرف اور نہ ڈوبنے کیطرف

يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ

لگتا ہے اُس کا تیل کہ سگ اٹھے ابھی نہ لگی ہو اُسپر آگ روشنی پر روشنی اللہ راہ دیتا ہے اپنی روشنی کی

مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

جسکو چاہے اور بتاتا ہے اللہ کہاوتیں لوگوں کو اور اللہ سب چیز جانتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے صحیح قول کے موافق اللہ نور السموات والارض کی تفسیر ہے کہ آسمان پر فرشتے اور زمین پر نیک لوگ اللہ تعالیٰ کے نور ہدایت سے راہ راست پر آئے ہیں اور صحیح مسلم کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں ترمذی ابوداؤد وغیرہ کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی صحیح حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ آدم علیہ السلام کے پتلے کیلئے اللہ تعالیٰ نے تمام زمین کی مٹی لی ہے اسواسطے اولاد آدم میں کوئی گورا ہے کوئی کالا کوئی سخت مزاج ہے کوئی نرم مزاج صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ ساڑھے چار مہینے کے عرصہ میں جب نطفہ سے بچہ کا پتلا ماں کے پیٹ میں تیار ہو جاتا ہے تو پھر اوس میں روح پھونکی جاتی ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کون شخص جنت میں داخل ہونے کے قابل کام کریگا اور کون دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل مسند امام احمد ترمذی وغیرہ کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی صحیح حدیث بھی گزر چکی ہے کہ عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے

منزل ۱

جب سب روحوں کو پیدا کیا تو اون روحوں پر گناہوں کا اندھیرا چھایا ہوا تھا اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے اون روحوں پر اپنی قدرت سے ایک نور چھڑکا اور اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جو لوگ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد جنت میں داخل ہونے کے قابل کام کرنے والے تھے اون کی روحوں پر اوجالا چھا گیا اور باقی کے لوگ اندھیرے کے اندھیرے ہی میں رہے ان آیتوں کو حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قول اور اوپر کی حدیثوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ فرشتوں کی پیدائش نور سے ہے اس لئے اوپر کسی اور نور ہدایت کے چھڑکنے کی ضرورت نہیں ہوئی بلکہ فرشتے اپنے پیدائشی نور کے اثر سے اس طرح راہ راست پر ہیں کہ اون میں گناہ کا کوئی مادہ تک نہیں ہے ہاں انسان کی پیدائش پہلے آدم علیہ السلام کی مٹی کے اثر سے اور پھر نطفہ سے ہونے والی تھی جس کے سبب سے اولاد آدم کی روحوں پر عالم ارواح میں گناہوں کا اندھیرا چھایا ہوا تھا اور اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے عالم ارواح میں سب روحوں پر اپنی قدرت سے ایک نور چھڑکا لیکن اوس نور سے فائدہ فقط اون ہی لوگوں کی روحوں کو ہوا جو اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق دنیا میں پیدا ہونے کے بعد راہ راست پر آنے والے تھے ایماندار شخص کے دل میں یہ نور ہدایت جسطرح چمکتا ہے آگے اسکی مثال یہ بیان فرمائی کہ ایماندار کا سینہ مشکوٰۃ کی مانند ہے اور اس کا دل ایک چمکدار شیشے کی قندیل ہے جس قندیل میں نور ایمانی چراغ کی طرح روشن ہے جس چراغ میں ایسا آبدار زیتون کا تیل جلتا ہے جو آگ کے شعلے کی طرح چمکتا ہے کیونکہ وہ زیتون نہ تو بلاغ کے شرقی کونے کا ہے جسکو سہ پہر کی دھوپ نہ پونچ سکے اور نہ غربی کونے کا ہے جسکو دوپہر سے پہلے کی دھوپ نہ پہنچ سکے بلکہ ہر وقت کی دھوپ کھا کر وہ زیتون خوب پختہ اور اوسکا پھل نہایت عمدہ ہے آگے فرمایا اللہ کی قدرت کی اگرچہ یہ چند روشنیاں جمع ہیں لیکن ان روشنیوں سے فائدہ وہی لوگ اوٹھاتے ہیں جو اللہ کے علم غیب میں

ٹھیک ٹھہر چکے ہیں پھر فرمایا قرآن میں جو مثالیں بیان کی گئی ہیں وہ لوگوں کے سمجھانے کے لئے بیان کی گئی ہیں لیکن ان مثالوں کو سمجھکے جو لوگ راہ راست پر آنے والے اور جو مرتے دم تک گمراہ رہنے والے ہیں اونکا حال اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے کیونکہ کوئی چیز اسکے علم غیب سے باہر نہیں ہے واللہ بکل شئی علیم سے اسی مطلب کو ادا فرمایا گیا ہے حاصل یہ ہے کہ عالم ارواح میں جن لوگوں کی روحوں نے نور ہدایت کا حصہ پایا ہے آیۃ میں اون ہی کی یہ مثال بیان فرمائی گئی ہے کہ اون کے سینے میں اون کا دل تارے جیسے چمکدار قندیل کی طرح ہے جس میں نور ایمان کا چراغ روشن ہے ترمذی اور مسند امام احمد میں ابو ہریرہؓ سے صحیح روایۃ ہے اوس میں بھی عالم ارواح کے نور کا ذکر ہے اس حدیث کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ جس وقت اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اون کی پشت سے قیامت تک کی اولاد آدم کی روحیں نکالیں تو ہر ایک انسان کی پیشانی پر ایک طرح کا نور تھا یہ نور فطرۃ اسلام کا نور ہے جس کا ذکر صحیح بخاری و مسلم میں ان ہی ابو ہریرہؓ کی روایۃ میں ہے حاصل کلام یہ ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایۃ میں جس نور ہدایت کا ذکر ہے وہ نور جدا ہے اور ابو ہریرہ کی روایۃ میں جس فطرۃ اسلام کے نور کا ذکر ہے وہ نور جدا ہے۔ جو بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے وہ فطرۃ اسلام کے نور پر پیدا ہوتا ہے اور صحیح مسلم کی ابو ہریرہؓ کی حدیث کے موافق بچہ کی زبان کے کھلنے تک اس نور کا اثر باقی رہتا ہے اس کے بعد وہ ماں باپ جیسا ہو جاتا ہے نور ہدایت کا اثر مرتے دم تک رہتا ہے یہ تو ان دونوں نوروں کا دنیاوی فرق ہوا عالم ارواح میں آدم علیہ السلام نے فطرۃ اسلامی کے سبب سے ہر ایک انسان کی پیشانی پر ایک طرح کا نور پایا جس کا ذکر ترمذی کی ابو ہریرہؓ کی اوپر کی صحیح روایۃ میں ہے اور نور ہدایت کے سبب سے بعضوں کو نورانی شکل اور بعضوں کا چہرہ سیاہ پایا جسکا ذکر مسند امام احمد میں ابو ذر کی معتبر روایۃ سے ہے عرب لوگ اپنے گھروں کی دیوار میں چراغ کے رکھنے کا ایک طاق بنا لیتے تھے اوسی کو مشکوۃ کہتے ہیں۔

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝

ان گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا انکو بلند کرنے کا اور وہاں اسکا نام پڑھنے کا یاد کرتے ہیں اس کی وہاں صبح اور شام

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۪ يَخَافُوْنَ

وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے سودا کرنے میں نہ بیچنے میں اللہ کی یاد سے اور نماز کھڑی رکھنے سے اور زکوۃ دینے سے ڈرتے ہیں

يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ

اوس دن کہ جسمیں الٹے جاویں گے دل اور آنکھیں کہ بدلہ دے انکو اللہ انکے بہتر سے بہتر کام کا اور بڑھتی

مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

دے انکو اپنے فضل سے اور اللہ روزی دیتا ہے جسکو چاہے بیشمار۔

عمر بن میمون کوفی مشہور ثقہ تابعیون میں ہیں حدیث کی سب کتابون میں ان سے روایۃ ہے یہ عمر بن میمون کہتے ہیں کہ اکثر صحابا بیوت کی تفسیر مسجد کی بیان کیا کرتے تھے صحابا کی اس تفسیر کے موافق حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ عالم ارواح کے نور ہدایت کی جو روشنی ہر ایک ایماندار شخص کے دل میں ہے اوسکا حال تو اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے کیونکہ آدمی کے دل کا حال سوائے اوس کے اور کوئی نہیں جانتا مگر جو لوگ

قیامت کے دن کی آفتون سے ڈرکر مسجدون مین نماز کے لئے اسطرح وقت پر حاضر ہوتے ہین کہ دنیا کی کوئی سوداگری اونکو اس حاضری سے باز نہین رکھ سکتی اور زکوٰۃ کے وقت شریعت کے حکم کے موافق یہ لوگ زکوٰۃ بھی ادا کرتے ہین تو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ان لوگون کے دل مین عالم ارواح کے نور ہدایت کی پوری روشنی باقی ہے پھر فرمایا یہ لوگ جو نیک کام کرتے ہین وہ کسی کے دکھاوے کے لئے نہین کرتے بلکہ اون کا ہر ایک نیک کام اس نیت سے ہوتا ہے کہ بارگاہ الٰہی سے قیامت کے دن اوس نیک کام کا اچھا بدلہ عطا ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور کچھ زیادہ بھی اونکو دیوے جو نیک عمل کی جزا سے بڑھکر ہو دس گونے سے لیکر سات سو تک اور بعضی نیکیون کی اس سے بھی زیادہ بدلہ کی صحیح روایتین ہو گئی جا گذر چکی ہین وہ روایتین احسن ما علموا کی گویا تفسیر ہین جس کا حاصل یہ ہے کہ نیت کے خالص ہونے کے حساب سے جس قدر بہتر عمل ہوگا اوس سے بہتر بدلہ ملیگا ان نیک لوگون کی امید کو پورا کرنیکے لئے آخری آیۃ مین فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ایسا ہی بڑا ہے کہ قیامت کے دن وہ جسکو چاہے گا نیک عملون کی جزا سے بڑھکر نعمتین عطا فرماویگا صحیح مسلم مسند امام احمد اور ابن ماجہ مین ابو ہریرہؓ اور بریدہؓ سے جو روایتین ہین اون مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا جو شخص ایسا دکھائی دیوے جو مسجد مین آذانین دیکر اپنے بھاگے ہوئے اونٹ کو بلا رہا ہو تو اسکے حق مین یہ بددعا کرنی چاہئے کہ خدا کرے اوس کا اونٹ ہمیشہ بھاگا ہوا رہے اور یہ بددعا اس لئے کی جاوے کہ مسجدین اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی گئی ہین دنیا کے کامون کے لئے نہین بنائی گئین آیۃ مین مسجدون کو عالم ارواح کے نور ہدایت کے ظاہر ہونے کی جگہ جو فرمایا اسکا مطلب ان روایتون سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مسجدین ایسے ہی کامون کے لئے بنائی گئی ہین جو عالم ارواح کے نور ہدایت کے موافق ہون صحیح بخاری و مسلم مین ابو سعید خدری سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنتیون کو سب طرح کی نعمتین جنت مین مل چکین گی اور جنتی اون نعمتون سے خوش ہو جاوین گے تو اللہ تعالیٰ فرماویگا نیک عملون کی جزا سے بڑھکر تمہارے حق مین اللہ تعالیٰ کا ایک یہ فضل ہے کہ اب اللہ تعالیٰ ہمیشہ تم سے راضی اور خوش رہے گا کبھی ناخوش نہ ہوگا غلام کے لئے ہمیشہ کی آقا کی طرف سے خوشنودی کی خوشخبری ایک بے بدل نعمت ہے اس لئے یہ نعمت تمام نیک عملون کی جزا سے بڑھکر ایک نعمت شمار کی جاویگی آیۃ مین نیک عملون کی جزا سے بڑھکر اللہ کے فضل کا جو ذکر ہے یہ حدیث گویا اسکی تفسیر ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ

اور جو لوگ منکر ہین اونکے کام جیسے ریت جنگل مین پیاسا جانے اسکو پانی یہانتک کہ جب پہنچا اسپر اس کو

شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهَ عِندَهُ فَوَفَّاهُ حِسَابَهُ ۗ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ أَوْ كَظُلُمَاتٍ

کچھ نہ پایا اور اللہ کو پایا اپنے پاس پھر اسکو پورا پہنچا دیا اس کا لکھا اور اللہ جلد لینے والا ہے حساب یا جیسے اندھیرے

فِي بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ سَحَابٌ ۚ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا

گہرے دریا مین چڑھی آتی ہے اسپر ایک لہر اسپر ایک لہر اسکے اوپر بدلی اندھیرے ہین ایک پر

فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ع

ایک جب نکالے اپنا ہاتھ گمتا نہین کہ اُسکو سوجھے اور جسکو اللہ نے ندی روشنی اُسکو کہین نہین روشنی

عالم ارواح مین جن لوگون نے نور ہدایت کا حصہ پایا اور اُن کے نیک عملون کا ذکر تھا کہ قیامت کے دن اُن کے نیک عملون کا اچھا بدلہ ملے گا اور اللہ تعالی اپنے فضل سے ایسے لوگون کو کچھ زیادہ بھی دیویگا جو نیک عملون کی جزا سے بڑھ کر ہوگا اب ان آیتون مین اون لوگون کے عملون کی دو مثالین بیان فرماتے ہین جو عالم ارواح مین نور ہدایت کے حصہ سے محروم رہے پہلی مثال کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح کوئی پیاسا مسافر دوپہر کی دھوپ مین جنگل کی چمکتی ہوئی ریت کو دور سے پانی کی ندی خیال کرتا ہے اور جب اوس ریت کے پاس پونہچتا ہے تو وہان پانی کا پتہ بھی نہین ہوتا آخر وہ پیاسا مر جاتا ہے اسی طرح یہ مشرک لوگ جن اچھے لوگون کی مورتون کی پوجا کرکے یہ گمان کرتے ہین کہ اگر قیامت قائم ہوئی تو وہ اچھے لوگ اپنے پوجا کرنے والون کی اللہ تعالی کی بارگاہ مین سفارش کرکے ان کو عذاب دوزخ سے بچالین گے لیکن قیامت کے دن جب وہ اچھے لوگ ان مشرکون کی صورت سے بیزار ہوجاوین گے تو وقت پر یہ ایسا ہی پچتاوین گے جس طرح وہ پیاسا مسافر جنگل کی چمکتی ہوئی ریت کے پاس پونچ کر پچتایا اور جس طرح وہ پچتانا اُسکے کچھ کام نہ آیا وہی حال قیامت کے دن ان لوگون کا ہوگا کیونکہ ادہر تو سوائے اللہ تعالی کے جن کی یہ پوجا کرتے تھے وہ ان سے بیزار ہوجاوین گے اور ادہر اللہ تعالی کے روبرو کھڑے ہوکر شرک کا پورا حساب دینا پڑے گا اور دنیا کی جس زندگی کے نشہ مین یہ لوگ حساب وکتاب کے دن کو بھلاتے تھے جب وہ دن انکی آنکھون کے سامنے آجاویگا تو دنیا کی زندگی کو ایک دن یا پہر دو پہر کی زندگی خیال کرین گے اور پہر بے وقت یہ بات ان کی سمجھ مین اچھی طرح آجاویگی کہ جس حساب وکتاب کا وعدہ اللہ تعالی نے اپنے رسول کی معرفت فرمایا تھا دنیا کی ناپائدار زندگی کے حساب سے بہت ہی جلد گویا ایک دن یا پہر دو پہر مین اوس وعدہ کا ظہور سر پہر آگیا صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے دنیا مین جو کچھ ہونے والا تھا اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر وہ سب اللہ تعالی نے لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے اس حدیث سے واللہ سریع الحساب کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی کے علم غیب کے آگے دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے جب تمام دنیا کے حساب وکتاب کا لوح محفوظ مین لکھا جانا کچھ دیر طلب کام نہین تھا تو دنیا کے پیدا ہوجانے اور ہر ایک کام کے ظہور کے بعد دنیا بھر کے نیک وبد کا حساب کتاب اُسکے علم غیب کے آگے کونسا دیر طلب کام ہوسکتا ہے دوسری مثال کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح کوئی کشتی کا مسافر گہرے دریا کی گہرائی کے اندہیرے مین علاوہ موجون اور گہرے ابر کے ایسے اندہیرے مین پھنس جاوے کہ اندہیرے کے مارے اوسکو اپنا ہاتھ تک نہ سوجھے اسی طرح یہ مشرک لوگ عالم ارواح مین نور ہدایت کے حصے سے محروم رہے اسی سبب سے دنیا مین شرک کی جہالت کا اندہیرا ان کے دل پر زندگی بھر چھایا رہا پھر مرنے کے بعد دوزخ کے اندہیرے مین جا پڑین گے حاصل یہ ہے کہ ہر حال مین ایسے لوگ پرلے اندہیرے کے بادل چھائے ہوئے ہین آخر کو فرمایا جو لوگ اللہ تعالی کے علم غیب کے موافق نور ہدایت سے محروم ہین اونکا انجام بھی اندہیرے کے بادل ہین عالم ارواح مین ایسے لوگون کا اندہیرے مین رہجانے کا حال تو صحیح روایتون کے حوالہ سے ابھی اوپر گزر چکا ہے ترمذی نسائی وغیرہ کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی صحیح روایت کئی جگہ

گزر چکی ہے کہ بغیر توبہ کے گناہ پر گناہ کرنے سے آدمی کے دل پر زنگ کی طرح کا اندھیرا چھا جاتا ہے دوزخ کی آگ کے سیاہ ہونے کا حال
مین ترمذی مستدرک حاکم وغیرہ کی انس بن مالک کی صحیح روایت کئی جگہ گزر چکی ہے ان روایتون کو ظلمات بعضہا فوق بعض کی تفسیر مین بڑا
دخل ہے جس کا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ ایسے لوگ نور ہدایت کے حصہ سے محروم رہکر عالم ارواح کے اندھیرے مین رہے
اور یہاں بغیر توبہ کے شرک کا اندھیرا ان کے دل پر ندامت کی لہر چھایا رہا اور مرنے کے بعد دوزخ کی سیاہ آگ کے اندھیرے مین جا پڑے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ۭ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ

تونے نہ دیکھا کہ اللہ کی یاد کرتے ہیں جو کوئی ہیں آسمان وزمین مین اور اڑتے جانور پر کھولے ہر ایک نے جان رکھی ہے

وَتَسْبِيْحَهٗ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝

اپنی طرح کی بندگی اور یاد اور اللہ کو معلوم ہے جو کرتے ہین اور اللہ کی حکومت ہے آسمان اور زمین مین اور اللہ ہی تک پہر جانا ہے

مجاہد کے قول کے موافق نماز کا حکم انسان کے حق مین ہے اور حسب حال یاد الٰہی کا حکم باقی کی مخلوقات کے حق مین ہے قرآن شریف
مین تسبیح کا ذکر بعضی جگہ تسبیح کے لفظ سے ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آسمان وزمین کی کل چیزین اپنی اپنی زبان مین ہر وقت اللہ کو
یاد کرتی اور اسکے نام کی تسبیح پڑہتی ہین بعضے مفسرین نے یہ جو لکھا ہے کہ جنات اور انسان کے سوائے اور مخلوقات کی تسبیح زبان
حال سے ہے زبان قال سے نہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ سوائے جنات اور انسان کے اور مخلوقات کی تسبیح مین کسی طرح
کی گویائی نہین ہے بلکہ یہ مخلوقات اللہ تعالے کے حکم کی جو تابع ہے اس مخلوقات کی یہی حالت اوس کی تسبیح ہے ان مفسرین کا
یہ قول بعضی صحیح روایتون کے برخلاف ہے چنانچہ مثلاً صحیح بخاری و مسلم مین حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے
کہ ایک دفعہ رسول اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو قبرون پر ہوا اور آپ نے فرمایا ان دونو قبرون مین جو مردے دفن ہین اونپر عذاب قبر
ہو رہا ہے یہ فرماکر آپ نے ایک ہری ٹہنی درخت کی لی اور اسکی دو شاخین کین اور یہ دونون شاخین اون دونون قبرون پر لگاکر فرمایا
کہ جب تک یہ شاخین ہری رہین گی شاید ان مردون کے عذاب قبر مین کچھ تخفیف ہو جاویگی اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ
مین آجاتا ہے کہ ہرے درخت کی ٹہنی جب تک ہری رہتی ہے تو وہ اپنی زبان کی ایک طرح کی خاص گویائی سے اللہ کی یاد کرتی ہے
اور یہی یاد الٰہی اون دونون شاخون کی تسبیح تھی جسکی برکت سے عذاب قبر مین تخفیف ہوئی اگر زبان حال کی تسبیح شریعت مین مقصود
ہوتی تو اون دونون شاخون کے سوکھ جانے کے بعد بھی اونکی تسبیح اور عذاب قبر کی تخفیف باقی رہ سکتی تھی صحیح بخاری مین عبداللہ
بن مسعود سے روایت ہے کہ کھانا کھاتے وقت ہم صحابا لوگ کھانے کی چیزون کی تسبیح کی آواز سنا کرتے تھے اس روایت سے یہ مطلب
اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ اون کھانے کی چیزون کی تسبیح زبان حال سے نہیں تھی بلکہ اتنی گویائی کی آواز سے تھی جو آواز صحابا کے
کانون مین آیا کرتی تھی حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ آسمان وزمین مین اکیلے اللہ کی حکومت ہے اوس کی حکومت مین کوئی اور کا شریک
نہین اس لئے آسمان پر فرشتے زمین پر جنات اور انسان آسمان وزمین کے بیچ مین اڑتے ہوئے جانور اپنی زبان مین اللہ کی یاد مین
ہر وقت لگے ہوئے ہین سورۃ النحل مین گزر چکا ہے کہ جو لوگ خوشی سے خالص اللہ کی یاد اور اوس کی بندگی نہین کرتے وہ بہر سے

پہنچے سیدھے ہاتھ کی طرف اور دو پہر کے بعد اسکے ہاتھ کی طرف اون کا سایہ جو آجاتا ہے سایہ کے ذریعہ سے ایسے لوگون کے پیچھے بھی اللہ کی بندگی لگی ہوئی ہے واللہ علیم بما یفعلون اس کا مطلب یہ ہے کہ بہاڑ درخت جب سب نا سمجھ چیزین اپنے پیدا کرنے والے کو پہچان کر ہر وقت اوسکی تعظیم اور بندگی مین لگی ہوئی ہین تو آدم مین کے وہ لوگ جو اپنے آپ کو سمجھدار کہتے ہین اور اپنے پیدا کرنے والے کی تعظیم مین دوسرونکو شریک کرتے ہین اللہ تعالی کو اون کے سب کام معلوم ہین وقت مقررہ پر ایسے لوگون کو اپنے عملون کی پوری سزا بھگتنی پڑیگی صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو موسی اشعری کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ لوگون کے رات کے عمل دن سے پہلے اور دن کے عمل رات سے پہلے ہر روز اللہ تعالی کے ملاحظہ مین پیش ہوتے رہتے ہین اسی طرح صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے دنیا مین جو کچھ ہونے والا تھا اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر وہ سب اللہ تعالی نے لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے ان حدیثون کو واللہ علیم بما یفعلون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ دنیا مین جو کچھ ہو رہا ہے اگرچہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے بھی وہ اللہ تعالی کے علم غیب سے باہر نہیں تھا لیکن بنظر انصاف جزا و سزا کے فیصلہ کا مدار اللہ تعالی نے اپنے علم غیب پر نہین رکھا بلکہ علم کے ظہور پر رکھا ہے اور اس ظہور کے ہر وقت ملاحظہ فرمانے کا یہ انتظام قرار دیا کہ صبح و شام لوگون کے اعمال نامے ملاحظہ فرمائے جاتے ہین والی اللہ المصیر اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی کے علم غیب کے ظہور کے موافق ہر روز صبح و شام لوگون کے اعمال نامے جو اللہ تعالی کے ملاحظہ مین پیش ہوتے ہین اون کے موافق ہر ایک شخص کو قیامت کے دن اللہ تعالی کے روبرو جواب دہی کرنی پڑیگی اور پھر جزا و سزا کا فیصلہ ہوگا۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُزْجِي سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ

تو نے نہ دیکھا کہ اللہ ہانکتا ہے بادل پھر انکو ملاتا ہے پھر انکو رکھتا ہے تہ بر تہ پھر تو دیکھے مینہ نکلتا ہے اسکے

مِنْ خِلَالِهِ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ

بیچ مین سے اور اتارتا ہے آسمان سے اس مین جو پہاڑ ہین اولون کے پھر وہ ڈالتا ہے جسپر چاہے اور پھیر دیتا ہے

عَنْ مَنْ يَشَاءُ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ يُقَلِّبُ اللَّهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

جس سے چاہے اچبھی اسکے بجلی کی کوند لیجاوے آنکھین اللہ بدلتا ہے رات اور دن

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِأُولِي الْأَبْصَارِ

اس مین دہیان کی جگہ ہے آنکھ والون کو

اوپر کی آیتون مین اللہ تعالی نے فرمایا تھا کہ آسمان و زمین مین اکیلے اللہ کی حکومت ہے اوس کی حکومت مین کوئی اس کا شریک نہین ہے ان آیتون مین اوس حکومت کی یہ مثال بیان فرمائی جس کا حاصل یہ ہے کہ تمام دنیا کی زندگی کا دارومدار زمین کی پیداوار پر اور زمین کی پیداوار کا دارومدار مینہ کے برسنے پر ہے ان مشرکون کا یہ جو اعتقاد ہے کہ تارون کی گردش سے مینہ برستا ہے مکہ کے قحط کے وقت ان کو اپنے اس اعتقاد کی غلطی اچھی طرح معلوم ہوگئی کہ اللہ کے رسول کی دعا پر جب اللہ کا حکم ہوا تو مینہ برسا بغیر اللہ کے حکم کے نہ تارون کی گردش

کچھ کام آئی نہ اون مشرکون کے بت کچھ کام آئے مشرکین مکہ کا یہ جو اعتقاد تھا کہ تارون کی گردش سے مینہہ برستا ہے صحیح بخاری و مسلم کی زید بن خالد جہنی کی روایت کے حوالہ سے اس کا ذکر ایک جگہ گزر چکا ہے مکہ کے قحط کا قصہ بھی عبد اللہ بن مسعود کی صحیح بخاری کی روایت کے حوالہ سے کئی جگہ بیان کر دیا گیا ہے حاصل مطلب یہ نکلا کہ اللہ ہی کی حکومت کا اثر سب کی آنکھون کے سامنے ہے کہ دنیا بنانے بگاڑنے کا سامان آسکو مینہہ برسانا منظور ہوتا ہے ہوا آسکے حکم سے بادل کے ٹکڑون کو ہانکے جاتی ہے اور بہت سے بادل ٹکڑون کو جوڑ کر اور تہ بہ تہ کر کے جتنی دور تک حکم ہوتا ہے اتنی دور تک گہرا بادل چھا جاتا ہے اور اس بادل میں سے مینہہ برستا ہے جس سے ہر طرح کی پیداوار اناج اور میوون کی سال بسال ہو جایا کرتی ہے ایک سال بھی وقت پر مینہہ نہین برستا تو کھیتان باغ سب خشک ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالی کی حکومت مین کسی کا تانا بس نہین چلتا کہ وہ اس خشک سالی کی بلا کو ٹال دیوے آگے فرمایا جن کھیتون یا باغون پر اللہ تعالی کی اس قانون کی بلا کا سایہ منظور ہوتا ہے تو آسمان سے وہ برف کی سلیں کی سلیں بادلون مین بھیج دیتا ہے جس سے اوسے پڑ کر وہ کھیت اور باغ اجڑ جاتے ہین اور سوائے اللہ کے اس بلا کو کوئی نہین ٹال سکتا پھر فرمایا اس اولے والے بادل مین بجلی کی چمک اس غضب کی ہوتی ہے کہ جس سے آدمی کی آنکھین بند ہو جاتی ہین جس طرح اب فارسی اردو کے اپنے شعرون مین گردش زمانہ کی شکایت بانہ رہتے ہیں عرب کے شاعرون کی بھی یہی عادت تھی اوسی کو فرمایا گردش زمانہ رات دن کی الٹ پلٹ کا نام ہے اور رات دن کی یہ الٹ پلٹ کبھی رات ہے اور کبھی دن اللہ کے حکم سے ہے صحیح بخاری و مسلم مین ابو ہریرہ کی روایت سے حدیث قدسی ہے جس مین اللہ تعالی نے فرمایا جو لوگ گردش زمانہ کو برا کہتے ہیں وہ گویا مجھکو برا کہتے ہیں کیونکہ گردش زمانہ میری قدرت کی نشانیون کا نام ہے اس حدیث سے یقلب اللہ اللیل والنہار کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ رات دن کا ہیر پھیر اور اس ہیر پھیر مین رات دن جو کچھ ہوتا ہے وہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہے اور رات دن کی ہیر پھیر کا نام گردش زمانہ ہے تو کفر کی رسم کے موافق کسی ایماندار آدمی کو جائز نہیں ہے کہ وہ گردش زمانہ کو برا کہوے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسی اشعری کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن شریف کی نصیحت کی مثال مینہہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگون کی مثال اچھی بری زمین کی فرمائی ہے اس حدیث سے ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن کی آیتون مین اللہ کی قدرت کی نشانیان جو بیان کی جاتی ہیں اگرچہ وہ سب کی آنکھون کے سامنے ہین لیکن اون نشانیون کو عبرت کی نظر سے وہی لوگ دیکھتے ہیں جنکی آنکھون پر غفلت کا پردہ نہین ہے ورنہ جن لوگون کی آنکھون پر غفلت کا پردہ پڑا ہوا ہے اون کے حق مین وہ قدرت کی نشانیان ایسی ہی رائگان ہین جس طرح بری زمین مین مینہہ کا پانی برسے کا جاتا ہے سورۃ الرعد مین بجلی کا حال گزر چکا ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ

اور اللہ نے بنایا ہر بہرنے الا ایک پانی سے پھر کوئی ہے کہ چلتا ہے اپنے پیٹ پر اور کوئی ہے کہ چلتا ہے

عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ۚ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

دو پاؤن پر اور کوئی ہے کہ چلتا ہے چار پر بناتا ہے اللہ جو چاہتا ہے بیشک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے

مسند امام احمد اور ترمذی مین ابو رزین العقیلی سے صحیح روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرش کی پیدائش عرش کے مابعد کی سب مخلوقات کی پیدائش سے مقدم ہے لیکن پانی کی پیدائش عرش کی پیدائش سے بھی پہلے ہے تفسیر سدی مین چند روایتین اسی مضمون کی اور بھی ہین ان روایتون سے علمانے یہ مطلب نکالا ہے کہ نطفہ سے جو پیدائش کا سلسلہ شروع ہوا ہے اوس سلسلہ سے پہلے ہی ہر چیز کی پیدائش مین پانی کا دخل ضرور ہے جیسے مثلاً آدم علیہ السلام کی پیدائش نطفہ کی پیدائش سے مقدم ہے لیکن انکے پتلے کا گارا پانی اور مٹی سے بنایا گیا ہے چنانچہ ترمذی نسائی صحیح ابن حبان اور مسند بزار مین ابو ہریرہؓ کی صحیح روایۃ مین اسکا ذکر تفصیل سے ہے پیٹ کے بل چلنے والون مین سانپ اور مچھلی اور دو پیرون پر چلنے والون مین انسان اور پرند اور چار پیرون پر چلنے والون مین چوپائے پھر فرمایا اللہ تعالی پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے مثلاً مکڑی کو اوس نے چار پیرون سے زیادہ کا جانور بنایا آخر کو فرمایا اللہ ہر چیز کر سکتا ہے کسی طرح کی مخلوق کا پیدا کرنا اوس کی قدرت سے باہر نہین ہے صحیح بخاری و مسلم مین انس بن مالک سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ سورۃ الفرقان کی آیۃ الذین یحشرون علی وجوھم الی جہنم جب نازل ہوئی اور پڑھی گئی جسکا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن نافرمان لوگون کو میدان محشر مین موندھ کے بل چلایا جاکر دوزخ تک پونہچایا جاویگا تو ایک شخص نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ موندھ کے بل کیونکر چلین گے آپ نے فرمایا جس صاحب قدرت نے دنیا مین دو پیرون پر چلایا وہ موندھ کے بل چلانے پر بھی قادر ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جو لوگ قیامت کے دن اپنے گناہون کا انکار کرین گے تو اللہ تعالی اُنکے موندھ پر خاموشی کی مہر لگاکر اون کے ہاتھ پیرون سے زبان کا کام لیویگا جس سے آدمی کے ہاتھ پیرون مین زبان کی سی گویائی پیدا ہوجاویگی اور وہ آدمی کے گناہون کی پوری گواہی ادا کرین گے ان حدیثونسے ان اللہ علی کل شی قدیر کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو صاحب قدرت انسان کو موندھ کے بل چلانے پر اور ہاتھ پیرون سے زبان کا کام لینے پر قادر ہے وہ جو چاہے سو کر سکتا ہے کوئی چیز اوسکی قدرت سے باہر نہین ہے۔

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

ہمنے اتارین آیتین کھول کر بتانے والی اور اللہ چلاوے جسکو چاہے سیدھی راہ پر

صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالی نے لوح محفوظ مین یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد کتنے آدمی جنت مین جانے کے قابل کام کرینگے اور کتنے آدمی دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل اب جس قابل جو پیدا ہوا ہے ویسے ہی وہ کام کرتا ہے اس حدیث کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اگرچہ قرآن کی آیتون مین ہر طرح کی کھلی کھلی نصیحت ہے لیکن اس نصیحت سے راہ راست پر آنے کا وہی لوگ قصد کرتے ہین جو اللہ تعالی کے علم غیب مین نیک ٹھہر چکے ہین اور ان ہی لوگون کو اللہ تعالی راہ راست پر آنے اور اوس پر قائم رہنے کی توفیق بھی دیتا ہے اور جو لوگ اللہ تعالی کے علم غیب مین بد اور دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل قرار پا چکے ہین وہ خود تو راہ راست پر آنے کا قصد نہین کرتے اور زبردستی کسی کو راہ راست پر لانا اللہ تعالی کو منظور نہین ہے کیونکہ اوس نے اپنے علم غیب کے ظہور کے طور پر نیک

رسد کے امتحان کے لئے دنیا کو پیدا کیا ہے مجبور کرکے کسی کو راست پر لانا نظام الٰہی کے برخلاف ہے۔

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾

اور لوگ کہتے ہین ہمنے مانا اللہ کو اور رسول کو اور حکم مین آئے پھر پھر جاتا ہے ایک فرقہ انمین سے اس پیچھے اور وہ لوگ نہین ماننے والے

اوپر ذکر تھا کہ جو لوگ اللہ تعالی کے علم غیب مین ہدایت دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل قرار پاچکے ہیں وہ خود تو راہ راست پر آنے کا قصد نہین کرتے اور کسی کو زبردستی راہ راست پر لانا اللہ تعالی کو منظور نہین ہے طبرانی کبیر اور مسند بزار مین معتبر سند سے عمران بن حصین کی حدیث ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق لوگ ظاہر مین مسلمانون کے سے عمل کرتے ہیں اور ان کے دل مین دغابازی بسی ہوتی ہے اس لئے بہ نسبت کھلے کھلے کافرون کے زبان دراز منافق کی باتون سے دھوکے مین آجانے کا بڑا خوف ہے حاصل کلام یہ ہے کہ اوپر بہت سے لوگون کا ذکر فرماکر ان آیتون مین منافقون کا ذکر جو شروع فرمایا اس کا سبب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ منافقون کے دل مین کھوٹ ہوتی ہے اور دل کا حال سوائے اللہ تعالی کے اور کسی کو معلوم نہین ہی واسطے بغیر اللہ تعالی کی مدد کے منافقون کی شرارت سے بچنا دشوار ہے چنانچہ حضرت عائشہ پر جو طوفان اوٹھایا گیا وہ منافقون کی شرارت کا نتیجہ تھا آخر اللہ تعالی کی مدد سے وہ طوفان مٹا حاصل مطلب آیتہ کا یہ ہے کہ کھلے کھلے منکر شریعت لوگون کے علاوہ بعضے دھوکے باز لوگ ایسے بھی ہین جو زبان سے اللہ و رسول کی فرمانبرداری کا اقرار کرتے ہیں لیکن انکے دل مین دغابازی بسی ہوئی ہے اس لئے یہ انکا زبانی اقرار جھوٹا ہے اور اس اوپری دل کی فرمانبرداری کے اقرار سے یہ لوگ مسلمان نہین ٹہر سکتے ہیں صحیح مسلم کے حوالے سے ابوہریرہؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی کی نظر آدمی کی ظاہری حالت پر نہین ہے بلکہ ہر آدمی کی نظر آدمی کے دل پر ہمیشہ لگی رہتی ہے اس حدیث کو آیتہ کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی کی نظر آدمی کے دل پر لگی رہتی ہے اور منافقون کی فرمانبرداری کا اثر انکے دل مین کچھ نہین ہوتا اسواسطے اللہ تعالی کے نزدیک منافقون کا شمار مسلمانون مین نہین ہے۔

منزل ۵

وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ ﴿٤٨﴾ وَإِن يَكُن لَّهُمُ

اور جب اونکو بلائے اللہ اور رسول کی طرف کہ انمین فیصلہ چکادے تبھی ایک فرقہ کے لوگ انمین سے منہ موڑتے ہین اور اگر اونکو کچھ پہنچتا ہو

الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ﴿٤٩﴾ أَفِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَن يَحِيفَ اللَّهُ

حق تو آئین اسکی طرف قبول کرکر کیا انکے دل مین روگ ہے یا دھوکے مین پڑے ہین یا ڈرتے ہیں کہ بے انصافی کریگا اپر اللہ

عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٥٠﴾ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ

اور اسکا رسول کوئی نہین وہی لوگ بے انصاف ہین ایمان والون کی بات یہ تھی جب بلائے انکو اللہ اور رسول

لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَ

کی طرف فیصلہ کرنے کو انمین کہین ہمنے سنا اور حکم مانا اور وہ لوگ انمین کا بھلا ہے اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور

ع ۶

رَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝

اُسکے رسول کے اور ڈرتا ہے اللہ سے اور بچکر چلے اُس سے سو وہی لوگ ہین مراد کو پہنچے

تفسیر ابن المنذر عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم مین حضرت حسن بصری کی روایت سے جو شان نزول ان آیتون کی بیان کی گئی ہے اُسکا حاصل یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے منافقون کو یہ معلوم ہوگیا تھا کہ آنحضرت جو فیصلہ کرتے ہین اور حکم دیتے ہیں بغیر کسی کی رورعایت کے وہ فیصلہ اور حکم ہوتا ہے اس لئے جس معاملے مین وہ منافق لوگ حق پر ہوتے اور گواہی شاہدی بھی اُنکے پاس پوری ہوتی تو ایسے معاملے کو اپنا حق پانے کی خوشی مین دوڑکر آنحضرت کے پاس چلے آتے تھے اور جس معاملے مین یہ لوگ حق پر نہ ہوتے اور گواہی شاہدی بھی اُنکے پاس پوری نہوتی اور اس قرینہ سے جان لیتے کہ آنحضرت کا فیصلہ اُنکی مرضی کے موافق نہ ہوگا تو آنحضرت کے پاس معاملہ لانے پر راضی نہ ہوتے اونکی مرضی کے موافق اور سردار لوگ منافق جو مدینہ مین تھے اون کے پاس معاملہ پیش کرنے کی آرزو ظاہر کرتے اُسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتین نازل فرمائین اور فرمایا کہ یہ لوگ فقط موںھ سے کہتے ہین کہ ہم مسلمان ہیں اور اللہ کے رسول کی اطاعت ہم کو قبول و منظور ہے لیکن حقیقت مین یہ لوگ مسلمان نہین ہین اونکا ٹھکانا دوزخ ہے پھر فرمایا کیا ان لوگون کے دل مین یہ شک کا روگ ہے کہ یہ لوگ اللہ کے رسول کو سچا رسول نہین جانتے یا اپنی حق تلفی کا اُنکو خوف ہے پھر فرمایا ان باتون مین سے کوئی بات بھی نہین ہے بلکہ اللہ کے علم غیب مین یہ لوگ قابل سزا گنہگار ٹھہر چکے ہیں اس لئے اُنکو بُرے کام اچھے نظر آتے ہیں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل ٹھہر چکے ہیں اُنکو دنیا مین بُرے کام اچھے نظر آتے ہیں یہ حدیث بل اولئک ہم الظالمون کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایسی دغابازی کی باتون سے یہ منافق لوگ کسی کا کچھ نہین بگاڑتے بلکہ ایسی دغابازی کی باتون سے خود یہ لوگ اپنی جان پر ظلم کرتے ہین جسکا نتیجا نکو مرنے کے بعد معلوم ہوجاویگا آگے عقبیٰ مین مراد کو پہنچنے والے پکے مسلمانون کی نشانی کا ذکر فرمایا کہ اللہ اور رسول کا حکم اون کی مرضی کے موافق ہو یا نہو وہ کسی طرح اللہ اور رسول کی دلی اور زبانی فرمانبرداری مین کوتاہی نہین کرتے کیونکہ ان کے دل مین اللہ کا خوف ہے اور ان کی عادت پرہیزگاری کی ہے ہجرت سے پہلے جس قدر حصہ قرآن شریف کا مکہ مین اترا ہے اُسمین منافقون کا ذکر اس واسطے نہیں ہے کہ مکہ مین یا کھلم کھلا مسلمان تھے یا کافر تھے ہجرت کے بعد جب اہل اسلام کی قوت بڑھی تو اہل مدینہ مین کچھ لوگ ایسے تھے کہ مسلمانون کی قوت اور شوکت دیکھکر جب مسلمانون سے ملتے تو اوپری دل سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے اور اپنے ساتھیون سے ملتے تو اہل اسلام کی مذمت کرتے یہ لوگ کبھی ادہر مل جاتے اور کبھی اودہر اسی واسطے عبداللہ بن عمر کی صحیح مسلم کی روایت مین ان لوگون کی مثال اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ریوڑ سے بہکی ہوئی بکری کی بیان فرمائی ہے جس مثال کا حاصل یہ ہے کہ جسطرح ریوڑ سے بہکی ہوئی بکری کبھی اس ریوڑ مین جاتی ہے کبھی اُس ریوڑ مین یہی حال ان لوگونکا ہے کہ کبھی ادہر کبھی اودہر ان آیتون مین اور اکثر آیتون مین ایسے ہی لوگونکا ذکر ہے صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو ایک خوبصورت اور مالدار عورت بدکاری کے لئے بلائے اور وہ شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے اوس عورت کا کہنا نہ مانے تو ایسے شخص کو حشر کے دن کی دھوپ مین اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سایہ مین جگہ دیگا پکے مسلمانون کے ذکر مین یہ جو فرمایا تھا کہ اون لوگون کے دل مین اللہ کا خوف ہے اور اُنکی

عادت پر ہیز گاری کی ہے اوس کا مطلب اِس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جس شخص کے دل مین اللہ کا خوف ہوگا اور اُسکی عادت پر ہیز گاری کی ہوگی تو اللہ تعالی کے نزدیک ایسے شخص کی بڑی قدر اور منزلت ہے حسن بصری کی روایۃ سے جو شان نزول اوپر بیان کی گئی اوس کی سند معتبر ہے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۭ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

اور قسمین کھاتے ہین اللہ کی اپنی تاکید کی قسمین کہ اگر تو حکم کرے تو سب کچھ چھوڑ نکلین تو کہہ قسمین نہ کھا وحکم برداری چاہیے جو ہو رہے

خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ

خبر ہے جو کرتے ہو تو کہہ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا پھر اگر تم منہ پھیروگے تو اُسکا ذمہ ہے جو بوجھ اُسپر رکھا

مَّا حُمِّلْتُمْ ۚ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۭ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝

اور تمہارا ذمہ ہے جو بوجھ تمپر رکھا اور اگر اُسکا کہا مانو تو راہ پاؤ اور پہنچا دینا رسول کا ذمہ نہین ہے مگر پہنچا دینا کھول کر

منافقون کے ذکر مین پچھے مسلمانون کا تذکرہ فرماکر اس آیۃ مین منافقون کی ایک اور عادت کا ذکر فرمایا حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ جو منافق لوگ اللہ کے رسول کے فیصلہ سے گھبراتے تھے وہ پھر مسلمانون مین اپنا اعتبار جمانے کے لئے سخت سخت اللہ کی قسمین کھا کر کہتے تھے کہ معاملات مالی کے فیصلے تو درکنار ہم کو لڑائی پر جانے اور جان دینے کا حکم ہو تو بھی ہم حاضر ہین اسکے جواب مین اللہ تعالی نے فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان لوگون سے کہدو قسمین نہ کھاؤ تمہاری حکم برداری اور تمہارے عملون کا حال اللہ کو خوب معلوم ہے پھر فرمایا اے رسول اللہ کے ان لوگون سے یہ بھی کہدو کہ سچے دل سے اللہ کے رسول کی حکم برداری کرو کیونکہ اللہ کے رسول کا کام اللہ کا پیغام کا پونہچا دینا ہے اور اُمت کے لوگون کا کام اُسکے موافق عمل کرنا جب اللہ کے رسول اپنا کام کر رہے ہین تو اُمت کے لوگ اگر اون کی پیروی کرین گے تو عقبی کی بہبودی کا راستہ پاوین گے اور اگر نافرمانی کرین گے تو عقبی مین اوس کا خمیازہ بھگتین گے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے دنیا کے پیدا ہونے کے بعد جو کچھ دنیا مین ہونے والا تھا اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر وہ سب اللہ تعالی نے لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے۔ یہ حدیث ان اللہ خبیر بما تعملون کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ان منافقون کی دغابازی کی باتین دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے لوح محفوظ مین لکھی جا چکی ہین اللہ کے علم غیب سے ان کا کوئی کام باہر نہین ہے وقت مقررہ پر ان کے عملونکا بدلا انکی آنکھون کے سامنے آجاویگا صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہ سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین لوگون کی کولیان بھر بھر کے دوزخ کی آگ سے بچانا چاہتا ہون مگر لوگ اس طرح دوزخ کی آگ مین گرنے کے کام کرتے ہین جس طرح کیڑے پتنگے دنیا کی آگ مین گرنے کی جرأت کرتے ہین اِس حدیث کو آیۃ کے آخری ٹکڑے کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جو کام اللہ کے رسول کے ذمہ تھا وہ انھون نے بڑی کوشش سے پورا کیا لیکن اللہ تعالی کے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر جو لوگ لوح محفوظ مین دوزخی لکھے جا چکے تھے اونھون نے کیڑے پتنگونکی طرح آگ مین گرنے کے کام کئے۔

منزل

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ
وعدہ دیا اللہ نے جو لوگ تم مین ایمان لائے ہین اور کئے ہین نیک کام البتہ پیچھے حاکم کریگا اُنکو ملک مین جیسا حاکم کیا تھا اُسنے اگلو نکو
مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ
اور جما دیگا اُنکو دین اُنکا جو پسند کردیا اُنکے واسطے اور دیگا اُنکو اُنکے ڈر کے بدلے مین امن میری بندگی کرینگے
لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝
شریک نہ کرینگے میرا کسی کو اور جو کوئی ناشکری کرے اس پیچھے سو وہی لوگ ہین بے حکم

معتبر سند سے مستدرک حاکم اور اوسط طبرانی وغیرہ مین بلا دین العذب اور ابی بن کعب کی روایت سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ بعد نبوت کے جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین رہے وہ زمانہ ایسے خوف اور ایذا کا تھا کہ دین کا کوئی کام کھلم کھلا نہین ہوسکتا تھا یہان تک مشرکون نے ایذا پر کمر باندھی کہ آخر ہجرت کا حکم ہوا ہجرت کے بعد فتح مکہ تک مدینہ مین بھی خوف ہی رہا مہاجر اور انصار رات دن کر بستہ اور ہتیار باندھے رہتے تھے اور اندیشہ کرتے رہتے تھے کہ نہیں معلوم کس طرف سے کون دشمن چڑھائی کرکے آجاتا ہے اوسی زمانہ مین بعضے صحابہ نے اوکا کرکے آنحضرت سے پوچھا کہ حضرت کبھی یہ خوف رفع ہوکر امن سے بھی بیٹھین گے اوسپر اللہ تعالی نے یہ آیۃ نازل فرمائی اور مسلمانون کی تسکین کی کہ اگر وہ اسلام پر قائم رہین گے تو اللہ تعالی اُنکو بنی اسرائیل کی طرح حکومت اور امن دیوے گا اللہ کا وعدہ سچا ہے اللہ کے وعدہ پر جب تک صحابہ قائم رہے آنحضرت کے زمانہ سے حضرت عثمانؓ کی خلافت تک نئے نئے ملک فتح ہوتے رہے جب حضرت عثمانؓ کی خلافت مین حضرت عثمان کی شہادت کا واقعہ ہوا اور آپس کی خون ریزیان شروع ہوگئین پھر وہی پہلے جیسے بے امنی مسلمانون مین پھیل گئی جو آج پھیلی ہوئی ہے حالانکہ اللہ تعالی نے خوشحالی کے وعدہ مین یہ بھی فرمایا تھا کہ خوشحالی کے زمانہ مین نعمت کی ناشکری سے پرہیز کرنا چاہیئے ترمذی وغیرہ مین چند روایتین ہین اون کا حاصل یہ ہے کہ جب لوگون نے حضرت عثمانؓ کا گھر گھیر لیا اور حضرت عثمانؓ کے شہید کرنے کا ارادہ کیا تو عبداللہ بن سلام صحابی حضرت عثمانؓ کے پاس آئے حضرت عثمانؓ نے پوچھا کہ عبداللہ تم کیونکر آئے عبداللہ بن سلامؓ نے کہا مین بلوہ سنکر آپ کی مدد کو آیا ہون حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ بہ نسبت میری مدد کے یہ بات بہتر ہے کہ تم ان بلوائی لوگون کو سمجھا کر ٹال دو عبداللہ بن سلام نکلے اور بلوہ کے لوگون کو سمجھایا کہ خلیفہ وقت پر تم لوگ اگر ہاتھ اوٹھاؤگے تو پہر اللہ کے غضب کی تلوار قیامت تک میان مین نہ آویگی اون لوگون نے حضرت عبداللہ بن سلامؓ کا کہا نہ مانا اور عبداللہ بن سلام اور حضرت عثمان دونون کو برا کہنا شروع کیا اور آخر حضرت عثمان کو شہید کرڈالا غرض جب سے مسلمانون مین اس طرح کی نافرمانی پھیل گئی خوشحالی ہوگئی جس کا اثر آج تک موجود ہے صحیح بخاری و مسلم مین ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجکو اپنی امت کی تنگدستی کا خوف نہین ہے خوف تو یہ ہے کہ پچھلی امتون کی طرح جسمان مین خوشحالی آجاویگی تو یہ لوگ طرح طرح کی خوبی مین پڑجاوین گے اس حدیث اور آیۃ کو ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اللہ تعالی نے آیۃ مین کے وعدہ کے موافق مسلمانون کو جب طرح طرح کی خوشحالی دی تو حدیث مین کی پیشین گوئی کے موافق مسلمانون مین رفتہ رفتہ طرح طرح کی خرابیان پیدا ہوگئین کفر کے معنے یہان نعمت کی ناشکری ہین اصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ مسلمانون کے دل مین اللہ تعالی کی وحدانیت اور اللہ کے رسول کے سچے ہونے کا

پورا یقین ہے اور اوس یقین کے ظاہر کرنے کے لئے وہ نیک عمل بھی کرتے ہیں اونکو دشمنون کے خوف سے کچھ گھبرانا نہین چاہیے جسطرح ملک شام کے بڑے بڑے جابر اور صاحب قوت دشمنون کو مٹا کر ایک مدت تک اللہ تعالی نے اوس ملک مین بنی اسرائیل کو حاکم بنایا یہی انجام امت محمدیہ کے ایماندار نیک عمل لوگون کا ہوگا اللہ تعالی اونکو حکومت اور ہر طرح کا امن دیگا اور اس آخری زمانہ مین جو دین اللہ تعالے کو پسند ہے ان حاکمون کے ہاتھ سے وہ دین خوب قائم ہوگا دنیا کے بڑے حصہ سے شرک اور ٹھکر خالص اللہ کی عبادت جاری ہوجاویگی پھر فرمایا اس شکر گزاری کی حالت کے بعد رفتہ رفتہ جو لوگ اللہ تعالی کی اس نعمت کی ناشکری کرین گے وہ نافرمان ہوکر طرح طرح کی خرابی مین پڑجاوین گے۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ

اور کھڑی رکھو نماز اور دیتے رہو زکوۃ اور حکم مین چلو رسول کے شاید تمپر رحم ہو نہ خیال کر کہ یہ جو

كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

منکر ہین تھکا دینگے بھاگ کر ملک مین اور اونکا ٹھکانا آگ ہے اور بری جگہ ہے پہنچنے کی

اوپر حکومت اور امن کے عطا فرمانے کی خوشخبری کا ذکر فرما کر ان آیتون مین فرمایا کہ اس خوشخبری کا وقت آنے تک ایماندار لوگون کو چاہیے کہ اللہ کے رسول کی نصیحت کے موافق بدنی اور مالی عبادت مین لگے رہین تاکہ اللہ تعالی اپنی رحمت سے اس خوشخبری کے ظہور کا وقت جلدی دکھاوے اوپر کی خوشخبری کے سننے کے بعد یہ خیال گزر سکتا تھا کہ اب تک تو دشمنون کا غلبہ چلا جاتا ہے پہلے کیسے فہ ہی یہ سب دشمن کیونکر مغلوب ہوجاوین گے اور مسلمانون کو حکومت کس طرح مل جاویگی اسواسطے اپنے رسول کو مخاطب ٹھہراکر لوگون کو سمجھایا کہ ان دشمنون پر اللہ تعالی کوئی دنیوی عذاب بھیجے تو ان کو دنیا بھر مین کہیں بھاگنے کو جگہ نہ ملیگی اور پھر عقبی مین ایسے دشمن دین لوگون کا برا ٹھکانا دوزخ ہے حاصل یہ ہے کہ وعدہ کے ظہور پر جو خوشخبری ان لوگون کو سنائی گئی ہے اللہ کی قدرت کے آگے اسکا ظہور کچھ مشکل نہین ہے صحیح بخاری مین حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مکہ کی چڑھائی ۸ھ ہجری مین ہوئی یہ اوپر گزر چکا ہے کہ بنی مصطلق کی لڑائی سے واپسی کے وقت حضرت عائشہؓ پر بہتان لگایا گیا اور اوسی وقت سورۃ النور نازل ہوئی اگرچہ مغازی ابن اسحاق مین ہے کہ بنی مصطلق کی لڑائی ۶ھ ہجری مین ہوئی ہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ بنی مصطلق کی لڑائی ۵ھ ہجری مین ہے کیونکہ اس لڑائی سے واپسی کے وقت حضرت عائشہؓ کے بہتان کی بات چیت مین سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کا جھگڑا جو ہوا ہے اوس کا ذکر صحیح بخاری وغیرہ کی صحیح روایتون مین ہے اور یہ بھی صحیح روایتون مین ہے کہ بنی قریظہ کے واقعہ کے وقت ۵ھ ہجری مین سعد بن معاذ کا انتقال ہوگیا اس سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے کہ سعد بن معاذ کے انتقال سے پہلے بنی مصطلق کی لڑائی ہوئی اور اوسی لڑائی سے واپسی کے وقت حضرت عائشہؓ کے بہتان کا قصہ پیش آیا اور اسی قصہ کی بات چیت مین سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کا جھگڑا ہوا اور نہ مغازی ابن اسحق کی روایت کے موافق اگر ۶ھ ہجری مین بنی مصطلق کی لڑائی ہوئی تو اوسی لڑائی کے وقت حضرت عائشہؓ کے بہتان کا قصہ پیش آیا تو وفات کے وقت سعد بن معاذ کا جھگڑا سعد بن عبادہ سے کیونکر ہوسکتا تھا حاصل کلام یہ ہے کہ ۵ھ ہجری مین

سورہ النور نازل ہوئی اور یہی سورہ کی آیتون مین وعدہ کے طور پر مسلمانون کو حکومت کی خوشخبری جو سنائی گئی تھی اس خوشخبری کے تین سال بعد مکہ پر چڑہائی ہوکر مکہ فتح ہوگیا اور مکہ مین مسلمان حاکم رہنے لگا اس کے بعد رفتہ رفتہ اس خوشخبری کا جو ظہور ہوا تاریخ کے مطالعہ کے دیکھنے سے اوس کا حال اچھی طرح معلوم ہوسکتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ

اے ایمان والو پروانگی مانگ کر آوین تم سے جو تمہارے ہاتھ کے مال ہین اور جو نہین پہنچے تم مین عقل کی حد کو

مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ

تین بار فجر کی نماز سے پہلے اور جب آتار رکھتے ہو اپنے کپڑے دوپہر مین اور

بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاۗءِ ۭ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۭ

عشا کی نماز سے پیچھے یہ تین وقت کھلنے کے ہین تمہارے کچھ گناہ نہین تمپر اور نہ اونپر انکے پیچھے پھر آلے

طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ

کرتے ہو ایک دوسرے پاس یون کہوتا ہے اللہ تمہارے آگے باتین اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ

اور جب پہنچین لڑکے تم مین عقل کی حد کو تو ویسی پروانگی لین جیسے لیتے رہے ہین انسے اگلے یون کھول سناتا ہے

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ

اللہ تمکو اپنی باتین اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا

شروع سورہ مین ہر وقت گھر والون سے اجازت لیکر پرائے گھر مین جانے کا حکم تھا ان آیتون مین غلامون اور نابالغ لڑکون کو یہ حکم ہے کہ فجر کی نماز سے پہلے دوپہر اور عشا کی نماز کے بعد غلام اپنے آقا کے اور نابالغ لڑکے اپنے رشتہ دارون کے گھر مین بغیر اجازت کے نہ جاوین یہ تینون وقت لوگون کے آرام کرنے اور ننگے کھلے رہنے کے ہین اسواسطے ان وقتون کے لئے یہ خاص حکم نازل فرمایا اگرچہ سلف کا اس مین اختلاف ہے کہ الذین ملکت ایمانکم مین غلام لونڈی دونون داخل ہین یا یہ حکم فقط غلامون کے لئے ہے مگر حضرت عبداللہ بن عباس کا صحیح قول یہی ہے کہ اس حکم مین لونڈی داخل نہین ہے حاصل مطلب آیتون کا یہ ہے کہ اے ایمان والو تم اپنے غلامون اور نابالغ لڑکون سے کہدو کہ جن تین وقتون کا ذکر آیتون مین ہے اون تین وقتون مین یہ تمہارے غلام اور نابالغ لڑکے پروانگی مانگ کر تمہارے پاس آیا کرین کیونکہ یہ تینون وقت تمہارے اور تمہاری عورتون کے ننگے کھلے رہنے کے ہین اور یہ لوگ ہر وقت تمہارے پاس آیا جایا کرتے ہین ہر گھڑی ان کا پروانگی مانگ کر آنا مشکل ہے اس لئے ان تینون وقتون کے علاوہ اور وقتون مین یہ لوگ بغیر پروانگی بھی تمہارے پاس آجاوین تو کچھ منا ہی نہیں ہے پھر فرمایا جب یہ نابالغ لڑکے بالغ ہوجاوین تو جسطرح ان کے بالغ ہوجانے سے پہلے کے لوگونکو ہر وقت پروانگی مانگکر گھر مین آنے کا حکم ہے وہی حکم ان کے حق مین بھی ہوگا پھر تین وقتون کی خصوصیت باقی نرہے گی ہان بالغ نابالغ سب

غلامون کے لئے تین وقتون کی خصوصیت ہے غلام اور نابالغ لڑکے علیحدہ مکان مین سوتے بیٹھتے ہون تو حسن بصری کے قول کے موافق پروانگی کا حکم ہے نہین تو نہین دونون آیتون کے آخر مین فرمایا اللہ تعالی اپنے بندون کی ہر طرح کی ضرورتون کو خوب جانتا ہے اس لئے اُس نے یہ پروانگی مانگنے کا حکم حکمت اور تدبیر سے دیا ہے جو علما اس بات کے قائل ہیں کہ غلام سے پردہ نہین ہے ان آیتون مین اونکے قول کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ ان آیتون مین سوائے تین وقتون کے اور سب وقتون مین غلام کو بغیر پروانگی آقا کے گھر مین جانے کی اجازت ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے سہل بن سعد کی حدیث اس سورہ مین گزر چکی ہے کہ بغیر پروانگی کے مانگنے کے کسی شخص نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک زنانہ حجرہ مین جانکنے کی جرأت کی جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس شخص کی جرات کا حال سنا تو فرمایا کسی کے گھر مین جانے سے پہلے پروانگی کے مانگنے کا حکم ہی واسطے نازل ہوا ہے کہ بے خبر کسی کے گھر کے اندر گھس جانے سے ننگی کھلی عورتون پر نظر نہ پڑے اسواسطے اگر مین اوس شخص کو حجرہ مین جانکتے ہوئے دیکھ لیتا تو اوس کی آنکھ پھوڑ ڈالتا اس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جسطرح اجنبی لوگون کو ہر وقت بغیر پروانگی کے پرائے گھر مین جانے کی سخت مناہی ہے خاص تین وقتون مین وہی سخت مناہی غلام اور نابالغ لڑکون کے حق مین ہے کہ ان تین وقتون مین بلا پروانگی کے غلام اپنے آقا کے اور نابالغ لڑکا اپنے رشتہ دارون کے گھر مین ہرگز نہ جاوے۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ

اور جو بیٹھ رہی ہین تمہاری عورتون مین جنکو توقع نہین بیاہ کی اپر گناہ نہین کہ اتار رکھین اپنے کپڑے

غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَةٍ ؕ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝

یہ نہین کہ دکھاتی پھرین اپنا سنگار اور اس سے بھی بچین تو بہتر ہے انکو اور اللہ سب سنتا ہے جانتا

صحیح بخاری مین حضرت عائشہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ پردہ کی آیتہ کے نازل ہونے کے بعد حضرت سودہ ایک رات چادر اوڑھ کر نکلین اور حضرت عمرؓ نے اونکو دیکھ لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مشورہ دیا کہ پردہ کے حکم کے ساتھ یہ حکم بھی دیا جاوے کہ چادر اوڑھ کر بھی عورتین گھر کے باہر نہ نکلا کرین اللہ تعالی نے سورۃ الاحزاب کی آیتین نازل فرما کر اسپر یہ حکم دیا کہ عورتون کے لئے پردہ کا جو حکم نازل ہوا ہے وہ کافی ہے جماعت کی نماز یا کسی اور ضرورت سے دوپٹہ کے اوپر چادر یا برقعہ اوڑھکر اور اوس مین منہ چھپا کر عورتون کے باہر نکلنے مین کوئی ہرج نہین ہے یہ حکم جوان بوڑھی سب عورتون کے لئے تھا اس آیتہ مین فرمایا وہ بوڑھی عورتین جنکو نکاح کی خواہش نہین ہے اونپر جوان عورتون کی سی پردہ کی تاکید نہین ہے اگر وہ کسی موقع پر دوپٹہ کے اوپر کی چادر اتار ڈالین تو جائز ہے۔

لیکن ان مین سے کوئی عورت غیر مرد کو اپنا کچھ بناؤ دکھانے کے لئے دوپٹہ کے اوپر کی چادر نہ اوتارے پھر فرمایا یہ بوڑھی عورتین بھی اگر دوپٹہ کے اوپر چادر کے اوڑھنے کی عادت کو جاری رکھین تو ان کے حق مین بہتر ہے کیونکہ اس مین احتیاط زیادہ ہے واللہ سمیع علیم اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندون کی زبانی باتون کو خوب سنتا اور اونکے دل کے بھیدون کو خوب جانتا ہے اس لئے انمین کی کوئی عورت اگر اپنے آپ کو زبانی تو

بوڑھی تبلاویگی اور اوسکے دل مین کچھ اور بھید ہوگا تو اوسکی زبانی باتین اور دل کا بھید سب کچھ اللہ کو معلوم ہے عورت اپنے کسی چھپے ہوئے بناؤ سنگار کو جتلاوے تو اوسکو تبرج کہتے ہین مسند امام احمد اور صحیح مسلم مین ابو ہریرہ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول نے ایسی عورتون کو دوزخی فرمایا ہے جو ایسا کپڑا پہنتی ہین جس سے اون کا کچھ بدن ڈھکتا ہے اور کچھ کھلا رہتا ہے اس حدیث کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ حالی کے رواج کے موافق جو عمر رسیدہ عورتین ایسے نہین کپڑے کا دوپٹہ اوڑھتی اور کرتہ پہنتی ہین جس سے اون کا کچھ بدن ڈھکتا اور کچھ کھلا رہتا ہے تو ایسی عورتونکو اجنبی مرد کے سامنے دوپٹہ کے اوپر موٹے کپڑے کی چادر کا اوڑھنا ضروری ہے

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى

نہین اندھے پر کچھ تکلیف اور نہ لنگڑے پر تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف اور نہین تکلیف

اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ

تم لوگون پر کہ کھا لو اپنے گھرون سے یا اپنے باپ کے گھرون سے یا اپنے مان کے گھر سے یا اپنے بھائی کے گھر سے

اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتٍ

یا اپنے بہن کے گھر سے یا اپنے چچا کے گھر سے یا اپنی پھوپی کے گھر سے یا اپنے مامون کے گھر سے یا اپنے خالا کے

مَّا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا

گھر سے یا جسکے کنجیون کے مالک ہوئے ہو یا اپنے دوست کے گھر سے نہین گناہ تم پر کہ کھاؤ ملکر

اَوْ اَشْتَاتًا ۭ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً

یا جدا ہوکر پھر جب جانے لگو کبھی گھرون مین تو سلام کہو اپنے لوگون پر نیک دعا ہے اللہ کے یہانسے برکت

طَيِّبَةً ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

کے ستھرے یون کہتا ہے اللہ تمہارے آگے باتین شاید تم بوجھ رکھو

ع ۸

اس آیۃ کی شان نزول مین علمائے مفسرین نے بڑا اختلاف کیا ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ جب سورہ بقرہ مین یہ حکم نازل ہوا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا مال بلا وجہ نہ کھاوے تو مسلمان طرح طرح کی احتیاط ضرورت شرعی سے زیادہ کرتے تھے مثلاً جب تندرست مسلمان لڑائی پر جاتے تھے تو اندھے لنگڑے اپاہج مسلمان لوگون کو وہ تندرست مسلمان حفاظت اور چوکسی کے لئے اپنے گھر پر مقرر کر دیتے تھے یہ اپاہج لوگ اون تندرستون کے پیچھے اون تندرستون کے کھانے پینے کی چیز کو بھی ہاتھ لگانے اور کام مین لانے کو منع سمجھتے تھے اسی طرح تندرست لوگ اندھے اور بیمار لوگون کے ساتھ کھانا کھانے کو اس خیال سے منع جانتے تھے کہ بیمار بوجہ بیماری کے کم کھاتا ہے ساتھ والا اوسکا کھانا زیادہ کھا کر گناہ مین نہ پھنسے یہی حال اندھے کا خیال کرتے تھے کہ وہ اپنی مال کی پوری حفاظت نہین کر سکتا اور یہ تم رشتہ دار یا دوست کے گھر مین کھانے پینے کو اچھا نہین جانتا تھا غرض اس طرح کی احتیاط کی اور باتین بھی لوگون نے نکال رکھی تھین جو حرج اور تکلیف سے خالی نہ تھین اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی اور فرمادیا کہ بغیر اون کے تصرف بیجا کے طور پر ایک مسلمان کو دوسرے

مسلمان کا مال کھانا سورہ بقر کے حکم سے منع کیا گیا ہے آپس کے سلوک کے طور پر آدمی اپنی محبت کے طور پر ایک رشتہ دار دوسرے رشتہ دار کے گھر میں یا ایک دوست دوسرے دوست کے گھر میں کھانا کھا لیوے تو منع نہیں ہے رشتہ داروں کے ذکر میں باپ کا بیٹے کے گھر کھانے کا ذکر نہیں ہے لیکن مسند امام احمد اور سنن کی حضرت عائشہؓ کی معتبر روایتوں میں یہ صراحت آچکی ہے کہ خود بیٹا اور بیٹے کا سب مال متاع باپ کا مال ہے اس صراحت کے بعد بیٹے کے گھر باپ کا کھانا بھی اس آیہ کے حکم میں داخل ہے صحیح حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بہ نسبت اکیلے کھانے کے چند آدمیوں کے ملکر کھانا کھانے سے ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کو اور دو آدمیوں کا تین کو اور تین کا چار کو کافی ہو جاتا ہے چنانچہ صحیح بخاری کی ابو ہریرہؓ کی اور ابن ماجہ کی حضرت عمرؓ کی روایتوں میں اس کا ذکر ہے حاصل مطلب آیہ کا یہ ہے کہ جن اپاہج آدمیوں کو لڑائی پر جانے والے لوگ اپنے گھروں کی چوکسی کے لئے چھوڑ جاتے ہیں وہ اپاہج گھر والوں کے کھانے پینے کی چیز کام میں لا سکتے ہیں اسی طرح وہ گھر والے اپنے گھر کے کھانے پینے کی چیزوں کی طرح اپنے باپ ماں بھائی بہن چچا پھوپی ماموں خالا کے گھروں میں کھانے پینے کی چیز کھا سکتے ہیں یہی حال آپس کے دوستوں کا اور اوس شخص کا ہے جس کے اختیار میں کسی کے گھر کی کنجیاں ہوں پھر فرمایا اس کی بھی کچھ منا ہی نہیں ہے کہ لوگ اکٹھے ملکر ایک دسترخوان پر کھانا کھا دیں یا اکیلے پھر فرمایا جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے گھر پر جاوے تو سلام علیک کیا کرے کیونکہ سلام علیک مسلمانوں میں آپس کی بڑی دعائے خیر ہے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ دین کے احکام یوں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم لوگ دین کی باتوں کو اچھی طرح سمجھو مسلمان آپس میں سب ایک ہیں اس لئے فسلموا علی بعضکم کی جگہ فسلموا علی انفسکم فرمایا صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اون سے فرمایا آدم تم فرشتوں کی ایک جماعت سے سلام علیک کرو پھر جو کچھ وہ جواب دیویں وہی طریقہ تمہاری اولاد میں جاری رہنا چاہئے آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق فرشتوں سے السلام علیک کہا تو انہوں نے جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ سلام علیک جس طرح کی تحیۃ سنت ہے اس کا حال اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے اسکی زیادہ تفصیل سورہ النساء میں گزر چکی ہے۔

منزل ۴

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا

ایمان لائے وہ ہیں جو یقین لائے ہیں اللہ پر اور اسکے رسول پر اور جب ہوتے ہیں اسکے ساتھ کسی جمع ہونیکے کام میں تو چلے نہیں جاتے

حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ

جب تک اس سے پروانگی نہ لیں جو لوگ تجھ سے پروانگی لیتے ہیں وہی ہیں جو مانتے ہیں اللہ کو اور اسکے رسول کو پھر جب پروانگی مانگیں تجھ

لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

اپنے کسی کام کو تو دے پروانگی جسکو ان میں تو چاہے اور معافی مانگ اسکے واسطے اللہ سے اللہ بخشنے والا ہے مہربان

سورہ آل عمران اور سورہ نسا میں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے جابر بن عبداللہ اور زید بن ثابت کی روایتیں گزر چکی ہیں کہ عبداللہ بن ابی منافقوں کا سردار بغیر پروانگی اللہ کے رسول کی احد کی لڑائی کے وقت میدان جنگ میں سے مدینہ چلا آیا اور اپنے ساتھ

تین سو آدمیون کو بھی پٹالایا سورہ الاحزاب مین آویگا کہ بہت سے منافق جھوٹے عذر کرکے احزاب یعنی خندق کی لڑائی سے جان بچا گئے ان قصون کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ پکے مسلمانون کی عادت منافقون کی سی نہیں ہے بلکہ پکے مسلمان کسی جتھے کے کام کی ضرورت کے وقت جب اللہ کے رسول کی محفل مین جمع ہوتے ہین تو اللہ کے رسول کی پروانگی کے بغیر ہرگز اپنے گھر کو نہین جاتے پھر فرمایا یہ ان لوگون کی ایمانداری کی نشانی ہے کہ یہ لوگ اللہ کے رسول کی پروانگی کو اپنی ضرورتون سے مقدم گنتے ہین پھر فرمایا یہ لوگ سچے عذر کے سبب سے پروانگی مانگتے ہین اسواسطے جب یہ لوگ پروانگی مانگین تو اے رسول اللہ کے تم ان مین سے جنکو چاہو پروانگی دیکر اون کی خیر حاضری کی معافی کے لئے اللہ کی جناب مین دعا کرو اللہ بخشنے والا مہربان اپنی مہربانی سے تمہاری دعا قبول کریگا صحیح بخاری مین انس بن مالک سے روایۃ ہے جس مین تبوک کی لڑائی سے پلٹتے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت سے لوگ جو سچے عذرون کے سبب سے اس سفر مین گھر بیٹھے رہے اللہ تعالی کی بارگاہ سے انکو اوتنا ہی اجر ملے گا جتنا اجر سفر کرنے والون کو ملنے والا ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ جتھے کی ضرورت کے وقت سچے عذر والون کی خیر حاضری بھی معاف ہے اور اللہ تعالی اپنی مہربانی اور رحمت سے اونکا اجر بھی ضائع نہین فرماتا۔

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذًا

مت ٹھیراؤ بلانا رسول کا اپنے اندر برابر آپکے جو بلاتا ہے تم مین ایک ایک کو اللہ جانتا ہے ان لوگون کو تم مین سے جو سٹک جاتے ہین کسی بہانے

اوپر ذکر تھا کہ بعضے منافق بغیر پروانگی اللہ کے رسول کے لشکر اسلام کا ساتھ چھوڑ کر گھر آن بیٹھے اور جھوٹے عذر پیش کرکے لشکر اسلام کی شرکت کو ٹال گئے ایسے ہی لوگون کے حق مین فرمایا کہ اے لوگو اس طرح کے دغابازی کے کام کرکے اللہ کے رسول کی بددعا نہ لو کیونکہ اللہ کے رسول کی بددعا عام لوگونکی بددعا جیسی نہین ہے مکہ کے سرکش لوگون نے اللہ کے رسول کی بددعا کے اثر سے قحط کی سخت آفت جو اوٹھائی اس قصہ سے تم لوگون کو عبرت پکڑنی اور اللہ کے رسول کی بددعا سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے پھر فرمایا تم مین سے ایک دوسرے کی آڑ مین ہوکر بغیر پروانگی اللہ کے رسول کے جو چلے جاتے ہو اور اپنے دل مین سمجھتے ہو کہ تمہاری اس دغابازی کو کوئی نہین جانتا یہ تمہاری نادانی ہے کیونکہ آسمان زمین کی کوئی شے اللہ کے علم سے باہر نہین ہے اسکو تمہاری یہ سب دغابازیان خوب معلوم ہین وقت مقررہ پر ان دغابازیون کا خمیازہ تمکو بھگتنا پڑے گا اللہ کا کلام سچا ہے اللہ کا کلام سچا ہے دنیا مین تو ان منافقون کی دغابازی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول کو منع فرمادیا کہ وہ ایسے لوگون کے جنازہ کی نماز مین شریک نہ ہون چنانچہ اس کا ذکر سورۃ التوبہ مین گزر چکا ہے اور عقبی مین اللہ کا وعدہ کہ ان منافقون کا ٹھکانا منکر شریعت لوگون کے ساتھ دوزخ ہے چنانچہ اس وعدہ کا ذکر بھی سورۃ التوبہ مین گزر چکا ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے مکہ مین جو قحط پڑا تھا صحیح بخاری کی عبداللہ بن مسعود کی روایۃ کے حوالہ سے اس کا قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے آیۃ مین منافقون کو اللہ کے رسول کی بددعا سے جوڑ دیا گیا ہے اوس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر یہ منافق لوگ اپنی دغابازی سے باز نہ آئے اور اللہ کے رسول نے انکے حق مین بددعا کی تو وہی نتیجہ انکا ہوگا جو ہجرت سے پہلے مکہ کے مشرکون کا ہوا اگر لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ کی تفسیر مین سلف کے کئی قول ہین لیکن اللہ کے رسول کی بددعا سے بچنے کی تفسیر حضرت

عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق ہے اور حافظ ابو جعفر بن جریر نے اپنی تفسیر مین اسی قول کو قوی ٹھہرایا ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

سو ڈرتے رہین جو لوگ خلاف کرتے ہین اُسکے حکم کا کہ پڑے اُنپر کچھ خرابی یا پہنچے اُنپر دکھ کی مار

أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ ۖ وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ

سنتے ہو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانون اور زمین مین اُسکو معلوم ہے جس حال پر تم ہو اور جسدن پھیرے جاوینگے اُس کی

إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

طرف تو بتاوے گا اُنکو جو اُنھون نے کیا اور اللہ سب چیز جانتا ہے

اس آیۃ مین اللہ تعالی نے لوگون کو اپنے رسول کی مخالفت سے ڈرایا اور فرمایا کہ جو لوگ رسول کے طریقہ رسول کی سنت کی مخالفت کرتے ہین اونکو دین و دنیا کے وبال سے ڈرنا چاہئے اب یہ خوب جان لینا چاہئے کہ رسول کی مخالفت ایک تو ظاہری ہے جس طرح کافر لوگ کھلم کھلا رسول کی ہدایت کو نہین مانتے اور دنیا مین گمراہ ہین اور عاقبت مین اوس گمراہی کا عذاب بھگتین گے اور ایک مخالفت رسول کی منافق لوگون کی ہے کہ ظاہر مین تو وہ لوگ اپنے آپ کو رسول کا فرمانبردار کہتے ہین مگر دل سے رسول کے وہ لوگ فرمانبردار نہین جسوقت قرآن شریف نازل ہوتا تھا اوسوقت تو ایسے لوگون کا حال وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوجاتا تھا اب وحی کے بند ہوجانے سے کسی کے دل کا حال تو معلوم نہین ہوسکتا ہان آدمی کے عملون سے اوس کے دل کا حال معلوم ہوسکتا ہے اِس لئے جس شخص کے ظاہری عمل رسول کی سنت کے موافق ہون گے ظاہری شریعت کے حکم کی رو سے اُسکو منافق تو نہین کہا جاسکتا لیکن اگر اُسکے وہ عمل خالص نیت سے آخرت کا ثواب اور اجر حاصل کرنے کی غرض سے نہ ہون گے تو ایسے شخص کو ریاکار اور ریاکاری کے سبب سے اوسکو اللہ اور رسول کے حکم کی مخالفت کرنے والا شریعت مین ٹھہرایا جاویگا اور ریاکارون کی جو سزا شریعت نے قرار دی ہو وہ سزا ایسے شخص کو عقبی مین ملیگی اور جو شخص کسی رسم کی پابندی کے سبب سے رسول کے فرمانے کے موافق عمل کرنے سے باز رہتا ہے اُس مین بلاشک بو نفاق کی ہے کیونکہ ایسے شخص نے نکو گو بنکر جس طرح زبان سے رسول کی فرمانبرداری کا اقرار کیا ہے اوس کا عمل اُسکے اقرار کے مخالف ہے غرض آیۃ کے حکم مین ہر طرح کی مخالفت کرنے والے لوگ داخل ہین لیکن شیطان انسان کے پیچھے ایسا دشمن لگا ہوا ہے کہ بہت سے بُرے کامون کو انسان پر کھلنے نہین دیتا بلکہ ملمع کرکے بہت سے بُرے کامون کو اچھا دکھا دیتا ہے جب شیطان اپنے کام مین لگا ہوا ہے تو ہر شخص نجات عقبی کے طلبگار کو چاہئے کہ وہ اپنے کام مین لگے اِس شخص طالب نجات کا کام کیا ہے ہر قول و فعل مین فرمانبرداری اور پیروی صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم کی کرے کیونکہ دنیا مین ایک یہی سیدہی سڑک ہے جو منزل مقصود تک پہونچا سکتی ہے سوائے اِسکے اور کوئی راستہ شیطان کے وسوسے سے خالی نہین ہے معتبر سند سے مسند امام احمد مستدرک حاکم دارمی اور نسائی مین حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ایک سیدہا خط زمین پر کھینچا اور اُس خط کے ادہر ادہر اور بہت سے خط کھینچکر فرمایا کہ یہ ایک راستہ اللہ کا ہے اور باقی جتنے راستے ہین سب پر شیطان بیٹھا ہوا ہے اور اون راستون کی طرف وہ لوگو

بلاتا اور رغبت دلاتا ہے پھر آپ نے سورہ انعام کی وہ آیۃ پڑہی جس کا حاصل یہ ہے کہ شریعت پر قائم رہنے اور فرمانبرداری رسول کی جو کا عہد جو لوگون نے اللہ تعالی سے کیا ہے لوگون کو چاہیے کہ اوس عہد کو پورا کرین اور یہی راہ راست اور سیدہی سڑک ہے اسی کو سب لوگ اختیار کرین سوا اس کے دنیا مین جتنے راستے ہیں وہ سب سیدہے راستہ سے ڈگمگانے والے ہیں ترمذی مین حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ جس شخص کو اللہ کے رسول کی مہری سند نجات کی دیکھنی منظور ہو وہ سورہ انعام کی ان آیتون کو دیکھ لیوے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے رسول کی پروانگی کے بغیر لشکر اسلام یا جماعت جمعہ وعید کا ساتھ چھوڑ دیتے ہین انکو دنیا کی کسی آفت یا عقبی کے عذاب سے ڈرتے رہنا چاہیے پھر فرمایا جو کچھ آسمان وزمین مین ہے وہ سب اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے اس لئے آسمان وزمین کی کوئی چیز اوس کے علم سے باہر نہین ہے ان منافقون کی کیا ہستی ہے جو یہ اللہ سے اپنی دغابازیون کو چھپا سکین گے اگرچہ یہ لوگ اللہ تعالی کے روبرو بھی دغابازی سے اپنی بداعمالی کا انکار کرین گے لیکن اللہ تعالی ان کے مونھ پر خاموشی کی مہر لگا کر ان کے ہاتھ پیرون سے گواہی دلوا کر ان کو دوزخی ٹھہراویگا صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ قیامت کے دن منافق لوگ دغابازی کی راہ سے جب اللہ تعالی کے روبرو اپنے گناہون کا انکار کرین گے تو اللہ تعالی انکے مونھ پر خاموشی کی مہر لگا کر انکے ہاتھ پیرون سے گواہی ادا کرادیگا جس سے ان لوگون کی دغابازی کچھ کام نہ آویگی کیونکہ اس گواہی سے انکی تمام عمر کی بداعمالی اچھی طرح ثابت ہوکر اخر کو یہ لوگ دوزخی قرار پاوین گے آخری آیۃ مین یہ جو فرمایا کہ قیامت کے دن جب یہ لوگ اللہ تعالی کے روبرو کھڑے ہونگے تو اللہ تعالی ان کی تمام عمر کی بداعمالی انہین جتلاویگا اس حدیث سے اسکا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اس جتلانے پر ان مین کے جو لوگ دغابازی کرکے اپنے گناہون کے منکر ہوجاوین گے تو پھر انکے ہاتھ پیرسے گواہی دلاکر انکو دوزخی قرار دیا جاویگا

سورۃ الفرقان مکیۃ وھی سبع وسبعون اٰیۃ وست رکوعات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ

بڑی برکت ہے اسکی جسنے اتارا فیصلہ اپنے بندون پر کہ رہے جہان والون کو ڈراؤ وہ جسکی سلطنت ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ

آسمان وزمین کی اور نہین پکڑا اسنے بیٹا اور نہین کوئی اوس کا ساجھی راج مین اور بنائی ہر چیز پھر ٹھیک کیا اسکو

تَقْدِيْرًا ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ

ناپ کر اور لوگون نے پکڑے ہین اس سے ورے کتنے حاکم جو نہین بناتے کچھ چیز اور وہ آپ بنے ہیں اور نہین مالک اپنے

لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝

تئین برے کے اور نہ بھلے کے اور نہیں مالک مرنے کے نہ جینے کے اور نہ جی اٹھنے کے

نزل ۵

اگرچہ بعضے سلف نے اس سورہ کی اول تین آیتوں کو مدنی کہا ہے جس کا ذکر آگے آویگا لیکن اس سورہ کا شروع کا حصہ مکی ہے اور اس تفسیر میں یہ ایک جگہ بیان کر دیا گیا ہو کہ جس سورہ کا شروع کا حصہ مکی ہو وہ سورہ مکی کہلاتی ہے - اس سورۃ کی قرات کے باب میں حضرت عمرؓ اور ہشام بن حکیم کا قصہ ہے جس کا ذکر صحیح بخاری اور مسلم کی حضرت عمرؓ کی روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے ہشام بن حکیم کو یہ سورہ ایسی قرات سے پڑھتے ہوئے سنی جس قرات کے لفظ حضرت عمرؓ کو نئے معلوم ہوئے اسپر حضرت عمرؓ ہشام بن حکیم کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے آپ نے حضرت عمرؓ اور ہشام بن حکیم دونوں سے یہ سورہ پڑھوا کر سنی اور فرمایا دونو قراتیں صحیح ہیں کیونکہ قرآن شریف کے جن لفظوں کو ایک طرح سے لیکر سات طرح تک پڑھے جانے کا حکم ہے تم دونوں کی قراتیں اسکے موافق ہیں ان ساتوں قراتوں کا ذکر اس تفسیر کے دیباچہ میں صحیح بخاری و مسلم ترمذی وغیرہ کی روایتوں کے حوالہ سے تفصیل وار کر دیا گیا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے فقط قریش کی بول چال کے موافق قرآن شریف نازل ہوتا رہا ہجرت کے بعد جب ایسے قبیلوں کے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے جنکی زبان پر قریش کی بول چال کے لفظ مشکل سے چڑھتے تھے اس مشکل کے آسان ہو جانے کے لئے سات طرح کے مختلف محاورون میں قرآن شریف کے بعضے لفظوں کا پڑھا جانا جائز ہو گیا - جبرئیل علیہ السلام ان ساتوں محاورون میں دور کیا کرتے تھے اور جو صحابہ اس دور کے وقت موجود ہوتے وہ ساتوں قراتوں کے لفظوں کو جبرئیل علیہ السلام سے سنکر یاد کر لیا کرتے تھے اور باقی کے صحابہ کو پھر وہ لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلانے سے معلوم ہو جایا کرتے تھے جبرئیل علیہ السلام کے جس دور میں ہشام بن حکیم نے وہ نئے لفظ سنے اس دور میں حضرت عمرؓ موجود نہیں تھے اسواسطے انکا اور ہشام بن حکیم کا جھگڑا ہوا اور پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سمجھانے سے حضرت عمرؓ کی تسلی ہو گئی یہ ہشام بن حکیم صحابی صحابی کے بیٹے اور مشہور صحابہ میں ہیں صحیحین میں سوائے اس قصہ کے اور کہیں ان ہشامؓ بن حکیم کا ذکر نہیں ہے حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ اسکی آسمان و زمین میں بڑی برکت ہے جس نے حق اور ناحق میں فرق بتا دینے والا قرآن اپنے بندے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اس لئے تھوڑا تھوڑا کر کے حسب ضرورت نازل فرمایا کہ اللہ کے رسول لوگوں کو اس بات سے ڈراویں کہ جو کوئی اللہ کے حکم کو نہ مانے گا وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کی حکومت سے آسمان و زمین میں کوئی جگہ خالی نہیں ہے اسواسطے اوس کے عذاب سے کہیں کوئی بچ نہیں سکتا پھر فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے تمام عالم کو اپنی حکمت کے اندازہ کے موافق اس طرح پیدا کیا کہ اس میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے تو جو لوگ اللہ کو صاحب اولاد یا اسکی حکومت میں دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں وہ بڑی غلطی پر ہیں کیونکہ جنکو یہ مشرک اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں اونھوں نے اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے کسی چیز کو پیدا نہیں کیا بلکہ وہ خود اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں داخل ہیں اسواسطے اللہ تعالیٰ کے کسی کارخانے میں اون کو کچھ دخل نہیں ہے ہر ایک کا نقصان نفع ہر ایک کی موت زندگی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے مکہ کے قحط کے وقت ان مشرکوں کو اپنے بتوں کی بے بسی کا اچھی طرح تجربہ ہو چکا ہے اس پر بھی یہ لوگ شرک سے جو باز نہیں آتے اس کا سبب یہی ہے کہ اللہ کے علم غیب میں یہ لوگ دوزخی ٹھہر چکے ہیں اسواسطے انکو ایسے کام اچھے نظر آتے ہیں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں دوزخی ٹھہر چکے ہیں اونکو ویسے ہی کام اچھے اور آسان معلوم ہوتے ہیں صحیح بخاری کے

حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی وہ حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین مکہ کے قحط کا ذکر ہے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کے جو یہ لوگ منکر ہین یہ اونکی بڑی نادانی ہے کیونکہ یہ لوگ دنیا کے جتنے کام کرتے ہین اونکا نتیجہ پہلے سوچ لیتے ہین اسی طرح اللہ تعالی کے انتظام مین دنیا کے پیدا کرنے کا یہ نتیجہ قرار پاچکا ہے کہ تمام دنیا کے فنا اور ختم ہوجانے کے بعد جزا و سزا کے لئے دوسرا جہان قائم کیا جاوے تاکہ دنیا کا پیدا کیا جانا بے ٹھکانے نہ رہے کیونکہ بے ٹھکانے کام اللہ کی شان سے بہت بعید ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ ۖ فَقَدْ

اور کہنے لگے جو منکر ہین اور کچھ نہین یہ مگر جھوٹ باندہ لیا ہے اور ساتھ دیا ہے اسکا اس مین اور لوگون نے سو لائے

جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا ۝ وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً

بے انصافی اور جھوٹ پر اور کہنے لگے یہ نقلین ہین اگلون کی جو لکھ لیا ہے سو یہی لکھوائے جاتے ہین اس پاس

وَأَصِيلًا ۝ قُلْ أَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

صبح اور شام تو کہہ اسکو اتارا ہے اس شخص نے جو جانتا ہے چھپے بھید آسمانون مین اور زمین مین مقرر وہ بخشنے والا مہربان ہے

صحیح بخاری مین حضرت عبداللہ بن عباس کی روایۃ سے ہرقل بادشاہ روم اور ابوسفیان کا جو قصہ ہے اوس مین ہرقل نے ابوسفیان سے پوچھا ہے کہ نبوت سے پہلے تم قریش لوگونکو ان نبی کے جھوٹ بولنے کا کچھ تجربہ ہوا ہے اسکے جواب مین ابوسفیان نے کہا کہ نہین اسپر ہرقل نے کہا جو شخص قوم کے لوگون کے ساتھ جھوٹ بولنے کو روا نہین رکھتا وہ اللہ کے ساتھ جھوٹ بولنے کو کیونکر روا رکھے گا ان آیتون مین مشرکین مکہ کو بے انصاف اور جھوٹا جو فرمایا اوس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ لوگ نبوت سے پہلے چالیس برس تک جب یہ آزما چکے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت ہرگز جھوٹ بولنے کی نہین ہے تو اب نبوت کے بعد ان لوگون کا اللہ کے رسول کو جھٹلانا اور یہ کہنا بڑی ناانصافی اور بالکل جھوٹ ہے کہ مکہ مین چند یہودی جو رہتے ہین وہ صبح و شام پہلی قومون کے کچھ قصے محمد کو لکھکر دیدیتے ہیں اور محمد زبردستی اون باتون کو اللہ کا کلام بتلاتے ہین آگے فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان لوگون سے کہدو کہ قرآن یہ جو آسمان و زمین کی غیب کی خبر ہین ہیں اون سے تم لوگ سمجھو تو یہ بات تمہاری سمجھ مین اچھی طرح آسکتی ہے کہ یہ قرآن اوس اللہ کا کلام ہے جسکو آسمان و زمین کے سب بھید کی باتین معلوم ہین اور باوجود اللہ کے کلام کو جھٹلانے کے تم لوگو پر جلدی سے کوئی آفت جو نہین آتی اسکا سبب یہی ہے کہ ہمیشہ سے یہ ایک عادت الٰہی ہے کہ نافرمان لوگونکو پہلے اللہ تعالی اپنی درگزر اور مہربانی سے مہلت دیتا ہے پھر اگر مہلت کے زمانہ مین وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہین آتے تو اونکو کسی سخت عذاب مین پکڑ لیتا ہے صحیح بخاری و مسلم کی ابوموسی اشعری کی روایۃ کے حوالہ سے اس عادت الٰہی کا ذکر کئی جگہ اوپر گزر چکا ہے یہ حدیث انہ کان غفورا رحیما کی گویا تفسیر ہے جس کا مطلب وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ اللہ تعالی اپنی مہربانی سے نافرمان لوگون کو پہلے مہلت دیتا ہے پھر اگر مہلت کے زمانہ مین وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہین آتے تو انکو کسی سخت عذاب مین پکڑ لیتا ہے اللہ تعالی کا وعدہ سچا ہے چنانچہ تیرہ چودہ برس کی مہلت کے بعد بدر کی لڑائی مین اس وعدہ کا جو کچھ ظہور ہوا اسکا قصہ صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایۃ کے حوالہ سے کئی جگہ گزر چکا ہے کہ اس لڑائی مین بڑے بڑے قرآن کے جھٹلانے

والے دنیا مین نہایت ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت مین گرفتار ہوگئے جن کے جتلانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کی لاشون پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ اب تو تم لوگون نے اللہ کے وعدہ کو سچا پایا۔

وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ وَّ

اور کہنے لگے یہ کیسا رسول ہے کہ کھاتا ہے کھانا اور پھرتا ہے بازارون مین کیون نہ اترا اسکی طرف کوئی فرشتہ اور ہوتا

فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ

کہ رہتا اسکے ساتھ ڈرانے کو یا آپڑتا اسکے پاس خزانہ یا ہو جاتا اسکو ایک باغ کہ کھایا کرتا اسمین سے اور کہنے لگے بے انصاف

اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝

تم ساتھ پکڑتے ہو اس ایک مرد جادو مارے کا دیکھ کیسی ٹہیائین تجھپر کہاوتین اور بہکے آپ پا نہین سکتے راہ

تفسیر ابن جریر مین عکرمہ اور سعید بن جبیر کی سند سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایۃ مین جو شان نزول ان آیتون کی بیان کی گئی ہے اوس حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ نے جب آنحضرت پر تنگدستی اور فقر و فاقہ کی طعن کی اور کہا کہ یہ کیسے رسول ہین کہ ذرا ذرا سی چیز بازار مین خریدتے پھرتے ہین اگر یہ اللہ کے سچے رسول ہوتے تو ضرور اللہ تعالی اونکو خوشحالی سے رکھتا مشرکین کی اس طعن سے آنحضرت کے دل پر کچھ اثر ریج کا پیدا ہوا اوس ریج کا اثر دور کرنے کو اللہ تعالی نے یہ آیتین نازل فرمائین اور فرمایا کہ شیطان نے ان لوگون کو بہکا رکھا ہے اسواسطے یہ بہکی بہکی باتین کرتے ہین ورنہ یہ لوگ اپنے آپ کو ملت ابراہیمی پر بتلاتے ہین اور حضرت ابراہیم کو سچا جانتے ہین پھر یہ نہین ثابت کرسکتے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتے تھے کچھ کھاتے پیتے نہین تھے یا غیب سے اونکو خزانہ ملا تھا یا کوئی فرشتہ انکے ساتھ رہتا تھا جو اون کے نبی ہونے کی شہادت لوگون سے ادا کرتا تھا یا انھون نے بڑے بڑے محل اور باغ بنائے تھے علاوہ حضرت ابراہیم کے اور انبیا کا حال اہل کتاب سے بھی انھون نے سنا ہے کہ کسی نبی مین یہ باتین نہین تھین پھر سب نبیون سے انوکھی باتین جو یہ لوگ نبی خریدنے مین چاہتے ہین یہ خواہش انکی ایک معجزے کے طور کی خواہش نہین ہے بلکہ ایک شرارت اور اغوائے شیطانی کی خواہش ہے اس آیۃ مین اللہ تعالی نے مشرکین کی طعن کا جواب مختصر طور پر دیا ہے اور آیتون مین اسکی زیادہ تفصیل ہے جس کا ذکر ہر ایک موقع پر آوے گا اس شان نزول کی سند کو بعضے مفسرون نے ضعیف جو کہا ہے اوس کا سبب یہ ہے کہ اس شان نزول کی دو سندین ہین ایک جو سعید اور ضحاک بن مزاحم کی سند ہے اور دوسرے سعید بن جبیر اور عکرمہ کی سند ہے پہلی سند ضعیف ہے اس ضعیف سند سے اس شان نزول کو واحدی وغیرہ نے روایۃ کیا ہے دوسری سند قوی ہے جسکو ابن جریر نے اپنی تفسیر مین روایت کیا ہے وہی روایت اس تفسیر مین لی گئی ہے ان آیتون مین مشرکین مکہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جو طعن کی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ جو اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہتے ہین ان مین اور ہم مین کچھ فرق نہین ہے ہماری طرح یہ بھی کھانا کھاتے ہین بازارون مین پھرتے ہین اگر یہ سچے رسول ہین تو آسمان سے کوئی فرشتہ ان کے ساتھ رہ کر انکے رسول ہونے کی صداقت کیون نہین کرتا اور تنگدستی سے چھوٹ جانے کے لئے ان کو کوئی خزانہ اور عمدہ باغ غیب سے کیون نہین ملجاتا پھر فرمایا ان باتون کے ساتھ مسلمانون سے یہ بے انصاف لوگ یہ بھی کہتے ہین کہ تم مین سے کسی کو ان رسول کا کہنا نہین

لگنا چاہیئے تھا کیونکہ ان پر تو کسی نے جادو کر دیا ہے اوس جادو کے اثر سے یہ اپنے آپ کو اللہ کا رسول بتلاتے ہیں پھر فرمایا اے رسول اللہ کے تم نے دیکھا کہ یہ مشرک تمہاری شان مین کیا کیا کہتے ہیں لیکن اے رسول اللہ کے اللہ تعالیٰ نے تمہاری معرفت انکو جو نجات کا راستہ بتلایا ہے جب تک یہ لوگ اوس کو نہ مانین گے تو اسی طرح کی بہکی بہکی باتین انکو اچھی معلوم ہونگی صحیح بخاری و مسلم کے حوالے سے حضرت علی کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جنتی قرار پا چکے ہین وہ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد ویسے ہی کام کرتے ہیں اور جو دوزخی ٹھہر چکے ہین وہ ویسے ہی کام کرتے ہین اس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اہل مکہ مین سے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین جنتی قرار پا چکے تھے وہ کچھ دنون تک بہکی ہوئی باتین کرتے رہے لیکن پھر آخر کو قرآن کی نصیحت سے راہ راست پر آگئے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین دوزخی ٹھہر چکے تھے وہ مرتے دم تک ایسی ہی بہکی ہوئی باتین کرتے رہے جیسی باتون کا ذکر ان آیتون مین ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝

بڑی برکت ہے اسکی جو اگر چاہے کر دے تجکو اس سے بہتر باغ جنکے تلے بہتی نہرین اور دے تجکو محل کوئی

تفسیر سفیان ثوری اور تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ مین عشیمہ کی روایت سے جو شان نزول اس آیت کی بیان کی گئی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ نے جب آنحضرت پر تنگدستی اور فقر و فاقہ کی طعن کی تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کے پاس پیغام بھیجا تھا کہ اے رسول اللہ کے اگر تم دنیا کی تنگدستی سے گھبراتے ہو تو تمام روئے زمین کے خزانون کی کنجیان اللہ کے حکم سے تمہارے حوالہ ہو جاوینگی اور دنیا مین یہ خوشحالی دینے کے بعد تمہاری عقبے کے مرتبہ مین اللہ تعالیٰ کچھ کمی نہ کرے گا اور اگر تمہاری مرضی ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا و عقبیٰ کی خوبی کا ذخیرہ تمہارے لیئے عقبے مین ہی رکھے گا دنیا چند روزہ ہے اس کو ہر طرح سے کاٹ دو آنحضرت نے اس پیغام کے جواب مین فرمایا کہ دنیا ہر طرح سے کٹ جاویگی مجھکو عقبے مین ہر طرح کی خوبی کا ذخیرہ درکار ہے اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یہ خثیمہ بن الحارث قبیلہ اوس مین کے انصاری صحابی ہین احد کی لڑائی مین ان کی شہادت ہوئی ہے حاصل معنے آیت کے یہ ہیں کہ اگرچہ لوگون کی خواہش دنیا کے عیش و آرام کی طرف مائل ہے اور انکی خواہش کا پورا کرنا اللہ تعالیٰ چاہے تو اچھے لوگون کے واسطے دنیا مین ہی اللہ تعالیٰ سب کچھ کر دیوے لیکن دنیا کی خوبی ایسے لوگ چاہتے ہی نہین بلکہ دنیا سے بچتے رہتے ہین دنیا پر تو وہی لوگ مفتون ہین جو عقبیٰ کے منکر ہین اور انکا مدار فقط دنیا کی زیست پر ہے اور عاقبت مین انکے لیے دوزخ ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جس کسی کو جتنا آخرت کا یقین زیادہ ہے اوسی قدر وہ دنیا سے بیزار ہے پھر آنحضرت کو آخرت کا جس قدر یقین تھا وہ بیان سے باہر ہے اسی واسطے باوجود پیغام الٰہی کے آپ نے دنیا کی خوشحالی کو پسند نہین فرمایا کیونکہ یہ بات معلوم تھی کہ اللہ تعالیٰ جن لوگون کو دوست رکھتا ہے انکو وہ دنیا مین پھنسانا نہین فرماتا چنانچہ معتبر سندسے طبرانی صحیح ابن حبان مین رافع بن خدیج سے اور مستدرک حاکم مین ابو سعید خدری سے جو روایتین ہین اون کا حاصل یہ ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اسکو دنیا سے اس طرح بچاتا ہے جس طرح کوئی رشتہ دار اپنے بیمار رشتہ دار کو پرہیزی سے بچاتا ہے معتبر سندسے ترمذی مین ابو امامہ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ کے پہاڑون کو سونے کے پہاڑ بنا کر انکو میرے ساتھ رہنے کا حکم میری مرضی پر منحصر رکھا تھا لیکن مین نے اپنی مرضی یہ ظاہر کی کہ یا اللہ مجھکو ایک دن کھانا ملے اور ایک دن فاقہ ہو تاکہ شکر اور صبر دونون کے اجر کا مجھکو موقع ملے اوپر خثیمہ بن الحارث کی روایت سے شان

ہوا جو بیان کی گئی اسکے ان روایتوں سے پوری تقویت ہو جاتی ہے صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ سے روایت ہے جس میں وہ فرماتی ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عمر میں کبھی دو دن ایسے نہیں گزرے جنمیں پے در پے آپنے جو کی روٹی پیٹ بھر کر کھائی ہو اس حدیث سے اللہ کے رسول صلعم کی تمام عمر کے کھانے کا حال اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے اسی طرح کی صحیح حدیثیں آپ کے لباس کے باب میں ہیں۔

بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۚ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا

وہ جھٹلاتے ہیں قیامت کو اور ہمنے تیار کی ہے جو کوئی جھٹلاوے قیامت اسکے واسطے آگ جب وہ دیکھے گی انکو وہ جگہ سے بہت دور سے

تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ۝ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝

اور چلانا اور جب ڈالے جاوینگے اسمیں ایک جگہ تنگ ایک زنجیر میں کئی بندھے پکارینگے

مشرکین مکہ اللہ کے رسول کی تنگدستی پر طعن جو کرتے تھے اوپر اوس کا ذکر فرما کر ان آیتوں میں فرمایا ان لوگوں کی یہ طعن کی باتیں معجزہ کی خواہش کے طعن پر نہیں ہیں بلکہ مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ ہونے اور حساب کتاب کے لئے اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونے کے یہ لوگ منکر ہیں اسی لئے عقبیٰ کی بہتری کو یہ لوگ طعن اور مسخراپن کی باتوں میں اڑا دیتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے جہنم ایسے لوگوں کے لئے دوزخ کی آگ کو خوب دہکا کر تیار کر رکھا ہے صحیح سند سے ترمذی میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ دوزخ کی آگ میں اللہ تعالیٰ نے ایک طرح کی بینائی کی قوت پیدا کی ہے جس سے وہ مشرکوں ظالموں اور مصوروں کو دیکھکر قیامت کے دن پہچان لیوے گی آیتوں میں یہ جو ذکر ہے کہ دوزخ کی آگ گنہگاروں کو دیکھتے ہی جھنجھلائیگی اور چلانا شروع کر دیوے گی اس حدیث سے دوزخ کے دیکھنے کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ میں قوت بینائی پیدا کی ہے جس سے وہ قیامت کے دن گنہگاروں کو دیکھتے ہی پہچان لیوے گی یہ دوزخ کا جھنجھلانا ہمیشہ ہوگا جس وقت اوسکو ستر ہزار زنجیروں میں لگا کر محشر کے میدان میں لایا جاویگا جسکا ذکر عبداللہ بن مسعود کی صحیح مسلم کی روایت میں ہے سو وہ اسکا قہر میں آویگا کہ ایسے لوگوں کے گلے میں طوق ڈالا جاویگا اور ستر گز کی ایک زنجیر میں انکی جماعت کو جکڑا جاکر دوزخ میں جھونک دیا جاویگا اس سے مکانا ضیقا کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ زنجیروں میں جکڑ دئے جانے کے سبب سے ایسے لوگوں کی جماعت کی جماعت دوزخ کی تھوڑی ہی جگہ میں پڑی رہے گی پھر فرمایا دوزخ کے عذاب کی تکلیف سے ایسے لوگ بہت کچھ چلاویں اور پچھتاویں گے مگر بے وقت کا چلانا اور پچھتانا ان کے کچھ کام نہ آویگا صحیح بخاری کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایت سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب سب کی آنکھوں کے سامنے اللہ تعالیٰ نے اس جہان کو پیدا کر دیا تو جو لوگ دوبارہ پیدا کئے جانے کے منکر ہیں وہ بڑے نادان ہیں کیونکہ معمولی عقل کا آدمی بھی اس بات کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ جو کام ایک دفعہ کیا جا چکا اوس کے پھر دوبارہ کئے جانیکا انکار خلاف عقل ہے آیتوں میں جن منکرین حشر کا ذکر ہے اس حدیث سے اُن لوگوں کی نادانی کا حال اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے۔

لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ۝

اس جگہ موت کو مت پکارو آج مرنے کو اور پکارو بہت سے مرنے کو

قیامت کے دن اہل دوزخ پر طرح طرح کی سختیاں گزریں گی اون سختیوں میں سے یہ بھی ایک سختی ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے صحیح سند

سے بعث و نشور مین بیہقی مین انس بن مالک کی روایت سے جو حدیث ہے اس مین اس آیت کی تفسیر آئی ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ مین داخل ہونے سے پہلے شیطان کو کھڑا کیا جائے گا اور اسکے تمام شیاطین اور سارے اسکے پیرو اس کے پیچھے کھڑے کئے جائین گے اور اون سب سے پہلے شیطان کو ایک آگ کا لباس پہنایا جاویگا اور پھر سب اسکے ساتھیون کو بھی آگ کا لباس پہنایا جاویگا اور سوقت شیطان اور اسکے ساتھی اپنی ہلاکت کی حالت پر افسوس کرینگے اور کہین گے کہ ہائے افسوس ہم ہلاک ہوگئے اسکے جواب مین خدا تعالی فرماویگا کہ ایک ہلاکت کو کیا جھیکتے ہو ابھی تو تمہین طرح طرح کی ہلاکت بھگتنی اور طرح طرح کے عذاب دوزخ کی مصیبت جھیلنی پڑیگی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کے عذاب کا جو کچھ حال مجکو معلوم ہے اگر وہ حال پورے طور پر لوگون کو معلوم ہو جاوے تو لوگ دنیا کے سب کام چھوڑ کر ہر وقت روتے رہین اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ آگ کا لباس پہنائے جانے کے بعد دوزخ کے طرح طرح کے عذاب کی مصیبت جو شیطان اور اسکے ساتھیون کو بھگتنی پڑے گی وہ بیان سے باہر ہے کیونکہ دنیا کا انتظام قائم رہنے کی غرض سے اوس مصیبت کا حال اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لوگون کو نہین جتلایا۔

قُلْ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۚ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً وَمَصِيرًا ۝ لَهُمْ فِيهَا

تو کہہ بھلا یہ چیز بہتر یا باغ ہمیشہ رہنے کا جس کا وعدہ پاویر ہیزگارونکو وہ ہوگا انکا بدلا اور پہر جانے کی جگہ انکو وہان ہے

مَا يَشَاءُونَ خَالِدِينَ ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا مَسْئُولًا ۝

جو چاہین رہا کرین ہمیشہ ہو چکا تیرے رب کے ذمہ وعدہ مانگنا پہنچنا

اور منکرین قیامت کا اور اون کے لئے دوزخ کے تیار کئے جانے کا ذکر فرما کر ان آیتون مین فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان لوگون سے کہدو کہ انکے انکار سے اللہ تعالی کا انتظام تو پلٹنے والا نہین اب ان لوگون کو یہ بتلانا چاہیئے کہ انتظام الٰہی کے موافق وقت مقررہ پر جب قیامت قائم ہوگی اور اللہ تعالی کے وعدہ کے موافق اونکو اوس دوزخ کی آگ مین جھونکدیا جاویگا جو ایسے لوگون کے لئے اس طرح دہکائی گئی ہے کہ اوس کی تیزی دنیا کی آگ سے اونتھر حصہ زیادہ ہے تو یہ دوزخ کی آگ بہتر ہے یا پرہیزگار لوگون سے جس جنت کا اللہ تعالی نے وعدہ کیا ہے وہ بہتر ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین یہ ذکر ہے کہ دوزخ کی آگ کی تیزی دنیا کی آگ سے اونتھر حصے زیادہ ہے پہر فرمایا یہ جنت وہ ہے جسکی نعمتون کو کبھی فنا نہین اور نہ کسی نعمت کی کبھی کمی پڑے گی جس چیز کو جی چاہے وہ ہر وقت موجود ہے پہر فرمایا یہ جنت وہ ہے جسکا وعدہ اللہ تعالی نے اپنے رسولون کی معرفت پرہیزگار لوگون سے کیا ہے جس وعدہ کے پورا ہونے کی دعا پرہیزگار لوگ مانگتے رہتے ہین صحیح بخاری و مسلم مین عبداللہ بن عمر سے اور صحیح مسلم مین ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری سے جو روایتین ہین اُن مین جنت کی نعمتون کے فنا نہ ہونے کا اور جنتیون کے ہمیشہ جنت کے عیش و آرام مین رہنے کا ذکر تفصیل سے ہے نیک کام مین لگے رہنے اور برے کام سے بچنے کو پرہیزگاری کہتے ہین صحیح بخاری کے حوالہ سے ابو ہریرہ کی روایت ایک جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے مزاج مین پرہیزگاری زیادہ ہے اللہ تعالی کے نزدیک اوس کی عزت زیادہ ہے آیتون

ہین یہ جو ذکر ہے کہ پرہیزگارلوگونسے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اوس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن پرہیزگاری ہی مین ایک ایسی چیز ہے جس کے سبب سے آدمی دوزخ کے عذاب کی ذلت سے بچکر جنت مین داخل ہونے کی عزت حاصل کرسکتا ہے اور جس قدر پرہیزگاری آدمی کے مزاج مین زیادہ ہوگی جنت مین ویسا ہی اعلی درجہ جنت کا اوسکو ملیگا ہی واسطے اللہ تعالی نے جنت کے سو درجے پیدا کئے ہین چنانچہ صحیح بخاری مسلم اور ترمذی کی عبادہ بن الصامت کی حدیث مین اس کا ذکر تفصیل سے ہے

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ ءَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ

اور جسدن جمع کر بلاویگا اُنکو اور جنکو پوجتے ہیں اللہ کے سوائے پھر اُنسے کہے گا یہ تم نے بہکایا میرے ان بندون کو یا وہ آپ

ضَلُّوا السَّبِيلَ ۝ قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنبَغِي لَنَا أَن نَّتَّخِذَ مِن دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ

بہکے راہ سے بولین گے تو پاک ہے ہمکو بن نہ آیا تھا کہ پکڑین تیرے بغیر کوئی رفیق

وَلَٰكِن مَّتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا ۝ فَقَدْ كَذَّبُوكُم بِمَا

لیکن تو نے انکو برتنے دیا اور انکے باپ دادون کو یہان تک کہ بھول گئے یاد اور یہ تھے لوگ کھنے والے سو وہ تو جھٹلا چکے تمکو

تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا ۚ وَمَن يَظْلِم مِّنكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا ۝

تمہاری بات مین اب تم نہ پھیر سکتے ہو اور نہ مدد کر سکتے ہو اور جو کوئی تم مین ہے گنہگار ہے اسکو ہم چکھا دین گے بڑی مار

منزل ۴

اگرچہ اللہ تعالی عالم الغیب ہے اوس سے کوئی چیز پوشیدہ نہین ہے سب کچھ اوسکو معلوم ہے لیکن میدان محشر کی تمام مخلوقات کے روبرو مشرک لوگون کو شرمندہ کرنے کے لئے ملائکہ حضرت عزیر حضرت عیسے اور نبون سے غرض سوائے خدا کے جس کسی کو مشرک لوگون نے دنیا مین اپنا معبود ٹہرا رکھا ہے اون سب سے قیامت کے روز اللہ تعالی پوچھے گا کہ کیا تم نے ان مشرک لوگون کو شرک کا طریقہ سکھایا تھا وہ سب اوس سے انکار کرین گے اور اپنی بیزاری جتلاوین گے یہ قیامت کا حال مشرکون کو دنیا مین اس لئے جتلایا ہے کہ مشرک اپنی غلطی کو سمجھ جاوین اور جان لیوین کہ خدا کے سوا جسکو اونھون نے اپنا معبود ٹہرایا ہے وہ معبود کچھ کام نہین آوینگے بلکہ مصیبت کیوقت صاف جواب دیدین گے پھر جو چیز مصیبت کے وقت ہی کام نہ آوے اور کچھ نفع و نقصان اُسکے اختیار مین نہ ہو اُسکو معبود بننے کا کیا حق حاصل ہے اولاد آدم مین سے جن اچھے لوگون کی مورتون کو یہ مشرک پوجتے ہین وہ اچھے لوگ قیامت کے دن ان مشرکونسے جو بیزاری ظاہر کرینگے اوس کا ذکر سورہ یونس مین گزر چکا ہے اور فرشتون کی بیزاری کا حال سورۃ السبا مین آویگا حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالی ان منکر قیامت بت پرستون اور ان جھوٹے معبودون سب کو جمع کریگا اور ان جھوٹے معبودون سے پوچھے گا کہ کیا تم نے اپنی مورتون کی پوجا کے لئے ان بت پرستون سے کہا تھا یا یہ بت پرست خود ہی بت پرستی مین لگ گئے وہ سب مورتون کی اصل صورتین ان مشرکون کے شرک سے اللہ تعالی کی پاکی بیان کرکے یہ کہدین گے کہ یا اللہ تجکو خوب معلوم ہے کہ ہم تو خالص دلسے تجکو سچا معبود جانتے ہین پھر ہم سے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم ان مشرکونسے اپنی مورتون کی پوجا کو کہتے ہین پھر کہدین گے یا اللہ تیرے علم غیب مین یہ لوگ قابل ہلاکت ٹہر چکے تھے اس لئے دنیا مین تو نے انکو خوشحالی اور تندرستی جو دی اُسکے نشہ مین یہ تیری یاد سے

غافل ہے اب اللہ تعالی ان مشرکون کو قائل کرنے کے لئے فرماویگا سوائے اللہ کے جنکی تم پوجا کرتے تھے وہ تو تمکو بھلا چکے اب تم شرک کی سزا کے عذاب کو نہ خود ٹال سکتے ہو نہ کوئی دوسرا تمہاری کچھ مدد کر سکتا ہے شرک کی برائی جتلانے کے لئے آگے مسلمانون کو مخاطب ٹھہراکر فرمایا کہ اسلام کے بعد تم مین سے اگر کوئی شرک مین گرفتار ہوجاویگا تو قیامت کے دن اوسکو بھی وہی سخت عذاب بھگتنا پڑے گا جو منکر اسلام مشرکون کیلئے تیار کیا گیا ہے حسن بصری کے قول کے موافق آخری آیۃ کی تفسیر وہی ہے جو اوپر بیان کی گئی صحیح بخاری و مسلم مین ابو ہریرہؓ سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ کے رسول کی جان پہچان کے کچھ لوگ نکو حوض کوثر پر سے دوزخ مین جھونک دینے کے لئے فرشتے گھسیٹ کر جب لے جانے لگین گے تو اللہ کے رسول فرماوین گے یہ لوگ تو میرے صحابا مین ہین فرشتے جواب دیوین گے کہ یہ لوگ اسلام سے پھر گئے اس حدیث کو آخری آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ آخری آیۃ مین مختصر طور پر جیسے لوگونکا ذکر قرآن کی سمجھ کی شان سے تھا قیامت کے دن ایسے لوگونکا جو انجام ہوگا اوس کا حال حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے اس حدیث سے حسن بصری کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ آیۃ کی جو تفسیر حسن بصری کے قول کے موافق بیان کی گئی وہی مطلب اس کا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ

اور جتنے بھیجے ہمنے تجھ سے پہلے رسول سب کھاتے تھے کھانا اور پھرتے تھے بازارون مین

وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ۩ ع ۱۰ ۱۴

اور بنایا ہے تم مین ایک دوسرے کے جانچنے کو دیکھین ثابت رہتے ہو اور تیرا رب سب دیکھتا ہے اور بولے جو لوگ امید نہین رکھتے

لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ۩

کہ ہمپر کیون نہ اترے فرشتے یا ہم دیکھتے اپنے رب کو بہت بڑائی رکھتے ہین اپنے جی مین اور سرکش ہوئے ہین بڑی سرکشی سے

مشرکین مکہ یہ جو کہتے تھے کہ اگر یہ سچے رسول ہوتے تو نہ کھانا کھاتے نہ بازارون مین پھرتے اوسکے جواب مین فرمایا کھانے کا کھانا اور بازارون مین پھرنا رسولون کے منصب کے خلاف نہین ہے کیونکہ سب رسول بشر ہوئے ہین اور کھانا کھانا بشر کا خاصہ ہے یہ لوگ ملک شام کے سفر مین اہل کتاب سے سن چکے ہین کہ پچھلے سب رسول بشر ہوئے ہین اور یہ بھی انکو معلوم ہے کہ کھانا کھانا بشر کے لئے ایک لازمی بات ہے اسپر بھی یہ لوگ شرارت سے نبی آخرالزمان مین ایک انوکھی بات چاہتے ہین پھر فرمایا خوشحالی اور تنگدستی کا فرق اللہ تعالی نے لوگون مین جو رکھا ہے وہ فقط اس آزمائش کے لئے ہے کہ کون شخص خوشحالی کی حالت مین اترانے کی حد تک نہین پہنچتا اور کون شخص تنگی حق مین صبر کرتا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے صہیب رومی کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ خوشحالی کے وقت صبر نہ کرنے والے ایماندار لوگونکا کام ہے پھر فرمایا اللہ تعالی اترانے والون اور صبر کرنے والون کے سب کامون کو دیکھتا ہے کوئی چیز اس کی نظر سے غائب نہین ہے قیامت کے دن ہر ایک کے عمل کے موافق جزا و سزا کا فیصلہ ہوگا آگے منکرین قیامت کے اترانے کی ایک اور بات کا ذکر فرمایا جسکا حاصل یہ ہے کہ جس طرح اترانے کی راہ سے یہ لوگ اللہ کے رسول کو حقارت سے دیکھتے اور بازارون مین پھرنے

حالا کہتے ہیں اوسی طرح یہ بھی کہتے ہیں کہ جب تک خود اللہ تعالیٰ یا اُسکے فرشتے ہمارے روبرو آنکر ان رسول کی صداقت نہ بیان کرین گے تو ہم انکو سچا رسول نہ جانین گے پھر فرمایا یہ لوگ شرارت مین حد سے بڑھ گئے ہین کیونکہ ان کو سمجھا دیا گیا ہے کہ فرشتون کو اصلی صورت مین دیکھنا انسان کی طاقت سے باہر ہے اسپر بھی ان لوگون نے فرشتون کے دیکھنے کی ضد ہے تو فرشتون کو جبلی صورت مین دیکھنے کے بعد ایسے لوگون پر جو کچھ گزرے گی اوس کا ذکر آگے کی آیتون مین آتا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ لوگون کے رات کے عمل دن سے پہلے اور دن کے عمل رات سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ملاحظہ مین پہنچ جاتے ہین یہ حدیث وکان ربک بصیرا کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے علم غیب سے باہر نہین ہے لیکن اوس نے اپنے انصاف سے جزا و سزا کا مدار اپنے علم غیب پر نہین رکھا بلکہ اوس علم کے ظہور پر رکھا ہے اور اس علم کے ظہور کے ملاحظہ کا انتظام وہی ہے جس کا ذکر اس حدیث مین ہے کہ لوگون کے اعمال نامے دو دفعہ اللہ تعالیٰ کے ملاحظہ مین پیش ہو جاتے ہین۔

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝

جسدن دیکھین گے فرشتے کچھ خوشخبری نہین اُسدن گنہگارون کو اور کہین گے کہین روکی جاوے کوئی بات

ترکیب لوگ یہ جو کہتے تھے کہ ہماری آنکھون کے سامنے فرشتے آنکر آنحضرت کی نبوت کی شہادت اداکرین تو ہمکو اونکی نبوت کا یقین ہوگا اللہ تعالیٰ نے یہ اُنکا جواب دیا ہے حدیث شریف مین اس جواب کی تفسیر آنحضرت صلعم نے جو فرمائی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ دنیا مین دو موقع اللہ تعالیٰ نے ایسے ٹھہرائے ہین جن مین فرشتے انسانون کے روبرو اونکی آنکھون کے سامنے آوین گے ایک موقع تو قبض روح کا ہے کہ آدمی کی جان نکالنے کو فرشتے اُسکے روبرو آتے ہین دوسرا موقع حشر کا ہے کہ جب لوگ قبرون سے اوٹھین گے تو فرشتے اون کو حساب و کتاب کے لئے میدان محشر مین لیجاوینگے اور یہ دونون موقع بے دین لوگون پر بھاری ہین چنانچہ مسند امام احمد و ابوداؤد کی براء بن العازب کی صحیح روایت کے حوالہ سے کئی جگہ اوپر گزر چکا ہے کہ بے دین لوگون کے قبض روح کے وقت ڈراؤنی صورت بناکر فرشتے ایسے لوگون کے سامنے آتے ہین اور روح کو جسم سے الگ ہونے کے بعد طرح طرح کے عذاب مین مبتلا ہونے کی خبر سناتے ہین اس خبر کو سنکر روح جسم مین جگہ جگہ چھپتی ہے اور فرشتے ان لوگون کے مونھہ اور پیٹھہ پر طرح طرح کی مارین لگاتے ہین اور بڑی سختی سے جان نکالتے ہین اور حشر کا ذکر کر صحیح بخاری و مسلم مین انس بن مالک کی روایت سے آیا ہے کہ بے دین لوگون کو مونھہ کے بل بُری طرح سے کھینچتے ہوئے میدان محشر مین فرشتے لیجاوین گے حاصل معنے آیت کے یہ ہین کہ اب تو نخوت سے یہ لوگ کہتے ہین کہ جب تک فرشتے ہمارے سامنے نہ آوین گے ہم ہرگز ایمان نہ لاوین گے لیکن جب فرشتون کے سامنے آنے کا وقت آویگا تو انکو اس نخوت کی قدر کھل جاویگی کہ فرشتے قبض روح کے اور حشر کے وقت ایسے لوگون کو طرح طرح کی تکلیفین دیکر یہ کہوین گے کہ دنیا مین تم لوگ بہت عیش و آرام مین رہے اب تم کو ایسی سختی بھگتنی پڑیگی کہ جسمین کسی طرح کی راحت کی کوئی خبر بھی تمہارے گمان تک نہ پہونچیگی کوئی بڑی سخت عیش آنے والی ہو تو عرب کے محاورے مین ایسے موقع پر حجرا محجورا بولتے ہین اس مین سلف کا اختلاف ہے کہ کافر ان لوگون سے فرشتے حجرا محجورا کہوین گے یا کافر لوگ فرشتون سے یہ بات کہوین گے۔ حافظ ابو جعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین اسی قول کو ترجیح دی ہے کہ یہ فرشتون کا قول ہے

منزل

اور مطلب اس کا وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا جو مفسر یہ کہتے ہیں کہ یہ نافرمان لوگوں کا قول ہے وہ اس قول کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ نافرمان لوگ فرشتوں کی سختی کے وقت اپنے اس قول سے کسی آڑ یا اوٹ میں چھپ جانے کی تمنا ظاہر کریں گے ترجمہ میں یہی قول لیا ہے مگر حافظ ابو جعفر ابن جریر نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ عرب کی بول چال میں حجرا محجورا کے معنے آڑ یا اوٹ کے کہیں پائے نہیں جاتے اگرچہ فارسی اور اردو کے لفظی ترجمہ میں پہلا قول لیا گیا ہے اس اعتراض کے خیال سے پہلا قول لیا ہے لیکن آگے میٹھے اور کھاری دو دریاؤں کے نہ ملنے کے ذکر میں حجرا محجورا کا لفظ آڑ اور اوٹ کے معنوں میں آیا ہے اسواسطے یہ معنے بھی صحیح ہیں۔

وَقَدِمْنَآ إِلَىٰ مَا عَمِلُوا۟ مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَٰهُ هَبَآءً مَّنثُورًا ۝ أَصْحَٰبُ ٱلْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا ۝

اور ہم پہنچے انکے کام جو کئے تھے پھر کر ڈالا اسکو خاک اوڑتی بہشت کے لوگ اسدن جو رکھتے ٹھکانا اور خوب جگہ دوپہر کے آرام کی

شرک اور بے دین لوگوں سے جو کوئی نیک کام ہوتا ہے تو وہ نہ شریعت کی پابندی سے ہوتا ہے اور نہ خالص اس نیت سے ہوتا ہے کہ آخرت میں اس کا ثواب ملے کیونکہ شریعت اور عقبی کے ثواب اور عذاب کے یہ لوگ منکر ہیں اس لئے جو نیک کام ان سے ہوتا ہے بغیر پابندی شریعت اور بغیر آخرت کے یقین کے محض رسم کے طور پر ہوتا ہے اور یہ ذکر اوپر گذر چکا ہے کہ اس طرح کا نیک کام اللہ کی درگاہ میں مقبول نہیں ہے اسواسطے ایسے نیک عمل اللہ کے نزدیک اس طرح اڑ جانے کے قابل ہیں جس طرح آندھی میں ریت اڑ جاتی ہے اسی واسطے صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی شخص ایسا کام کرے جسکا پتہ شریعت میں نہیں ہے تو ایسا کام اللہ کے نزدیک اکارت ہے اسی طرح صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی نظر انسان کی ظاہری حالت پر نہیں ہے بلکہ اللہ کی نظر ہمیشہ انسان کے دلی ارادہ پر ہے کہ جو کام کیا گیا ہے وہ کس نیت سے ہے ان حدیثوں سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ بغیر پابندی شریعت اور بغیر آخرت کے اجر کی نیت کے کوئی نیک کام بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں آگے فرمایا ان نافرمان منکر شریعت لوگوں کے نیک عمل تو اس طرح قیامت کے دن اڑ جاویں گے جس طرح آندھی میں ریت اڑ جاتی ہے اور فرمانبردار پابند شریعت لوگوں کے نیک عملوں کا بدلہ یہ ہوگا کہ ان نافرمان لوگوں کے دنیا کے عیش و آرام کے ٹھکانوں سے بہتر ٹھکانے ان پابند شریعت لوگوں کو جنت میں دیئے جاویں گے جہاں یہ لوگ ہمیشہ آرام سے رہیں گے صحیح ابن حبان اور مسند ابی یعلی میں ابو ہریرہ کی صحیح حدیث ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہوگا اور اس دن کی دوپہر تک لوگوں کا حساب کتاب پورا ہو جاویگا آخر آیت میں جنت کو دوپہر کی آرام کی جگہ جو فرمایا اسکا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حساب کتاب سے فارغ ہو کر جنتی لوگ پہلے پہل دوپہر کے وقت جنت میں جاویں گے۔

وَيَوْمَ تَشَقَّقُ ٱلسَّمَآءُ بِٱلْغَمَٰمِ وَنُزِّلَ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ تَنزِيلًا ۝ ٱلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ ٱلْحَقُّ لِلرَّحْمَٰنِ

اور جسدن پھٹ جاوے آسمان بدلی سے اتارے جاویں فرشتے اتارا لگاکر راج اوسدن سچا ہے رحمن کا

وَكَانَ يَوْمًا عَلَى ٱلْكَٰفِرِينَ عَسِيرًا ۝

اور ہے وہ دن منکر دنیر مشکل

یہ آسمان کے پھٹنے اور فرشتون کے زمین پر اترنے کا ذکر حشر کے وقت کا ہے مسند امام احمد بن حنبل مسند ابو یعلی موصلی تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن مردویہ وغیرہ مین حضرت عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس کی۔ روایتین اس آیۃ کی تفسیر جوائی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ میدان محشر مین جب سب لوگ آفتاب کی گرمی اور پسینے سے گھبراوینگے اور حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسی تک سب انبیا کے پاس جاوین گے اور حساب وکتاب کے شروع ہونے کی شفاعت کی خواہش اُنسے کرینگے اور سب انبیا اوس دن کے خدا تعالی کے غصہ سے ڈر کر اس شفاعت سے انکار کرینگے آخر یہ سب لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آوین گے اور آپ اللہ تعالی سے لوگونکا حساب وکتاب شروع ہوجانے اور میدان محشر کی تکلیف سے انکی نجات ہوجانے کے شفاعت فرماوین گے اوسوقت انکی شفاعت سے اللہ تعالی ایک نورانی بدلی مین لوگون کے حساب وکتاب کیلئے زمین پر نزول فرماویگا اور ہر ایک آسمان کے فرشتے بھی زمین پر اترین گے اور حساب وکتاب شروع ہوجاویگا یہ سورہ بقر مین گزر چکا ہے کہ اس طرح کی آیتون اور حدیثون کو متشابہات کہتے ہین انکے ظاہری معنی پر ایمان لانا اور انکی کیفیت اللہ کے علم پر سونپنی چاہیئے اگرچہ حافظ ابن کثیر وغیرہ نے علی بن زید بن جدعان راوی کو اس حدیث کی سند مین ضعیف کہا ہے لیکن ترمذی اور دارقطنی نے علی بن زید کو قابل روایت قرار دیا ہے علاوہ اسکے یہ سب متون کے حساب وکتاب کے شروع ہوجانے کی شفاعت کی حدیث مختصر طور پر صحیح بخاری ومسلم مین بھی ابو ہریرہ کی روایۃ سے ہے اس سے بھی عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس کی روایتون کو پوری تقویت ہوجاتی ہے یہ شفاعت سب امتون کے حساب وکتاب کے شروع ہونے کے باب مین ہوگی اس لئے اسکو شفاعت عام اور شفاعت کبرے کہتے ہین جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بہت بڑی شفاعت ہے جسکو کسی امت کے ساتھ کچھ خصوصیت نہین ہے اس آیۃ مین مختصر طور پر فقط فرشتون کے زمین پر اترنے کا ذکر ہے لیکن سورہ بقر مین گزر چکا ہے کہ اس بڑی شفاعت کے مقبول ہوجانیکے بعد ایک نورانی بدلی مین لوگون کے حساب وکتاب کے لئے اللہ تعالی بھی زمین پر نزول فرماویگا سورۃ الزمر مین آویگا کہ لوگون کے حساب وکتاب کیلئے جب اللہ تعالی محشر کی زمین پر نزول فرماویگا تو اللہ تعالی کے نور سے تمام زمین مین روشنی ہوجاویگی دنیا مین عارضی بادشاہت کا جو لوگ دعوی کرتے تھے اوسوقت فقیرون کی طرح سب ننگے پاؤن ننگے بدن میدان محشر مین کھڑے ہون گے اس لئے ارشاد ہوگا کہ آج سچی بادشاہت اللہ تعالی کی ہے کہ عارضی بادشاہت کا دعوی کرنے والے فقیرون کی طرح سب ننگے پاؤن اور ننگے بدن آج اسکی بارگاہ مین حاضر ہین سب لوگ حشر کے دن قبرون سے ننگے پاؤن اور ننگے بدن جو اوٹھین گے اس کا ذکر صحیح بخاری ومسلم کی حضرت عبداللہ بن عباس کی روایۃ مین تفصیل سے آیا ہے صحیح بخاری ومسلم مین انس بن مالک سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قبرون سے میدان محشر تک نافرمان لوگونکو موندھے کے بل اللہ کے فرشتے گھسیٹ کر لیجاوینگے اسی طرح قیامت کے دن کے ہر موقع پر ایسے لوگون کو ذلت اور تکلیف ہوگی جس کا ذکر صحیح حدیثون مین ہے اسی واسطے فرمایا کہ قیامت کا دن نافرمان لوگون کے حق مین بڑی مشکل کا دن ہے۔

منزل ۵

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ﴿٢٧﴾ يَا وَيْلَتَىٰ

اور جسدن کاٹ کھاویگا ظالم اپنے ہاتھ کو کہیگا کاش کہ کسی طرح لیتے پکڑی ہوتی رسول کے ساتھ راہ ﴿۲۷﴾ اے خرابی میری

لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ۝ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۗ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا ۝

کہیں نہ پکڑی ہوتی میں نے فلانیکی دوستی اس نے بہکا دیا ہے مجھکو نصیحت سے بعد تک پہنچے پیچھے اور ہے شیطان آدمی کو وقت پر دغا دینے والا

تفسیر ابو عمرو عامر بن شراحیل شعبی اور تفسیر ابو جعفر بن جریر طبری اور دلائل نعیم میں صحیح سند کی حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت سے جو شان نزول اس آیت کی بیان کی گئی اس کا حاصل یہ ہے کہ مکہ میں عقبہ بن ابی معیط ایک شخص تھا اس کی عادت تھی کہ جب کبھی سفر سے آتا تھا تو بہت سے لوگوں کی دعوت کرتا تھا ایک دفعہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی دعوت کی آپ نے فرمایا کہ اگر تو اسلام لے آوے گا تو میں تیرا کھانا کھاؤں گا اس نے کلمہ پڑھ لیا اور آپ نے اس کا کھانا کھا لیا اس کے بعد اس کے دوست نے جس کا نام ابی بن خلف تھا عقبہ کو بہکایا اور عقبہ اسلام سے پھر گیا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی حاصل معنے آیت کے یہ ہیں کہ اے تو دنیا میں لوگ اپنے دوستوں کی خاطر سے دین کی بات کا خیال نہیں رکھتے مگر عاقبت میں ایسی دوستی سے بچتا دیں گے پر اوسوقت کے بچتانے سے کیا ہوتا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بُرے دوست کی مثال لوہار کی کھال دھونکنے والے شخص کی بیان فرمائی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح لوہار کی کھال کے دھونکنے والے شخص کے پاس بیٹھنے سے آگ کی چنگاری اڑ کر اپڑ جانے اور کپڑوں کے جل جانے کا خوف ہے اسی طرح بُرے دوست کی دوستی سے آدمی کو کبھی نہ کبھی کوئی نقصان ضرور پہنچ جاتا ہے آیت کی شان نزول کی روایت اور اس روایت کے ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ ابی بن خلف کی دوستی سے جسطرح عقبہ بن ابی معیط کو ایسا نقصان پونہچا جسکو یاد کر کے قیامت کے دن عقبہ اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھاویگا اسی طرح ہر ایک برے دوست کی دوستی کا انجام ہے آخر کو فرمایا شیطان بڑا دغا باز ہے برے دوستوں کی دوستی کے پھندے میں پھنسا کر انسان کو بہکاتا ہے اس لئے ہر ایماندار شخص کو چاہئے کہ وہ بُرے دوست کی دوستی کو شیطان کی دغا بازی کا پھندا سمجھکر اس پھندے سے ہمیشہ بچتا رہے۔

وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ۝ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا

اور کہا رسول نے اے رب میرے میری قوم نے ٹھیرایا ہے اس قرآن کو جھک جھک اور اسی طرح رکھے ہیں

لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا ۝

نبی کے گنہگار دشمن گنہگاروں میں سے اور بس ہے تیرا رب راہ دکھانے کو اور مدد کرنے کو

سورہ انفال میں گزر چکا ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں قرآن شریف پڑھتے تو مشرکین مکہ تالیاں اور سیٹیاں بجاتے تھے سورہ لقمان اور حم السجدہ میں بھی اسی مضمون کی آیتیں اوپر گزر چکی ہیں صحیح بخاری و مسلم کی عبد اللہ بن مسعود کی یہ حدیث مشہور ہے کہ ابو جہل اور اسکے ساتھیوں نے نماز پڑھتے وقت اونٹ کی اوجھڑی اللہ کے رسول کی پیٹھ پر ڈالدی تھی حاصل مطلب آیتوں کا یہ ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی ان بیہودہ باتوں کی شکایت اللہ تعالیٰ کی جناب میں پیش کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی تسلی کے طور پر فرمایا اے رسول اللہ کے پچھلے انبیاء اور پچھلی امتوں کے قصے جو قرآن میں جگہ جگہ لکھے گئے ہیں ان میں سے تمکو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ہر ایک نبی کیساتھ مخالف لوگ اسی طرح کی باتیں کرتے رہے ہیں قریش کی یہ باتیں تمہارے ساتھ کچھ نہیں ہیں لیکن ان لوگوں کی مخالفت سے دین اسلام کی ترقی رک نہیں سکتی کیونکہ

اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جو لوگ راہ راست پر آنے والے ٹھہر چکے ہیں اُنکی ہدایت میں اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کریگا صحیح بخاری وغیرہ کی روایتوں کے حوالہ سے منیٰ کی گھاٹی کی بیعت کا قصہ اس تفسیر میں کئی جگہ بیان کردیا گیا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جب اہل مکہ نے قرآن کی نصیحت کو اسطرح کی بیہودہ باتوں سے ٹالنا شروع کیا تو موسم حج میں ادھر اُدھر کے باہر کے لوگوں کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی آیتیں سنانی شروع کردیں جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن کی نصیحت کے اثر سے قبیلہ خزرج میں کے کچھ لوگ ان نے منیٰ کی گھاٹی میں اسلام کی بیعت کی اور اس بیعت کے بعد نواح مدینہ میں اسلام کے پھیلانے والے بارہ نقیب مقرر ہوئے اور اسلام کی ترقی شروع ہوئی آیتوں میں اسلام کی ترقی کے لئے مدد الٰہی کا جو وعدہ ہے اوس وعدہ کا ظہور اس قصہ سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ

اور کہنے لگے وہ لوگ جو منکر ہیں کیوں نہ اترا اُسپر قرآن سارا ایک جگہ اسی طرح تاثابت رکھیں ہم اس سے تیرا دل

وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۝ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ۝ اَلَّذِيْنَ

اور پڑھ سنایا ہے اُسکو ٹھیر ٹھیر کر اور نہیں لاتی تجھ پاس کوئی کہاوت کہ ہم نہیں پہنچاتے ٹھیک بات اور اس سے بہتر کہو کہ جو لوگ

يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ ع ۳

گھیرے آوینگے اوندھے پڑے منہ پر دوزخ کی طرف کا انہیں کا بُرا درجہ ہے اور بہت بہکے ہیں راہ سے

منزل ۴

مشرکین مکہ جہاں اور بیہودہ باتیں کرتے تھے وہاں یہ بھی کہتے تھے کہ جس طرح مثلاً موسیٰ علیہ السلام پر ساری توراۃ ایک ہی دفعہ میں نازل ہوئی اگر یہ قرآن کلام الٰہی ہے تو یہ بھی توراۃ کی طرح ایک ہی دفعہ میں کیوں نہیں نازل ہوا اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی اس بات کا جواب دیا کہ ایک تو نبی آخر الزمان ان پڑھ ہیں اتنی بڑی کتاب ایک دفعہ ہی زبان پر چڑھانا مشکل تھا اس مصلحت سے قرآن کی آیتیں ٹھہر ٹھہر کر نازل ہوتی ہیں علاوہ اسکے دوسری بات یہ بھی ہے کہ ان مشرکین کی ہر ایک بیہودہ بات کا جواب وقت پر اچھی طرح کھولکر دیا جاتا ہے پھر فرمایا اس پر بھی یہ سرکش لوگ نہ مانیں گے تو قیامت کے دن اوندھے منہ دوزخ میں ڈالے جاوینگے کیونکہ ایسے سرکشوں کی یہی سزا ہے کہ انکی سرکشی خاک میں ملانے کے انکو سر کے بل گھسیٹا جاکر آگ میں جھونکا جاوے صحیح بخاری و مسلم میں انس بن مالک سے اور ترمذی میں ابوہریرہ و ابن عمر سے جو روایتیں ہیں اون میں ایسے لوگوں کے منہ کے بل گھسیٹے جانے کا ذکر تفصیل سے ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ۝ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ

اور ہم نے دی ہے موسیٰ کو کتاب اور ٹھیرایا اُسکے ساتھ اُس کا بھائی ہارون کو بڑا ہوا پھر کہا ہم نے تم دونو جاؤ ان لوگوں پاس

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ۝ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ

جنھوں نے جھٹلائیں ہماری باتیں پھر دے مارا ہم نے اُنکو اکہارا کر اور نوح کی قوم کو جب اونھوں نے جھٹلائیں ہمارے رسولوں کی باتیں

وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

اور کیا اُنکو لوگوں کے حق میں نشانی اور رکھی ہے ہم نے گنہگاروں کی واسطے دکھ کی مار

صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابو سعید خدری کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں سب نبیاسے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت
کے سکھانے کا اور سب مخلوقات سے اُسپر قائم رہنے کا عہد لیا ہے صحیح بخاری کے حوالہ سے عبداللہ بن عباس کی یہ حدیث بھی گزر چکی ہے
کہ پہلے پہل بت پرستی قوم نوح سے دنیا میں شروع ہوئی حاصل کلام یہ ہے کہ قوم نوح سے لیکر قوم فرعون تک کسی قوم نے اُس عہد کے
موافق عمل نہیں کیا جسکی سزا میں وہ سب قومیں طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک ہوگئیں جنمیں سب سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم ہے
اور آخری قوم فرعون کی ان آیتوں میں ان ہی دونوں کی ہلاکت کا ذکر ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث بھی کئی جگہ گزر
چکی ہے کہ عالم ارواح کے عہد کے موافق اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا مسئلہ تو ہر ایک نبی کے زمانہ میں یکسان رہا ہے ان حلال وحرام کے احکام
ہر زمانہ کی ضرورت کے موافق بدلتے رہے ہیں ان آیتوں میں یہ جو فرمایا کہ قوم نوح نے سب رسولوں کو جھٹلایا اوس کا مطلب اس حدیث
سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جس قوم نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو جھٹلایا اوس نے سب رسولوں کو جھٹلایا کیونکہ اللہ
تعالیٰ کی وحدانیت سے کبھی رسول کا دین خالی نہیں ہے قریب کے زمانہ کی بات زیادہ مشہور ہوتی ہے اس لئے قوم فرعون کے ذکر سے
آیتوں کو شروع کیا حاصل مطلب آیتوں کا یہ ہے کہ اے رسول اللہ کے فرعون کی قوم اور نوح علیہ السلام کی قوم اللہ کے رسولوں کے جھٹلانے
کے وبال میں ڈوب کر ہلاک ہوگئی اگر قریش بھی تمہارے جھٹلانے سے باز نہ آئے تو انپر بھی کوئی آفت ضرور آویگی اللہ سچا ہے اللہ کا کلام سچا ہے
بدر کی لڑائی کے وقت اس وعدہ کا جو ظہور ہوا اُسکا قصہ صحیح بخاری ومسلم کی انس بن مالک کی روایت کے حوالہ سے کئی جگہ گزر چکا ہے جس کا حاصل
یہ ہے کہ اس لڑائی میں مشرکین مکہ میں کے بڑے بڑے اللہ کے رسول کے جھٹلانے والے دنیا میں بڑی ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب نزل ۴
آخرت میں گرفتار ہوگئے جس عذاب کے جتانے کے لئے اللہ کے رسول نے ان لوگوں کی لاشوں پر کھڑے ہوکر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگوں
نے اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو سچا پالیا۔

وَعَادًا وَّثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ۝ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۖ وَكُلًّا

اور عاد کو اور ثمود کو اور کوئیں والوں کو اور کتنی سنگتیں اس بیچ یعنی بہت اور سبکو کہہ سنائیں ہمنے کہا دیتیں اور سبکو

تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ۝ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۭ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ

کھول دیا ہے کہکر اور یہ لوگ ہوآئے ہیں اس بستی پاس جنپر برسا برا برساؤ کیا دیکھتے نہ تھے اُسکو نہیں

بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ۝ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ

پر امید نہیں رکھتے جی اُٹھنے کی اور جہاں تجکو دیکھا کچھ کام نہیں تجھے مگر ہنسی کرنے کیا یہی ہے جسکو بھیجا

اللّٰهُ رَسُوْلًا ۝ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۭ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ

اللہ نے پیغام دیکر یہ تو لگا ہی تھا کہ بچلا دے ہمکو ہمارے ٹھاکروں سے کبھی ہم نہ ثابت رہتے انپر اڈا گئے جائیں گے جسوقت

يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ۭ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۝ اَمْ تَحْسَبُ

دیکھیں گے عذاب کون بہت بچلا ہے راہ سے بھلا دیکھ تو جسنے پوجا پکڑا اپنی چاہ کہیں تو لے سکتا ہے اُسکا ذمہ یا تو خیال

اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ۭ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ ع ۴

رکھتا ہے کہ بہت اُن مین سنتے یا سمجھتے ہیں اور کچھ نہین وہ برابر ہیں چوپایون کے بلکہ وہ بہکے ہیں رہ بہت راہ سے

سیرۃ ابن اسحاق اور مسند عبد بن حمید وغیرہ مین ایک روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے ایک حبشی غلام جنت مین جاویگا کس لئے کہ پہلے زمانہ مین ایک نبی کو اون نبی کی قوم نے ایک کوئین مین ڈالکر اوس کوئین کے مونھ پر ایک پتھر کی سل ڈھانک دی تھی وہ حبشی غلام اون نبی پر ایمان لے آیا تھا اس لئے ہر روز لکڑیان جنگل مین سے چنکر لاتا تھا اور ان لکڑیون کو بیچکر کچھ کھانے کی چیز خریدتا تھا اور قوم کے لوگون سے چھپ کر اوس کوئین پر لاتا تھا اور اللہ تعالی اُسکو اتنی قوت دیدیتا کہ وہ اوس بھاری پتھر کی سل کو کوئین کے منہ پر سے ہٹا کر اون نبی کو کھانا کھلاتا تھا ایک دفعہ جنگل مین جو وہ حبشی غلام سویا تو خدا کی قدرت سے چودہ برس تک اوسکی آنکھ نہ کھلی اتنے مین اللہ تعالی نے اوس قوم کے لوگون کو ہدایت دی اور اون لوگون نے اون نبی کو کوئین مین سے نکالا اور اون نبی پر ایمان لائے یہ نبی قوم کے لوگون سے اکثر اور حبشی غلام کا حال پوچھا کرتے تھے مگر کسی کو اُسکے جنگل مین سوجانے کی خبر نہ تھی اسواسطے کسی نے اوس کا کچھ حال نہ بتلایا یہانتک کہ جب وہ نبی دنیا سے پاچکے تو اوس حبشی غلام کی آنکھ کھلی اور وہ حسب عادت کوئین پر آیا اور اون نبی کو کوئین مین نہ پایا ابوجعفر ابن جریر نے اس قصہ کو اپنی تفسیر مین نقل کرکے کہا ہے کہ آیتین جن کوئین والون کا ذکر ہے وہ اس قصہ کے لوگ اِس سبب سے نہین قرار پا سکتے کہ یہ لوگ تو آخر ایمان لے آئے اور آیتین جن لوگون کا ذکر ہے اونکا ایمان لانا آیتون سے نہین ثابت ہوتا بلکہ اُنکا عذاب مین گرفتار ہونا آیتون سے نکلتا ہے حافظ ابن کثیر نے اوس کا یہ جواب دیا ہے کہ جن لوگون نے اون نبی کو کوئین مین قید کیا تھا وہ عذاب سے ہلاک ہوگئے ہون اور اونکی اولاد کو خدا تعالی نے یہ ہدایت دی ہو کہ اونھون نے اون نبی کو کوئین سے نکالا ہوا اور اون نبی پر ایمان لائے ہون تو اس صورت مین بھی قصہ آیت کی تفسیر قرار پا سکتا ہے اصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ رسولون کے جھٹلانے سے جس طرح قوم نوح اور قوم فرعون کے لوگ دنیا اور آخرت کے عذاب مین پکڑے گئے وہی حال عاد و ثمود اور کوئین والون کا اور بہت سی بستی والون کا ہوا کہ پہلے اللہ تعالی نے اپنے رسول بھیجکر ان لوگون کو طرح طرح سے سمجھایا جب یہ لوگ اپنی عادت سے باز نہ آئے تو طرح طرح کے عذابون سے ہلاک ہوگئے چنانچہ ملک شام کے سفر مین قوم لوط کی الٹی ہوئی اور پتھرون کے مینہ سے اُجڑی ہوئی بستی ان مشرکین مکہ کو نظر آئی ہوگی پھر فرمایا یہ لوگ کچھ اس لئے اللہ کے رسول کو نہین جھٹلاتے کہ قوم لوط کی اُجڑی ہوئی بستی ان لوگون کی نظر سے نہین گزری بلکہ یہ لوگ تو اس لئے اللہ کے رسول کو مسخراپن مین اُڑاتے ہیں کہ ان لوگونکو ایک دن اللہ تعالی کے روبرو کھڑے ہونے کا اور جزا و سزا کا یقین نہین ہے اسیواسطے ان لوگون نے بت پرستی کے وبال کو دل سے بھلا رکھا ہے مگر وقت مقررہ پر انکو معلوم ہوجاویگا کہ اللہ کے رسول جو طریقہ ان کو بتلاتے تھے وہ اچھا تھا یا بت پرستی کا طریقہ اچھا تھا پھر فرمایا اے رسول اللہ کے تم نے ان لوگون کی نادانی دیکھی کہ جس بت کی پوجا کو انکا جی چاہتا ہے اوس کی پوجا کرنے لگتے ہین اور جسکی پوجا کیا کرتے تھے اوس کی پوجا چھوڑ دیتے ہین اس لئے جب تک اللہ تعالی کی مدد نہ ہو تم ایسے نادان لوگون کی ہدایت کے ذمہ دار نہین قرار پا سکتے پھر فرمایا اے رسول اللہ کے کیا تم اپنے جی مین یہ خیال کرتے ہو کہ یہ لوگ قرآن سنتے اور اوس کی نصیحت کو سمجھتے ہین نہین یہ لوگ تو اپنی نادانی کے سبب سے بالکل چوپایون کی طرح کسی بات کو نہین سمجھتے بلکہ یہ لوگ چوپایون سے بھی بدتر ہین

منزل ۴

کیونکہ چوپائے اپنے پرورش کرنے والے کو خوب پہچانتے ہین اور یہ لوگ اپنے پیدا کرنے والے اور پرورش کرنے والے کو نہیں پہچانتے ہیں صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے انسان کو پیدا کیا اسپر بھی جو لوگ اپنے پیدا کرنے والے کی تعظیم مین دوسرون کو شریک کرتے ہیں اونسے بڑھ کر دنیا مین کوئی گنہ گار نہین مشرکون کی چوپایونسے بدتر ہونے کی حالت اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے کیونکہ چوپائے اپنے پالنے والے کی فرمانبرداری مین کسی کو شریک نہین ٹھہراتے یہ لوگ چوپایون سے بھی بدتر ہیں کہ اپنے پیدا کرنے والے کی فرمانبرداری اور شیطان کی فرمانبرداری کو برابر جانتے ہیں سوائے شرک کے اور باقی کے گناہون کے کرنے مین شیطان کی فرمانبرداری سے شیطان کی پوجا نہین لازم آتی شرک مین شیطان کی پوجا لازم آتی ہے اسلئے شرک سب گناہونسے بڑا ہے سورۂ سبا مین آویگا کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالی فرشتون سے خفگی کے طور پر دریافت فرماویگا کہ کیا یہ بت پرست لوگ دنیا مین تمہاری مورتون کی پوجا کرتے تھے تو اللہ کے فرشتے بہت ڈرین گے اور صاف کہدیوین گے کہ شیطان نے ان لوگون کے دل مین ہمارے نام کی مورتون کی پوجا کا وسوسہ ڈالدیا تھا اس لئے شیطان کے بہکانے سے یہ لوگ شیطان کی پوجا کرتے تھے ہماری مرضی کا اس مین ہرگز کچھ دخل نہین تھا اوپر یہ جو بیان کیا گیا تھا کہ بت پرستی مین شیطان کی پوجا لازم آتی ہے اوس کا مطلب سورہ سبا کی ان آیتون سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ۝ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ

تونے نہ دیکھا اپنی رب کی طرف کیسی لمبی کی پرچھائین اور اگر چاہتا اسکو ٹھیرا رکھتا پھر بنے ٹھیرایا سورج اسکا راہ بتانیوالا پھر کھینچ لیا

اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ۝ وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ۝

اسکو اپنی طرف سہج سہج سمیٹ کر اور وہی ہے جسنے بنادی تمکو رات اوڑھنا اور نیند آرام اور دن بنادیا اٹھ نکلنے کو

صبح صادق کے شروع سے آفتاب کے نکلنے تک بغیر آفتاب کی دھوپ کے جو ایک سایہ ہوتا ہے اس آیۃ مین اوس سایہ کا ذکر ہے یہ سایہ جنت کی ایک نشانی ہے جنت مین آفتاب کی دھوپ نہین ہونے کی یہی سایہ ہوگا تفسیر عبدالرزاق مین حسن بصری اور قتادہ کی روایتسے اور تفسیر ابن ابی حاتم مین علی بن طلحہ کی سندسے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایتسے اس آیۃ مین جو سایہ کا ذکر ہے اوسکی یہی تفسیر آئی ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے اور یہی تفسیر امام بخاری نے صحیح بخاری مین بیان کی ہے بعضے مفسرون نے اس تفسیر پر یہ اعتراض کیا ہے کہ غروب آفتاب کے شروع سے رات کے اندھیرے کے شروع ہونے تک بھی بغیر آفتاب کی دھوپ کے ایک اوجالا ہوتا ہے اسکو بھی اس آیۃ کی تفسیر قرار دینا چاہیئے حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین اس اعتراض کا یہ جواب دیا ہے کہ جب آیۃ مین اوس سایہ کا ذکر ہے جس سایہ کے بعد آفتاب نکلتا ہے تو صبح صادق سے لیکر طلوع آفتاب تک کا سایہ ہی آیۃ کی تفسیر قرار پا سکتا ہے غروب آفتاب کیوقت کا سایہ ایک الگ چیز ہے اسکو آیۃ سے کچھ تعلق نہین ہے صحیح بخاری مسلم اور ترمذی مین ابوسعید خدری سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت مین بعضے سایہ دار درخت ایسے ہین کہ اون کا سایہ گھوڑے کے سوار شخص سے بھی سو برس کے عرصہ مین طے نہین ہو سکتا حضرت عبداللہ بن عباس کی معتبر روایتون کے موافق جنت مین نہ سورج ہے نہ دھوپ بلکہ جنت مین

تو ہمیشہ ایسا وقت رہے گا جیسا وقت دنیا مین طلوع فجر سے سورج کے نکلنے تک رہتا ہے اس حدیث سے اور حضرت عبداللہ بن عباس کی معتبر روایتون سے ولو شاء لجعلہ ساکنا کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جو صاحب قدرت اسپر قادر ہے کہ اپنی قدرت سے جنت مین ہمیشہ ایسا وقت رہے گا جیسا وقت دنیا مین طلوع فجر سے سورج کے نکلنے تک رہتا ہے وہ صاحب قدرت اگر چاہے تو دنیا مین بھی سارے دن طلوع فجر سے سورج کے نکلنے تک کے وقت کو قائم رکھہ سکتا ہے لیکن سورج اس بات کا راستہ بتاتا ہے کہ سورج کے نکلنے سے پہلے کا سایہ اور چیز ہے اور سورج کی دھوپ مین مکانون اور درختون وغیرہ کا جو سایہ ہوتا ہے وہ اور ہے پھر فرمایا سورج کے نکلنے کے بعد سورج سے پہلے کا وہ ٹھنڈا سایہ سمیٹ سمیٹ اللہ تعالی کے حکم سے سمیٹ لیا جاتا ہے اور بجائے اوس ٹھنڈے سایہ کے تمام دنیا مین دھوپ پھیل جاتی ہے یہ ٹھنڈا سایہ رات کے اندھیرے کے بعد طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے اور پورے دن کے گزر جانے کے بعد رات ہوتی ہے اسواسطے اس ٹھنڈے سایہ کے ذکر مین رات اور دن کا تذکرہ فرمایا جسطرح اوڑھنے اور پہننے کے کپڑے سے انسان کا بدن ڈھانک دیا جاتا ہے اسی طرح رات کا اندھیرا ہر ایک چیز کو ڈھانک لیتا ہے اسی واسطے رات کو لباس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے دن کو ہر طرح کے کام دھندے مین لگ کر آدمی کو تھکان ہو جاتی ہے اور رات کی نیند سے وہ تھکان رفع ہو جاتی ہے اس لئے رات کی نیند کو آرام فرمایا اور دن کے کام دھندے کو اوٹھنا اور نکلنا حاصل کلام یہ ہے کہ سونے کے بعد جاگنا مرنے کے بعد دوبارہ جینے کی نشانی ہے اسی واسطے صحیح بخاری مین حذیفہ سے جو روایت ہے اوس مین ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت یہ کہا کرتے تھے یا اللہ تیرے نام پر مین مرتا ہون اور تیرے نام پر اوٹھون گا اور جب سو کر اوٹھا کرتے تھے تو یہ کہتے اوس کا شکر ہے جس نے نیند کی موت سے جسطرح ہمین زندہ کیا ہے اسی طرح موت کے بعد ایک دن دوبارہ زندہ ہو کر اوس کے روبرو جانا پڑے گا۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً طَهُوْرًا ۝

اور وہی ہے جسنے چلائین باوین خوشخبری لاتین اُسکی مہرے اور اتارا ہمنے آسمان سے پانی ستھرائی کرنے کا

لِّنُحْيِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ

کہ جلادین اُس سے مرگئے دیس کو اور پلادین اُسکو اپنے بنائے بہت چوپاؤن اور آدمیون کو اور طرح طرح بانٹا ہمنے اُسکو

بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۡ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝

اُنکے بیچ مین تا دھیان کرین پھر نہیں رہتے بہت لوگ بن ناشکری کئے

مینہہ کا پانی زمین پر جب تک نہ آوے اور زمین کی کوئی نجاست کی چیز اوس مین نہ ملے اوس پانی کا ذکر اس آیت مین ہے کہ وہ پانی پاک ہے اور زمین پر کے پانی کا یہ ذکر کہ کونسا پانی پاک ہے اور کس قدر پانی پاک ہے اسکی تفصیل حدیث شریف اور فقہ مین ہے یہ بہت بڑا مسئلہ ہے پوری تفصیل تو اس مسئلہ کی یہان ممکن نہیں مگر حاصل کلام یہ ہے کہ بہتا ہوا پانی تو بلا اختلاف کے سب علما کے نزدیک خواہ کتنا ہی ہو پاک ہے رکے ہوئے پانی مین علما کا اختلاف ہے اوس اختلاف کا حاصل یہ ہے کہ مسند امام احمد ترمذی

ابو داؤد اور نسائی مین حضرت ابو سعید خدری سے ایک روایۃ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مدینہ منورہ مین ایک مشہور کنوان ہے جس کا نام بیر بضاعہ ہے اُس کو یُن کے باب مین لوگون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا کہ اوس کو یُن مین لوگ ناپاک چیزین ڈالتے ہین اس حالت مین اوس کا پانی استعمال کیا جاوے یا نہیں آپ نے فرمایا پانی پاک چیز ہے اوس کو کوئی چیز ناپاک نہین کرسکتی اس حدیث کی رو سے حسن بصری ابراہیم نخعی زہری اور بعضے علماء کا یہ مذہب قرار پایا ہے کہ پانی خواہ تھوڑا ہو یا بہت وہ نجاست کے پڑجانے سے اوسوقت تک ناپاک نہین ہوتا جب تک اوس کی رنگ بو اور مزہ مین فرق نہ آجاوے لیکن اس مذہب پر علما کی ایک بہت بڑی جماعت نے یہ اعتراض کیا ہے کہ مسند امام احمد ابو داؤد و ترمذی نسائی دارمی ابن ماجہ کی روایۃ سے جب حضرت عبداللہ بن عمر کی قلتین کی حدیث صحیح ٹھہر چکی ہے تو پھر حدیث کی تفسیر حدیث سے کیون نہ کی جاوے اور بیر بضاعہ مین دو قلے پانی کیون نہ قرار دیا جاوے اس اعتراض کے بعد قوی مذہب پانی کے باب مین یہی قرار پایا ہے کہ دو قلے پانی جو سات من کے کے قریب ہوتا ہے کسی ناپاک چیز کے پڑجانے سے اوس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا جب تک اوس کے رنگ بو مزہ مین فرق نہ آجاوے اس مقدار سے اگر پانی کم ہو تو وہ ناپاک چیز کے پڑجانے سے ناپاک ہوجاتا ہے مٹی پیشاب کے پتے یا اور ایسی پاک چیزون کے پڑنے سے یا بہت روز رکا رہنے سے اگر کوئی پانی ایسا ہو کہ اوس کے رنگ بو مزہ مین فرق آجاوے تو وہ پانی ناپاک نہین ہوتا علاوہ اس مذہب کے پانی کے باب مین جتنے مذہب ہین اونکی پوری تفصیل فقہ کی کتابون مین ہے - حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ پہلے ہوا سے بادل اوبھارے اور پھلائے جاتے اور برسائے جاتے ہین جن مین سے ستھرائی برستا ہے جس سے سوکھی مردہ زمین زندہ ہوجاتی اور اوس مین طرح طرح کی پیداوار ہوتی ہے اور مینہہ کا پانی ندی نالون اور تالابون مین جو جمع ہوتا ہے وہ چوپایون اور آدمیون کے پینے کے کام مین آتا ہے - پھر فرمایا ہر ملک کی ضرورت کے موافق اللہ تعالیٰ نے مینہہ کے پانی کی تقسیم کردی ہے جہان جتنی ضرورت ہے وہان اوسی قدر مینہہ برستا ہے پھر فرمایا بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکریہ نہین کرتے مطلب یہ ہے کہ مینہہ تو اللہ کے حکم اور اوس کی رحمت سے برستا ہے لیکن ان مشرکین مکہ کا یہ اعتقاد ہے کہ تارون کی گردش سے مینہہ برستا ہے یہ لوگ اتنا نہین سمجھتے کہ یہہ تارون کی گردش مکہ کے قحط کے وقت کہان چلی گئی تھی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے زید بن خالد جہنی کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے کہ مشرکین مکہ تارون کی گردش سے مینہہ برسنے کے قائل تھے یہ حدیث قابی اکثر الناس الا کفورا کی تفسیر ہے جس کا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ مینہہ تو اللہ کی رحمت سے برستا ہے لیکن یہ مشرکین مکہ اپنی نادانی سے اس بات کے قائل ہین کہ تارون کی گردش سے مینہہ برستا ہے۔

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيرًا ۝ فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُم بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا ۝

اور اگر ہم چاہتے اٹھاتے ہر بستی مین کوئی ڈرانیوالا سو تو کہا نہ مان منکرون کا اور مقابلہ کر اونکا اس سے بڑے زور سے

صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگون کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے مینہہ کے ذکر کے بعد قرآن شریف کا جو ذکر فرمایا اوس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح مینہہ کا پانی عام فائدے کے لئے برستا ہے لیکن اوس سے

فائدہ فقط اچھی زمین کو پونچتا ہے اور بُری زمین مین وہ پانی بالکل رائگان جاتا ہے اسی طرح قرآن کی نصیحت اگرچہ عام لوگون کے فائدے کے لئے ہے لیکن اِس نصیحت سے فائدہ فقط اون ہی لوگون کو پونچتا ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین نیک ٹھہر چکے ہیں اور جو لوگ اللہ تعالےٰ کے علم غیب مین بُرے قرار پا چکے ہیں اون کے حق مین قرآن کی نصیحت اِسی طرح رائگان ہے جسطرح بُری زمین مین مینہ کا پانی رائگان جاتا ہے

حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ اے رسول اللہ کے اگر اللہ چاہتا تو تم پر سے نبوت کا بوجھ ہٹا کر کے ہر ایک بستی مین جدا رسول بھیجدیتا لیکن اِس صورت مین تمہارا عقبیٰ کا اجر کم ہو جاتا اِس لئے تمہارا عقبیٰ کا اجر بڑھانے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے تم کو ہر ایک قوم کا رسول بنایا ہے تم ان مشرکین مکہ کی کوئی بیہودہ بات نہ مانو اور یہ سمجھ لو کہ ہر ایک بستی مین بھی اگر رسول بھیجا جاتا تو راہ راست پر وہی لوگ آتے جنکا راہ راست پر آنا اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین قرار پا چکا ہے اِسلئے اے رسول اللہ کے تم بڑی کوشش سے ان لوگون کو قرآن کی آیتین سناتے رہو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کریگا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین لوگون کی کولیان بھر بھر کر اونہین دوزخ کی آگ مین گرنے سے روکتا ہون مگر لوگ کیڑے پتنگوں کی طرح آگ مین گرنے کی جرأت کرتے ہین اِس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم و جاہد ہم بہ جہاد اکبیرا کی تعمیل کس طرح مستعدی سے فرماتے تھے کیونکہ ظاہر مین اگرچہ آپ لوگون کی کولیان نہین بھرتے تھے لیکن دلی مضبوط ارادہ سے آپ نے اِس طرح کی کوشش قرآن کی مخالفت سے روکنے مین کی جس طرح کوئی شخص کسی کی کولی بھر کر اوس کو بُرے کام سے روکتا ہے مشرکین مکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ سے کہا کرتے تھے کہ آپ برس دن ہمارے ٹھون کی پوجا کر لیا کرین اور ہم برس دن تک اللہ کی عبادت کر لیا کرینگے تو پھر آپکا اور ہمارا کوئی جھگڑا باقی نہین رہے گا مشرکین کی ایسی باتون کی طرف التفات نہ کرنے کا مطلب فلا تطع الکافرین سے ادا فرمایا گیا ہے چنانچہ زیادہ تفصیل اسکی سورہ الزمر مین آویگی۔

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا ﴿٥٣﴾

اور وہی ہے جسنے چلائے دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھاتا اور یہ کھاری ہے کڑوا اور رکھا اُن دونون کے بیچ پردہ اور اوٹ روکے ہوئے

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ زمین کے نیچے پانی ہے کسواسطے کہ جہان سے زمین کو کھودا جائے وہان سے پانی نکلتا ہے پھر کہین سے کھاری پانی نکلتا ہے اور کہین سے میٹھا اور زمین کے نیچے دونون پانی ملتے نہین پاتے اِسی طرح زمین کے اوپر میٹھی ندیان اور چشمے جو جاری ہین اُنمین کھاری پانی کا کوئی چشمہ اُبل کر نہین مل سکتا حاصل کلام یہ ہے کہ آیۃ مین میٹھے دریا سے زمین کے نیچے کا دریا مراد ہے جس مین سے میٹھے کوئین کھودنے سے نکلتے ہین اور میٹھی ندیان اور چشمے جو جاری ہین وہ بھی اِس مین داخل ہین کھاری پانی کے دریاؤن مین دریائے ہند دریائے یمن دریائے چین اور دریائے روم وغیرہ سب داخل ہین تھے پانی کا کوئی میٹھا دریا زمین پر نہین ہے بعضے مفسرین نے یہ جو کہا ہے کہ میٹھے پانی کا تھا ہوا دریا کوئی شاید زمین کے اوپر ایسا ہو جو لوگون کی نظرون سے غائب ہو یہ قول درست نہین ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اِس آیۃ مین اپنی پیدا کی ہوئی نعمتون کا ذکر اِس لئے فرمایا ہے کہ لوگ اللہ کی نعمتون کو پہچان کر اللہ کا شکر ادا کرین پھر جو چیز آنکھون کے سامنے ہی نہین وہ کیونکر پہچانی جا سکتی ہے اور بغیر پہچانے اوس کا شکریہ کیا ادا ہو سکتا ہے حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ یہ بھی اللہ کی قدرت کی ایک نشانی ہے کہ اوس نے میٹھے اور کھاری دریا زمین کے اوپر اور نیچے پیدا کئے اور وقت مقررہ تک ایک کو دوسرے کے پانی

سے روک دیا اذا السما انفطرت میں آویگا کہ پہلے صور کے وقت زمین جب اڑجاویگی تو میٹھے کھاری سب دریا مل جاوینگے اس سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ میٹھے اور کھاری دریاؤں کے نہ ملنے کا انتظام ایک وقت مقررہ تک ہے مسند امام احمد ترمذی ابوداؤد وغیرہ میں ابوہریرہ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سمندر کے پانی کو پاک فرمایا ہے عبداللہ بن عمر کی یہ ایک روایت جو مشہور ہے کہ سمندر کے پانی کے نیچے آگ ہے اس لئے سمندر کے پانی سے وضو غسل کچھ جائز نہیں ہے یہ روایت ابوداؤد میں ہے لیکن اس روایت کو امام بخاری اور خود ابوداؤد نے ضعیف قرار دیا ہے صحیح مسلم ترمذی وغیرہ میں سفینہ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ پانی کے پیمانے کے اختلاف کے سبب سے دس سیر پانی کے اندازہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہایا کرتے تھے اس حدیث سے علماء نے یہ بات نکالی ہے کہ لوگوں کو دریا کے کنارہ پر بھی زیادہ پانی سے نہ نہانا چاہیئے اسلئے بعضے علماء نے دریا کے کنارہ پر زیادہ پانی سے نہانے کو حرام کہا ہے اور بعضوں نے مکروہ یہ سفینہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ ہیں جسطرح کشتی پر لوگ جھالا دیتے ہیں اسی طرح یہ سفینہ اپنے ساتھ سفر میں لیجھا بہت رکھتے تھے اسلئے لوگوں نے ان کا نام سفینہ رکھدیا ان کا اصلی نام مہران ہے سفینہ عربی زبان میں کشتی کو کہتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ۝

اور وہی ہے جسنے بنایا پانی سے آدمی پھر ٹھیرایا اس کا جد اور سسرال اور ہے تیرا رب سب کر سکتا

اس آیہ میں قدرت کی ایک اور نشانی بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کا پتلہ پانی جیسی پتلی چیز نطفہ سے بنایا صحیح بخاری اور مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ عورت کے رحم میں چالیس دن تک نطفہ رہکر پھر اوس کا جما ہوا خون اور پھر اوس خون کا بوٹی بن جاتا ہے اور اوس گوشت سے بچہ کا پتلہ تیار ہو جاتا ہے پانی جیسی پتلی چیز نطفہ سے جس طرح اولاد آدم کا پتلہ تیار ہوتا ہے اوس کا حال اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے پھر فرمایا اولاد آدم کے پیدا ہونے کے بعد بیاہ ہونے سے پہلے انسان کا نام باپ دادا سے چلتا ہے کہ یہ لڑکا زید کا بیٹا یا یہ لڑکی زید کی بیٹی ہے اور بیاہ ہو جانے کے بعد لڑکا دوسرے خاندان کا داماد بن جاتا ہے اور لڑکی دوسرے خاندان کی بہو بن جاتی ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دوسرے صور سے پہلے ایک مینہ برسے گا جسکی تاثیر سے ہر ایک مردہ شخص کا جسم تیار ہو جاویگا اور پھر ہر ایک جسم میں روح پھونکی جاکر حشر قائم ہو جاویگا یہ حدیث و کان ربک قدیرا کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل ہے کہ جس صاحب قدرت نے اولاد آدم کی پہلی پیدائش کے وقت پانی جیسی پتلی چیز سے مٹی کا کام لیا دوسری پیدائش کے وقت اوس کو ایک مینہ کے پانی میں مٹی سے مٹی کا کام لینے کی تاثیر کا پیدا کر دینا کچھ مشکل نہیں ہے کیونکہ ایک مینہ کی تاثیر سے کھیتی کی پیدائش کا کام جو ہر سال لیا جاتا ہے وہ سب کی آنکھوں کے سامنے ہے۔

وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا ۝

اور پوجتے ہیں اللہ کو چھوڑ کر وہ چیز کہ نہ بھلا کرے انکا اور نہ برا اور ہے منکر اپنے رب کی طرف سے پیٹھ دے رہا

انسان کو اوس کی ضرورت کی چیزوں کو پیدا کرنے کا ذکر اوپر فرما کر اس آیہ میں فرمایا یہ مشرک لوگ بڑے نادان ہیں کہ اپنے پیدا کرنے والے کی خالص عبادت کو چھوڑ کر پتھر کی ایسی مورتوں کو اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں شریک کرتے ہیں کہ جنکے اختیار میں نہ کچھ نفع ہے نہ کچھ

نہ نقصان - اللہ تعالی کے اختیار مین انسان کا جو فائدہ ہے وہ تو سب کی آنکھون کے سامنے ہے کہ اوسنے انسان کو انسان کی سب ضرورت کی چیزون کو اس طرح اپنی قدرت سے پیدا کیا کہ اُس مین کوئی اوس کا شریک نہین ہے اور اُسی کے اختیار مین انسان کا جو کچھ نقصان ہے اُس کا حال بھی ان لوگون کو جتلا دیا گیا ہے کہ اوس صاحب قدرت نے قوم نوح سے لیکر قوم فرعون تک بہت سی نافرمان قومون کو طرح طرح کے عذابون سے ہلاک کردیا اور کوئی اوس کے بھیجے ہوئے عذاب کے نقصان کو کسی طرح ٹال نہ سکا وکان الکافر علی ربہ ظہیرا کی تفسیر سلف نے دو طرح سے بیان کی ہے ایک تو یہ کہ ظہیر کے معنے مددگار کے ہین جاوین جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ یہ منکر شریعت لوگ اللہ تعالی کی نافرمانی کرکے شیطان کو مدد دیتے ہین اور شیطان کے مددگار بنتے ہین کیونکہ شیطان یہی چاہتا ہے جو یہ لوگ کرتے ہین دوسری تفسیر یہ ہے کہ ظہیر کو ظہر سے لیا جاوے جسکے معنے پیٹھ کے ہین اس معنے کا حاصل کسی چیز سے بے پروائی کرنے اور اُس کو پیٹھ کے پیچھے ڈالدینے کا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کے بہکانے سے ان منکر شریعت لوگون نے احکام الٰہی کو پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا ہے اس لئے اللہ تعالی نے بھی انکو انکے حال پر چھوڑ دیا کیونکہ مجبور کرکے کسی کو راہ راست پر لانا انتظام الٰہی کے برخلاف ہے - انتظام الٰہی کے موافق دنیا کو نیک و بد کے امتحان کے لئے پیدا کیا گیا ہے کسی کو مجبور کرنے سے وہ امتحان کا موقع باقی نہین رہتا حافظ ابو جعفر ابن جریر نے ان دونون طرح کے سلف کے قولون مین سے پہلے قول کو قوی ٹہیرایا ہے اور فارسی ترجمہ مین بھی اسی قول کو لیا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے انسان کو پیدا کیا اللہ تعالی کے اس احسان کو بھول کر جو لوگ اللہ تعالی کی تعظیم مین دوسرون کو شریک کرتے ہین اونسے بڑھ کر دنیا مین کوئی گنہ گار نہین ہین لوگونکا ذکر آیہ مین ہے اُنکی گنہگاری کا حال اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے -

منزل ۵

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝

اور تجھکو بھیجا ہے خوشی اور ڈر سنانیکو تو کہہ میں نہیں مانگتا تجھسے اسپر کچھ مزدوری مگر جو کوئی چاہے لے رکھے اپنے رب کیطرف راہ

اوپر کی آیہ مین جن لوگونکا ذکر تھا جب وہ ہر وقت کی قرآن کی نصیحت کو سنکر شرک سے باز نہین آتے تھے تو اس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا رنج ہوتا تھا اس لئے فرمایا اے رسول اللہ کے رنج کی کوئی بات نہین ہے تمہارا کام اتنا ہی ہے کہ شرک سے باز آنے والون کو عقبی کی بہبودی کی خوشی اور شرک سے باز نہ آنے والون کو آخرت کے عذاب کا ڈر سنا دو اسکے بعد اللہ تعالی کے علم غیب مین جو لوگ نیک ٹہر چکے ہین اُنکے دل پر ضرور قرآن کی نصیحت کا اثر ہوگا اور جو لوگ اللہ تعالی کے علم غیب مین بدقرار پا چکے ہین وہ مرتے دم تک تیرے کامون کو اچھا جانتے رہین گے اور قرآن کی نصیحت کا کچھ اثر اُنکے دل پر پیدا نہ ہوگا پھر فرمایا ان لوگونسے یہ بھی کہہ دیا جاوے کہ مین اس نصیحت کی کچھ مزدوری تم لوگون سے نہین مانگتا تاکہ اُس مزدوری کے بدلے تم کو قرآن کی نصیحت کا سانشاق گزرے یا بند شریعت بنکر عقبی کی بہبودی کی نیت سے کوئی شخص صدقہ خیرات کرے تو وہ اور بات ہے مگر مجکو موافق مخالف کسی سے نصیحت کی مزدوری کا لینا جائز نہین ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علی کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالی نے لوح محفوظ مین یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد کون شخص جنت مین جانیکے قابل کام کریگا اور کون دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل

اب جس قابل ہر ایک شخص پیدا ہوا ہے مرتے دم تک ویسے ہی کام اوس سے بن آتے ہین اس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہہ مطلب ہوا کہ مشرکین مکہ مین سے جو لوگ اللہ کے علم غیب مین بد اور دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل ٹہر چکے تھے اگرچہ ہر وقت اون کو قرآن کی نصیحت سنائی گئی اور یہی جتلایا گیا ہے کہ اس نصیحت پر کوئی مزدوری تم لوگون سے نہین مانگی جاتی لیکن مرتے دم تک وہ شرک سے باز نہ آئے جس جرم کی سزا مین ہمیشہ کے لئے دوزخی قرار پاکر دنیا سے اوٹھ گئے ۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۚ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا ۝ الَّذِي خَلَقَ

اور بہروسہ کر اس جیتے پر جو نہیں مرتا اور یاد کر اُسکی خوبیان اور وہ بس ہے اپنے بندون کے گناہون سے خبردار جسنے بنائے

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۛ الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا ۝

آسمان اور زمین اور جو کچھہ اُنکے بیچ مین ہے چہہ دن مین پھر قائم ہوا تخت پر وہ بڑی مہربانی اسکی جو اُسکی خبر رکھتا ہو

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۝ ع ۵

اور جب کہے اُنکو سجدہ کرو رحمٰن کو کہین رحمٰن کیا ہے کیا سجدہ کرنے لگین ہم جسکو تو فرماوے اور بڑہتا ہے انکا بدکنا

توکل کے معنے اللہ پر بہروسہ رکھنے کے ہین وعظ و نصیحت پر اجرت لینے کی مناہی فرماکر ان آیتون مین فرمایا اے رسول اللہ کے تم تو اپنے سب کامون کا بہروسہ اللہ پر رکھو کہ اوس کی ذات ہمیشہ رہنے والی ہے اور اللہ کے انتظام مین ہر کام کا وقت مقرر ہے اسواسطے کسی کام کا بہروسہ اللہ کی ذات پر رکھنے کے بعد اگر اوس کام مین کچھہ دیر ہو تو وقت مقررہ تک صبر کرنا چاہیئے تاکہ اللہ پر بھروسہ رکھنے کا اور صبر کا دونون کا اجر ملے صحیح بخاری وغیرہ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ پر بہروسہ رکھنے والے لوگ قیامت کے دن بلا حساب جنت مین جاوینگے بخاری و مسلم مین ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ صبر سے بہتر کوئی چیز دنیا مین انسان کو نہین دی گئی مطلب یہ ہے کہ جب تک آدمی کے مزاج مین صبر نہ ہو تو نہ آدمی گناہ سے بچنے کی برداشت کر سکتا ہے نہ نیک کامون کے کرنے کی یہ تکلیف گوارا کر سکتا ہے کہ مثلاً جاڑہ مین وضو کرے یا گرمی مین روزہ رکھے ۔ ان حدیثون سے توکل اور صبر کی فضیلت اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے اور یہ بات بھی سمجھ مین آجاتی ہے کہ توکل کے لئے صبر لازمی ہے پھر فرمایا اے رسول اللہ کے اللہ تعالی نے تمکو خاتم الانبیا بنانے کی نعمت جو دی ہے اُسکے شکریہ مین تم کثرت سے اللہ کی عبادت کیا کرو صحیح بخاری و مسلم مین مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ تہجد کی نماز مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہان تک کہڑے ہوتے تھے کہ آپکے پیرون پر ورم آجاتا تھا یہ حالت دیکھکر لوگون نے آپ سے کہا کہ حضرت اللہ تعالی نے تو آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ بخشدیئے ہیں پھر آپ عبادت مین اس قدر کوشش کیون کرتے ہین اسکے جواب مین آپ نے فرمایا کیا مین اللہ تعالی کی نعمتون کا شکریہ ادا نہ کرون نبوت کے شکریہ مین کثرت سے عبادت کرنے کا جو حکم ہے اوس کی تعمیل مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس قدر شکر کرتے تھے اسکی تفسیر اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ لوگون کے رات کے عملون کا اعمال نامہ دن سے پہلے اور دن کے عملونکا اعمال نامہ رات سے پہلے اللہ تعالی کے ملاحظہ مین پیش ہو جاتا ہے آگے یہ جو فرمایا کہ لوگون کے سب گناہونکی اللہ کو خبر ہے اسکی تفسیر اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالی

کے علم غیب سے کوئی چیز باہر نہین ہے مگر قیامت کے دن لوگو قائل کرنے اور ہر شخص کو اُس کے عمل یاد کرنے کے لئے ہر روز صبح وشام لوگون کے اعمال نامے اللہ تعالی کے روبرو دین پیش ہو جاتے ہیں قیامت کے دن اون ہی اعمال نامون کے موافق جزا و سزا کا فیصلہ ہو جاویگا آگے فرمایا اللہ تعالی نے چھہ دن مین آسمان وزمین سب کچھہ پیدا کیا سوا سطے آسمان وزمین مین کوئی چیز اُسکے علم سے باہر نہین ہو سکتی اے رسول اللہ کے تم کو جو بات معلوم نہ ہو وہ اللہ ہی سے پوچھو کہ تمام مخلوقات اوسی کی پیدا کی ہوئی ہے اور اوسی کو تمام مخلوقات کا پورا حال معلوم ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو ایک لحہ مین آسمان وزمین سب کچھ پیدا کر دیتا لیکن چھہ دن کی مدت مین آسمان وزمین کے پیدا کرنے مین یہ حکمت ہے کہ انسان اس عادت الٰہی کو سیکھہ کر ہر کام سہولت سے کرے کسی کام مین عادت سے بڑھکر جلدی نہ کرے کہ اس طرح کی جلدی شیطان کی عادت مین داخل ہے چنانچہ مسند ابی یعلی مین انس بن مالک کی صحیح روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر کام مین سہولت عادت الٰہی ہے اور حد سے زیادہ جلدی عادت شیطانی ہے استوا علی العرش اللہ تعالی کی ایک صفت ہے اور اس طرح کی صفات کی آیتین متشابہات کہلاتی ہیں سورہ آل عمران مین گزر چکا ہے کہ اس طرح کی آیتون پر ایمان لانا اور اونکی تفصیلی کیفیت کو علم الٰہی پر منحصر رکھنا صحابہ اور تابعین کا طریقہ ہے اوپر اللہ تعالی کی مہربانیون کا ذکر تھا کہ اوس نے اپنی مہربانی سے انسان کو انسان کی سب ضرورت کی چیزون کو پیدا کیا اور یہ بھی ذکر تھا کہ اللہ تعالی کی مہربانیون اور نعمتون کا شکر یہی ہے کہ خالص دل سے اللہ کی عبادت کرے آخر آیتہ مین فرمایا اللہ تعالی کی مہربانی کی صفت کے سبب سے اوس کا نام رحمان بھی ہے لیکن ان مشرکین مکہ کے روبرو جب اللہ تعالی کا یہ نام لیا جاتا ہے تو یہ لوگ بہت بدکتے ہیں حالانکہ یہ مشرک لوگ اہل کتاب سے ملتے رہتے ہیں جس سے ان کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ توراۃ مین اللہ تعالی کا یہ نام موجود ہے اس آیتہ کے پڑہنے والے اور سننے والے دونون کو یہان سجدہ کرنا چاہیئے۔

منزل ۵

تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا ۝ وَهُوَ الَّذِیْ

بڑی برکت ہے اسکی جسنے بنائے آسمان مین برج اور رکھا اُسمین چراغ اور چاند اجالا کرنیوالا اور وہی ہے

جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ۝

جسنے بنائے رات اور دن بدلتے اُسکے واسطے جو چاہے دہیان رکھنا یا چاہے تسکر کرنا

ان آیتون مین اللہ تعالی نے اپنی قدرت کی ایک اور نشانی بیان فرمائی سورہ یونس اور سورہ الحجر مین گزر چکا ہے کہ آسمان مین بارہ برج ہین اور ہر برج مین تیس تیس درجے سورج ہر روز زمین ایک درجہ کو اور ایک سال مین بارہ برجون کو طے کرتا ہے سورج کے اس دورہ سے جاڑا گرمی برسات کی فصلین ہوتی ہین جس دورہ کو سورج برس دن مین طے کرتا ہے اوسکو چاند اٹھائیس دن مین پورا کرتا ہے اور جس طرح سورج کا دورہ فصلون کے لئے ہے اسی طرح چاند کا دورہ مہینون اور سال کے حساب کے لئے ہے چاند کے دورہ کے حساب سے جو بارہ مہینے پیدا ہوتے ہین اسلام سے پہلے مشرکین مکہ نے اس حساب کو بدل ڈالا تھا علت ابراہیمی مین جو مہینے لڑائی کی ممانعت کے تھے اون مہینون مین اگر لڑائی کی ضرورت پڑجاتی تھی تو مثلاً محرم کا نام صفر رکھکر محرم مین لڑائی جائز کر لیتے تھے سورہ التوبہ مین اس کا ذکر تفصیل سے گزر چکا ہے اور صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابی بکرہ کی یہ حدیث بھی گزر چکی ہے کہ حجۃ الوداع کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس رسم کو موقوف کر دیا اگرچہ بعضے سلف نے برجون کے معنے بڑے تارون کے کئے ہین لیکن حافظ ابوجعفر ابن جریر نے اسی قول کو ترجیح دی ہے کہ برجون کے معنے بڑے مکانون کے ہین سورہ النسا مین برج کا لفظ مکانون کے معنے مین آچکا ہے جس سے حافظ ابوجعفر ابن جریر کی ترجیح صحیح معلوم ہوتی ہے چراغ سے مطلب سورج ہے حسن بصری کے قول کے موافق رات کا دن کے بدلہ مین اور دن کا رات کے بدلہ مین آنے کا یہ مطلب ہے کہ جس شخص کی رات کی کوئی عبادت فوت ہوجاوے تو دن کو اور دن کی کوئی عبادت فوت ہوجاوے تو رات کو اوسے پورا کر لیوے رات دن کے ذکر کے بعد یاد الٰہی اور شکر گزاری کا تذکرہ جو فرمایا اس سے حسن بصری کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے صحیح مسلم مین ابوذر سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی ہر رات کو اپنا رحمت کا ہاتھ اس لئے پھیلاتا ہے کہ دن کا گنہ گار رات کو توبہ کرے تو اللہ تعالی اپنے رحمت کے ہاتھ سے اسکے گناہون کو مٹا دیوے اور دن کو اپنا رحمت کا ہاتھ اسی طرح رات کے گناہون کی معافی کے لئے پھیلاتا ہے رات کا دن کے بدلے اور دن کا رات کے بدلہ مین آنیکا مطلب اس حدیث کے موافق یہ ہے کہ رات کے گناہون کی توبہ کیلے دن اچھا بدلہ ہے اور دن کے گناہون کی توبہ کے لئے رات اچھا بدلہ ہے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝

اور بندے رحمٰن کے جو چلتے ہیں زمین پر دبے پاؤن اور جب بات کرنے لگیں اُنسے بے سمجھ لوگ کہیں صاحب سلام

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ

اور جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے آگے سجدہ میں یا کھڑے اور وہ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے

جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ

ہٹا ہمسے دوزخ کا عذاب بیشک اسکا عذاب بری چمٹی ہے اور وہ بری جگہ ہے ٹھیرنے کی اور بری جگہ رہنے کی اور وہ کہ جب

اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝

خرچ کرنے لگیں نہ اڑا دیں اور نہ تنگی کریں اور ہے اُسکے بیچ ایک سیدھی گزران

وپر ان لوگون کا ذکر تھا جنکے روبرو الرحمٰن کی صفت رحمٰن بیان کی جاتی تھی تو وہ بدکتے تھے ایسے لوگون کے قائل کرنے کے لئے ان آیتون مین اللہ تعالی نے رحمٰن کے بندون کے پتے سے اپنے نیک بندون کی یہ چند صفتین بیان فرمائین کہ وہ لوگ جب زمین پر چلتے پھرتے ہین تو اترا کر نہین چلتے صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچھلی امتون مین سے بعضے اترا کر چلنے والون کو اللہ تعالی نے زمین مین دھنسا دیا ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ زمین پر اترا کر چلنے پھرنے کی عادت اللہ تعالی کو بہت ناپسند ہے اسی واسطے جن لوگون مین یہ عادت نہین ہے ان آیتون مین اللہ تعالی نے انکی تعریف فرمائی ہے پھر فرمایا ان رحمٰن کے بندون مین یہ بھی اچھی عادت ہے کہ جب کوئی ناسمجھ آدمی اُنسے سخت بات کہوے تو وہ نرم جواب سے اوس کو ٹال دیتے ہین صحیح مسلم مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درگزر کرنے والے شخص کی اللہ تعالی عزت بڑھا دیتا ہے اس حدیث سے درگزر کی عادت کا اچھا پن اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے پھر فرمایا ان رحمٰن کے بندون مین یہ بھی اچھی عادت ہے کہ وہ رات

کو نماز پڑھتے رہتے ہین صحیح مسلم مین ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرض نماز کے بعد رات کی نماز کی فضیلت اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے پھر فرمایا ان رحمٰن کے بندون مین یہ بھی عادت ہے کہ وہ دوزخ کے عذاب سے بچنے کی دعا مانگتے رہتے ہیں کیونکہ وہ نہین معلوم ہے کہ دوزخ بڑا ٹھکانہ ہے اور اسکا عذاب سخت ہے صحیح بخاری و مسلم مین ابو ہریرہ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اوسے دوزخ کی آگ سے بچا دیگا اس حدیث سے دوزخ کے عذاب سے بچنے کی دعا کا فائدہ اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے پھر فرمایا ان رحمٰن کے بندون مین یہ بھی عادت ہے کہ وہ اللہ کے دیئے ہوئے مین سے خرچ کرتے وقت اور خرچ کرنے سے ہاتھ کو روکتے وقت شریعت کی حد سے نہین بڑھتے صحیح بخاری و مسلم مین ابو ہریرہؓ سے اور معتبر سند سے مسند امام احمد مین عبد اللہ بن عباس سے جو روایتین ہین اونکا حاصل یہ ہے کہ نیک کام مین خرچ کرنے والون کے مال کے بڑھنے اور ایسے خرچ سے ہاتھ کو روکنے والون کے مال کے گھٹ جانے کے لئے ہر روز اللہ کے دو فرشتے دعا مانگتے رہتے ہیں مگر جس شخص کے ذمہ کسی کا کچھ قرض ہو تو اوسکو چاہیے کہ قرض کی ادائی کے موافق مال بچا کر خیرات کرے آیتون کے مطلب مین اوپر یہ جو بیان کیا گیا کہ خرچ کرنے مین اور خرچ سے ہاتھ کو روکنے مین شریعت کی حد سے نہ بڑھنا چاہیے اسکی تفسیر ان روایتون سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مثلاً کوئی قرضدار ادائے قرضہ کا خیال نہ رکھے اور اپنا سارا مال صدقہ خیرات مین خرچ کر دے تو وہ اس خرچ مین گویا حد شریعت سے بڑھ گیا اسی طرح ہر طرح کی گنجائش کے ہوتے ہوئے جو شخص صدقہ خیرات سے ہاتھ کو روکے گا تو وہ بھی خرچ سے ہاتھ کو روکنے مین یہان تک حد شریعت سے دور جا پڑے گا کہ ایسے شخص کے مال کے گھٹ جانے کی بددعا اللہ کے فرشتون کی زبان سے نکلے گی۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ

اور وہ جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ اور حاکم کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو منع کی اللہ نے مگر جہاں چاہیے

وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۙ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

اور بدکاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ ہے گناہ دونا ہو اوسکو عذاب دن قیامت کے اور

وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ

پڑا رہے اسمیں خوار ہو کر مگر جسنے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک سو انکو بدل دیگا اللہ

سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ

برائیون کی جگہ بھلائیان اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان اور جو کوئی توبہ کرے اور کرے نیک کام سو وہ پھر

اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ

آتا ہے اللہ کیطرف پھر آنیکی جگہ اور وہ جو شامل نہیں ہوتے جھوٹے کام میں اور جب ہو نکلین کہیں کی باتون پر نکلجاویں بزرگی کیساتھ

اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا

اور وہ کہ جب اُنکو سمجھایا ہے اُنکے رب کی باتیں نہ ہو پڑیں اُنپر بہرے اندھے اور وہ جو کہتے ہیں اے رب دے ہمکو

مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ

ہماری عورتونکی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک اور کر ہمکو پرہیزگارونکے آگے اُنکو بدلا ملیگا

الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا

کوٹھونکے اوپر بدلے اسپر کہ ٹھہرے رہے اور لیجائینگے اُنکو وہاں دعا اور سلام آتہم رہا کریں اسمیں خوب جگہ ہے ٹھہرانے کی

وَّمُقَامًا ۝ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاۗؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ۝

اور غیر جگہ رہنے کی ۔ تو کہہ پرواہ نہیں رکھتا میرا رب تمہاری اگر تم نہ پکارا کرو سو تم جھٹلا چکے اب آگے ہوتا ہے بھگتنا

صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اس میں عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت دنیا میں سب سے بڑا گناہ کون سا ہے آپ نے فرمایا کہ جس اللہ نے بندہ کو پیدا کیا ہے ایک تو اوس اللہ کی عبادت یا قدرت میں کسی دوسرے کو شریک ٹھیرانا بڑا گناہ ہے میں نے پوچھا اس کے بعد کونسا گناہ بڑا ہے آپ نے فرمایا تنگدستی کے خوف سے آدمی کا اپنی اولاد کو قتل کر ڈالنا میں نے پوچھا پھر اسکے بعد کونسا گناہ بڑا ہے آپ نے فرمایا پڑوس کی عورت سے بدکاری کرنا آپ کے اس قول کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی بعضے مفسرین نے اس شان نزول میں یہ شبہ جو پیدا کیا ہے کہ آیۃ میں تو عام طور سے قتل اور زنا کا ذکر ہے اور حدیث میں خاص طور پر اولاد کے قتل اور پڑوس کی عورت سے زنا کا ذکر ہے پھر حدیث کی تصدیق آیۃ سے کیونکر نکل سکتی ہے اس کا جواب حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں یہ دیا ہے کہ جب آیۃ سے عام طور کا قتل اور زنا گناہ ٹھہرا اور شریعت میں اولاد کے ساتھ شفقت کرنے کا اور پڑوس کی عزت و حرمت کا پاس رکھنے کا حکم ہے تو اولاد کا قتل کرنا اور پڑوس کی عورت سے بدکاری کا کرنا بہت بڑا گناہ ٹھہرا اس طرح آیۃ سے حدیث کی تصدیق نکل آئی اس آیۃ میں توبہ کے ذکر کا جو ٹکڑا ہے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے صحیح بخاری میں اس ٹکڑے کی شان نزول یوں بیان کی گئی ہے کہ جب اوپر کا ٹکڑا آیۃ کا نازل ہوا تو قریش نے کہا کہ ہم نے تو شرک قتل ناحق سب کچھ کیا ہے پھر ہمارے لئے دائرہ اسلام میں داخل ہونا کیا مفید ہو سکتا ہے اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ توبہ کے ذکر کا ٹکڑا نازل فرمایا اور یہ تو اوپر گزر چکا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اس بات کے قائل ہیں کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل کر ڈالے تو اسکی توبہ قبول نہیں لیکن جمہور سلف کا عقیدہ یہی ہے کہ توبہ سب کی قبول ہوتی ہے فقط اتنا ہے کہ مسلمان کا مسلمان کو قتل کرنا بڑا گناہ ہے اور اسکی توبہ کا قبول کرنا اور قاتل کو بغیر مواخذہ کے بخش دینا اللہ کی مرضی پر منحصر ہے حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ رحمان کے بندوں کی یہ بھی عادت ہے کہ وہ اللہ کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک کرتے ہیں نہ بغیر حکم شریعت کے کسی کے قتل کے درپے ہوتے ہیں حکم شریعت میں ایک تو قاتل کا قتل کرنا بطور قصاص کے آیا ہے یا اوس شخص کا جو اسلام سے پھر جاوے یا یا ہے ہوئے بدکار مرد عورت کا پھر فرمایا ان رحمان کے بندوں کی عادت بدکاری بھی نہیں ہے پھر فرمایا

جو شخص شرک قتل ناحق اور بدکاری میں گرفتار ہوگا اور اسی حال میں مرجاویگا تو ایسا شخص شرک کے سبب سے ہمیشہ دوزخ میں رہیگا اور سوائے شرک کے اور گناہوں کی سزا جدا اوسکو بھگتنی پڑیگی کیونکہ یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ مشرک کی کسیطرح بخشش نہیں ہے ہاں مرنے سے پہلے جو شخص ان باتوں سے توبہ کرے گا اور شرک کو چھوڑکر ایماندار بن جاوے گا اور اپنی توبہ کو سچا کرنے کے لئے توبہ کے بعد نیک کاموں میں مصروف رہیگا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی برائیوں کو اسطرح بھلائیوں سے بدل دے گا کہ ایسے شخص کے شرک کے زمانہ کے سب گناہ معاف کردیگا اور آئندہ گناہوں کی جگہ نیک کاموں کی توفیق دیوے گا کیونکہ اللہ غفور الرحیم ہے فاولئک یبدل اللہ سیاٰتھم حسنات کی یہی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس کے صحیح قول کے موافق ہے جو اوپر بیان کی گئی پھر فرمایا جو شخص خالص دل سے توبہ کرتا ہے اور توبہ کے بعد اپنی توبہ کو سچا کرنے کے لئے نیک کاموں میں لگا رہتا ہے اوسکی توبہ خالص ہے مطلب یہ ہے کہ جو شخص توبہ کے بعد بھی توبہ سے پہلے جیسے کاموں میں لگا رہے گا تو اوسکی توبہ کسی کام کی نہیں متعبہ سند سے طبرانی میں ابوذرؓ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص توبہ کے بعد پورا نیک بنگیا تو اوس کے پچھلے گناہ معاف ہوجاویں گے نہیں تو اگلے پچھلے سب گناہوں کا مواخذہ ہوگا اس حدیث سے وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ مَتَابًا کا مطلب وہی قرار پاتا ہے جو اوپر بیان کیا گیا بری بات یا بری چیز کو اچھی صورت میں ظاہر کرنا اسی کو زور اور جھوٹی بات جھوٹی ہی صورت میں ہو تو اوسکو لغو کہتے ہیں اسمیں شرک اور تہ کی جھوٹی تعظیم اور سب گناہ داخل ہیں اس لئے آگے کی آیتہ کا حاصل مطلب یہ ہے کہ شیطان نے شرک جیسی بری چیز کو اچھی صورت میں ظاہر کیا ہے وہ رحمان کے بندے اوسکو جھوٹی بات جانکر شرک کے پاس نہیں پھٹکتے اور منکر شریعت لوگوں کو خلاف شریعت باتیں کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو لڑائی کا حکم نہ ہونے کے سبب سے درگزر کر جاتے ہیں پھر فرمایا ان رحمان کے بندوں میں یہ بھی اچھی عادت ہے کہ منکر شریعت لوگوں کی طرح دین کی سننے کی باتوں کو بہرے بنکر نہیں سنتے اور آنکھوں سے دیکھنے کی قدرت کی نشانیوں کو اندھے بنکر نہیں دیکھتے بلکہ جو کچھ سنتے اور دیکھتے ہیں ان کے دل پر اوس کا اثر ہوتا ہے پھر فرمایا ان رحمٰن کے بندوں میں ایسے بھی لوگ ہیں جو خود تو دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے ہیں مگر اون کے بیوی بچے ابھی نعمت اسلام سے محروم ہیں اس لئے یہ رحمٰن کے بندے اپنے بیوی بچوں کے حق میں یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ یا اللہ ہم کو ہمارے بیوی بچوں کی طرف سے یہ آنکھوں کی ٹھنڈک دے کہ ہم اپنی آنکھوں سے اونکو ایماندار پرہیزگار دیکھ لیں اور ہم کو اون پرہیزگاروں کا امام اور پیشوا بنا دے مطلب یہ ہے کہ ہمکو پرہیزگاری کی زیادہ توفیق دے تاکہ ہمارے بیوی بچے ایماندار اور پرہیزگار بن جانے کے بعد زیادہ پرہیزگاری کی باتیں ہم سے سیکھیں آگے ان رحمٰن کے بندوں کا بھی انجام بیان فرمایا کہ انہوں نے دنیا میں دین کی پابندی کے سبب سے طرح طرح کی تکلیفیں جو اوٹھائی تھیں اوس کے بدلہ میں ان کو جنت میں جہاں دنکو وارا دینے محل دیئے جاویں گے عباد بن الصامت کی ترمذی وغیرہ کی صحیح روایت کے حوالہ سے اس تفسیر میں یہ کئی جگہ بیان کردیا گیا ہے کہ جنت کے سو درجے

ہیں اور نیچے کے درجے سے اوپر کے درجے تک پانسو برس کے راستہ کا فاصلہ ہے صحیح بخاری و مسلم میں ابو سعید خدری کی روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جنت کے نیچے کے درجے والے لوگوں کو اوپر کے درجہ کے لوگ اسطرح نظر آویں گے جسطرح زمین پر سے آسمان کے تارے نظر آتے ہیں اس حدیث سے جنت کے محلوں کی بلندی اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے سورۃ الغاشیہ اور سورۃ الزمر کی آیتوں کا حاصل یہ ہے کہ جب جنتی لوگ جنت میں جانے لگیں گے تو جنت پر نعمات فرشتے جنتیوں کے استقبال کے لئے جنت کے دروازہ پر آن کھڑے ہوں گے اور سلام علیکم کے بعد جنت میں داخل ہونے اور وہاں ہمیشہ رہنے کی جنتیوں کو مبارکباد دیویں گے اور یہ کہویں گے کہ دنیا میں جس جنت کے لئے کام کئے وہ تمہارے اوس جنت میں داخل ہونے کا دن ہے سورہ الانبیا اور سورۃ الزمر کی آیتیں یلقون فیہا تحیۃ وسلاما کی گویا تفسیر ہے صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنتی لوگ جنت میں داخل ہو جاویں گے تو اللہ کے فرشتے ڈھنڈورے کے طور پر پکار پکار کہویں گے کہ اب تو تم لوگ ہمیشہ صحت و سلامتی سے اس عیش و آرام میں رہو گے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ جنتیوں کو جنت میں ہمیشہ رہنے کا حکم قیامت کے دن ڈھنڈورے کے طور پر سنا دیا جاوے گا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انسؓ بن مالک کی حدیث کئی جگہ گذر چکی ہے کہ جنت میں تھوڑی سی جگہ تمام دنیا سے بہتر ہے یہ حدیث جنت مستقر و مقاما کی گویا تفسیر ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے معاذؓ بن جبل کے روایت کئی جگہ گذر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اوسکی عبادت میں کسی غیر کو شریک نہ کریں اس حق کے پورا ہو جانے کے بعد بندوں کا حق اللہ پر یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اون کو دوزخ کے عذاب سے بچاوے اس حدیث کو آخری آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ یہ مشرکین مکہ اللہ کی عبادت میں غیروں کو جو شریک کرتے ہیں اور اللہ کے کلام اور اوس کے رسول کو جھٹلاتے ہیں تو انکا اللہ پر کچھ یہ حق نہیں ہے کہ اللہ ان کو دوزخ کے عذاب سے بچاوے اسواسطے اللہ کو ان کے ہمیشہ دوزخ میں جلنے کی کچھ پروا نہیں مشرکین میں کے بڑے بڑے کلام الٰہی اور اللہ کے رسول کے جھٹلانے والوں پر دنیا اور آخرت کا یہ عذاب بدر کی لڑائی میں آیا کہ اس لڑائی میں یہ لوگ دنیا میں بڑی ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت میں گرفتار ہو گئے جس عذاب کے جتانے کے لئے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے اللہ کے وعدہ کو سچا پالیا چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کی انسؓ بن مالک کی روایت سے یہ بدر کی لڑائی کا قصہ کئی جگہ گذر چکا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ اکثر سلف نے لزاما کے وعدہ کا ظہور اسی بدر کی لڑائی کو قرار دیا ہے اور شاہ صاحب نے ترجمہ میں اسی قول کو لیکر لزاما کا ترجمہ بنھٹیا کیا اور فائدہ میں اوسکا مطلب لڑائی کا بتلایا ہے سلف کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ لزاما کے معنے لازمی اور دائمی عذاب کے ہیں جسکا ظہور مشرکین مکہ میں کے بڑے بڑے سرکش سرداروں کے حق میں بدر کی لڑائی کے وقت ہوا سورۂ فرقان ختم ہوئی ۔

مختصر فہرست کتب از افضل الاخبار بک ایجنسی دہلی

بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام عربی مع اردو ترجمہ

مصنفہ علامہ شیخ ابن حجر عسقلانی رح جو متون حدیث میں ایک نہایت مشہور و مقبول متن ہے بڑی محنت اور جانفشانی سے مرتب کیا ہوا مدت سے چھپنے وقت ان چند منصوری اور ضعیف باتوں کی رعایت لکھنی ہو جو کسی مطبع نے اسکے چھاپنے میں نہیں کی تھی سب سے بڑی مفید بات یہ ہے کہ کتاب کی تہذیب تحشی ایسی عربی سے لکھی گئی ہے بیان سے باہر ہے۔ علامہ زمن جناب مولوی حاجی سید احمد حسن صاحب سابق اصل تعلقہ دار حیدرآباد و رئیس دہلی نے اسکی تحشی و تہذیب میں جو محنت اٹھائی ہے اُسکا اندازہ تو کتاب کے پڑھنے ہی سے ہوگا لیکن ہم ملا یدرک کلہ لا یدرک کلہ عوشی کی چند خوبیاں مختصر عرض کیدیتے ہیں (۱) جن کتابوں کی احادیث متن میں نقل کیگئی ہے مؤلف نے ان سبکو بولکر انتقاد کے خیال سے متن میں نام نہیں بتلایا تمامیں حواشی میں نشر کرکے نام بتلادیا ہے تاکہ حدیث کی تخریج پوری ہو جاوے (۲) بعض جگہ مؤلف نے مجمل طور پر کہدیا ہے کہ ضعیف ہے بتلایا تاکہ سبب کچھ نہیں بتلایا تمامیں حواشی میں ضعف کے سبب کی پوری تفصیل کردیگئی ہے (۳) کسی ضعیف حدیث کی تقویت جاننے کے دوسری حدیث سے مگر متن حدیث میں کمی بیشی ہوگئی ہے تاکہ صحت حدیث میں کمی حالت متقوم باقی نہ رہے (۴) بعض کے خیال سے متن میں مؤلف نے کچھ بیشی کو اور ہی نقل کیا تھا تو اسکو برقرار رکھا گیا ہے (۵) متن کی دو حدیثوں میں جہاں تعارض تھا اسکو اچھی طرح رفع کردیا گیا ہے اور جمع بین الصحیحین کی اصل بیان کردیگئی ہے (۶) مجتہدین نے جہاں جس بیشی سے کچھ استدلال کیا تھا وہ بیان کردیا گیا ہے (۷) متن کی شرح کے علاوہ حدیث کی دس بارہ اور کتابوں سے مدد لیکر متن کو اس طرح حل کردیا ہے کہ طلبہ کو مطلب سمجھنے میں بہت آسانی ہوگئی (۸) مسئلہ کے تمام غریب لفظ کے نیچے معنی واضح لکھ دیا گیا (۹) ہر کتاب کے شروع میں مقدمہ مطلب کا لکھا ہوا حواشی کے قبول کے آخر میں الحکام کا نام لکھ دیا ہے تاکہ ضرورت کے وقت اصل کتاب مدد لے کے (۱۰) ہندی مترجم اس متن قول بلوغ المرام کا ترجمہ اردو میں کیا ہے تاکہ طلبہ کو سمجھنے میں آسانی ہو

عمل بلوغ المرام ہو جاوے (۱۱) حواشی کے دیکھنے میں ایک خانہ لکھ دیا ہے جس میں کتاب مذکور کے متعلق ضروری مسائل لکھے ہیں

مصنفہ علامہ شیخ ابن حجر عسقلانی رح جو متون حدیث میں ایک نہایت مشہور و مقبول متن ہے بڑی محنت اور جانفشانی سے مرتب کیا ہوا مدت سے چھپتا چلا آرہا تھا مگر اس وقت ان چند منصوری اور ضعیف باتوں کی رعایت نہیں کی گئی تھی جو کسی مطبع نے اسکے چھاپنے میں کی ہے سب سے بڑی مفید بات یہ ہے کہ کتاب کی تہذیب تحشی ایسی عربی سے لکھی گئی ہے بیان سے باہر ہے۔ علامہ زمن جناب مولوی حاجی سید احمد حسن صاحب سابق اصل تعلقہ دار حیدرآباد و رئیس دہلی نے اسکی تحشی و تہذیب میں جو محنت اٹھائی ہے اُسکا اندازہ تو کتاب کے پڑھنے ہی سے ہوگا لیکن ہم ملا یدرک کلہ لا یدرک کلہ عوشی کی چند خوبیاں مختصر عرض کیدیتے ہیں (۱) جن کتابوں کی احادیث متن میں نقل کیگئی ہے مؤلف نے ان سبکو بولکر انتقاد کے خیال سے متن میں نام نہیں بتلایا تمامیں حواشی میں نشر کرکے نام بتلادیا ہے تاکہ حدیث کی تخریج پوری ہو جاوے (۲) بعض جگہ مؤلف نے مجمل طور پر کہدیا ہے کہ ضعیف ہے بتلایا تاکہ سبب کچھ نہیں بتلایا تمامیں حواشی میں ضعف کے سبب کی پوری تفصیل کردیگئی ہے (۳) کسی ضعیف حدیث کی تقویت جاننے کے دوسری حدیث سے مگر متن حدیث میں کمی بیشی ہوگئی ہے تاکہ صحت حدیث میں کمی حالت متقوم باقی نہ رہے (۴) بعض کے خیال سے متن میں مؤلف نے کچھ بیشی کو اور ہی نقل کیا تھا تو اسکو برقرار رکھا گیا ہے (۵) متن کی دو حدیثوں میں جہاں تعارض تھا اسکو اچھی طرح رفع کردیا گیا ہے اور جمع بین الصحیحین کی اصل بیان کردیگئی ہے (۶) مجتہدین نے جہاں جس بیشی سے کچھ استدلال کیا تھا وہ بیان کردیا گیا ہے (۷) متن کی شرح کے علاوہ حدیث کی دس بارہ اور کتابوں سے مدد لیکر متن کو اس طرح حل کردیا ہے کہ طلبہ کو مطلب سمجھنے میں بہت آسانی ہوگئی (۸) مسئلہ کے تمام غریب لفظ کے نیچے معنی واضح لکھ دیا گیا (۹) ہر کتاب کے شروع میں مقدمہ مطلب کا لکھا ہوا حواشی کے قبول کے آخر میں الحکام کا نام لکھ دیا ہے تاکہ ضرورت کے وقت اصل کتاب مدد لے کے (۱۰) ہندی مترجم اس متن قول بلوغ المرام کا ترجمہ اردو میں کیا ہے تاکہ طلبہ کو سمجھنے میں آسانی ہو

عمل بلوغ المرام ہو جاوے (۱۱) حواشی کے دیکھنے میں ایک خانہ لکھ دیا ہے جس میں کتاب مذکور کے متعلق ضروری مسائل لکھے ہیں

منیجر افضل الاخبار دہلی سے طلب فرمائیں

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی ۔مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

عجائب خانہ

جامعہ عثمانیہ